ماہوار میگزین

# مربی

نئی دہلی

ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی

ماہنامہ

# پیامبر نئی دہلی

جلد اول　　ستمبر سنہ ۱۹۴۸ء　　شمارہ سوم

## "پیامبر"

پیامبر۔ ہند و برما کا ماہوار رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینہ کی تیسری تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

پیامبر۔ دنیا کو ایک عظیم الشان موعود کی آمد کی خوش خبری سناتا ہے جس کی تمام اقوام منتظر تھیں۔

پیامبر۔ جملہ مذاہب بالخصوص دین بہائی کے متعلق بصیرت افروز معلومات پیش کرتا ہے۔

پیامبر۔ نہایت مدلل طور پر بتاتا ہے کہ یہ زمانہ بیحد نازک ہے اور زمانہ شناس لوگ اچھی طرح واقف ہیں کہ جملہ قدیم مذاہب کے پیش کئے ہوئے تمدن و تہذیب کے قوانین عملی طور پر محو و بے اثر اور ملیامیٹ ہو رہے ہیں۔ دنیا اس وقت ایک جدید تمدن، نئی تہذیب کی تلاش اور صحیح راہِ عمل کی جستجو میں سرگردان ہے۔ یہ مقصد صرف "دین بہائی" کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

پیامبر۔ ہر شخص کو ایسے مذہبی مضامین بھیجنے کی دعوت دیتا ہے جو مہذب اور باہمی الفت و محبت پیدا کرنیوالے ہوں اور جن کا لہجہ قطعی دل آزار نہ ہو۔

پیامبر کے متعلق جملہ خطوط اور مضامین بنام ایڈیٹر رسالہ پیامبر پوسٹ بکس نمبر ۱۹ نئی دہلی آنے چاہئیں

پیامبر کی قیمت سالانہ تین روپئے ہے جو مسٹر اسفندیار بختیاری کارنر ہاؤس پریڈی کیمپ کراچی کے پتہ پر بھیجنی چاہیے۔

مینجر رسالہ پیامبر پوسٹ بکس نمبر ۱۹ نئی دہلی

# قتل و موت منافی رسالت نہیں

ایک عالم اس بات کے قائل ہیں کہ سچا رسول قتل نہیں ہوسکتا اگر مدعی رسالت قتل ہوجائے تو وہ جھوٹا ثابت ہوگا اس اعتقاد پر یہ سوال اٹھایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں کا یہ دعویٰ اور اعتقاد ہے کہ "إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ" ہم نے عیسیٰ ابن مریم مدعی رسالت کو قتل کردیا ہے۔ عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب دیکر مار ڈالا۔ مخالف اور موافق دونوں جماعتیں متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح صلیب دیکر مار ڈالے گئے بجبکہ مسیح کے قتل پر دوست دشمن کا پورا اتفاق ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں کو جب یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ مدعی رسالت قتل ہوگئے اور اس بات میں عیسائیوں کو بھی اختلاف نہیں تو اب قتل ہوجانے پر حضرت عیسیٰ جھوٹے مدعی رسالت ثابت ہوئے۔ اگر یہ نہیں کہہ سکتے تو یہ کہنا پڑیگا کہ قتل ہوجانا رسالت کے منافی نہیں اس سوال کے جواب میں قتل کو منافی رسالت سمجھنے والے عالم صاحب نے فرمایا کہ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے یہ حقیقت کھولدی ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوسکتے اور اب تو یہ بات خوب ثابت ہوگئی ہے اس جواب پر جرح کیگئی کہ یہودیوں کو یہ یقین تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو مار ڈالا ہے و ابھی یہ بات پوری نہ ہوتے پائی تھی کہ قتل کو منافی رسالت سمجھنے والے عالم نے فرمایا۔ قرآن مجید میں لکھا ہے۔ "إِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ" (کوئی یہودی ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کردیا۔) اس پر پوچھا گیا کیا اہل کتاب صرف یہودیوں کو کہتے ہیں۔ عالم صاحب نے فرمایا نہیں عیسائی بھی اہل کتاب ہیں۔ کہا گیا تو معنے یہ ہوئے کہ ہر ایک یہودی اور ہر ایک عیسائی اس بات کو اپنے آخری سانس تک مانتا رہیگا کہ حضرت عیسیٰ مقتول و مصلوب ہوئے اب اس بات سے سوال اور بھی سخت ہوجاتا ہے کہ جب قرآن مجید کے نزول تک یہ بات دونوں فریق متفقہ طور پر مانتے رہے کہ حضرت عیسیٰ مقتول و مصلوب ہوئے اور خدا نے بھی قرآن مجید کے نازل ہونے تک یہ بات یہودیوں پر پوشیدہ رکھی کہ حضرت مسیح قتل نہیں ہوئے تو اب فرمائیے کہ اس اعتقاد کے مطابق کہ جو مدعی رسالت قتل ہوجائے وہ جھوٹا ہے یہودی حضرت عیسیٰ کو جھوٹا کہنے اور جھوٹا سمجھنے میں حق بجانب رہے قتل کو منافی رسالت سمجھنے کا یہ نتیجہ ہے پھر اب بتائیے کہ یہودیوں پر حضرت مسیح کی صداقت کیسے ثابت ہو اور جب معلوم ہوگیا کہ جھوٹا نبی قتل ہوتا ہے اور حضرت مسیح قتل ہوئے اور حضرت مسیح کا قتل نہ ہونا قرآن مجید کے زمانے میں ظاہر ہوا تو اتنے عرصے تک یہودی حضرت مسیح کو قبول نہ کرکے بھی حق بجانب ثابت ہوئے۔ اس کا جواب قتل کو منافی رسالت سمجھنے والے عالم صاحب کچھ نہ دے سکے اور آئندہ غور کرنے کا وعدہ کیا۔

---

# رسول کی پشت پر مہر نبوت!

ایک پڑھے لکھے بزرگ تشریف لائے بہائی مبلغ سے دینی گفتگو شروع فرمائی سچے پیغمبر کی پہچان کے متعلق سلسلہ کلام میں بہائی مبلغ نے کہا کہ سچے پیغمبر کو پہچاننا آسان ہے آج تک جس طرح ہمیشہ سچے پیغمبروں کو ایک مقررہ معیار سے شناخت کرتے آئے ہیں اب بھی حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کو اسی معیار شناخت سے پہچان سکتے ہیں۔ اچھا فرمائیے آپ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول تسلیم کرتے ہیں آپ نے کس طرح اور کس معیار سے آنحضور کو سچا قبول کیا ہے وہ کیا دلیل ہے بیان فرمائیے سن رسیدہ بزرگ نے فرمایا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر خدا کی طرف سے مہر نبوت لگی ہوئی تھی جس میں لکھا تھا "محمد رسول اللہ" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا ہیں یہ ثبوت تھا آپ کے رسول برحق ہونے کا اور ایک راہب عیسائی نے اپنی کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ آنحضور کی پیٹھ پر مہر نبوت ہوگی تو اس نے حضور سے عرض کیا کہ مجھے اپنی پشت مبارک کھول کر دکھائیے حضور نے اپنا کرتہ اٹھا کر پشت مبارک دکھا دی اس مہر نبوت کو دیکھکر اس نے فوراً چوم لیا اور فوراً کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گیا عرض کیا گیا یہ بے ثبوت روایت ہے اور اگر آج کوئی غیر مسلم رسول اکرم کی دلیل صداقت آپ سے پوچھے تو کیا آپ یہی روایت سنا کر اسے مطمئن کر سکتے ہیں؟ اور بس وہ اس بات سے ایمان لا سکتا ہے؟ اور یہ بھی فرمائیگا کہ کیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر لوگوں کو پشت مبارک کھول کھول کر مہر نبوت دکھا دکھا کر اپنی رسالت منوایا کرتے تھے اس ایک روایت کے سوا جس میں ایک راہب کے ایمان لانے کا ذکر ہے اور کوئی کبھی مہر نبوت دیکھکر کیوں ایمان نہیں لایا اور قرآن شریف میں خدا نے اس مہر نبوت کا ذکر ایک دفعہ بھی نہیں کیا پھر ان پڑھ لوگ جو مہر نبوت کو نہ پڑھ سکتے تھے کیسے ایمان لاتے تھے یا جو لوگ عربی رسم الخط کو نہ پڑھ سکتے ہوں انہیں کیسے یقین آتا تھا کہ اس میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور یہ کیسے ثابت ہوتا تھا کہ یہ حروف خدا کی طرف سے لکھے ہوئے ہیں خود کسی طرح نہیں لکھوائے گئے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ دعویٰ نبوت سے پہلے کسی نے یہ مہر نبوت نہ دیکھی تھی تو بچپن سے ہوگی۔ لوگ دیکھکر بچپن ہی سے آنحضور کو رسول کہنے لگتے

آہ امت کی غفلت اس حد تک پہونچی ہے کہ رسالت رسول کی دلیل بھی یاد نہیں رہی اور ایسی بے بنیاد بات کو دلیل سمجھ لیا ہے! ایک مرتبہ لکھنؤ میں بھی ایک شیعہ خاتون نے ایک بہائی خاتون سے یہی کہا تھا کہ رسول کی سچائی کا نشان پشت پر مہر نبوت تھی بہائی خاتون نے کہا تھا کہ آپ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی سچا نبی سمجھتی ہیں یا نہیں شیعہ خاتون نے کہا کہ ہاں وہ سچے رسول تھے بہائی خاتون نے کہا کہ آپ کی دلیل سے تو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سچے رسول نہ ہوئے کیونکہ ان کی پیٹھوں پر تو مہر نبوت نہیں تھی۔ شیعہ خانم حیران اور خاموش ہو کر رہ گئیں

# کشمیر میں دعوت و بشارت

دین بہائی کے مبشر و مبلغ جناب اسفندیار بختیاری آف کراچی اور مولوی فاضل سید محفوظ الحق علمی اڈیٹر ماہنامہ پیامبر دہلی۔ سرینگر میں وارد ہوئے ہیں۔ جناب ڈاکٹر ایم اے صمدانی بھی عنقریب آنیوالے ہیں۔ ہری سنگھ ہائی سٹریٹ میں ایک بالاخانے پر دفتر بہائی ۵ و ۲۰ اگست تک کھلا رہیگا اس جگہ ہر روز صبح آٹھ بجے سے نو بجے تک دعا و مناجات ہوتی ہے نئے کلام الٰہی کا درس دیا جاتا ہے۔ نیز قرآن مجید اور دیگر کتب مقدسہ کے اسرار سمجھائے جاتے ہیں نو بجے سے دس بجے تک ہر قوم اور ہر مذہب کے دوستوں کو تحقیقات و سوالات کا موقع دیا جاتا ہے ہر اتوار کو ۸ بجے سے ۹ بجے تک کسی خاص مضمون پر لکچر ہوتا ہے نئی زندگی کا پیغام سننے کیلئے دفتر بہائی ہری سنگھ ہائی سٹریٹ میں ضرور تشریف لائیے مرحبا خوش آمدید۔ ناظم دفتر بہائی -

مندرجہ بالا اعلان سرینگر میں بصورت پوسٹر جا بجا چسپاں کیا گیا اور ۲ جولائی سے ۵ و ۲۰ اگست تک یا مشتہرہ پروگرام کے مطابق ہر روز مجلس منعقد ہوتی رہی جناب

اسفندیار بختیاری مناجات سے مجلس کا آغاز کرتے رہے پھر کوئی لوح فارسی یا عربی
مدیر پیامبر تلاوت کرکے ترجمہ و تشریح کرتے تھے ہر روز سامعین شوق سے آتے تھے
۲۱ اگست کو جناب ایم اے صمدانی بھی دہلی سے سرینگر پہونچ گئے مجلس میں
مولوی ابوالعطاء مولوی فاضل مبلغ قادیان بھی آتے تھے اور سوالات کرتے تھے
مولوی محمد عمر الدین صاحب شملوی مبلغ جماعت احمدیہ لاہور بھی آتے رہے دونوں
صاحبان نے بعض مسائل پر مفصل تقریریں بھی کیں جن کے مفصل جوابات دئے گئے
دس بجے کے بعد رات کو ۹ بجے تک بھی متفرق اوقات میں لوگ دریافت امراللہ کیلئے
آتے رہے دو مرتبہ ضیافت نوزدہ روزہ دوستوں نے مل کر منائی۔ جناب اسفندیار

بختیاری اور مسز بختیاری نے سرینگر کے بارہ گرلز اسکولوں میں جاکر لڑکیوں اور استادوں
کے سامنے امراللہ کا ذکر کیا اور نطق کے بعد ہر اسکول میں تمام لڑکیوں کو ایک
کتابچہ "طریق زندگی" دیا۔ جو حضرت عبدالبہاء کا ایک پیغام مبارک ہے
نیز ہر اسکول کی لڑکیوں کو مشقی کاپیاں بھی تقسیم فرمائیں
۲۸ اگست کو جناب اسفندیار بختیاری سری نگر سے باہر مقام مانوس بل
تشریف لیگئے۔ جہاں بوائے سکاٹ کا کیمپ ہے۔ ملاقات ہوئی لکچر
ہوا۔ کتب لائبریری کے لئے دی گئیں۔ یہاں سے آپ کو دعوت دی
گئی تھی۔

# دُنیا میں آزادیٔ نسواں کی پہلی علمبردار قرۃ العین

از محترمہ شیریں خانم فوجدار

ایک ایسے عہد میں جبکہ عورتیں بے چون و چرا اپنے وہ تمام حقوق آزادی کیساتھ حاصل
کئے ہوئے ہیں جن کا گذشتہ صدی میں نام تک نہ تھا ایک ایسی عورت کی سوانحعمری کا
مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جس نے اپنے لئے آزادی نسواں کی علمبرداری کا دائمی
نام پیدا کیا ہو۔ گذشتہ صدی تک صنف نازک کی غفلت، مذہبی توہم اور
مردوں کے جبر نے عورتوں کو پوری غلامی سے عالم میں رکھا ۱۸۴۴ء میں ملک ایران
میں ایک روحانی انقلاب جو کہ اب عام طور پر تحریک بہائی کے نام سے موسوم ہے
شروع ہوا اسوقت ایران مشرق کا بدترین ملک مانا جاتا تھا۔ اس تحریک کے نتائج
نہایت ہی موثر ثابت ہوئے اور اس نے پرانی شاندار تہذیب کے توہین آمیز یادگار رسم
کی کھوکھلی عمارت کی بنیادیں جڑ سے ہلا ڈالیں
اس تحریک سے ۲۵ سال قبل قزوین کے ایک بزرگ ملا صالح کے معزز خاندان
میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زرین تاج رکھا گیا لیکن بعد میں وہ قرۃ العین (آنکھوں
کی ٹھنڈک) کے نام سے مشہور ہوئیں جوں جوں وہ بڑی ہوئیں یہ معلوم ہوا کہ حسن خداداد
کے علاوہ قدرت نے اسکو بلند ذکاوت بھی عطا کی ہے حالانکہ تعلیم نسواں کا اسوقت
رواج نہ تھا لیکن انکے والد نے جو خود ایک مشہور متبحر عالم تھے انکی تعلیم و تربیت شروع
کی بڑی قابلیت سے انھوں نے اس کام کو انجام دیا۔ اور چند ہی سال میں انکی
محنت کو کامیابی کا تاج نصیب ہوا۔
ملک کے رواج کے مطابق قرۃ العین کی شادی تیرہ سال کی چھوٹی ہی عمر میں
اُن کے چچازاد بھائی سے کردیگئی اُن کے شوہر ملا محمد اسلام کے بڑے عالم تھے
قرۃ العین چونکہ بچپن سے ہی مذہب سے محبت رکھتی تھی انھوں نے اپنا مذہبی
شادی کے بعد بھی جاری رکھا۔ آپکی معلومات بڑھانے کیلئے مختلف صوبوں کے
مشہور علماء بلائے جاتے اور پس پردہ بیٹھکر قرۃ العین نے ایسا علم حاصل کیا
وہ اپنے استادوں سے بھی بازی لے گئیں ۱۸۴۳ء میں مستقبل میں کسی منجی کی آمد کے
متعلق پرانی پیشینگوئیوں کا صاف اور واضح مطلب سمجھنے اور معلوم کرنیکی کوشش
کے دوران میں آپنے خواب میں کچھ بلندی پر ایک خوبصورت نوجوان کو ہوا
بادلے دیکھا اور آیات تلاوت کرتے سنا ان آیات کو اتنا صاف سنا تھا کہ
جاگنے پر ان آیات کو موصوفہ نے اپنی ڈائری میں قلمبند کر لیا۔
اس واقعہ کے کئی ماہ بعد انھوں نے اپنے ایک دوست سے سنا کہ منجی موعود
مبعوث ہوگئے ہیں۔ یہ دوست بھی اسی شیخی عقائد کی جماعت سے تعلق رکھتا تھا

جسکی قرۃ العین بھی ہمخیال تھیں یہ جماعت مغربی طرائیٹس کیطرح کسی آنیوالے مسیحی کی منتظر تھی۔ قرۃ العین نے اس نئے مسیحی کی جو باب (دروازہ) کے نام سے معروف تھے تمام تصانیف کا مطالعہ کیا ان میں انکو وہی آیت جو خواب میں نظر آنیوالے نوجوان نے پڑھی تھی نظر پڑی۔ حضرت باب کا حلیہ دوست کی زبانی سنکر انکو محسوس ہوگیا کہ وہ انکو خواب میں نظر آئے اور خدا نے اپنے فضل سے انکو اولین پیرووں میں شامل کر لیا ہے۔ انکی خوشی کی کوئی حد نہ رہی جب انکو یہ معلوم ہوگیا کہ سالہا سال کی انکی جستجو اور تلاش رائگاں نہ گئی اسطرح پر قرۃ العین پہلی عورت تھیں جو اس نئے مذہب پر ایمان لائیں۔

اس تحریک کے اصول میں جو عام برادری۔ عام تعلیم۔ مرد و عورت کے مساوی حقوق۔ اقتصادی مسائل کا روحانی حل۔ عالمگیر مذہب۔ عالمگیر امن۔ بین الاقوامی عدالت تھے۔ قرۃ العین کو عورتوں کو جو درجہ دیا گیا تھا وہ بہت ہی پسند آیا۔ اس تبدیلی سے حرم کی ایک پردہ نشین ایک روحانی آمیزن بنگئی جس کا ثانی دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتا۔ قرۃ العین ایک کامل روحانی اور پاک عورت تھی جو اپنے سابق مذہب اسلام کے قوانین کی پابند تھی جس نے مردوں کو عورتوں کا محافظ بنایا۔ لیکن دین بہائی نے عورتوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں مساویانہ حقوق دئے۔ قرۃ العین اب ہرگز بھی عورتوں کیلئے کوئی ادنیٰ درجہ قبول کرنیکو تیار نہ تھی اس نے یہ محسوس کیا کہ اسکا فرض ہے کہ اپنے ملک کی عورتوں کو اپنے حقوق کے بارے میں بیدار کرے اور ان حقوق کو حاصل کرنیکے لئے سرگرم عمل کرے۔ ایک کٹر مُلا کی لڑکی اور متعصب شوہر کی بیوی ہونیکی وجہ سے اسکی تبدیلی مذہب نے خاندان میں ایک ایسے اضطراب کی آگ بھڑکا دی جو کبھی ٹھنڈی نہ ہوئی۔ اپنے پردے کیساتھ ساتھ اپنے دقیانوسی عقائد کو خیرباد کہکر وہ گھر کی چاردیواری سے نکل آئی اور ایران کے صوبوں میں دورہ کیا اس کے علم و لیاقت کی شہرت بہت جلد پھیل گئی اور مشہور مولوی جنکو بحث میں ہرا دینے کا فخر تھا منہ کی کھا گئے۔ قرۃ العین کو قدرت نے شاعرانہ خوبیاں بھی عطا کی تھیں اور اسکا کلام اب فارسی ادب میں بے مثل ہے اسکے سفر کے دوران میں ایران کے بعض صوبوں میں اس کا شاہانہ استقبال کیا گیا اور بعض میں مُلانوں کی بھڑکاوٹ سے سنگساری کی گئی اور اس کا مضحکہ بنایا گیا لیکن اس سے نہ ڈرتے ہوئے اس نے اپنے ہمجنسوں کی آزادی کیلئے اپنا کام برابر جاری رکھا ہزاروں اسکے ہم عقیدہ بنگئے اور اسکے لئے اپنی جان بھی دریغ نہ کرتے تھے ملاؤں نے اسپر کفر کا فتویٰ دیدیا اور اسکی تحریک کو اپنی طاقت اور مرتبہ کے منافی سمجھکر اسکے باپ کو حکم دیا کہ اسکے ساتھ سختی کرے۔ قرۃ العین کو اس کے باپ کے گھر واپس لایا گیا اور ایک پاک قیدی کی حالت میں اسپر سخت نگرانی کیگئی اس کے باپ چچا شوہر نے اسکو طلاق دیکر اس کے بچوں کو اس سے چھین لیا چند ماہ بعد اسکے باپ کے مکان کو غیر محفوظ سمجھکر قرۃ العین کے ہمراہیوں نے اسکو وہاں سے مخلصی دلائی آزادی حاصل کر لینے کے بعد قرۃ العین ایکدفعہ پھر جگہ جگہ پھرتے ہوئے عورتوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہوئے اور اپنی آزادی کی جدوجہد کیلئے سرگرم عمل پائی گئی اپنے ہمجنسوں کی آزادی کیلئے شاہ ایران سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اس امید میں کہ شاید اسکا ہمخیال بنجائے۔ ناصرالدین شاہ ایسی عورت سے جس کے علم اور حسن کا شہرہ ایک عام تذکرہ بنا ہوا تھا ملنے کا بہت آرزومند تھا۔ ملنے کیوقت تمام دربار وزراء درباریوں دیگر دوسروں سے بھرا ہوا تھا بادشاہ تخت طاؤس پر رونق افروز تھا اس کے پیچھے اسکی بڈھی ماں بھاری برقعہ پہنے بیٹھی تھی دیوانخانہ کے آخری دروازہ سے ایک عورت بڑی شان و شوکت کیساتھ شاہی حضوری میں داخل ہوئی اسکا چہرہ بے نقاب تھا تمام لوگوں کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے حسن کی داد دے رہے تھے اس پر رعب ہستی کے تعارف کرانیکی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہی قرۃ العین تھی بغیر کسی گھبراہٹ کے بادشاہ سے یوں مخاطب ہوئی تھیں: "میں بہت خوش ہوں کہ آج اپنے بادشاہ کے حضور میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنے کیلئے کھڑی ہوئی ہوں میں آج یہ اعلان کرنے کیلئے آئی ہوں کہ عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر ہیں وہ دن دور نہیں ہے جبکہ عورتیں بنی نوع انسان کی ترقی کی شاہراہ پر مردوں کے دوش بدوش اور حکومت کے معاملات میں سرگرمی سے حصہ لینگی جنکی تفریق بے انصافی اور کجروی پر منحصر ہے" یہ کہکر قرۃ العین خاموش ہوگئی لیکن اسکی آواز [illegible] میں گونج رہی تھی۔ حاضرین میں نہ صرف ہمرتبہ بلکہ بہت بلند مرتبہ معلوم ہوتی تھی اسکی تقریر کا اثر بادشاہ کے چہرہ کی مسکراہٹ سے صاف معلوم ہوتا تھا لیکن اسکی بڈھی ماں جو تخت کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی اس سحر کار اثر سے پریشان ہوئی اور قرۃ العین کو دبانے

سے ایکدم باہر کرنے کا حکم دیا۔

اسکے بعد بادشاہ نے ملاؤں کو حکم دیا کہ اُسکو اپنے مشن کی تبلیغ میں نہ ستائیں اور بعض مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ قرۃ العین سے شادی کی درخواست بھی کی لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ کے اس حکم نے اُسکے ہمخیالوں کو ستانے سے ملاؤں کو باز رکھا تاہم سرزمین ایران پر اُن ہزاروں بے گناہ مرد اور عورتوں کیلئے جن کا جرم صرف سوسائٹی میں انقلاب پیدا کرنا تھا سخت سے سخت ترین مصائب ٹوٹ پڑے قرۃ العین کا اثر ملک میں روز بروز بڑھتا جا رہا تھا اُس کے کلام نے لوگوں میں ایک نئی روح پھونکدی تھی اور یہ صاف ظاہر تھا کہ اگر اُسکو روکا نہ گیا تو وہ موجودہ نظام معیشت کو درہم برہم کر دیگی ملاؤں کو اپنے اقتدار کے زائل ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے اُنھوں نے اسکی گرفتاری اور محبوسیت کی کوشش کی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ گرفتار کر لیگئی قید کیگئی اور ۱۸۵۲ء میں شاہ کو بغیر اطلاع کئے پوشیدہ طور پر قتل کر دیگئی حالانکہ اُس کے قتل کی تاریخ کوئی مقرر نہ کیگئی تھی لیکن روحانی طور پر اُسکو معلوم ہو چکا تھا۔ آب معطر میں اُسنے غسل کیا اور اپنی زندگی کے آخری دن سفید براق ریشمی لباس پہنا اور وہ تمام دن عبادت و مناجات اور روزہ رکھکر گذارا اس کے بعد اُسنے ان سب لوگوں کو جنھوں نے اس آزمائش کے زمانہ میں اُسکے ساتھ نرمی برتی تھی الوداع کہا اُسی رات اُسکو ایک سنسان باغ میں لیجا کر اسکی زندگی کی شمع کو گلا گھونٹ کر خاموش کر دیا۔ اسکی نعش کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینک کر اُس پر بیشمار پتھر ڈالدئے گئے۔ وہ آخر دم تک خوش رہی

قرۃ العین صرف مشرق ہی میں قدر و منزلت کی نگاہ سے نہیں دیکھی گئی ہے بلکہ مغرب نے بھی اسکی ستائش کا حق ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ لارڈ کرزن نے اپنی فارس کی تصنیف میں لکھا ہے کہ صنف نازک کا رحمن نے بھی اس جدید مذہب کی اشاعت میں حصہ لیا ہے اور قزوین کی حسین لیکن بدقسمت شاعرہ قرۃ العین کی بہادری جس نے اپنی نقاب پھینک کر مشعل تبلیغ کو دور دراز ہر ایک پہونچایا تاریخ جدید میں ایک اہم اور عجیب واقعہ ہے کیمبرج کے پروفیسر ای۔ جی براؤن ایک ماہر مستشرق اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ قرۃ العین جیسی عورت کا کسی ملک اور کسی زمانہ میں پیدا ہونا ایک نادر واقعہ ہے لیکن ایران جیسے ملک میں پیدا ہونا کسی معجوبہ سے کم نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ اپنے لاثانی حسن سنا ورذکاوت۔ روانی تقریر بیخوف خدمت شاندار شہادت کیلئے یکساں طور پر قرۃ العین ملک کی عورتوں میں لاثانی و غیر فانی درجہ رکھتی ہے۔ اگر دین بہائی کے پاس اپنی فضیلت ثابت کرنیکے لئے کوئی ثبوت نہ ہوتا تو یہی کافی ہوتا کہ اُس نے قرۃ العین جیسی جانباز عورت پیدا کی۔ سرزمین ایران میں ملاؤں کے تعصب اور طاقت کے بیجا استعمال نے اس بلبل کو موت کی نیند سلا دیا لیکن ایران میں سوسائٹی کی تبدیل شدہ حالت اور عورتوں کی آزادی نے پھر اُس کی پیشین گوئی کی یاد تازہ کر دی وہ دن دور نہیں ہے جبکہ عورتیں مردوں کے دوش بدوش انسانی ترقی کی رو میں حصہ لینگی اور سرگرمی سے ملکی اور انتظامی معاملات میں مصروف کار ہونگی۔

رمنر شیرین فوجدار۔

---

# بین الاقوامی اتحاد

از قلم مسٹر سٹیفورڈ کاب صاحب امریکانی ——— خلاصہ از پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے

آج ہم ایسے تیز رفتار زمانے میں رہ رہے ہیں کہ پناہ بخدا! دنیا کی تاریخ میں یہ ایک بڑا نازک وقت ہے بہت سا رد و بدل ہو چکا ہے اور ابھی بہت سا ہونا باقی ہے۔ اس تبدیلی کو دیکھکر گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے اور انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ عالم انسانی ہمیں کدھر لیجا رہا ہے اور ہر فرد انسانی کا کیا حال ہوگا؟ ہماری آنکھوں کے سامنے آثار قدیمہ اور پرانے رسم و رواج سب کافور ہو رہے ہیں اور ہر شخص حیران ہے اور اس تشویش میں ہے کہ آخر ہوگا کیا؟

اگر ہمیں یہ یقین ہو جائے کہ بگڑ کر یہ عالم پھر بنیگا اور پہلے سے بہتر بنیگا تو ہم مطمئن ہو جائیں اور یہ سمجھیں کہ آخر اسی میں ہماری بہتری مضمر ہے اور یہ رد و بدل عارضی ہے نظام عالم بدلتا ہی رہتا ہے نیا نظام ضرور قائم ہوگا حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو آج سے ستر سال پہلے ہو گئی تھیں ہماری بیماریوں کا پورا علاج ہیں جب تک پرانے رسم و رواج نہ ٹوٹیں نیا نظام کیسے قائم ہو؟ موجودہ تمدن مادہ پرستی پر قائم ہے۔ اور لوگ خدا پرستی سے دور بھاگ رہے ہیں جو نظام حضرت بہاء اللہ قائم کرنا چاہتے ہیں اُسمیں صلح عمومی عالمگیر اخوت۔ اتحاد مذاہب عالمگیر اقتصادی نظام اور لسان عمومی کا اجرا و ظہور میں آئیگا قوموں میں میل ملاپ ہوگا۔ حکومت ایسی ہوگی جو ہر فرد کے لئے آسائش کا سامان مہیا کریگی اور ظلم بالکل مفقود ہوگا اور لوگ آزادی سے اپنی روزی کمائینگے اور ہر شخص اپنے حقوق حاصل کریگا۔ اور دوسروں کے حق کو پامال نہ کر سکیگا۔ آپ کہینگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ پیشتر اس کے کہ نیا نظام قائم ہو ابتری بدنظمی اور خرابی کا ہونا لازمی ہے یہ درست ہے کیونکہ جب تک جنگ ایسی تباہ کن نہ ہو کہ لوگ اُس سے دل سے متنفر نہ ہو جائیں تب تک صلح عمومی کیسے قائم ہو سکتی ہے؟ جب تک قومی اور ملکی تعصبات لوگوں کو آئندہ خاطر نہ کریں عالمگیر اخوت کا خیال کسطرح آئے جبتک مذاہب کی آپس میں ٹکر نہ ہو اور دین بے اثر نہ ہو جائے ایک عالمگیر مذہب کیوں کر بنے جو سب موجودہ مذاہب کو ملائے۔ جب تک سرمایہ دار اور مزدور آپس میں خوب نہ جھگڑ لیں کسطرح نیا اقتصادی نظام قائم ہو جسمیں دونوں فریق ایک دوسرے کی آسائش کا خیال کریں حکومت کسطرح پہلے سے بہتر ہو جبتک کہ رعایا ظلم کیخلاف زبردست آواز نہ اٹھائے اور حکام انصاف پسند نہ ہو جائیں؟

مگر ہمیں یہ سب کچھ دیکھکر رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟ حضرت بہاء اللہ تو بہت پہلے ہی ان حالات کا نقشہ کھینچ چکے ہیں اور فرما گئے ہیں کہ نیا نظام قائم ہونیوالا ہے اور وہ نظام ہماری مجلسی اقتصادی اور سیاسی زندگی، غرض ہر شعبہ زندگی کو پلٹا دیگا اس نقشے کو سامنے رکھکر اگر ہم چلینگے تو دیکھیں گے کہ آنیوالے زمانے میں کسقدر خوبصورت تمدن قائم ہو جائیگا ہماری گھبراہٹ اطمینان سے بدل جائیگی اور ہماری مایوسی اُمید میں تبدیل ہو جائیگی جوں جوں قدامت پرستی کم ہوتی جائیگی نئے نظام کے قائم ہونیکا امکان زیادہ ہوتا جائیگا دنیا میں کسی چیز کو بھی قیام نہیں رد و بدل ہوتا ہی رہیگا کیونکہ یہی قانون کار فرما ہے جو بنا ہے وہ کسی نہ کسی دن بگڑیگا بھی۔ قدیم رسم و رواج اور پرانے تخیل کو ٹوٹنے دیجئے نئے نظام کیطرف متوجہ ہو جئے دیکھئے تو عالم انسانی کو اس سے کیا کیا فائدے پہونچتے ہیں؟

آؤ ذرا ہم حضرت بہاء اللہ کے نئے نظام کی طرف متوجہ ہوں اور مشیت الٰہی کے کرشمے دیکھیں اور اُنھیں نظر عمیق سے ملاحظہ کریں۔ آپ اپنے آپکو اکیسویں صدی میں لیجائیے۔ بیسویں صدی پر نگاہ دوڑائیے کیسی عجیب صدی ہے؟ کیا کیا تبدیلیاں ظہور میں آئیں! قومیں وحدت عالم انسانی

کے اصول پرکاربند ہوکر ایک عالمگیر اخوت کے قائم کرنے کے درپے ہیں جنگ کا خاتمہ ہونیوالا ہے اور ایک بین الاقوامی بیت العدل قائم ہونیکو ہے یا یوں سمجھئے کہ سب قومیں ایک نظام عالیہ کے ماتحت آنے والی ہیں قومیں جنگ سے تھک کر ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کرنے والی ہیں اور اسلحہ جات جنگ میں کمی ہونے والی ہے۔ فوجیں صرف اندرونی نظام کے لئے رکھی جائینگی اور سچ پوچھو تو ایک بین الاقوامی فوج ہی کافی ہوگی اور اسمیں ہی بری فوجیں بحری بیڑے اور ہوائی جہاز وغیرہ شامل کردئے جائینگے اور اسے مرکزی حکومت کے ماتحت رکھدیا جائیگا اور عدالت کبریٰ کے فیصلوں کا اجراء اس فوج کے ذریعے کرایا جائیگا۔

غرضیکہ ایک بین الاقوامی ادارہ قائم ہوگا جو آئین ساز بھی ہوگا گویا ایک نیا تمدن قائم ہوگا جس کا مرکز ایک ہوگا اور جس طرح شعائیں سورج سے نکلتی ہیں اسی طرح ایک مرکز سے مدنیت نکلیگی

آنے والے زمانہ میں اقتصادیات کا حل درستی سے ہوگا۔ غریبی رفو چکر ہوجائیگی اور مرکز اس بات کا حل کریگا کہ دولت کی تقسیم کن اصولوں پر ہو پیداوار افراط سے ہوگی کیونکہ کاشت مشینوں کے ذریعے ہوا کریگی اور تجارت آزاد ہوگی جہاں پیداوار کی کمی ہوگی وہاں پیداوار دوسرے ممالک سے پہونچ جائیگی۔ ایسا کرنے سے آہستہ آہستہ جنگ بھی بند ہوجائیگی کیونکہ اصلی جھگڑا اقوام میں پیداوار کی کمی یا افراط کا ہے جب مرکز اس بات کا علاج کردیگا تو لڑائی جھگڑا کیسا! سرمایہ داروں اور مزدوروں میں جو باہمی تصادم ہے اسکے لئے حضرت بہاء اللہ نے فرمایا ہے کہ مزدوروں کو منافع میں شریک کرنا چاہئے۔ جو سال بھر میں منافع ہو سرمایہ دار اُسکا کچھ حصہ مزدوروں کو امداد کے طور پر دیں یعنی مزدوروں کو ہر سال مزدوری کے علاوہ مزید مزدوری مل جایا کریگی اور اسطرح وہ قانع رہینگے اور دل سے کام کرینگے پیداوار بھی پہلے سے زیادہ ہوگی اور سرمایہ داروں کو بھی فائدہ ہوگا اور عوام کو بھی فائدہ ہوگا کیونکہ اشیاء سستی ہوجائیگی۔ پہلے تو یہ تھا کہ دولت امیروں کے ہاتھ میں جمع ہوتی جاتی تھی وہ سرمایہ کو کارخانوں میں لگاکر یا سود پر دیکر فائدہ اٹھایا کرتے تھے اور مزدور بیچارے بھوکوں مرتے اور فاقہ کاٹتے تھے۔ آیندہ ایسا نہ ہوسکیگا

اسکے علاوہ حضرت بہاء اللہ کی یہ بھی تجویز ہے کہ ٹیکس تدریجی ہو اور ورثہ پر ٹیکس لگایا جائے تاکہ دولت امیروں کے پاس جمع نہ ہونے پائے اور حکومت اُن سے تدریجی ٹیکس لیکر رفاہ عام میں خرچ کرے اس طرح سے بھی دولت بٹ جایا کریگی اور سرمایہ دار زیادہ امیر نہ ہونے پائینگے غرضیکہ افراط کے گھٹنے سے لوگ خوشحال ہوجائینگے۔ غریبوں کو پیٹ بھر کر کھانے کو ملیگا۔ کپڑے بھی پہن سکینگے اور اُن کے مکان بھی صاف ستھرے اور آراستہ ہونگے آنے والے زمانہ میں ہر طرح کی آسائش اور راحت کے سامان مثلاً باغ اور باغیچے کھیل کود اور تفریح کے سامان مثلاً ریڈیو اور سینما درسگاہیں اور قرأت خانے وغیرہ حکومت کی طرف سے مہیا کئے جائینگے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام ہوگا گویا لوگ پہلے سے زیادہ متمدن ہونگے اور انکی زندگی میں خوبصورتی اور خوشی آجائیگی

بین الاقوامی اتحاد قائم کرنیکے لئے حضرت بہاء اللہ نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ مرکزی حکومت یعنی بین الاقوامی بیت العدل ایک ایسی کمیٹی معین کرے جسمیں سب قوموں کے نمایندے ملکر ایک زبان کو اختیار کریں جو لسان عمومی ہو اور سب ملکوں کے بچے سکولوں میں مادری زبان کے علاوہ اس لسان عمومی کو بھی سکھیں اس سے قوموں کو تجارت میں آسانی ہوگی اور لوگوں میں میل ملاپ بڑھیگا جب تعلیم عمومی ہوجائیگی تو لسان عمومی بھی بین الاقوامی اتحاد قائم کرنے میں مدد دیگی۔ فی زمانہ مشرق اور مغرب کے نزدیک آجانے سے پہلے ہی ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی جارہی ہے آنیوالے زمانے میں عمارت اور بھی مضبوط ہوجائیگی اور اسکے ساتھ ساتھ اگر ایک عالمگیر مذہب بھی قائم ہوجائے جیسے حضرت بہاء اللہ کا مقصد ہے تو آنیوالا تمدن ایک عجیب غریب تمدن ہوگا۔ اقوام عالم اب محسوس کرنے لگی ہیں کہ خدا ایک ہے اور عالم انسانی میں بھی ایک وحدت موجود ہے اور حقیقت بھی دراصل واحد ہے۔ مضمون نگار کا خیال ہے کہ جبتک ہم اس مرکز کیطرف متوجہ ہونگے یعنی حضرت بہاء اللہ پر ایمان نہ لائینگے یہ خیمہ یکرنگی بلند نہ ہوسکیگا۔ ناظرین اس پیغام سرمدی کیطرف متوجہ ہوں۔

سید محفوظ الحق علمی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے جید برقی پریس دہلی میں چھپوا کر۔ دفتر رسالہ پیامبر نئی دہلی پوسٹ بکس ۱۹ سے شائع کیا۔

# نزولِ وحی کے چند اور حوالے

(۱) لوح سلطان ملحقہ بہ رسالہ مقالہ سیاح موسوم بہ بابیات کے صفحہ ۱۱۲/۱۴۱ پر خداوند عالم حضرت بہاء اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

قُلْ یَا سُلْطَانَ انْظُرْ بِطَرْفِ الْعَدْلِ اِلَی الْغُلَامِ ثُمَّ احْکُمْ بِالْحَقِّ عَمَّا وَرَدَ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَکَ ظِلَّهٗ بَیْنَ الْعِبَادِ وَاٰیَةَ قُدْرَتِهٖ لِمَنْ فِی الْبِلَادِ اُحْکُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْنَا مِنْ دُوْنِ بَیِّنَةٍ وَّلَا کِتَابٍ مُّنِیْرٍ اِنَّ الَّذِیْنَ حَوْلَکَ یُحِبُّوْنَکَ لِاَنْفُسِهِمْ وَالْغُلَامُ یُحِبُّکَ لِنَفْسِکَ وَمَا اَرَادَ اِلَّا یُقَرِّبَکَ اِلٰی مَقَرِّ الْفَضْلِ وَیُقَلِّبَکَ اِلٰی یَمِیْنِ الْعَدْلِ وَکَانَ رَبُّکَ عَلٰی مَا اَقُوْلُ شَهِیْدًا ۝

(ترجمہ) اے بہاء اللہ! تو کہدے اے بادشاہ! اس غلامِ الٰہی کی طرف عدل و انصاف کی نظر ڈال پھر اُن مصائب کے بارے میں جو اس پر پڑے ہیں حق حق فیصلہ کر۔ خدا نے تجھے مخلوق کے لئے اپنا سایۂ رحمت بنایا ہے اور اہلِ دنیا کے لئے تیری ہستی کو اپنی قدرت کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ تو ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان فیصلہ کر جنھوں نے بغیر کسی کھلی دلیل اور روشن کتاب کے ہم پر ظلم کیا۔ واقعی بات یہ ہے کہ تیرے اہلِ دربار اور عملہ محض اپنی ذاتی اغراض کیوجہ سے تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ مگر یہ غلامِ الٰہی، خاص تیرے ہی فائدے کے لئے تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اس کا بجز اس کے اور کچھ مقصد نہیں کہ وہ تجھے لطف و کرم کے قریب پہنچا دے اور عدل کی راہِ راست کی طرف تیرا رخ پھیر دے اور میرے اس قول کا گواہ تیرا پروردگار ہے۔

(۲) اسی لوح کے صفحہ ۱۰۶/۱۴ پر فرمایا :۔

اُذْکُرْ فَضْلَ اللّٰهِ عَلَیْکَ اِذْ کُنْتَ فِی السِّجْنِ مَعَ اَنْفُسٍ مَّعْدُوْدَاتٍ وَاَخْرَجَکَ مِنْهُ وَنَصَرَکَ بِجُنُوْدِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اِلٰی اَنْ اَرْسَلَکَ اِلَی الْعِرَاقِ بَعْدَ اِذْ کَشَفْنَا لَهٗ اِنَّکَ مَا کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

(ترجمہ) اے بہاء اللہ! خدا تعالیٰ کی وہ مہربانی یاد کر جو اُس نے تجھ پر اسوقت کی جبکہ تو چند آدمیوں کے ساتھ قید خانہ میں تھا۔ اُس نے تجھکو وہاں سے نکالا اور چھپے ہوئے اور ظاہر لشکروں سے تیری مدد مدد کی۔ یہانتک کہ بادشاہ نے تجھے عراق (بغداد) کی طرف بھیجدیا۔ یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ ہم نے اس پر یہ بات کھول دی کہ تو ہرگز فساد کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔"

(۳) سورۃ الامین میں ارشاد ہوتا ہے :۔

قُلْ اَتَفْرَحُوْنَ بِمَا وَرَدَ عَلَیْنَا مِنَ الْبَلَاءِ تَاللّٰهِ اِنَّا قَبِلْنَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَتَحْتَ السَّیْفِ نَدْعُو الْعِبَادَ اِلٰی مَالِکِ یَوْمِ الْمَعَادِ ۝ لَمْ یَمْنَعْنَا مَنْ عَلَی الْاَرْضِ عَمَّا اُمِرْنَا بِهٖ مِنْ لَدُنْ رَبِّکَ الْمُقْتَدِرِ الْمُخْتَارِ ۝ هَلْ تَمْنَعُنَا سَطْوَةُ الْخَلْقِ لَا وَنَفْسِی الْحَقِّ وَلَوْ یَعْتَرِضُ

کہدے کیا جو کچھ بلائیں ہم پر وارد ہوئیں تم اُن سے خوش ہو رہے ہو۔ خدا کی قسم! ہم نے راہِ خدا میں انھیں بخوشی قبول کیا۔ اور تلوار کے نیچے بیٹھے ہوئے ہم سب بندوں کو مالکِ یومِ معاد کی جانب بلا رہے ہیں۔ جس بات پر ہم تیرے پروردگارِ مقتدر و مختار کی جانب سے مامور ہوئے ہیں اس سے ہمیں روئے زمین کے سبا

عَلَینَا کُلّ ذِی قُدرَةٍ وَ سُلطَان ٥ (کتاب مبین ۲۰۴)

لوگ مل کر بھی نہ روک سکے۔ کیا خلق کا رعب ہمیں روک سکتا ہے؟ میری ذاتِ برحق کی قسم! ہرگز نہیں!! اگرچہ تمام صاحبانِ قدرت و سلطنت ہم پر معترض ہوں۔

(۴) انّ اوّل ما کتب اللّٰہ علَی العباد عرفان مشرق وحیہ و مطلع امرہ الّذی کان مقام نفسہ فی عالم الامر والخلق من فاز بہ قد فاز بکل الخیر والذی منع انّہٗ من اہل الضّلال و لو یاتی بکل الاعمال ٥ (کتاب اقدس ص۲ مطبوعہ ۱۳۰۸ھ)

(ترجمہ) سب سے پہلی بات جو خدا نے اپنے بندوں پر فرض قرار دی ہے وہ اس کے مشرقِ وحی اور مطلعِ امر کی شناخت کرنا ہے جو عالمِ امر و خلق میں خدا کا قائم مقام ہے۔ جو اس سے فائز ہوا وہ پوری بھلائی سے فائز ہوا۔ اور وہ جو محروم رہ گیا وہ یقیناً گمراہوں میں سے ہے اگرچہ وہ تمام اعمال بجا لائے۔

(۵) قُل ھٰذا المطلع الوحی و مشرق الاشراق الّذی بہ اشرقت الآفاق لو انتم تعلمون۔ انّ ھٰذا لھو القضاء المثبت وبہ ثبت کلّ قضاءٍ محتوم یا قلم الاعلیٰ قل یا ملأ الانشاء قد کتبنا علیکم الصّیام ایامًا معدودات وجعلنا النّیروز عیدًا لکم بعد اکمالھا کذٰلک اضاءت شمس البیان من افق الکتاب من لدن مالک المبدأ والمآب

(ترجمہ) کہدے یا بہاء اللّٰہ) وہ مطلعِ وحی اور مشرقِ اشراق ہے جس کے ذریعہ آفاق روشن ہو گئے۔ کاش یہ تم جانو یہ ظہور محکم فیصلہ ہے اور ہر ایک قطعی فیصلہ اس کے ذریعے ثابت ہوتا ہے۔ اے قلمِ اعلیٰ کہدے اے گروہِ انشاء ہم نے تم پر چند گنے ہوئے دنوں میں روزے فرض کئے ہیں۔ اور روزے پورے کرنے کے بعد نوروز کو تمہارے لئے عید مقرر کیا ہے۔ اس طرح بیان کا آفتاب افقِ کتاب سے مبدأ و مآب کے مالک کی طرف سے چمکا ہے۔ (کتاب اقدس ص۸)

(۶) قُل ھٰذا رُوحُ الکُتُب قد نُفخ بہ فی القلم الاعلیٰ وَ الصعق من فی الانشاء الّا مَن اخذتہ نفحات رحمتی وفوحات الطافی المھیمنة عَلَی العالمین (کتاب اقدس ص۸)

کہدے یہ کتابوں کی روح ہے جو قلمِ اعلیٰ میں پھونک دی گئی ہے اور عالمِ ہستی کے رہنے والے بیہوش ہو گئے۔ بجز اس کے جسے میری رحمت کے جھونکوں اور مہربانیوں کی لہروں نے گھیر لیا جو تمام جہانوں پر چھائی ہوئی ہیں۔

(۷) یا ایھا الھیکل قم علی الامر بقدرةٍ من لدنا و سلطانٍ من عندنا ثم الق العباد

اے ہیکل! ہماری قوت و قدرت کے ذریعے امر پر قیام کر۔ پھر بندوں پر اس چیز کا القاء کر جو روحِ خداوندِ بادشاہِ یکتا، غالب علیم نے تجھ پر القاء کیا ہے۔

(۸) یَا رِجلِ ھٰذَا الھَیکَل اِنّا خَلَقنَاکَ مِنَ الحَدِید اِستقیمی عَلَی امر ربّک بحیث تستقیم بک ارجُل المُنقَطِعِین عَلَی صراط ربّک العزیز الحکیم ایاکَ اَن تتحرکی من عواصف البغضاء و قواصف ھواء الاشقیاء اثبتی عَلَی الامر وکونی من الثّابتین انّا بعثناک باسمنا الّذی بہ استقام کلّ ذی استقامة و بکلّ اسم من اسمائنا الحسنیٰ

اے ہیکل (ظہور) کے پاؤں ہم نے تجھے لوہے سے بنایا ہے اپنے پروردگار کے امر پر اس شان سے مستقیم ہو جا کہ تیری استقامت کی بدولت گروہ منقطعین کے پاؤں تیرے پروردگار عزیز و حکیم کے رستے پر مضبوطی کے ساتھ چل پڑیں۔ تو ہرگز ملبانہ ہو کہ لوگوں کے بغض و عناد کی تیز ہواؤں سے تو لغزش کھا جائے اور اِن اشقیاء کی مخالفت سے متاثر ہو جائے۔ امر پر ثابت و مستقیم ہو جا۔ ہم نے تجھے اپنے اس نام سے مبعوث کیا ہے جس کے ذریعہ ہر صاحبِ استقامت نے (امر پر) قیام کیا۔ اور ہم نے تجھے

لمن فی السموات والارضین
(کتاب مبین، صفحہ ۲۹)
(۹) یا ھیکل اللہ لما
نزلت جنود الوحی بر آیات
الآیات من ملیک الاسماء
والصفات انہزم اولوا
الاشارات وکفروا
ببینات اللہ المھیمن القیوم
وقاموا علی النفاق منھم
من قال لیست ھذہ الآیات
بینات من اللہ وما نزلت
علی الفطرۃ کذالک
یداوی المشرکون
جراح الصدور (کتاب مبین صفحہ ۲۳)
(۱۰) قل کلمۃ اللہ
لن تشتبہ بکلمات
خلقہ انھا سلطان الکلمات
کما انہ نفسہ سلطان
النفوس وامرہ مھیمن
علی ما کان وما یکون
(کتاب مبین ص ۲۵)
(۱۱) ومن المشرکین من
کفر فی نفسہ وقام بالمحاربۃ
وقال ھذہ الآیات مفتریات
کذالک قال من قبل

اپنے تمام اسماء حسنٰی کے ساتھ کل آسمان و
اور زمینوں کے باشندوں کیلئے مبعوث کیا۔
اے ہیکل الٰہی! جب وحی کے لشکر
آیات کے جھنڈوں کے ساتھ اسماء و
صفات کے مالک خدا کی طرف سے
نازل کئے گئے تو اہل اشارات
شکست کھا گئے اور خدائے مہیمن
و قیوم کی کھلی کھلی باتوں کا انکار کر دیا
اور نفاق پر قائم ہو گئے۔ ان میں سے
بعض نے کہا یہ آیات خدا کی بینات
نہیں ہیں اور فطرت کے مطابق نازل
کی گئیں۔ مشرک یوں اپنے سینوں
کے زخموں کو بھرتے ہیں۔"
(کتاب مبین ص ۲۳)
کہہ دے کلمۂ الٰہی مخلوق کے کلمات سے
ہرگز مشتبہ نہیں ہو سکتا۔ کلمۂ الٰہی
تمام کلمات کا بادشاہ ہے جیسا کہ
خود خدا جملہ نفوس کا بادشاہ ہے
اور اس کا امر سب گذشتہ و
آئندہ پر محیط ہے۔
(المبین ص ۲۵)
اور مشرکین میں سے بعض وہ ہیں
جنھوں نے انکار کیا اور (ظہور حق)
سے جنگ کے لئے کھڑے ہو گئے۔
اور کہا کہ یہ آیات افترا کی ہوئی ہیں

الذین مضوا وفی النار
ھم یستغیثون قل ویل
لکم بما یخرج من افواھکم
ان کانت الآیات مفتریات
فبای حجۃ آمنتم باللہ فأتوا
بھا ان کنتم تفقھون ٥
(کتاب مبین ص ۲۵)
(۱۲) یا ھیکل القدس
انا جعلنا صدرک ممردا
عن اشارات الممکنات
ومقدسا عن دلالات
الکائنات لینطبع فیہ
انوار جمالی وتنعکس منہ
فی مرایا العالمین بذالک
اخترناک علی ما خلق فی
السموات والارض واصطفیناک
علی ما قدر فی ملکوت الامر
والخلق واختصصناک
لنفسی ھذا من فضل اللہ
علیک من ھذا الیوم الی
یوم لن ینتھی فی الملک
ویبقی ببقاء اللہ الملک
المھیمن العزیز العلیم
(کتاب مبین ص ۳۰)
(۱۳) یا صدر ھذا الھیکل

پہلے لوگ بھی اسی طرح کہہ چکے
ہیں اور وہ آگ میں واویلا کر
رہے ہیں۔ کہہ دے تمہاری باتوں
کے سبب تم پر افسوس! اگر آیات
بھی مفتریات ہو جائیں تو پھر تم
کس دلیل سے خدا پر ایمان لائے
ہو۔ اگر تم کچھ بوجھ رکھتے ہو تو بتاؤ ہم؟
اے ہیکل قدس! ہم نے تیرے
سینے کو عالم امکان کے اشارات
سے صاف اور تمام کائنات کی
دلالتوں سے پاک کر دیا ہے
تاکہ اس میں میرے جمال کے انوار
نقش ہو جائیں اور پھر اس سے
تمام جہان کے آئینوں میں یہ
انوارِ جمال منعکس ہوں۔ اسی سبب سے
ہم نے زمین اور آسمانوں کی مخلوق
پر تجھے مختار بنایا۔ اور امر اور خلق
کی بادشاہت میں جو کچھ مقرر ہوا ہے
اس سب پر تجھے ممتاز کیا اور اپنے
لئے تجھے مخصوص کیا۔ یہ تجھ پر خدا کا
فضل ہے آج سے اس دن تک
جو عالم ہستی میں کبھی ختم نہ ہوگا اور
خداوند بادشاہ مہیمن عزیز و علیم
کی بقاء کے ساتھ باقی رہیگا۔
اے اس ہیکل کے سینے!

(۱۳) انا جعلنا الاشیاء مرایا نفسك وجعلناك مرآة نفسی فاشرق علیٰ صدور الممکنات بما تجلی علیك من انوار ربك لیطهرها عن الحدود والاشارات كذلك اشرقت شمس الحكم من افق قلم مالك القدم طوبیٰ للمتوسمین ٥

(کتاب مبین ص۳۱)

(۱۴) یا هیكل القدس انا جعلنا فؤادك مخزن علم ما كان وما یكون ومطلع علمنا الّذی قد رناه لاهل السّموات والارض لیستفیض منك الموجودات وتبلغ ببدائع علوم عرفان الله المقتدر العلی العظیم ٥

(کتاب مبین ص۳۱)

(۱۵) یا فؤاد هذا الهیكل انا جعلناك مطلع علمی ومظهر حكمتی لمن فی السّموات والارض (کتاب مبین صفحہ ۳۲)

(۱۶) یا هذا الهیكل هذا جعلناك مطلع كل اسم من

ہم نے تمام اشیاء تیرے نفس کا آئینہ بنائیں اور تجھے اپنی ذات کا آئینہ بنایا۔ پس عالم امکان کے سینوں پر وہ روشنی ڈال جو تجھ پر تیرے پرودگار کے انوار سے جلوہ گر ہوئی۔ تاکہ وہ عالم امکان کے سینوں کو حدود و اشارات سے پاک کردے حکمتوں کا آفتاب مالک قدم کے افق قلم سے اسطرح چمکا ہے۔ دیکھکر پہچان لینے والوں کو مبارکباد

اے ہیکل قدس! ہم نے تیرے دل کو گذشتہ و آئندہ کے علم کا مخزن بنایا اور اپنے اس علم کا مطلع بنایا ہے جسے ہم نے تمام آسمانوں اور زمین والوں کے لئے مقدر کیا ہے تاکہ موجودات تجھ سے فیض حاصل کرے اور تیرے نادر و عجیب علوم جو خدائی مقتدر علی و عظیم کے عرفان کے متعلق ہیں ان تک انھیں رسائی بخش

اے اس ہیکل کے دل! ہم نے تجھ تمام آسمانوں اور زمینوں والوں کے لئے اپنے علم کا مطلع اور اپنی حکومت کا مظہر بنایا ہے۔

اے ہیکل! ہم نے تمام زمین و آسمان والوں کے لئے تجھے اپنے

اسمائنا الحسنیٰ ومظهر كل صفة من صفاتنا العلیا ومنبع كل ذكر من اذكارنا لمن فی الارض والسّماء ثمّ بعثناك علیٰ صورتی بین السّموات والارض وجعلناك اٰیة عزّی لمن فی جبروت الامر والخلق لیهتدی بك عبادی ویكونن من المهتدین و جعلناك سدرة الجود لمن فی السّموات والارض هنیئاً لمن یستظلّ فی ظلّك ویتقرب الیٰ نفسك المهیمنة علی العالمین

(کتاب مبین صفحہ ۳۴)

(۱۷) اتسئلون الیهود هل كان الرّوح علیٰ حق من الله او الاصنام هل كان محمداً رسولاً او ملاءُ الفرقان ذكر الله العلی العظیم قل یا قوم دعوا ما عندكم عند تجلی هذا الظهور وخذوا ما اُمرتم به هذا امر الله

تمام اسماء حسنیٰ اور تمام صفات علیا اور اپنے تمام اذکار کا سرچشمہ بنایا۔ پھر ہم نے آسمانوں اور زمین کے درمیان تجھے اپنی صورت پر مبعوث کیا۔ اور امر و خلق کی جبروت والوں کے لئے ہم نے تجھے اپنی عزت کا نشان بنایا تاکہ تیرے ذریعے میرے بندے ہدایت پائیں اور اہل ہدایت میں سے ہو جائیں اور آسمانوں اور زمین والوں کے لئے ہم نے تجھ شجر عنایت بنایا۔ اس کے مزے ہیں جو تیرے زیر سایہ آئے اور تیری ذات کے قریب ہو جو تمام جہانوں پر غالب ہے۔

(مبین ص۳۴)

کیا تم یہود سے پوچھتے ہو کہ حضرت مسیح منجانب اللہ برحق تھے! یا بتوں سے پوچھتے ہو کہ حضرت محمدؐ پیغمبر خدا تھے یا مسلمانوں سے پوچھتے ہو کہ خداوند بزرگ و برتر کا ذکر (حضرت باب) ہے کہدے اے لوگو! اس ظہور کے سامنے اپنی باتوں کو چھوڑ دو جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے

لکم انّہ ہو خیر الآمرین
وجمالی لم یکن مقصودی
فی ہذہ الکلمات الّا
تقرب العباد الی اللّٰہ
العزیز الحمید
(کتاب مبین ص ۳۸)
(۱۸) یا ہذا الہیکل انّا
قد جعلناک مرآتا لملکوت
الاسمآء لتحکی عن سلطانی
بین الخلائق اجمعین ہ
وتدعوا النّاس الی لقائی
وجمالی وتکون ہادیا
الیٰ سبیلی الواضح المستقیم
قد رفعنا اسمک بین العباد
فضلاً من عندنا وَ انّا
الفضّال القدیم وزیّنّاکَ
بطراز نفسی وَ القینا الیکَ
کلمتی لتحکم فی الملک
کیف تشآء وتفعل ما
ترید وقدرنا لک خیر
السّمٰوات والارض بحیث
لم یکن لاحدٍ من خیر
الّا بان یدخل فی ظلّک
امرًا من لدن ربّک العلیم
الخبیر وَ اعطیناک عصا الامر

مضبوط تھام لو۔ یہ تمہارے لئے
خدا کا حکم ہے۔ بیشک وہ بہترین
حکم کرنے والا ہے۔ مجھے اپنے جمال
کی قسم! ان باتوں سے میرا مقصد
اس کے سوا کچھ نہیں کہ بندے خدائے
عزیز و حمید کا تقرب حاصل کریں
اے ہیکل! ہم نے تجھے اپنے
ملکوت اسمار کا آئینہ بنایا ہے تاکہ
تو تمام مخلوقات میں میری سلطنت کی
نمایندگی کرے اور لوگوں کو میری
لقاء اور جمال کی طرف بلائے
اور میری صاف اور سیدھی راہ کی
طرف ہادی ہو۔ ہم نے اپنے فضل
سے بندوں میں تیرا نام بلند کیا اور
ہم قدیم فضل کرنے والے ہیں
اور ہم نے تجھے اپنی ذات کے لباس
سے مزین کیا اور تجھ پر اپنا کلمہ القار
کیا۔ تاکہ تو ملک میں جیسا چاہے
حکم کرے اور جو چاہے کرے۔
اور زمین و آسمان کی بھلائی تیرے
لئے مقدر کر دی اس طرح کہ کسی کے
لئے کوئی بھلائی نہیں ہے بجز اسکو
کہ تیرے سایہ میں داخل ہو تیرے
پروردگار علیم و خبیر کی طرف سے
ایسا ہی حکم ہے اور ہم نے تجھے

وفرقان الحکم لتفرق
بین کل امر حکیم و
اظہرنا من صدرک ابحر
المعانی والبیان فی ذکر
ربّکَ الرّحمٰن لتشکر وَ
وتکون من الشّاکرین
واختصصناکَ بین خلقی
وجعلناکَ مظہر نفسی لمن
فی السّمٰوات والارضین ہ
(کتاب مبین ص ۳۹)
(۱۹) قل یا قوم انّا امرناکم
فی الالواح بان تقدّسوا
انفسکم حین الظّہور
عن الاسمآء وعن کل
ما خلق فی الارض والسّمآء
لینطبع فیہا تجلی شمس الحق
من افق مشیّۃ ربّکم
العزیز العظیم وَ امرناکم
بان تطہّروا نفوسکم
عن حب من علی الارض
وبغضہم لئلّا یمنعکمُ
شیٔ عن جہۃ ویضطرکمُ
الیٰ جہۃ اخرٰی وہٰذا
من اعظم نصحی لکم فی
کتاب مبین ۔ من تمسّک

عصائے شریعت اور فرقان حکم عطا
فرمایا تاکہ تو تمام پرحکمت معاملات
میں قطعی فیصلہ دے اور تیرے
پروردگار رحمن کے ذکر میں ہم نے
تیرے سینے سے معانی و بیان کے سمندر
جاری کئے ہیں تاکہ تو شکر کرے اور
شکر گذاروں میں سے ہو۔ اور ہم نے
تجھ اپنی مخلوق میں سے مخصوص کیا اور
آسمانوں اور زمینوں والوں کے لئے
اپنی ذات کا مظہر بنایا۔
کہدے اے لوگو! ہم نے الواح
میں تم کو حکم دیا ہے کہ ظہور کے وقت
اپنے نفوس کو تمام ناموں سے
اور ہر اس چیز سے جو زمین و آسمان
میں پیدا کیگئی پاک و مقدس کر لو۔
تاکہ نفوس میں تمہارے پروردگار
عزیز و علیم کی مشیت کے افق سے
آفتاب حق کی تجلی نقش ہو جائے
اور ہم نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے
نفوس کو تمام اہل زمین کی محبت
اور عداوت سے پاک کر لو تاکہ تمہیں
کوئی چیز ایک سمت سے روک کر
دوسری سمت کی طرف مجبور کر کے
نہ جھکا دے۔ اور کتاب مبین میں تمہارے
لئے یہ میری سب سے بڑی نصیحت ہے۔

باحد منهما لا يقدر ان
يعرف الامر على ما هو عليه
يشهد بذلك كل منصف
خبير - انتم نسيتم عهد الله
ونقضتم ميثاقه الى ان
اعرضتم عن الذى بظهوره
قرت عيون الموحدين
طهروا الانظار عن الحجب
والاستار ثم انظروا النجم
النبيين والمرسلين
لتعرفوا امر الله فى هذه
الايام التى فيها اتى الموعود
بسلطان عظيم - اتقوا الله
ولا تحرموا انفسكم عن
مطلع الآيات هذا ما تنتفع
به ذوات انفسكم ان ربكم
لغنى عن العالمين - انه
لم يزل كان ولم يكن معه
من شئ قد ارتفعت باسمه
راية التوحيد على طور الوجود
من الغيب والشهود على
انه لا اله الا انا الواحد
العزيز الفريد -

کتاب مبین صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴

جو کوئی محبت و عداوت دونوں میں سے
کسی ایک کو مضبوط تھام لیتا ہے وہ
اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ حقیقت امر
کو سمجھ سکے - ہر ایک باخبر منصف اس
کی گواہی دیتا ہے - تم نے اللہ کے عہد
کو بھلا دیا اور اس کے میثاق کو توڑ
دیا - یہاں تک کہ تم نے اس ہستی سے
منہ پھیر لیا جس کے ظہور سے موحدین
کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں - حجابوں
اور پردوں سے نظروں کو پاک کر لو
پھر نبیوں اور رسولوں کے دلائل پر
غور کرو - تاکہ تم امر اللہ کو ان ایام میں
پہچان سکو جنہیں موعود بڑی قدرت کے
ساتھ آن پہنچا - خدا سے ڈرو اور اپنے
آپ کو مطلع آیات کو محروم نہ رکھو - یہ وہ
چیز ہے جس سے تمہارے نفوس فائدہ
اٹھائیں گے - یقیناً تمہارا پروردگار تمام
جہانوں سے بے نیاز ہے - بیشک وہ
ہمیشہ سے ہے اور اس کے ساتھ کوئی
چیز نہیں رہی ہستی کے غیب و شہود کے
طور پر اسی کے نام سے توحید کا جھنڈا
اس بات پر لہرا رہا ہے کہ مجھ واحد
عزیز و فرید کے سوا کوئی معبود نہیں -

- - - -

(۲۰) واذا تتلى عليهم
آيات الله يصعدون مستكبرين
كانهم ما عرفوا شيئا و
ما سمعوا نداء الله العلى
العليم - قل واحسرتا عليكم
انتم تدعون الايمان فى انفسكم
وتكفرون بآيات الله
العزيز الحكيم (کتاب مبین ص ۲۴۶)

جب ان لوگوں پر آیات الٰہی
تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتے
ہوئے اصرار کرتے ہیں گویا انہوں
نے کسی چیز کو نہیں پہچانا اور خدائے
علی و علیم کی ندا نہیں سنی - کہہ دے
تم پر افسوس ہے کہ تم اپنے آپ میں
ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور خدائے
عزیز حکیم کی آیات کا انکار کرتے ہو

(۲۱) ایک مناجات میں اپنی وحی کو خدا کی طرف یوں منسوب
فرمایا ہے -

لم ادر يا الهى اى جرم يثبتونه
على نفسى - ان يقولوا ادعى
ما هو فوق مقامه انك
يا الهى ادعيت هذا لنفسى
وكتبت لى قبل ظهورى
واخبرت الكل بذلك ولو
يقولون لم ينطق بالآيات
لست انا منزلها بل انت
نزلت وتنزل كيف تشاء
كما نزلتها من قبل على
سفرائك واصفيائك وانت
تعلم يا الهى لو كان الامر
بيدى ما اظهرت نفسى
ما تكلمت بينهم بكلمة
كلما اردت ان استر
نفسى من ذئاب الارض

یا الٰہی! میں نہیں جانتا یہ لوگ مجھ پر
کون سا جرم ثابت کرتے ہیں - اگر
یہ لوگ کہیں کہ میں نے اپنے مقام سے
بڑھ کر دعویٰ کیا تو یا الٰہی یہ دعویٰ تو نے
ہی میرے لئے کیا ہے اور میرے ظہور
سے پیشتر ہی تو نے میرے لئے مقدر
فرمایا تھا اور سب کو اس کی خبر دی تھی
اور اگر یہ لوگ کہیں کہ آیات کیوں
بولتا ہے تو میں ان کا نازل کرنے والا
نہیں ہوں - بلکہ تو نے ہی ان آیات
کو نازل کیا ہے اور جس طرح تو
چاہتا ہے نازل کرتا ہے جیسے تو
مجھ سے پہلے اپنے سفراء اور اصفیا
پر نازل کیا تھا - یا الٰہی تو جانتا ہے
کہ اگر یہ بات میرے اختیار میں ہوتی
تو میں خود کو ظاہر نہ کرتا - اور ان لوگوں

انت اظہرتنی بقدرتک وسلطانک۔ وکلما اردت الغیبۃ انت اردت ظہوری وکشفی۔ غلبت ارادتک ارادتی و مشیتک مشیتی الیٰ ان اقمتنی مقام نفسک وانطقتنی باعلی الندآء بین خلقک۔

(ادعیہ محبوب صفحہ ۲۹)

"تو نے اپنی قدرت وحکومت کے ساتھ مجھ کو ظاہر کیا اور درمیان کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتا۔ میں نے جب کبھی چاہا کہ زمین کے بھیڑیوں سے اپنے کو چھپاؤں تو نے اپنی قدرت وحکومت کے ساتھ مجھ کو ظاہر کیا۔ جب کبھی میں نے پوشیدہ ہونا چاہا تو نے مجھے ظاہر اور نمودار کردیا۔ تیرا ارادہ میرے ارادے پر غالب آگیا۔ اور تیری مشیت میری مشیت پر چھا گئی۔ یہاں تک کہ تو نے مجھے اپنا قائم مقام ونائب بنایا اور بلند ترین ندا کے ساتھ تو نے مجھے اپنی مخلوق کے درمیان گویا فرمایا۔"

(۲۲) گذشتہ سفرا اور اصفیاء میں جو حقیقت جلوہ گر تھی اس حقیقت کا ظہور اپنے آپ کو بدیں الفاظ قرار دیا ہے۔

تاللہ ھٰذا لھو الّذی قد ظہر مرّۃ باسم الرّوح ثم باسم الحبیب ثمّ باسم علی ثم ھٰذا الاسم المبارک المتعالی المہیمن العلی المحبوب

(الواح مبارکہ صفحہ ۱۹۶)

خدا کی قسم! یہ وہی ظہور ہے جو ایک دفعہ روح اللہ (حضرت مسیح) کے نام سے پھر حبیب اللہ (حضرت محمدؐ) کے نام سے پھر علی محمد (حضرت باب) کے نام سے پھر اس مبارک۔ بزرگ۔ مہیمن۔ برتر محبوب (بہآء اللہ) کے نام سے ظاہر ہوا ہے۔

(۲۳) لوح نپولین ثالث میں اپنے آپ کو ایسا ہی مجدد دین قرار دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ، روح اللہ اور کلیم اللہ مجدد ادیان تھے چنانچہ منزلِ آیات فرماتا ہے۔

قُل اتعترضون علی الّذی جاءکم ببیّناتِ اللّٰہ و برھانہٖ وحجّتہٖ وآیاتہٖ اِنْ ھِیَ مِنْ تلقآء نفسہٖ بَل مِن لدن من بعثہٗ وارسلہٗ بالحق وجعلہٗ سراجًا للعٰلمین قد اشتد علینا الامر فی کلّ یوم بل فی کل ساعۃ الیٰ ان اخرجونا من السّجن وادخلونا فی السّجن الاعظم بظلم مبین واذا قیل لھم بایّ جرمٍ حبسوا قالوا انّھم ارادوا ان یجدّدوا الدّین لوکان القدیم ھُوَ المختار عندکُم لِمَ ترکتم ما شرع فی التّورٰۃ والانجیل بیّنوا یا قوم لعمری لیس لکم الیوم من محیص۔ ان کان ھٰذا جرمی قد سبقنی فی ذالکَ محمد رسول اللّٰہ ومن قبلہ الرّوح ومِن قبلہ الکلیم واِن کان ذنبی اعلآء کلمۃ اللّٰہ واظہار امرہٖ فانَا اوّلُ المذنبین لَا اُبَدِّلُ ھٰذا الذّنب بملکوت ملک السّمٰوٰت والارضین (کتاب مبین۔ ۶۰)

(ترجمہ) (اے بہآء اللہ) کہدو! کیا تم لوگ اس پر اعتراض کرتے ہو جو کھلے کھلے نشان برہان۔ حجت وآیاتِ الٰہی لیکر آیا ہے یہ باتیں اس کے نفس کی جانب سے نہیں ہیں۔ بلکہ اس خدا کی طرف سے ہیں جس نے اس کو مبعوث کیا اور سچائی کے ساتھ بھیجا اور تمام جہانوں کے لئے روشن چراغ بنایا، کہدے ہم پر معاملہ ہر روز بلکہ ہر گھڑی سخت ہوتا گیا۔ یہانتک کہ ہمیں ایک قید خانے سے نکال کر بڑے قید خانے میں صریح ظلم کے ساتھ ڈالدیا جب اُن سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو کیوں قید کیا گیا۔ جواب دیتے ہیں کہ یہ لوگ دین کو نیا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر پرانا دین ہی تمہارے نزدیک پسندیدہ ہے تو تم نے توریت وانجیل کو کیوں چھوڑا۔ صاف صاف بیان کرو۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! کہ آج تمہارے لئے کوئی چھٹکارے کی راہ نہیں۔ اگر یہی تجدید دین ہی میرا جرم ہے تو اسمیں حضرت محمد رسول اللہ نے مجھ پر سبقت کی ہے اور ان سے پہلے مسیح اللہ نے اور اُن سے پہلے کلیم اللہ نے۔ اور اگر اعلائے کلمۃ اللہ اور اظہار امر الٰہی میرا گناہ ہے تو میں اوّل نمبر گنہگار ہوں۔ میں اس گناہ کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت سے بھی نہیں بدل سکتا۔

(مبین صفحہ ۶۰)

(۲۴) لوحِ احمد میں اپنے انکار کو جملہ رُسل کا انکار قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وانك انت اليقن في ذاتك بان الذي اعرض عن هذا الجمال فقد اعرض عن الرسل من قبل ثم استكبر على الله في ازل الازال الى ابد الابدين | اور تو اپنے اندر یقین کر لے کہ جس کسی نے اس جمال سے منہ پھیرا۔ اس نے پہلے تمام رسولوں سے منہ پھیر لیا۔ اور پھر ہمیشہ ہمیشہ سے ہمیشہ ہمیشہ تک خدا کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ |

(ادعیہ محبوب ص۱۹۷)

(۲۵) منزلِ آیات حضرت بہاء اللہ عز اسمہٗ کو بدیں الفاظ موعودِ تورات وانجیل قرار دیتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| قل انی ما اردت وصف نفسی بل نفس الله لو كنتم من المنصفين لا يرى فى الا الله وامره لو كنتم من المتبصرين. قل انى انا المذكور بلسان اشعيا وزين باسمى التوراة والانجيل كذالك قضى الامر فى الواح ربكم الرحمن انه شهد لى وانا اشهد له والله على ما اقول شهيد ٥ | (ترجمہ) کہدے میں نے اپنے نفس کی تعریف نہیں کرنی چاہی بلکہ میرا مقصود ذاتِ الٰہی کی تعریف ہے۔ کاش! تم منصفین میں سے ہوتے۔ خدا اور اس کے امر کے سوا مجھ میں کچھ نہیں دیکھا جاتا۔ کاش تم اہلِ بصیرت میں سے ہوتے۔ کہدے میں وہی ہوں جس کا ذکر اشعیاہ نبی کی زبان سے ہوا۔ اور میرے نام سے تورات وانجیل مزین ہوئیں۔ تمھارے پروردگار رحمٰن کی الواح میں ایسا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ اس خدا نے میری گواہی دی۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں اور خدا حاضر وناظر میری باتوں کا گواہ ہے۔ |

(کتاب مبین ص۹)

ایم۔اے۔صمدانی
دہلی

(مطبوعہ جید برقی پریس بلیماران دہلی)

# قیامت!

## (ماخوذ از لوح ابن ذئب۔ کلمات حضرت بہاء اللہ صفحہ ۸۹-۹۱)

(از لسندہ • پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے)

اے انوار جمال کی طرف متوجہ ہونے والے۔ دنیا کے لوگوں کو وہموں نے گھیر رکھا ہے اور اُنھیں اس اُفق کی طرف متوجہ ہونے نہیں دیتے جہاں سے یقین کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اسکی روشنی چمکتی ہے یہی وہم اُن کو یقین کے ظہور اور اس کے انوار کی طرف نظر نہیں کرنے دیتے وہ وہموں اور گمانوں کے باعث خدائے قیوم سے محروم ہیں وہ محض اپنی خواہشوں سے بولتے ہیں اور انہیں اسکی مطلق خبر نہیں۔ اُن میں سے بعض کہتے ہیں کیا خدا کی آیتیں اُتری ہیں؟ سو تو کہدے کہ آسمانوں کے پروردگار کی قسم ضرور اُتری ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کیا وہ گھڑی آگئی؟ سو تو کہدے کہ قسم ہے اُس کی جو کھلی دلیلوں کا ظاہر کرنیوالا ہے کہ ہاں وہ گذر بھی گئی۔ بیشک وہ گھڑی جو آنیوالی تھی وہ آگئی اور کھلے ثبوت اور یقینی دلیلوں کے ساتھ حق بھی آگیا۔ اب وہ وسیع کھلا میدان ظاہر ہوگیا اور مخلوق خوف اور اضطراب سے بےچین ہو رہی ہے۔ بھونچال آچکے اور تمام قبیلے اُس خدائے قادر و جبّار کے خوف سے رونے لگے تو اُن سے کہدے کہ اب وہ کان پھوڑنے والی آواز بھی دی جاچکی اور آج کا دن صرف اللہ ہی کا ہے جو اکیلا بااختیار ہے۔ کہتے ہیں کہ زیروزبر کرنے والی گھڑی پوری ہوگئی؟ بس کہدے کہ خود وہ قادر و قیوم آیتوں کی سلطنت کے ساتھ آموجود ہوا۔ کہتے ہیں کیا تو لوگوں کو زمین پر بچھڑا ہوا دیکھ رہا ہے؟ تو کہدے کہ ہاں مجھے اپنے پروردگار بلند و برتر کی قسم وہ ضرور زمین پر بچھڑے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیا درخت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے؟ بلکہ صفات کے مالک کی قسم پہاڑ تک ریزہ ریزہ ہو گئے۔ کہتے ہیں بہشت اور دوزخ کہاں ہیں؟ کہدے اے شک کرنے والے مشرک! بہشت میرا دیدار ہے اور دوزخ تیرا نفس۔ کہتے ہیں ہمیں میزان نظر نہیں آتی۔ کہدے قسم ہے مجھے اپنے پروردگار رحمن کی اُسے صرف وہی دیکھ سکتے ہیں جنھیں خدا نے آنکھیں دی ہیں۔ کہتے ہیں ستارے ٹوٹ کر کب گرے؟ کہدے تب گرے جب قیوم ارض سر (ادرنہ پل) میں تھا پس اے صاحبان بصیرت عبرت پکڑو۔ تمام نشانیاں تو اسوقت ظاہر ہوچکیں جبوقت ہم نے عظمت و اقتدار کے گریبان سے قدرت کا ہاتھ نکالا۔ جب وہ مقررہ وقت آگیا تو پکارنے والے نے پکارا۔ اور میرے پروردگار مالک ایجاد کے رعب سے طور کے باشندے بیہوش ہو کر حیرت کے جنگل میں گر پڑے ناقوس کہہ رہا ہے کیا صور پھونکا گیا؟ کہدے سلطان ظہور کی قسم صور اُس وقت پھونکا گیا جس وقت وہ اپنے نام رحمن کے عرش پر جلوہ فرما ہوا۔ کچھ شک نہیں کہ تیرے پروردگار مطلع الانوار کی رحمت کی صبح صادق سے اندھیری رات روشن ہوگئی۔ کچھ شک نہیں کہ خدائے رحمن کی نسیم لطف

چلی اور روحیں جسموں کی قبروں میں کلبلانے لگیں خدا کی طرف سے جو بڑا غالب اور بڑا احسان کرنیوالا ہے اس طرح کا حکم ہوا ہے۔ غافل کہتے ہیں کہ آسمان کب پھٹا۔ کہدے کہ جب تم غفلت اور گمراہی کی قبروں میں پڑے تھے غافلوں میں سے بعض اپنی آنکھیں مل مل کر دہنے بائیں دیکھ رہے ہیں اُن سے کہدے کہ تمہاری بینائی کھوگئی اور آج تمہیں کہیں پناہ نہ ملیگی۔ اُن میں سے کوئی کہتا ہے کیا لوگوں کا حشر ہوگیا تو کہدے کہ ہاں مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہوگیا۔ جبکہ تو اوہام کے گہوارے میں پڑا تھا۔ اور کوئی اُن میں سے کہتا ہے کیا فطرت کے مطابق کتاب نازل ہوئی ہے؟ تو اُن سے کہدے عقل والو خدا سے ڈرو۔ فطرت تو خود حیرت میں ہے۔ کوئی کہتا ہے کیا میں اندھا اٹھایا گیا ہوں؟ کہدے کہ ہاں مجھے ابر پر سوار ہونے والے کی قسم تو اندھا اٹھایا گیا ہے۔ بیشک معانی کے پھولوں سے جنت آراستہ ہے اور نافرمانوں کی آگ سے دوزخ دہک رہا ہے کہدے کہ ظہور کے افق سے نور چمکا اور سارا جہان روشن ہوگیا کیونکہ یوم میثاق کا مالک آگیا بیشک جنہوں نے شک کیا لوٹے میں رہے اور اُن لوگوں نے نفع کمایا جو نور یقین کے ساتھ مطلع ایقان کی طرف متوجہ ہوئے۔

لوح ابن ذئب صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰

# حقیقتِ حیات

اینکہ می بینی خلافِ آدم اند
نیستند آدم غلافِ آدم اند

کائنات کی تمام گرم بازاری زندگی کے لئے ہے قدرت نے ہر جاندار کو زندگی کا عاشق بنایا ہے۔ زندہ رہنے کی خواہش ہر ایک ذی حیات میں تقاضائے فطرت ہے ایک چھوٹا سا کیڑا بھی جب اسے تنکے سے چھیڑا جائے اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے

تمام جمادات۔ نباتات اور حیوانات سے انسانی زندگی بدرجہا بلند و برتر ہے بلکہ یہ تمام چیزیں کسی نہ کسی پہلو سے انسان کے فائدے کے لئے بنی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ سب انسان کی خادم ہیں اور انسان ان سب چیزوں کا مخدوم ہے انسان مظاہر حیات میں سب سے بہترین مظہر ہے

انسان حیات جمادی حیات نباتی حیات حیوانی سب کمالات رکھتا ہے اور ایک درجہ بلند حیات انسانی اسے اور حاصل ہے جو تمام جمادات۔ نباتات۔ حیوانات میں کسی کو حاصل نہیں انسان کو مالک قدرت نے سب سے ممتاز و اشرف بنایا ہے انسان ہی ایجاد کی قوت عطا فرمائی ہے۔ انسان ہی کو انکشاف اسرار کی طاقت دی ہے۔ تہذیب و تمدن علم و عقل تربیت و اخلاق انسان ہی کے امتیازات ہیں معارف و حقائق کا خزانہ انسان ہی کے سینے میں ہے۔ حقیقت حیات میں سب سے برتر مقام انسان ہی کو دیا گیا ہے

حقیقت حیات کیا ہے اس امر کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔ ہر چیز کی حقیقت وہی ہے جو اس کے وجود کا جوہر ہے مثلاً انسان

کے اعضاء و اجزا سب کے سب بدستور موجود ہوں لیکن روح مفقود ہو جائے تو انسان کی حیات غائب ہو جاتی ہے اور وہ ایک ڈھانچہ یا مٹی کا پتلا رہ جاتا ہے اور مردہ کہلاتا ہے اسی طرح آنکھ کی اصل زندگی بینائی ہے اگر بینائی مفقود ہو گئی تو آنکھ مردہ ہے کان بظاہر ویسا ہی نظر آتا ہے جیسا قدرت نے بنایا لیکن قوت سماعت زائل ہو چکی ہو تو کان مردہ ہے مقصد یہ کہ ایک چیز کی زندگی کا جوہر اور خاصہ باطل و زائل ہو جاتا ہے تو وہ چیز مردہ ہو جاتی ہے۔ ایک بوٹی میں جو تاثیر ہے اگر وہ گم ہو گئی تو وہ بوٹی مردہ اور بے جان ہے

اب خیال فرمایئے کہ انسان کی حقیقت حیات اور اس کا جوہر زندگی کیا ہے؟ اگر ایک ہی لفظ میں کہنا چاہیں تو وہ "انسانیت" ہے یعنی انس و محبت۔ جس کے نتیجے میں اتحاد و اتفاق نیکی پاکی ہمدردی و خیر خواہی انسان سے ظاہر ہوتی ہے اگر انسان کی یہ صفات زائل ہو گئیں تو وہ صرف ایک حیوان رہ جاتا ہے اور انسانی درجہ کے لحاظ سے مردہ ہو جاتا ہے

حقیقت میں انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک ادنیٰ پہلو اور دوسرا اعلیٰ پہلو۔ ادنیٰ پہلو وہی ہے جو ایک حیوان میں بھی پایا جاتا ہے یعنی حس و حرکت کھانا پینا سونا جاگنا۔ جینا۔ مرنا۔ اگر صرف ظاہری چیزیں۔ مکان۔ سواری۔ خوراک۔ لباس۔ عزت و راحت حاصل کرنا ہی انسان کی بلند منزل سمجھی جائے تو یہ سب چیزیں چند روزہ ہیں۔ فانی ہیں۔ چند روز آدمی کھائے پئے اور مر جائے اس سے کیا اہم نتیجہ نکلا؟ بلکہ اگر کھانا پینا ہی بڑی بات ہے تو انسان کو یہ بات بڑی محنت کے بعد حاصل ہوتی ہے، انسان سے تو وہ پرندہ اچھا رہا جو کسی پہاڑ پر بسیرا کرتا ہے کسی درخت کی اونچی شاخ پر نغمے گاتا ہے۔ صحرا کے تمام چشمے اس کے لئے پینے کا پانی اور تمام خرمن اور تمام درختوں کے پھل اس کا کھانا ہیں

الغرض صرف کھانا پینا انسان کا اصل مقصد نہیں یہ تو ادنیٰ زندگی ہے۔ اعلیٰ زندگی انسان کے کمالات باطنی یعنی حق پرستی وفا صدق و صفا۔ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ ہیں۔ جس انسان میں یہ اعلیٰ کمالات انسانیت نہ ہوں وہ درجہ انسانیت سے ساقط ہے یا یوں کہئے کہ انسانیت کے لحاظ سے بے روح اور مردہ ہے اسی لئے خدا نے اور خدا کے پیغمبروں نے زبان حقیقت میں کمالات انسانیت سے محروم انسانوں کو مردہ قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح نے اس شخص کو جس کا ایک رشتہ دار مر گیا تھا اور لوگ اسکو دفن کرنے لیجا رہے تھے فرمایا کہ مردوں کو اپنے مردے دفن کر دے تو میرے ساتھ چل"۔ قرآن مجید میں بھی فرمایا کہ جب خدا رسول تمہیں اس امر کی طرف بلاتا ہے جو تمہیں زندہ کر دیگا تو اسکی شنو! منکرین حق کو مردہ کہا ہے اور حق پرستوں کو زندہ بتایا ہے۔ اسی طرح منوسمرتی میں لکھا ہے کہ برہمن دوجنما ہوتا ہے اس کا ایک جنم ماں باپ سے اور دوسرا جنم ودیا یعنی علم سے ہوتا ہے حضرت مسیح نے بھی فرمایا کہ جب تک تم دوبارہ پیدا نہ ہو گے آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکو گے دوبارہ پیدائش سے مقصد روحانیت و حقیقت و انسانیت کی زندگی ہے جیسا کہ اپنے حواریوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ انھوں نے نئی زندگی پائی ہے۔ گوشت اور خون سے نہیں بلکہ روح سے۔ روحانی زندگی ہی انسان کی اصل زندگی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ۔ یہ لوگ صرف ادنیٰ زندگی کے ظاہری پہلو کو جانتے ہیں اور دوسری زندگی یعنی باطنی پہلو سے بے خبر ہیں۔ اس آیت میں لفظ الحیوٰۃ

آیا ہے جو صفت موصوف ہو بعضاف مضاف الیہ نہیں اس کا صحیح ترجمہ ہے ادنیٰ زندگی۔ وہ ترجمہ غلط ہے جو اکثر مترجموں نے کیا ہے یعنی دنیا کی زندگی۔ دنیا میں زندگی تو پیغمبر اور اولیاء بھی گذارتے ہیں ان کی زندگی ادنیٰ نہیں حقیقت میں اعلیٰ زندگی ہوتی ہے جو لوگ صرف کھانے پینے اور فانی چیزوں میں الجھکر رہ جاتے ہیں انکی زندگی ادنیٰ زندگی ہوتی ہے۔ یقیناً ہماری زندگی اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب ہم حقیقت وانسانیت میں کمال حاصل کریں۔

# تبلیغ و نصرت

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ کیجئے پیامبر ۱۵ اگست ۱۹۴۰ء)

## مبلّغ کو غیبی تائید حاصل ہوتی ہے

انشاء اللہ بتائیدات حق تبلیغ امرش موید خواہند شد قلب کہ بحر اعظم متصل شد البتہ از او انہار جاریہ بظہور خواہد رسید اقتدار صہ ۱۶ اعمال حسنہ و اخلاق روحانیہ بنفسہا مبلّغ امرند بعضی از آں محزون نباشند کہ عالم نیستند و کسب علوم ننمودہ اند ملاحظہ در زمان رسول نما کہ بعد از ظہور آں نیر اعظم جمیع علماء و ادبا و حکماء از آں شریعہ عرفان رحمن محروم ماندند و ابوذر کہ راعی غنم بود بحر اقبال یعنی متعال بحور حکمت و بیان از قلب و لسانش جاری و حال جمیع علماء از ذکرش خاضع مشاہدہ میشود و با آنکہ در ساحل احدیہ باد اعتنا نداشتند تعالی اللہ بیمد ذو الفضل العظیم انہ ھو الحاکم علی ما اراد انہ لھو المقتدر القدیر لذا ہر یک از احبائے الٰہی کہ بافق باقی فی الحقیقۃ اقبال نمود باد افاضہ می شود آنچہ سبب ہدایت بریہ باشد

بگو اے احبائے من شما اطبائے

انشاء اللہ خدا کی تائیدات سے اسکے امر کی تبلیغ میں موید ہونگے دل بحر اعظم سے متصل ہو گیا تو اس سے بہتی ہوئی نہریں نمودار ہو جائینگی اچھے اعمال اور روحانی اخلاق خود مبلّغ امر ہیں تبلیغ کرنیوالے بعض لوگ اس بات سے غمگین نہ ہوں کہ وہ عالم نہیں ہیں اور انہوں نے ظاہری علوم حاصل نہیں کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر نظر ڈالیے کہ اس نیر اعظم کے ظہور کے بعد تمام علماء و ادباء و حکماء عرفان رحمن کی شاہراہ سے محروم رہ گئے اور ابوذر جو بکریوں کا چرواہا تھا خدائے بے نیاز و برتر کیجانب متوجہ ہوتے ہی اسکے دل و زبان سے حکمت و بیان کے دریا جاری ہو گئے اب تم دیکھتے ہو کہ تمام علماء ابوذر کا نام سنتے ہی ادب و احترام کرتے ہیں حالانکہ شروع میں کوئی اسکی پرواہ بھی نہ کرتا تھا۔ بڑے فضل والا خدائے قدیم و بزرگ و برتر ہے وہ جو چاہے حکم دیتا ہے یقیناً وہ مقتدر و قدیر ہے۔ اسلئے احباء الٰہی میں سے ہر ایک حقیقت افق باقی کیجانب متوجہ ہوتا ہے اسے وہ فیضان عطا ہوتا ہے جو مخلوق کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے

کہدے اے میرے دوستو تم روحانی طبیب ہو

معنوی بودہ و ہستید باید بحول و قوۃ الٰہیہ بدریاق اسم اعظم امراض باطنیہ امم و رمد عیون اہل عالم را مداوا نمائید و شفا بخشید تا کل بشاطی بحر اعظم در ایام مالک قدم توجہ نمائید و باید کل بقمیص امانت و ردائے دیانت و شعار صدق و راستی ظاہر و باطن خود را مزین نمائید تا سبب علو امر و تربیت خلق گردد۔

اقتدار صہ ۱۶۷

انشاء اللہ باید در این ایام روحانی از نسائم سبحانی و فیوضات ربیع رحمانی محروم نمانید۔ باسم معلوم منقطعا عن العلوم برخیزید۔ و ندا فرمائید قسم بآفتاب افق امر در آں حین فرات علوم الٰہیہ را از قلب جاری مشاہدہ نمائید و انوار حکمت ربانیہ را بے پردہ بیابید

اقتدار صہ ۲۳۵

خدا کی قدرت و قوت کیساتھ اسم اعظم کا تریاق دیگر قوموں کے باطنی امراض اور دنیا والوں کی بیمار آنکھوں کا علاج و معالجہ کرد اور انہیں شفا دو تاکہ سب لوگ بحر اعظم کے کنارے کی جانب مالک قدم کے دنوں میں توجہ کریں اور لازم ہے کہ تم سب اپنے آپکو امانت کی قمیص دیانت کی چادر اور صدق و راستی کے لباس سے ظاہر و باطن میں آراستہ و پیراستہ کرو تاکہ یہ عمل امر اللہ کی بلندی اور لوگوں کی تربیت کا باعث ہو

انشاء اللہ ان ایام روحانی میں خدا کی پاک ہواؤں سے اور ربیع رحمانی کے فیوضات سے بے بہرہ نہ رہوگے خدا کا نام لیکر علوم سے بے پرواہ ہوتے ہوئے اٹھ کھڑے ہو اور ندا بلند کرو تبلیغ کرو۔ افق امر کے آفتاب کی قسم اسوقت خدائی علوم کی نہر فرات اپنے دل سے بہتی ہوئی دیکھوگے اور حکمت ربانی کی روشنیاں بے پردہ نمودار پاؤگے۔

## بے عمل تبلیغ کے خطرناک نتائج

اگر احبائے الٰہی بطراز امانت و صدق و راستی مزین نباشند ضررش بخود آں نفوس راجع اولاً آں نفوس ابداً محل امانت کلمۂ الٰہیہ و اسرار مکنونہ

اگر احبائے الٰہی امانت صدق و راستی کے لباس سے مزین نہ ہونگے تو اسکا ضرر خود انہیں کو پہونچیگا اول تو یہ کہ وہ لوگ کلمہ الٰہیہ اور پوشیدہ اسرار ربانی کی امانت گاہ

سبآنیہ نخواہند شد و تعلل سبب ضلالت و اعراض ناس بودہ و خواہند بود و عن ورائہما قہراللہ و غضبہ و عذاب اللہ و سخطہ

اقتدار ص۱۶۸

ہرگز نہ ہونگے اور دوسرے یہ کہ لوگوں کی گمراہی اور روگردانی کا موجب ہوئے ہیں اور ہوں گے اور اس کے پیچھے ان پر خدا کا قہر و غضب اور خدا کا عذاب اور غصہ ہوگا

## مبلغین امر اللہ کا نمونہ پیش نظر رکھنا چاہئے

فکر در حالت نفسی نما کہ بروح القدس امر مبعوث شد فرداً واحداً بلوح الٰہی بمقر معہود توجہ نمود و بکمال قدرت و اطمینان رسالات رحمن را تبلیغ نمودند و ابداً سطوت و غضب ورا مضطرب نہ نمود۔

اقتدار ص۱۷۶

اس شخص کی حالت پر غور کرو جو روح القدس امر سے مبعوث ہوا اور تن تنہا لوح الٰہی لیکر مقررہ جگہ کی جانب روانہ ہوا اور کمال قدرت و اطمینان کیساتھ خدائے رحمن کے پیغام پہونچائے اور دنیاوی شان و شوکت اور قہر و غضب اسے ذرا بھی مضطرب و بے چین نہ کر سکے۔

ان آیات میں حضرت بدیع کا ذکر ہے جو سلطان ناصر الدین شاہ ایران کے نام لوح الٰہی لیکر گئے تھے اور نہایت ظلم کے ساتھ شہید کردئے گئے۔ ہر مبلغ کو چاہئے کہ پہلے مبلغوں کے حالات پر نظر رکھے اور ان کے عملی نمونہ سے اپنی زندگی میں فائدہ اٹھائے

## مبلغین کا ادب و احترام

نفوسیکہ الیوم من عند اللہ مامور بہ تبلیغ امر و تخصیص داده شده اند بعنایات مخصوصہ او کل باید لنسبت بایشان خاضع باشند چہ کہ آں خضوع للہ واقع می شود و چوں بامر حق است بحق راجع است و لکن آں نفوسیکہ تخصیص داده شده اند باید کمال اتحاد ما بینشان مبرہن و ظاہر باشد

اقتدار ص۲۲۳

جو نفوس آج خدا کیطرف سے تبلیغ کیلئے مامور ہیں اور انکی خاص عنایات سے مخصوص کئے گئے ہیں۔ سب لوگوں کو چاہئے کہ ان مبلغین کا نہایت ادب و احترام کریں کیونکہ یہ ادب و احترام خدا کیلئے واقع ہوتا ہے اور چونکہ یہ ادب و احترام خدا کے حکم سے ہے اس لئے خدا ہی کیجانب راجع ہوتا ہے لیکن جو نفوس تبلیغ کیلئے خاص کئے گئے ہیں انکے درمیان آپس میں کمال اتحاد ثابت و ظاہر ہونا چاہئے۔

## مبلغ این و آں کے اقوال میں نہ پڑے

اے دوستان امروز باب آسمان بمفتاح اسم الٰہی گشودہ و بحر جود امام وجوہ ظاہر و مواج و آفتاب عنایت مشرق و لائح خود را محروم نمائید عمر گرانمایہ را بقول این و آں تمام مکنید۔ کمر ہمت محکم نمائید و در تربیت اہل عالم توجہ کنید

اقتدار ص۲۴۳

دوستو! آج خدا کے نام کی کنجی سے آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے بخشش کا دریا سب کے روبرو ظاہر اور موجزن ہے عنایت کا آفتاب روشن و نمودار ہے اپنی قیمتی زندگی کو این و آں کے اقوال میں ختم و ضائع نہ کرو۔ کمر ہمت مضبوط باندھو اور دنیا والوں کی تربیت میں پوری توجہ اور کوشش کرو۔

## مبلغ اپنے مقام کی حفاظت کرے

در آنچہ سبیل الٰہی بر این مظلوم و شما وارد شده از آن غافل نشوید و مقامات خود را باسم حق حفظ نمائید

اقتدار ص۲۴۴

از حق نائید بخواہید تا بامرے کہ سبب و علت ذکر پاینده باشد فائز گردید انہ یری و یسمع و ہو العلیم الخبیر

اقتدار ص۲۴۷

راہ خدا میں اس مظلوم پر جو مصیبتیں پڑی ہیں ان سے غافل نہ ہو اپنی قدر پہچانو اور نام خدا کے ذریعے اپنے مقامات و درجات کی حفاظت کرو خدا سے تائید مدد طلب کرو کہ تم ایسے کام میں کامیاب ہو جاؤ جس سے تمہارا ذکر ہمیشہ باقی رہے یقیناً خدا دیکھتا اور سنتا ہے اور وہ علیم و خبیر ہے

باید بنار ایقان و نور ایمان حجبات را بسوزانید و قلوب افئدہ را منیر دارید جہد نمائید تا از کوثر ایقان کہ از یمین عرش الٰہی جاری است بنوشید و قدر مقام خود را بدانید و در کل احوال آگاہ باشید چہ کہ گمراہان در کمین ہادیان بودہ و خواہند بود ان ربکم الرحمن لہو العلیم الحکیم

اقتدار ص۲۷۶

تمہیں واجب ہے کہ یقین کی آگ اور ایمان کی روشنی سے پردوں کو جلاؤ اور دلوں کو روشن و منور کرو اور کوشش کرو کہ وہ کوثر ایقان پیتے رہو جو عرش الٰہی کی داہنی جانب سے جاری ہے اپنے مقام کی قدر پہچانو اور تمام حالات میں باخبر و ہوشیار رہو کہ گمراہ لوگ ہمیشہ رہنماؤں کی تاک میں رہے ہیں اور رہینگے یقیناً تمہارا پروردگار رحمن علیم و حکیم ہے

## پرجوش تبلیغ کرنی چاہئے۔

اجعل رجلیك من الحدید فی امری ولسانك سیفاً ذا قمین فی ذکری وثنائی و بصرك ناظراً الی شطری و قلبك متوجہاً الی جمالی المشرق المنیر ثم میز الاخیار و الاشرار باسم ربك العزیز المختار ثم اضرم فی قلوبہم نار ذکری و ثنائی لیزداد بہ الاول و یتوجہ بہ الآخر۔

میرے امر میں اپنے دونوں پاؤں لوہے کے سے کرلو۔ میرے ذکر و ثنا میں اپنی زبان کو دو دھاری تلوار بنالو۔ اپنی نظر میری جانب لگائے رہو اور اپنا دل میرے چمکتے ہوئے روشن کرنیوالے جمال کیطرف متوجہ رکھو اچھے اور برے سب لوگوں میں اپنے پروردگار عزیز و مختار کا نام لیکر کھرے ہو جاؤ پھر انکے دلوں میں میرے ذکر و ثنا کی آگ بھڑکا دو تاکہ اس سے اول یعنی اچھے

يحذ الالت يأمرك سلطان القدر من هذا المنظر الاكبر ابرءوا النفوس من داء الغفلة والهوى باسمي العلي الابهى

اقتدار ص ۲۹۶

لوگ بڑھ جائیں اور دیگر یعنی برے لوگ بھی امر کی طرف متوجہ ہو جائیں قضا و قدر کا بادشاہ اس منظر اکبر سے تمہیں اسی طرح حکم دے رہا ہے میرے علی ابہیٰ نام سے لوگوں کو غفلت و ہوا و ہوس کی بیماری سے پاک و صاف کردو۔

## اثر و اعتدال لازم ہیں

كن مبلّغ امر الله ببيان تحدث به النار في الاشجار وتنطق انه لا اله الا انا العزيز المختار قل ان البيان جوهر يطلب النفوذ والاعتدال اما النفوذ معلق باللطافة واللطافة منوطة بالقلوب الفارغة الصافية واما الاعتدال امتزاجه بالحكمة التي نزلناها في الزبر والالواح۔

مجموعہ الواح صفحہ ۲۴

امر اللہ کے مبلغ بنو ایسے بیان کے ساتھ جس سے درختوں میں آگ پیدا ہو جائے اور وہ پکار اٹھیں کہ مجھ غالب و مختار خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کہدے بیان و تقریر ایک جوہر ہے جو اثر و اعتدال چاہتا ہے اثر لطافت سے وابستہ ہے اور لطافت فارغ و صاف دل پر موقوف ہے اور اعتدال یہ ہے کہ بیان اس حکمت میں ڈوبا ہوا ہو جو ہم نے زبر و الواح میں نازل کی ہے۔

## رطوبات ہوائیہ کا اثر نہ ہونے پائے

قل كونوا يا قوم قهر الله لاعدائه ورحمته لاحبائه ولا تكونن من الذين غلبت عليهم رطوبات الهوائية ولن يبقى فيهم اثر الذكر والانثى ويكونن من الهالكين۔

قوموا يا قوم عن مراقد الغفلة بنار التي لو يقابلها كل من في السموات والارض ليجدوا اثرها وان هذا ما يوصيكم به الله لتكونن من العاملين۔

مجموعہ الواح ص ۳۵۴

اے قوم خدا کے دشمنوں کے مقابل خدائی قہر و غلبہ بن جاؤ اور اسکے دوستوں کیلئے رحمت ہو جاؤ اور خبردار ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جن پر ہوا و ہوس کی رطوبتیں غالب آگئی ہیں اور ان میں نر اور مادہ کا کوئی اثر باقی نہ رہیگا۔ اور ہلاکت زدہ لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

اے قوم! غفلت کی خوابگاہوں سے اٹھ کھڑے ہو۔ وہ آگ لیکر جس کے سامنے اگر تمام آسمانوں اور زمین کے لوگ آجائیں تو اسکا اثر محسوس کریں اور یہ ہیں خدا کی وصیت و نصیحت تاکہ تم عمل کرنیوالے بنو

## مناسب جگہ تبلیغ کا بیج ڈالنا چاہئے

ملاحظہ در حبّہ نمائید کہ اگر بدست تربیت مظاہر اسماء در اراضی طیبہ جیدہ مبارکہ زرع شود البتہ سنبلات عنایت و اثمار عرفان و حکمت الٰہی از و بنفسہ لنفسہ ظاہر و مشہور گردد لکن اگر در اراضی جرزہ غیر مرضیہ مطروح شود ابداً ثمری و اثری از و بوجود نیاید کذلک قدر من لدن عزیز قدیر

مجموعہ الواح ص ۱۶۲

دانے پر غور کرو کہ اگر مظاہر اسماء کے دست تربیت کے ماتحت اچھی پاکیزہ عمدہ بابرکت زمین میں بویا جاتا ہے تو عنایت کی بالیں عرفان و حکمت کے پھل اس میں خود بخود پیدا اور نمودار ہو جاتے ہیں لیکن اگر دانہ بنجر اور خراب زمین میں پھینکدیا جائے تو اس سے ہرگز کوئی پھل اثر وجود میں نہ آئیگا۔ خدائے غالب و قدیر کی طرف سے یوں ہی مقدر ہو چکا ہے۔

## راہ خدا میں مصیبتیں تبلیغ کے چراغ کا تیل ہیں

قل البلايا دهن لهذا المصباح وبها يزداد نوره ان كنتم من العارفين قل ان الاعراض من كل معرض مناد لهذا الامر وبه انتشر امر الله وظهوره بين العالمين

مجموعہ الواح ص ۹۲

کہدے بلائیں اس چراغ کے لئے تیل ہیں اور انہیں سے اس امر کی روشنی بڑھ جاتی ہے اگر تم عارفوں میں سے ہو تو سمجھ لو۔ کہدے ہر ایک منہ پھیرنے والے کا منہ پھیرنا اس امر کا منادی ہے اور لوگوں کے اعراض سے خدا کا امر اور اس کا ظہور تمام جہانوں میں پھیل گیا ہے

## دنیا تبلیغ حق کا اثر لینے کے لئے تیار ہے

قل اليوم قد هبت لواقح الفضل على الاشياء وحمل كل شيء بما هو عليه ولكن اكثر الناس عنه معرضون قد حملت الاشجار بالاثمار البديعة والبحور باللئالي المنير والانسان بالمعاني والعرفان والاكوان بتجليات الرحمن والارض بما لا اطلع عليه احد الا الحق علام الغيوب سوف تضع كل حملها تبارك الله مرسل هذا الفضل الذي احاط بالاشياء كلها عما ظهر وعستا

کہدے! تمام اشیاء کائنات پر فضل کی ہوائیں چل پڑی ہیں اور ہر چیز اپنی حالت کے مطابق حاملہ ہو گئی ہے لیکن اکثر لوگ اس حال سے بے پرواہ ہیں۔ درخت نئے پھلوں سے سمندر روشن موتیوں سے اور انسان معانی و عرفان سے اور سارے جہان رحمٰن کی تجلیات سے پُر ہو گئے ہیں اور زمین اُس چیز سے حاملہ ہو گئی ہے جسے خداوند برحق علام الغیوب کے سوا کوئی نہیں جانتا یہ سب کے سب عنقریب اپنے حمل وضع کرینگے۔ بزرگ و برتر ہے خدا اس فضل کا

هو المکنون۔

مبین ص۲۳

حال ارض عالم مشهود زرداست که اثمار منیعه و اشجار باسقه و اوراد محبوبه و ثمار جنیه مشاهده شود. تعالت نسمة قمیص ربک السبحان قد مرت و احییت طوبی للعارفین

اقتدار ص۲۹۹

بھیجنے والا جو سب ظاہر و پوشیدہ چیزوں پر چھایا ہوا ہے

اب زمین عالم دکھائی دیتی ہے عنقریب اعلیٰ درجہ کے پھل بہترین درخت پیارے پیارے پھول اچھی اچھی نعمتیں سامنے آجائینگی تیرے پاک پروردگار کی قمیص کی خوشبو کسقدر بہتر ہے جو آئی اور زندہ کر گئی عارفوں کے لیے مبارکباد

## شرق وغرب میں تبلیغ کے لئے تعلیم حاصل کیجئے

قد اذن الله لمن اراد ان یتعلم الالسن المختلفة لیبلغ امر الله مشارق الارض ومغاربها ویذکره بین الدول والملل علی شان تنجذب به الافئدة ویحیی به کل عظم رمیم۔

کتاب اقدس ص۳۲

خدا نے مختلف زبانیں پڑھنے کی اجازت اس شخص کو دیدی ہے جو مشرق و مغرب میں امر خدا کی تبلیغ کرے اور حکومتوں اور قوموں میں خدا کا ذکر ایسی شان سے کرے کہ دل کھنچ آئیں اور ہر ایک بوسیدہ ہڈی زندہ ہو جائے

## بہائی مبلغین کی شان وعظمت

طوبی لکم یا معشر العلماء فی البهاء تالله انتم امواج البحر الاعظم وانجم سماء الفضل والویة النصر بین السموات والارضین۔ انتم مطالع الاستقامة بین البریة ومشارق البیان لمن فی الامکان طوبی لمن اقبل الیکم وویل للمعرضین ٥

کتاب اقدس ص۴۶

اے بہائی علماء تمہارے لئے مبارکباد خدا کی قسم تم بحر اعظم کی امواج ہو اور تم آسمان فضل کے ستارے اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان نصرت و تبلیغ کے جھنڈے ہو تم مخلوق میں استقامت کے مطالع اور اہل جہان کیلئے بیان کے مشارق ہو جو تمہاری طرف متوجہ ہو اس کیلئے مبارکباد اور تم سے بے رخی کرنیوالے کیلئے ہلاکت ہے

## مبلغین کی نصرت

انصروا یا قوم اصفیائی الذین قاموا علی ذکری بین خلقی وارتفاع کلمتی فی مملکتی اولئک انجم سماء عنایتی ومصابیح هدایتی للخلائق اجمعین۔

کتاب اقدس ص۳۲

اے قوم! میرے ان برگزیدہ بندوں کی مدد کرو جو میری مخلوق میں میرے ذکر کیلئے اور میری مملکت میں میرا کلمہ بلند کرنے کیلئے کھڑے ہوئے ہیں یہ میرے آسمان عنایت کے ستارے اور ساری مخلوق کیلئے میری ہدایت کے روشن چراغ ہیں

## بہائی مبلغ حقیقی عالم ہے۔

اعلم ان العالم من اعترف بظهوری وشرب من بحر علمی وطار فی هواء حبی ونبذ ما سوائی واخذ ما نزل من ملکوت بیانی البدیع انه بمنزلة البصر للبشر وروح الحیوان لجسد الامکان تعالی الرحمن الذی عرفه واقامه علی خدمة امره العزیز العظیم ویصلی علیه الملأ الاعلی واهل سرادق الکبریاء والذین شربوا رحیقی المختوم باسمی القوی القدیر

مجموعہ الواح ص۵۶

خوب سمجھ لو کہ عالم وہی ہے جس نے میرے ظہور کا اقرار کیا اور میرے دریائے علم کا پانی پیا اور میری محبت کی ہوا میں بلند پرواز کیا اور میرے سوا سب کو پھینکدیا اور جو کچھ میرے نئے بیان کے ملکوت سے نازل کیا گیا ہے اسے لیا یہ عالم نوع البشر کیلئے چشم بصیرت ہے اور جسم امکان کیلئے روح حیات ہے بہتر ہے خدائے رحمن جس نے اسے معرفت عطا کی اور اپنے عزیز وعظیم امر کی خدمت پر قائم کیا ملاء اعلیٰ اور کبریائی کے خیموں میں رہنے والے اور وہ جنھوں نے میرے قوی و قدیر نام سے مہر شدہ شراب روحانی پی ہے ایسے عالم پر درود وسلام بھیجتے ہیں

## تبلیغ کرنیوالوں کو خدا کیطرف سے مبارکباد

طوبی لقوی قام علی امر ربه وللمنادی ینادی بهذا الاسم بالحکمة والبیان

اقتدار ص۲۶۲

طوبی لمن کسر اصنام الهوی وقام علی خدمة الله رب العرش والثری باستقامة ما منعته الجنود والصفوف وما خوفتها الکتائب والالوف نطق امام الوجوه بما کان نوراً للابرار وناراً للفجار ان ربک هو المقتدر علی ما یشاء لا اله الا هو الفرد الواحد القوی القدیر۔ (اقتدار الواح ص۹۶)

اس قوی کے لئے مبارکباد جو اپنے رب کے امر پر قائم ہے اس منادی کیلئے مبارکباد جو حکمت و بیان کیساتھ اس نام کی ندا بلند کر رہا ہے مبارکباد اس کے لئے جس نے ہوا و ہوس کے بتوں کو توڑ دیا اور ایسی استقامت سے پروردگار عرش و فرش کے امر کی خدمت پر قائم ہوا کہ اسے لشکر اور جماعتیں بھی نہ روک سکیں اور جمعیتیں خوفزدہ نہ کر سکیں وہ سب کے روبرو وہ باتیں بولتا رہا جو نیکوں کیلئے روشنی اور نافرمانوں کیلئے آگ ہیں یقیناً تیرا رب جو چاہے سب کچھ کر سکتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا یکتا قوی قدیر ہے

# توفیق تبلیغ کے لئے مناجات

الٰہی الٰہی لک الحمد بما فتحت علیٰ وجوہ اولیاءک ابواب الحکمۃ والعرفان وھدیتھم الیٰ صراطک ونوّرت قلوبھم بنور معرفتک وعرفتھم ما یقربھم الیٰ ساحۃ قدسک ای رب اسألک بالذین سرعوا الیٰ مقر الفداء شوقاً للقاءک و ما منعتھم سطوۃ الامراء عن التوجہ الیک والاعتراف بما انزلتہ فی کتابک ثم بالذین اقبلوا الیٰ افقک باذنک و قاموا لدی باب عظمتک و سمعوا نداءک وشاھدوا افق ظھورک وطافوا حول ارادتک ان تقدر لاولیاءک ما یؤیدھم علیٰ ذکرک و ثناءک وتبلیغ امرک انک انت المقتدر علیٰ ما تشاء لا الٰہ الا انت الغفور الکریم

الٰہی الٰہی تیری حمد ہو کہ تونے اپنے دوستوں کے سامنے حکمت و عرفان کے دروازے کھولدئے اور انھیں اپنا رستہ دکھایا اور اپنی معرفت کی روشنی سے ان کے دلوں کو منور کردیا اور انھیں اس چیز کی شناخت عطا فرمائی جو انھیں تیری بارگاہ قدس کے قریب کرنے والی ہے۔ پروردگار میں ان لوگوں کا واسطہ دیکر تجھ سے درخواست کرتا ہوں جو قربانگاہ کیطرف دوڑکر پہونچے تیری ملاقات کے شوق میں اور انھیں امیروں کی شان شوکت تیری طرف متوجہ ہونے سے اور تیری کتاب کے بیانات کا اعتراف کرنے سے نہ روک سکی پھر انکا واسطہ جنہوں نے تیرے حکم سے تیرے افق کی طرف رخ کیا اور تیرے دروازۂ عظمت کے پاس کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے تیری ندا سنی اور تیرے افق ظہور کو دیکھا اور تیرے ارادے کے گرد چکر لگایا ان سب کا واسطہ دیکر تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ اپنے دوستوں کیلئے وہ چیز مقدر فرما جو تیرے ذکر و ثنا اور تیرے امر کی تبلیغ میں انکی مدد کرے یقیناً تو جو چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غفور رحیم ہے۔

مجموعہ الواح ص۱۶۱

## مبلغ کی دعا۔

قل سبحانک اللّٰھم یا الٰھی اسئلک باسمک الذی بہ سطع نور الحکمۃ اذ تحرکت افلاک بیانہ بین البریہ بان تجعلنی مؤیداً بتائیداتک وذاکراً باسمک بین عبادک ای رب توجھت الیک منقطعاً عن سوائک و متشبثاً بذیل الطافک فانطقنی بما تنجذب بہ العقول وتطیر بہ الارواح والنفوس۔ ثم قونی فی امرک علیٰ شان لا تمنعنی سطوۃ الظالمین من خلقک ولا قدرۃ المنکرین من اھل مملکتک فاجعلنی کالسراج فی دیارک لیھتدی بہ من کان فی قلبہ نور معرفتک و شغف محبتک انک انت المقتدر علیٰ ما تشاء وفی قبضتک ملکوت الانشاء لا الٰہ الا انت العزیز الحکیم۔

مجموعہ الواح ص۵۳

کہدے یا الٰہی تو پاک ہے میں تیرے اس نام کے وسیلے جس سے حکمت کا نور چمکا جب اس نام کے بیان کے افلاک مخلوق میں حرکت کرنے لگے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی تائیدات سے مؤید فرما اور اپنے بندوں میں اپنے نام کا ذکر کرنے والا بنا۔ اے پروردگار میں تیرے ما سوا سے بے نیاز ہو کر تیری مہربانیوں کے دامن کو تھامے ہوئے تیری طرف متوجہ ہوا ہوں پس مجھے وہ زبان و بیان عطا فرما جس سے عقلیں کھچی چلی آئیں اور ارواح و نفوس طائر پرواز ہوں۔ پھر مجھے اپنے امر میں ایسا قوی بنادے کہ تمام عالم کے ظالموں کی سطوت اور دنیا بھر کے منکروں کی طاقت مجھے نہ ہٹا سکے سو مجھے تو اپنے شہروں میں چراغ کی مانند بنادے جس سے وہ لوگ راہ ہدایت پائیں جن کے دل میں تیری معرفت کا نور اور تیری محبت کا اثر ہو یقیناً تو جو چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے اور تمام عالم ہستی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو عزیز و حکیم ہے۔

# مفاوضات عبدالبہاء

(اردو)

کتاب مفاوضات حضرت عبدالبہاء جو فارسی میں مدون ہوئی تھی اب یہ کتاب اردو میں بھی شائع ہوچکی ہے یہ کتاب اپنی شان کی ایک ہی کتاب ہے مختلف مسائل جنھیں حل کرنے میں عقلیں چکرا جاتی ہیں اس کتاب میں ایسے آسان طور پر بیان ہوئے ہیں کہ ہر آدمی فوراً سمجھ لیتا ہے فلسفہ اور حکمت الہیہ باہم متحد ہیں علم اور دین اس کتاب میں گلے مل رہے ہیں معاد میں تقریباً وہ تمام اہم دینی مسائل مذکور ہیں جو ہمیشہ اہل علم اور محققین میں زیر بحث رہتے ہیں جو صاحب کتاب منگائینگے یقیناً ہماری تعریف سے بالاتر پائینگے۔ کتاب کی قیمت صرف دو روپے ہے منگوانیکا پتہ سکریٹری بہائی پبلشنگ کمیٹی۔ بہائی ہال دیپ چند اوجھا روڈ کراچی۔

قسمتِ فارسی

# کلماتِ الٰہیّہ

## هو الله تعالیٰ شانہ العظمة والاقتدار

حمد مقدس از ذکر و بیان مقصودِ عالمیان را لائق و سزا است که عالَم را بانوارِ توحید منور فرمود و رایتِ عظماے اِنّه لا اله الّا هو را بر اعلیٰ مقامِ عالَم برافراشت سطوتِ اُمرا او را منع ننمود و از اراده باز نداشت رُسل فرستاد و کُتب نازل فرمود تا کُل بصراطِ مستقیم فائز شوند و از براے عرفانِ نبأ عظیم در یومِ قیام مستعد گردند له الحمد والمنّة وله الفضل والعطاء خلق فرمود و راه نمود تا کُل فائز شوند بانچه که مقصود از خلقتِ خلق بوده تعالیٰ فضله و کرمه العمیم وجوده العظیم. الصّلوٰة والسلام علیٰ سیّد العالم و مربّی الامم الّذی به انتهت الرّسالة والنّبوة وعلیٰ آله واصحابه دائمًا ابدًا سرمدًا (کتاب فردوس صفحه ۲۹۲ و ۲۹۳)

یا امة الله جمیع عالم از براے عرفانِ جمالِ قدم از عدم بوجود آمده اند و باین یومِ مبارک در کُتب و زبر و صحف وعده داده شده اند (فردوس ۲۵۳)

هٰذا یومٌ فیه ظهر مآ اخبر به رسول الله من قبل وبشّر به المسیح ما من رسول الّا واخبر النّاس بهٰذا الظّهور الّذی انجذب به من فی الارض والسّماء وظهر ما کان مکنونًا فی العلم ومسطورًا من قلم القدم ولکن القوم اکثرهم من المشرکین (فردوس ص۱۳۵)

## هو الظّاهر النّاطق المقتدر العلیم الحکیم

الحمد لله الّذی اظهر بسلطانه ما اراد وزیّن الیوم بنسبته الیه وسمّاه فی کتب السّمآء بیوم الله وفیه ظهر ما بشّر به رسله وکتبه وزبره فلمّا اتی الوعد اشرق نیّر الظّهور ...... (کتاب فردوس ص۱)

امروز حق جلّ جلاله ظاهر و امرش باهر و هر یک را ذکر فرموده بذکرے که باقی و دائم است و از ملکوت علیم کُل را تائید فرماید بآنچه سزاوار یومِ اوست. این یوم غیر ایّام بوده و هست جمیع انبیاء را باین یوم بشارت داده و همچنین اشیاء را. (فردوس ۲۴۲)

"زنهار اے پسرِ خاک! با اشرار اُلفت مگیر و مؤانست مجو که مجالستِ اشرار نورِ جان را بنارِ حسبان تبدیل نماید"

اے پسرِ کنیزِ من! اگر فیضِ روح القدس طلبی با احرار مصاحب شو زیرا که ابرار جامِ باقی از کفِ ساقیِ خلد نوشیده اند و قلبِ مردگان را چون صبحِ صادق زنده و منیر و روشن نمایند.

ای بیهُشِ من! صحبتِ اشرار غم بیفزاید و مصاحبتِ ابرار زنگِ دل بزداید"

# شهادتِ مستشرقین و دانشمندان دربارهٔ امر بهائی

پیوسته گذشته

نقل از مجمع اتفاق ادیان از فصل دهم در تحت عنوان
دیانتِ بهائی، دینِ صلح و وفاق - للیندس پرس. لندن، انگلستان

دیانتِ بهائی راهِ ترقی خود را آماده نموده است زیرا موافق باقتضیاتِ زمان حرکت میکند و با افکار عالیهٔ این ایام مناسب تر از تعصبات و نظریات محدودهٔ ادیانِ عتیقه است از مزایا و مشخصاتِ این امر آزادی و حریتِ کامله است که در مسائل دینی و معنوی داده شده تمام ادیانِ الهیه و کتبِ مقدسه را تصدیق مینماید تابعینِ این دیانت پیروانِ سایر ادیان را به ترکِ تعصبِ نژادی و شخصی و قومی و تمسک بکمل تعالیمِ الهی دعوت مینمایند و اتباع و پیروی از احکام الهیه را سبب رستگاری ابدی و زندگیِ سرمدی در حیات میشمرند در بعضی موارد ملاحظه شده است نفوس را تشویق نموده اند در ظلِ ادیانِ سالفه بسر برده و در عین حال از نفحهٔ حیات بخش تعالیمِ بهائی زنده شوند بهائیان مانندِ مدافعینِ سایرِ ادیان از هرگونه حقائق و افکار جدیدے که عرض اندام نماید در خوف و هراس نیستند بل به ترقیِ ادیانِ الهیه قائلند و حسن نکته سنجی و انتقاد را از برای فهم حقیقت در این ادوار مفید میدانند و معتقدند که عرفانِ الهی از برای خلق جز بوسیلهٔ مظاهرِ ظهور ممکن نیست در اخلاقیات بقدرے افکار شان بلند و عالی است که باصطلاحِ مغربیان "شبیه اخلاق و صفاتِ حضرت مسیح است" دربارهٔ زعیم سابق این امر گفته شده بود "آیا رفتارِ حضرتش نسبت بدشمنان چگونه است که هر خصیم لدود را یار ودود مینماید؟" آنچه در این امر اسبابِ تعجب و عبرت است فلسفه و اخلاقِ این دیانت نیست بل نفوذ فوق العاده و تاثیر شدیدے است که بسبب این افکار در اینهمه نفوس ایجاد شده است و از سرجان این ندائے عظیم را لبیک گفته اند و هم چنین اثراتِ معنویِ این تعالیم که در جمیع شئون در رفتار شان واضح و مشهود است و سبب آن چهار اصل اساسی و کلی ذیل میباشد: اول ندای جانفزای این دیانت باہل معنی و لعبثِ روح دلیری و شهامت نفوس ندائے که بدونِ اغراض ظاهره و تطمیع نفوس را تحمل مصائب و بلایا و انقطاع و فرار دار کشیده به جانبازی و قبول محن و آلام و شهادت و بالآخره مرگِ دلیرانه و پرافتخار دلالت نمود دوم آزادی و حریتِ کامل افکار بطوریکه در هیچ موضوع حتی مسئلهٔ حیاتی بقای روح و ابدیت افکار را مقید نمی نماید طیور عقول در ظلِ این دیانت در هوای خوش امید و اطمینان طیران دارد نه در جو نا مطبوع تعبد و اوهام سوم آنکه در این آئین دین عبارت از عشق و محبت علی قول فلپس Phelps " با وجود مصائب و بلیاتِ نامنتها و محن و صدمات بیشمار که این دسته از نفوسِ شجیع و غیور از رجال و نساء تحمل میکنند و در بسیاری از موارد ما فوق شهادت است و خارج از تصور و ادراک حتی در یک مورد شنیده نشد شکوه و ملال آرند و یا از طریقِ تسلیم و رضا خارج گردند گویا این نفوس سعید ترین اشخاص بوده و خود را خوش بخت ترین ناس میدانسته اند که در جوارِ محبوب بسر برده قرب دوست را بعالمی ندهند و تلخیِ شدائد و بلیات را خرد و ناچیز شمرند محبتِ حقیقی و واقعی نسبت بمولی و محبوب برادر و همسایه خویش و بیگانه و هم نوع بشر و خیر خواهیِ عالمِ انسان و بالآخره محبت الله باری همه راه و طریق که سابقاً وقتے در سوریه طے شده بود اینک بار دیگر تجدید و اعاده گشت چهارم توافقِ این دیانت است با علم این امر سیزده قرن بعد از اسلام طلوع نموده و هر آنچه در بوتهٔ امتحان قرار

یافت رُخ برافروخت وکمال خویش آشکار ساخت و بشهادت جانهای پاک که زهر بلیّات چشیدند و بجانان پیوستند ثابت نمود حق است اگرچه در اینجا نکته مافوق منطق و فلسفهٔ عقلی این دیانت قرار دارد و آن اینکه گفتهٔ پروفسور برون " در نظر یک نفر غربی همانا وفاداری وخلوص فوق العادهٔ بابیان وعدم خوف وهراسشان در مقابل مصائب وبلیّات وجان بازی در سبیل معتقدات خویش وایمان قلبی واقعی بحقّانیتِ دیانتِ خود ومحبتِ خالصِ حقیقی وحُسنِ رفتارِ تابعینِ این دیانت نسبت با بناء بشر خاصه هم کیشانِ خویش است که اقوی دلیلِ حقانیتِ این امر بشمار رفته ولاجرم دقت وتوجه او را بخود معطوف میدارد-

میفرماید" ومن اشمارهم تعرفونهم" نسبت باین دیانت که کنون در ربعیانِ شباب است ومقدم آن ما را گزیری جز تقدیم تحیت درود نیست و در مقابل مساعی ومجهوداتش حکمی جز مشاهدهٔ برهان دیگر و شاهدی حی از تأثیر روح ناقص و بیدار الهی در قلب عالمِ انسان نه . زیرا خداوند متعال نظر بسابقهٔ فضل و رحمتِ محیطهٔ خویش دلی نیاساید تا آنکه عالم ناسوت را آئینهٔ جهانِ ملکوت فرماید و بزرگی وعظمتِ خویش را در سراسر گیتی بسط دهد-

## بقلم هربرت پوتنام . رئیس کتابخانهٔ کنگره

تأثیرِ شدیدی که خاطرهٔ حضرت عبدالبهاء در من گذارده بزرگواری وشرافتِ فوق العاده وغیر قابل وصف است ازحیث سیما رأس مبارک بزرگ ودرعین حال با نهایت وقار و ملاحت بر قامتِ مبارک قرار دارد- اندامِ حضرتش موزون و در کمال لطف وصباحت است - ازحیث معنی قیافهٔ مبارک بسیار موقر وآرام و از خطوط سیما آثارِ تفکر وتعمق عظیم ومسئولیت کبری نمایان - اگرچه در بشرهٔ مبارک علائم سعی ونشاط وحسن تدبیر مشهود و از وجناتِ آنحضرت صحت کامل وسلامتی که لازمهٔ حسن تفاوت است پدیدار در احیان عادی که سیمای حضرت عبدالبهاء بتفریح ومزاح متمایل میشود ممنوع حُسن تشعر ولطیفه گوئی که دلیل برکمالِ صحت وجود مبارک است ولازمهٔ پایداری حیات در بشره هویدا - من تاکنون احدی را مانند حضرت عبدالبهاء بصیر در فلسفهٔ حیات ندیده ام که تا این اندازه رای و تضادشان در اخلاق وشئون عمومی ناقابل اعتماد باشد-

بینهایت متاسفم که ملاقاتِ من با حضرت عبدالبهاء بیش از چند بار نبود و نتوانستم مدتِ بیشتری در محضرِ این مرد بزرگِ عالم انسانیت که صاحب قدرت وشخصیتِ عظیم و جامع فضائل وکمالات انسانی است بسر برم -

- کاش- عالم انسانیت همواره بوجود نفوسی مانند عبدالبهاء مفتخر بود-

## بقلم لئو تولستوی (ترجمه از گرینوسکا یا ۴ اکتوبر سنه ۱۹۰۳)

من خیلی خوشوقتم ازینکه مستر دی وی استاسو بشما اطلاع داده است کتاب شما تاثیر بسیار خوبی در من نموده واینک تشکرات خویش در اقبال ارسال آن تقدیم میدارم-

راجع بدیانتِ بابی مدتِ مدیدی است اطلاع یافته و پیوسته نسبت بتعالیم آن علاقه مند بوده ام بنظرِ من این تعالیم مانند کلیه تعالیم اجتماعی معقولی که اخیراً از اصل ادیان برهمائی بودائی یهود مسیحی و اسلام اقتباس شده وخود این ادیان بسبب تصرفات اهل کتاب در روحانیون از اصل مقصود منحرف گشته است مستقبل عظیمی در بر دارد زیرا تمامی ظواهر و پیرایه‌ها را که باعث انشقاق واختلاف بوده دور نموده وآرزو دارد تمامی بشر را متحد و در ظلِ یک دین وارد نماید — بنابرین تعالیم دیانتِ بابی تا آنجاکه تابعین آن تعصباتِ قدیمهٔ اسلام را رفض کرده وخود اوهام تازهٔ ایجاد ننموده اند که نسبت بخرافات جدید دیگر سبب انشقاق شود (متاسفانه در تبیین تعالیم حضرت باب پاره ازین قبیل مسائل مشاهده شده) وتا وقتیکه با صول اساسی برادری ومساوات ومحبت متمسک و عاملند - آتیهٔ بزرگ و درخشانی در پیش دارند ❊

# عواطفِ قلبی میس مارتاروت

(پیوسته بگذشته)

خانم محترمی که مکرر در مکرر از بارگاهِ بلند قصر ملوک و سلاطین بانهایت تجلیل و احترام گذشته حال با سرورے فوق العاده از دالانهای تنگِ بیتِ مبارک عبور میکند و این دالانهای تنگ را بدان قصور عالیه ترجیح میدهد۔

بیتِ مبارک نزدیک شده در یکی از اطاقهای خیاط مجاور آقایان افنان استدعای چند دقیقه استراحت و نوشیدنِ آب سردے مینمایند۔

آسایش و نوشیدنِ آبِ سرد کجا و افکار شدید روحانیِ این خانم کجا ؎

هر سرِ موے مرا با تو هزاران کار است
ما کجائیم و ملامتگرِ بیکار کجا

فوراً قلم بدست گرفته با سرعت و جدیتِ خستگی ناپذیر مشغولِ تحریرِ تاریخ و گفته های معمرینِ این خانواده گردید از یکان یکان سوالاتے مینمود و تمام را یادداشت میکرد۔

پس از چند دقیقه یکی از افنان با صندوقچه آهنی که حاوی خطوطِ اصل و بعضے آثار دیگرِ حضرتِ اعلیٰ بود وارد شد این صندوقچه چون در اغلب مواقع انقلاب ایران در زیرِ خاک پنهان شده بود منظرهٔ نازیبائی بخود گرفته و کاملاً زنگ زده بود بمحض دیدنِ آن خانم ملکوتی از جا جسته او را در آغوش گرفته بوسید و بوئید و بچه میمنود که تصور دارد تمام زنگهای این صندوق را با روی لطیفِ خود پاک نماید ؎

بوی جان میآید از پشمِ شتر
این شتر از خیلِ سلطان ویس هست

خانم و همراهانش ازین اطاق مجاور برخواسته چند قدمی راه پیموده و باصل خیاط بیت مبارک میرسند قبل ازانکه خانمِ ملکوتی واردِ بیت شود بهتر آنست که ساختمان بیت مبارک را ازبرائے قارئین شرح دهم۔

بیتِ مبارک خانه ایست فوق العاده کوچک تمام مسافرین و اهالی شیراز که از اول الی حال بزیارتِ بیت آمده اند متفقند که خانه باین کوچکی و این روحانیت در هیچ کجا دیده نشده۔ این خانه کوچک استعدادِ اشجار و باغچهٔ مفصلی ندارد فقط یک درخت نارنج سبز با طراوت تمام فضای خیاط را سایه انداخته این درخت نارنجی است که بدستِ مبارک حضرت اعلیٰ در حدود صد سال پیش غرس شده۔ این خانه از سه طرف دارای ساختمان است در موقع ورود دو بر اطاق زندگانی وجود مبارک و بالا خانه آن اطاق نزدول آیات و همان اطاق است که ملا حسین بشروئی در ابتدای امر آنجا مشرف شده و ندای الهی را شنید۔ خانم روحانی و یا طیر حدیقهٔ الهی با سوز و گدازے بے نظیر وارد شده و آستانهٔ بیتی که جبین هزاران بهائی را معطر نموده بود بوسید و بوئید و سرشک خونین از دیده بجا رید بنوعی که یک انقلاب شدیدِ روحانی در تمام همراهانش ایجاد نموده عظمت و جلال صاحبِ بیت را بخوبی گوشزد کرد۔ آری این خانم ملکوتی پس ازانکه یک قسمت بزرگ عالم را گردش کرده و در نزدِ هر امیر و کبیرے تمام شرایعِ حضرت اعلیٰ را بزبان آورده و تمام را خاضع دیده و پس ازانکه برای العین مشاهده کرده که هیبت عظمت و جلالش در قصر ملوک و سلاطین طنین انداز است حال بآستان بوسی بیت او آمده و

بخوبی میداند که تا چه اندازه صاحب بیت بزرگوار بوده و یقین دارد که در آتیه نزدیکی سلاطین دسته دسته از برای زیارت این خاک خواهند آمد.

باری سراپا خلوص نیت بایک دنیا ذوق و حرارت بایک عالم عشق و محبت تمام آستانه ها و درب دیوار بیت را میبوسید و می بوئید و تعشقات شدیده عموم خواهران و برادران روحانی غربی مخصوصاً خانواده سلطنتی تازه تصدیق را بزیارت این بیت مبارک بزبان میآورد.

عصر همان روز در منزل آقای منجم کنفرانس بزرگی تشکیل شد سالون بزرگ میزبان و خروجی جلوان از یار و اغیار مملو بود. خانم در آن کنفرانس شرح بزرگواری حضرت اعلی را بیان مینمود و اینکه چگونه این کاغذهای زرد و سرخ باین کوچکی که بادست خود اشاره میکرد (مقصود خطوط اصل حضرت اعلی بود که آن روز زیارت کرده بود) چگونه عالم را احاطه کرده و چه انقلابی در عالم اخلاق بشر انداخته.

پس فردای آن روز در همان مکان باز کنفرانس مجللی تشکیل شد در آن مجمع نیز روحانیت غریبی حکمفرما بود و بیانات خانم در آن روز راجع به پیشرفت امر مبارک در غرب و اقبال بزرگان و زمامداران اروپ باین نهضت روحانی بود.

کنفرانس سومی در باغ محمدیه تشکیل شد این کنفرانس اخیر است تمام احبای شیراز برای شنیدن آخرین نصایح این محترمه مجتمع شده اند جمع کثیری از اسلام نیز ازبرای ملاقات خانم امریکائی که در غالب کنفرانسهای خود زبان بنعت حضرت رسول اکرم گشوده مشتاق شده و حاضر گشته اند.

کشیش و مبلغه دیانت مسیحی نیز بنوبت خود چون مشاهده نمودند تمام القاء شبهات که درباره سرور کائنات محمد مصطفی بلباس تمدن و تجدد در خفار از دیر زمانی باین طرف در شیراز نموده بودند و حال این خانم امریکائی با همان لباس - علنی در مجامع دو هزار نفری تمام آن شبهات را منتفی نموده و زبان بعظمت و جلال آن بزرگوار میگشاید برای آنکه کاملاً از قضیه آگاه شده و مسموعات را برای العین مشاهده نمایند آمده بودند. این باغ مشجر خوبی بود و از باغهای ممتاز شیراز بشمار میرفت عمارت باغ بانواع تزیینات و بیرقهای کوچک و قطعات یا بهاء الابهی مزین شده بود جملات کوچک بیانات مبارک از قبیل (همه بار یک دارید و برگ یک شاخسار) (زبان از برای ذکر خیر است) (روز کردار آمد وقت گفتار نیست) وغیره وغیره قطعه مانند بدرب و دیوار آویخته شده بود. در سمت فوقانی عمارت ارکست ملیحی مترنم بود آهنگ غزلخوانی اطفال که در سرود ملیحی را باافتخار تشریف فرمائی میس مارتا روت بایران میخواندند روح را باهتزاز میآورد آن روز چنان روحانیت در آن باغ حکمفرما بود که گوئی نغمه مشکبار الهی بمشامها میرسد جمعیت را بعضی دو هزار نفر بعضی کمتر زدند.

بیانات خانم در آن روز مهیج تر از هر روز بود و ذکر تشریف فرمائی حضرت عبدالبهاء را بامریکا و روئیدن گلهای متعدد روحانی از اثر اقدام مبارک در تمام سرزمینی که بکف پای مبارک مزین شده بود مینمود و در خاتمه بجمعیت تذکر داد که این زمینی که شما در آن ساکنید زمین مقدسی است و منتظر باشید هر ساله هزاران بهائی غرب حتی ملوک و سلاطین بزیارت این خانه محقر که در آن تجلی اولیه باب شده بشیراز میآیند.

صدای کف زدنهای پی در پی جمعیت بیانات خانم را خاتمه داد.

روز شنبه ۱۳ اردیبهشت آخرین روز وداع از بیت است باز ساعت ۷ صبح خانم ملکوتی عازم بیت است و بعکاس نیز اطلاع داده شده که حضور بهمرساند و عکس از بیت مبارک بردارد. هوا صاف روحانیت بیت مبارک در قلب زائر مدعائش منسبت مستقیم مشاهده

میشود همان گریه‌های سوزان همان ناله‌ها باز شروع میشود.
در آن روز عکسهای متعدد از بیت الله و زائرینش برداشته شد
عکاس که بهائی زاده بود و فقط اطلاعی از امر داشت مبهوت تعشقات
این خانم امریکائی گردید اهمیت بیت مبارک خضوع زائرین توجهات
خانم ملکوتی او را منقلب نمود. خواهش کرد از اطاق که محل تجلی حضرت
اعلی بوده در آن موقعی که خانم متوجه آن مقامست عکسی بردارد.
در موقع گرفتن عکس خانم ملکوتی بغیر لباس سفید ساده که در
برداشت از لوازم زندگانی بشری فقط یک ساعت بند دست او
از برای نشان دادن وقت بسته شده بود فوراً ساعت را باز نموده بعکاس
در بهای برداشتن عکس بیت مبارک بخشید.
این حرکت زیادتر عکاس را منقلب نمود زیرا تصور آن نمیرفت
یک خانم امریکائی که باید با انواع زینت‌ها مزین باشد از داشتن
یک ساعت هم در بیت مبارک خودداری نماید عکاس بمشاهدهٔ
این خلوص و فنا از غربی نسبت بخانه‌ای که تا حال آن خانه را
جز خانه‌های معمولی شیراز تصور نمی‌نمود بنوعی بلرزه درآمد که نزدیک
بود از خود بی سرازیر شود جمعی از حاضرین او را نگاه داشتند
در خاتمه بیادگار زیارت روحانی خود خانم محترمه از برای
(۵۰۰) نماینده که همه‌ساله از اطراف بکانونشن مرکزی
بهائیان امریک میایند (۵۰۰) برگ از درختی که حضرت
اعلی با دست مبارک خود غرس نموده چیده با پست امریک
فرستاد تا آنکه آنان نیز رائحهٔ لطیفهٔ حضرت باب موسس اولیه
نهضت بهائی را از آن استشمام نمایند +

# پیامبر

ای باد اگر بگلشن احباب بگذری
زنهار عرضه ده بر جانان پیام ما

در حقیقت این مجلهٔ شریفه (پیامبر) را می شود بنامش
شناخت و تمجید نمود و پی مبارک دانست و از آتیه
درخشانش امیدوار شد زیرا حامل پیام خوش جانان
و موجب روحانیت و صلح و سلام اهل جهان خواهد بود.
دانشمندان میتوانند بواسطهٔ این رسالهٔ مبارکه تبادل پیام
دوستی و محبت کنند و از روشنائی افکار خود دل و دیدهٔ
دیگران را نیز روشن و منور نمایند این ذرهٔ لاشیء چون از
خود چیزی ندارد خیال دارد بتأییدات حضرت رحمانی
در هر نمرهٔ چند جمله پیامهای خوش جانان که در هر عصر و زمان
بواسطهٔ مظاهر مقدسهٔ الهیه و مرایای ایشان از حق بخلق
رسیده است از کتب قدیم و جدید استخراج نموده در تحت
عنوان "پیام جانان" زینت افزای این اوراق نماید.

## پیام جانان

اول پیام جانان با بن انسان این بود که انسان میتواند
از همه درختی برخوردار شود جز درخت شناسائی ذات
واجب الوجود که نخلش بسیار بلند و دست ما کوتاه است.
چنانچه در کتاب عهد عتیق در سفر پیدایش باب دوم

آیۂ ۱۶- ۱۷- ۱۸ آمده است "خدا آدم را امر فرموده گفت از همهٔ درختان باغ (عدن) بی ممانعت بخور امّا از درخت معرفت نیک و بد زنهار نخوری.

از آیات مبارکه فوق بخوبی استنباط میگردد که همه چیز نصیب انسان شده است الّا معرفت ذات باریتعالی و اینکه خود انسان نمی تواند از نیکی و بدی آگاه گردد.

پس راهی دیگر نیست جز اینکه شناسائی مطالع وحی الهی شناسائی خدا است و هر چه از طرف او نهی (بد) شمرده شد بد داند و آنچه از طرف او امر (نیک) شمرده شد نیک شمارد.

چنانچه حضرت موسیٰ خواهش شناسائی حق کرده گفت (رَبِّ اَرِنِی) و در جواب نازل شد لَنْ تَرَانِی. ای پروردگار خود را بمن بنما. جواب رسید نخواهی دید.

همچنین در انجیل متی باب چهارم آیه ۸ آمده است که "عیسیٰ وی را (ابلیس را) گفت و نیز مکتوب است خداوند خود را تجربه مکن" یعنی آنچه را مظهر الهام الهی گوید مجال چون و چرا نیست.

و همچنین در گاتهاه است ((اهنودگات)) لیسنا ۲۸ که حضرت زرتشت در مقام شناسائی حق را استغاثه مینماید و میگوید ای راستی کجا بتو خواهم رسید کی مانند دانائی از دیدن منش پاک خوشنود خواهم شد و از بجز رستن بارگاه اهورای بزرگ جلال مزدا

چنانچه حضرت رسول اکرم میفرماید "ما عرفناک حق معرفتک" (ترجمه) نشناختم ترا بطوریکه سزاوار شناسائی بودی و حضرت امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب فرموده است عرفتُ ربّی بفسخ العزائم پروردگارم را شناختم وقتی از عزم و اراده های خود گذشتم.

و شعرای اسلام در این خصوص بسیار سخنهای آبدار گفته و درهای شاهوار سفته اند چنانچه عالم رومی در مثنوی میگوید ؎

ای برون از وهم و قال و قیل من ــ خاک بر فرق من و تمثیل من

سعدی علیه الرّحمه میگوید ؎

ترا چنانکه توئی هیچکس نمی داند ــ بقدر قوّه خود می کنند ادراک

حضرت اعلیٰ "باب" در کتاب بیان میفرماید "تسبیح و تقدیس بساط قدس عزّ مجد سلطانی را لائق که لم یزل و لایزال بوجود کینونیّت ذات خود بوده و هست و لم یزل و لایزال بعلوّ ازلیّت خود متعالی از ادراک کل شئ بوده و هست خلق نفرموده آیهٔ عرفان خود را در هیچ شئ الّا بعجز کل شئ از عرفان او". حضرت بهاءالله میفرماید:

"اوّل فریضهٔ انسان شناسائی مطلع وحی الهیست و بعد عمل کردن بآنچه از آن مصدر الهام نازل شده است که این دو بدون دیگری در بساط قدس ربّانی پذیرفته نمی شود" و در تقدیس ذات مقدس الهی در بسیاری الواح و آثار و مناجات میفرماید که جمع آوری آنها و خواندن جمیع آن الواح برای مانند بندهٔ بی بضاعتی خالی از اشکال نیست لهذا آنچه در نظر است ذیلاً درج مینماید از جمله در لوحی از الواح میفرمایند قوله عزّ بیانه:

"حمد مقدّس از عرفان ممکنات و منزّه از ادراک مدرکات ملیک عزّ بی مثالی را سزا است که لم یزل مقدّس از ذکر دون خود بوده و لایزال متعالی از وصف ماسویٰ خواهد بود" (مجموعهٔ مبارک ص ۳۰۴)

و همچنین در صلاة وسطیٰ آمده است که بهائیان در وقت رکوع میگویند (سُبحانَکَ عَنْ ذکری و ذکر دونی و وصفی و وصف من فی السّموات والارضین)

و همچنین در مناجاتی آمده است که باید خوانده شود.

"الهی عالم قابل ذکرت نه و افئدهٔ امم لائق ادراک آیتت نه

هستی تو ورای ادراکِ عقول و فوق عرفانِ نفوس بوده و هست" (ادعیهٔ محبوب ص ۳۶۴) و همچنین در کلمات عالیات میفرماید :-

"دستهای عارفین کوتاه و تو در مکمنِ بلند عزتت مستقر و قلوب عاشقین مضطرب و تو در کمالِ استقلال بر مخزن رفعت مستقیم۔ خیال کجا راه یابد تا در آن سما پاِ فضا طیران نماید و فکر کجا بار یابد تا در عرصه فنای قدس قدم گذارد توهّماتِ عباد بمنزلهٔ غبار است و غبار تیرهٔ مکدّر کجا بذیل قدس مطهر رسد و یا نظرهٔ محدود بر روی منیر تو وارد آید۔

لم یزل غیر معروف بوده اگر چه از هر ظهور ظاهرتری و همیشه مستور خواهی بود اگر چه در کل شئ از نفس شئ مشهورتری۔ امینت غیب تو در احجار و ظهورِ تو در اسرار" (ادعیه ص ۲۷۶)

و همچنین در لوح اصل کل الخیر میفرماید :-

اصل کل العلوم هو عرفان الله جل جلاله و هذا لن یحقق الا بعرفان مظهر نفسه (ادعیه ص ۴۸)

(باقی آئنده)

# اوضاعِ کشمیر

از ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء — مجلسِ تلاوتِ آیات از ساعت هشت الی نه در دفتر یاافس بہائی واقعه در هری سنگه های اسٹریٹ

ازمکتوب جناب اسفندیار بختیاری

سرینگر کشمیر منعقد و پس از تلاوتِ مناجات جناب علمی مشغول تشریح و ترجمه بزبان اُردو بودند که مولوی الله دیته جلندری با چند نفر دیگر از قادیانیها وارد و دوم درنشستند جناب علمی ایشان را تعارف کرده بالاتر دعوت در کرسی نشاندند۔ جناب علمی بقیه ترجمه و تشریح لوح مبارک حضرت بهاء الله با افتخار شیر مرد بود تمام کردند۔ حضرات چند سوال ایراد از آیات تلاوت شده کردند و جناب علمی جواب داده ساکت شدند و از خود سوالی چند راجع بختم نبوت نموده جناب علمی جواب دادند از جمله فرمودند که حضرت محمد هم نبی بودند بمنزلهٔ انبیاء بنی اسرائیل و هم پیغمبر بودند بمنزلهٔ مظاهر مقدسهٔ الهیه مثل حضرت موسی و حضرت مسیح و آیهٔ مبارکهٔ خاتم النبیین برای ختم نبوت فرمودند نه اینکه ختم مظهریت یا رسالت زیرا همهٔ پیغمبران وعدهٔ ظهور پیغمبری بعد از خود میدادند و لی حضرت محمد فرموده بعد از من نبی نخواهد آمد بلکه یوم لقاء و یوم الرب موعود است خلاصه ایشان ایراد گرفتند که چون حضرت محمد هم پیغمبر و هم نبی بوده است و خاتم النبیین گفته است مقصود ختم نبوت و رسالت هر دو هست۔ جناب علمی آیاتِ قرآنیه که دلّ بر غایت مدعای فوق بود تلاوت نمودند۔ حضرات نپذیرفتند و ایراداتِ بیجا کرده وقت مجلس را ضایع و خیال حاضرین را مغشوش نمودند تا ساعت ده و پنج دقیقه شد عرض شد وقت تا ده معین شده است و اکنون ده گذشت ایراد کردند که وقتی ده شد چرا اطلاع ندادید و حالا که پنج دقیقه گذشته است میگوئید عرض شد چون مطلب ناتمام بود نگذاشتم جمله تمام شود ساکت شدند۔ بنده چون وقت گذشته بود و جای دیگر کار داشتم برخواسته بصدای بلند بهمگی خداحافظی گفته با آقای علمی عرض کردم بنده میروم ایشان و مولوی الله دیته مبلغ مشهور قادیانی و مولوی عمرالدین مبلغ مشهور جماعت احمدیه لاهوری را عرض شد ایشان آدیته را در کراچی ملاقات کرده ام و میشناسم و عمردین را دو دیدنجا۔ در این بین الله دیته برخواسته گفت اینکه رسمِ عاشرو یا قوم مع الادیان نیست بنشینید صحبت بداریم۔ عرض شد وقت صحبت تا ده معین شده است و معنی عاشروا یا قوم مع الادیان کلها بالروح والریحان این نیست که با در یک اطاق نشسته با شما معاشرت نمایم و دیگر هم الادیان در دنیا هستند و این ایرادات بیجا کنید و باز خداحافظی گفته مرخص شدم۔

تاریخ هشتم اگست حسب معمول صحبت بعد از تلاوت آیات از ساعت هشت الی ده و ده دقیقه شروع

چون جناب علمی بتلاوت لوح مبارک حضرت بهاء الله بلغتِ پارسی در جواب یکی از پارسیان مشغول ترجمه مینمودند از جمله این بود که امروز روز دستور و دستوران نیست و آیه بعد میفرمایند امروز دستور نام کسی است که ...... لهذا آقای جلندری ایراد شروع نمود که این آیات بر ضد یکدیگر است و علمی جواب دادند۔ بعد از کتب زرتشتیان سوال نمود که چیست جناب علمی فرمودند زند و گاتها وغیره۔ پرسیدند دساتیر هم نام کتابیست گفتند بلی۔ الله دیته پرسید دساتیر که لفظ جمع است آیا واحد آن دستور است علمی خواست شرح بدهد۔ گفت شرح لازم نیست بگو واحد از جمع دساتیر دستور نیست۔ گفت چرا۔ بنده خواستم در این خصوص عرض کنم که دساتیر که نام کتاب است غیر از جمع نام دستور است نام جمع دستور دستوران است و اینجا دساتیر معنی معیار را میدهد یا کیشها یا آئینها دارد و لی ایشان (الله دیته) نگذاشتند گفتند من بعد از شما هم میپرسیم و جناب علمی چون طرف صحبت بودند بنده چیزی عرض ننمود۔

در این اثنا شخصی از اهل سنت و جماعت جناب غلام محمد یارحمی فرزند حضور با مع که در این مجلس برای تحقیق حاضر شده بود سوال نمود که شما چرا آیاتِ قرآن را شاهد قول خود قرار میدهید چرا کلمات خود حضرت بهاء الله را شاهد قرار نمی دهید جناب علمی جواب داد که چون هنوز بر شما ثابت نشده است این کلماتِ حضرت بهاء الله کلماتِ خدا است و نزد شما هر چه در قرآن نازل شده است ثابت است لهذا آنرا دلیل این قرار میدهیم و الّا از آیاتِ حضرت بهاء الله آیاتِ زیاد است که شاهد قرار دهیم دل شما آنرا میزان نمیدانید۔

از نماز سوال نمود۔ جناب علمی جواب داد۔ سر نماز در کتاب بهاء الله موجود۔ یکی مفصل که رکعات زیاد دارد و شبانه روزی یکمرتبه باید خوانده شده دیگی نماز وسطی که روزی سه مرتبه صبح و ظهر و شام باید خواند و نماز کوچک که ظهر بظهر یا خواند۔ جناب علمی خواستند شرحی در خصوص نماز بگویند الله دیته نگذاشت۔ گفت بس قدر کفایت است و به غلام محمد فوق الذکر که پهلوی دست الله دیته نشسته بود اشاره کرد که بگذار من سوالات مهمه دارم نمایم او هم ساکت ماند و الله دیته بنای اعتراض و نکته چینی از بیانات مبارکه از جمله اینکه آیا کتاب بیان کی نازل شد جواب از سنه ۱۲۶۰ الی سنه ۱۲۶۷ هجری۔ اقدس کی نازل شد۔ او ائل ورود حضرت بهاء الله بسجن عکا الی سنه ۱۸۹۲ء۔ آیا بیان منسوخ شده۔ بعضی ثبوت و بعضی منسوخ۔ زیرا برای این نازل شده بود۔ خواستند شرح بدهند نگذاشت۔ آیه از کتاب اقدس سوال نمود که این نماز نه رکعت کجاست۔ جواب آنرا خود حضرت مرفوع فرمودند۔ نوشت منسوخ شده۔ علمی فرموده منسوخ نه مرفوع نه منسوخ۔ علمی خواست شرح


PAYAM
ماہوار میگزین
پیام
نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ

# پیام دہلی

جلد اوّل | نومبر سنہ ۱۹۴۸ء | شمارہ پنجم

## آوازِ لاہوت

نئی تجلی کی روشنی سے جہان سب جگمگا رہے ہیں
ریاضِ جنت کے رہنے والے تمام خوشیاں منا رہے ہیں

خلیل آئے کلیم آئے۔ مسیح آئے۔ حبیب آئے
وہ اپنے آپ ایک ہی بہا سے تمام جلوے دکھا رہے ہیں

وہ بزمِ عشاق میں جو پہنچے تو سب خوشی سے پکار اٹھے
کہ بہرِ تعظیم سب کھڑے ہوں وہ آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں

ہوئی نمودار شانِ قدرت جو آئے بن کر نسیمِ رحمت
وہ غافلوں کو جگا رہے ہیں گرے ہوؤں کو اٹھا رہے ہیں

سب اختلافات دور ہوں گے ہمارے دل پر سرور ہوں گے
مٹیں گے جس سے تمام جھگڑے وہ رنگ ایسا جما رہے ہیں

وہ حشر کا صور پھونکتے ہیں۔ بگل بجاتے ہیں زندگی کا
پریم کی بانسری کی لے سے وہ مست بیخود بنا رہے ہیں

ہوئے ہیں بھائی جو بھائی بھائی وہ بزمِ الفت سجا رہے ہیں
مٹا کے سب غیریت کے جھگڑے دلوں کو باہم ملا رہے ہیں

وہ ایکتا کے پیامبر ہیں کرا رہے ہیں سبھوں کا ایکا
خدا کی وحدت کے زیرِ سایہ وہ ایک سب کو بنا رہے ہیں

صدائے لاہوت سن رہے ہیں، منادیِ غیب بن رہے ہیں
جو ہر مہینے پیامبر میں پیامِ جاناں سنا رہے ہیں

(ع)

# حضورِ خداوندی میں

سحر با بادی گفتم حدیثِ آرزومندی
خطاب آمد کہ واثق شو بالطافِ خداوندی

تیری حمد وثنا اے عارفوں کے مقصود۔ میری یہ خواہش
یہ ہے کہ مجھے اپنے افقِ اعلیٰ کی جانب متوجہ بنا اور اپنے امر کے
مخلص خادموں میں داخل فرما۔ تیری یاد میں ویرانہ بھی چمنستان ہے
تیری محبت میں بیابان بھی باغ و بہار ہے۔ تیرے عشق میں مصیبت
بلا بھی راحت ہے۔ تمام عزت و عظمت و قدرت تیرے قبضۂ
اقتدار میں ہے۔ تیرے جلوے دیکھنے والے بامراد ہیں اور اہلِ
حجاب ناکامیاب۔ تیری ندا سے اہلِ عشق مجذوب ہوتے ہیں اور
تیرے آوازہ جلال سے بڑے بڑے جبار سہم جاتے ہیں۔ تیری پکار
پر لبیک کہنے والے نجات پاتے ہیں اور تیرے کلام کو نہ سننے والے
گرفتارِ بلا ہو جاتے ہیں۔ تیرے فضل سے عالمِ امکان میں رحمت
کی نسیم چل رہی ہے اور تیرے عدل سے دنیا میں دار و گیر کا ہنگامہ
برپا ہے۔ تیرے علم و عرفان سے جان و دل منور ہیں۔ تیری عنایت کی
خوشبو سے دماغِ عالم معطر ہے

اے کون و مکان کے روشن کرنے والے! مجھے پر نور فرما
اپنی جمالی تجلی سے مسرور فرما۔ میری تمنا ہے کہ میں ہوائے محبت
میں پرواز کرتا رہوں۔ میں تیری آتشِ عشق سے گداز ہو جاؤں۔ میں
تیرے افقِ وحدانیت پر نظر جمائے رکھوں۔ تیرے دستِ قدرت
نے مجھے تھام لیا ہے۔ یقین ہے کہ ہمیشہ سرپرستی کرے گا۔ میں تیرے
مطلع اور مشرقِ امر کی جانب متوجہ ہوں۔ اے مرئی وجود! مجھے
اپنی رضا کی راہ پر قائم رکھ۔ اپنے امر کی خدمت پر کمربستہ رکھ۔
دن رات تیرے ظہورِ اعظم کی بشارت سناتا رہوں۔ تیری حمد وثنا
کے گیت گاتا رہوں۔ مجھے ابدی زندگانی کا جام کوثر پلا۔ ب
بادۂ حقیقی سے سرشار بنا۔ انجمنِ عالم میں تیرا ذکر کرنا ہی میرا تاج فخر
ہے۔ تیری محبت ہی میری جنت ہے۔ ایسی توفیق دے کہ میں
کو تیرے مائدۂ روحانیہ کی طرف دعوت دیتا رہوں جو تیرے آسمان
مشیت سے نازل ہوا ہے۔ اس کے سوا سب کچھ فانی ہے
کلام کا جام بقا سب کو پلاتا رہوں یہی سرمدی زندگی
اے خداوند مہربان! میں تیرے ایامِ ظہور کی خوشگوار
محسوس کر رہا ہوں۔ تیری رحمت کی قسم مجھے الفت و محبت ہی میں
مرضی نظر آتی ہے۔ میں سدا اسی پر قائم رہوں گا یہی کوثر
اور سلسبیل عرفان۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عالمِ ظہور میں پھر حقیقت
ہو گئی ہے۔ افقِ ہستی سے آفتابِ حقیقت طلوع ہو گیا ہے
ظہور الٰہی جلوہ فرما ہوا ہے جس کا اسم مقدس بہاء اللہ ہے۔ ا
دقیوم۔ اپنے بندوں کو نفسانی پردوں سے باہر نکال اور خیمۂ
خیمہ وحدت میں داخل فرما۔ تاکہ سب کے سب بجنت و مسرت
تخت پر بیٹھیں اور تیری تجلیات دیکھیں۔ ہم آواز ہو کر تیری تمجید و
تقدیس میں نغمہ سرا ہوں کہ یہی ان کے وجود کا آخری ا
مقام ہے۔ اسی سے وہ ابدی فلاح پائیں گے۔

اے خداوند جہان! جو تیری رضا ہے وہی اپنے بندوں
عطا فرما۔ ہم نادان ہیں تو دانا ہے۔ ہم کمزور ہیں تو توی و ق
ہے۔ ہم کچھ بھی نہیں تو ہی سب کچھ ہے۔

# پیغمبر وقت

فاطر فطرت نے ہر چیز کو وقت سے وابستہ کر رکھا ہے ہر چیز کے لئے وقت مقرر کیا ہے، ایک وقت ہر چیز کا آغاز ہوتا ہے اور ایک وقت انجام ہوتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز دائرہ وقت سے باہر نہیں جا سکتی۔

اس قانون قدرت کے مطابق ہر انسان کی پیدائش کا ایک وقت ہے۔ اسی قانون کے ماتحت ہر قوم کی ابتدا کا ایک وقت ہے زوال و فنا کا ایک وقت ہے اسی قدرتی عمل کے زیر اثر ہر شریعت کا ایک وقت ابتدا ہے اور ایک وقت انتہا ہے۔ آج تک جس قدر شریعتیں دنیا میں آئی ہیں وہ کسی پیغمبر کے ذریعے ظاہر ہوئیں اور ابتداً ایک چھوٹی سی جماعت نے ہر ایک شریعت کو قبول کیا آہستہ آہستہ ماننے والوں کی تعداد بڑھ گئی اور وہ شریعت اپنے کمال و عروج پر پہونچ گئی۔ پھر رفتہ رفتہ تنزل شروع ہوا۔ یہاں تک کہ شریعت کے نام لیوا بکثرت ہونے کے باوجود قوت عمل سے خالی ہو گئے۔ احکام شریعت عملاً متروک ہو گئے بہت سے احکام تو اقتضائے وقت کے مطابق ہی نہ رہے ان پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔

واقعات کی شہادت سب سے بڑی شہادت ہے تمام شریعتیں جو اُمتوں کے پاس ہیں اور جن کو ابدی بتایا جاتا ہے آج ہمارے قول کی شاہد ہیں۔ ہندو دھرم اپنے وقت میں کس قدر عروج پر تھا اور آج کیا حال ہے کہ دھرم کا لفظ رہ گیا ہے اور اس کے معنیٰ اور حقیقت مفقود و معدوم ہیں کروڑوں ہندو ہیں جو منہ سے تو چلا چلا کر ہندو دھرم کی جے پکارتے ہیں مگر عمل سے بالکل کورے ہیں یہاں تک کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ویدوں میں کیا لکھا ہے۔

عیسائی اور یہودی بھی تورات و انجیل کے نام لیوا ہیں لیکن عمل کی ترازو میں پورا ایک نہیں اترتا بلکہ تورات و انجیل کے خلاف آزادی سے قدم اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک وقت تھا جب شریعت اسلام کا دور دورہ تھا مسلمان علم و عمل میں دنیا کے لئے نمونہ تھے اب شریعت اسلام کا ٹائم ختم ہو چکا ہے اور مسلمان علم و عمل سے خالی ہو گئے ہیں۔ شریعت اسلام کو مسلمانوں نے اپنے عمل سے فراموش کر دیا ہے۔ قرآن مجید کو مہجور بنا کر چھوڑ دیا ہے اب شریعت اسلام میں وہ روح نہیں رہی جو اسکی زندگی کے وقت تھی۔ اور مسلمانوں میں حقیقی زندگی باقی نہیں

ایسا کیوں ہوا؟ اس کا سیدھا جواب یہی ہے کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ہر آغاز کا ایک انجام ہوتا ہے۔ ہر شریعت کا ایک ٹائم ہوتا ہے ہر اُمت کا ایک دور ہوتا ہے۔ ہر قوم کی ایک عمر ہوتی ہے جب قومی عمر ختم ہو جاتی ہے قومیت کی روح حیات سلب ہو جاتی ہے۔ محبت عداوت میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے اتحاد و اتفاق کی بجائے تفرقے اور اختلافات پھیل جاتے ہیں عروج کی جگہ زوال چھا جاتا ہے۔ خدا کے قانون سے کوئی بچ نہیں سکتا وہ فرماتا ہے لکل امۃ اجل ہر امت کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے اذا جاء اجلھم لا یستاخرون عنہ ساعۃ ولا یستقدمون وہ اپنے مقررہ وقت سے پیچھے نہیں رہ سکتے اور آگے نہیں بڑھ سکتے

یہ اُمت محمدی ہوئی ہے آج پر خلل
نہ علم ہی درست ہے نہ ٹھیک ہے کوئی عمل
بس سوچتا تھا روز و شب یہ کیا ہوا یہ کیوں ہوا
خدا نے صاف کہہ دیا لکل امۃ اجل

# حضورِ خداوندی میں

### سحر با بادمی گفتم حدیثِ آرزومندی
### خطاب آمد کہ واثق شو بالطافِ خداوندی

تیری حمد وثنا اے عارفوں کے مقصود۔ میری دوزِ حیات سبب ہے کہ مجھے اپنے افق اعلیٰ کی جانب متوجہ بنا اور اپنے امر کے ں خادموں میں داخل فرما۔ تیری یاد میں ویرانہ بھی چمنستان ہے یری محبت میں قیدخانہ بھی باغ دبہار ہے۔ تیرے عشق میں مصیبتِ ی بھی جنت علیا ہے۔ تمام عزت وعزت و قدرت تیرے قبضۂ رار میں ہے۔ تیرے جلوے دیکھنے والے بامراد ہیں اور اہلِ ب ناکامیاب۔ تیری ندا سے اہلِ عشق مجذوب ہوتے ہیں اور ے آوازہ جلال سے بڑے بڑے جبار سہم جاتے ہیں۔ تیری پکار بیک کہنے والے نجات پاتے ہیں اور تیرے کلام کو نہ سننے والے نار بلا ہو جلتے ہیں۔ تیرے فضل سے عالم امکان میں رحمت شیم چل رہی ہے اور تیرے عدل سے دنیا میں دار وگیر کا ہنگامہ ہے تیرے علم وعرفان سے جان ودل منور ہیں تیری عنایت کی بو سے دماغِ عالم معطر ہے

اے کون ومکان کے روشن کرنے والے! مجھے پر نور فرما ی جمالی تجلی سے مسرور فرما۔ میری تمنا ہے کہ میں ہوائے محبت پرواز کرتا رہوں۔ میں تیری آتش عشق سے گداز ہو جاؤں۔ میں ے افق وحدانیت پر نظر جمائے رکھوں۔ تیرے دست قدرت ، مجھے تھام لیا ہے۔ یقین ہے کہ ہمیشہ سرپرستی کرے گا میں تیرے طلع اور مشرق امر کی جانب متوجہ ہوں۔ اے ترے وجود! مجھے ی رضا کی راہ پر قائم رکھ۔ اپنے امر کی خدمت پر کمربستہ رکھ۔ ں سات تیرے ظہور اعظم کی بشارت سنا تا رہوں۔ تیری حمد وثنا کے گیت گاتا رہوں۔ مجھے ابدی زندگانی کا جام کوثر پلا۔ مجھے بادۂ حقیقی سے سرشار بنا۔ انجمن عالم میں تیرا ذکر کرنا ہی میرا تاج عزت ہے۔ تیری محبت ہی میری جنت ہے۔ ایسی توفیق دے کہ میں سب کو تیرے مائدۂ روحانیہ کی طرف دعوت دیتا رہوں جو تیرے آسمان مشیت سے نازل ہوا ہے۔ اس کے سوا سب کچھ فانی ہے تیرے کلام کا جام بقا سب کو پلاتا رہوں یہی سرمدی زندگی ہے

اے خداوند مہربان! میں تیرے ایام ظہور کی خوشگوار نفحات محسوس کر رہا ہوں۔ تیری رحمت کی قسم مجھے الفت ومحبت ہی میں تیری مرضی نظر آتی ہے۔ میں سدا اسی پر قائم رہوں گا۔ یہی کوثر توحید اور سلسبیل عرفان۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عالم ظہور میں فجر حقیقی نمودار ہو گئی ہے۔ افق ہستی سے آفتاب حقیقت طلوع ہو گیا ہے مظہر ظہور الٰہی جلوہ فرما ہوا ہے جس کا اسم مقدس بہاء اللہ ہے۔ اے قادر وقیوم۔ اپنے بندوں کو نفسانی پردوں سے باہر نکال اور نورانی خیمہ وحدت میں داخل فرما۔ تاکہ سب کے سب محبت ومسرت کے تخت پر بیٹھیں اور تیری تجلیات دیکھیں۔ ہم آواز ہو کر تیری تعریف و تقدیس میں نغمہ سرا ہوں کہ یہی ان کے وجود کا آخری ارتقائی مقام ہے۔ اسی سے وہ ابدی فلاح پائیں گے۔

اے خداوند جہان! جو تیری رضا ہے وہی اپنے بندوں کو عطا فرما۔ ہم نادان ہیں تو دانا ہے۔ ہم کمزور ہیں تو قوی وتوانا ہے۔ ہم کچھ بھی نہیں تو ہی سب کچھ ہے۔

---

# پیغمبر وقت

فاطر فطرت نے ہر چیز کو وقت سے وابستہ کر رکھا ہے ہر چیز کے لئے وقت مقرر کیا ہے ایک وقت ہر چیز کا آغاز ہوتا ہے اور ایک وقت انجام ہوتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز دائرہ وقت سے باہر نہیں جا سکتی۔

اس قانون قدرت کے مطابق ہر انسان کی پیدائش کا ایک وقت ہے۔ اسی قانون کے ماتحت ہر قوم کی ابتدا کا ایک وقت ہے زوال و فنا کا ایک وقت ہے اسی قدرتی عمل کے زیر اثر ہر شریعت کا ایک وقت ابتدا ہے اور ایک وقت انتہا ہے۔ آج تک جس قدر شریعتیں دنیا میں آئی ہیں وہ کسی پیغمبر کے ذریعے ظاہر ہوئیں اور ابتداً میں چھوٹی سی جماعت نے ہر ایک شریعت کو قبول کیا آہستہ آہستہ ماننے والوں کی تعداد بڑھ گئی اور وہ شریعت اپنے کمال و عروج پر پہونچ گئی۔ پھر رفتہ رفتہ تنزل شروع ہوا۔ یہاں تک کہ شریعت کے نام لیوا بکثرت ہونے کے باوجود قوت عمل سے خالی ہو گئے۔ احکام شریعت عملاً متروک ہو گئے بہت سے احکام تو اقتضائے وقت کے مطابق ہی نہ رہے ان پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔

واقعات کی شہادت سب سے بڑی شہادت ہے تمام شریعتیں جو امتوں کے پاس ہیں اور جن کو ابدی بتایا جاتا ہے آج ہمارے قول کی شاہد ہیں۔ ہندو دہرم اپنے وقت میں کسقدر عروج پر تھا اور آج کیا حال ہے کہ دہرم کا لفظ رہ گیا ہے اور اس کے معنی اور حقیقت مفقود و معدوم ہیں کروڑوں ہندو ہیں جو منہ سے تو چلا چلا کر ہندو دہرم کی جے پکارتے ہیں مگر عمل سے بالکل کورے ہیں یہانتک کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ویدوں میں کیا لکھا ہے۔

عیسائی اور یہودی بھی تورات و انجیل کے نام لیوا ہیں لیکن عمل کی ترازو میں پورا ایک نہیں اترتا بلکہ تورات و انجیل کے خلاف آزادی سے قدم اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک وقت تھا جب شریعت اسلام کا دور دورہ تھا مسلمان علم و عمل میں دنیا کے لئے نمونہ تھے اب شریعت اسلام کا ٹائم ختم ہو چکا ہے اور مسلمان علم و عمل سے خالی ہو گئے ہیں۔ شریعت اسلام کو مسلمانوں نے اپنے عمل سے فراموش کر دیا ہے۔ قرآن مجید کو مہجور بنا کر چھوڑ دیا ہے اب شریعت اسلام میں وہ روح نہیں رہی جو اسکی زندگی کے وقت تھی۔ اور مسلمانوں میں حقیقی زندگی باقی نہیں

ایسا کیوں ہوا؟ اس کا سیدھا جواب یہی ہے کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ہر آغاز کا ایک انجام ہوتا ہے۔ ہر شریعت کا ایک ٹائم ہوتا ہے ہر اُمت کا ایک دور ہوتا ہے۔ ہر قوم کی ایک عمر ہوتی ہے جب قومی عمر ختم ہو جاتی ہے قومیت کی روح حیات سلب ہو جاتی ہے۔ محبت عداوت میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے اتحاد و اتفاق کی بجائے تفرقے اور اختلافات پھیل جاتے ہیں عروج کی جگہ زوال چھا جاتا ہے۔ خدا کے قانون سے کوئی بچ نہیں سکتا وہ فرماتا ہے لکل امةٍ اجل ٥ ہر امت کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے اذا جاء اجلهم لا يستأخرون عنه ساعةً ولا يستقدمون وہ اپنے مقررہ وقت سے پیچھے نہیں رہ سکتے اور آگے نہیں بڑھ سکتے

یہ اُمّت محمدی ہوئی ہے آج بے عمل
نہ علم ہی درست ہے نہ ٹھیک ہے کوئی عمل
میں سوچتا تھا روز و شب یہ کیا ہوا یہ کیوں ہوا
خدا نے صاف کہدیا لِکُلِّ اُمّةٍ اَجَل

ہودہ واقعات ہیں جن کا انکار ناممکن ہے جس قانون فطرت سے
اقعات رونما ہوئے اس سے بھی انکار دشوار ہے اور اگر کوئی اُمت
ن وقت کا انکار کرے تو قانون اپنا عمل نہیں چھوڑیگا - قانون
ت نہ کوئی معذرت سنتا ہے نہ کسی کی رعایت کرتا ہے۔ قوموں
مالات اور تجربات و مشاہدات گواہ ہیں کہ کوئی قوم ایسی نہیں
ئی جس کی ابتدا ہوئی ہو اور ترقی و عروج کے بعد اُس نے زوال
یکھا ہو -

کلام الہی قانون فطرت - واقعات عالم مشاہدات عامہ۔
ب متفق ہوکر ہمارے اس بیان کی تائید کر رہے ہیں - اور پکار
کار کر کہہ رہے ہیں

ہر چیز کی ایک عمر ہوتی ہے
ہر آغاز کا ایک انجام ہوتا ہے
ہر ابتدا کی ایک انتہا ہوتی ہے
ہر اُمت کا ایک مقررہ وقت ہوتا ہے
ہر کتاب و شریعت کے لئے ایک زمانہ معین ہوتا ہے
ہر پیغمبر کی فرمانروائی کا ایک وقت ہوتا ہے

کسی شریعت کا مقررہ وقت ختم ہوجانے پر خدا کی طرف
ے دوسری شریعت آتی ہے اور اپنا اثر دکھاتی ہے -

## انون وقت کی پابندی ضروری ہے

جس طرح ہر
نسان کو اسکی عمر اور حالت مزاج کے مطابق غذا یا دوا دیجاتی ہے
ں کے قد و قامت کے مطابق لباس پہنایا جاتا ہے وہی اس کے
ے پورا ہوتا ہے - اسی طرح اقتضائے وقت کے مطابق خدا کی
ریعت آتی ہے جس پر عمل کرکے انسان ترقی کرتا ہے اور
ب اقتضائے وقت بدل جاتا ہے خدائے برحق شریعت تبدیل
کر دیتا ہے یہی سنت اللہ ہے اور سنت اللہ کبھی غلط یا معطل نہیں
ہوسکتی جو لوگ شریعت وقت پر عمل کرتے ہیں کامیاب ہوتے ہیں اور
وقت کی شریعت سے روگرداں ہوتے ہیں تنزل و ادبار اور موت روحانی
میں گرفتار ہوجاتے ہیں دنیا میں تو لوگ اس بات کو بآسانی مان لیتے ہیں
کہ ایک گذشتہ حکومت کا قانون نئی حکومت میں نافذ العمل نہیں ہوسکتا
مگر روحانی حکومت یعنی دین کے بارے میں اس بات کو قبول نہیں کرتے
ہاں جو لوگ اس حقیقت کو قبول کر لیتے ہیں وہ نئی شریعت الٰہی کو فوراً تسلیم
کر لیتے ہیں پس یاد رکھنا چاہئے کہ وقت کی شریعت پر عمل کرنا نہایت ضروری
ہے اس کے بغیر روحانی ترقی اور اصلاحات ناممکن ہیں جیسے ہم سرد و گرم
موسم کے مطابق لباس پہنے بغیر تندرست نہیں رہ سکتے اسی طرح
شریعت وقت پر عمل کئے بغیر ہمارے کام درست نہیں ہوسکتے۔

جو لوگ خارج از وقت کام کرتے ہیں وہ بے وقت کی راگنی گاتے ہیں
اور باوجود ہزار دعووں کے وہ لوگ گذرے ہوئے وقت کی شریعت پر
عمل ہرگز نہیں کر سکتے۔ ساری شریعت کتابوں میں بند پڑی رہتی ہے
اور کتابیں طاق نسیاں پر دھری رہجاتی ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ
ہر اُمت دوسری تمام اُمتوں اور شریعتوں کے بارے میں اس بات کو
صفائی سے کہتی ہے صرف اپنے آپکو مستثنٰی کر لیتی ہے یہ عالمگیر غفلت
و نا انصافی ہے جس میں سب قومیں مبتلا ہیں۔ صرف ایک ہی قوم اس
غفلت سے نجات یافتہ ہوتی ہے جو پیغمبر وقت پر ایمان لاتی ہے موجودہ
وقت میں صرف ایک اہل بہآء ہیں جو شریعت وقت اور پیغمبر وقت
کے ساتھ ہیں اہل بہآء کے سوا سب اُمتیں پرانے وقتوں کی شریعتوں
کو چلانا چاہتی ہیں جو اب ہرگز نہیں چل سکتی ہیں اور قوموں کے دل روزانہ
واقعات میں محسوس کرتے رہتے ہیں

**جو شریعت اقتضائے وقت کے مطابق ہو وہ حقیقی اثر رکھتی ہے**

جیسے موسم بہار میں ہوا کا خاص
اثر ہوتا ہے جیسے گرمی سردی کا اثر

ہوتا ہے ویسے ہی وقت کے مطابق جو شریعت ہوتی ہے وہ دلوں پر خاص اثر رکھتی ہے پرانی شریعت اثر و تاثیر کھو دیتی ہے جیسے ایک پرانی دوا جس کا وقت گذر چکا ہو بے اثر بلکہ مضر ہو جاتی ہے اور جو لوگ پرانی شریعتوں پر ہی عمل کرنے کے لئے زور مارتے ہیں ان میں بہت خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً اختلافات اور تفرقے رونما ہو جاتے ہیں جو قومی شیرازہ کو بکھیر دیتے ہیں دوسری قوموں سے ادنیٰ ادنیٰ رسم پر جنگ و جدال کی عادت ہو جاتی ہے۔ تقلید پرستی پیدا ہو جاتی ہے خدائی دین کی حقیقت کو فراموش کرکے قدامت پرست امت اشخاص پرست ہو جاتی ہے۔ قدامت پرست قوم نیکیوں کو نیکیوں کے لئے نہیں بلکہ سوسائٹی کی شرع یا رعایت سے کرتی ہے۔ اسی لئے ریاکاری عام عادت ہو جاتی ہے۔ قدامت پسند قوم زمانہ کے ساتھ ترقی نہیں کرسکتی۔ مختصر یہ کہ زندگی کی حرکت سے محروم رہجاتی ہے جو شریعت خدائے برحق کی جانب سے اقتضائے وقت کے مطابق نمودار ہوتی ہے پرانی قومیں زبان سے تو اس کا ہر دم انکار کرتی رہتی ہیں لیکن عملی طور پر اسی نئی شریعت کے زیر اثر ہوتی ہیں اور چار و ناچار اسی شریعت کی باتوں کو جاری کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کیونکہ جو شریعت تقاضائے وقت کے مطابق ہوتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔

## وقت کو پہچاننا بڑی دانائی ہے

زندگی کی دوڑ میں سب سے پہلا قدم جس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا وقت کو پہچاننا ہے جن لوگوں میں وقت شناسی کی حس نہیں رہی وہ مردہ ہیں وہ زندگی میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے جو لوگ وقت شناس ہوتے ہیں وہ پیغمبر وقت اور شریعت وقت کو پہچان لیتے ہیں اور زندگی میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ کامیابی کی سب سے پہلی بنیاد وقت شناسی ہے۔ تمام انسانوں کا اولین فرض یہی ہے کہ وقت کو پہچانیں اور وقت کے مطابق زندگی کے سفر میں قدم اٹھائیں۔ صراط مستقیم پر چلنے کی سب سے پہلی شرط وقت شناسی ہے

## موجودہ وقت کیا چاہتا ہے

اب ہم چشم بصیرت سے دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ موجودہ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم سب انسان متحد و متفق ہو جائیں۔ مذہب قوم۔ رنگ و نسل وطن اور زبان کے تعصبات کو خیرباد کہدیں۔ بھلائی و محبت اور وسعت قلبی پیدا کریں۔ سیاسی چالبازیوں کو چھوڑ دیں تجارتی رقابتوں کو بھول جائیں۔ خود غرضی اور خود پرستی کو ترک کردیں جب تک ہم ایسا نہ کرینگے دنیا میں امن و امان مشکل ہے اگر ہم انہیں خرابیوں میں مبتلا رہے تو افلاس۔ جہالت۔ بیماریاں جنگ غارت گری ہمارا پیچھا نہ چھوڑینگے اگر ہم اپنی اور سب کی بھلائی چاہتے ہیں تو وقت پر نظر کرکے ہم اپنے آپ کو بدل لیں مذہبوں کے خول پر نہ اڑیں۔ اسم و رسم کی پرستاری میں مبتلا نہ رہیں خدا نے جو پروگرام موجودہ وقت کیلئے بنایا ہے اس کو مضبوط تھام لیں پیغمبر وقت اور شریعت وقت کو قبول کریں اور اقتضائے وقت کے مطابق قدم اٹھا کر سفر زندگی میں کامیاب ہوں +

---

# نوع انسانی کی متحدہ برادری

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم یہ ہے کہ سب انسان ایک ہی ذات ہیں سب کو مل کر محبت سے رہنا چاہئے۔ فرماتے ہیں کہ

"اے تمام جہان کے رہنے والو۔ تم سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک شاخ کے پتے ہو"

وحدت کا خیمہ تان دیا گیا ہے تم ایک دوسرے کو غیریت کی نظر سے نہ دیکھو"

جب ہم یہ تعلیم بیان کرتے ہیں تو مختلف قوموں کے لوگ پکار اٹھتے ہیں کہ بیشک یہ تعلیم بہت اچھی ہے اور دنیا کو اسی کی ضرورت ہے لیکن اس اقرار کے باوجود اس کو سنکر بعض باتیں کہی جاتی ہیں جن کا ذکر کرکے ہم ذیل میں جواب بھی لکھیں گے۔

—— ۱ ——

جب ہندو یہ تعلیم سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں تو اہنسا کا اصول قدیم سے ہے اور جانوروں تک پر رحم کرنا ہمارے دھرم میں داخل ہے۔ سب سے محبت کرنے کی تعلیم ہمارے ہاں پہلے سے موجود ہے کیونکہ لکھا ہے کہ ساری دنیا کو ایک کنبہ سمجھنا چاہئے۔

ہم کہتے ہیں کہ پہلے سے اگر یہ تعلیم موجود ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے حضرت بہاء اللہ نے اس قدیم تعلیم کو زندہ کر دیا ہے یہ کہہ دینے سے کہ ہمارے یہاں پہلے سے ہی ایسی تعلیم موجود ہے آپ کا مقصد کیا ہے؟

کیا یہ مقصد ہے کہ جب ہمارے یہاں پہلے سے یہ تعلیم موجود ہے تو اب ہم حضرت بہاء اللہ کی تعلیم پر کیوں دھیان دیں۔ سچ یہ ہے کہ ایسا کہنا حقیقت پرستی کے عین خلاف ہے جب وہی تعلیم ہے جو پہلے سے آپ مان رہے ہیں تو اب اس کے قبول نہ کرنے کا کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ سچے دل سے اس تعلیم کو مانتے ہیں تو بے تامل آپ بھی کہینگے کہ حضرت بہاء اللہ نے خوب کیا اور ہم اس تعلیم کی تائید میں آپ کے ساتھ ہیں

صرف یہ عذر کرکے بات کو ٹال دینا کہ ہمارے یہاں پہلے سے یہ تعلیم موجود ہے ایک قسم کا گریز ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کہنے والوں کو حق و صداقت سے عشق نہیں ہے بلکہ وہ صرف نام اور قالب کے پرستار ہیں وہ گویا اپنی کتاب میں دو اور دو چار مانتے ہیں اور جب دوسرے کسی کی کتاب میں دو اور دو چار لکھے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے ماننے کی کیا ضرورت ہے یہ تو پہلے ہی ہماری کتاب میں لکھا ہوا ہے

پھر یہ بھی سچ بات ہے کہ ہندو قوم میں عملی طور پر ساری دنیا سے محبت کرنے کی تعلیم بالکل مفقود ہے۔ ہندو غیر ہندو اقوام سے چھوت چھات کرتے ہیں غیر قوموں سے شادی بیاہ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں دوسروں کے ہاتھ کا کھانا اور پانی بھی استعمال کرنا برا سمجھتے ہیں نفرت رکھتے ہوئے محبت کا دعویٰ کہاں تک ثابت ہو سکتا ہے

ہاں جو ہندو اس نئے زمانہ میں چھوت چھات ذات پات کی زنجیروں کو توڑ رہے ہیں وہ ضرور قابل تعریف ہیں مگر معلوم ہے کہ عملی قدم اٹھانا موجودہ زمانہ کی تاثیرات کا نتیجہ ہے۔ بہرحال مبارک ہے اور خدا کا منشاء پورا ہو رہا ہے۔

—— ۲ ——

جب یہ وحدت عالم انسانی کی تعلیم مسلمانوں کے سامنے پیش

...رتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ تعلیم اسلام میں موجود ہے

ہم ایسے دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ بسم اللہ آئیے ہم آپ ...کہ اس تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں جب اسلام میں بعینہ یہ تعلیم موجود ...تو آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ دین بہائی اس تعلیم کو رائج کر رہا ہے ...ر آپ کو لازم ہے کہ اس تعلیم کی ترویج میں آپ اہل بہاء کے دوش ...وش چلیں صرف یہ فرما دینا کہ اسلام میں بھی یہی تعلیم پہلے سے ہے ...فی نہیں جو بات آپ کو بہائیوں کی ہمراہی کے لئے بلاتی ہے آپ اسی ...ت کو علیحدگی کا ذریعہ بنا رہے ہیں اس سے صاف عیاں ہو گیا کہ وحدت ...انسانی کی تعلیم کی روح آپ کے اندر نہیں ہے۔ دوسرے یہ بھی ظاہر ...و گیا کہ دین کی حقیقت پر آپ کی نظر نہیں گئی ورنہ آپ ایسا نہ کہتے آپ ...نکار نہیں کر سکتے کہ ہر پیغمبر جو بعد میں آتا ہے پہلے سب پیغمبروں کی ...علیمات کا مصدق ہوتا ہے قرآن مجید میں توحید اور اخلاق کی ...یہی تعلیم ہے جو پہلے سب پیغمبروں نے دی ہے تو اس بات کو مدنظر ...رکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تعلیمات تو پہلے پیغمبر دے چکے ہیں اب ان کی کیا ضرورت ہے اسی غلطی میں مبتلا ہو کر منکرین قرآن نے ...یہ عدم ضرورت قرآن پر کتابوں کے انبار لگا دئے ہیں :۔

...بات یہی ہے کہ جو لوگ وحدتِ حقیقت اور وحدت صداقت ...سے نظر ہٹا لیتے ہیں وہ ایسے ہی اوہام میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بجائے اتحاد کے اختلاف کو پسند کرتے ہیں اور ملک میں نفاق و شقاق پھیلاتے ہیں ایسے خیالات کی پیدائش اور ایسے لوگوں کی کثرت ہو جانے پر سچی تعلیم کی بار بار تاکید ضروری ہوتی ہے اس لئے بھی قدیم تعلیمات کو نئے سرے سے ظاہر کیا جاتا ہے

اس کے علاوہ یہ کہنا کہ اسلام میں بھی وحدت عالم انسانی کی وہی تعلیم ہے جو آج خدا نے حضرت بہاء اللہ کے ذریعے دی ہے صرف دعویٰ ہے جس کی شہادت قرآن مجید سے نہیں ملتی۔ قرآن مجید میں اخوت صرف باہمی مسلمانوں میں محدود ہے تمام اقوام عالم سے اخوت اور برادری کا حکم نہیں ہے۔ مسلمان اپنی لڑکی کسی اہل کتاب یا غیر اہل کتاب کو نہیں دے سکتا۔ غیر اہل کتاب کی لڑکی بھی نہیں لے سکتا جب دوسرے لوگوں سے تعلقات انسانی جو محبت کی بنیاد ہیں جائز نہیں تو کسی مسلمان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اسلام میں بھی اخوت عالم انسانی کی وہی تعلیم ہے جو آج خدا نے حضرت بہاء اللہ کے ذریعے دی ہے کیونکر درست ہو سکتا ہے۔؟

آج خدائے تعالیٰ نے بلا تفریق مذہب و ملت سب انسانوں کو باہمی الفت اور زندگی کے تعلقات کی اجازت دی ہے انسان ایک ہی قوم ہے۔ سب کو آپس میں یگانگت کا سلوک رکھنا چاہئے۔ شادی بیاہ لین دین کھانا پینا خوشی و غمی۔ رنج و راحت میں سب کو ایک ہو کر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ ہر قسم کی چھوت چھات خواہ وہ کھانے پینے میں ہو خواہ لڑکی لڑکے کے رشتوں میں دور کر دینی چاہئے جس طرح ایک قوم یا ایک قبیلے والے آپس میں مل کر کھاتے پیتے۔ شادی بیاہ اور زندگی میں متحد ہو کر رہتے ہیں تمام نوع انسان کو ایسا ہی متحد و متفق ہو کر زندگی بسر کرنی چاہئے قوموں کی تفریق مٹا دینی چاہئے قبیلوں کی تقسیم فراموش کر دینی چاہئے۔ نسلوں اور خاندانوں کے تفرقے بالکل معدوم کر دینے ضروری ہیں تا کہ سب نوع انسان ایک ہی خاندان کی طرح زندگی بسر کرے آج کا خدائی پروگرام یہی ہے اور اسی میں دنیا کی بھلائی اور ترقی مضمر ہے

——— ﴿۲﴾ ———

جب ہم وحدت عالم انسانی کی تعلیم کا ذکر کرتے ہیں تو بعض لوگ کہنے لگتے ہیں کہ یہ تعلیم تو شیخ سعدی شیرازی کے اس شعر میں بھی ہے کہ ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک گوہر اند

مطلب یہ ہے کہ انسان سب ایک دوسرے کے اعضاء ہیں کیونکہ دراصل سب ایک ہی حقیقت سے پیدا ہوئے ہیں بہائی تعلیم میں اس سے زیادہ کیا بات ہے؟

یہ سوال کرنے والے لوگ دراصل شارع اور شاعر میں فرق نہیں کر سکے۔ صرف ایک عام معنی میں شعر کہنا اور بات ہے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے شریعت قائم کرنا امر دیگر ہے۔ کیا شیخ سعدی ایک مسلمان ہوتے ہوئے یہ کہہ سکتے تھے کہ تمام اقوام عالم سے رشتہ ناطہ کیا جانا چاہیئے۔ کیا وہ مسلمانوں کو حکم دے سکتے تھے کہ غیر مسلموں کو اپنی لڑکیاں دینا جائز سمجھو۔ اگر شیخ سعدی ایسا کہتے تو تمام علماء اسلام ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے شیخ سعدی نے اس شعر میں ایک عام بات کہی گئی ہے جو اکثر کہی جاتی رہی ہے اور عام معنی میں بالکل سچی اور اچھی بات ہے چنانچہ عہد جدید۔ افیسون ۴ء ۲۵ میں لکھا ہے "ہم آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے "الخلق کلہ عیال اللہ"

یہ پہلا سبق تھا کتاب سعدی کا
کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

لیکن اسکے باوجود شریعت اسلام میں غیر مسلموں سے شادی بیاہ کی اجازت نہیں ہے اہل کتاب کی لڑکی مسلمان لے سکتے ہیں اپنی لڑکی نہیں دے سکتے اور غیر اہل کتاب کی لڑکی بھی نہیں لے سکتے اس کھلی تفریق کے ہوتے ہوئے عالم انسانی کے ایک خاندان بننے کا حکم اسلام میں کہاں مل سکتا ہے عام معنی میں انسانوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم تو ہمیشہ ہی سے ہے لیکن تمام عالم انسانی کو ایک برادری بنانا اور سب کے درمیان بلا تفریق مذہب و ملت رشتہ داری کرنا آج کے خدائی حکم میں نہ صرف جائز قرار دیا گیا بلکہ اس میں کوشش کرنے کی ترغیب دی گئی ہے

# تعلیم و تربیت کا اثر

تعلیم و تربیت سے انسان مہذب ہوجاتا ہے تعلیم و تربیت سے عقل و فہم میں ترقی کرتا ہے تعلیم و تربیت ہی ایک کو بلند و برتر کر دیتی ہے نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی تعلیم و تربیت سے ہوشیار ہو کر بڑے بڑے کام کرتے ہیں جنگل کے کھٹے میوے تربیت سے میٹھے پھل بن جاتے ہیں۔ ٹیڑھی شاخ کچھ دنوں کی تربیت سے سیدھی ہوجاتی ہے اگر انسان کو بے تربیت چھوڑ دیا جائے تو وہ افریقہ کا ایک وحشی بن کر رہ جائیگا صحت جسمانی کی تربیت کرنے سے انسان طاقتور اور قوی بن جاتا ہے دماغی تربیت سے انسان عقلمند اور روشن خیال ہوجاتا ہے۔ دل کی تربیت سے آدمی سلیم الطبع بن جاتا ہے۔ روح کی تربیت سے انسان ایک انسان کامل ہوجاتا ہے۔ تربیت ہی تمام اہل جہان کی نشوونما اور ارتقا کا ذریعہ ہے تعلیم و تربیت ہی سے ظاہری و باطنی کمالات جلوہ گر ہوتے ہیں

اگرچہ اصل فطرت میں بھی تفاوت ہوتا ہے ٹھیکری کسی طرح چمکدار موتی نہیں بن سکتی۔ کالا پتھر جوہر آبدار نہیں ہوسکتا اونٹ کٹارے سے انگور نہیں بن سکتے

سچ ہے کہ تعلیم و تربیت فطری تفاوت کو نہیں مٹا سکتی لیکن بہت گہرا اثر کرتی ہے۔ انسان میں جس قدر قابلیتیں پوشیدہ ہیں تربیت سے نمودار ہوجاتی ہیں ایک اچھے معلم کی نگرانی بچے کو

بندمقام عقل وادراک تک پہونچا دیتی ہے۔ اگر مربی نہ ہوتو سب ڈک بے تربیت۔ جاہل اور بد اخلاق رہ جائیں

آج خداوند عالم نے ہر لڑکے اور لڑکی پر رحم فرماکر ہر ایک ی تعلیم وتربیت فرض ٹھہرائی ہے۔ اس امر کو اختیاری نہیں اجباری رار دیاہے۔ ماں باپ پر فرض ہے کہ بچوں کو نہایت توجہ اور محنت یے تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں۔ لکھائیں پڑھائیں اور اچھی اچھی اتیں سکھائیں اگر اس کام میں کوتاہی کرینگے تو خدا کے نزدیک ماخوذ ہونگے اور یہ ایسا گناہ ہے جو بخشا نہیں جائیگا بچے کو جاہل اور بے ربیت رکھنا قتل سے بڑھکر ہے۔

جاہل وناتربیت یافتہ رہ کر بچہ تمام عمر ذلیل وخوار مخذول ں شرمسار۔ زندگی میں نامراد اور دائمی بدبختی میں مبتلا رہے گا وسائٹی میں اپنی اور دوسروں کی تکالیف کا موجب ہوگا۔ تعلیم زبیت کی جائیگی تو بچہ ایک دن دنیا میں عزت کا تاج پہنیگا رب ا نظروں میں محبوب ہوگا۔ ایک مفید وجود ہوکر دنیا کو فائدہ پہونچائیگا بچوں کو شروع ہی سے ایسی تعلیم وتربیت دیجائے کہ وہ کینے اور سد۔ نفرتے اور جنگ وجدال کی زہریلی ہوا سے محفوظ رہیں۔ راخلاقی کے سم قاتل سے ہلاک نہوں۔ ابتدا ہی سے نباہ درست ہی جائیگی تو نتائج بہترین ہوں گے ملک میں آہستہ آہستہ جبریہ علیم کا سلسلہ جاری ہوتاجارہا ہے۔ ہر قوم کے لوگوں کو پورے جوش کے ساتھ اس کی تائید کرنی چاہئے تاکہ کوئی بچہ ملک میں جاہل اور بے تربیت باقی نہ رہنے پائے۔ بچوں کو ایسی تعلیم وتربیت دی جائے ہ وہ مذہبی تعصبات میں گرفتار نہوں۔ نسلی۔ قومی۔ وطنی اور فرقہ وارانہ ختلافات کے جنجال سے بچے رہیں۔ ہمدردی۔ محبت برادری وحدت عالم شروع ہی سے بچوں میں پیدا کیجائے بچے جواہرات کی ایک کان ہیں ٹھیک نگرانی نہ کی گئی تو عالم انسانی کے بیش بہا جواہرات خاک میں

مل جائیں گے آیندہ دنیا کی بہبودی وترقی اسی بات پر موقوف ہے کہ موجودہ نسل کے بچے صحیح تعلیم وتربیت حاصل کرکے سچے معنی میں انسان بنیں تاکہ دنیا میں امن وامان ہو اطمینان وسکون ہو باہمی تعلقات خوشگوار ہوں دینی اور دنیاوی امور منظم ومستحکم ہوں جسمانی وروحانی ترقیات بڑی شان سے جلوہ گر ہوں۔ عالم انسانی اپنے بلند مقام رفعت پر پہونچ جائے

# مفاوضات عبدالبہآ
## (اردو)

کتاب مفاوضات حضرت عبدالبہآء جو فارسی میں مدون ہوئی تھی اس کا اردو ترجمہ چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔ یہ کتاب اپنی شان کی ایک ہی کتاب ہے مختلف مسائل جنھیں حل کرنے میں بڑی بڑی عقلیں چکرا جاتی ہیں۔ اس کتاب میں ایسے آسان طور پر بیان ہوئے ہیں کہ ہر آدمی فوراً سمجھ لیتا ہے فلسفہ اور حکمت الٰہیہ باہم متحد ہیں علم اور دین اس کتاب میں گلے مل رہے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت عبدالبہآء کا طرز بیان اپنی شیرینی، دلکشی، صفائی اور اثر میں بے نظیر ہے، مفاوضات میں تقریباً وہ تمام اہم دینی مسائل مذکور ہیں جو ہمیشہ اہل علم اور محققین میں زیر بحث رہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ضروری ہے کہ ہر ایک صاحب ذوق تعلیمیافتہ کے پاس "مفاوضات" موجود ہو۔ جو صاحب کتاب منگائیں گے ہماری تعریف سے بالاتر پائیں گے۔ کتاب کی قیمت صرف دو روپیہ مقرر ہے کتاب اس پتہ سے منگائیے۔

جناب اسفندیار بختیاری نیشنل بک سٹال ... بہائی ہال۔ کراچی

# مذاکراتِ قیامت

جناب من! پیامبر کی گذشتہ اشاعت میں "مذاکرات قیامت" دیکھکر ذیل کی چند سطور برائے اندراج ارسال خدمت ہیں (ایک محقق)

مسئلہ قیامت مذہبی دنیا میں ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس پر یمان رکھنا ہر مومن کا ضروری فرض ہے۔ لیکن ہم نہایت تعجب سے یکھتے ہیں کہ قیامت کے متعلق عام طور پر بہت سی غلط فہمیاں پھیل رہی ں مثلاً کہا جاتا ہے کہ تمام ماسوا اللہ کا فنا اور معدوم ہوجانا قیامت ے پھر تمام ماسوا اللہ کا فنا اور معدوم ہوجانا تسلیم کرکے یہ بھی کہاجاتا ے کہ قیامت کے دن تمام مردے زمین کی قبروں سے اٹھیں گے ب زمین ہی فنا ہوگئی اور قبریں معدوم ہوگئیں تو پھر قبروں سے مردوں اٹھنا کیا معنی رکھتا ہے؟ یا مثلاً کہاجاتا ہے کہ قیامت کے دن خدا ویدار ہوگا اور انسان اسکو روبرو دیکھیگا حالانکہ اس بات سے خدا جسّم اور محدود ہونا لازم آتا ہے جو صریح طور پر شان خدا کے منافی اور یانات حق کے خلاف ہے۔ یا مثلاً کہاجاتا ہے کہ قیامت کے دن ر انسان کا اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں دیا جائیگا جسے وہ خدا کے روبرو ڑھیگا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب تمام ماسوا اللہ فنا و معدوم کردیے جائینگے عمالنامے بھی معدوم و مفقود ہوجائیں گے پھر اعمالنامے کہاں سے ئینگے اور جب اعمالنامے فنا کردیے جائیں گے جیسا کہ کل ماسوا اللہ نا کردیے جائینگے تو اعمالناموں کے لکھنے کی ضرورت کیا رہی اور دوبارہ وہ ںسان کے ہاتھ میں کہاں سے آجائینگے اگر کہا جائے کہ خدائے تعالیٰ پھر ان عمالناموں کو پیدا کردیگا تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ پہلے لکھوا کر فنا کرنے ی کیا ضرورت تھی جو دوبارہ لکھوانے پڑے اور جب دوبارہ لکھوانا ضروری ہیں یت نہ لکھوانا ہی فضول ہے اور اسوقت جبکہ انسان عمل کرتا ہے اور فرشتے دمی سلیم نامے لکھتے رہتے ہیں کوئی کاغذ دکھائی نہیں دیتا۔ قیامت کے دن کاغذ کہاں سے آجائیگا اور اب سے فنائے عالم تک وہ کاغذ کہاں رہتا ہے اور جب قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ہر فرد مرنے کے بعد ہی جنّت یا دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے تو اب قیامت کے دن کس بات پر مکرر غور ہوگا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدا کے سامنے ایک میزان ہوگی جسمیں انسان کے نیک اور بد عمل تولے جائیں گے اور بعض کتابوں میں تو میزان کا نقشہ بھی دکھایا گیا ہے جیسے دکاندار کی ترازو ہوتی ہے کیا واقعی اعمال ایسی مادّی ترازو میں ہی تولے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن سورج سوا نیزے پر ہوگا جس سے کھوپڑیاں اسطرح پکنے لگیں گی جیسے ہانڈی پکتی ہے یہ بات بھی کس قدر خلاف عقل ہے بھلا سورج سوا نیزے پر ہو اور انسان زندہ بھی رہ سکے پھر سورج کو سوا نیزے پر کہنے والے یہ بھی بھول گئے کہ وہ قیامت کے دن سورج چاند زمین آسمان کا معدوم ہوجانا بتا چکے ہیں۔ پھر سورج کہاں ہوگا غلط عقیدوں سے ایک بات یہ بھی لازم آتی ہے کہ انسان اپنی بات کو آپ ہی رد کردیتا ہے اور ایک الجھن میں پڑجاتا ہے۔

ایک طرف تو مسلمہ عقیدہ یہ ہے کہ خدا ان آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا کیونکہ ان آنکھوں سے وہی چیز نظر آتی ہے جو مجسّم ہو مگر دوسری طرف کہتے ہیں کہ قیامت میں خدا کو روبرو ایسے دیکھینگے کہ جیسے چاند کو روبرو دیکھتے ہیں یا جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کو آمنے سامنے دیکھتا ہے

کیا ان دونوں باتوں میں باہم تناقض نہیں؟

فتفکروا یا اولی الالباب

# کیا قیامت کو صرف آپ ہی سمجھے؟

مسئلۂ قیامت پر کوکب ہند و بہائی میگزین میں بہت مضامین لکھے جاچکے ہیں اور آجکل پیامبر میں بھی اس مسئلہ پر مذاکرات ہو رہے ہیں بہائی احباب ہمیشہ اس حقیقت کی توضیح کرتے رہتے ہیں کہ فنائے عالم کا نام قیامت نہیں ہے بلکہ خداوند قیوم کی جانب سے ایک صاحب شریعت پیغمبر کا قیام اور نئی امت کا برپا ہونا قیامت ہے نہایت واضح دلائل سے جب یہ بات ثابت کیجاتی ہے تو بہت سے لوگ تعجب کر کے بول اٹھتے ہیں کہ کیا آجتک علماء اسلام اور مسلمانوں نے قیامت کو نہیں سمجھا۔ صرف آپ ہی سمجھے ہیں؟ اور قرآن مجید کی جن آیات سے آپ قیامت کا وہ مفہوم ثابت کرتے ہیں جو بعثت پیغمبر سے تعلق رکھتا ہے تو کیا پہلے مفسرین ان آیات کو بالکل نہیں سمجھے آج اگر صرف آپ سمجھے ہیں تو بڑی حیرت کی بات ہے

## اس سوال کا جواب

الہامی کتابوں میں قیامت کا وہی مفہوم بتایا گیا ہے جو ہم اہل بہاء بیان کرتے ہیں فنائے عالم کو قیامت کسی الہامی کتاب میں نہیں کہا گیا۔ ہم نے بار بار یہ بات پیش کی ہے کہ حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں "قیامت اور زندگی میں ہوں" صاف ثابت ہو گیا کہ پیغمبر کا ظہور جس سے نئی قوم برپا ہوتی ہے قیامت ہے۔ اس کے برخلاف انجیل میں کہیں ایک جگہ بھی حضرت مسیح نے یہ نہیں فرمایا کہ فنائے عالم کا نام قیامت ہے پھر اگر ہمارے مسیحی دوست فنائے عالم کو قیامت کہیں تو یہ خود ان کی غلطی ہے۔ مسیح نے تو یہ تعلیم نہیں دی ہر امت نے ایسی متعدد باتیں بنا رکھی ہیں جو اُن کے پیغمبروں نے نہیں سکھائی تھیں بلکہ پیغمبروں کی تعلیم کے خلاف بہت سے خیالات ہر امت میں پھیلے ہوئے ہیں جنہیں لوگ پیغمبروں کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ ان خیالات کی تعلیم پیغمبروں نے ہرگز نہیں دی مثلاً یہودی بزرگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا پیغمبر ہرگز نہیں آئیگا حالانکہ حضرت موسیٰ نے یہ تعلیم کبھی نہیں دی اسی طرح مسیحی کہتے ہیں کہ مسیح کے بعد نئی شریعت لانیوالا پیغمبر نہ آئیگا حالانکہ حضرت مسیح نے یہ تعلیم کبھی نہیں دی۔ اسی طرح متعدد غلط عقیدے اُمتوں میں پھیل جاتے ہیں اور پھیلے ہوئے ہیں مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح نے کبھی نہیں فرمایا کہ فنائے عالم کا نام قیامت ہے بلکہ اپنے ظہور کو قیامت کہہ کر یہ تعلیم دی ہے کہ پیغمبر کی آمد قیامت ہوتی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں کہیں یہ تعلیم نہیں دیگئی کہ فنائے عالم کا نام قیامت ہے بلکہ پیغمبروں کی آمد اور نئی قوم کے برپا ہونے کو قیامت بتایا ہے پیغمبر کی آمد پر ہی حقیقی مردے زندہ ہوتے ہیں اور قوموں کا محاسبہ ہوتا ہے اور قوموں کو جزا سزا ملتی ہے مگر مسلمان عام طور پر غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ہماری گذارش یہی ہے کہ قرآن مجید کھلا ہوا ہے غور و تدبر سے کام لینا چاہئے حقیقت آشکارا ہو جائیگی۔

آپ کو یہ تعجب ہوتا ہے کہ کیا صرف بہائی قیامت کے سچے مطلب کو سمجھ گئے؟ اور ہمیں یہ تعجب ہے کہ قرآن مجید کی تصریحات کے باوجود آپ قیامت کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھے لیکن ایک لحاظ سے کچھ عجیب بات نہیں اُمتیں اسی طرح ٹھوکریں کھاتی رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید میں قیامت کی حقیقت نہایت صفائی سے سمجھائی گئی تھی قرآن مجید اب بھی موجود ہے اور اپنے مطالب آپ واضح کر رہا ہے عدم تدبر کے ذمہ دار خود مسلمان ہو سکتے ہیں نہ کہ قرآن:

تجھے قرآن مجید یہ بھی بتاتا ہے کہ قیامت کے متعلق جو باتیں بتائی گئی ہیں انہیں مسلمان بھول جائینگے اور وقت آئیگا جبکہ حقیقت عالم آشکار ہوجائیگی سورۃ الاعراف میں قیامت اور جنتیوں اور دوزخیوں کے واقعات بیان کرکے فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ۔ | لوگ اس بیان کی حقیقت معلوم کرنے کا ہی انتظار کر رہے ہیں جس دن اسکی حقیقت ظہور میں آئیگی تو وہ لوگ جو اس حقیقت کو فراموش کر چکے تھے بول اٹھیں گے کہ بیشک ہمارے رب کے پیغمبر حق و حقیقت لیکر آتے ہیں |

اس آیت میں کھلے طور پر فرمایا ہے کہ لوگوں کو حقیقت قیامت کی تعلیم دی گئی تھی۔ انھوں نے اسے فراموش کردیا۔ وقت آئیگا جبکہ فراموش شدہ حقیقت یاد آجائیگی اور لوگوں کو اقرار کرنا پڑیگا۔

علاوہ ازیں آئمہ اسلام نے صاف صاف طور پر اس حقیقت کو یوں بیان کردیا تھا کہ

| | |
|---|---|
| اذا قام القائم قامت القیمۃ | جب قائم بامراللہ قیام فرما ہوگا قیامت قائم ہوجائیگی ۔ |

یہ کس قدر تصریح ہے کہ ظہور حق کے قیام سے ہی قیامت برپا ہوتی ہے لیکن آجکل کے مسلمان قرآن کے ساتھ اپنے اماموں کے اقوال کو بھی بھول گئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے کلام میں یہی تعلیم دی ہے کہ صاحب شریعت رسول کا برپا ہونا۔ نئی قوم کا اٹھنا گذشتہ قوموں کا حساب وکتاب ہونا ہی قیامت ہے دنیا میں ہی اس کا وقوع ہوتا ہے خاتمہ دنیا کو قیامت نہیں کہتے ۔یہی اعتقاد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین اولین کا تھا یہی اعتقاد ہر پیغمبر کا تھا یہی بات قرآن مجید سے ثابت ہورہی ہے موجودہ مسلمان اس حقیقت کو بھول گئے ہیں اور حسب وعدہ اب جبکہ قیامت کبریٰ نمودار ہوچکی ہے مسلمان اور دیگر اہل ادیان جو غور وتدبر کر رہے ہیں حقیقت قیامت کو سمجھتے جارہے ہیں اور روز بروز یہ علم زیادہ تر واضح اور آشکار ہوتا جائیگا ہم روز مرہ تجربہ کرتے ہیں کہ جو محقق آزادی کے ساتھ ہمارے مضامین پڑھتا ہے یا لکچر سنتا ہے اور مسئلہ قیامت پر غور کرتا ہے ہمارے بیان کی تصدیق کرتا جاتا ہے اسی طرح حقائق منکشف ہوا کرتے ہیں :-

# دین سے لوگ کیوں بے پرواہ ہورہے ہیں

یہ ایک ضروری سوال ہے کہ لوگ دین سے کیوں بے پرواہ ہورہے ہیں۔ دیکھا جارہا ہے کہ کالج کی تعلیم انسان کو دین سے بیگانہ بنادیتی ہے وجہ یہ کہ وہاں زبان حساب۔ جغرافیہ سائینس وغیرہ کی طرف پوری توجہ کیجاتی ہے مگر دین اور اخلاق اور تربیت سیرت کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے کہیں کچھ انتظام ہے بھی تو صرف برائے نام۔ واقعہ یہ ہے کہ کالجوں میں جتنی توجہ کھیل میں صرف کیجاتی ہے اس سے نصف بھی دین اور اخلاقی تربیت پر صرف نہیں کیجاتی اور جب دین سے بے پروائی عادت میں داخل ہوگئی تو وہی متعلم جو اس عادت کا شکار ہو چکے ہیں استاد و معلم بن گئے ان کے اثرات شاگردوں میں سرایت کرتے ہیں اس لئے دین سے بے پرواہی ایک عام بات ہوجاتی ہے۔ بلکہ صرف بے پروائی پر بات ختم نہیں ہوجاتی بلکہ الحاد و دہریت کے خیالات آزادی سے پھیلائے جاتے ہیں اور اس کے بالمقابل علماء مذہب بالکل خاموش اور غافل نظر آتے ہیں بلکہ سچ پوچھئے تو اکثر علماء کو الحاد و دہریت کے خیالات کو رد کرنے کی قوت بھی نہیں۔ دنیا کہاں سے کہاں آگئی اور علماء ابھی تک دقیانوسی منطق وفلسفہ کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں یہی وجہ

ہے کہ جب کبھی ایسے علماء سے موجودہ آزاد خیال لوگ سوالات کرتے ہیں تو اکثر کفر کا فتویٰ یا دوزخ کا وعدہ سنایا جاتا ہے علماء کے اس طرزِ عمل نے الحاد و دہریت کو بڑی مدد پہونچائی یقیناً علماء اس معاملہ میں خدا کے نزدیک مجرم ہیں ان کا فرض تھا کہ وہ زمانہ کے حالات و خیالات کو خوب غور سے دیکھتے اور مسائل کو سلجھاتے لیکن وہ موجودہ وقت پر نظر کرنے کی بجائے تقلید میں گرفتار رہے اور آج سے سینکڑوں برس پہلے کے پیمانہ کو ہاتھ میں لئے رہے۔ فی الحقیقت جس قدر دین سے غفلت بڑھتی گئی دنیا میں تباہی پھیلتی گئی۔

واقعہ یہ ہے کہ کالجوں والے تو دین سے غافل و بے پروا ہو گئے ہیں لیکن سچ پوچھئے تو علماء زمانہ سب سے زیادہ غافل ہو رہے ہیں کسی عالم سے اگر خدا کے وجود اور پیغمبر کی صداقت پر دلائل پوچھے جائیں تو صرف چند تقلیدی باتیں کہدینگے اور جب ان پر جرح کیجائیگی تو خفا ہونے لگیں گے وجہ یہی ہے کہ علماء نے آزادی فکر سے غور نہیں کیا۔ بلکہ وہ آزادی فکر کو کفر کے مترادف قرار دے چکے ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ بات ٹھیک بن جائے۔ علماء کے محبوب ترین مشاغل فرقہ وارانہ نزاعات ہیں عربی مدارس میں جو تعلیم دیجاتی ہے وہ تمامتر دقیانوسی ہے اور وہاں فرقہ وارانہ اختلافات کی روح نشوونما پاتی ہے دین کی ایسی بھونڈی صورت دیکھکر اکثر سوچنے والے بیزار ہوجاتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمام مذاہب کے علماء نے دین کو اپنے اپنے خیالی دائروں میں محدود کر رکھا ہے وہ دین کو ایک پرانی تقلیدی چیز و آبائی ورثہ سمجھتے ہیں انہوں نے دین کو ایک زندہ اور متحرک طاقت قرار دینے سے انکار کردیا ہے ہر مذہب کے علماء یہی کہتے ہیں کہ ہمارا پرانا مذہب ہی مذہب کہلا سکتا ہے جس میں کسی قسم کی تجدید و ترمیم کی گنجائش نہیں ہے دوسرے الفاظ میں سب نے دین کو ایک مردہ نعش کی طرح سمجھ لیا ہے ایسی حالت میں وہ متجسس قلوب کی تسلّی کا باعث کیونکر ہو سکتے ہیں؟ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ لوگ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ مادہ پرستی اور ظاہری زندگی کی کشاکش میں لوگ بری طرح مبتلا ہیں جس کے باعث دین اور روحانیت سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔ غلامی کی زنجیروں اور پیٹ کی لپیٹ میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ روحانی آزادی کی فضا میں کبھی سانس لینا بھی نصیب نہیں۔

کاش یہ سنبھل سکیں۔ کاش یہ بدل سکیں

---

# دینِ قیّم یعنی مستقیم

وید کے ماننے والے کہتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش میں وید نازل ہوئے اور وید ہی ہمیشہ کیلئے کافی ہیں ان کے بعد کوئی کتاب خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوئی اور نہ آیندہ نازل ہوگی۔

یہودی کہتے ہیں کہ تورات کامل کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتاب الہی نازل نہیں ہوسکتی مسیحی کہتے ہیں انجیل کے بعد کوئی نئی شریعت اور کتاب الہی نازل نہیں ہوسکتی

زرتشتی کہتے ہیں ہمارا دین کامل و مکمل ہے اب کسی نئے دین کی ضرورت نہیں اب کوئی کلام الہی نازل نہیں ہوگا

اب مسلمان کہتے ہیں قرآن خدا کی آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب الہی نازل نہیں ہوسکتی کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی کیونکہ قرآن کامل کتاب ہے شریعت محمدیہ کامل شریعت ہے۔ دین اسلام وہ دین ہے جو ہمیشہ قائم رہیگا اس کے بعد اب کوئی نیا دین ہرگز نہیں آئیگا مسلمانوں کا یہ خیال ایسا ہی غلط ہے جیسا مسلمانوں کے نزدیک ہندو۔ یہودی مسیحی۔ زرتشتی لوگوں کا خیال اپنی اپنی کتاب کو آخری کتاب کہنے کے متعلق غلط ہے

اور قرآن مجید اپنے آپ کو آخری کتاب نہیں کہتا بلکہ صاف صاف الفاظ میں خبر دیتا ہے کہ خدا کی کتاب و شریعت یقیناً نازل ہو گی بلکہ حسب وعدہ الٰہی نئی کتاب و شریعت اپنے وقت پر نازل ہو چکی اور تمام دنیا میں قبول کرنے والے پیدا ہو چکے ہیں

ہم علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ قرآن مجید نئی کتاب و شریعت کی آمد کو بند نہیں کہتا بلکہ وضاحت سے اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ نئی کتاب و شریعت آئیگی اس مضمون پر ہم آیات قرآن مجید سے بارہا مفصل لکھ چکے ہیں

اس وقت ہمیں یہ بتانا ہے کہ بعض مسلمان شریعت اسلام کی ابدیت پر ایک نرالی دلیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں خداوند عالم نے اسلام کو "دین قیم" کہا ہے اور دین قیم کے معنی ہیں "ہمیشہ رہنے والا اور نہ بدل سکنے والا دین"

سورہ توبہ میں یہ بتا کر کہ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں فرمایا ہے ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ " اس سے ثابت ہوا کہ اسلام دین قیم ہے جو کبھی بدل نہیں سکتا اور اس کے بعد اور نئی شریعت نہیں آسکتی

**الدِّینُ القیّم کے معنیٰ** | قرآن مجید کی آیت ذٰلک الدین القیم میں یہ بتایا ہے کہ سال کے بارہ مہینوں کا حساب جو تمہیں بتایا گیا ہے یہ تمہارے معاملات کو درست رکھنے والا ہے یہ مقصد نہیں کہ اب شریعت نہیں آسکتی۔ دین قیم کے معنیٰ جو لغت اور تفاسیر سے ثابت ہوتے ہیں وہ یہی ہیں کہ یہ دین تمہارے معاش و معاد کے معاملات کو درست کرنے والا ہے یہی معنیٰ مفردات راغب میں لکھے ہیں۔ نہ کہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا اور نہ بدلنے والا ہے

مجمع بحار الانوار میں لفظ قوم کے ماتحت قرآن مجید کی آیت لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا کے معنیٰ لکھے ہیں

ای انزل الکتاب قیّماً مستقیماً و دیناً قیماً مستقیماً | یعنی خدا نے کتاب نازل کی ہے جو درست کتاب ہے اور دین قیم یعنی مستقیم

کتاب لسان العرب میں ہے کہ

وفی الحدیث اتانی مَلَكٌ فقالَ انت قیّمٌ وخُلقُكَ قیّمٌ ای مستقیمٌ حَسَنٌ | حدیث میں ہے کہ میرے پاس فرشتہ آیا اور بولا تو قیّم ہے تیرا خلق قیم ہے یعنی مستقیم و خوب ہے

اور خاص آیت مذکورہ کے متعلق لکھا ہے

وفی الحدیث ذالک الدین القیم ای المستقیم الذی لا زیغ فیہ | ذٰلک الدین القیم کے متعلق حدیث میں ہے یعنی دین مستقیم جس میں کجی نہیں ہے

اور لکھا ہے قولہ تعالیٰ فیہا کتب قیّمۃ ای مستقیمۃ آیت فیہا کتب قیمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ کتابیں مستقیم و درست ہیں۔ اور لکھا ہے القیم ھو المستقیم قیم کے معنی ہیں مستقیم۔

تفسیر سراج المنیر میں لکھا ہے! الدّین القیّم المستقیم دین قیم یعنی مستقیم اور دین کے قیم ہونے سے مراد مضبوط اور معاش و معاد کے امور کو قائم رکھنے والا (بیان القرآن مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری جلد دوم ص ۱۱۵۵)

لفظ قیم سے یہ ثابت کرنا کہ اب شریعت اسلام کے بعد کوئی شریعت نہیں آسکتی کسقدر بے بنیاد ہے۔ ہم نے کتاب مفردات راغب اور کتاب لسان العرب دونوں کو دیکھ لیا ہے دین قیم کے معنیٰ نہ بدل سکنے والا قانون نہیں لکھے

اب ذرا "مولوی فاضل" ابوالعطاء جالندھری مبلغ قادیان کی تحریر ملاحظہ فرمایئے جنہوں نے اپنی دخلی تحریر میں دی ہے جس میں لکھا ہے کہ۔

"قرآن مجید کی آیت ذٰلک الدین القیم میں بارہ مہینوں کے قانون کو نہ بدل سکنے والا قانون قرار دیا ہے الدین القیم کے معنیٰ ازروئے لغت نہ بدل سکنے والا قانون کے ہیں ملاحظہ ہو لسان العرب و مفردات راغب"

جناب ابوالعطاء کی یہ تحریر سراسر غلط بیانی ہے مفردات راغب میں وہ بات نہیں لکھی جو وہ بیان کرتے ہیں مگر اپنے عقائد کو ثابت کرنے کیلئے غلط بیانی

سے کام لینا نہایت مہلک اور شرمناک ہے ایسی حرکات سے کامیابی نہیں ناکامی نصیب ہوتی ہے

ہم نے مفصل حوالجات لغات و تفسیر سے ثابت کر دیا ہے کہ دین قیمّ کے معنی ہیں دین مستقیم پس لفظ دین قیمّ سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ شریعت اسلام جس کے بعد خدا کی نئی کتاب و شریعت نہ آئیگی لاتبدیل ہے۔

# پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائیگا

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ منکرین نور حق کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور خدا اپنا نور پھیلا کر رہتا ہے ؎ اور ہر اُمت پیغمبر حق کی مخالفت کرتی اور جھگڑتی رہتی ہے حق کو دبانا اور گرانا چاہتی ہے لیکن حق غالب آتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ بندوں پر حسرت و افسوس ہے کہ جب کبھی ان کے پاس پیغمبر حق آتا ہے یہ لوگ استہزا کرتے ہیں مگر خدا نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور مومنوں کی مدد کرتا ہے وہ مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ پیغمبر اور مومن خدا کا لشکر ہیں اور خدا کا لشکر ہمیشہ غالب رہتا ہے۔

ایسے ارشادات سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے لیکن افسوس کہ مسلمان قرآن کو پس پشت ڈال چکے ہیں ہزار سال سے دن رات انتظار کرتے رہے کہ حضرت مہدی موعود اور حضرت روح اللہ موعود جلوہ گر ہوں گے اور ہم سب سے پہلے ایمان لائیں گے بیشک جب دونوں مقدس موعودوں کا ظہور ہوا تو ہزارہا راستباز مسلمانوں نے ندائے حق پر لبیک کہا اور بیس ہزار سے زیادہ پاک نفوس نے راہ حق میں شہادت قبول کی اور آج بھی خدمت امراللہ میں قربانیاں کر رہے ہیں

ہر ظہور حق میں یہی ہوا کرتا ہے کہ ایمان سے فائز ہونے والے کم ہوتے ہیں اور قوم کی اکثریت غفلت و انکار میں رہ جاتی ہے۔

آج ظہور حضرت بہاءاللہ کے دور میں یہی ہو رہا ہے اکثر لوگ غافل و محجوب اور معترض و منکر ہیں

اور چونکہ ایمان کی فطرت سلامت روی صلح پسندی اور بہی خواہی ہے۔ انکار کی فطرت نفرت انگیزی۔ افتراق پسندی اور بدخواہی ہے اس لئے آج بھی جو لوگ ظہور حق پر ایمان لاتے ہیں وہ صفات ایمان سے متصف ہوتے ہیں اور جو لوگ انکار پر اڑے رہتے ہیں مخالفت اور ایذا رسانی پر کمربستہ ہوتے ہیں دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے اور پیغمبر حق کی تاریخ اسکی گواہ ہے اور ہر اُمت اپنے اسلاف کی تاریخ میں ایسے واقعات دیکھتی ہے

اہل بہاء پر جو مظالم ایران میں کئے گئے وہ اپنی جگہ بے مثال ہیں اور دنیا کے لئے بہترین نمونہ عبرت ہیں تمام قوتوں نے دیکھ لیا کہ وہ ظہور حق کو مغلوب کرنے کی بجائے خود مغلوب ہو گئیں اور حق غالب آیا

اب بھی جہاں جہاں ندائے امراللہ بلند ہوتی ہے اور بندگان خدا حق کی طرف توجہ کرتے ہیں تو انکار و اعتراض کا مادہ رکھنے والے لوگ مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں کبھی بائیکاٹ کی کوشش کرتے ہیں کبھی طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں کبھی افترا و بہتان باندھتے ہیں بیجا پروپیگنڈا کرنا تو ایک معمولی بات ہے جس میں اخلاق و دیانت کو بھی بالائے طاق رکھکر جو زبان و قلم پر آتا ہے کہتے اور لکھتے ہیں۔

ایسے واقعات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں۔ تازہ واقعہ یہ ہے کہ بمبئی کے روزانہ اخبار اقبال میں ایک صاحب نے بمبئی میں

بہائی مذہب کی تبلیغ" کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے وہ تمام تر بیجا پروپیگنڈا اور خلافِ انصاف ہے اس پروپیگنڈے کا جواب آقائے بہمن مجتبی نے روزنامہ انقلاب بمبئی میں دیا ہے جو یہاں نقل کیا جاتا ہے

**بیجا پروپیگنڈا** — اخبار اقبال کی ۱۸ و ۲۳ ستمبر کی اشاعت میں دو مراسلے شائع ہوئے ہیں جن میں بمبئی کے بہائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر نہایت ہی بیجا طور پر حملے کئے گئے ہیں اور مسلمانوں پر ظاہر کیا گیا ہے کہ بہائی حضور سرورِ دوعالم کی خدانخواستہ پوری تکریم و تحریم نہیں کرتے اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور تبلیغ میں عورتوں کو آگے لاتے ہیں وغیرہ وغیرہ ایسے اعتراضات بمبئی کے بہائیوں پر ایک بہتان ہیں۔ بلکہ اخلاق و شرافت کی حدود سے متجاوز ہیں

بہائی سرورِ دوعالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرالزماں مانتے ہیں اور جو پارسی ہندو سکھ عیسائی ایک مرتبہ بہائی مذہب قبول کرے ان کا احترام اور ان کی نبوت پر مسلمانوں کی طرح ایمان لے آتا ہے۔ بہائیوں کا اختلاف رسالت پر ہے لیکن یہ اختلاف ایسا نہیں ہے کہ ایسے مراسلہ نگار حضرات مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہوئے اس پر مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کریں۔ ہر بہائی تمام مذاہب کی حقیقت اور سچائی کا ان کے پیرووں کی طرح معترف ہے اور ان کی علانیہ تبلیغ کرتا ہے کسی مذہب اور کسی پیغمبر کے خلاف گستاخی کرنا اس کے نزدیک کفر سے کم نہیں ہے البتہ وہ ہر پیغمبر کا ایک درجہ اور مرتبہ اس کے زمانہ عمل کی روشنی میں قرار دیتا ہے اور اس لئے انسانیت کے ارتقا کے مدارج کے ساتھ ہی ان پیغمبران دین کے مدارج سمجھتا ہے اور ایمان رکھتا ہے کہ انسانیت کی ترقی و فلاح اور بہبود کے لئے جس طرح جس خدا نے ہر زمانہ میں پیغمبر مبعوث فرمائے اسی طرح وہ خدا آج بھی انسانی ارتقا کے لئے اپنے اس عمل میں خاموش نہیں ہے

مجھے حیرت ہے کہ ان مراسلہ نگاروں نے بہائیوں کو کس طرح اسلام کی عدمِ تکریم کا موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔ رہا ۲۳ ستمبر کے مراسلہ میں جناب نازؔ کا بہائی عورتوں اور بچیوں پر طنز اور استہزا تو میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ان کا اسلامی اخلاق انہیں اس طرزِ بیان کی اجازت دیتا ہے دین بہائی میں عورتوں کو درجہ مساوات حاصل ہے اور وہ مرد کے دوش بدوش عورت کی اہمیت اور ضرورت محسوس کرتا ہے اور مرد کو لاکھوں گناہوں کے ارتکاب کے باوجود بھی محض عورتوں پر حکمرانی کا حق نہیں دیتا ہے اس لئے تبلیغ میں بھی وہ عورت کا مرد کے برابر حق سمجھتا ہے۔ موجودہ زمانہ خواہ قبول کرے یا نہ کرے حضرت بہاء اللہ کے اس حکم کی تعمیل پر مجبور ہو رہا ہے۔ اگر ناز صاحب صرف عورتوں کے نام پر ہی بل کھانے لگیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ زندہ مذہب عورت کو بے پردگی میں پردے کی طرح پاکباز رکھ سکتا ہے اس لئے انہیں خواہ مخواہ اس سلسلہ میں اپنے کمزور اخلاق کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ قدرت نے ان کی طرح ہر شخص کو سمجھ اور ایمان عطا کیا ہے جس کی پیروی کا ناز صاحب کے برابر اسے تبلیغ اور اشاعت کا حق حاصل ہے

خاکسار

د. بہمن مجتبی تفتی ایرانی بمبئی ۴

سید محفوظ الحق علمی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر
نے جید برقی پریس بلیماران دہلی میں چھپوا کر
دفتر پیامِ مہر۔ بہائی سنٹر۔ چابی گنج
کشمیری گیٹ دہلی سے شائع کیا۔

# بابی تاریخ کا ایک ورق

## سرتاج علمائے ایران آقا سید یحییٰ دارابی ملقب بہ وحید کی زندگی کا ایک ورق اور اہل بصیرت کیلئے درس عبرت

آقا سید یحییٰ فرزند ارجمند آقا سید جعفر کشفی ہیں جو افضل علمائے عصر تھے اکثر ایرانی آپ کے عقیدتمند تھے اور صاحبِ کرامت سمجھتے تھے یہاںتک کہ آپکے وصال کے بعد بروجرد میں آپ کا مقبرہ بنوایا گیا اور آپ کے مزار مبارک سے لوگ تبرک لیجاتے تھے اور اب بھی لیجاتے ہیں۔ آقا سید یحییٰ مرحوم کے فرزندوں میں سب سے زیادہ رشید اور صاحبِ علم و عمل تھے۔ آپ قیافہ شناس اور صاحب اخلاق بھی تھے۔ جن ایام میں کہ نقطۂ اولیٰ (حضرت باب) اپنے دولتکدہ پر ہی مقیم تھے اور ہر طرف شور و غوغا مچا ہوا تھا۔ لیکن بادِ مخالف کا کوئی جھونکا اس شمع الہامی کو خموش نہ کر سکتا تھا۔ طہرانی علماء نے محمد شاہ سے اس تحریک نورانی کو فرو کرنے کی استدعا کی۔ محمد شاہ مذہب سے ناآشنا سا تھا۔ اس لئے اس نے علماء کی درخواست پر کچھ دھیان نہ دیا۔ لیکن علماء کے اصرار اور دباؤ سے مجبور ہو کر محمد شاہ نے یہ تجویز کی کہ کسی عالم ناطق کو حضرت باب کی خدمت میں بھیجا جائے کہ اپنی تقریر اور بیان کے زور سے اُن کو ملزم کر دے اور ہم سب کو تعرض کی زحمت سے نجات دے۔ یہ تجویز سب کو پسند آئی اور جناب آقا سید یحییٰ پر اس مقصد کے حصول کے لئے سب کی نظر انتخاب پڑی۔ اور آپکو بادشاہ کی جانب سے ایک اسپ خاصہ اور سو تومان سفر خرچ عطا ہوئے۔ اور آپ نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آقا سید یحییٰ خود حقیقت کے جویا تھے اور چونکہ آپ کو شاہی تقرب حاصل تھا۔ لہٰذا آپ نے اپنے ارادہ کا انکشاف بتوسط لطف علی خان پیش خدمت۔ بادشاہ اور وزیر اعظم پر کیا کہ میرا ارادہ شیراز جاکر حضرت باب کی حقانیت معلوم کرنے کا ہے۔ محمد شاہ اور وزیر اعظم دونوں نے تائید کی اور یہ بھی حکم دیا کہ حقیقت حال سے اُن کو آگاہ کیا جائے۔ بہرصورت سلطان اور وزیر کے ایماء سے آقا سید یحییٰ عازمِ شیراز ہوئے۔ اور ایسے موقع پر وہاں پہنچے جبکہ نقل و حرکت کا دروازہ حضرت باب پر مسدود تھا۔ لیکن آپ کے خالو جی سید علی کے مکان سے ایک پوشیدہ راستہ آپ کے مکان تک بنا لیا گیا تھا۔ آپ سے شرفِ ملاقات کے متمنی آپ کے خالو کے مکان پر حاضر ہوتے تھے اور حضرت نقطۂ اُولیٰ اسی پوشیدہ راہ سے تشریف لاکر اہلِ ایمان کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مسرور فرماکر آخر شب کو اپنی قیامگاہ پر واپس تشریف لے جاتے تھے اور فتنہ و فساد کی وجہ سے عام اہل ایمان آنجناب کے فیض سے محروم رہتے۔ یہانتک کہ دور و نزدیک تحریر کر دیا گیا تھا کہ لوگ شیراز کی جانب نہ آئیں۔ القصہ چند تعلقات کی بناء پر آقا سید یحییٰ نے حاجی سید جواد کے مکان پر آکر حضرت نقطۂ اولیٰ سے ملاقات کے بارے میں تذکرہ اور گفتگو کی۔ اور غالباً اس سے قبل ان کو اس کا گمان بھی نہ تھا کہ سید جواد ایسا عالم متقی۔ زاہد۔ اس فضیلت و دانائی کے باوجود بابی ہوگا۔ لیکن اس ملاقات کے بعد جناب یحییٰ کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ سید جواد کو حضرت باب سے اتنی عقیدت ہے کہ صرف آپ کے نام مبارک کو سن کر ہی

حالتِ وجد و جذب طاری ہو جاتی ہے۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد ملاقات کے مذکورالصدر ذرائع مہیا کئے گئے۔ چند مجلسوں میں حضرت باب کی صحبت سے سید یحییٰ فائز ہوئے۔ ہر صحبت میں حضرت باب سے ایک نیا سوال کرتے تھے اور جواب سن کر آپ کی عقیدتمندی بڑھتی جاتی تھی۔ اگرچہ ابھی تصدیق نہیں کی تھی۔ آپ کے چہرہ سے یہ ظاہر تھا کہ حضرت باب کی بزرگی اور حسنِ بیان اور کم سنی کے باوجود علم پر ایسی مقدرت سے متحیر تھے۔ لیکن سید یحییٰ کو اطمینانِ قلبی ابھی نصیب نہیں ہوا تھا اور کسی کرشمے کے منتظر تھے۔ لیکن حضرت نقطۂ اولیٰ کا رُعب اور جلال اُن پر ایسا اثر انداز تھا کہ اپنے انتظام کا اظہار نہ کر سکے۔ یہانتک کہ ایک دفعہ حاجی سید جواد پر اس بات کا اظہار کر کے دریافت کیا کہ آیا حضرت سے کسی محیّر العقول معجزہ اور کرامات کی تمنا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ سید موصوف نے جواب دیا کہ ایک ایسے کم علم نوجوان سے ایسے اخلاقِ مکارم اور خوبیاں اور علمائے عصر میں بلند پایہ عالم کا اُن پر ایمان مشاہدہ کر لینے کے بعد ایسی تمنا رکھنا خواہشِ طفلانہ ہے مجھکو یہ جرأت نہیں کہ میں حضرت سے اس قسم کی خواہش کروں۔ البتہ تم اپنے فعل کے خود مختار ہو۔ تم جو چاہے کرو۔ اور جس قسم کی بھی چاہو تمنا ظاہر کرو۔

القصہ ایک شب جبکہ سید یحییٰ کو حضرت نقطۂ اولیٰ سے حضرت کے خالو کے مکان میں ملاقات کا وقت دیا گیا تھا آقا سید یحییٰ نے ایک پمفلٹ جسمیں چند مسائل ترتیب دیئے تھے حاجی سید جواد کو دکھا فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ یہ رسالہ حضور کی خدمت میں پیش کر کے اس کے جواب کی استدعا کروں۔ حاجی موصوف نے بھی اس امر کی تائید کی۔ لیکن آقا سید یحییٰ کو حضرت کے حضور میں اپنے رسالہ کو پیش کر کے جواب کا ملتمس ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت باب کا پُر اثر بیان ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ یہانتک کہ حسب معمول شام کا کھانا کھا گئے۔ اور حضرت باب اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔ بعد حاجی سید جواد نے ایک ملازم کے بدست سید یحییٰ کا پمفلٹ ارسالِ خدمت کیا اور عرض کی کہ یہ سوال سید یحییٰ نے ترتیب دیئے ہیں اور تمنائے جواب رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ہر شخص اپنے اپنے بستر پر آرام کرنے لگا۔ یہانتک کہ صبح کی نماز سے پہلے مبارک غلام ایک رسالہ جو حضور نقطۂ اولیٰ کے قلم گوہر فگار و جواہر نثار کا لکھا ہوا تھا، لایا جسمیں آقا سید یحییٰ کے سوالات کے جواب مندرج تھے۔ سید یحییٰ کی نگاہ جوں ہی جناب نقطۂ اولیٰ کی تحریر اور مضمون پر پڑی اُن پر ایسا سحر کار اثر ہوا کہ اُن پر وجد طاری ہو گیا۔ اور اپنے وقار متانت اور مرتبہ کو گم کر کے مجذوبانہ و والہانہ شور و غوغا شروع کر دیا یہانتک کہ آپ کے رفقاء حیران و پریشان ہو گئے اور کہنے لگے اے آقا سید یحییٰ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں آپ نے وقار اور مرتبہ کو کھو دیا ہے۔ آپ نے عالمِ مستی میں یہی جواب دیا ع جس کی مجھے تلاش تھی وہ یار مل گیا خدا کے لئے غور کرو کہ مجھ جیسا انسان نے جو سالہا سال علم و فضل کے گہوارہ میں رہا ہو ابتدا سے انتہا تک جس کے کان علم و فن سے آشنا رہے ہوں یہ سوالات اس نے بڑی زحمت و جانفشانی سے ایک ہفتہ میں ترتیب دیئے تھے۔ لیکن حضرت باب نے کہ آپ خاندانِ تجار سے ہیں اور شیخ عابد کے مدرسہ میں چند روز تعلیم پانے کے سوائے کسی اعلیٰ مکتب کا منہ نہیں دیکھا اور ہمیشہ کسبِ معاش ہی میں مشغول رہے۔ اس ایک شب کے چند گھنٹوں میں اِن سوالات کا ایسا متین جواب ارسال فرمایا ہے کہ اپنی جگہ خود وہ ایک کتابِ مبین ہے۔ خدا کی قسم۔ دیکھو تو سہی کہ اِس وسیع مضمون کو کتنے قلیل وقت میں تحریر کر دیا ہے۔ الحمدللہ کہ اب مجھے اِسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آپ حاملِ وحی و الہامِ ربانی ہیں اور مجھکو اب اِن تمام باتوں سے مستغنی فرما دیا ہے جو عام لوگوں کی نگاہ میں کوئی وقعت رکھتی ہیں۔ ابھی بھی کوئی شک نہیں ہے کہ سورۂ کوثر کی تفسیر بھی آقا موصوف کی خاطر نازل فرمائی تھی۔ اِس تفسیر نے بھی آپ پر بڑا اثر کیا۔ کیونکہ یہ صحیفہ قرآن کی طرح کی

سب سے چھوٹی سورہ ہے اور حضرت نقطۂ اُولیٰ کے دست و قلم سے ایک جامع و مدلل تفسیر ظہور میں آئی۔ مُلا جعفر نے یہ روایت بیان کی ہے کہ آقا سید یحییٰ فرماتے تھے کہ شیراز میں خدمتِ حضور میں حاضر ہوا۔ اور جو کچھ دلیل و برہان و معجزات حضور سے طلب کئے آپ نے عنایت فرمائے۔ یہاں تک کہ سورۂ کوثر کی تفسیر طلب کی۔ حضرت نے قلم و کاغذ طلب کیا۔ اور اپنے دستِ مبارک کی ایسی تیز حرکت سے کہ معلوم نہ ہوتی تھی آپ نے سورۂ کوثر کی تفسیر رقم فرمائی اور جب وہ مجھکو (یعنی سید یحییٰ کو) عطا کی تو میں نے دیکھا کہ اسمیں دو ہزار بیت سے زیادہ تھے کہ میرے روبرو نازل و مرقوم ہوئے تھے۔ پس مجھکو یقین ہوگیا کہ آنحضرت بابِ علمِ الٰہی اور حاملِ وحی ہیں۔ مُلا جعفر کی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے آقا سید یحییٰ شیخ احسائی اور سید کاظم کی تعلیم کے ابتداء میں سخت مخالف تھے لیکن بعد میں اتنی عقیدت پیدا ہوگئی تھی کہ قزوین میں کھلم کھلا ان کی تعلیم کو دلائل سے ثابت کرتے تھے۔

قصہ کوتاہ یہ کہ آقا سید یحییٰ ایمانِ کامل حاصل کرکے شیراز سے بروجرد واپس ہوئے اور اپنے والدِ ماجد کو اپنی سرگذشت سے آگاہ کیا۔ وہ اپنے عزیز بیٹے کی علمیت پر اعتماد کرتے خود بھی ایمان لائے۔ بروجرد سے طہران جاکر سلطان محمد شاہ اور حاجی مرزا آقاسی کو تمام ماجرا لکھ بھیجا لیکن ملکی و سیاسی عذرات کی بنا پر سلطان و وزیر نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ لیکن بادشاہ نے معدلت اور انصاف پروری کو ہاتھ سے نہ چھوڑ کر خموشی اختیار کی۔ اور وزیرِ اعظم نے کم عقلی اور بے انصافی سے کام لے کر درپئے آزار ہوا اور طرح طرح کی اذیتیں اہلِ ایمان کو پہنچائیں۔ لیکن اہلِ ایمان نے اپنی حق شناسی اور استقامت و شجاعت کے وہ جوہر دکھائے جو تمام اہلِ دل کے لئے عظیم الشان اور قابلِ تقلید نمونے ہیں (باقی)

# اَخلاقیات

ہر تصویر کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک روشن اور ایک تاریک۔ اسی طرح وجودِ انسانی کے دو پہلو ہیں۔ لطافت اور کثافت۔ یعنی روحانیت و مادّیت۔

مذہب، لطافت کے پہلو کو نمودار کرتا ہے۔ جس کا گہرا تعلق روح کے ساتھ ہے۔ روح، جسمِ انسانی میں حاکم کا درجہ رکھتی ہے۔ جب کوئی محکوم غداری پر آمادہ ہوتا ہے تو حاکم کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے اور رفقائے کار بھی رُخ پھیر لیتے ہیں۔ غداری کرنے والا ملازم معطل کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح عقل جب روح سے برسرِ پیکار ہوتی ہے تو روح عقل پر اپنی برکات نازل کرنا چھوڑ دیتی ہے اور روح کے زیرِ اثر تمام اعضائے رئیسہ عقل کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ تب عقل اقلیمِ بدن میں تنہا ہو کر آوارگی اختیار کر لیتی ہے۔ آدمی ایک پاگل یا شیطان بن جاتا ہے جب نفسانیت عقل پر غالب آجاتی ہے تو انسان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور انسان ناشائستہ حرکات میں مبتلا ہو کر وحشی بن جاتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ ہر لمحہ اپنے نفس کا جائزہ لیتا رہے اور اپنے اخلاق کی نگرانی کرتا رہے ورنہ نفسِ امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہو کر برباد ہو جائیگا۔ اپنی اخلاقی تربیت باقاعدہ کرتا ہے تو نفسِ مطمئنہ حاصل کر لیگا۔ اور زندگی کا اصل مقصد پا لیگا۔

مذہب، صداقت و محبت کا نچوڑ ہے۔ صداقت و محبت اخلاقیات کا بلند مینار ہیں۔ اخلاقِ حسنہ آفتابِ محبت کی ستودہ شعاعیں ہیں۔ کثافتوں کی بنیاد پر گناہوں کی جو عمارت کھڑی

ہوتی ہے وہ دوزخ ہے اور جو موذی جراثیم اس گندی عمارت میں پیدا ہو کر انسان کو ڈستے ہیں وہ دوزخ کے سانپ بچھو ہیں۔ روحانی لطافتیں اپنے اعمالِ صالحہ کا مضبوط قلعہ بناتی ہیں۔ جس کی اونچی فصیلیں ہیں۔ نفس کے حملوں سے بچاکر ہماری حفاظت و راحت کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ یہ ہماری فردوس بریں ہے۔ ہر گناہ کی ابتداء اخلاقی کمزوریوں سے ہوتی ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک زہریلے اور تناور درخت کی شکل اختیار کرلیتی ہے جس کا سایہ کثیر التعداد زندگیوں کو مسموم کر ڈالتا ہے۔ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کی جنگ نے تمام عالم میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ بدنظمی اور بے چینی پھیلادی ہے۔ جس کے تباہ کن اثرات سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

اخلاقی کمزوریوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً کینہ۔ حسد۔ تغبض۔ نفرت۔ ظلم۔ تکبّر وغیرہ وہ تباہ کن اعمال اور برباد کن افعال ہیں جن کا انسداد کرنے کے لیے ہمیشہ پیغمبر آتے رہے ہیں ہر مذہب کے آنے کا بڑا مقصد اخلاق و اعمال کی اصلاح ہے۔ ہر مذہب نے اخلاقیات کا ایک بلند معیار قائم کیا ہے۔ اب یہ انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقصدِ مذہب کو ٹھیک طور پر سمجھکر عمل کرے اور اچھے نتائج سے بہرہ یاب ہو۔ دنیا میں جتنے انبیاء اور ریفارمر گذرے ہیں سب کی رفعت و عظمت کا انحصار بلند اخلاق پر تھا۔ جن مذہبی کتابوں میں کسی موعود کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں اہم ترین ذکر یہی ہے کہ وہ موعود اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ میں نہایت بلند مقام پر ہوگا۔

یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ اصلاحِ اخلاق کے بغیر تمدن اور معاشرت بھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتے اور تمدن و معاشرت کی شائستگی ہی نوعِ بشر کے لئے شانِ امتیاز ہے۔

مذاہبِ عالم نے دنیا کے لیے جتنے قوانین مرتب و مدوّن کئے ہیں سب اخلاقیات کی بنیادوں پر قائم ہیں۔ ہر مذہب نے صداقت کی تعلیم دی ہے۔ سچائی سب نیکیوں کا تخمِ اوّلین اور روحانی مدارجِ عالیہ کا زرّین زینہ ہے۔ مذہب نے محبت پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ محبت اس دل میں گھر نہیں کرتی جس میں صداقت نہ ہو کیونکہ خدا محبت ہے۔ خدا کا گذر ایسے دل میں کیونکر ہو سکتا ہے جو سچائی اور پاکیزگی کے نور سے خالی ہو۔ جس دل میں محبت نہیں اس میں بنی نوع کی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ محبت ایک ایسی آگ ہے جو دلوں کو نرم اور گداز رکھتی ہے۔ نرم دل انسان کو ہی دوسروں کے درد کا احساس ہوتا ہے۔ جس دل میں نفرت کے جراثیم بھرے ہوئے ہیں اُن کا وجود سب کی تباہی کا موجب ہے۔ نفرت کا لازمی نتیجہ ظلم ہے اور ظلم سے بدامنی اور بے چینی پھیلتی ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ دنیا میں مکمل امن قائم ہو جائے تو ہمیں سب سے اوّل اصلاحِ اخلاق کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اخلاقی اصلاحات ہونے پر از خود دلوں میں محبت پیدا ہوگی اور باہمی محبت ہمیں امنِ عالم کا مقدس اور روشن راستہ دکھائیگی۔

اگر علمی اور دماغی ترقیوں کے ساتھ ہی ساتھ اخلاقِ حمیدہ بھی ترقی کرتے جائیں تو عنقریب تمام عالمِ انسانی میں اخوت و محبت کی ایک لہر دوڑ جائے اور ہماری پیدائش کا مقصد پورا ہو جائے ہماری زندگی کا مدّعا نفرت نہیں بلکہ محبت ہے۔

ما برائے وصل کردن آمدیم — نی برائی فصل کردن آمدیم

محبت کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اسمیں انسان تو کیا حیوان بھی داخل ہو سکتے ہیں اور چشمۂ محبت حیوان سے لیکر انسان دونوں کو اپنے آبِ زندگانی سے سیراب کرسکتا ہے۔ ہر متنفس محبت کا متلاشی اور خواہشمند ہے۔ انسانی زندگی کی قیمت خدمتِ خلق میں پوشیدہ ہے اور جبتک ہمیں

ن خدا سے محبت نہ ہوگی ہم اُن کی خدمت نہ کر سکینگے اور نہ اُنھیں اپنی
ت سے کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکینگے۔ رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ
سانوں میں سے بہترین انسان وہی ہے جو اُن کا خدمتگذار ہے۔ اور
سری جگہ فرماتے ہیں افضل الاشغال خدمة الناس' انسان کیلئے
ہترین کام خدمتِ خلق ہے۔ خدمتِ خلق میں امتیاز ملکؔ ملت یا قوم
مذہب کا کوئی سوال نہیں۔ اسی فلسفے کو روس کے نامور فلسفی ٹالسٹائی
یوں حل کیا ہے کہ انسانی زندگی قیمتی اور کارآمد بن جاتی ہے جب اُسے
سروں کی خدمت میں بسر کیا جائے۔ اسی طرح کرشن جی مہاراج فرماتے
ہیں۔ محبت گنہگار کو بھی سدھار دیتی ہے۔

کسی عارف باللہ نے کہا ہے کہ بندے کو اپنے خدا سے سچی محبت ہو جاتی ہے تو پھر اس کے دل میں کسی کی نفرت باقی نہیں رہتی ؎

اے دوست دل میں گردِ کدورت نہ چاہیئے — اچھوں سے کیا بُروں سے بھی نفرت نہ چاہیئے
کہتا ہے کون پھولوں سے اُلفت نہ چاہیئے — کانٹوں سے بھی مگر تمھیں وحشت نہ چاہیئے

پالا ہوا ہے یہ بھی نسیمِ بہار کا
اس کی رگوں میں بھی ہے لہو سبزہ زار کا

(آنسہ قمر ایس اے قادری)

# وحدتِ ادیان

وحدتِ ادیان کے معنی دینوں یا دھرموں کی ایکتا ہے۔ یعنی جس قدر
دھرم دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں اگر گہری نظر سے اُن کا مطالعہ کیا جائے تو ہم
اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ ویدک دھرم، پارسی ازم، بدھ دھرم یا دینِ موسوی
یا عیسوی، دینِ اسلام درحقیقت ایک ہی حقیقتِ حقہ کے مختلف نام ہیں۔

**تمثیل** جس طرح ایک ہی سورج بار بار مختلف مطالع سے طلوع ہوتا ہے اور ہم کہتے ہیں بدھ کا سورج۔ برہسپت کا سورج۔ شکر کا سورج وغیرہ۔ حالانکہ سورج ایک ہی ہے۔ اس کے مختلف نام رکھنے سے مختلف مطالع سے طلوع ہونے سے اس کی حقیقت میں کچھ فرق نہیں آتا ٹھیک اسی طرح ادیان کے مختلف نام اس کی حقیقتِ حقہ میں مانع نہیں ہیں۔ یہی جس طرح سورج باوجود ۳۶۵ مطالع سے طلوع کرنے کے ایک ہی سورج ہے۔ اسی طرح دینِ الٰہی اگر سری کرشن جی کے لباس میں ظاہر ہو زند دشت کی ہیکل سے ہویدا ہو یا صورتِ گوتم سے نمودار ہو یا مطلعِ موسوی سے طلوع ہو۔ سعیر سے چمکے یا فاران کی چوٹیوں پر درخشاں ہو وہ ایک ہی رہیگا۔ دو نہیں ہوسکتا۔

**اظہارِ حقیقت** یہی وجہ ہے کہ سری کرشن جی گیتا میں فرماتے ہیں

چو بُنیادِ دیں سُست گردد بسے — نمائیم خود را بشکلِ کسے

یعنی جب جب دُنیا میں اَدھرم پھیل جاتا ہے میں کسی نہ کسی شکل میں اس اَدھرم کے زمانہ میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں۔

اگر آپ تاریخ عالم پر ایک سرسری نظر دوڑائینگے تو صاف صاف معلوم ہو جائیگا کہ جملہ بانیانِ ادیان ایسے وقت میں ظاہر ہوئے ہیں جبکہ بے دینی کا دور دَورہ تھا اور ظلم و ستم کی گھٹائیں اندھیری رات کی طرح چھائی ہوئی تھیں۔ ایسی ہی تاریک رات میں دینِ الٰہی کا آفتابِ عالمتاب چمکا۔ گویا سری کرشن جی کا ہی دوبارہ ظہور ہوا۔

اسی طرح حضرت محمد صلعم فرماتے ہیں کہ تمام انبیا کی شکل میں، میں ہی ظاہر و آشکارا تھا۔ میں ہی نوح تھا۔ میں ہی ابراہیم تھا۔ میں موسیٰ تھا۔ میں ہی عیسیٰ تھا۔ پس معلوم ہوا کہ وحدتِ ادیان کی حقیقت کو دراصل خود بانیانِ ادیان

نے واضح کر دیا ہے کہ جملہ ادیان کے بانی سورج کی مانند ایک ہی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ تمام دھرموں کے بانی کرشن جی ہی تھے تو صحیح ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ تمام دھرموں کی بنیاد حضرت محمدؐ نے ہی رکھی ہے تو بھی درست ہے ایسا ہی دوسرے تمام پیغمبروں کی نسبت سمجھنا چاہیئے۔

**اختلاف کی حقیقت**۔ جس طرح ایک ہی سورج کی کرنیں مطالع کے لحاظ سے مختلف اثرات رکھتی ہیں اور یہ اختلاف "وحدتِ شمس" کے منافی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر دینِ الٰہی کے آفتاب کی کرنیں کسی مطلع سے لطیف اور دھیمی شکل میں نمودار ہوں اور کسی مطلع سے شدید اور تیز صورت میں ظاہر ہوں تو یہ اختلاف، وحدتِ ادیان کے منافی نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ سورج ایک ہی ہے مگر بھاگن چیت کا سورج اپنی کرنیں نہایت لطیف اور دھیمی ڈالتا ہے۔ اور جیٹھ اساڑھ کا سورج ہمیں گھروں سے نکال کر گلمرگ[1] اور کلمرگ میں پہنچا دیتا ہے۔ پس ادیان کا اختلاف اپنے اپنے زمانوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ حقیقتاً وہ دو مختلف چیزیں ہیں۔

**وحدت کے جلوے**۔ اور اگر ہم اپنی نظر کو ذرا وسیع کر دیں تو کائنات میں ہمیں بجز ظہور وحدت کے کچھ دکھائی ہی نہیں دیگا۔ علماء نے کائنات کو تین عوالم پر تقسیم کیا ہے۔ عالمِ جمادات۔ عالمِ نباتات۔ عالمِ حیوانات۔ عالمِ جماد میں باوجودیکہ بیشمار ذرات۔ کنکر۔ پتھر۔ پہاڑ۔ جواہرات شامل ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر خود ایک دُنیا ہے۔ مگر اسی کثرت کے باوجود ظہورِ وحدت کی یہ شدت ہے کہ دو ذرے۔ دو کنکر۔ دو پتھر۔ دو پہاڑ۔ دو دھاتیں۔ دو جواہر ظاہری نقش و نگار میں ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ اور اپنی اپنی جگہ ہر ذرہ اپنی شکل و صورت میں واحد ہے۔ یہی حال عالمِ نبات اور عالمِ حیوان کا ہے پس جبکہ کُل کائنات میں وحدت کے ظہور کی اس قدر شدت ہے کہ یکتا کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اور اس وحدت کے باوجود کثرت کی یہ حالت ہے کہ عقل بھی انگشت بدنداں ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم دین و دھرم کی کثرت کے باوجود اس کی وحدت کو اختلاف کی نظروں سے دیکھیں۔

**پیغمبروں کی تعلیم**۔ تمام بانیانِ ادیان اپنی حقیقت کو ایک بتاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ تمام بانیانِ مذاہب آپس میں متحد ہونے کی تعلیم دیتے ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ سب بدی کا استیصال چاہتے ہیں۔ سب امن و آشانتی کے قیام کی تلقین کرتے ہیں۔ سب بنی نوع کی خدمت فرض ٹھہراتے ہیں۔ سب ایک ہی خدا کی پوجا یا پرستش کا حکم دیتے ہیں۔ کوئی بعد میں آنیوالا اپنے سے پہلے کی بُرائی نہیں کرتا۔ اور سب کے سب آپس میں ایسے متحد نظر آتے ہیں گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

**ہمارا فرض**۔ پس آج ہمارا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ ہم سب پیغمبروں کی عزت کریں۔ سب پیغمبروں کے ماننے والوں کو اپنا بھائی خیال کریں۔ جن لوگوں کو اختلاف نظر آتا ہے انھیں اس وحدت کی حقیقت کا علم دیں۔ بجائے نفرت کے اُن سے محبت کریں تاکہ عالَم انسانی محبت اور پریم کی جلوہ گاہ نظر آئے دیوتاؤں کی روح ہم سے خوش ہو۔ پیغمبرِ عالمِ بالا میں ہمارے اس فعل کی تحسین کریں۔ آج دینِ بہائی جملہ مذاہب سے یہی توقع رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ سب پیغمبروں اور دھرموں کی عزت کو قائم کرے۔ اُن کی سچائی کو ظاہر کرے اور بچھڑے ہوئے روٹھوں کو منائے۔ نادانوں کو سمجھائے تاکہ وہ دانائی کی سطح پر آئیں اور سچائی کے نور سے منور ہوں۔ امید ہے کہ آپ صاحبان اس حقیقت کو زیادہ سے زیادہ واضح طور پر سمجھنے کی کوشش کرینگے جس کا مختصر خاکہ آپ صاحبان کے سامنے رکھا گیا ہے۔

(ایم۔ اے صمدانی دہلوی نزیل جموں)
26-9-40

---

[1] ریاست کشمیر میں دو صحت افزا مقامات

# عید میلاد حضرت بہاء اللہ

۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء مطابق دوم محرم ۱۲۳۳ھ وہ مبارک دن تھا جبکہ دُنیا کے دورِ جدید کا بانی پیدا ہوا۔ گویا ایک معنیٰ میں یہ دن عالمِ ہستی کی نئی پیدائش کا دن تھا ——— ۱۲ نومبر کو تمام دنیا میں عید منائی جاتی ہے۔ اہلِ بہاء مسرتِ روحانی سے سرشار ہوتے ہیں۔ جشن مناتے ہیں۔ دُعا و مناجات اور ذکرِ الٰہی کرتے ہیں ــ فی الحقیقت اس دن جس قدر خوشی کی جائے کم ہے۔ اِس دن وہ نعمت دُنیا کو ملی ہے جس کا پورا پورا شکریہ ادا کرنا انسانی قوت سے باہر ہے۔

حضرت بہاء اللہ کی آمد تمام قوموں کے پیارے موعود کی آمد ہے سب قوموں کی اُمید آپ کے ظہور سے پوری ہوتی ہے۔ حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے سری کرشن کا وہ وعدۂ حق پورا ہوتا ہے جو مقدس گیتا میں کیا گیا تھا کہ جب جب دھرم کی گلانی ہوتی ہے میں آتا ہوں اور دھرم کو قائم کرتا ہوں مہاتما بدھ نے جس آنے والے بودھ کی خوشخبری اپنی قوم کو دے رکھی تھی وہ بھی حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے پوری ہوئی۔ کنفوشش نے جس مقدس شہزادۂ ملکوت کی بشارت سُنائی تھی وہ حضرت بہاء اللہ ہیں۔ بنی اسرائیل میں یسعیاہ نبی نے جس ظہورِ خداوندی کے متعلق مژدۂ عظیم سُنایا تھا وہ حضرت بہاء اللہ ہیں۔ اور بہت سے انبیائے کرام نے مختلف طریقوں پر نام۔ مقام۔ حالات و واقعات بیان فرمائے ہیں جو الہامی کتابوں میں بکثرت لکھے ہوئے موجود ہیں۔ حضرت زرتشت نے اسی ظہورِ مبارک کے لئے اپنی امت کو شاندار مژدہ سُنایا تھا ——— حضرت مسیح نے اس ظہورِ اعظم کی بشارت یوں دی تھی کہ خداوند تختِ جلال پر بیٹھیگا۔ حضرت رسول اکرم نے اس ظہورِ اعظم کی بشارت کو انتہا تک پہنچا دیا۔ قرآن مجید میں یہ مضمون ایسی تفصیل و تکمیل سے بیان ہوا ہے کہ کوئی بات باقی نہیں رہی۔ حضرت باب نے عین وقت پر آ کر ایک جماعت تیار فرمائی جو اِس ظہورِ اعظم کے استقبال کے لئے ہمہ مستعد رہتی تھی اور جب اعلانِ ظہور ہوا تو وہ لوگ فداکاری و جان نثاری میں سب سے اوّل رہے۔

چونکہ مختلف اقوام کے لوگوں نے طرح طرح کے خود ساختہ خیالات بنا رکھے ہیں اس لئے اپنے تانے ہوئے پردوں میں رہ کر ظہورِ حق کی شناخت سے محروم ہو رہے ہیں۔ بہت سے لوگوں کے دل مایوس ہو چکے ہیں اور وہ انتظار چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بہت سے لوگ انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں لیکن چونکہ حقیقت میں انتظار کا وقت گذر چکا ہے اسلئے انتظار ایک بے روح چیز ہو کر رہ گیا ہے۔ اب روحِ حیات یہ بشارت ہے جو شام و سحر آسمان و زمین میں بایں الفاظ گونج رہی ہے کہ

"اے انتظار کرنے والے اب صبر نہ کر۔ کیونکہ وہ
محبوب آ گیا ہے۔ اُس کی ہیکل کو دیکھ اور
اس کے نور کو اسمیں جلوہ گر مشاہدہ کر
یہ وہی ازلی نور ہے جو نئے ظہور میں ظاہر
ہوا ہے۔"

یہ نورِ حق آفاقِ عالم میں آفتاب کی مانند طلوع ہو رہا ہے اور اپنی نورانی کرنوں سے دِلوں کو منور کر رہا ہے۔ وقت آئیگا جبکہ تمام جہان میں اِسی نور کا ظہور دکھائی دیگا۔ اور واشرقت الارض بنور ربہا کی ربانی بشارت سے تمام تمام عالم معمور ہو جائے گا۔

# باب و بہا

اب اِس جہان میں آمد اُس آفتاب کی ہے
کہ جس کے نور سے روشن یہ آفتاب ہوا

ہے اِس جہان میں آمد اُسی شہنشہ کی
کہ جس کیواسطے شاہِ رسل خطاب ہوا

ہے اِس جہان میں آمد اُسی مبشر کی
کہ جس سے حق کی بشارت کا فتح باب ہوا

ہے اِس جہان میں آمد اُسی منادی کی
ندا سے جس کی قیامت کا انقلاب ہوا

لڑائی ختم ہوئی اور لڑنے والے بھی
ظہورِ فیصلۂ مبدا و مآب ہوا

پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑنے لگے
اور آسمان بھی ہیبت سے آب آب ہوا

خدائی کُن کا کرشمہ ہر آن ظاہر ہے
ہر ایک لمحہ نیا حشر و انقلاب ہوا

ہر ایک امر کا مرجع و منتہیٰ ہے وہی
ہر ایک سوال کا آخر وہی جواب ہوا

میں ماہتاب کہوں یا کہ آفتاب کہوں
علی سے ماہ محمدؐ سے آفتاب ہوا

علی کے ساتھ محمدؐ کی رجعت ثانی
ظہورِ نیّرِ ابنِ ابو تراب ہوا

ہر اک کتاب کے پردے بیان نے کھولے
ہر اک بیان سے ظاہر اک آفتاب ہوا

ظہورِ پاک محمد ہے یا ظہور اللّٰہ
یوں آج جمع بہم ماہ و آفتاب ہوا

ظہور آپ کا ہے مرکزِ جلال و جمال
عجیب مرکزی نقطہ کا انتخاب ہوا

اُدھر تو دورِ نبوت تھا اختتام پذیر
اِدھر ظہور کا خورشید بے نقاب ہوا

جہانِ خاک بنیگا یہ جنت الاعلیٰ
جو بے بصر ہیں انھیں شک و ارتیاب ہوا

خدا نے فہم و بصیرت جنھیں عطا کی ہے
انھیں کبھی بھی کسی طرح اضطراب ہوا؟

ہر ایک سخت سی سخت امتحان میں دیکھو
ہر ایک شخص جو مومن تھا کامیاب ہوا

انھیں کے ہاتھوں سے عالم میں صلح اکبر کا
علم بلند ہوا عدل کا نصاب ہوا

انھیں کے ہاتھوں میں میزانِ عدل دی حق نے
انھیں کے فیض سے ہر شخص فیضیاب ہوا

ظہورِ نوبتِ دم جلوۂ بہاءاللہ
بجب وعدۂ حق جلوہ گر شتاب ہوا

اُٹھا دو آج سبھی اختلاف کے پردے
کہ اتحاد کا روشن اب آفتاب ہوا

عجیب حشر کے منظر عجیب ہنگامے
جو واقعہ بھی ہوا سربسر عجاب ہوا

ندا جو حق کی سنے اور اُسپہ غور کرے
یہ سچ ہے حق کی قسم بس وہ کامیاب ہوا

ہر ایک آگ سے طوفان اور آندھی سے
سلامتی ہے اُسے وہ سلامیاب ہوا

جو دل کہ حق کی محبت سے ہو گیا معمور
قسم بحق کہ حقیقت کا آفتاب ہوا

مگر جو حق سے کرے سرکشی و سرتابی
ہو شاہ یا کہ گدا موردِ عذاب ہوا

اگرچہ جنگ ہے برپا تمام عالم میں
خود آپ اپنے ہی ہاتھوں جہان خراب ہوا

مگر خدا کا یہ وعدہ ہے دیکھ لینا تم
طلوع جانب مغرب سے آفتاب ہوا

جو کور و کر تھے ہوئے اُن سے بینا و شنوا
ہر ایک بے خرد اُن سے خردمآب ہوا

عجیب بات ہے کس سادگی سے کہتے ہیں
ہمیں خبر نہ ہوئی اپنا کب حساب ہوا

کہو کہ جس گھڑی سوئے پڑے ہوئے تھے تم
اُسی گھڑی یہ پُر اسرار انقلاب ہوا

کہاں ہے جنت و دوزخ سوال کرتے ہیں
یہ کیا سوال ہے اور اس کا کیا جواب ہوا

تو خود خدا کی زبانی سنو جواب اس کا
جنابِ باری سے اس طرح پر خطاب ہوا

مری لقا و محبت ہی اصل جنت ہے
تمہارا نفس ہے دوزخ جو خود حجاب ہوا

جو اپنے نفس کی ظلمت سے ہو گیا آزاد
وہ میری بزمِ منور میں باریاب ہوا

جو میرے خیمۂ اقدس میں ہو گیا داخل
وہ گویا خلد میں داخل بلا حساب ہوا

جہاں نہ ظلم و جہالت ہے اور نہ بغض و عناد
جہاں ہر ایک بُرائی کا سدِّ باب ہوا

ہر ایک سنگ و حجر کیمیا کی قدرت سے
گل و گلاب ہوا گوہر خوش آب ہوا

مجھے انجذاب ہوا جس نے سن لیا احمد
ہر اک کلام ترا کوثر اور شراب ہوا

قسمت فارسی

# نمایش مشرق الاذکار امریکه

## از اخبار امری حیفا شهر النّور ۷ و ۹ ماه جون ۱۹۴۰ء عدد ۱۷۰

اخبار امریّه و بشائر روحانیه که تمامٌ مدلّ بر
سلاءِ امرالله و ارتفاع کلمة الله و قیام عاشقانهٔ یاران و
بستان برخدمت آستانِ مقدس جمالِ رحمٰن است از
م اقطار بعقبهٔ انوار رسیده و میرسد از جمله شرح
یش معبد بهائی در نمایشگاهِ عالمی امریک است که ترجمه
ن ذیلاً درج میگردد.

متجاوز از دو ماه نمایش بهائی در معرض عالمی در جریان
د از هنگام افتتاح ۳۰ ر اپریل ۱۹۳۹ شروع شد و
ران وقت صدها هزار نفوس از مقابلِ آن عبور نموده بعضی
رعت و برخی برای تماشا توقف کرده در واقع یک
یع النظیری بود و تحقق ظاهری یک گفتار قدیمی یعنی رنقش بر
دار) تا آنانکه میدوند بتوانند که بخوانند لذا المخطوطات
حروف طلائی را نه فقط میخواندند بلکه سواد مینمودند در حاشیه
تمهٔ معبد و کتابچه های امری قسمت های محلِ این صورت نما
را تزیین نموده بود.

فرصتی بی نظیر و وقتی بی مثل بود اهتمام مخصوصی برای
جلوهٔ امر بنوعِ اعزاز و جلب انظار مبذول داشته شد بعلاوهٔ
ذکر شخص فاعل نیز اشخاص در تغییر و تبدیل میشد و این طبق تحذیر
حضرت ولیِ امرالله واقع میفرمایند در تمام مواقع تعالیم الٰهیه را
معززانه معرفی کنید چنانچه در کتاب "ظهور عدل الٰهی" صفحه
۴۴ ذکر شده ملاحظهٔ درجهٔ استعداد مستمع را داشته باشید.
همچنین مواظبت در بیانِ وارده در صفحه ۵۵ کتاب مذکور شد
میفرمایند نوعی رفتار مکنید که تعبیر به تغییر اجباری مذهب دیگران
و اصرار غیر شائسته باشد در اینصورت کسانیکه میخواهند امر را
وسیلهٔ منافع خود قرار دهند دور نمائید.

مجموع خلائق از رجال و نساء و اطفال بودند و تشکیل یک قسمتی
از عالم بشریت نه فقط ازین مملکت بلکه از تمام عالم مینمودند صفحهٔ
عکس کوچک معبد بعموم داده شد و بزرگِ آن بکسانیکه حقیقةً
علاقه مندی ابراز دادند کارت پستال هم احیاناً توزیع میشد
و در مواقع مخصوصه آثار امریه نیز علاوه میگشت هرچند نمایش
باسم نمایش کتاب ثبت شد نه رعایت دینی ولی چون مناسب
دیده شد مراکز امریه و هیئات و کتب و مجلات و مدارس تابستانی
و مجالس جوانان و خطابه ها در مرکز نیویورک و ادرسهای سائرین
و ممالک اعلان شد نتیجهٔ این کار اشتهار واسعی خواهد بود.
تفاوت در استماع برحسب تفاوت مدارک خلق بود بعضی تماماً
بهمین سبب قید اقل قلیلی معارضه و احتقار و استهزاء میکردند.
جمعی هم تشجیع و همراهی مینمودند ولی در انجام چنین نقشهٔ جمیلی
مشکوک بودند در هر صورت عموم مستفید و احساساتِ خوشی

...از داشتند صدها ملاقات حاصل بتفاوتِ مدت از دو
...یقه تا دو ساعت و بلکه بیشتر جمعیات کثیره شرحِ معبد
...الیم الهیه را بدقت گوش میدادند بسیاری از ملاقاتها
...ثیرات حضور الجمشید چنانچه شخصی اظهار داشت که قصد زیارت
...ورا به نمایشگاه بهائی نخواهد بنفوسی اظهار داشت که نمی‌فهمد
...ین عبارت را همه جا میگویند خیلی خوب این را می‌بریم
...منزل و در او فکر میکنیم

اغلب اعتراضات مردم ازین قبیل بود یعنی ما از مسیح
...یانت او دست برداشته‌ایم (بزعم خودشان) دفاع ما
...محمد و دیانتِ اسلامی مسئله تعصبات نژادی و جنسی خوف
...مذهبی دیگر و اسلام بسیاری هم اظهار ستایشِ عظمی کردند.
...ز جمله میگفتند چه ملیح است اگر این منظور تحقق جوید یعنی
...سولِ مقصدِ واحد و نتیجهٔ واحده بدیهی است که وسایط مکالمه
...مه بود از جمله مشرق الاذکار و معنیِ آن، ساختمان و طرازِ آن
...یع عمومی، اتحادِ حقیقی، وحدتِ نوعِ بشر، تحقق نبوات، تطبیقِ ادیان
...تمام دوره سابق، نظمِ جدیدِ الهی برای اهلِ عالم
...منتِ عمومی وقس علیٰ ذالک مؤثرترین مشروحات این بود
، این ظهور تمام تعصباتِ ملی و جنسی و مذهبی و نوعی را زائل و برطرف
...هد نمود وجنگِ آینده بینِ ادیانِ مختلفه نیست بلکه بین دین
...یدینی است.

مجلدات کتابِ عالمِ بهائی خیلی مفید واقع رجوع بمقالات
...مندرجه در آنها مستمر بود همچنین ترجمه‌های کتاب دکتر اسلمنت
...یره بلغاتِ مختلفه بسیار نتیجه بخشی بخشید خصوصاً که بیشتر
...ن اطلاع را داشتند نفوسی بودند که یا خبر داشتند و یا
...لکه حوالیِ مشرق الاذکار ساکن بودند و از بیانات حضرت عبدالبهاء

این حقیقت را درک میکردند و میگفتند اعظم معلم عالم است.
حتی از عابرین بسرعت شنیده میشد میگفتند ما دیده‌ایم.
یکی دیگر میگفت منزل من نزدیک آنجاست چه خوش است
و اینگونه اشارات علی الدوام در کار بود بسیاری که معبد را
دیده بودند ولی از مقصد و مرادِ آن بیخبر وعده داده اند که
زیارت کنند عدهٔ هم بودند که از پیش با بهائیان ملاقات داشتم
مطلع و معلوم بود که تحت اقدامات یاران هدر نرفته.

جمِ غفیری خصوصاً جوانانِ زنده دل و اطفال نورانی که
دسته دسته راجع بمعبد گوش میدادند و اظهار مسرت مینمودند وعده
دادند که مقالاتی در مدارس خود بنویسند بمعلمین و پدر و مادر خویش
شرح آن را ابلاغ کنند میتوان بطور تاکید گفت بسیاری از نفوس
خصوصاً جوانان ابراز میلِ خالصانه بر اطلاعاتِ امریه نمودند عدهٔ کثیری
بین آنها تلامذهٔ مدارس و دبستانهای علم لاهوتی بودند و اظهار میداشتند
که آئینِ بهائیت در بعض صفوف درسِ دبستان تعلیم داده میشود
و حتی مینمایند که این آئین را از نه آئینِ بزرگِ عالم محسوب دارند
سوالات لاتحصیٰ بود و جوابهای کافی برحسبِ استعداد داده شد
جزئی از آن در اینموقع ذکر میشود از جمله تحقیقات در خصوص انفا
دادن و دعا و مسئله تجدد بود و از خدا و انبیای او و حقیقتِ خلود
والوهیت مقامِ الوهیت حضرت بهاءالله و معنیِ ظهور وحدتِ عالمِ انسانی و علاقه این
امر بهیئت مسیحیانِ علمی و صاحبان افکارِ جدیده و آیا هندو و نصرانیت
یا کلیمی چه خدائی را باید پرستش نمود و اگر چنانچه مومن به مسیح و کتاب مقدس
و باینکه مسیح ما را بخونِ خویش نجات از خطایا داد باشیم چگونه است
و چه نوع باید دعا کرد نماز چه قسم است آیا این امر منسوب بصوفیه است
یا زردشتیه چه قدر از تاریخِ ظهور این امر میگذرد عدد بهائیان
چه قدر است مخارجِ ساختمانِ معبد تا حال چه قدر شده و چقدر ...

خواهد شد و چه وقت تمام میشود و سبب اینکه دیانت باید از شرق ظاهر شود چیست و اگر این امر منشعب از یکی از ابنای عشیرهٔ ابراهیم و یا از یکی از سلاله های اوست و امثال ذالک بسیار بسیار ازین قبیل سوالات و تحقیقات مینمودند و مشکلتر از همه این سوال بود تا چه اندازه از تعالیم محمد مندمج در شرایع و فرائض دینیهٔ شما است حوادث ملیحه متعاقب بیکدیگر واقع که بعضی از آن ذکر میشود شخصی عبارات مرقومه بر دیوار را خوانده بخاطرش رسیده که پرتو انوار آن کلمات را در صورت شخصی دیده خانمی راحتی و سرور جان یافته از اینکه خودش مسیحی و شوهرش کلیمی معذلک هر دو میتوانند در معبد بهائیان عبادت نمایند مرد قصیر القامهٔ لحیه داری در لباس سرخ و سفید تمام کتیبه ها خوانده و بدقت در لوحه که خلف مجسمهٔ معبد نهاده نظر دقیق کرده مقدار پنج دقیقه ساکت ایستاده و بعد گفت بهاء الله نفوسی میخواهد که گوش دهند و بفهمند بیهوده وقت را تلف نکنید جواب داده شد ناامید نیستیم گفت خدا و مبارک شما را نماید.

شخص مصری دستهای خود را روی مجسمهٔ معبد کشیده گفت خیلی قشنگ است. احساس روحانیت عظیمی مینماید مهندسی گفت اجملترین موجوداتیست در معرض و تقریری در این خصوص خواهد داد جوانی که هر هفته یکمرتبه یا دو مرتبه می آمد بزیارت این محل بدقت مشغول تحصیل اطلاعات امریه شد بسیاری از مردم دو مرتبه میآمدند های تماشا همچنین یک مهندس کهربائی که از ابتدا کار ساختمان معبد را دیده بود و برای تشریح دقائق آن مطلع حاضر می شد و خانم جوان که مشغول تحصیلات در مدرسهٔ عالی بود و کلیمی هستند از استماع بشارت امر حضرت بهاء الله باهتزاز آمده خواهش کتب امریه نمودند و مشتاق حضور در مجالس شدند جزوهای امری و کتاب بهاء الله و عصر جدید بآنها داده شد و هر دو باهم میخوانند نامهٔ خوشی از آنها داشتیم مرقوم داشته اند چون تحصیلاتشان انجام یابد ملحق بمجالس جوانان بهائی خواهند شد جوانی چینی پس از نظری بعبارات منقوشه اظهار داشت که از امر بهائی مطلع و طلب آثار امریه کرد رئیس کنیسهٔ سینود در نیویورک غضبناک شده از اینکه جمیع انبیا را بلا استثنا باید قبول نمود چون آنوقت حضرت محمد را نیز باید قبول کرد و نظر باینکه محمد بیش از یک عیال اختیار نمود بهمگان خود نباید اتباع او را در مشرق الاذکار اجازهٔ دخول داد و هیچیک از تعالیم او را هم نباید قبول کرد. جواب دادیم. در حق او دعا کنیم و برکات الهیه طلبیم بی نهایت متحیر و متعجب شد بین صدها زائرین تمثال معبد از جمله این اشخاص بودند خانمی و شوهرش از دیناکه در مجالس بهائیان آنجا حاضر و حال قصد زیارت مرکز بهائیان نیویورک را داشتند همچنین مریضهٔ که در یکی از مریضخانه های ارض اقدس قبل از صعود مبارک حضرت عبدالبهاء بوده و تمام مواقع امریه را در آنجا زیارت کرده. عده از مهندسین که وصف معبد را شنیده و از جمال منظر او متحیر شده یکی از آنها در سنین قبل برای لوئیز بورجوا کار میکرده چندین نفر از مسیحیان عالی که کاملاً موافقت با تعلیمات الهیه را داشته و تمنای معاونت را در ساختمان معبد داشتند حال هم بهر طریق همراهی مینمایند ولی اظهار ایمان نمی کنند همچنین تلامذه دانشگاههای مختلفه که مطلع از معبد بواسطهٔ پرفسورهای خود شده بودند. متجاوز از هزار کتابچه تا این تاریخ صرف و توزیع گشته عده ای هم تاکنون نام خود را در کتاب مخصوص زوار ثبت کرده و میکنند ولی این کار را اغلب دوست ندارند احتمال میرود که ترس از

نو اتخاذه دارند دفتر مخصوصی برای ثبت یا دو قلع مهمه ترتیب
داده شده ولی این هم کامل نیست زیرا اموری چنان بسرعت
حدوث یابد که فرصتِ ثبت نه مکالمهٔ خادمین این نمایشگاهِ
بهائی با مردم فوری و برحسب موقع است بسیاری از مشئو
صفاتی را که حضرت ولیّ امرالله برای رهنمائی و پذیرائی خلق در
مشرق الاذکار شیکاغو بیان فرموده اند در اینجا موجود
بین اشخاص مجرب دانا و مدرک و مطلع از تعالیم الهیه و دارای
سیرت روحانی لازم تا فوراً احساسِ مراتبِ طالب و حاجات
را نمایند حتّی این مطلب اخیر بمراتب مهم تر از سیل فصاحت و
بلاغت است یاری نفسی نمیداند این شهرتِ معبد و بشارتِ امر
چه خواهد کرد خدمتگذاری یک نفر خدمتِ عموم محسوب لذا
نفوسیکه شخصاً در این خدمات حضور ندارند فرصت و سعادتِ
را دارند که بکمال تضرع دعا و نیاز نمایند تا این مساعی را مظفریت
خادمین را موفقیت حاصل شود فرصتِ بی مثلی است زیرا
این نمایشگاه برای نفوسیکه آرزوی ابلاغ تعالیم الهیه را
با اهلِ عالم دارند مهم ترین موقعی است برای اشتهار امر حضرت بهاءالله
دفعهٔ اوّل که پیام بهائی در این مملکت داده شد در نمایشگاه
عالمی شیکاغو در ۱۸۹۳ء بود و حال در هر دو جانب این مملکت
که سانفرانسیسکو و نیویورک باشد داده میشود یقین است که
این فرصت و مجالیست بی نظیر و سابقه نداشته عباراتی که در
نمایشِ بهائی بر روی دیوار مرقوم شد در طرف یسار تمثالِ معبد
بر لوحه مرقوم این یک دورهٔ جدید نهضتِ عالم انسانیت
عطیهٔ خداوند در این عصر نورانی وحدتِ عالم انسانی و وحدتِ
اساسی آئین است (عبدالبهاء) در وسطِ طرفِ یسار مرقوم
سراپردهٔ وحدتِ عالم انسانی مرتفع بنظر بیگانگی بیکدیگر منگرید
و در طرف راست مرقوم عالم یکوطن است و نوع بشر
ساکنین در او. (بهاءالله)
وایضاً علاج کافی برای شفای اهلِ عالم اتحاد من علی الارض است
در ظلِ امر واحد و شریعتِ واحده (بهاءالله)

# شهادت مستشرقین و دانشمندان درباره امر بهائی

پیوسته گذشته

**بقلم نویک جی جی. میلار**

صاحب روزنامه جون اگریت جورنال "ویک" اسکاتلند

نفقاده روز در شیکاگو بودم ولی صدها فصل لازم است
بت بمشاهدات خود از مناظر و موسسات باشکوه آنجا تألیف
نمایم شکی نیست در شیکاغو عده ئی زیاده دسته جات مسلح
و تشکیلاتِ دزدیِ بیگانه وجود دارد و رفتار زشت و اعمالِ نکوهیده
این طبقهٔ مردم پست و فرومایه حیات مدنی شیکاغو را لکه دار نموده
و از شهرتِ آن کاسته است ولی بطور کلی شیکاغو شهر بسیار
باشکوهی است و از بسیاری لحاظ شاید قشنگ ترین شهرهای امریکا

واهالی آن حق دارند بجهاتِ بسیار بشهرِ خود مباهات نمایند.
بهمین ... مشاهده اماکن و محلهائے دیدنی و همچنین پذیرائی گرم
فوق العاده ای که نسبت بنگارنده مبذول میشد میگذشت
... برائے صرفِ نهار در کلوب درزشش المپی نولیس بهمان
... اجبائے بلاک که یکی از وجوه اسکاتلندیها و از اهالی دیگیتن
... ست بودم مستر رابرت بلاک در کارهای ساختمانے
... است سابقاً رئیس جمعیت سنت آندرو بوده مستر فالکونر
... تیر از دوستان اسکاتلندی نیز حضور داشتند و یکنوع
... محبتِ فوق العاده عموماً از رفتارشان ظاهر بود بالجمله
نگارنده روزنامه نولیس اسکاتلندی کوچکی پیشکش نمودم که
... موریت و مقاصد برادری و خیرخواهی مد انجاء عزیمت نموده
... بیشتر اثر انکه از یک نفر وزیر ممتاز و هم مملکتی پذیرائی
... نسبت بمن محبت و مهربانی نمودند.

... همان روز بر حسب وقتی که قبلاً تعیین شده بود مستر آلبرت
... ن واست را ملاقات نمودم و باهم برای تماشای معبد بهائی
... یث از توابع شیکاغو در کنار دریاچه میشیگان که در شرق
... ن است و یک ساعت با توموبیل مسافت دارد رسیدیم
... و اساس ساختمان تا حال تمام شده است و در عین حال کار
... مانده ولی از قرار معلوم بزودی بنا شروع خواهد شد
... است که وقتی این معبد تمام بشود یکی از شاهکارهای برجسته
... معماری در عالم خواهد بود ضمناً سعادت داشتم به مسیو بورژوا
... منوی که زبان انگلیسی را نیز سلیس صحبت میکند معرفی شوم در
... مدتی موسیو بورژوا که مشرف در یاچه است مدتی صرف
نمودیم و من بسیار مشعوف و متحیر بودم از اینکه نقشهای معبد
... ی را که در نتیجه سالها کار و زحمت تهیه نموده و از حیث زیبائی

و نفاست و رمز روحانی مافوق آن متصور نیست بمن ارائه داد.
مسیو بورژوا در تقدم سن است از نوابغ و نوا در وجود و دارای
شخصیتے جالب میباشد بطوریکه در دفتر کار موسیو بعضه و استمپهای ... ی
که فقط بمعدود ے از اشخاص نشان داده میشود نگارنده مشاهده نمود
دفتر شخصی مسیو بورژوا را که حاوی اسامے بعضی از بزرگان دنیا است
امضا نمودم مستر دنید است که از وجوه بهائیان آن شهر است
مردے موقر و آرام میباشد و مملو از افکار و نوایای روحانی است
با من از روی کمال لطف و عواطف برادری رفتار نمود بطوریکه
پیوسته از خود سؤال مینمودم چگونه است این همه افتخارات و
محبت نصیب من شده از فحوای بیانات میزبانان معلوم شد تنها
دلیل آن روح راستی و صمیمیت و عدم انحراف از صراطِ مستقیم
حقیقت است که نگارنده در ضمنِ چند مقاله راجع ببشریات و
تعالیم بهائی در ژورنال ابراز نموده است معبد بهائی ممثل و نماینده
این تعالیم اساسی است: صلحِ اعظم اخوتِ بین المللی تعمیم تعلیم و تربیت
در جهان و توافقِ علم و دین هر چند اهالی شیکاغو اکنون ظاهراً نسبت
باین تعالیم و اثراتِ روحانی آن بیطرف و چندان علاقه‌مند نیستند ولی
وقتی بیدار خواهند شد و تشخیص خواهند داد که شهر شیکاغو نقطه این
رمزِ روحانی و مدنیت بی مثیل موردِ توجه و نمونه ای از عظمتِ عالم شود.

## بقلم چارلس ایچ پرلسیک صاحب روزنامه استار زینیز یا پاسادنا

عالم انسانی بواسطه طلوعِ دیانتِ بهائی شریف تر و نیکوتر گشته
آئینی که قلب را فرح و اطمینان بخشد و جوهرِ حیات و حقیقتِ زندگانی
را به بشر تعلیم نماید.

از این رو بسیار مائل و شائقم نظریاتِ خویش را نسبت
بآنچه از آثار و اقدامِ حضرت بهاءالله دیده و خوانده و شنیده ام

بیان نمایم در این نهضت روح اخوت و برادری نسبت بجمیع ابنای بشر ممکن ماست اخوتی که سبب اتحاد و یگانگی افکار و آرا و مساعی و مجهودات است۔

هر چند خود عضو جامعهٔ بهائی نیستم و از پیروان این امر نه۔

ولی احساس میکنم در این آئین قوه ای معنوی و عظیم در سبیل خیر و سعادت عالم انسانی موجود است و این امر شب و روز ساعی و جاهد که صبح صلح اعظم در جهان بدرخشد و سعادت و نجاح نوع انسان جلوه نماید با انتشار اوامر و تعالیم خویش قدرت و سلطنت الهی را در این عصر ذهبی نورانی و متانت عملی و پایدار میفرماید۔

آئین بهائی در پرتو افکار عالیه و هدایت حضرت بهاءالله بمثابه صبح صادق و اشعهٔ ساطعیست که آن بآن بر فروغ و نورانیت بیافزاید و پرتو انوار بجهان و جهانیان مبذول دارد کارهای نیکو و اخوات مفید آن خارج از حد و حساب است مثلاً در حل مسئلهٔ اقتصاد را حل تازه و طریقه ای جدید بیان نموده و از همه بالاتر تعلیمی است که نوع انسان در جمیع نقاط ارض تشخیص دهند قلباً و روحاً متحد و بمثابهٔ هیکل واحد هستند۔

چه قدر مسرورم که با این سطور نا قابل تقدیر خویش ما نسبت بامری که پر حلاوت و خوشی و پاکی حیات افسرده تقدیم دارم۔

## بقلم پروفسور هری پراساد شاستری دکتر در ادبیات

استماع من با دیانت بهائی و آشنائی با تعالیم آن که از طرف حضرت بهاءالله تشریح شده سروری زائدالوصف در قلب من احداث نمود زیرا این آئین که منادی بعالم دوستی و مروج حقیقت و روحانیت محضه است یقیناً در قلوب میلیونها نفوس صلح و سلام و آسایش و اطمینان ایجاد خواهد نمود۔

نهضت بهائی از فروع مسائل دینی برکنار و دارای مقصود و منظور عالی است مافوق جمیع فرق و مذاهب و بر اساس الهی قرار دارد۔ دارای رابطهٔ نهانی با قلوب و ارواح و توافق واقعی با عالم کون و ایجاد است و مشعل فروزان صلح و نورانیت را در دست گرفته۔

تا آنجا که این دیانت از بند تعصبات آزاد و از رسوم و عادات کنائس برکنار است و شخصیات وقعی نمیگذارد یقیناً مواهب و عنایات جلیله به پیروان خویش هر دم مبذول خواهد داشت۔

# در داک بنگلهٔ جمو یاد باد مهر میس مارتا روت

بلی یکسال گذشت که ورقهٔ زکیه فخر مبلغین و مبلغات از تغنیات باز ماند دیگر هیچ نوشت و هیچ نگفت هیچ فراموش نمیشود دو سال قبل در ۱۹۳۵ء در همین ماه سپتمبر از سرینگر کشمیر مراجعت بجمو نموده آن روح روان (میس مارتا روت) در همین اطاق نمبر ۵ داک بنگلهٔ جمو منزل داشت و با وجود علالت

ضعف مزاج شب تا دیر وقتی بتحریر مشغول و صبح در فکر ملاقات و تبلیغ اشخاص بود حال کجاست که ببیند کسانیکه از صحبت امری شنیده اند اکنون بزینت انصاف و حمایت امرالله مزینند هیچ فراموش نمیشود روزی در همین جمو در جماعت خانهٔ آریه سماجی ها نطقی دادند و جناب پروفیسر پریتم سینگه آنرا بلغت اردو ترجمه

میکرد و سپس آن شخص دیگری برخاسته بر علیه امرالله شرحی بیان
نمود که باعثِ افسردگی خاطر شد. برعکس در این سنه وقتی اولیاء
صدر جلسه نطق جناب صمدانی قرار دادند و در قبل و بعد نطق تشریحاتی
راجع بامرالله بیان نمود که حاضرین و ناطقین انگشتِ حیرت بدندان
گزیدند. آنچه را ناطق بهائی بملاحظهٔ ضیق وقت مختصر گفته بود او مفصلاً
توضیح داد. و از این واقعه معلوم شد که کسانیکه بآن روح شاد معتقد
شده بیانات امریه را شنیده اند هر چند در ابتداء ادراک نمینمودند
بعد معلوم شد رمزهای ملکوتی که از قلبِ پاکِ آن گوهر تابناک ترشح
مینمود بهدر نرفته است آری اینست که حضرت بهاءالله جل ذکره
میفرماید. قوله جل کبریائه

"لله ناطق شوید و لله تبلیغ امر نمائید باعراض و اقبال
ناظر نباشید بلکه ناظر بخدمتی باشید که بآن مامورید من لدی الله
این است فضل اعظم و رستگاری ابدی و زندگانی جاودانی- الی
آخر بیانه الاحلی."

پس خوبست سائر یارانِ الهی و اماءِ رحمانی نیز تأسی بآن
روحِ پاک نموده در خدمت و عبودیتِ امرالله غفلت ننمایند و
تا جان دارند در سبیلِ جانان بکوشند و اثر و ثمر آن را بخدا واگذار
نمایند. هیچ یادم نمیرود روزی در خدمت آن روح شاد در
تروندرام (مدراس) جمعی از دانایان و مخبرین جرائد گرد هم
آمده آن روحِ شاد را دعوت نموده از او سؤال مینمودند که تو چه
کردی که در تحریر و تقریر چنین شهرتی یافتی و چنین مهارتی پیدا
کردی. گفت من فارغ التحصیل در دارالفنون نیویارک بودم
که ندای امر مبارک را شنیدم با وجودِ تمسک تام بدینِ مسیح
قلبم مطمئن نبود ولی از حد محظوظ شدم وقتی یک کتابچهٔ کوچکی
از دستِ شخصِ بهائی بمن رسید و خواندم چون اسم و آدرس

کتبِ دیگر در آخرِ آن کتابچه بود در صدد برآمده کتابی چند
بدست آورده خواندم و اطمینان قلب حاصل نمودم و در همان ایام
جوانی مصمم شدم که مقاله نویسی را پیشهٔ خود کنم و از این راه کسبِ معاش
نموده تا آخرین نفس مبشرِ تعالیم حضرت بهاءالله که باعث صلح و صلاحِ
عالم است کمر ببندم و چنین کردم. لهذا میتوانم بشما بگویم که تنها
چیزی که مرا موفق نمود همانا اطمینانِ قلب و عزم راسخ بود که تا
کنون از دست نداده ام این بود که بعضی از ارباب جرائد مقالات مرا
کنترات میکردند و مبالغ گزافی میدادند و این مقالات
باعث می شد که روزنامه های ایشان بیش از روزنامهٔ دیگران
بفروش میرسید و از پولیکه بمن داده بودند یک بر دو منفعت
می بردند زیرا من میکوشیدم که مقالات را با الفاظِ شیرین و دلکش
بنویسم و حتی الامکان سعی میکنم که مطالب آن بکسی برنخورد و در
عینِ حال جامع و حائزِ حقیقت باشد. باری غرق اطوار و گفتار او
شده فراموش [نمودم] خیال کردم که امروز یکسال گذشت و دیگر هیچ کلمه
از او شنیده نشد و حرفی از قلم او نوشته نگشت. لهذا دل حق
دارد که بسوزد و چشم حق دارد که بگرید و سینه حق دارد که آه بکشد
و دست و پا حق دارد که بلرزد و تن حق دارد و باهتزاز آید زیرا
در دو سال پیش در همین ماه همین دل و همین چشم و همین سینه و
همین دست و پا و همین تن بود که در همین داک بنگله با آن روحِ روان
همدم و همنشین و برخوردار بود. چطور باور کند که اطاقِ پهلو از عیس
مارتا روت خالیست کجا قبول کند که آن مجسمهٔ لطافت و نزاکت
و ملاطفت ملیونها دوستان و بستر زندان روحانی خود را وداع
گفته در جنت ابهی ورود و در بستر ابدی آرمیده است و در آغوش خاک
در سرزمین هونولولو خوابیده و آرمیده است. آری شاعر ایرانی خوش گفته
که میفرماید که تنها دانهٔ خال مشکین که مور برون آورد هر دم از خاک گور

علم نمی دانم که آن خالِ زیبائی که بروجه ما ذرِ روحانیم بنظر می آمد حسال لعنت کدام مولیست دوستانِ منعم ازین گفتار ناہموار میگیرند زیرا گم کردهٔ من پیدا شدنی نیست و دلِ شکستهٔ من از داغ آن مونسِ روحانی پیوند بر دارنه من میدانم و شکّے ندارم که آنچه حضرت ولیِ عزیز امراللّٰه دربارهٔ آن خاکِ پاک و روحِ تابناک در عوالمِ قرب ولقا فرموده اند صحیح و درست و برجاست ولی این دلِ ضعیف در این ظلمتکدهٔ تن در این خاکدانِ فانی کجا تواند کسب آن فیوضاتِ معنوی

در عالم باقی نماید ؎

پای ما لنگ است و منزل بس دراز – دست ما کوتاه و خرما بر نخیل

---

میکشم هر نفس از دستِ فراقت فریاد – آه اگر نالهٔ زارم نرساند بتو باد
روز و شب غصّه و خون میخورم و چون نخورم – چون ندیدار تو دورم کجا باشم دلشاد
(بختیاری)

---

# بر درِ پاکِ حضرتِ ابہیٰ

(از جناب مولوی محمد عبد اللّٰه وکیل کشمیر)

بر درِ پاکِ حضرتِ ابہیٰ    نعرہا میزنم بصدق وصفا
یعنی آن نورِ احمدِ مرسل    مالکِ روزِ دین شہِ بطحا
از ازل تا ابد بود تابان    آفتابِ مشیتِ اولیٰ
در ہیاکل اگرچه کثرت ہست    ذاتِ او واحد است بی ہمتا
محتجب در حجابِ ہیاکل شود    ہر کرا چشمِ دل بود بینا
من رآنی فقد رأی الحق بین    سرِ مکنون چگونه شد پیدا
حجتِ حق برای دیده وران    بہرِ قائم بشارتِ عظمیٰ
صورِ اول قیامِ قائم بود    صورِ دیگر قیامتِ کبریٰ
کیست آن کو که از ندای او    در جہان محشرے شده است بپا
کیست موعودِ حضرتِ احمد    کیست مقصودِ حضرتِ عیسیٰ
ہر که در اضطراب افتاده    او نباشد بامرِ حق گویا
حجتِ حق کلامِ حضرتِ او    یحکم ما یرید فی الانشا
این مدنیتِ بہا که می بینی    قرمہالیش رسیده تا بسما
گر نه ما سوا بود از یزدان    چون فشاده در این فشار و بلا
در حسابی که راستی عدد انگار    شکر ایزد که شب گر تو روز سیاه
کارِ حق منتشم که توان گفتن    روح نازل شود بحکمِ خدا
پس نمودن بجان و دل تسلیم
گر بدانی تو دین همین دین است

کآمده در جہان مکلّمِ طور    شعلهٔ نار سدرهٔ سینا
جلوه گر گشته در لباسِ دگر    مطلعِ وحی و مالکِ الاسما
در ہمه عہد و عصر در عالم    ہیکلِ نورِ حق شود پیدا
اوّلین شخصِ عالمِ انسان    صاحبِ امر و عصمتِ کبریٰ
ہست عرفانِ حق بعالمِ خلق    دیدنِ مظہرِ ظہورِ خدا
ہست قرآن کلامِ یزدانی    منبعِ علم و دین و نور و ہدیٰ
گشته ظاہر وعودِ قرآنی    آنچه مستور بود شد پیدا
کیست آن حضرت منادیِ حق    کز مکانِ قریب داد ندا
کیست آن کو که در میانِ ملل    حاکم و عادل است روزِ جزا
امتی را حکم چسان گوئی    چون حکم ہست حاکمِ اعلیٰ
بابِ ظن و قیاس و وہم و گمان    نه شود ہر دلیل را دارا
اندکے کن تفکر تا دانی    مقصد امرِ حق ظہورِ بہا
از پیِ قلع و بغض و ستم    متحد گشته سطوتِ دنیا
لرزه دارد قتدار شیخ و رنی    طار و نما خاک را ببر و از جہان
رہنماست آن گشته ...    ختم ناگشته اند ...
چون بحکمِ کتاب ثابت شد    مصلحِ دہر می و جنت
ہست اسلام در راهِ صدق و صفا
مصطفیٰ خاتم النبیین است


Payam
ماہوار میگزین
پیام
نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ
# پیام[illegible]ب
دہلی

جلد اوّل | دسمبر سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ششم

## گلشن روحانی

یہ دیکھو بلبلِ فردوس کیسی چہچہاتی ہے!
نئے نغمے سناتی ہے نرالے گیت گاتی ہے

اُدھر بلبل کا دلکش لے سے اونچی شاخ پر گانا
اِدھر یادِ خدا میں عاشقوں کا محو ہو جانا

بھلا پھر ذکر کیا باقی رہے دنیائے فانی کا
بقا کے باغ میں گونجا ہے نغمہ زندگانی کا

یہی روحانیت کا باغ ہے جو غیر فانی ہے
اسی کا ہر ثمر مرغوب ہے اور جاودانی ہے

یہی منظر وہ ہے جس کی بشارت ہوتی آئی ہے
اسی کے شوق میں سب کو مسرت ہوتی آئی ہے

طیورِ قدس ہمیں نغمۂ توحید گاتے ہیں
کسی کی جلوہ فرمائی کا یوں مژدہ سناتے ہیں

کہ اپنے عالمِ باطن سے وہ ظاہر میں آئے ہیں
زمانہ منتظر تھا جن کا وہ تشریف لائے ہیں

خدا کا شکر ہے وہ آنیوالے آج آ پہنچے
ہزاروں اہلِ دل محبوب کی خدمت میں جا پہنچے

اُسی کی دید کو دنیا میں ہر انسان آیا ہے
زمانے کو اسی دن کیلئے حق نے بنایا ہے

دلِ مشتاق کو دلدار کی قربت میسر ہے
ہر اک عاشق کو وصلِ یار کی جنت میسر ہے

کھلے ہیں راز سربستہ حقیقت آشکارا ہے
سجا ہے نور کا دربار۔ دلبر جلوہ آرا ہے

کھلے ہیں پھول گلشن میں مسرت اور فرحت کے
نظر آتے ہیں جلوے ہر طرف حسن و لطافت کے

تجلی گاہ کو دیکھا۔ جمالِ یار کو دیکھا
بصیرت کی نظر نے عالمِ انوار کو دیکھا

(علمی)

# طلوعِ بہاء اللہ

## اسمِ اعظم

اسم یا نام ایک آئینہ ہے جس میں شخصِ مسمّٰی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ جب ہم نے کہا "آفتاب" تو اِس لفظ کے مسمّٰی یعنی سورج کا تصور ہمارے ذہن میں آیا۔ اسم ایک ذریعہ ہے جس سے ہم کسی کو یاد کرتے یا پہچانتے ہیں "اسم" لفظ "وسم" سے بنا ہے۔ جس کے معنی نشان ہیں۔ کیونکہ اسم بھی اپنے مسمّٰی کے لئے ایک نشان ہوتا ہے۔ عربی میں نشان کے معنی میں لفظ "آیت" بھی آتا ہے۔

خداوند عالم "الباطن" اور "الغیب" ہے خلقت کی ہر چیز اس کا نشان ہے۔ وہ اپنی قدرت کے ظہور اور آیات کی نمود سے ہی "الظاہر" اور "المشہود" ہے۔ اور باغستانِ عالم کا پتہ پتہ زبان بن کر اُس کی ربوبیت کا اعلان کر رہا ہے۔ کائناتِ ہستی کا ذرّہ ذرّہ آفتاب قدرت کا شاہد ناطق ہے ؎

دلِ ہر ذرّہ کہ بشگافی — آفتابیت درمیان بینی

(ترجمہ)

ذرّے ذرّے کے صاف سینے میں۔ نورِ قدرت کے آفتاب کو دیکھ

ہر چیز آئینہ قدرت ہے۔ ہر شے نشانِ ربوبیت ہے جیسے لفظی اسم مسمّٰی پر دلالت کرتا ہے اسی طرح ہر وجودی مخلوق اپنے خالق کے لئے نشان یا اسم کا کام دیتی ہے جس کے ذریعے خالق کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے اِس تمام جہان کو "عالَم" کہتے ہیں۔ یعنی جس کے ذریعے انسان کو خالقِ جہان کا علم ہوتا ہے۔ یہ کُل کائناتِ وجود اُس کی قدرت ومشیّت کا ظہور ہے اور وہ خود تمام کائنات سے بالاتر اور ہر تصور و ادراک سے برتر ہے ؎

اے برتر از قیاس وخیال وگمان ووہم\
واز ہرچہ گفتہ ایم وشنیدیم وخواندہ ایم\
دفتر تمام گشت وبپایاں رسید عمر\
ماہمچناں دراوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

بیشک ہر چیز اُس کی پاک قدرت کا آئینہ اور مظہر ہے۔ لیکن ظہورِ قدرت میں اُس نے اپنی مشیّتِ کاملہ سے ترتیب وتنظیم کا سلسلہ قائم رکھا ہے۔ مظاہرِ قدرت کے مختلف درجات مقرر فرمائے ہیں۔ جمادات بھی اُس کی قدرت کے مظاہر ہیں۔ جن سے بڑھ کر نباتات مظاہرِ قدرت ہیں۔ اُن سے برتر حیوانات مظاہرِ قدرت ہیں۔ اُن سے بھی بالاتر نوعِ انسان ہی جس کے افراد اعلیٰ واشرف مظاہرِ قدرت ہیں۔ انسانوں میں سے بھی علم وحکمت والے اور تربیت یافتہ انسان اشرف ترین مظاہر ہیں۔ ان میں سے بھی سب سے اونچے اور اکمل ترین مظاہرِ قدرت وہ انسان ہوتے ہیں جو انسانوں کو صحیح انسان بناتے ہیں۔ جو انسانیت کی ارتقاء کے لئے بہترین قوانین بناتے ہیں۔ جو انسانوں میں انسانیت کی

حقیقی روح پھونکتے ہیں۔ یہ وہ مبارک وجود ہوتے ہیں جنھیں خداوندِ عالم اپنی ربوبیت کا شاندار نمایندہ بناتا ہے اور قوموں کا مُربّی ٹھہراتا ہے۔ یہ شارعینِ حق ہوتے ہیں جو مشیّتِ الٰہی سے انسان کے لئے ربانی شریعت ظاہر فرماتے ہیں۔ یہی اپنی نوعیت اور حیثیتِ کاملیت میں اولین فردِ اکمل یعنی درجۂ اوّل کے اشخاص ہوتے ہیں۔

ہر زمانہ میں ایسے پاک وجود جلوہ گر ہوتے رہے ہیں اور عالَمِ انسانی کی تربیت و تنظیم کرتے رہے ہیں۔ اپنے اپنے زمانہ میں ایسا ہر وجودِ مقدس اپنی شان میں فردِ اکمل اور بے نظیر ہوتا ہے اور قدرت و مشیّت کی مظہریت میں سب سے بڑا آئینہ۔ سب سے بڑا انشان۔ سب سے بڑا اسمِ الٰہی ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے خدا کا مظہرِ اتم۔ آیۃ اللہ الکبریٰ اور اسمِ اعظم کہتے ہیں۔ جیسے نام کے ذریعے ہر شئی کی شناخت ہوتی ہے اس مظہر کے ذریعے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے نام جو صرف ایک لفظ ہوتا ہے اپنے مسمّیٰ کی وجہ سے ایک حقیقت سمجھا جاتا ہے اسی طرح یہ مظہرِ حق محض اسی لئے حق سمجھا جاتا ہے کہ اس میں خدا کی قدرت و مشیّت نمودار ہے۔ جیسے مسمّیٰ کی عزت و عظمت کے باعث اسم کی تعظیم ہوتی ہے ویسے ہی خدائی عزت و عظمت کے ظہور کے باعث اس مظہر کی عزت و عظمت ہوتی ہے۔ اگر حقیقت پر نظر کی جائے تو دراصل خدا ہی کی عظمت و عزت کی جاتی ہے۔ موحّد وہی ہے جس کی نظر اس نقطۂ حقیقت پر جمی رہے ورنہ اگر مرکزِ اصلی سے نظر ہٹا کر صرف قالب پر نظر رکھی جائے تو بُت پرستی کے سوا کچھ نہیں۔ کسی نے خدائے غیب کے نام سے پتھر کا بُت تراشا۔ کسی نے نام اور حرف کا بُت بنایا۔

ہاں جیسے خدا نے عالَم کی عام مخلوق کو خود ہی بنایا اور اُن کو اپنا نشان مقرر کیا ہے ویسے ہی خود خداوندِ عالَم اگر کسی انسان کو اپنا بڑا نشان اور اسمِ اعظم بنادے تو ہمارا فرض ہے کہ قدرتی کارروائی کو ٹھیک سمجھیں۔ البتہ خود اپنے خیال سے کسی چیز کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ نہ بنائیں۔ خدا کا ہر مظہرِ اتم اپنے وقت کا شارع خدا کا اسمِ اعظم تھا۔ اُسی کے ذریعے بندوں کو معرفتِ الٰہی حاصل ہوئی۔ یہ حقیقتِ مظہریت خدا کی ربوبیت کے زیرِ سایہ ہمیشہ رہی اور رہے گی۔ قانونِ فطرت اور پیغمبروں کی بشارت کے مطابق اس عصرِ حاضر میں حضرت بہاء اللہ اُفقِ مشیّت سے نمودار ہوئے۔ وہ اس دورِ جدید میں خدا کا بڑا نشان اور اسمِ اعظم ہیں۔

کتابِ مبین میں فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| هٰذا سِراجُ الرَّحْمٰنِ لِمَنْ فِي الْاَکْوَانِ وَاِسْمُهُ الْاَعْظَمُ بَیْنَ الْاُمَمِ طُوبیٰ لِمَنْ اَقْبَلَ اِلَیْهِ وَ اسْتَظَلَّ فِي ظِلِّ سُرَادِقٍ کَانَ بِاسْمِ اللهِ مَرْفُوعًا (صفحہ ۱۶۰) | یہ (بہاء اللہ) تمام اہلِ جہان کے لئے خدائے رحمٰن کا چراغ ہے۔ اور سب اُمتوں میں خدا کا اسمِ اعظم ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس کی جانب متوجہ ہوا اور اُن خیموں کے سایہ تلے آیا جو خدا کے نام سے بلند کئے گئے ہیں۔ |

# طلوعِ بہاء اللہ

## اسمِ اعظم

اسم یا نام ایک آئینہ ہے جس میں شخص مسمّٰی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ جب ہم نے کہا "آفتاب" تو اِس لفظ کے مسمّٰی یعنی سورج کا تصور ہمارے ذہن میں آیا۔ اسم ایک ذریعہ ہے جس سے ہم کسی کو یاد کرتے یا پہچانتے ہیں "اسم" لفظ "وسم" سے بنا ہے جس کے معنی نشان ہیں کیونکہ اسم بھی اپنے مسمّٰی کے لئے ایک نشان ہوتا ہے۔ عربی میں نشان کے معنی میں لفظ "آیت" بھی آتا ہے۔

خداوند عالم "الباطن" اور "الغیب" ہے خلقت کی ہر چیز اس کا نشان ہے۔ وہ اپنی قدرت کے ظہور اور آیات کی نمود سے ہی "الظاہر" اور "المشہود" ہے۔ اور باغستانِ عالم کا پتہ پتہ زبان بن کر اس کی ربوبیت کا اعلان کر رہا ہے۔ کائناتِ ہستی کا ذرہ ذرہ آفتاب قدرت کا شاہدِ ناطق ہے ؎

دلِ ہر ذرہ کہ بشگافی — آفتابیست درمیان بینی

(ترجمہ)

ذرے ذرے کے صاف سینے میں۔ نورِ قدرت کے آفتاب کو دیکھ

ہر چیز آئینہ قدرت ہے۔ ہر شے نشانِ ربوبیت ہے

جیسے لفظی اسم مسمّٰی پر دلالت کرتا ہے اسی طرح ہر وجودی مخلوق اپنے خالق کے لئے نشان یا اسم کا کام دیتی ہے جس کے ذریعے خالق کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے اِس تمام جہان کو "عالَم" کہتے ہیں یعنی جس کے ذریعے انسان کو خالقِ جہان کا علم ہوتا ہے۔ یہ کُل کائنات وجود اُس کی قدرت ومشیت کا ظہور ہے اور وہ خود تمام کائنات سے بالاتر اور ہر تصور و ادراک سے برتر ہے ؎

اے برتر از قیاس وخیال وگمان ووہم
واز ہر چہ گفتہ ایم وشنیدیم وخواندہ ایم
دفتر تمام گشت وبپایان رسید عمر
ما ہمچنان در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم

بیشک ہر چیز اس کی پاک قدرت کا آئینہ اور مظہر ہے۔ لیکن ظہورِ قدرت میں اس نے اپنی مشیتِ کاملہ سے ترتیب وتنظیم کا سلسلہ قائم رکھا ہے۔ مظاہرِ قدرت کے مختلف درجات مقرر فرمائے ہیں۔ جمادات بھی اس کی قدرت کے مظاہر ہیں۔ جن سے بڑھ کر نباتات مظاہرِ قدرت ہیں۔ ان سے برتر حیوانات مظاہرِ قدرت ہیں۔ ان سے بھی بالاتر نوعِ انسان ہی جس کے افراد اعلیٰ واشرف مظاہرِ قدرت ہیں۔ انسانوں میں سے بھی علم وحکمت والے اور تربیت یافتہ انسان اشرف ترین مظاہر ہیں۔ ان میں سے بھی سب سے اونچے اور اکمل ترین مظاہرِ قدرت وہ انسان ہوتے ہیں جو انسانوں کو صحیح انسان بناتے ہیں۔ جو انسانیت کی ارتقا کے لئے بہترین قوانین بناتے ہیں۔ جو انسانوں میں انسانیت کی

حقیقی رُوح پھونکتے ہیں۔ یہ وہ مُبارک وجود ہوتے ہیں جنھیں خداوندِ عالَم اپنی ربوبیت کا شاندار نمایندہ بناتا ہے اور قوموں کا مُربّی ٹھہراتا ہے۔ یہ شارعینِ حق ہوتے ہیں جو مشیّتِ الٰہی سے انسان کے لئے ربانی شریعت ظاہر فرماتے ہیں۔ یہی اپنی نوعیت اور حیثیت کاملیت میں اوّلین فردِ اکمل یعنی درجۂ اوّل کے اشخاص ہوتے ہیں۔

ہر زمانہ میں ایسے پاک وجود جلوہ گر ہوتے رہے ہیں اور عالَمِ انسانی کی تربیت و تنظیم کرتے رہے ہیں۔ اپنے اپنے زمانہ میں ایسا ہر وجودِ مقدس اپنی شان میں فردِ اکمل اور بے نظیر ہوتا ہے اور قدرت و مشیّت کی مظہریت میں سب سے بڑا آئینہ سب سے بڑا نشان سب سے بڑا اسمِ الٰہی ہوتا ہے۔ اسی لئے اُسے خدا کا مظہرِ اتم۔ آیۃ اللہ الکبریٰ اور اسمِ اعظم کہتے ہیں۔ جیسے نام کے ذریعہ ہر شئی کی شناخت ہوتی ہے اس مظہر کے ذریعے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے نام جو صرف ایک لفظ ہوتا ہے اپنے مسمّیٰ کی وجہ سے ایک حقیقت سمجھا جاتا ہے اسی طرح یہ مظہرِ حق محض اسی لئے حق سمجھا جاتا ہے کہ اسمیں خُدا کی قدرت و مشیّت نمودار ہے۔ جیسے مسمّیٰ کی عزّت و عظمت کے باعث اِسم کی تعظیم ہوتی ہے ویسے ہی خدائی عزّت و عظمت کے ظہور کے باعث اس مظہر کی عزّت و عظمت ہوتی ہے۔ اگر حقیقت پر نظر کی جائے تو دراصل خدا ہی کی عظمت و عزّت کی جاتی ہے۔ موحّد وہی ہے جس کی نظر اس نقطۂ حقیقت پر جمی رہے ورنہ اگر مرکزِ اصلی سے نظر ہٹا کر صرف قالب پر نظر رکھی جائے تو بُت پرستی کے سوا کچھ نہیں۔ کسی نے خدائے غیب کے نام سے پتھر کا بُت تراشا۔ کسی نے نام اور حرف کا بُت بنایا۔

ہاں جیسے خدا نے عالَم کی عام مخلوق کو خود ہی بنایا اور اُن کو اپنا نشان مقرر کیا ہے ویسے ہی خود خداوندِ عالَم اگر کسی انسان کو اپنا بڑا نشان اور اسمِ اعظم بنا دے تو ہمارا فرض ہے کہ قدرتی کارروائی کو ٹھیک سمجھیں۔ البتہ خود اپنے خیال سے کسی چیز کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ نہ بنا لیں۔

خدا کا ہر مظہرِ اتم اپنے وقت کا شارع خدا کا اسمِ اعظم تھا۔ اُسی کے ذریعے بندوں کو معرفتِ الٰہی حاصل ہوئی۔ یہ حقیقتِ مظہریت خُدا کی ربوبیت کے زیرِ سایہ ہمیشہ رہی اور رہے گی۔ قانونِ فطرت اور پیغمبروں کی بشارت کے مطابق اس عصرِ حاضر میں حضرت بہاء اللہ اُفقِ مشیّت سے نمودار ہوئے۔ وہ اس دَورِ جدید میں خُدا کا بڑا نشان اور اسمِ اعظم ہیں۔

کتابِ مُبین میں فرمایا ہے:۔

هٰذا سِراجُ الرَّحْمٰنِ لِمَنْ فِي الْأَكْوَانِ وَاسْمُهُ الْأَعْظَمُ بَيْنَ الْأُمَمِ طُوبىٰ لِمَنْ أَقْبَلَ إِلَيْهِ وَاسْتَظَلَّ فِي ظِلِّ سُرادِقٍ كَانَ بِاسْمِ اللّٰهِ مَرْفُوعًا (صفحہ ۱۶۰)

یہ (بہاء اللہ) تمام اہلِ جہان کے لئے خدائے رحمٰن کا چراغ ہے۔ اور سب اُمّتوں میں خدا کا اسمِ اعظم ہے۔ مُبارک ہے وہ جو اس کی جانب متوجہ ہوا اور اُن خیموں کے سایہ تلے آیا جو خُدا کے نام سے بلند کئے گئے ہیں۔

# کلامِ الٰہی

کلامِ الٰہی انسان کو پستی سے اُٹھا کر بلندی پر پہنچا دیتا ہے۔ وہ انسان کو نفسانی قید سے آزاد کرتا ہے اور جلوہ گاہِ سرمدی میں داخل کرتا ہے۔ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جو کلامِ الٰہی سے فیض پاتا ہے۔ سب سے بڑا بدنصیب وہ ہے جو اُس کے انوار سے محرومِ رہتا ہے۔ دُنیا فانی ہے لیکن کلامِ الٰہی جامِ بقا ہے۔ روحیں اُس سے حیاتِ ابدی پاتی ہیں۔ کلامِ الٰہی میں ایسی قوت ہے جو مُردہ دِلوں کو زندگی بخشتی ہے اور ملکوتِ الٰہی میں پہنچا دیتی ہے۔ جو انسان کلامِ الٰہی سے لذت یاب نہیں ہوتا وہ سمجھ لے کہ اُس میں رُوح کی زندگی باقی نہیں رہی۔ کلماتِ الٰہیہ انسان کو آسمانِ قُدس کی طرف پرواز دیتے ہیں۔ خدا کی باتیں اس قدر میٹھی ہوتی ہیں جس کا اندازہ کسی تمثیل میں نہیں بتایا جاسکتا۔ جو لوگ اِس مزے کو چکھ لیتے ہیں وہی اس کی لذت سے واقف ہوتے ہیں۔ جن کے دِل پر کلامِ الٰہی کا اثر ہو جاتا ہے وہ تمام دُنیا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک کلمۂ الٰہی کے مقابل تمام مشرق و مغرب کی دولت و سلطنت کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اُن کی نظر میں تمام کائنات کی نعمتیں ایک چلو پانی اور کلمۂ الٰہی ناپیداکنار سمندر ہے۔

کلامِ الٰہی وہ آفتابِ نصف النہار ہے جس کے سامنے کوئی تاریکی ٹھہر نہیں سکتی۔ اس آفتاب کی ایک ایک کرن ہزار ہزار اوہام کے پردے جلا ڈالتی ہے۔ جو لوگ کلماتِ الٰہی کی خوشبو محسوس نہیں کرسکتے اُن کی رُوحانی قوتِ شامّہ مرچکی ہے۔ اور اُن پر محرومیت کا عذاب آچکا ہے۔ روحِ انسانی اپنی اصل فطرت میں عاشقِ حق ہے اور کلامِ الٰہی سے غافل ہوجانیوالے اپنے معشوقِ حقیقی کی باتیں سُننے سے بھاگتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں اُن میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں اب ہمیں کلامِ الٰہی کی ضرورت نہیں۔ بہت سے ہیں جو کہتے ہیں کہ اب دُنیا میں کلامِ الٰہی نازل ہی نہیں ہوسکتا۔ کیا وہ متکلمِ حقیقی اب خاموش ہوگیا ہے؟ کیا مخلوق کی قوتِ سماعت غائب ہوگئی ہے؟ کیا مالک و مملوک میں اَن بن ہوگئی ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ وہ اب بھی کلام کررہا ہے اور سُننے والے سُن رہے ہیں۔ اُس کی حکمت کے دریا اب بھی موجزن ہیں۔ اُس کے علم کا آفتاب اب بھی درخشاں ہے۔ اُس کا فیضِ کلام عالم سے منقطع نہیں ہوا اور نہیں ہوگا۔ ہاں باقاعدگی اور تنظیم کے ساتھ جاری ہے اور رہیگا۔

کلامِ الٰہی ایک مقناطیس ہے، جو داوں اور رُوحوں کو جذب کرتا ہے۔ جو لوگ فطرت کے کانوں سے محبوبِ حقیقی کا کلام سُنتے ہیں وہ شوق کے پروں سے فضائے تقدیس میں پرواز کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے نام عالمِ غیب کے مقدس دفتر میں لکھے جاتے ہیں۔

کلامِ الٰہی وہ محرک طاقت ہے جس سے عالمِ امکان میں بے شمار نیک تحریکات رونما ہوتی رہتی ہیں۔ وہ انسانیت کے لئے سرمایۂ فرحت و انبساط ہے۔ کلامِ الٰہی سے عقولِ انسانی زندگی و

ترقی حاصل کرتی ہیں۔ خدا کا ایک ایک کلمہ یقین کی رُوح پیدا کرتا ہے جو انسان اس یقین کے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے اُسے کوئی ہولناک زلزلہ بھی نہیں گرا سکتا۔

جن لوگوں کے دماغ پست خیالات سے زکام زدہ ہو چکے ہیں وہ کلامِ الٰہی کی خوشبو سونگھ نہیں سکتے۔ وہ ایسی ہی باتیں سُن کر خوش ہوتے ہیں جن میں بدبو آتی ہو۔ وہ نفحاتِ الٰہیہ سے الگ ہی رہتے ہیں۔ جو لوگ کلامِ الٰہی کی خوشگوار فضا میں پاکیزہ سانس لیتے ہیں وہ رُوحانی خوشی میں جھومتے ہیں اور مسرت کے آثار اُن سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ حق پر ثابت قدم ہو کر تمام جہان میں سچائی کی آواز پہنچاتے ہیں۔

جن لوگوں میں رُوحِ عرفان نہیں ہے جب اُن کے سامنے کلامِ الٰہی پڑھا جاتا ہے اُن کے دِل بیٹھنے لگتے ہیں۔ اُن کے چہروں سے گھبراہٹ اور وحشت کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو کلامِ الٰہی سے حقیقی تعلق رکھتے ہیں روزانہ تلاوتِ آیات کرتے ہیں اور مسرور ہوتے ہیں کلامِ الٰہی فرماتا ہے کہ روزانہ صبح و شام مجھے خوشدلی سے پڑھا کرو۔ میں تم میں نئی زندگی کی رُوح پھونکتا رہونگا۔ جو لوگ ایمان کا عہد کرتے ہیں اور روزانہ کلامِ الٰہی نہیں پڑھتے وہ عہدِ الٰہی کو پورا نہیں کرتے۔

# مذاکراتِ قیامت

"مذاکراتِ قیامت" میں ہر ایک محقق آزادی سے حصہ لے سکتا ہے
ہر تحریر علمی رنگ میں ہونی چاہیئے۔ مسئلہ نہایت اہم ہے (مدیر)

**پیمبر** :- قیامت کے معنے فنا ہو جانا نہیں۔ برپا ہونا ہیں۔ اِس لئے اس دُنیا کی فنا یا کائناتِ ہستی کے معدوم ہو جانے کا نام قیامت نہیں۔

**الحدیث** :- قیامت دراصل ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ فنائے عالم کی ابتدا سے لے کر حشرِ اموات تک کے واقعات کو اہلِ اسلام کی اصطلاح میں قیامت کہا جاتا ہے۔

**پیمبر** :- جب قیامت کے لفظ میں فنا ہونے کا کوئی مفہوم نہیں تو پھر فنائے عالم کو قیامت کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ حشرِ اموات کا ایک خاص وقت میں جسمانی طور پر ہونا بھی ایک بے ثبوت بات ہے۔ اہلِ اسلام کا فنائے عالم اور حشرِ اجساد کو قیامت قرار دینا صریح غلطی ہے۔ اور کلامِ الٰہی کی تصریحات کے خلاف ہے۔

**الحدیث** :- قیامت کے پہلے حصے میں دُنیا کی تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصہ میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہو گا۔

**پیمبر** :- دونوں باتیں غلط ہیں۔ قیامت کے پہلے حصے میں نہ سب چیزیں فنا ہوں گی نہ دوسرے حصے میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہو گا۔ قیامت کے معنی میں

تیام ولقا کا مفہوم ہے اسلئے سب چیزوں کا فنا ہونا غلط ہے۔

فنا کا نام بقا رکھنا نرالی اصطلاح ہے۔ گر نے کا نام اُٹھ کھڑا ہونا عجیب منطق ہے۔ کلامِ الٰہی میں کہیں نہیں آیا کہ قیامت میں سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ "نفخۂ اولیٰ" میں سب چیزوں کا فنا ہونا کس آیت سے ثابت ہے۔ سورۂ زمر میں جہاں دو نفخوں کا ذکر ہے وہاں نفخۂ اولیٰ کے بیان میں لکھا ہے کہ لوگ بے ہوش ہو جائینگے نہیں لکھا کہ سب فنا ہو جائینگے۔ بیہوش ہونا تو بقائے ہستی کو چاہتا ہے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ سب لوگ بیہوش بھی نہیں ہونگے۔ بہت لوگ اچھے خاصے ہوش میں رہینگے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ نفخۂ اولیٰ میں فنائے کُلی نہ ہوگی۔ پھر قیامت میں فنائے کُل کا عقیدہ مسلمانوں کا خود ساختہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کلامِ الٰہی سے تو اس عقیدے کا پتہ نہیں چلتا۔

آپکا اعتقاد جب یہ ہے کہ فنائے کُلی کو قیامت کہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ کلامِ الٰہی سے وہ آیت پیش کریں جسمیں فنائے کُلی کو قیامت کہا گیا ہو اور آیت بھی نصِ صریح ہو۔ اجتہاد سے کام نہیں چل سکتا۔" (پیامبر اکتوبر ۱۹۴۰ء)

**حدیث** ۔ بہائی لوگ ہم سے فنائے عالم کا ثبوت مانگتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ ہماری مُراد اس سے یہ ہے کہ اشیائے موجودہ کی اشکال وہیئآت فنا ہو جائیں گی۔

**پیامبر** ۔ بے بُنیاد اعتقاد کا یہی حال ہوتا ہے۔ ابھی تو فنائے کُلی مان رہے تھے اور ابھی اشیائے موجودہ کی اشکال و ہیئآت کی فنا رہ گئی۔ جس کے معنٰی صرف صورتوں کا بدلجانا ہے نہ کہ بالکل معدوم ہو جانا۔ کیا واقعی اہلِ اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ اشیائے موجودہ کی اشکال بدل جائینگی اور اشیاء بکُلی فنا نہ ہونگی۔ آج تک تو آپ بھی یہی لکھتے رہے ہیں کہ قیامت فنائے کُلی کا نام ہے۔ اب پیامبر کی جرح پر آپ نے اپنا اعتقاد و اظہار بدل دیا ہے۔

ہم علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ قیامت میں فنائے کُلی ہرگز ثابت نہیں۔ آپ نے بھی فنائے کُلی کے اعتقاد سے کسی قدر ہٹ کر صرف صورتوں کی تبدیلی کا اقرار کیا ہے۔ بہرحال ایک بڑی حد تک آپ ہمارے ہمخیال ہو گئے ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ اشیائے موجودہ کی اشکال وہیئآت کا فنا ہو جانا کس آیت سے ثابت ہے۔ یہ بتانا آپ کا فرض ہے۔ اور نیز یہ بتانا بھی فرض ہے کہ اشیائے موجودہ کی اشکال کے فنا ہو جانے کو خدائے تعالیٰ نے قیامت قرار دیا ہے۔

**اہلحدیث** | غور سے پڑھئے ارشاد ہے اِنّا لجاعلون مَا علیھا صَعیدًا جُرزًا (پ ۱۵ ع ۱۳) ہم زمین کی موجودات کو فنا کرکے اُسے ہموار بنا دینگے (ریحیم نومبر ۱۹۴۰ء)

**پیامبر** | اس آیت سے کس طرح ثابت ہوا کہ کائناتِ ہستی بکُلی فنا ہو جائے گی اور فنائے عالم کو قیامت کہتے ہیں۔ فنائے کُلی درکنار اس آیت سے تو تمام اشیائے ارض کا ایک خاص دن فنا ہو جانا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اور جبکہ صاف فرمایا ہے کہ ہم زمین کو ہموار بنا دینگے تو نصِ صریح کے طور پر واضح ہوگیا کہ اس آیت میں زمین کے ہموار بنانے کا ذکر ہے نہ کہ قیامت کے دن اس کے فنا کر دینے کا۔ ہموار کر دینا تو فنا اور معدوم کر دینے کے سراسر خلاف ہے پھر کیونکر سمجھا گیا کہ قیامت کے دن زمین فنا ہو جائے گی۔

آیاتِ قیامت میں اسی طرح کی غلط فہمیاں عام طور پر پھیلی ہوئی ہیں۔ دعویٰ اور اعتقاد تو یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین فنا اور نیست و نابود ہو جائیگی اور خدا فرماتا ہے کہ ہم زمین کو ہموار بنا دینگے۔ دونوں باتوں میں کس قدر تفاوت و تضاد ہے۔ اس پہ

یہ ادعا ہے کہ قیامت کے معنی فنائے عالم ہیں قرآن مجید نے سکھایا ہے۔ حالانکہ اس عقیدے کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرنا سراسر بہتان اور خلافِ شانِ قرآن ہے۔

اس آیتِ مبارکہ پر غور فرمایئے تو واضح و آشکار ہو جائے گا کہ اس آیت میں کُل روئے زمین کی موجودات کو ایک خاص وقت میں فنا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ ایک عام بات بیان فرمائی گئی ہے کہ زمین کی زینت و آرائش جن چیزوں سے ہوتی ہے وہ چیزیں فنا پذیر ہیں اور نابود ہوتی رہتی ہیں۔ تمام اشیاء کی بے ثباتی کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ انسان ان چیزوں کو اپنا دلی مقصود نہ بنالے۔ چنانچہ اسی حقیقت کو سورہ یونس میں یوں بیان فرمایا ہے کہ الحیوٰۃ الدُّنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے بادل سے پانی برسایا۔ اس کے ساتھ انسان و حیوان کی خوراک نباتات مل گئی۔ یہانتک کہ زمین اپنی زیب و زینت سے آراستہ ہوگئی اور زمین کے مالک سمجھ لیتے ہیں کہ ہم سرسبزی پر پورا قابو پاچکے ہیں تب رات یا دن میں ہمارا حکم آجاتا ہے سو ہم اسے کٹا ہوا بھوسا کر ڈالتے ہیں۔ گویا وہ کچھ بھی نہ تھی۔ ہم سوچنے والوں کے لئے اسی طرح اپنی نشانیاں بار بار لاتے ہیں تاکہ وہ خوب غور و فکر رکھیں۔

لفظ "اِنّا لجاعلون" سے یہ سمجھنا کہ ایک خاص دن خدا تعالےٰ زمین کی چیزوں کو مٹا کر زمین کو ہموار کر دیگا درست نہیں ہے نیز "الارض" سے تمام روئے زمین مراد لینا بھی کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ ایک اعتقاد جو داخلِ ایمان ہے ایسی باتوں سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیا آیت "اِنّا لنحن الصّافّون" (۳۷/۱۶۶) میں یہ مراد ہے کہ ایک خاص دن ہم سب صف بستہ ہونگے؟ کیا آیت "اِنّا لصادقون" (۶/۱۴۷) میں یہ مراد ہے کہ ہم ایک آنے والے دن سچ بولینگے یا بولنے والے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اسی طرح "لجاعلون ما علیہا" سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ ایک خاص دن زمین کی اشیاء کو فنا کر ڈالینگے۔ آیت کا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا کی زیب و زینت فانی چیز ہے ہم ہمیشہ اُسے مٹاتے رہتے ہیں۔ اشخاص و اقوام کو واقعاتِ عالم سے عبرت حاصل کرنے کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے۔ کیا ہزاروں بڑے بڑے شہر اور عظیم الشان قوموں کی بستیاں روئے زمین سے نہیں مٹ چکی ہیں؟ اس کو قیامتِ موہوم کی طرف کھینچ لیجانا محض بے دلیل ہے۔ اس میں نہ قیامت کا کوئی لفظ ہے اور نہ کائنات کی فنائے کُلی کا ذکر ہے۔

"قیامت" کا مفہوم "فنائے عالم" ثابت کرنے کے لئے اہلحدیث نے ایک اور آیت پیش کی ہے جو یہ ہے "یَومَ تُبَدَّلُ الاَرضُ غَیرَ الاَرضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الواحدِ القهّار (پ ۱۳ ع ۱۹) یعنی جس دن زمین آسمان بدل جائینگے اور سب لوگ خدا کے حضور پیش ہونگے۔ (یکم نومبر ۴۰ء)

پیامبر: یہ آیت بھی فنائے عالم کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس عذاب کے متعلق ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں پر آنے والا تھا۔ یعنی منکروں کی نامرادی و بربادی۔ چنانچہ سیاق و سباق ملاحظہ ہو۔ خدا فرماتا ہے۔

اے رسول! لوگوں کو اُس دن سے ڈرا جب اُن پر عذاب آئیگا۔ تب ظالم کہینگے۔ اے ہمارے رب ہمیں تھوڑی دیر مہلت دے کہ ہم تیری دعوت کو قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں۔ (خداوند عالم فرماتا ہے) کیا تم لوگ قسمیں کھا کھا کر نہ کہتے تھے کہ تمھیں زوال نہ ہوگا اور تم نے اپنے لئے وہی ٹھکانے اختیار کئے جو ظالموں نے اختیار کئے تھے۔ حالانکہ تمھیں معلوم ہوچکا تھا کہ ہم نے ظالموں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور تمھارے لئے ہم نے ظالموں کے بدانجام کی

مثالیں بیان کر دی ہیں۔ اور ان ظالموں نے اپنی چال بازی سے اچھی طرح کام لیا اور خدا کے حضور میں اُن کی مکاری ظاہر ہے۔ اور اُن کی چال بازی اسی مقصد سے ہے کہ محکم احکامِ الٰہی اور سچے مومن جو مضبوط پہاڑ ہیں لغزش کھا کر گر جائیں۔ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ خدا اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کریگا۔ یقیناً خدا غالب اور انتقام لینے والا ہے۔ جس دن کہ اس قوم کے زمین و آسمان بدل جائینگے اور یہ لوگ خدائے واحد کے سامنے نکل کھڑے ہونگے اس دن تو مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیگا۔" (سورۂ ابراہیم)

چنانچہ یہ عذاب منکروں پر آیا اور خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ بدر اور فتح مکہ وغیرہ کے واقعات ملاحظہ فرمایئے۔ تبدیلِ ارض و سموات سے مقصد حالات کی تبدیلی ہے۔ امام راغب اصفہانی نے مفرداتِ قرآن میں یہ معنی تسلیم کئے ہیں جو قاعدہ و زبان کے لحاظ سے بالکل درست ہیں۔

"بَرَزُوا" کے معنی قبر میں سے نکلنا تو نہیں ہیں۔ سورۃ البقر میں آتا ہے "بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهٖ" وہ لوگ جالوت اور لشکر جالوت کے سامنے نکلے۔

سورۃ النساء میں ہے "فَاِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ" "جب وہ تیرے پاس سے چلے جاتے ہیں۔" "بَرَزُوا" میں قبر کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔ اور تبدیل میں فنا لازم نہیں ہے بہرحال اہلحدیث کی پیش کردہ کسی آیت سے بھی قیامت میں فنائے عالم کا مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارا مطالبہ بدستور قائم ہے۔ اور قیامت کے بارے میں کتاب اللہ کے مطابق ہمارا بیان و اعلان یہ ہے کہ ؎

قیامت درحقیقت ہے قیامِ روح کا عالَم
یَقُوْمُ الرُّوْحُ کا دن ہے قیامت ہوگئی قائم

(باقی آئندہ)

# نفخ صور اور موجودہ جنگ

پرانے مسلمان جو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم حق سے خوب واقف تھے قیامت کی حقیقت صحیح طور پر سمجھتے تھے۔ پھر اسلام میں فرقہ بندیاں شروع ہوئیں اور دینی حقائق پر پردے پڑ گئے۔ اختلافات رونما ہوئے۔ اور طرح طرح کے غلط عقیدے مسلمانوں میں پھیل گئے۔ اسی ہڑبونگ میں قیامت کا صحیح مفہوم مسلمانوں کے دلوں سے غائب ہوگیا اور بے بنیاد خیالات کو اعتقاد بنا لیا گیا۔

قرآن مجید میں جو نفخ صور کا ذکر آیا ہے بہت سی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسرافیل فرشتہ اس طرح کھڑا ہے کہ اس کا سر آسمانِ ہفتم پر ہے اور پاؤں سب سے نچلی زمین پر ہیں منہ میں صور لئے ہوئے جو ایک بڑا بھاری نرسنگھا ہے اسرافیل منتظر ہے کہ کب خدا کا حکم ہو اور وہ صور پھونک دے جس سے تمام کائنات و مخلوقات فنا ہو جائے گی۔

مصر کے مشہور عالم شیخ عبدہٗ مصری نے نفخ صور کو اپنی تفسیر قرآن میں ایک تمثیل قرار دیا کہ جیسے اعلان کے لئے بگل بجایا جاتا ہے ایسے ہی صور پھونکنے کا مطلب اعلان و ندا ہے۔

مرزا غلام احمد مرحوم قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن اور چشمۂ معرفت میں نفخ صور سے نبی کی بعثت مراد بتائی اور چونکہ قرآن مجید میں دو مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے اس لئے مرحوم نے ایک طرف تو کہا کہ خدا کے نبی صور ہوتے ہیں

دوسری طرف کہا کہ پہلے صُور سے مُراد صوُرِ اضلال ہے۔
حاصل یہ کہ صوُر سے مراد خدا کے نبی اور صوُر سے مراد اضلال
یعنی گمراہ کرنا بھی ہے سے

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اب مرزا غلام احمد مرحوم کے مرید مولوی محمد علی صاحب
امیر جماعت احمدیہ لاہور آیت وترکنا بعضھم یومئذٍ
یموج فی بعضٍ و نُفِخَ فی الصُّور کے متعلق اخبار پیغام صلح لاہور
۱۲ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں فرماتے ہیں:-

"یہاں ایک بگل بجانے یا نفخ صور کا ذکر ہے جو دو طرح کا
ہوسکتا ہے۔ ایک جنگ کے لئے بگل بجایا جاتا ہے۔ دوسرے
ایک عظیم الشان انقلاب بپا کرنے کے لئے نفخِ صور۔ یہاں
دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔"

مولوی صاحب موصوف آیتِ مذکورہ میں موجودہ
جنگ کی پیشگوئی بتاتے ہیں اور پوری آیات کا ترجمہ یوں
کرتے ہیں۔ "ہم اس دن انھیں ایک دوسرے پر موجیں مارتا
چھوڑ دینگے پھر بگل پھونکا جائیگا اور ہم ان سب کو ایک رنگ
میں اکٹھا کر دینگے۔ اس دن ہم دوزخ کو ایک طرح سے کافروں
کے سامنے لاکھڑا کر دینگے۔ کون کافر؟ جن کی آنکھوں پر میرے
ذکر کی جانب سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔"

پھر کہتے ہیں "لڑائیاں دُنیا میں پہلے بھی ہوئیں لیکن
ان میں جہنم کا رنگ نہیں تھا۔ سزائیں پہلے بھی قوموں کو ملتی
تھیں لیکن ان میں بھی جہنم کا یہ زبردست رنگ نہیں تھا۔
موجودہ جنگ دُنیا کی پہلی لڑائی ہے جس میں کہ جہنم کا نظارہ
دکھائی دیتا ہے۔ جہنم کس چیز کا نام ہے۔ نیچے سے آگ
اوپر آگ۔ چاروں اطراف سے آگ۔ کیا آج یورپ میں
یہ نقشہ نہیں ہے۔ ہم نہیں کہتے۔ مہذب دُنیا کے ایک ایک
اخبار کو اٹھا کر دیکھ لیں ان میں ایک ہی نقشہ نظر آتا ہے کہ دنیا پر
جہنم آگیا ہے۔ آجکل سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ یاجوج
ماجوج یہی یورپ کی اقوام ہیں۔ تمام دُنیا کی زبانیں اس پر
گواہ ہیں۔" (پیغام صلح ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۰ء)

جناب مولوی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر موافق
یا مخالف اظہار خیال نہ کرتے ہوئے ہم اس بات کی طرف توجہ
دلانا چاہتے ہیں کہ نفخ صور کے متعلق اب تک جو کچھ کہا جاتا تھا
اور اب بھی بعض مواقع پر کہا جاتا ہے کہ نفخ صور سے تمام کائنات
فنا ہو جائے گی۔ اب جبکہ نفخ صور سے مُراد موجودہ جنگ کا بگل
ہے تو قیامت کا نفخ صور جس سے کائنات ہستی فنا ہو کہاں گیا؟
جب نفخِ صور کا مطلب لڑائی یا انقلاب عظیم کا بگل ہے تو پھر
اب موہوم قیامت اور اسمیں نفخ صور کا انتظار بے سود ہے۔

سچ یہ ہے کہ بڑے بڑے مسلمہ عقائد اقوام پر انقلاب عظیم
آرہا ہے۔ کیونکہ ظہور حق نے عظیم الشان دورِ جدید اور حیات جدید
کا صور پھونک دیا ہے۔

نفخ صور کی حقیقت پر ہم کوکب ہند اور بہائی میگزین
میں کئی مرتبہ روشنی ڈال چکے ہیں۔ اور جتنی جگہ قرآن مجید میں
نفخ صور کا ذکر ہے سب آیات کا مفصل بیان کر چکے ہیں۔

# بہائی مذہب

۱۲ر نومبر ۱۹۳۹ء عید میلادِ حضرت بہاءاللہ کی تقریب پر مندرجہ ذیل بیان لاہور ریڈیو اسٹیشن سے براڈکاسٹ ہوا تھا۔ آل انڈیا ریڈیو کی اجازت سے پیامبر میں شائع کیا جاتا ہے (مدیر)

بہائی مذہب آج سے تقریباً پچانوے برس قبل ایران میں پیدا ہوا تھا۔ ایران کے مشہور رومان انگیز شہر شیراز کو ایران کے بڑے بڑے انسانوں کے مولد ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اسی مردم خیز اور ادب نواز شہر میں ایک نوجوان علی محمد تھا۔ تاریخ جسے باب کے نام سے پکارتی ہے اور جو بہائی تحریک کا پیش رو تھا۔ ایران پر اس وقت ملاؤں کا اقتدار تھا۔ شہنشاہ سے لے کر معمولی شخص تک سب ملاؤں کے زیرِ اثر تھے۔ انھیں کے اشاروں پر حکومت کا کام چلتا اور انھیں کی خواہشات کے مطابق تمام معاملات طے ہوتے۔ یہ فضا ایسے انسان کے لئے سازگار نہ ہو سکتی تھی جو اپنے زمانے کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے ارادے رکھتا ہو۔ لیکن باب کی نگاہیں ایک نئی روشنی سے چمک رہی تھیں۔ اس کے سینے میں نئے تصورات کی آگ سلگ رہی تھی۔ اس نے ناسازگار حالات کی پرواہ نہ کی۔ اور اپنا پیغام دنیا کے روبرو پیش کر دیا۔

لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ انھوں نے اس کے الفاظ پر غور کرنا شروع کیا۔ سوچنے لگے۔ کہنے والا کیا کہتا ہے۔ فضا پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ یہ وہ سناٹا تھا جو آندھی سے پہلے چھایا کرتا ہے۔ آخر فضا میں کچھ حرکت پیدا ہوئی۔ جنھوں نے اس کے الفاظ کی اصلیت کو سمجھا وہ اس کی صف میں شامل ہو گئے۔ باب کو انھوں نے اپنا راہبر بنایا۔ اس کے اصولوں کے آگے اپنا سر جھکایا۔ لیکن یکلخت ایک طوفان اٹھا۔ مخالفت اور جوشِ تعصب کا وہ خوفناک طوفان جو ہر ایسے انسان کے خلاف اٹھا کرتا ہے۔ شور و غوغا کی صدائیں بلند ہوئیں اور ایران کے اس کونے سے اس کونے تک پھیل گئیں۔ علماء اور حکومت کے کارندے دونوں میدان میں نکل آئے۔ آخر بڑی اذیتوں کے بعد ۹ر جولائی ۱۸۵۰ء کے دن شہر تبریز کے چوراہے میں حکومت کے حکم سے علی محمد باب کو بندوقوں کی باڑھ مار دی گئی۔

لیکن باب نے جو نیا مذہب پیش کیا تھا اور جسے حکومت اور علماء دونوں کچلنے کی کوشش کر رہے تھے وہ اٹھا اور زور پکڑنے لگا۔ تھوڑے عرصہ میں باب کے پیرو ملک کے حصوں میں پھیل گئے۔ انھیں میں ایران کی مشہور بابی شاعرہ قرۃ العین بھی تھی۔ جسے دنیائے ادب میں طاہرہ کے پاکیزہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ طاہرہ اپنے نسوانی حسن۔ خداداد ذہانت اور ہمتِ عالی کی وجہ سے دنیا کی چند مشہور عورتوں میں بہت اونچا درجہ رکھتی ہے۔ وہ حوصلہ۔ وہ جرأت۔ وہ ہمت جو قدرت نے

العین کو عطا کی تھی کسی کسی کے حصے میں آتی ہے۔ یوں وہ عورت تھی۔ مشرقی عورت۔ بے بس اور لاچار۔ مجلسرائوں اور دہ داریوں کی خالص انتہائی فضا میں پلی ہوئی۔ لیکن اس کی ت پہاڑوں کی طرح بلند اور اس کا فیصلہ چٹانوں کی طرح تھا۔ جب نئے مذہب کا پیغام اس کے کانوں تک پہنچا۔ اس کی خوبیوں نے قرۃ العین کے دل کو اپنی جانب کھینچا تو ں نے ان تمام بندشوں اور رکاوٹوں کو ایک طرف پھینک دیا جو رقی رسم و رواج میں عورت کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں اور یدانِ عمل میں نکل کر اس نئی تحریک کو پھیلانے میں اپنی تمام تیں صرف کر دیں۔ قدرت کی طرف سے قرۃ العین کو ذہانت ذکاوت کا بہت بڑا ملکہ عطا ہوا تھا۔ اس نے اپنی ان خداداد بلیتوں سے اس تحریک کی ترقی میں بڑا کام کیا۔ اس کی زبان میں چھ ایسا رس اور اس کی تقریر میں کچھ ایسا جادو تھا کہ بڑے بڑے لم اس کی تقریریں سننے آتے تھے۔ اور سن کر مبہوت رہ جاتے تھے ص قرۃ العین کے ذاتی اوصاف و کمالات ایران کی ادبی تاریخ ے ایسے اجزا ہیں جن پر اسے ہمیشہ ناز رہیگا۔

قرۃ العین شاعرہ تھی۔ ایسی بلند مرتبہ شاعرہ جس کا کلام خیالات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا کرتا ہے۔ جس کے الفاظ دل کی گہرائیوں میں اتر جایا کرتے ہیں۔ لیجئے ذرا قرۃ العین کی ایک غزل سنئے اور اس کے شاعرانہ مرتبے کا اندازہ خود لگائیے۔

گر بتو افتدم نظر چہرہ بچہرہ رو بہ رو ‖ شرح دہم غمِ ترا نکتہ بہ نکتہ مو بہ مو
از پئے دیدنِ رخت ہمچو صبا فتادہ ام ‖ خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو
می رود از فراقِ تو خونِ دل از دو دیدہ ام ‖ دجلہ بہ دجلہ یم بہ یم چشمہ بہ چشمہ جو بہ جو
دورِ دہانِ تنگِ تو عارضِ عنبرین خطت ‖ غنچہ بہ غنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بو بہ بو
ابروی چشم و خالِ تو صید نمودہ مرغِ دل ‖ طبع بہ طبع دل بہ دل مہر بہ مہر خو بہ خو
مہرِ ترا دلِ حزیں بافتہ بر قماشِ جاں ‖ رشتہ بہ رشتہ نخ بہ نخ تار بہ تار پو بہ پو
در دلِ خویش طاہرہ گشت و ندید جز ترا
صفحہ بہ صفحہ لا بہ لا پردہ بہ پردہ تو بہ تو

یہ ہے وہ سادگی و سلاست جو قرۃ العین کی شاعری کو پاکیزگی اور صفائی کا ایسا بلند مرتبہ عطا کرتی ہے جو چوٹی کے شعرا کے حصے میں آیا کرتی ہے۔ ایک غزل اور سنئے اور دیکھئے کہ ایران کی اس جلیل القدر شاعرہ کے اچھوتے خیالات کس طرح کانوں سے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔

بہ دیارِ عشقِ تو ماندہ ام ز کسے ندیدہ عنایتے
بغریب تعزیتے مکن کہ تو بادشاہِ ولایتے
بنمودہ طاقت و صبر طے بکشم فراقِ تو تا بکے
ہمہ بند بندِ مرا چو نے بود از غمِ تو حکایتے
چو صبا برت گذر آوری ز بلاکشاں خبر آوری
رخِ زرد و چشمِ تر آوری چہ شود کنی تو غایتے
قدمے نہی تو بہ بسترم سحرے بناگہی از کرم
بہوائے قربِ تو بر پرم بدو بالِ ہم بجناحے
برہانیم چو ازیں مکاں بکشانیم سوئے لامکاں
گذرم ز جانِ جہانیاں کہ تو جان و جانِ خلقتے

یہی طاہرہ جس کے ادبی کمالات اور شاعرانہ استعداد ایران کے ادبی جسد میں ایک نئی روح پھونک رہے تھے بابی تحریک کی پیرو ہونے کی وجہ سے آخر ۱۸۵۲ء میں عین جوانی کے عالم میں گلا گھونٹ کر شہید کر دی گئی۔

ان لاتعداد افراد میں سے جنھیں باب کے بعد اذیتوں سے مارا یا جلا وطن کیا گیا طہران کے ایک وزیر کے فرزند مرزا حسین علی نوری بھی تھے۔ انھیں دنیا آج بہاء اللہ کے نام سے یاد کرتی ہے

اور یہی بہائی مذہب کے بانی تھے۔ آپ کو اپنے خاندان کے تمام افراد سمیت ۱۸۵۳ء میں ایران سے جلاوطن کر کے بغداد بھیج دیا گیا۔ جہاں آپ کا قیام ۱۸۶۳ء تک رہا۔ پھر آپ کو ایران کی حکومت کے ایما پر سلطانِ ترکی نے قسطنطنیہ طلب کیا اور اڈریانوپل میں نظر بند کر دیا۔ اس کے بعد آپ کو اپنے ۷۰ ساتھیوں سمیت فلسطین میں ترک قیدیوں کی بستی عکہ میں ساری عمر کے لئے قید کر دیا گیا۔ بہائی چالیس برس کے مسلسل قید و بند کے مصائب اُٹھانے کے بعد ۱۸۹۲ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

آپ کے بعد آپ کے سب سے بڑے فرزند عبدالبہاء کو اس قید خانہ میں مزید ۱۶ برس گذارنے پڑے بالآخر ۱۹۰۸ء میں جبکہ ترکی میں سیاسی انقلاب آیا اور حکومت کی باگ ڈور نوجوان [illegible] کے ہاتھوں میں چلی گئی تو انھیں قید سے رہا کر دیا گیا۔ آپ یہ عکہ سے حیفا چلے آئے اور انھوں نے اس شہر کو اپنی تحریک کا مرکز بنایا۔ آجکل یہ شہر بہائی تحریک کے حامیوں کا جو عبدالبہاء کے نواسے شوقی افندی کی قیادت میں ہیں آماجگاہ ہے۔

عبدالبہاء نے دنیا میں قیام امن کے لئے جو کام کیا تھا اس کے صلے میں حکومتِ برطانیہ کی طرف سے انھیں ۱۹۱۹ء میں سَر کا خطاب ملا۔

بہرصورت بہاءاللہ نے قید خانے کی سلاخوں کے پیچھے [illegible] کو دنیا میں پھیلایا اور ان کے فرزند عبدالبہاء نے ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۳ء تک یورپ و امریکہ کا سفر کر کے پہنچے والا کے پیغام کو ہستی [illegible] اقوام تک پہنچانے کی شبہ جاری رکھی۔ ان سرگرمیوں کی وجہ سے بہائی لٹریچر آج دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

یہ تو ہے بہاءاللہ کی شخصیت اور ان کی تحریک کا ہلکا سا خاکہ۔ اب اس جگہ ان کے متن کو بھی چند لفظوں میں بیان کر دینا مناسب ہوگا۔

"ہمارا مقصود دنیا کی بہتری اور اقوامِ عالم کے امن کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں فتنہ پرور سمجھ کر قابلِ سزا بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب ایک ہو جائیں اور دنیا کے بسنے والے سب کے سب آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔ مذہبی اختلافات اور رنگ و نسل کے امتیازات جو انسان کے مرتبہ کو کم کرنے کا موجب ہو رہے ہیں درمیان سے ہمیشہ کے لئے اُٹھ جائیں۔ بس یہی ہمارے اصول ہیں جن کی ترقی کے لئے ہم کوشش میں ہیں۔ اقوامِ عالم کے موجودہ افسوسناک اختلافات اور انسان کو تباہ کرنے والی یہ دردناک لڑائیاں ایک نہ ایک دن ختم ہو کر رہینگی۔ جن کے بعد اس مصیبت بھری دنیا میں ایک عظیم الشان امن کا دَور دورہ ہوگا۔ یہ مخالفتیں اور یہ خون خرابے ختم ہو جانا چاہئیں اور تمام انسانوں کو ایک ہی کنبے کے افراد کی طرح مِل جُل کر پیار محبت سے رہنا چاہیے۔ انسان کو اِس بات پر فخر نہ ہونا چاہیے کہ اُسے اپنے وطن سے محبت ہے بلکہ اس بات پر فخر ہونا چاہیئے کہ تمام بنی نوع انسان سے محبت ہو۔"

شوقی آفندی جو اس تحریک کے موجودہ لیڈر ہیں اس کے اصول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"معاشرت کی موجودہ بنیادوں کو تبدیل کرنے کی بجائے اس تحریک کا مقصد اسے اس قدر مضبوط اور فراخ کرنا ہے کہ وہ اِس بدلتی ہوئی دنیا کی نت نئی ضروریات پر پوری اُتر سکے۔"

بہاءاللہ نے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

تم سب ایک درخت کے پھل اور ایک ہی شاخ کے پتے ہو۔

تمام مذاہب روحانیت کی ایک ہی شاہراہ سے نکلے ہیں۔ اِسلئے ایک ہیں محض اُن کی ظاہری صورتیں اور طَور طریقے بدل گئے ہیں جس کی اصلی وجہ جغرافیائی حالات اور تاریخی وجوہات کے سوا کچھ نہیں۔ مذہب کا کام تو تمام انسانوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ اگر اس سے انسان جُدا جُدا ہوکر مختلف گروہوں میں بٹ جائیں تو پھر بہتر یہی تھا کہ مذہب نہ ہوتا۔ بہاراللہ عورت اور مرد دونوں کے مساوی حقوق قائم کرتے ہیں۔ یعنی لڑکے اور لڑکیاں کو ایک جیسی تعلیم وتربیت دلانے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو کام کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ ہونا چاہیئے کہ بیکار امیر اور بیکار غریب سماج میں دونوں کا وجود نہ ہو۔

بین الاقوامی اتحاد قائم کرنے کی غرض سے وہ دُنیا کی تمام اقوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے میل جول میں خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کی خاطر باہمی سمجھوتے سے ایک زبان منتخب کرلیں جو تمام سکولوں میں پڑھائی جائے اور اسی کے ذریعے گفت وشنید ہوا کرے۔ انھوں نے انصاف کے لئے بین الاقوامی عدالت قائم کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس عدالت کا مقصد دُنیا کے تمام سیاسی تنازعات کو مٹانا ہوگا۔ یہ تو تھی بہائی مذہب کے اصول کی ایک خفیف سی جھلک۔ اب ایک بہائی مناجات بھی سُن لیجیے۔

اے خدائے پرعطائے ذوالمنن ‖ واقفِ جان و دل و اسرارِ من

[..]در سحرہا مونسِ جانم توئی ‖ مطلع بر سوز و سرِ مانم توئی

[..]رولے پیوست باذکرت دمے ‖ جز بغم تو می بجوید محرمے

[..]ن شود آں دل کہ بریانِ تو نیست ‖ کور بہ چشمے کہ گریانِ تو نیست

[..]شبانِ تیرہ وتار اے قدیر ‖ یادِ تو در دل چو مصباحِ منیر

[..]ازعنایاتت بدل بشتے بدم ‖ تا عدم گردد زلطفِ تو قدم

دریافت مگر و درت دریا ‖ بنگر اندر فضل خود اے ذوالعطا

این طیورِ بال و پر اشکستہ را

از کرم بال و پرے احساں نما

# ترکیب وتحلیل

قدرت نے سلسلۂ کائنات میں ترکیب وتحلیل کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ عالمِ ہستی میں ہر چیز جو ایک وقت ترکیب پاتی ہے آخر کار وہ ترکیب تحلیل ہو جاتی ہے۔ تمام اشیاء میں بلا استثناء یہ قانون کارفرما ہے۔ جو اجزاء باہم ملائے جاتے ہیں اسیوقت وہ جُدا جُدا ہو جاتے ہیں۔ ایک پودا زمین سے اُگتا ہے مختلف اجزاء سے ترکیب پاکر درخت بنتا ہے۔ اپنی عمر پوری کرکے پھر اُس کے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں۔ انسان کے اجزاء باہم مل کر پوری ہیکل ہو جاتی ہے۔ ایک وقت تک دُنیا میں یہ ہیکل کام کرتی ہے۔ ایک وقت آتا ہے جب تمام اعضاء کے ذرّے بکھر جاتے ہیں اور خاک میں مل جاتے ہیں۔ یہ قانونِ ترکیب وتحلیل جیسے ایک ہیکلِ انسانی پر عامل ہے ویسے ہی ایک قوم کی ہیئتِ اجتماعی پر بھی عامل ہے۔ قوم ایک وقت پیدا ہوتی ہے چند متناسب اجزاء یعنی افراد کسی مشترکہ مقصد کی [..] سے ایک ہوکر قوم بنتے ہیں۔ یہ قوم ترقی کرتی ہے اور اپنی عمرِ طبعی پوری کرنے کے بعد پراگندہ ہو جاتی ہے۔ ابتداءِ عالم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور آخر تک ایسا ہی ہوتا چلا جائیگا اسوقت بھی ہماری آنکھوں کے روبرو ایسی قومیں اور جماعتیں موجود ہیں جو اپنی ہیئتِ اجتماعیہ کی ترکیب ضائع کرکے تحلیل

و انتشار کی بھنور میں پڑی ہوئی امواجِ فنا کے تھپیڑے کھا رہی ہیں۔ دنیا کی کوئی قوم اس قانون کی زد سے باہر نہیں رہ سکتی۔ تغیر و انقلاب' کائنات کا ایک ضروری اور نیچرل عمل ہے۔ کسی قوم کا اپنے آپ کو اس عمل و اثر سے مستثنیٰ قرار دینا کھلی نادانی ہے۔ جیسے ایک انسان خواہ کتنی ہی کوشش کرے بوڑھاپے کی آمد کو روک نہیں سکتا۔ اور بڑھاپے کو پہنچکر اس کے اثرات سے بچ نہیں سکتا۔ یہی حال ہر قوم اور ہر جماعت کا ہوتا ہے۔ باوجودیکہ دنیا میں متعدد قومیں دعوے کر رہی ہیں کہ ہمارے زوال اور خاتمہ کا وقت نہیں ہے۔ لیکن عین اس دعوے کے وقت وہ اپنے اجزاء کی تحلیل اور پراگندگی پر ماتم بھی کرتی نظر آتی ہیں۔ اپنے اخبارات میں' جلسوں میں۔ باہمی ملاقاتوں میں اپنی ابتری کا رونا روتی رہتی ہیں اور ترکیب و تحلیل کا قانون جیسے افراد اور اقوام پر حاوی ہے اصلاحی تحریکات اور شریعتوں پر بھی حاوی ہے۔ کوئی اصلاحی تحریک یا شریعت ایسی نظر نہیں آتی جو ہمیشہ یکساں رہی ہو۔ ایک زمانہ ہوتا ہے جب کوئی اصلاحی تحریک یا شریعت مرتب و مدون ہوتی ہے۔ اپنے اثرات پھیلاتی ہے۔ آخر وہ وقت بھی آتا ہے جب وہ اصلاحی تحریک یا شریعت اپنے عمل و اثر میں کمزور پڑ جاتی ہے۔ اس کے بہت سے قوانین نافذ العمل نہیں رہتے۔ ان میں وہ اگلی سی کشش اور روح باقی نہیں رہتی لوگ بڑے دعوے سے کہتے رہتے ہیں کہ ہماری شریعت ابدی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ خود اس شریعت کو عملاً جاری نہیں رکھ سکتے۔ بلکہ اسی اپنی شریعت کے احکام کو عملی طور پر متروک و منسوخ۔ غیر قابلِ عمل قرار دیتے رہتے ہیں۔ یہ اسی لئے ہوتا ہے کہ تمام چیزیں ترکیب و تحلیل کے ماتحت بدلتی رہتی ہیں۔ شریعت بھی اس قدرتی قانون سے باہر نہیں رہ سکتی انسان خواہ کتنا ہی انکار کرے عملی طور پر چار و ناچار نیچرل اثر کے ماتحت وہی کرتا ہے جو قانونِ قدرت کراتا ہے۔

دنیا کے شروع سے ہر قوم نے کہا کہ ہماری شریعت مکمل ہے اس کے بعد اب کوئی شریعت نہ آئے گی۔ لیکن قدرت نے نئی شریعت بار بار بھیجی۔ قومیں چیختی رہ گئیں اور قدرت کی شریعت جاری ہوکر رہی۔

قوموں نے ہمیشہ دعویٰ کیا کہ ہمارا زوال اور خاتمہ نہیں ہوگا مگر کوئی قوم زوال و خاتمہ سے نہ بچی۔ اِن واقعات کا بھی کسی قوم کو انکار نہیں۔ لیکن اُن کی آنکھ نہیں کھلتی۔

حقیقت میں قانون ترکیب و تحلیل کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے جب ایک قوم کا شیرازہ بکھر جائے تو اُسے فوراً آنکھ کھول کر دیکھنا چاہیئے کہ ہمارا پُرانا شیرازہ منتشر ہوگیا ہے تو قدرتی عمل کے مطابق نیا شیرازہ بننا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ترکیب کے لئے تحلیل ہے اور ہر تحلیل کے بعد نئی ترکیب ہے۔ تحلیل شدہ قوم کو نئی ترکیب کی تلاش کرنی چاہیئے۔ جو قدرتی تقاضا ہے وہ ضرور رونما ہوکر رہیگا۔ اسی طرح جب ایک شریعت مضمحل اور بے اثر ہو جائے تو جستجو کرنی چاہیئے کہ اب قدرت نے نئی شریعت کہاں اور کس طرح ظاہر فرمائی ہے۔

بیشک جیسے اجسام کے ذراتی اجزاء وہی ہوتے ہیں جو اس کائنات میں گردش کرتے رہتے ہیں اسی طرح شریعت کے ترکیبی اجزاء بھی وہی ہیں جو ہمیشہ سے اس عالم میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن یقیناً ہر نئے زمانہ میں شریعت کی تشکیل نئی ہوتی ہے۔ جبتک نئی تشکیل نہ ہو شریعت زندہ نہیں رہ سکتی اس نئی تشکیل سے وہی لوگ گھبرا اٹھتے ہیں جو ترکیب و تحلیل کے

قانون سے غافل رہتے ہیں۔ یہ عمل ایک قدرتی عمل ہے جو ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔

ہمارے موجودہ زمانہ میں قدرت نے اس عمل کا ایک شاندار مظاہرہ کیا ہے۔ ہم سب دیکھتے ہیں کہ دنیا کی تمام قومیں اپنی اصلی ترکیب واجتماعیت کو ضائع کر چکی ہیں۔ اس لئے قدرت نے ایک نئی ترکیب نمودار کی ہے۔ تمام چھوٹے چھوٹے قومی دائروں کو توڑ کر ایک بڑا اور محیط دائرہ بنایا ہے جسمیں تمام مشرقی اور مغربی سیاہ وسفید ایک ہوکر رہینگے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل تمام مذاہب اور شریعتیں پرانی ہیں۔ ان کی قوتیں تحلیل ہو چکی ہیں۔ اس لئے قدرت نے شریعت کی نئی تشکیل کی ہے، جسے ہم شریعتِ بہائی کی صورت میں نمودار دیکھتے ہیں۔ اس نئی تشکیل شریعت میں سابقہ شرائع بغیر اس طرح کھپ گئی ہیں جیسے مختلف نہریں دریا میں آکر ایک ہوجاتی ہیں۔ یہ نئی تشکیلِ شریعت اقتضائے وقت کے مطابق ہے۔

تمام سوچنے والوں کو اس امر پہ غور کرنا چاہئے۔ لفظی بحث ومباحثہ کر کے خدا کی قدرتی کارروائی کو ٹالنا ممکن نہیں ہے۔ خدا کی ہر نئی تشکیلِ شریعت کو لوگوں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ مگر خدا کی مشیت اپنا کام کر گئی۔ ترقی کی طرف قدم بڑھانیوالے مستعد لوگ اسے قبول کر کے آگے بڑھ گئے اور فضول جھگڑے کرنے والے جھگڑے ہی کرتے ہلاک ہوگئے۔ اب بھی وہی معاملہ درپیش ہے۔ ہمیں ہوشیاری سے کام لینا چاہئے۔

# ضرورتِ وقت

(از جناب اسفندیار بختیاری)

ہم موجودہ حالت کا مطالعہ کرتے ہیں تو روشن ہو جاتا ہے کہ تمام نوعِ بشر کا اتحاد ہی کامیابی وترقی کا راستہ ہے۔ آج تمام اقوام مل کر ہی زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ اگر صرف ایک قوم زندہ رہنا چاہے اور دوسروں کو مٹا دینا چاہے تو وہ خود ہی زندہ نہیں رہ سکتی۔ مثلاً اگر ہم ہندو ہیں اور چاہیں کہ ہم ہی زندہ رہیں اور باقی قومیں صفحۂ ہستی سے نیست ونابود ہوجائیں تو ہرگز ممکن نہیں۔ اگر ہم مسلمان ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری قوم ہی زندہ رہے اور دوسری قومیں فنا ہوجائیں تو یہ بھی محال ہے۔ اسی طرح اگر ہم یہودی وعیسائی۔ زرتشتی ہیں اور صرف اپنی قوم کی بقا اور دیگر اقوام کی فنا چاہتے ہیں تو ہرگز بامراد نہ ہونگے۔ کیا ایک قوم دنیا کی تمام قوموں کو مٹا کر خود زندہ رہ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

ایک قوم دوسری تمام اقوام کو نابود کر ڈالے یہ ناممکن ہے نہ صرف یہ بلکہ اگر قوم کے اندر جو بکثرت فرقے پیدا ہوگئے ہیں اگر ان فرقوں میں سے ایک فرقہ یہ چاہے کہ خود زندہ رہنے کیلئے باقی اپنی قوم کے تمام فرقوں کو مٹا دے تو یہ بھی ہرگز ممکن نہیں۔

یہ تو ہوا اہلِ مذاہب کے متعلق۔ اب اگر ہم لامذہب کی حیثیت میں ہوکر چاہیں کہ لامذہب لوگ ہی زندہ رہجائیں

...اہل مذاہب سب فنا ہو جائیں تو یہ بھی محال و ناممکن ہے
... یہ بھی قابلِ غور ہے کہ کیا مذاہب کی اصلاحات سے
...ل قطع نظر کرکے لامذہب لوگ تمام دُنیا کی نظم و ترتیب یعنی
...ا انتظام کرسکتے ہیں یا آجتک کرسکے ہیں؟

اِسی طرح اگر ہم مشرقی ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ مشرقی
...یں زندہ و پائندہ رہیں اور مغربی اقوام ہلاک ہو جائیں یا اگر
...س اگر ہم مغربی ہیں اور خود زندہ رہ کر اقوامِ شرق کو تباہ کرنا
...ہتے ہیں تو کیا اسمیں ہمیں کامیابی ہوگی اور ایسے عمل کے نتیجے میں
...خود بھی زندہ رہ سکیں گے؟

یہاں پہنچکر اَب ہم تمام جہان کے لوگوں سے یہ پوچھتے
... کہ اب ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

"پس چہ باید کرد اے اہلِ جہاں"

... کے جواب میں ہر انصاف پسند عاقل یہی کہیگا کہ ہم ایک ایسے
...یر قانون کے محتاج ہیں جو امن و اتحادِ عالَم کا ذمہ دار ہو۔ تمام
...ں کے اتحاد کی تنظیم ہی دنیا میں امن و ترقی کا موجب ہے۔

پھر اِن تمام باتوں پر نظر ڈالتے ہوئے ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے
...یا یہ ضرورت اور ایسی مشکلات پہلے بھی پیش آچکی ہیں یا نہیں
...یخ اور واقعاتِ عالَم کو دیکھنے سے روشن ہو جاتا ہے کہ ایسی
...کلات دنیا میں بارہا پیش آچکی ہیں اور ان کا علاج بھی کیا
...چکا ہے۔

مثلاً ایران میں ایک وقت ایسا تھا کہ گھر گھر لڑائی تھی۔
...ہ محلہ میں ایک ایک شخص خود مختار حاکم بنا بیٹھا تھا۔ عیاد تخانوں
...بھی جنگ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ حضرت زرتشت
... اپنی روحانیت اور تعلیم سے اُن لوگوں میں ایک رُوحِ محبت
...ک دی۔ حضرت زرتشت کے قانون پر عمل کرکے ایران پھر
ایکمرتبہ بامِ ترقی پر پہنچ گیا۔

پھر آہستہ آہستہ عروج سے زوال شروع ہوا اور ایران کی حالت
بگڑ گئی۔ کیونکہ ایرانی اپنے خراب اعمال کی وجہ سے پست ہو گئے۔

تب عرب میں حضرت محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مسلمانوں کی توجہ
ایران کی طرف ہوئی۔ ایران کی حالت کا تقاضا تھا کہ اسمیں مؤثر اصلاح
کی جائے۔ چنانچہ اسلام کے ذریعے ایک مرتبہ ایران پھر زندہ ہو گیا۔
اور اُس نے دنیا میں عزت حاصل کرلی۔

بات یہ ہے کہ جیسے ایک کالج کے قوانین کی پابندی کرنے
سے ہی طالب علم ترقی کرسکتا ہے ورنہ اُسے کوئی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی
اِسی طرح سمجھنا چاہیئے کہ انسان ایک شریعت کے ماتحت قوانین کی پابندی
کرکے دین و دُنیا میں فلاح و بہبودی حاصل کرسکتا ہے۔ کائنات کی
قوۂ کلیہ کے ماتحت موسم۔ بارش۔ بجلی۔ ہوا سب کچھ ہے انسان
اِن چیزوں کے زیر اثر ہے۔ لہٰذا ایسے قانون کی ضرورت ہے جو انسان کو
قوۂ کلیہ کے مطابق عمل کرکے فائدہ اٹھانا سکھادے۔ اسی طرح اخلاق و
اعمال انسانی کو سیدھے راستے پر چلانے کے لئے شریعتِ حق کی
ضرورت ہے تاکہ انسان مادی زندگی کے ساتھ ساتھ روحانی زندگی
میں بھی کامیاب ہو۔

جب دُنیا کے لوگ شریعتِ حق پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں
اور غلط راہوں میں بھٹکنے لگتے ہیں تو دستِ قدرت مدد کے لئے
نمودار ہوتا ہے۔ خداوندِ عالَم اپنے کلام کی نئی تجلی ظاہر کرتا ہے
کسی انسان کو اپنا نمائندہ یا پیغمبر بناتا ہے تاکہ لوگ نئے سرے سے
شریعتِ حق پر قائم ہو جائیں۔ اس قانونِ قدرت کے مطابق اس نئے
زمانہ میں خدا نے حضرت بہاءاللہ کو برپا کیا ہے اور ایسے احکام
دیئے ہیں جن پر عمل کرکے انسان نئی زندگی حاصل کرسکتا ہے اور کر رہا ہے
مختلف اقوام و ممالک کے لوگ امرِ بہائی کے خیمے تلے آکر نئے سانچے میں

دُھل گئے ہیں اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ تمام مذہبی۔ قومی۔ نسلی۔ وطنی تعصبات کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ باہم متحد ہو رہے ہیں تمام نوعِ انسانی میں اتحاد پھیلا رہے ہیں۔ آج کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ وقت کی اقتضاء کے مطابق ہمیں پروگرام ملے۔ یہ مقصد حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات سے بخوبی پورا ہوتا ہے۔

# اتحادِ اقوام

## ایک تقریر کا خلاصہ

عزیزو! متفرق اجزاء کا متحد ہوکر کام کرنا ہی زندگی ہے۔ قوم کے افراد کا متفق ہوکر زندگی بسر کرنا قومی زندگی کا ظہور ہے آجکل ضرورت ہے کہ تمام نوعِ انسان مِل جُل کر ترقی کرے سب انسانوں کو ایک ہی قوم بن جانا چاہیئے۔ زمانے کی رُوح ہمیں پکار رہی ہے کہ ہم سب ایک ہو جائیں۔ وحدت ہی ہماری اعلیٰ زندگی کا مرکز ہے۔ ایکتا کے بغیر ہم کچھ بھی ترقی نہیں کرسکتے۔ محبت یا پریم ہی ہمیں اونچے درجے پر پہنچا سکتی ہے محبت اور سچی محبت اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک ہمارے دِل صاف نہ ہوں۔ ہمارے دل اُسوقت تک صاف نہیں ہوسکتے جب تک ہمارے خیالات پاک نہ ہوں۔ ہمارے خیالات اُسوقت تک پاک نہیں ہوسکتے جب تک ہم سچائی پر قائم نہ ہوں۔ سچائی پر ہم اُسوقت تک قائم نہیں ہوسکتے جب تک آزادی سے سوچ وِچار نہ کریں۔ اور آزادی سے ہم اُسوقت تک سوچ وچار نہیں کرسکتے جب تک ہم سچائی کو سب کی مشترکہ چیز نہ سمجھیں۔ جبتک ہم یہ سمجھتے رہینگے کہ ساری سچائی ہمارے ہی حصہ میں آئی ہے ہم آزادی سے غور و فکر نہیں کرینگے اور جب تک ہم یہ اعتقاد رکھینگے کہ صداقت صرف ہمارے ہی مذہب میں محدود ہے اُسوقت تک روشنی کی عالمگیر قوت سے واقف نہ ہونگے۔ صداقت ایک مشترکہ مالیت ہے جو تمام نوعِ انسان کیلئے خدا نے پیدا کی ہے۔

یہ ایک بلا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ ایک آفت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے پیغمبر کو باطل قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ سب پیغمبر جو کسی شریعت کے لانے والے تھے اور جن کے زیرِ سایہ بے شمار نفوس تربیت پاتے رہے سب برحق تھے۔ خدا کی کتابیں سراسر حقیقت سے لبریز ہیں۔ سب مذاہب حق ایک ہی حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔ ہم سالہاسال سے ملک میں مناظرے ہوتے دیکھتے ہیں جن کا نتیجہ خراب ہی نکلا ہے۔ مناظروں میں ہمیشہ دونوں فریق ایکدوسرے کے خیال کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں۔ ایکدوسرے کے بزرگوں اور کتابوں پر الزامات لگاتے ہیں۔

ہم نے ایک مسلمان احمدی مناظر اور ہندو آریہ سماجی مناظر سے جبکہ دونوں ہمارے مہمان تھے، ایک گذارش کی تھی کہ آپ حضرات تیس سال سے باہم مناظرہ کررہے ہیں اور نتیجہ

سوائے جنگ و فساد کے کچھ نہیں ہوا۔ اب ہم ایک طریق مناظرہ عرض کرتے ہیں۔ اگر آپ صاحبان یہ کردہ مناظرہ کریں تو اُمید ہے کہ بہت عظیم فائدہ ہوگا۔ وہ طریق یہ ہے کہ ایک بڑا رجسٹر لیجئے اسمیں ہر صفحہ پر دو کالم بنالیجئے۔ کسی ایک مقررہ عنوان پر ایک کالم میں وید منتر لکھئے۔ اسی مضمون پر دوسرے کالم میں قرآنی آیات لکھئے اور دیکھئے کہ دونوں میں تطابق کہاں تک ہے۔ تطابق نظر آنے کی صورت میں دونوں فریق دستخط کر دیں کہ ان ان مسائل میں ہم متفق ہیں۔

ہمارا خیال ہے اس طرح تطابق بکثرت ملیگا۔ باقی جو اُمور مختلف فیہ رہ جائیں اُن پر پھر نظر ثانی کی جائے۔ اور کسی اتحاد پسند عالم مذاہب سے بھی اسمیں مدد لی جائے۔ ممکن ہے کہ بہت سی اختلافات میں صورتِ اتحاد پیدا ہو جائے۔ ہمارا وجدان یہ کہتا ہے کہ اختلاف اس قدر کم رہ جائیگا جو قابلِ توجہ بھی نہ ہوگا۔ بہت سے اختلافات ایسے ہیں جو ظاہر میں سراسر اختلاف ہیں اور باطن میں اتحاد ہیں۔ مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے کہ اگر ہمارے کوئی بزرگ اسوقت کسی سرد مقام پر ہوں تو گرم کپڑے پہن رہے ہونگے اور ہم جو گرم مقام پر ہیں ٹھنڈے کپڑے پہن رہے ہیں۔ ظاہر میں یہ بالکل اختلاف ہی لیکن درباطن یہ دو رنگی ایک ہی قانون کے ماتحت عمل میں آرہی ہے۔ قانون یہ ہے کہ صحت قائم رکھنے کے لئے کپڑے پہنے جائیں۔ اس ایک ہی قانون کے مطابق ہم گرم مقام پر ٹھنڈے کپڑے پہنتے ہیں اور ہمارے بزرگ اسی قانون کی رو سے سرد مقام پر گرم کپڑے پہن رہے ہیں۔ یہ تو حقیقت میں اتحاد اور عین حکمت و دانائی ہے۔ اسی طرح ملک اور آب و ہوا اور خاص حالات کے ماتحت مختلف مذاہب میں مختلف حکم دیئے گئے جو اپنے اپنے وقت اور مقام پر سراسر حکمت پر مبنی تھے۔ اختلاف تو دو بھائیوں کے ذوق میں۔ عادت میں طرزِ زندگانی میں بھی ہوتا ہے۔ وسعتِ قلبی اور رواداری سے کام لیں تو امن و سکون حاصل ہو سکتا ہے ؎

دُنیائے مذاہب میں تعصب کو مٹا دو
جو آگ بھڑکتی ہے دلوں میں وہ بجھا دو

وحدت کی تجلی سے منور ہو زمانہ
خوشبوئے محبت سے معطر ہو زمانہ

یہ تفرقے اقوام کے مٹ جائیں سراسر
سب ایک ہوں اور امن و اماں پائیں سراسر

دُنیا میں جو پھیلی ہیں تعصب کی بلائیں
پھیلاتی ہیں وہ روز ہلاکت کی وبائیں

آرام سے رہتے تھے سب انسان جہاں پر
اب آگ برستی ہے شب و روز وہاں پر

رنج و الم و حسرت و ماتم ہے لڑائی
سمجھو تو حقیقت میں جہنم ہے لڑائی

انسان کو انسان سے لڑنا نہیں اچھا
انسان کی فطرت کا بگڑنا نہیں اچھا

واللہ جس انسان کے سینے میں ہو کینہ
وہ اہلِ حقیقت کی نظر میں ہے کمینہ

ہر اک کو بڑا بننے کا ارمان بڑا ہے
جو اُنس میں بڑھ کر ہے وہ انسان بڑا ہے

جو اُنس سے خالی ہو وہ انسان نہیں ہے
انسان کی اس سے بڑی پہچان نہیں ہے

انسان ہو انسان تو ملائک سے ہے بڑھ کر
ورنہ یہی انسان ہے حیوان سے بد تر

# ایک ہی
# زبان۔ تحریر۔ وزن۔ سکہ

موجودہ زمانہ عالمگیر اشتراک و اتحاد کا زمانہ ہے۔ قدرت نے ایک ایسی برقی رَو چلائی ہے جو دلوں اور دماغوں کو باہم متصل کر رہی ہے۔ رُوحانی پہلو سے دیکھئے تو مختلف مذاہب آپس میں قریب ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن مذاہب کے لٹریچر کا پتہ نہ لگتا تھا آجکل گم شدہ کتابیں بھی نمودار ہوگئی ہیں اور جس قدر مذاہب کا مشترکہ مطالعہ کیا جاتا ہے یہ حقیقت روز بروز آشکار ہوتی جا رہی ہے کہ درصل مختلف مشرقی و مغربی مذاہب کی تعلیمات ایک ہی یا ایک سی ہیں۔ جتنا اختلاف سمجھا جاتا تھا اتنا اختلاف نہیں ہے۔ اگر ظاہری تشکیل اور فروعات کو رواداری کی نظر سے دیکھا جائے تو سارے مذاہب اصول اور حقیقت میں ایک ہی مذہب ہیں۔

موجودہ معاشری اور اقتصادی حالات پر نظر ڈالی جائے تو قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ تمام اقوامِ عالم کے تعلقات باہم وابستہ ہوگئے ہیں۔ آجکل کوئی قوم تنہا رہ کر زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ تمام قوموں کو مل کر ہی موجودہ دور میں زندگی کا سفر طے کرنا ہوگا۔ اور سب باہم متحد ہو کر ہی ترقی کے میدان میں دوڑ سکتے ہیں۔ جس قدر اتحاد و اشتراک مضبوط ہوگا اسی قدر ترقیات کا دائرہ وسیع ہوگا۔ اشتراک و اتحاد کی وسعت جن ذرائع سے ہوسکتی ہے وہ بہت ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تمام ملکوں میں ایک ہی زبان بولی جائے۔ ساری دُنیا کی کتابیں ایک ہی زبان میں لکھی جائیں اس کے لئے تمام بادشاہوں اور عالموں کو مل کر موجودہ زبانوں میں سے کسی ایک زبان کو منتخب کر لینا چاہیئے۔ یا ایک نئی زبان ایجاد کر لینی چاہیئے اور ایک نیا طرزِ تحریر پیدا کرنا چاہیئے جو تمام دُنیا میں یکساں رائج ہو۔ تاکہ تمام جہان ایک زبان بولے اور ایک طرح لکھے۔ اِس سے بے شمار فائدے ہونگے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اقوامِ عالم اتحاد و اشتراک سے جلد فائز ہونگی۔ میل ملاپ آسان ہو جائیگا۔

اشتراک و اتحاد کے لئے ایک یہ بات بھی ضروری ہے کہ تمام دُنیا میں آجکل ناپ تول کے حساب میں جو اختلاف اور فرق ہے اُسے دور کر دیا جائے۔ مختلف ملکوں کے پیمانے اور وزن کے آلات مختلف ہیں۔ بلکہ ایک ہی ملک میں مختلف وزن اور پیمانے رائج ہیں۔ ہندوستان ہی میں دیکھ لیجئے کہیں اسّی تولے کا سیر ہے کہیں سو تولے کا۔ اور کہیں بیس تولے کا۔ اسی طرح پیمانے مختلف ہیں۔ اِس قسم کے اختلافات سے بہت سی مشکلات اور تکالیف اور حساب کی اُلجھنیں ہوتی ہیں۔ جن کی تفصیل کے لئے بڑی بڑی کتابوں کی ضرورت ہے۔

یہاں ہمیں یہی عرض کرنا ہے کہ عالمِ انسانی کے اتحاد واشتراک کے لیے تمام دُنیا کے مُلکوں میں وزن اور پیمانے کا یکساں حساب ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس طرف حکومتیں توجہ کر رہی ہیں۔ لیکن یہ کام جس قدر ضروری اور فوری توجہ کا مستحق ہے اُس قدر توجہ نہیں ہوئی۔ ضرورت ہے کہ جلد اور پوری توجہ سے کام لیا جائے۔

اِسی طرح دُنیا میں مختلف سکّوں اور اُن کے مختلف اندازوں سے بھی بہت دشواریاں پیش آرہی ہیں۔ ایک جگہ کا سکہ دوسری جگہ کم قیمت میں چلتا ہے جس سے بڑے بڑے نقصانات ہوتے رہتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ ایک جگہ کا سکہ دوسری جگہ قبول نہیں کیا جاتا جس سے عوام کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے تمام بادشاہانِ عالم متحد ہوکر ایک ایسا انتظام کریں کہ دُنیا بھر میں سکّے یکساں ہوں اور یکساں طور پر قبول کیے جائیں۔ اِس طرح دُنیا کی ایک بڑی تکلیف دور ہوکر مشترکہ فوائد اتحادِ عالم کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ چیزیں بھی دُنیا کی نئی تنظیم میں نہایت قابلِ توجہ ہیں۔ مقصد یہ نہیں کہ انھیں باتوں سے دُنیا میں اشتراک و اتحادِ کامل پیدا ہوجائیگا۔ مُدعا یہ ہے کہ اتحاد واشتراک کے لئے یہ اُمور بھی نہایت ضروری ہیں جو ہرگز نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ یہ نظامِ عالم جو عنقریب رونما ہونے والا ہے اِس قسم کی تمام باتوں کو مکمل طور پر رائج کریگا۔ اور دُنیا کی تعمیر حسنِ تکمیل سے معمور ہوجائے گی۔

# حضرت شیخ احمد احسائی کی ماموریت

## ماخوذ از کتاب مطالع الانوار "ڈان بریکرز"

اُس وقت جبکہ دینِ محمدی کی روشن حقیقت پر اسلامی فرقوں کی خانہ جنگی اور مذہبی دیوانگی کی تاریکی چھارہی تھی اُفقِ مشرق سے آسمانی ہدایت کا ایک چمکدار ستارہ نمودار ہوا جس کا نام شیخ احمد احسائی تھا۔ آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں نے شیرازۂ اتحادِ اسلامی کو منتشر کر دیا ہے۔ اُس کی قوت کو کمزور اور اُس کے مقصد کو ملیا میٹ کر دیا ہے اور اسلام کے مقدس نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ فرقہ شیعہ کے باہمی فسادات، تنازعات اور فاسد خیالات کو دیکھکر آپ کا دل روحانی بے چینی میں مبتلا ہوگیا۔ وہ نور جو آپ کے اندر روشن تھا اس سے الہام پاکر آپ اپنی بے خطا بینائی۔ پختہ ارادہ اور بے نظیر انقطاع کے ساتھ اُٹھے تاکہ آپ دینِ مبین کی اِس تذلیل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں جو اس خطاکار قوم کے ہاتھوں ہورہی تھی۔ اپنے اس کام کی عظمتِ شان کو محسوس کرکے آپ نے نہایت جوش کے ساتھ نہ صرف شیعوں کو بلکہ مشرق کے تمام مسلمانوں کو پرزور دعوت دی تاکہ آپ ان کو خوابِ غفلت سے بیدار کریں اور اُس آنے والے موعود کے لئے راستہ طیار کریں۔ جو وقت کے پورا ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا جس کا نور ہی صرف واحد طور پر تعصب و جہالت کی اس تاریکی کو دور کرسکتا تھا جو اِس دینِ مبین پر چھائی ہوئی تھی۔ خلیجِ فارس کے جنوب میں ایک

جزیرہ تھا جو آپ کا وطن اور آپ کے خویش و اقارب کا مسکن تھا مشیتِ الٰہی سے ہدایت پاکر آپ نے اپنے وطن اور خویش و اقارب کو چھوڑا اور وہاں سے روانہ ہوئے تاکہ آپ اسلامی مقدس کتابوں کی آیات کے اِن مخفی مطالب اور اسرار کو ظاہر کریں جن سے ایک نئی ہستی کے ظہور کا پتہ چلتا تھا۔ آپ کو اُن خطرات کا اچھی طرح علم تھا جو اس راستہ میں آپ کو پیش آنے والے تھے۔ اور آپ اس کام کی اہم ذمہ واری کو اچھی طرح محسوس کر رہے تھے۔ آپ کو اس امر کا بھی پورا پورا یقین تھا کہ دینِ اسلام کے اندر کیسی ہی پُرتاثیر اصلاحات کی جائیں پھر بھی اِس قوم کی اصلاح ناممکن ہے۔ مشیتِ الٰہی میں یہ کام صرف آپ ہی کے لیئے مقدر تھا کہ آپ یہ بات پوری طرح ظاہر کردیں کہ ایک مختارِ مطلق ہستی کے ظہور کے سوا جس کی اسلامی کتابیں پیشگوئی کرتی ہیں اور کوئی اصلاح اِس دین میں پاکیزگی پیدا کرسکتی ہے نہ اُس کی حالت کو بہتر بنا سکتی ہے۔

دنیاوی مال و متاع اور ماسوی اللہ سے مُنہ موڑکر تیرھویں صدی کے اوائل میں جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی آپ نے اپنی زندگی کے باقی ایام کو اس کام کے لیئے وقف کردیا جس کے لیے آپ کو کوئی غیبی طاقت مجبور کررہی تھی۔ آپ پہلے نجف اور کربلا تشریف لے گئے اور چندہی سال میں آپ اُن تمام خیالات و عقائد سے واقف ہوگئے جو اُس وقت کے علمائے اسلام کے اندر پھیلے ہوئے تھے۔ ان مقامات میں آپ قرآن کے مستند مفسر تسلیم کرلیے گئے۔ آپ کو مجتہد کا درجہ ملا۔ اور آپ ان مقاماتِ مقدسہ کے جملہ علماء سے گوئے سبقت لے گئے۔ یہ علماء آپ کو وحیِ الٰہی کے سربستہ اسرار اور حضرت محمد اور ائمۂ اسلام کی پیچیدہ احادیث کے مخفی مطالب کا صحیح مفسر سمجھتے تھے۔ آپ کا حلقۂ اقتدار بڑھتا گیا مخلص طالبین کی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ جو آپ سے دینِ مبین کے پیچیدہ مسائل کو دریافت کرتے تھے اور آپ اُن کے سامنے نہایت فصاحت کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ آپکے علم اور آپ کی جرأت و دلیری نے صوفیوں اور جدید افلاطونیوں اور اِسی قسم کے دوسرے لوگوں کے دلوں کو خوف و ہراس سے بھر دیا۔ یہ لوگ آپ کے علم سے حسد کرنے لگے اور آپ کی جُرأت سے خوفزدہ تھے۔ اس بات نے اُن علماء کے اندر جو مذکورہ بالا فرقوں کو ملحدانہ اور مشرکانہ تعلیمات پھیلانے کا ذمہ وار سمجھتے تھے آپ کی قدر و منزلت کو اور زیادہ کردیا۔ اس عالمگیر شہرت اور عزت کے باوجود آپ ان تمام مدح سرائیوں کو جو لوگ آپ کے سامنے کرتے تھے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ رتبہ اور جاہ کے سامنے لوگوں کی غلامانہ خوشامد کو دیکھکر آپ تعجب فرمایا کرتے تھے اور آپ اُن کی خواہشات و مقاصد کے ساتھ کسی قسم کی رواداری برتنے کے لیئے تیار نہ تھے۔ جب آپ نے اِن شہروں میں وہ کام پورا کرلیا جس کے لیئے آپ وہاں آئے تھے تب آپ نے اُن پاک خوشبوؤں کو سونگھا جو ایران کی طرف سے آرہی تھیں اور آپ کے دل میں ایران جانے کی ایک ناقابلِ برداشت آرزو پیدا ہوئی خلیجِ فارس کے راستہ آپ اس مُلک کی طرف روانہ ہوئے جس کے دیکھنے کے لیئے آپ بیتاب تھے۔ آپ نے لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ آپ مشہد میں حضرت امام رضا کے مزارِ مبارک کی زیارت کے لیئے جارہے ہیں۔ آپ اپنے دل کا حال کہنے کے لیئے مضطرب تھے۔ اس لیئے آپ ان لوگوں کی تلاش میں تھے جن کو آپ اپنا ہمراز بنا سکیں اور اُن کو وہ راز بتا سکیں جو آپ نے ابھی تک کسی کو نہ بتایا تھا۔ شیراز پہنچکر جسمیں وہ گوہرِ الٰہی پوشیدہ تھا اور جس سے جدید ظہورِ الٰہی کے مُبشر کی ندا بلند ہونی مقدر تھی آپ

جامع مسجد کو تشریف لے گئے۔ یہ مسجد کعبۃ اللہ سے مشابہ تھی۔ اس مسجد کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے آپ نے کئی مرتبہ فرمایا "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس خانۂ خدا سے ایسے آثار ہویدا ہو رہے ہیں جنھیں وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو خدا نے فراست عطا فرمائی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جس نے اس کا نقشہ تیار کیا اور اسے بنایا اُسے خدا کی طرف سے الہام ہوا تھا" بارہا آپ نے جوش و خروش سے اس شہر کی تعریف فرمائی۔ آپ اس شہر کے اس قدر مداح تھے کہ آپ کے متبعین جن کے نزدیک اس شہر کی حیثیت بہت معمولی تھی وہ آپ کی اتنی تعریفوں پر حیرت و تعجب کرتے تھے۔ ان حیران ہونے والے لوگوں سے آپ فرمایا کرتے کہ تعجب نہ کرو۔ بہت جلد میری ان الفاظ کا راز تم پر کھل جائے گا۔ تم میں سے بہت سے لوگ اس دن کا جلال دیکھینگے جس کے دیکھنے کی آرزو قدیم الایام سے تمام انبیاء کرتے تھے۔ ان علماء کی نظروں میں جو آپ کی صحبت کا فیض اٹھا چکے تھے آپ کی قابلیت اتنی زیادہ تھی کہ ان کو اعتراف تھا کہ ہم آپ کے اشارات و کنایات کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ ہماری قلتِ استعداد کا باعث ہے کہ ہم آپ کے ارشادات نہیں سمجھ سکتے۔ جن لوگوں کو آپ نے اہل پایا اُن کے دلوں میں آپ علمِ الٰہی کے بیج بو کر یزد کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا اور ہمیشہ ان صداقتوں کے پھیلانے میں مصروف رہے جن کے پھیلانے کے لئے آپ مامور تھے۔ اس شہر میں آپ نے بہت سی کتابیں اور رسالے لکھے۔ آپ نے ایسی شہرت حاصل کی کہ شاہِ ایران فتح علی شاہ نے آپ کو ایک عریضہ بھیجا اور دینِ محمدی کے بعض پیچیدہ مسائل کا حل دریافت کیا۔ ان مسائل کو ایران کے بڑے بڑے علماء بھی حل کرنے سے قاصر تھے۔ آپ نے اس عریضہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام رسالہ سلطانیہ رکھا اور اس میں اُن سب مسائل کے نہایت تسلی بخش جواب تحریر فرماتے۔ اس رسالہ کی عبارت اور اس کے مضمون سے شاہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے فوراً ایک دوسرا عریضہ لکھا اور آپ کو دربار میں آنے کی دعوت دی۔ شاہ کے اس دوسرے پیغام کا جواب آپ نے مفصلۂ ذیل الفاظ میں دیا "چونکہ کربلا اور نجف سے روانہ ہوتے وقت میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مشہد میں حضرت امام رضا کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کروں اس لئے مجھے اُمید ہے کہ حضور شہنشاہ نہایت مہربانی سے مجھے میری اس منت کو پورا کرنے کی اجازت دینگے۔ انشاء اللہ اس کے بعد میں اس عزت سے مشرف ہونے کی اُمید کرتا ہوں جو حضور شہنشاہ نے مجھے بخشی ہے۔"

یزد میں جو لوگ اس شمعِ ہدایت کے پیغام سے بیدار ہوئے اُن میں حاجی عبدالوہاب بھی تھے۔ حاجی عبدالوہاب بڑے متقی خدا ترس اور راستباز تھے۔ حاجی صاحب ہر روز مُلّا عبدالخالق یزدی کے ساتھ جو علم و فضل میں بہت شہرت رکھتے تھے شیخ احمد کو ملنے جایا کرتے تھے۔ کئی موقعوں پر ایسا ہوا کہ حاجی عبدالوہاب سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کے لئے آپ ان کو اپنے ساتھ خلوت میں لیجاتے اور مُلّا عبدالخالق کو اپنے شاگردوں کے پاس باہر چھوڑ جاتے۔ مُلّا عبدالخالق اس بات سے بہت حیران ہوتے۔ عبدالوہاب جیسے بے علم اور فروتن شخص کی یہ عزت اس کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی تھی۔ کیونکہ اُن کو اپنے علم و فضل پر بہت ناز تھا۔ جب حضرت شیخ احمد یزد سے تشریف لے گئے تو حاجی عبدالوہاب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور لوگ اُن کو صوفی خیال کرنے لگے۔ اسلئے صوفیوں یعنی نعمت اللّٰہیوں اور وہابیوں کے شیوخ نے آپ کی مخالفت شروع کی۔ کیونکہ ان کو یہ گمان ہوا کہ آپ اُن کی جگہ لینا چاہتے ہیں

مگر عبدالوہاب جن کو ان سے اور ان کے عقیدت مندوں سے کوئی واسطہ نہ تھا اُن کے ان الزامات کی پروا نہ کرتے تھے اور ان سے دور رہتے تھے۔ آپ سوائے حاجی حسن نایینی کے اور کسی کے ساتھ ملتے جلتے نہ تھے یہی آپ کے دوست تھے۔ اور ان ہی سے آپ نے وہ راز میان کیا جو آپ کے آقا نے آپ کے سپرد کیا تھا۔ عبدالوہاب کی وفات کے بعد آپکے یہ دوست آپ کی ہدایت کے مطابق وہ کام کرتے جس کے کرنے کے لئے آپ نے انھیں وصیت کی۔ حاجی حسن ہر اُس شخص کو جسے اہل پاتے خدا کے نئے ظہور کے جلد ظاہر ہونے کی خوشخبری سُناتے۔ (مترجم عباس علی بٹ) (باقی دارد)

---

# عیدِ میلادت حضرت بہاء اللہ

عزّ اسمہ الاعظم و جلّ ذکرہ الاکرم

بنامِ حضرتِ مقصود و شاہد و مشہود
بنامِ مالکِ ایجاد و مُوجِد و مُوجود
سِوائے اُسکے نہیں کوئی اوّل و آخر
سِوائے اُسکے نہیں کوئی دوسرا معبود

---

پتہ نہ بھید کبھی کوئی پا سکا اُس کا، پتے کی پوچھو تو بس ہے یہی پتا اُس کا
فضول جھگڑے ہیں قوموں میں اور ملکوں میں خدا جو اِس کا ہے بس ہے وُہی خدا اُس کا

---

جہانِ خاک میں نورانی انقلاب ہوا
ظہورِ فیصلہ مبدأ و مآب ہوا
اٹھا دو آج سبھی اختلاف کے پردے
کہ اتحاد کا روشن اب آفتاب ہوا

چمن میں گاتی ہے بلبل نیا ترانہ آج
کہ ہے بہار نئی اور نیا زمانہ آج

بہار کیسی؟ خدا کی قسم بہارِ قدیم
خزاں کا دور عدم کو ہوا روانہ آج

زمانہ کیسا؟ خداوند کا زمانہ ہے
کہ آشکار ہوا جلوۂ یگانہ آج

طلوعِ نیّرِ ابنِ ابو تراب ہوا
حسین آگیا با شوکتِ شہانہ آج

حسین اسکو کہوں یا علی کہ ربِ علا
ہیں سارے نام مبارک مساویانہ آج

تمام ناموں کا مالک ہے سب سے برتر ہی
خود آپ بر سرِ محفل ہے ساقیانہ آج

ہی بات اگرچہ عجیب اور محیّر الادراک
مگر کہونگا۔ کہ کہنے کا ہے زمانہ آج

وہ۔ اشعیا نے کہا جس کو والدِ ابدی
جہاں میں اس کی ولادت کا ہی فسانہ آج

فسانہ حق کا ہے اور حق کی فہم ہی درکار
حصولِ فہم ہے اک کارخانہ آج

بنامِ پاک خدائے مفتح الابواب
کہ جسکے کن سے دگرگوں ہی کارخانہ آج

طلوع جانبِ مغرب سے آفتاب ہوا
غریقِ بحرِ تحیّر ہے کل زمانہ آج

ادھر ہے نغمہ سرا صور تو ادھر ناقور
بجا رہا ہے مسرت کا شادیانہ آج

مبارک اہلِ خرد۔ اہلِ گوش۔ اہلِ ہوش
نہ محو دل سے کبھی ہو سنو وہ گانا آج

طلوع نیّرِ انوارِ لایزال ہوا
خزاں کا دور جہاں سے ہوا روانہ آج

سنو سنو کہ اجل کی اجل بھی آپہنچی
ہے کل رسولوں کے موعود کا زمانہ آج

نگاہیں پا نہیں سکتیں جسے وہ ظاہر ہی
انا کے بھیس میں ہے سترِ غائبانہ آج

بشانِ مجدِ عظیمی قدیم آپہنچا
دوبارہ طور کا روشن ہوا فسانہ آج

جہاں میں ہوگئی قائم قیامتِ کبریٰ
ہر ایک قوم گری غش میں بیخودانہ آج

خدایا لطف و کرم کر تو ہے رحیم و کریم
زمانے کو یہ بتا دے تہے کیا زمانہ آج

یہ لڑنے والوں کو کہدو کہ ملک کا مالک
فقط ہے ایک۔ وہی ایک اور یگانہ آج

خود اپ اپنے ہی ہاتھوں جہاں خراب کیوں؟ جہاں میں کیوں ہی عبث جنگِ جاہلانہ آج

گذار ذکرِ جہاں محوِ ذکرِ جاناں شو
ہے امتحان عیاں اس کا عادلانہ آج

ظہور فیصلۂ مبدأ و مآب ہوا
ہے انقلاب بپا روز اور شبانہ آج

اس انقلاب کو سمجھو جو منقلب کردے
دل و نظر کو یہ تنویرِ عارفانہ آج

مناجات
الٰہی عرض کنم در حضورِ اقدسِ تو
قبولِ لطف ہو یہ عرضِ بندگانہ آج

ہیں تیرے قبضۂ قدرت میں کل زمان و مکاں
ملوں پہ کھول دے اسرار کا خزانہ آج

ترے ظہور کو سمجھیں ترے حضور میں آئیں
کہیں سوا ترے کوئی نہیں ٹھکانہ آج

قسم بعزتِ تو۔ لطفِ تو مجد و عظمتِ تو
ہے اصل مقصدِ کل تیرا آستانہ آج

بھٹک رہے ہیں جو ان کا سبب ہے نادانی
ہو دستگیر بلطفِ مواہبانہ آج

خطائیں بخش دے دنیا کی کھول دے راہیں
ہی تیری عفو کا درکار اک بہانہ آج

ہیں تیرے بندے سبھی ہوں مطیع یا عاصی
بحورِ فضل کا سب پر کھلے دہانہ آج

ہوں تیری بزمِ منور میں سب کے سب حاضر
مٹے یہ دشمنی۔ ہوں سب میں دوستانہ آج

مئے طہور پلا۔ کوثرِ سرور پلا!
شرابِ نور سے بھر دے خرابخانہ آج

صباح و شام پئیں ہم ترے کلام کے جام
ہی تیرا سب کیلئے حکمِ مالکانہ آج

کسی کو آج نہ بیگانہ وار دیکھو تم
بلند ہوگیا وحدت کا شامیانہ آج

اگرچہ جنگ ہے برپا تمام عالم میں
عیاں ہی حق کی عدالت کا تازیانہ آج

مگر زمانے میں اک روز تم یہ دیکھوگے
ہے کل جہاں کا تعلق برادرانہ آج

زمانہ آگیا نزدیک صلحِ اکبر کا
یہ جنگ بس ہے وہی جنگِ منتہانہ آج

کہ جسکے بعد جہالت کا خاتمہ ہوگا
ظہورِ نور کا ہے علم کا زمانہ آج

اسی زمانے کا مژدہ ہر اک کتاب میں تھا
ہر اک کتاب پکار اٹھی واضحانہ آج

بلند ہوگیا امّ الکتاب کا نغمہ
بشانِ خاص بالحانِ جاذبانہ آج

ہر ایک امر کی تکمیل ہو رہی ہے نیز
ہر ایک عقدے کی تحلیل معجزانہ آج

نشان سارے عیاں ہیں بلوغِ عالم کے
تمدنِ دنیا ہوگا بالعنانہ آج

ہی آج رشتہ بہم سائنس اور مذہب کا
ہے مرد و زن میں مساواتِ کاملانہ آج

بہم پکار اٹھے ارض و سما مبارکباد
یہ بزمِ نور یہ محفل یہ دوستانہ آج

ظہورِ حق نے اٹھائے ہیں غیب کے پردے
بیان کیوں نہ ہوں اسرارِ محرمانہ آج

بپا ہے عالمِ بالا میں جشنِ نورانی
کہ آشکار ہوا دورِ خسروانہ آج

نثارِ نور سے معمور ہوگیا سدرہ
دوبارہ طور کا روشن ہوا فسانہ آج

کلام کچھ نہیں اس میں۔ کہ ہوگئی۔ احمد
ترے کلام سے تکمیلِ شاعرانہ آج

## قسمتِ فارسی

# کلماتِ الٰهیّه

لَم یزل بدایعِ جودش را تعطیل اخذ ننموده ولا یزال ظهوراتِ فیضِ فضلش را وقوف ندیده از اوّلِ لا اوّل خلق فرموده والیٰ آخرِ لا آخر خلق خواهد فرمود و در هر دوره از ادوار و کوره از اکوار از تجلّیاتِ ظهوراتِ فطرتهای بدیعِ خود خلق را جدید فرمود (ص ۳۱۰ مجموعۀ الواح)

و چون ابوابِ عرفان و وصول بآن ذاتِ قِدَم مسدود و ممنوع شد محض جود و فضل در هر عهد و عصر آفتابِ عنایتِ خود را از مشرقِ جود و کرم بر همهٔ اشیاء مستشرق فرموده و آن جمالِ عزِّ احدیه را از مابین بریّهٔ خود منتخب نمود و بخلعتِ تخصیص مخصوص فرمود لاجلِ رسالت تا هدایت فرماید تمام موجودات را بسلسالِ کوثرِ بی زوال.

(مجموعۀ الواح ص ۳۱۱)

اوست مرآتِ اوّلیه و طرازِ قدمیه و جلوهٔ غیبیه و کلمهٔ تامّه و تمام ظهور و بطونِ سلطانِ احدیه. و جمیع خلقِ خود را باطاعتِ او که عینِ اطاعت الله است مأمور فرمود.

(مجموعۀ الواح ص ۳۱۲)

و چون مابینِ خلق و حق و حادث و قدیم و واجب و ممکن بهیچوجه رابطه و مناسبت و موافقت و مشابهت نبوده و نیست. لهٰذا در هر عهد و عصر کینونتِ ساذجه را در عالمِ مُلک و ملکوت ظاهر فرماید و این لطیفهٔ ربّانیه و دقیقهٔ صمدانی را از دو عنصر خلق فرماید. عنصرِ ترابیِ ظاهری و عنصرِ غیبیِ الٰهی و دو مقام در او خلق فرماید. یک مقامِ حقیقت که مقامِ لاینطق الّا عن الله ربّه است و مقامِ دیگر مقامِ بشریت است. و این کینوناتِ مجرّده و حقائقِ منیره وسائطِ فیضِ کلّیه اند و بهدایتِ کبریٰ و ربوبیتِ عظمیٰ مبعوث شوند که تا قلوبِ مشتاقین و حقائقِ صافین را بالهاماتِ غیبیّه و فیوضاتِ لاریبیّه و نسائمِ قدسیّه از کدوراتِ عوالمِ مُلکیه ساذج و منیر گردانند.

و ازین کلمات و اشارات معلوم و ثابت شده که لابد در عالمِ مُلک و ملکوت باید کینونت و حقیقتی ظاهر گردد واسطهٔ فیضِ کلیه مظهرِ اسمِ الوهیت و ربوبیت باشد. تا جمیع ناس در ظلِّ تربیتِ آن آفتابِ حقیقت تربیت گردند تا باین مقام و رتبه که در حقائقِ ایشان ستودع است مشرّف و فائز شوند. اینست که در جمیع اعهاد و ازمان انبیا و اولیاء با قوتِ ربّانی و قدرتِ صمدانی درمیانِ ناس ظاهر گشته و عقلِ سلیم هرگز راضی نشود که نظر به بعضی کلمات که معانیِ آن را

ادراک ننموده اند این باب هدایت را مسدود دانگارد واز برای این شموس و انوار ابتدا و انتهائی تعقل نماید زیرا فیضی اعظم ازین فیضِ کلّیه نبوده و رحمتی اکبر ازین رحمتِ منبسطهٔ الهیه نخواهد بود.

لهذا لم یزل ابوابِ رحمتِ حق بر وجه کون و امکان مفتوح بوده و لایزال امطارِ عنایت و مکرمت از غمامِ حقیقت بر اراضیِ قابلیات و حقائق و اعیان متراکم و مفیض خواهد بود - اینست سنّتِ خدا من الازل الی الابد - (مجموعه الواح ص ۳۴۲)

از علوِ جودِ بحت و سموِ کرمِ صرف در کلّ شیٔ ممّا یشهد دیده ای آیهٔ عرفانِ خود را ودیعه گذارده تا هیچ شیٔ از عرفانِ حضرتش علی مقداره و مراتبه محروم نماند و آن آیه مرآتِ جمالِ اوست در آفرینش و هر قدر سعی و مجاهده در تلطیفِ این مرآتِ ارفع امنع شود ظهوراتِ اسماء و صفات و شئوناتِ علم و آیات دران مرآت منطبع و مرتسم گردد.»

و این مرآت اگرچه بمجاهداتِ نفسانی و توجهاتِ روحانی از کدوراتِ ظلمانی و توهماتِ شیطانی بحدائقِ قدسِ رحمانی و حظائرِ انسِ ربانی تقرّب جوید و واصل گردد ولکن نظر بآنکه هر امری را وقتی مقدّر است و هر ثمری را فصلی معیّن - لهذا ظهورِ این عنایت و ربیعِ این مکرمت فی ایّام الله بوده و اگرچه جمیع ایّام را از بدائعِ فضلش نصیبی علی ما هی علیه عنایت فرموده ولکن ایّامِ ظهور را مقامی فوقِ ادراکِ مدرکین مقرّر داشته چنانچه اگر جمیع قلوب من فی السّموات و الارض در آن ایّامِ خوشِ صمدانی بآن شمسِ عزِّ ربّانی مقابل شوند و توجه نمایند جمیع خود را مقدّس و منیر و صافی مشاهده نمایند» (مجموعه الواح ص ۳۴۶)

ای دوستان! ارضِ معرفتِ رحمن خراب و ویران مشاهده شد لذا زارعِ بالغ و حکیمِ حاذق فرستادیم تا اعراقِ فاسده و گیاههای لاثمّرانّه را بتدابیرِ کامله قطع نماید و بامطارِ اوامرِ الهیه آن ارض را تربیت فرماید تا محلِّ انباتِ نباتِ طیّبه و اشجارِ مثمره شود - این است مقصود از ارسالِ رسل و انزالِ کتب.

کردارِ دستوران مردمان را از کردگار دور نموده بجای نیاز آز نمودار راهِ خداوند خدا را گم کرده اند - گمراه اند و خود را دارای راه می دانند پیشوایان را گواه نمودیم و آگاه کردیم تا درین روز گواهی دهند و بندگان را بپاک یزدان رسانند - بگو ای دستوران از خواب برخیزید و از بیهوشی بهوش گرائید - آوازِ بی نیاز را بگوشِ جان بشنوید و بآنچه سزاوارِ روزِ خداوند است رفتار نمائید - امروز بهتر کسی است که دید و آگاه شد و بهتر کسی که گفتارِ دانا را نیافت و دوستِ تازه را در جامهٔ تازه نشناخت. دریای دانائی پدیدار و آفتابِ بینائی نمودار بشنوید ندای گوینده پاینده را و خود را از ناسزاوار نیست پاک و پاکیزه نمائید تا شایستهٔ بارگاهِ آفریدگار شوید.

# شهادتِ مستشرقین و دانشمندان دربارهٔ امر بهائی

## بقلم شری پورو هیت سوامی

"من با تمام تعالیم دیانتِ بهائی از صمیم قلب موافق و همرای هستم زیرا در این تعالیم هیچ چیز مخالف با نچه من دعظ میکنم نمیست و معتقدم با وضاعِ امروزهٔ عالم جهان بیش از هر چیز باین اصول احتیاج دارد منظورِ حقیقیِ این تعالیم احیای جامعه و تجدیدِ حیات روحانی است عالم بشریت روز بروز از حیث معنی و روحانیت رو به نیستی و زوال میرود و تنها راهِ نجات اعادهٔ حیاتِ روحانی است نهضتِ بهائی فوق جمیع طبقات و مذاهب والوان قرار دارد و اساسِ آن بر روی وحدتِ روحانی و یگانگیِ نوعِ بشر گذارده شده."

## بقلم پروفسور هربرت A. میلار
## در مجلهٔ وحدتِ عالم انسانی

"محورِ اقداماتِ دیانتِ بهائی وحدتِ عالم انسانی است و راهِ وصول بآن تحری حقیقت و ترکِ تعصبات میباشد همچنین توافقِ دین و علم و اعتقاد باینکه اساسِ جمیع ادیانِ الهی یکیست از برای پیشرفت و تحقق صلح و سائل و وسائطِ مهمه پیش بینی شده از جمله وحدتِ لسان. اینست که بهائیان علاقهٔ شدید بزبانِ اسپرانتو دارند ولی در عین حال معتقد نیستند که حتماً این لغت زبان بین المللی شود. هیچ یک از ادیان تاکنون این قدر تاکید و ابرام در حریت و ترقیِ نسوان ننموده و همچنین دلالت بکسب اقتراف جمیع نفوس از غنی و فقیر باید کار کنند و فقر و فاقه از بسیطِ جهان رخت بر بندد اما پیش بینی راجع بمستقبل دیانتِ بهائی خارج از تصور و ادراکِ نفوس است ولی نگارنده معتقد است که تعالیم بهائی بدون اغراق بهترین میوه و ثمرِ ادیان میباشد که از آسیا طلوع نموده."

## بقلم سر هربرت سموئل
### در مجلهٔ هفتگی جون آ لندن ۲۵ مارس ۱۹۳۳

"حقیقةً ممکن است در ادیان نکاتِ اساسی و موردِ موافقتِ هر یک را نسبت بیکدیگر جمع و اقتباس نمود و این منظورِ اصلی و منتها مقصودِ دیانتِ بهائی است که ظهور و بروز آن از وقایعِ مهمه و نهضتهای عظیم مشرق در قرنِ اخیر بشمار میرود."

## بقلم ک. تی. چینگ شیش

سال گذشته در مراجعت از ژاپن سعادت داشتم بملاقات مس کیت رانسم کهلر در کشتی نائل شوم. این خانم مبلغهٔ امرِ بهائی است راجع بمسائلِ مختلفهٔ حیات از هر مقوله مفصلاً با هم صحبت داشتیم در طیِ صحبت باطناً

احساس مینمودم آنچه این خانم از برای من نقل می کند از منبع راستی و حقیقت سرچشمه گرفته و تشخیص دادم که دیانتِ بهائی قادر است استفاده های کلی و بسیار بنوعِ بشر عطا نماید.

استادِ من مستر وای. اس. تساؤ Mr. Y. S. Tsao شخصی است عمیق و کتبِ بسیار مطالعه نموده از حیث استعدادِ فطری و تجربه خیلی بالاتر از سطحِ مردمِ عادی قرار دارد غالباً اظهار میداشت در این اوان که عقایدِ قدیمه در مملکت ما نفوذ و وزنِ خود را از دست داده است نهایت درجه لازم است تحرّی و متابعت از دیانتی نمائیم که متضمن راستی و حقیقت باشد و غلبه و نفوذ خویش را در سبیل اصلاح وضعیت بکار برد. در طیِ ده سال اخیر با کمال نشاط و همتی خستگی ناپذیر بمطالعه و تحقیق تعالیم دیانتِ بهائی پرداخت اخیراً ترجمهٔ کتاب عصر جدید را تمام کرده و یک نسخه از آنرا بنگارنده ارائه داد پس از مطالعه و دقت در مندرجاتِ آن یقین نمودم آنچه مسس راندلم کهلر قبلاً از برای من تبیین نموده بود حق و غیر قابلِ انکار است این حقیقت که از برای عالمِ بشریت بسیار گرانبها و نفیس است بشکل کتابی بکمال دقت و در نهایت بلاغت از طرف مستر تساؤ ترجمه شده و اینک اهالیِ چین بخوبی میتوانند از آن استفاده نمایند.

نگارنده وظیفهٔ وجدانیِ خود میدانم تقدیراتِ قلبی خویش را در ازای این خدمت بمستر تساؤ تقدیم دارم ...... اگر حقایقِ امر بهائی کما ینبغی بین اهالی چین منتشر شود طبعاً مواهبِ الهی و ملکوتِ آسمانی جلوه خواهد نمود و چنانچه هر کس مساعی خویش را در سبیل بسط و اشاعهٔ این تعالیم در سراسر عالم مصروف دارد صلحِ عالم و سعادت و نجاح امم تحقق خواهد یافت. (مقدمه ک. تی. پنگ کشیش در ترجمه چینی کتاب دکتر اسلمنت)

## بقلم پروفسور دمیتری کازاروو دار الفنون صوفیا و بلغاریه

یکی از علل اصلی اینکه عالمِ بشریت امروزه باین وضع مبتلا گشته تأخر نوعِ انسان در پیشرفتِ امورِ روحانی است. از این جهت شرائع الهیه که مقصدِ اعلای شان هر یک انتباه و تقویت روح اخلاقی و دینی نفوس بوده وظیفهٔ بسیار مهم و حیاتی در مستقبل نوعِ انسان داشته اند آئین بهائی یکی از این تعالیم الهی است و در عین حال که اصولِ روحانی خویش را نشر میدهد و این اصول در جمیع شرایع عظیمه (مخصوصاً دیانت مسیح) یکی است تعالیم خویش را با مقتضیاتِ زندگانی بشر و روح و افکار عالم انسانی وفق داده بعلاوه ساعی است که وحدتِ نوعِ انسان در بین جمیع قبائل و شعوب ایجاد نماید و ابنای بشر را یکدل و یک قلب ساخته در ظلِ سراپردهٔ یک دین عمومی وارد کند دیانت بهائی در صدد نیست شریعتی جدید بر پا نماید مگر آنکه رابطهٔ وحدت بین ادیانِ عظیمه است از این رو پیوسته تأکید مینماید ما پیروانِ ادیانِ متحرّی با تحرّی آئینِ تازه آئین خویش از دست ندهیم بلکه در همان دیانت جهت جامعه و عنصری را که سبب یگانگی و اتحاد ما با سایر ابنای بشر است بیابیم و بمنزلهٔ قوهٔ محرکه و دلیل در جمیع شئونِ زندگانی بکار بریم. این عنصر (چنانچه در جمیع شرائع الهیه یکی است) عبارت از درکِ این حقیقت است که قبل از هر چیز بدانیم نفوسِ بشر دارای جنبهٔ روحانی و جمیعاً بمنزلهٔ اعضاء و ارکان یک هیکل متحد و متفق

هستند و در نتیجهٔ این اتحاد و یگانگی هستی و کیانی معنوی داشته هریک باید این احساس و وجدان روحانی را در بین خود و دیگران (و مخصوصاً اطفال) نشر و تقویت کنیم و عشق و محبت واقعی را که ثمرهٔ اصلی و معنوی این احساس است در جمیع شئون زندگانی و اجراآت خود ظاهر سازیم این است یگانه راه سعادت و فلاح و تنها وسیله ای که نوع انسان را متحد و متفق سازد و بر قوت و نفوذ این وحدت بیافزاید.

دیانت بهائی یکی از این تعالیم است که روح محبت و احساس روحانی ما را اعم از اینکه تابع هر دیانتی باشیم آگاه و بیدار نماید.

متجاوز از بیست سنه قبل جمعیتی از رجال و نساء از طوائف و ادیان مختلف که بروح محبت و یگانگی و خدمت بعالم انسانی زنده شده اند شروع بانتشار جریده ای بزبان اسپرانتو بنام "وحدت عالم انسانی" نموده و اولین مقاله شماره نخست این روزنامه را تخصیص بامر بهائی و موسس آن دادند. بنظر من این مشروع دلیلی واضح و نمونه ای روشن از مقاصد و نوایای دیانت بهائی است.

# اخبار امریه و بشائر روحانیه

## ترجمه قسمتی از راپورت محفل مقدس روحانی ملی ایالات متحدهٔ امریکا سنه ۱۹۳۹

سه سال متمادی بهائیان امریکا با تمام قوی فعالیت در امور احتیاجات عالمی که حضرت عبدالبهاء تصریح فرموده اند و حضرت ولی امرالله او را تفضیه روحانی و عملی اداری مقرر فرموده اند ابراز داشتند ولی فقط در این سال جاری درک اهمیت اساسی آن اوامر و نفوذش را برای تحقق ظهور عدل الهی نمودند.

نامهٔ حضرت ولی امرالله راجع به عدل الهی که قبل از انعقاد کنونشن ۱۹۳۹ طبع شد دل و جان ما را پرواز به اوج اعلی داد که فقط با این گرمی و نشاط وظائف مقدسه را بعهده توان گرفت نکته اینجا است که هر قدر به اتساع میدان امر حضرت بهاءالله واقف تر شدیم بیشتر دانستیم که معنی بهائی بودن چیست ــــ ما فوق حدود موفقیتهای بزرگی که حاصل شد بعلاوه در این سال از تائیدات الهیه در ایمان کاملتر در معرفت ثابت تر در صفات متواضعتر در احساسات خاشعتر و در حیات یومیه فعالتر بودیم ــ در اعماق صلای حضرت ولی امرالله غوطه ور شده امید آنکه با نهایت تقدیس وسیلهٔ استقرار عدل حقیقی در روی زمین شویم و در مشروع مبرم سه ساله از نقشهٔ هفت ساله فعالیت کامل ابراز دهیم.

در این سال با آن ساعت خطرناک بشریت مصادف گشتیم به بدایت مرحلهٔ جنگ عظیم بین المللی برخوردیم به انحطاط حیثیت بشریت مواجه شدیم. بتقدیرات هولناک روبرو گشتیم یعنی وقتی است که بالمآل بنیان عقیده فاسدهٔ بشر سرنگون خواهد شد لهذا در این سال جاری یک نوع مسئولیتهای مخصوصی پیش آمد که دال بر مراتب تکامل در حیات هیئت بهائیت بود. ــــ جواب حضرت ولی امرالله در

مخابرهٔ تلغرافی کنونشن سالیانه سی ویکم اهمیت این وقت و تاریخ را برای ما واضح و هویدا نمود میفرمایند "مشورتهای اخیر خطیر کنونشن سی ویکم صورت مجللی را از وحدت روح پر اقتدام هیئت بهائیان امریک نشان میدهد" ـــ واضح است هر قدر مشکلات تزاید یابد قوه و استعداد علیمتر جلوه نماید دراین سال عدهٔ از حوادث و وقایع عظیمه رخ داد که تمام مدل بر پیشرفت امور امریه از یک قوه ئی فوق قوای عالم بشریت بود جنگهٔ عداوت مسلح که از پیش خبر داده شده وقوع یافت معلوم است هیچ شئ این آتش جهانسوز را خاموش نکند مگر قوانین عمومی الهی که کافل ارتباط بشر با یکدیگر است و آن را حضرت بهاءالله وضع و ایجاد فرموده. خلق هم روز بروز بمعرفت لزومیت احتیاجات مزده واقفتر میشوند دامنهٔ اعمال تبلیغیهٔ بهائیان یوماً فیوماً وسیع تر و زیاد تر شده تا این احتیاجات قطعیه را از عهده برآید آسایش و اطمینان وجدان هر فرد بهائی مانند سراجی روشن است خلق و قتی توجه با نوار حق نمایند که ملاحظه کنند آفتاب امال دنیویه شان الی الابد در مغرب افول متواری شد بدیهی است این آشوب بین المللی تاثیرات شدیده بر هیئت جامعهٔ بهائی خواهد داشت دراین سرزمین دو اسلوب جداگانه برای انتظام امور تشکیل داده شده یکی متعلق بقسمتی از مسائل عمومی بین المللی و دیگری متعلق بشئونات داخلی. برای حصول ارتباط وحدت کامل‌تری در هیئت جامعهٔ بهائیان و فعالیت در تعاون و تعاضد و حصر نظر در مراد و مقصد واحد باید خود را ما فوق فشار آرای مختلفه نگهداریم و بر ارض طیبهٔ مقدسهٔ ایقان و اطمینان مبشارات الهیه و نظم عالمیان که مقرر فرموده قائم باشیم.

ولے مهمتر از کل شئ این بیانات حضرت شوقی آفندی است که در تلغراف ۳۰ اگست ۱۹۳۹ مندرج.

"ظلمات مستولیه عالم بشریت را خطرناک نموده و بسرعت بوادی سحیق منحدر سازد. یاران امریک و رایات عهد بهاءالله اجرا کنندگان مشروع عبدالبهاء مواجه با فرصت عالی مناسبی هستند تا صیانت آئین فنا ناپذیر خویش را نمایند به تقسیمات خویش ثابت و در کمال تنزیه و تقدیس بر تکالیف مفروضه قائم باشند مشتاقانه و آرزومندانه از آنان خواهش نمایم که هرگونه موانعی از حوادث مفجعه رخ دهد و هر قدر حواجز شدیده از وقوعاتی که از پیش خبر داده شده بین آنان و جامعه های امریه حاصل گردد و حتی اگر در بین آنان و مرکز آئین جهان انفصال حاصل شود باید در کمال استقامت مشعلی را که نور او منادی به تحقق نظم مشعشع الهی است و مدنیت امروزه را متزعزع و از ریشه بر اندازد حامل شوند".

آیا مجدد در حیاتمان منفصل از مراکز امر چنانچه در جنگ اخیر بهائیان امریک از مولای محبوب خود حضرت عبدالبهاء منفصل شدند خواهیم شد. آیا ما نباید ایمان خود را بیشتر محقق و قابلیت خود را برای نظم اداری آشکارتر نمائیم. لعتسیکه اغتشاشات و انقلابات ظاهره بهیچوجه من الوجوه رخنه ئی در جوهر عرفان و ایقان و مساعی مشترکه ما ننماید حضرت ولی امرالله همیشه با آن حقائق اصلیه که خلاصه فرموده اند و با آن مبادی اساسیه که تدریج و وحدت و اتحادی را که تثبیت و سجایا تیرا که هویدا فرموده اند با ما خواهند بود آنچه لازم بوده برای عموم بهائیان در کتاب "ظهور عدل الهی" معین و بیان فرموده اند تا بموجب آن رفتار نمائید این کتاب یک منبع دلالات نامتناهی برای بهائیان غرب است.

متصاعده مارتا روت اول نفسی بود که قیام باجرای مشروع الهی نمود که حضرت عبدالبهاء آنرا توضیح فرموده اند و

اثری دائمی از خود باقی گذاشت راجع باین نفس حضرت شوقی آفندی در تلغراف سوم اکتوبر میفرمایند "محبان بیشمار مارتا در سراسر عالم بهائی از اطفای شعلهٔ حیات ترابی دلیرانه او با این عبد متحسر. ملأ اعلی از عروج او بمقام صدق علیا در جبروت بقا مستبشر اول ایادی امر بود که وصایای حضرت عبدالبهاء در قرن اول بهائی مبعوث نمود نسل حالی از مؤمنین ابدا اول ثمرهٔ خوشگوار عصر تشکیلات آئین حضرت بهاءالله شمرند که بوجود آمد مجالس تذکر شایسته ئی در مشرق الاذکار اکراما برای نفسیکه پرتو خدمات فنا ناپذیر او بر جامعهٔ بهائیان امریک ساطع منعقد نمایند ـــ با محفل ملی در مخارج ساختمان ضریح او در نقطه ئی که فاصل بین شرق و غرب است مشارکت نمایم. زیرا در هر دو تمام قوی و مجهودات خویشرا بدون مضایقه صرف و وقف نمود."

درواقع بواسطهٔ مسافرتها و تبلیغات بیحد و حصر مارتا روت هیئت جامعهٔ بهائیان امریک مفتخر بخدمات امریه در عالم شد بسبب او اساس تبلیغ در امریکای جنوبی گذاشته شد بواسطهٔ او ملل اروپ، افریقا، شرق ادنی، شرق اقصی، اوسترالیا، نیوزلند، و جزائر دریا حتی السلند از بشارات ظهور حضرت بهاءالله مطلع و آگاه شدند فقط بیانات حضرت ولی امرالله در حق چنین نفسی که حائز فضائل و کمالات بود او را مفتخر بتحسین او صاف نماید ملاحظه نمائید ایمان و ثقتیکه تمام وجود النسا نیرا احاطه نمود و او را بمقامی بالاتر از شئون بشریت ارتفاع داد چه میکند ـــ و از جمله ساختمان ضریح یکی دیگر از بهائیان امریک که میدان خدمت جان فدا نمود و خدماتش او را برتبهٔ ایادی امر فائز نمود باید بنا شود یعنی کیث رانسوم کهلر که در اصفهان صعود نمودند حال بعلاوهٔ احتراماتی که بآن متصاعد تقدیم نمودیم احتراماتی عمیقتر نسبت بمس مارتا روت که در هونولولو در نقطهٔ فاصل بین شرق و غرب ودیعه نهاده شده اظهار میداریم.

یکی از اعمال دیگر در این سال بهائی این بود که محفل روحانی ملی مرکز اجتماعات خود را در دائرهٔ مشرق الاذکار قرار داد و این کار مطابق بیانات حضرت عبدالبهاء در الواح معروفهٔ "بعث روحانی امریکا" واقع و همچنین در مضامین توقیعات عمومی حضرت ولی امرالله مذکور و مدون چنانچه در کتاب موسوم به "نظم عالم بهاءالله" این عبارات مرقوم

"موضعی که حول او اعمال خیریه و شئونات اداریه باهم مجتمع خواهد شد مشرق الاذکار و ملحقات اوست" ــ این ترتیب نظر به تصریح حضرت ولی امرالله و تصویب حضرتشان اختیار شد چنانچه در تلغراف ۲۲ رجون ۱۹۳۹ میفرمایند "از انتقال بدائرهٔ معبد مسرت حاصل و مستحسن و مقبول واقع" ـــ همچنین در بیانات حضرت شوقی آفندی بتاریخ ۲۵ راکتوبر ۱۹۲۹ء این مضامین مرقوم میفرمایند "قطع نظر از مسائل اجتماعی و اعمال خیری و تربیتی و ملی که از خصائص توابع مشرق الاذکار است عبادت هر چند حقیقتش متعالی است و هر چند جذباتش طرب انگیز ولی کاری از پیش نمی برد و نتائجی که از زهد و عبادت حاصل قلیل و درگذاست حتی بنفس عبادت کننده رضامندی کافی و فائدهٔ باقی نبخشد چه خواسته بعالم انسانی عموما مگر آنکه این اعمال و طاعات محول و ممزوج در خدمت خالصانه بعالم بشریت شود که از نتائج و خصائص توابع مشرق الاذکار است و مروج آن شئونات خیریه. کذالک اقدامات نفوسیکه در دوائر مشرق الاذکار به ادارهٔ شئون بهائیان قائمند هر قدر خالصانه باشد ثمر و فائده نبخشد مگر آنکه این مساعی مرتبط و متصل بامر اکز امریه

کہ مستنیر و مستفیض از مرکز زیارتگاه مشرق الاذکار ند باشد شکّی نیست که قوّت و عظمت ظهور حضرت بهآءالله و از طرفی توجهات قلبیّهٔ یاران بشطر طلعت رحمن و از طرف دیگر ادعیهٔ روحانیان و از جهتی اجرای اوامر اساسیّهٔ الهیّه عاقبت عالم مبتلا بمحن را نجات خواهد داد" ـــــ همچنین در ۳ر اکتوبر حضرت ولیّ امرالله عمل محفل را تلغرافاً باین نوع توصیف فرمودند "این عمل تاریخی را که دال بر فرخنده وحدت در قلب قارهٔ امریکای شمالی است که عبارت از موسّسات حظیرة القدس و مشرق الاذکار باشد تبریک میگوئیم این دو موسّسه موجب تمکین و استقرار شئون هیئت جامعهٔ بهائیست اولی موضع جلوس اعضای ملّی است که از آن نقطه امور متنوّعهٔ شئون اداری بهائی بیکدیگر منضم و متصل و جریان یابد و ثانی منبعی است که انوار اشعهٔ انوار هدایت روحانی ساطع گردد اهتمام و جدّیت متمادی یاران و قوای منبعثه از این موسّسات که امور اداری را متضمن و جلوه دهنده است حقیقت شاخصهٔ جامعهٔ بهائی را آرایش و نشان دهد و از عهدهٔ اجراآت نتیجه بخش مشروع هفت ساله برآید در تبلیغ رسالت جهان موفقیت حاصل نماید ـ امید است مدیرهٔ مسئولهٔ این موسّسات بدلیعه خطوات واسعه برای سرعت نموّ این مشاریع بردارند و فوائد کلیّه از نتایج حسنهٔ آنها اخذ نمایند"

کذالک در توقیع عمومی مورخه ۲۱ر دسمبر ۱۹۳۹ء اهمیت موسّسات رئیسیه را بهائیان غرب اعتبار فرموده میفرمایند "وقوعات حتمیّهٔ آتیه در مرکز امر ستر انتقال دو رمس مطهر برادر و مادر مولای مهربان محبوبمان عبدالبهآء در جبل کرمل و استقرار ابدی آنها را در جوار مقدس مقام اعلی واضح و مشهود سازد ـــــ آن رساله که بعنوان قدرتهای معنویهٔ آن (مرکز مقدس) نشر شد یکی از سعادتمندیها و عجایب این سال بهائی بود با وجود حدوث انقلابات گوناگون که از سنن الهیه در جمیع اعصار بوده جوهر حیات روحانی را در فدائی و جانفشانی غصن اطهر و ورقة العلیا در سبیل حضرت بهآءالله ادراک نمودیم و از طرف دیگر اعتراض شدید نفوسی را که یک وقتی مدعی ایمان بودند و لبعد منحرف از آن ساذج عرفان شدند فهمیدیم بعلاوه حضرت ولیّ امرالله حجاب را از این سرّ خرق فرمودند تا ملاحظه نمائیم موسّسات امریّه برای نفوس بهمان اندازه جلوه نماید که نصیبی از مواهب الهیه برده اند یعنی هم میدانند و هم شکر حق را مینمایند وچون خلق بخدا نزدیک شوند حق هم بآنها نزدیک شود چه قدر محتجبین غافل از این بیان حضرت ولیّ امرالله اند که در آخر نامه میفرمایند ـــــ "جمع شدن آرامگاه ورقهٔ مبارکهٔ علیا با برادر و مادر خویش فوق العاده جلال و روحانیت آن نقطهٔ مبارکه را جلوه داده ..... همچنین میفرمایند "در این مرحلهٔ اضطراب جهان جمع شدن این سه نفس نفیس که بعداً سه طلعات مرکز امر در علو درجات فوق مراتب گروه مبارزان، حروفات، شهداء، ایادی، مبلغین و اداره کنندگان امر حضرت بهآءالله هستند در چنین مرکزی که دارای قوای سلطنت روحانیست خود بنفسه واقعه الیست دال بر قدرتهائی که عنقریب در این سرزمین که من حیث الواقع در روحانیت و اداری محور کواکب رخشنده و جواهر مثلثهٔ نظم عالم است و حال در کینونت این زمان پر محنت و بلا مودوع است ظاهر شود"


ماہوار میگزین
نئی دہلی
ایڈیٹر:۔ محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامۂ

# پیامبر دہلی

| نمبر اول | بابت جنوری سنہ ۱۹۴۱ء | جلد دوم |
|---|---|---|

# لوحِ مبارک بنام پاپائے روم

الحمد للہ "پیامبر" کی دوسری جلد شروع ہوگئی ہے۔ اس اشاعت میں ایک نہایت اہم چیز شائع ہوئی ہے ایک لوحِ مبارک جو پاپائے روم کے نام نازل ہوئی "کتاب مبین" میں درج ہے۔ اصل لوح عربی اعراب لگا کر دی گئی ہے تاکہ جو لوگ اصل کلامِ الٰہی کو دیکھنا اور پڑھنا چاہیں وہ مستفیض ہوسکیں۔ لوحِ مبارک کا اردو ترجمہ بھی دیا جارہا ہے جس کو تمام اردو داں حضرات فائدہ اٹھائیں۔ فارسی ترجمہ بھی شائع کیا جارہا ہے جسے فارسی داں حضرات پڑھ کر استفادہ حاصل کریں۔

لوحِ مبارک میں جگہ جگہ کتاب مقدس تورات و انجیل کے ان بیانات و آیات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں جو اس ظہورِ اعظم کے متعلق ہیں۔ ہم نے اصل لوح کے بعد کتاب مقدس عربی سے وہ آیات جن کی طرف لوحِ مبارک میں اشارے ہیں نقل کی ہیں اور حوالے دیدیئے ہیں۔ فارسی ترجمہ کے بعد وہ آیات فارسی کتاب مقدس سے درج کی گئی ہیں اردو ترجمہ کے بعد اردو بائبل سے آیات لکھی گئی ہیں اور حوالے ساتھ ساتھ دیئے ہیں۔

لوح میں فریسیوں کا ذکر آیا ہے اس لئے فریسیوں کے متعلق ایک نوٹ انسائیکلوپیڈیا سے لکھا گیا ہے۔

جناب پاپائے روم کے متعلق بھی انسائیکلوپیڈیا سے ایک مفصل نوٹ فارسی میں درج کیا گیا ہے۔

یہ دعویٰ کرنا تو مشکل ہے کہ ترجمہ اصل کلام کی کیفیت کو ادا کرسکتا ہے البتہ مسرت کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ترجمہ پڑھنے والے بھی خاص روحانی لطف حاصل کریں گے۔ تمام محققین کیلئے یہ رسالہ خاص طور پر ایک بیش بہا تحفہ ہے۔

# لوحِ مبارک

## اُردو ترجمہ

اے بابا! پردوں کو پھاڑ ڈال کہ تمام مربیوں کا مُربی بادلوں کے سایہ میں آپہنچا ہے اور قدرت واقتدار والے خدا کی طرف سے ہونے والی بات پوری ہوگئی۔

اپنے پروردگار کی قوت سے غلافوں کو کھول دے۔ پھر ملکوتِ اسماء وصفات کی طرف پرواز کر۔ یہ حکم تجھے قلمِ اعلیٰ تیرے عزیز وجبار خدا کی طرف سے دیتا ہے۔ وہ آسمان سے دوسری مرتبہ آیا ہے جیسے کہ پہلی مرتبہ آسمان سے آیا تھا۔ خبردار! اس پر ایسے اعتراض نہ کرنا جیسے دلیل وبرہان کے بغیر فریسیوں نے اعتراض کئے تھے۔ اس کے دائیں ہاتھ پر فضل کا کوثر اور اس کے بائیں ہاتھ پر عدل کی سلسبیل جاری ہے اور اس کے آگے آگے ملائکہ فردوس آیات کے علم لئے ہوئے چل رہے ہیں۔

خبردار! نام تجھے اس خدا تک پہنچنے میں مانع نہ ہوں جو زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ سب ماسوا کو چھوڑ کر اپنے اس آقا کی طرف بڑھ جس سے دنیا میں ہر طرف اجالا ہوگیا ہے۔

ہم نے اپنے نام اَلْاَبْھیٰ سے ملکوت کو زینت بخشی ہے۔ تمام چیزوں کے پیدا کرنے والے خدا کا حکم اسی طرح جاری ہوا۔ خبردار جو وہم وگمان کو تو اپنے لئے رکاوٹیں بنائے، جبکہ یقین کا آفتاب تیرے عزیز ومنان خدا کے بیان کے افق سے چمک اٹھا ہے۔ یہ کیا کہ تو محلوں میں بیٹھا ہے حالانکہ سلطانِ ظہور سب سے خراب گھر میں ہے۔ تو محلوں کو ایسے لوگوں کے لئے چھوڑ دے جو ان کے اہل ہیں اور تو بڑی مسرت وشادمانی کے ساتھ ملکوت کی طرف متوجہ ہو۔

کہہ دے اے زمین کے باشندو! غفلت کے گھروں کو قدرت واطمینان کے ہاتھوں ڈھا دو اور دلوں کے اندر عرفانِ الٰہی کے دریچے تعمیر کرو تاکہ خدائے رحمٰن ان میں تجلی فرما ہو۔ یہ چیز تمھارے لئے اس ساری کائنات سے اچھی ہے جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ اِس بات کی گواہی وہ دے رہا ہے جس کے اختیار میں حکمِ قطعی ہے۔

خدا کی نسیم سارے جہان میں چلنے لگی کیونکہ جو سب کا مقصود ہے اپنے جاہ و جلال کے ساتھ آگیا ہے۔ اب ہر ایک کنکر پتھر سے بھی صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ موعود ظاہر ہو گیا۔ اور سلطنت صرف مقتدر عزیز غفار خدا ہی کی ہے۔

خبردار! علوم تیرے لئے سلطانِ معلوم کے پہچاننے میں سدِ راہ نہ ہو جائیں یا دُنیا تجھ کو اس سے نہ روک لے جس نے دُنیا کو بنا کر چھوڑ دیا ہے۔ اپنے ربِ رحمٰن کا نام لے کر اہلِ جہان کے درمیان کھڑا ہو جا اور اطمینان کے ہاتھ سے آبِ حیات کا جام تھام لے۔ پہلے اس میں سے خود پی۔ پھر انہیں پلا جو اہلِ ادیان میں سے اس کے لئے بڑھیں۔ اس طرح بیان کا چاند حکمت و تبیان کے اُفق سے نمودار ہوا ہے۔

علوم کے پردوں کو چاک کر ڈال۔ مبادا وہ تجھے میرے نامِ قیّوم کی جانب متوجہ ہونے سے روک دیں۔

یاد کرو وہ وقت جب رُوح اللہ تشریف لائے تو جس شخص نے اُن پر فتویٰ لگایا وہ اپنے زمانے اور اپنے مُلک کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اور جو لوگ اُن پر ایمان لائے وہ مچھلی پکڑنے والے تھے۔ اے عقلمندو! اِس واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔

(اے پاپا!) تو اسماء کے آسمان کا آفتاب ہے۔ تو اپنے نفس کی حفاظت کر مبادا ظلمت اس کو ڈھانک لے اور تیرے اور نور کے درمیان حائل ہو جائے۔ اُسے دیکھ جو کچھ کتاب میں تیرے عزیز و وہاب خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

کہدے اے گروہِ علماء! تم اپنی قلموں کو روک لو۔ قلمِ اعلیٰ کی آواز آسمان و زمین کے درمیان بلند ہو رہی ہے۔ جو کچھ تمھارے پاس ہے اُسے چھوڑ دو اور جو کچھ ہم نے قدرت و سلطنت کے ساتھ تمھاری طرف بھیجا ہے اُسے لے لو۔ وہ وقت آگیا جو خدا کے علم میں مخفی تھا۔ اور تمام ذرّات منادی کر رہے ہیں کہ القدیم مالکِ مجدِ عظیم آپہنچا۔ اے زمین کے باشندو! فروتنی اور انکسار کے ساتھ اُس کی طرف جلد جلد چلو۔ کہدے (حضرت موعود فرماتے ہیں) میں نے اپنے آپ کو تمھاری زندگی کیلئے قربان کر دیا اور جب میں دوسری مرتبہ تمھارے پاس آیا تو میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھ سے دور بھاگ رہے ہو۔ اسلئے میری شفقت کی آنکھ میرے لوگوں پر رو رہی ہے۔ پس اے آنکھوں والو! خدا کا خوف کرو۔

اُن لوگوں کو دیکھ جنھوں نے بیٹے پر اُس وقت اعتراض کئے تھے جبکہ وہ سلطنت و اقتدار کے ساتھ آیا تھا۔ کتنے فریسی ایسے تھے جو اُس کی ملاقات کے منتظر تھے اور اُس کے فراق میں گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔ لیکن جب وصال کی خوشبو پھیل گئی اور جلوۂ جمال بے نقاب ہوا تو لوگوں نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ بلکہ اُس پر اعتراض کرنے لگے۔ یوں ہم تیرے لئے اُن باتوں کو بیان کرتے ہیں جو زُبر و اَلواح میں لکھی ہوئی ہیں۔ اُس جلوۂ جمال کی طرف کوئی نہ بڑھا سوائے اُن معدودے چند اشخاص کے جن کی لوگوں میں کوئی عزّت نہ تھی اور آج اُس کے نام پر ہر عزّت و سلطنت والا فخر کرتا ہے۔ دیکھ اب بھی یہی کیفیت ہے۔ کتنے راہب اور گوشہ نشین ہیں جو میرے نام پر گرجوں میں معتکف بیٹھے تھے اور جب مدّتِ مقررہ پوری ہوگئی اور ہم نے اپنا جمال اُن کے لئے ظاہر کر دیا تو وہ ہمیں نہ پہچان سکے حالانکہ رات دن ہمیں پکارتے رہتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے نام کو ہماری ذات کے پہچاننے میں سدِّراہ بنالیا ہے۔ کیا یہ ایک بڑی عجیب بات نہیں؟

(اے پاپا) کہدے خبردار ایسا نہ ہو کہ ذکر کی وجہ سے مذکور کو اور عبادت کی وجہ سے معبود کو پہچاننے سے محروم رہو۔ اوہام کے پردے پھاڑ ڈالو۔ یہ تمھارا بڑی عزّت والا اور بڑے علم والا پروردگار ہے۔ وہ تمام دُنیا کو زندگی بخشنے اور تمام عالَم کو مِلا کر ایک کر دینے کے لئے آیا ہے۔ اے لوگو! مطلعِ وحی کی طرف بڑھو اور ایک سکنڈ بھی توقف نہ کرو۔ یہ کیا کہ تم انجیل پڑھتے ہو اور ربِّ جلیل کا اقرار نہیں کرتے۔ اے جماعتِ اَحبار! تمھیں یہ شایاں نہیں۔

کہدے اگر تم اِس اَمر کی سچائی کا انکار کرو تو تم خدا پر کس دلیل سے ایمان لائے ہو لاؤ بتاؤ وہ کیا ہے؟ قلمِ اعلیٰ کے ذریعے تیرے الاہی خدا کی طرف سے یہ حکم اُس لوح میں نازل کیا گیا ہے جس کے اُفق سے انوار نمودار ہوتے ہیں۔

کتنے ہی بندوں کے اعمال خود اُن کے لئے حجاب بن گئے ہیں اور وہ تمام ہواؤں کے چلانیوالے خدا کے تقرّب سے اپنے اعمال کے باعث محروم رہ گئے ہیں۔

اے گروہِ رُہبان! تمام جہان میں خدائے رحمٰن کی خوشگوار ہوائیں چل رہی ہیں۔ مبارک ہے وہ جس نے خواہشِ نفسانی کو چھوڑ دیا اور ہدایت کو اختیار کیا۔ یقیناً اُس کو ایسے زمانے میں خدا کی ملاقات نصیب ہوئی جبکہ دُنیا کے رہنے والوں پر زلزلے آرہے ہیں اور سوائے اُن کے جنھیں گر دنوں کے مالک خدا نے مستثنےٰ کیا سب پر خوف و ہراس طاری ہے۔ کیا تم اپنے جسموں کی زینت میں لگے ہوئے ہو حالانکہ خدا کی قمیص

دشمنی کے خون سے سُرخ ہو رہی ہے ان مصائب کے باعث جو اُس پر آنکھیں میچنے والوں کی طرف سے وارد ہوئے۔ تم اپنے مکانوں سے باہر نکلو۔ پھر بندوں کو خدائے مالکِ یوم التناد کے ملکوت میں داخل کرو۔

وہ کلمہ ظاہر ہوگیا جسے بیٹے نے چھپایا تھا۔ اب وہ انسان کی شکل میں نازل کیا گیا ہے۔ بڑا صاحبِ برکت ہے وہ پروردگار جو باپ ہے۔ وہ اپنی بڑی شان و شوکت کے ساتھ اُمتوں میں آیا ہے اے نیک لوگو! تم اُس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

(اے پاپا) کہدے اے اہلِ ادیان! ہم دیکھتے ہیں کہ تم نامرادی کے بیابان میں ٹھکرا تے پھر رہے ہو حالانکہ تم اِس سمندر کی مچھلی تھے۔ آخر تم اپنے مبدأ سے کیوں الگ ہو گئے۔ وہ تو اب بھی تمہارے سامنے موجزن ہے۔ تم ہر طرف سے اُس کی جانب دوڑو۔ یہ وہ دن ہے کہ صخرہ بڑے زور سے پکار رہا ہے اور اپنے بے نیاز و برتر خدا کے نام کی تسبیح کر رہا ہے۔ باپ آگیا اور تمہیں آسمانی بادشاہت کے بارے میں جو وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ یہ ہے وہ کلمہ جو پردۂ عظمت کے پیچھے چھپا ہوا تھا جب وقت آگیا تو وہ مشیّتِ ایزدی کے اُفق سے کھلی نشانیوں کے ساتھ چمک اُٹھا۔

میرا بدن تمہارے نفوس کی آزادی کے لئے قید میں ڈالا گیا۔ اور تمہاری عزت کے لئے ہم نے ذلت قبول کی۔ بڑائی اور بادشاہت کے مالک خدا کی راہ پر چلو اور کسی مُشرک جبار کا کہنا نہ مانو۔ میرا جسم صلیب کا مُشتاق ہے اور خدائے رحمٰن کی راہ میں میرا سر نیزے کا منتظر ہے تاکہ دُنیا گناہ سے پاک ہو حکم کا آفتاب، مالکِ اسماء و صفات کے اُفقِ امر سے اسی طرح چمکا ہے۔

اہلِ فرقان ہمارے خلاف کھڑے ہو گئے اور ہمیں ایسے ایسے دُکھ دیئے جن کے باعث روح القدس بھی نوحہ کناں ہوا اور رعد چیخ اُٹھا اور بادل نے آنسو برسائے۔

مُشرکوں میں سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ مصیبتیں بہاء اللہ کو اس کام سے روک دینگی جس کا تمام چیزوں کے موجود کرنے والے خدا نے ارادہ کیا ہے۔ کہدے نہیں، مینہ برسانیوالے کی قسم۔ بہاء اللہ کو اپنے پروردگار کے ذکر سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ خدائے برحق کی قسم۔ اگر لوگ اُسے خشکی میں جلا ڈالیں تو وہ سمندر کے قطب سے اپنا سر نکال کر پکاریگا کہ وہ خدا ہی تمام آسمان و زمین والوں کا معبود ہے۔ اور لوگ اُسے اندھیرے کنوئیں میں پھینک دیں تو وہ اُسے پہاڑوں کی بلندیوں پر مُنادی کرتا ہوا پائینگے کہ مقصودِ عظمت و استقلال کی سلطنت کے ساتھ آگیا ہے۔ اگر لوگ

اُسے زمین میں گاڑدیں تو وہ اُفقِ آسمان سے نمودار ہوگا۔ اور بلند آواز سے پُکاریگا کہ بہاءؔ، پاک عزیز مختار خُدا کی بادشاہت بمعیت آپہنچا ہے۔ اور اگر لوگ اس کا خون بہادیں تو اس کا ہر قطرہ چیخ اُٹھے گا اور خدا کو اِس نام سے پُکاریگا جس سے قمیصِ الٰہی کی خوشبو ہر سمت پھیل گئی ہے۔

ہم دشمنوں کی تلواروں کے نیچے بھی بندوں کو خدائے خالقِ ارض و سما کی جانب دعوت دے رہے ہیں اور ایسی قوت سے نصرت و تبلیغ کر رہے ہیں کہ ظالموں کی فوجیں اور فاجروں کی شان و شوکت بھی ہمیں نہیں روک سکتیں۔

(اے پاپا) کہدے اے روئے زمین کے باشندو! اپنے عزیز و منّان خُدا کے نام سے اوہام کے بُتوں کو توڑ ڈالو۔ پھر اس دِن میں خدا کی طرف متوجّہ ہوجاؤ جسے خُدا نے تمام دِنوں کا بادشاہ بنایا ہے۔

اے سردارِ قوم! پُرانی ہڈیوں کو نئی صورت دینے والا خدا اپنے اسمِ اعظم کے مقام سے جو نصیحت تجھے کر رہا ہے اُسے کان لگا کر سُن۔ جو کچھ ظاہری زیب و زینت تیرے پاس ہے اُسے بیچ دے اور اُس خدا کی راہ میں خرچ کر ڈال جو رات اور دن کا سلسلہ چلانے والا ہے۔ مُلک کو بادشاہوں کے لئے چھوڑ دے اور دُنیا سے الگ ہوکر ملکوت کی جانب گھر سے نکل کھڑا ہو۔ پھر زمین و آسمان میں خدا کا ذکر کرتا پھر۔ تمام ناموں کا مالک تجھے تیرے عزیز علّام خُدا کی طرف سے یہ حکم دیتا ہے۔

بادشاہوں کو نصیحت کر اور اُن سے کہدے کہ لوگوں میں انصاف کرو۔ خبردار کتاب کی حدود سے باہر نہ جاؤ۔ تجھے یہی چاہئے۔ دیکھ دُنیا اور اُس کی زیب و زینت پر تصرف نہ جمانا اُسے اُس کے چاہنے والوں کے لئے چھوڑ دے اور تو وہ بات اختیار کر جس کا حکم تجھے مالکِ آفرینش کی طرف سے ملا ہے۔ اگر کوئی تیرے پاس دُنیا بھر کے خزانے لے کر آئے تو تو اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ۔ تو ویسا ہی بن جیسا تیرا آقا تھا۔ وحی کی زبان اسی طرح گویا ہوئی کیونکہ خدا نے اسے کتابِ آفرینش کی زیبائش بنایا ہے۔

موتی کو دیکھ کہ اس کی آب و تاب خود اسی میں ہے۔ اگر تو اُسے ریشم میں لپیٹ دے تو اُس کی خوبی و صفائی چھپ جائیگی۔ اسی طرح انسان کی شرافت اُس کے اخلاق و آداب میں ہے نہ کہ اُن چیزوں میں جن سے بچے کھیلتے ہیں۔ اس بات کو خوب سمجھ لے کہ تیری زیب و زینت

خُداکی محبت اور ماسوا سے بے نیازی ہے۔ تیرے خزانے تیری زیب و زینت نہیں۔ یہ خزانے اُنھیں کے لئے چھوڑ دے جو اِنکے اہل ہیں اور تو نہریں جاری کرنے والے خُداکی طرف چلا آ۔ تمثیلوں میں جو باتیں نازل ہوئی ہیں وہ بیٹے کی زبان سے نازل ہو چکیں اور وہ جو آج بول رہا ہے وہ تمثیلوں میں کلام نہیں کرتا۔

خبردار! اَوہام کی رسّیوں کو نہ تھامنا اور اپنے آپ کو اس نعمت سے محروم نہ رکھنا جو عزیز و وھاب خُدا کی آسمانی بادشاہت میں مقدر ہوئی ہے۔

جب تجھے آیات کی شراب کا نشہ سرشار کر دے اور تو تمام زمینوں اور آسمانوں کے بنانے والے اَپنے پروردگار کے عرش کے سامنے حاضر ہونا چاہے تو میری محبت کو لباس بنا اور میرے ذکر کا زرہ بکتر پہن۔ رازقِ حقیقی کے توکل کو اَپنا زادِ راہ سمجھ۔

اے بیٹے کی اُمت! ہم نے یوحنا کو تمھاری طرف دوبارہ بھیجا اور اُس نے بیابان کے میدان میں پکارا کہ اَے اہلِ عالَم تم اَپنی آنکھیں پاک کرو۔ دیدار اور مُلاقات کا وقت نزدیک آلگا ہے اے اُمتِ انجیل! راہیں صاف کرو۔ ربِ جلیل کی آمد کا دِن آپہنچا ہے۔ آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دن نکالنے والے خدُا کا حکم اِسی طرح صادر ہوا ہے۔

سُنو! قمریِ بقا درختِ خُداوندی کی شاخوں پر کیا نغمہ سرائی کر رہی ہے؟

اے روُئے زمین کے لوگو! ہم نے تمھاری طرف اُسے بھیجا جس کا نام یوحنا تھا تاکہ وہ تمھیں پانی سے غسل دے کر تمھارے جسم ظہورِ مسیح کے لئے پاک ہو جائیں اور اُس نے تمھیں محبت کی آگ اور رُوح کے پانی سے پاک کیا تاکہ تم اِن دِنوں کے لئے مُستعد ہو جاؤ جن میں خدائے رحمٰن تمھیں فضل و احسان کے ہاتھوں آبِ حیات سے غسل دینا چاہتا ہے۔

یہی وہ باپ ہے جس کی خبر اشعیاء نبی نے تمھیں دی تھی اور یہی وہ تسلی دہندہ ہے جسکے لئے تم سے رُوح اللہ نے عہد لیا تھا۔ اے گروہِ احبار! آنکھیں کھولو تاکہ تم اپنے خداوند کو عزت و جلال کے تخت پر بیٹھا ہوا دیکھو۔

کہدے اے اہلِ ادیان! تم اُن لوگوں کی سی باتیں نہ کرو جنھوں نے فریسیوں کی پیروی کی اور اسی باعث وہ روُح اللہ کو نہ پہچان سکے۔ کیا یہ لوگ غفلت و گمُراہی میں گرفتار نہیں ہیں؟

جمالِ قدم اپنے اسمِ اعظم کے ساتھ آ گیا اور تمام جہان کو اپنے ملکوتِ اقدس میں داخل کرنا چاہتا ہے اور اخلاص مند ملکوتِ الٰہی کو اس کے حضور میں پاتے ہیں۔ تم بھی اُس کی طرف دَوڑ کر پہنچو اور کسی مُشرک و منکر کی پیروی نہ کرو۔ اگر اِس معاملہ میں کسی شخص کی آنکھ مخالفت کرے تو چاہئے کہ اُسے نکال پھینکے۔ قلمِ قدم کے ذریعے مالکِ جہان کی طرف سے اس طرح لکھا گیا ہے۔

اَے عالمِ ہستی کے رہنے والو! وہ دوسری بار تمھاری خلاصی کے لئے آیا ہے۔ کیا تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ وہ تمھارے لئے ہمیشہ کی زندگی چاہتا ہے۔ اَے صاحبانِ بصیرت خُدا سے ڈرو۔

اے لوگو! سُنو۔ تمھارے پروردگار الٰہی کی طرف سے کیا وحی آ رہی ہے؟ اور آخرت و اُولیٰ کے پَروردگار خُدا کی طرف متوجّہ ہو جاؤ۔ آفتابِ الہام کا مطلع' خداوند خالقِ جہان کی طرف سے تمھیں یہ حکم دے رہا ہے۔ ہم نے تمھیں نور کے لئے بنایا ہے۔ ہم تمھیں آگ کے لئے چھوڑ دینا پسند نہیں کرتے۔

اے لوگو! اس آفتاب کے ذریعے جو خُدا کی عنایت کے اُفق سے چمکا ہے اندھیروں میں سے نکل آؤ۔ اور پھر اس کی جانب پاکیزہ قلوب مطمئن نفوس۔ بینا آنکھوں اور شگفتہ چہروں کے ساتھ متوجّہ ہو جاؤ مالکِ قدر منظرِ اکبر کی جانب سے تمھیں یہی نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ یہ ندا تمھیں ملکوتِ اسماء کی طرف جذب کرلے۔ مبارک ہے وہ جس نے عہد پورا کیا اور نامُبارک ہے وہ جس نے عہد توڑ دیا۔ اور اَسرار کے جاننے والے خُدا کا انکار کیا۔

کہدے یہ فضل کا دن ہے۔ آؤ میں تمھیں اَپنے ملکوت کے مُلکوں کا بادشاہ بنا دوں۔ اگر تم میری اطاعت کروگے تو وہ سب کچھ دیکھوگے جس کا ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے اور ہم تمھیں اَبد تک اپنی عظمت کے جبروت میں اپنا انیس و مونس اور اپنے آسمانِ اقتدار میں اَپنے جمال کا مصاحب بنا لینگے۔ اور اگر تم نے میری نافرمانی کی تو میَں اپنے حلِم کی رو سے صبر کروں گا تاکہ تم متنبہ ہو جاؤ اور بسترِ غفلت سے اُٹھ کھڑے ہو میری رحمت تم پر اسی طرح چھائی ہوئی ہے۔ خُدا سے ڈرو اور جن لوگوں نے اِس چہرۂ جمال سے مُنہ پھیر لیا اُن کی پیروی نہ کرو۔ حالانکہ وہ لوگ صبح و شام اِسی کو پُکارتے رہتے ہیں۔

فصل کاٹنے کا وقت آپہنچا۔ اور چیزوں کو چھانٹ چھانٹ کر الگ الگ کر دیا گیا۔ جو اُس کو پسند ہوئیں وہ عدل کے برتنوں میں رکھ دی گئیں اور جو آگ کے قابل تھیں انھیں آگ میں پھینک دیا۔ تمھارے عزیز و ودود خُدا نے آج اِس وعدے کے دِن میں اسی طرح حکم کیا ہے۔ وہ جس بات کو چاہے اس کا حکم دے سکتا ہے

اُس مقتدر و قہار کے سوا کوئی خدا نہیں۔ صاف کرنے والے کا ارادہ یہی ہے کہ وہ ہر اچھی چیز میرے لئے محفوظ کر دے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اُس سے میرے امر کی شناخت تمھیں کراتا ہے اور تمھیں اُس کی راہ دکھاتا ہے جس کے ذکر سے تمام الواح مزیّن ہیں۔

کہدے اے گروہِ نصاریٰ! ہم نے تم پر پہلے بھی تجلّی فرمائی تھی لیکن تم نے ہمیں نہ پہچانا۔ اب یہ دوسری مرتبہ ہے۔ یہ خدا کا دن ہے۔ تم اس کی طرف بڑھو۔ وہ آسمان سے آیا ہے جس طرح پہلی مرتبہ آیا تھا۔ اور تمھیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دینا چاہتا ہے۔ وہ برتر۔ مالکِ عزّت اور مددگار ہے۔

محبوب یہ پسند نہیں کرتا کہ تم ہوا و ہوس کی آگ میں جلو۔ اور اگر تم محجوب ہو گئے تو یہ صرف تمھاری غفلت اور حق ناشناسی کے باعث ہوگا۔ تم مجھے یاد کرتے ہو اور مجھے پہچانتے نہیں۔ تم مجھے پکارتے ہو اور میرے ظہور سے غافل رہ گئے ہو۔ باوجودیکہ میں آسمانِ قدم سے اپنے جاہ و جلال کے ساتھ تمھارے پاس آیا ہوں۔ میرے نام اور میری سلطنت کی قوّت سے پردوں کو پھاڑ ڈالو تاکہ اپنے خداوند کی طرف آ جاؤ۔

خداوندِ جلیل عظمت و کبریائی کے خیمہ سے ندا بلند کرتا ہوا کہہ رہا ہے کہ اے گروہِ انجیل! ملکوت میں وہ لوگ داخل ہو چکے جو اُس کے باہر تھے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم دروازے پر توقف میں کھڑے ہو۔ اپنے عزیز و وہّاب خدا کی قوّت سے پردے چاک کر ڈالو۔ پھر میرا نام لے کر میرے ملکوت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ہے اُس کا حکم جو تمھیں حیاتِ ابدی بخشنا چاہتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مبارک ہیں وہ جنھوں نے نور کو پہچانا اور اُس کی طرف تیزی سے بڑھے۔ تو دیکھو وہ میرے برگزیدوں کے ساتھ ملکوت میں کھا پی رہے ہیں۔ اور اے فرزندانِ ملکوت! ہم تمھیں تاریکی میں پڑا دیکھتے ہیں۔ یہ تمھاری شان کے شایاں نہیں ہے۔ کیا تم اپنے اعمال کے باعث روشنی کے سامنے آنے سے ڈرتے ہو اُس کی طرف بڑھو۔

تمھارے خداوندِ جلیل نے اپنی تشریف آوری سے اپنے مُلک کو مشرّف فرما دیا ہے۔ اِس طرح سے ہم تمھیں اُس کا راستہ بتاتے ہیں جس کی خبر روح اللہ نے دی تھی۔ میں اُس کی گواہی دیتا ہوں جیسے وہ میرا گواہ تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ آؤ میں تمھیں آدمیوں کا شکاری بنا دوں اور ہم آج یوں کہتے ہیں کہ آؤ ہم تمھیں جہان کی زندگی کا موجب بنا دیں۔ اِس طرح قطعی فیصلہ کر دیا گیا ہے اُس لوح میں جو قلمِ امر کی لکھی گئی ہے۔ (لوحِ پاپا۔ کتاب مبین صفحہ ۴۹ تا ۶۱) (مترجمہ علی)

# حوالجاتِ کتابِ مُقدّس

## کتابِ مقدّس کی وہ آیات جن کی طرف اِس لوحِ مُبارک میں اشارے کئے گئے ہیں

### بادلوں پر آنا

میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کے داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے (متی ۲۶/۶۴) اور اُس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی (متی ۲۴/۳۰) دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے (یوحنا کا مکاشفہ ۱/۷)

### آسمان سے آنا

خُداوند خود آسمان سے اُتر آئے گا (۱۔ تھسلنیکیون ۴/۱۶)

میں آسمان سے اُترا ہوں ...

انھوں نے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں۔ جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں۔ اب کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا آپس میں نہ بڑبڑاؤ۔

(یوحنا ۶/۳۸-۴۲)

اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اُترا یعنی ابنِ آدم جو اب بھی آسمان میں ہے (یوحنا ۳/۱۳)

### موعود کے ساتھ فرشتے

جب ابن آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اُس کے ساتھ آئینگے تو اُس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا (متی ۲۵/۳۱)

اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کرینگے (متی ۲۴/۳۰-۳۱) ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ (متی ۱۶/۲۷)

### وہ وقت جو خُدا کے علم میں مخفی تھا

لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ ..... پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کس دن تمھارا خداوند آئے گا۔ (متی ۲۴/۳۶-۴۴) تم بھی تیار رہو۔ کیونکہ جس وقت تمھیں گمان بھی نہ ہو گا ابنِ آدم آجائے گا (لوقا ۱۲/۴۰) پس خبردار ایسا نہ ہو کہ تمھارے دل خمار اور نشہ بازی اور اس دُنیا کی فکروں سے

سست ہو جائیں اور وہ دن تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آپڑے۔ کیونکہ جتنے لوگ تمام روئے زمین پر موجود ہونگے اُن سب پر وہ اسی طرح آپڑے گا۔ پس ہر وقت جاگتے رہو اور دُعا مانگتے رہو کہ تم کو ان سب ہونے والی باتوں سے بچنے اور ابنِ آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدور ہو (لوقا ۲۱/۳۴-۳۶)

### یومِ موعود میں مصیبت اور گھبراہٹ

اُس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائینگے (متی ۲۴/۲۲-۲۳) اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی (متی ۲۴/۳۱)

### حضرتِ موعود کو دُکھ دینا

جیسے بجلی آسمان کی ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے ویسے ہی ابنِ آدم اپنے دن میں ظاہر ہوگا۔ لیکن پہلے ضرور ہے کہ وہ بہت دُکھ اُٹھائے اور اس زمانے کے لوگ اُسے رد کریں۔ (لوقا ۱۷/۲۴-۲۵)

### پوشیدہ بات (باپ کا آنا)

مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا رُوح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا (یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳)

### خُدا کی بادشاہت

اور پورب پچھم۔ اُتر۔ دکھن سے لوگ آکر خُدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے (لوقا ۱۳/۲۹) اور اُنھیں خدا کی بادشاہت کی مُنادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا (لوقا ۹/۲) اور اُن سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمھارے نزدیک آپہنچی ہے۔ (لوقا ۱۰/۹) جب فریسیوں نے اُس سے پوچھا کہ خُدا کی بادشاہت کب آئیگی؟ تو اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ خُدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہ آئے گی (لوقا ۱۷/۲۰)

### آبِ رُوح اور آتشِ محبت سے بپتسمہ

جب لوگ مُنتظر تھے اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں تو یوحنا نے ان سب سے جواب میں کہا کہ میں تو پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنیوالا ہے۔ میں اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمھیں رُوح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اس کا چھاج اُس کے ہاتھ میں ہے تاکہ وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے اور گیہوں کو اپنے کھتے میں جمع کرے۔ مگر بھوسی کو اُس آگ میں جلائے گا جو بجھنے کی نہیں (لوقا ۳/۱۵-۱۷)

وہ چالیس دن تک انھیں نظر آتا رہا اور خُدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن سے مل کر اُنھیں حکم دیا کہ یروشلم کو

باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدے کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ مگر تم تھوڑے دن بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے (رسولوں کے اعمال ۱ : ۴-۵)

**معزی۔ تسلی دہندہ یا مددگار**

اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی سچائی کا روح جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی۔ کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے۔ تم اسے جانتے ہو۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا۔ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا۔ میں تمہارے پاس آؤنگا (یوحنا ۱۴ : ۱۶-۱۸) میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا۔ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائیگا (یوحنا ۱۴ : ۲۵-۲۶)

**آمد جمال قدم**

خداوند خدا جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے یعنی قادر مطلق فرماتا ہے کہ میں الفا اور اومیگا ہوں (یوحنا کا مکاشفہ ۱ : ۸)

**اپنی آنکھ نکال کر پھینک دو**

اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کانا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے بہتر ہے کہ دو آنکھیں ہوتے تو آگ کے جہنم میں ڈالا جائے (متی ۱۸ : ۹)

**فصل کاٹنے کا وقت**

اور اس نے کہا خدا کی بادشاہت ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے ۔۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے۔ پہلے پتی پھر بالیں۔ بعد اس کے بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا (مرقس ۴ : ۲۶-۲۹) اچھے بیج کا بونے والا ابن آدم اور کھیت دنیا اور اچھا بیج بادشاہت کے فرزند اور کڑوے دانے اس شریر کے فرزند جس دشمن نے انھیں بویا وہ ابلیس ہے۔ اور فصل دنیا کا آخر اور کاٹنے والے فرشتے۔ پس جیسے کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں ایسا ہی دنیا کے آخر میں ہوگا (متی ۱۳ : ۳۷-۴۱)

**دروازے پر ٹھہرے ہوئے**

میں تم سے کہتا ہوں بہتیرے داخل ہونے کی کوشش کرینگے اور نہ ہوسکینگے۔ جب گھر کا مالک اٹھ کر دروازہ بند کرچکا ہو اور تم باہر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر یہ کہنا شروع کرو کہ اے خداوند ہمارے لئے کھول دے (لوقا ۱۳ : ۲۴-۲۵)

**باہر اندھیرے میں ڈالے ہوئے**

اور میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیم اور اضحٰق اور یعقوب کے ساتھ آسمانی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ مگر بادشاہت کے بیٹے اندھیرے میں ڈالے جائینگے (متی ۸ : ۱۱-۱۲) وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔ جب تم ابراہیم اور اضحٰق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھوگے اور پورب پچھم اتر دکھن سے لوگ آکر خدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اول ہونگے اور اول ہیں جو آخر ہونگے۔ (لوقا ۱۳ : ۲۸-۳۰)

# فریسی

یہودیوں کے جس فرقے نے حضرت عیسیٰ کی سب سے زیادہ مخالفت کی اُس فرقے کا نام فریسی تھا۔ ان کی مخالفت کی بظاہر ایک بہت ہی معقول وجہ بھی جس کا انکی تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے چونکہ تقریباً یہی معقول وجہ ہر دفعہ خدا کے رسول کے خلاف لوگوں کو مخالفت کے لئے آمادہ کرتی اور اُبھارتی رہی ہے۔ اسلئے این سائیکلو پیڈیا برٹینی کی جلد ۱۴ Encyclopaedia Britannica سے فریسیوں کے متعلق جو مستند مضمون ہے اُس کا خلاصہ غالباً دلچسپی کا باعث ہوگا۔

فریسی کے اصلی معنی ہیں (نکال باہر) یا (خارج کئے گئے) اس کی حقیقت یوں ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ڈیڑھ سو برس پہلے تک یہودی خاندانی عالموں کا کہنا بغیر چون وچرا کے مانا جاتا رہا۔ لیکن یونان کے عقلمندوں کا علم اور اُن کی حکمت جب یہودیوں میں پہنچی تو مذہبی علماء کے خاندان کے باہر والوں میں بھی عالم پیدا ہونے لگے۔ جو علم اور فضل میں خاندانی علماء کے برابر بلکہ بعضے تو اُن کے رئیس العلماء کے ہم پلہ تھے۔ رفتہ رفتہ خاندانی قید ٹوٹ گئی۔ اور عام یہودی عالم بھی خاندانی علماء کے اندر شریک کر لئے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد پشتینی علماء نے ان تازہ وارد علماء کو نکال باہر کیا۔ اور اسوقت سے اُن کا لقب فریسی ہوا۔ جن لوگوں نے فریسیوں کو نکال دیا وہ صدوقی کہلاتے تھے اور حضرت عیسیٰ کے زمانے میں کلیسا پر قابض تھے۔

فریسیوں کا عقیدہ تھا کہ اگرچہ توریت میں جو کچھ لکھا ہے وہ حجت قطعی ہے۔ لیکن جو روایات زبانی طور پر چلی آ رہی ہیں اُن کو آیاتِ کتاب کی تفسیر کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہئے اور اگر کہیں آیاتِ کتاب اور راویوں کی حدیث میں اختلاف ہو تو اجتہاد کی رو سے تعدیل کر لینی چاہئے۔ بہرحال ملت یہود کی ہر جزوی وکلی ضرورت کے لئے کتاب اللہ، بزرگانِ دین کی روایات اور علمائے وقت کا اجتہاد کافی دوائی ہے۔ جو باتیں یا طریقے یہودیوں میں رسم و رواج کی صورت میں موجود تھے اُن کو تورات کی آیات کے مطابق کرنے کے لئے یہ لوگ بڑی ہوشیاری اور دانائی سے کام لیتے تھے۔ اُن کے اقتدار کا زمانہ حضرت مسیح کی پیدائش سے ۱۲۵ برس پہلے سے ۱۳۵ برس بعد تک تھا۔ مسیح موعود کے متعلق اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ حضرت داؤد کی اولاد میں سے ہوگا اور دنیاوی لحاظ سے تمام فائدہ یہودیوں کو حاصل کرائیگا۔ جن پیشین گوئیوں میں اس کی روحانی شخصیت اور قوتوں کا بیان ہے اُن کو وہ صحیح نہیں مانتے تھے۔

فریسیوں کی کوشش کا نتیجہ ایک تو یہ ہوا کہ یہودیوں میں عام طور پر اپنے عبادتخانوں میں ہفتہ میں ایک دن جا کر اپنی دینی تعلیم کو پھیلانے کا شوق ہوا۔ دوسرے گناہ وثواب کی سزا و جزا مذہبی طریقہ پر شدت سے ماننے لگے۔ ہفتہ وار عبادت پر زور دے کر دعائیں مرتب کی گئیں اور ابتدائی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ رفتہ رفتہ خاندانی عالموں کا اقتدار ٹوٹ گیا۔ مسیح موعود کی روحانی طاقتوں کا عقیدہ جاتا رہا اور ہر کس وناکس کو دینی تعلیم دینے کا حق حاصل ہو گیا۔ اور انبیاء بنی اسرائیل کی وہ تعلیم جو ان لوگوں کے خیال سے تورات کی تعلیم کے خلاف تھی رد کر دی گئی۔ آخری نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جب خدا کی کتاب منوانے اور اس کی تعلیم کو پھیلانے کی ایسی لگاتار کوششیں کیں اسی خدا کے بھیجے ہوئے تازہ پیغمبر اور اُسکے لائے ہوئے تازہ پیغام سے مُنہ موڑ لیا۔ خدا کا حکم نہ ملنے کا بہانہ خود خدا کی کتاب کو بنا لیا۔ کیا یہ ایک عجیب بات نہیں ہے؟ ایسا نہ ہو ہم بھی یہی کر رہے ہوں +

# لوح

يا بابا احرق الاحجاب قد اتى ربّ الارباب في ظلل السّحاب وقضي الامر من لدى الله المقتدر المختار اكشف السّبحات بسلطان ربّك ثمّ اصعد الى ملكوت الاسماء والصّفات كذلك يأمرك القلم الاعلى من لدن ربّك العزيز الجبّار انّه اتى من السّماء مرّة اخرى كما اتى منها اوّل مرّة ايّاك ان تعترض عليه كما اعترض الفريسيّون من دون بيّنة وبرهان قد جرى عن يمينه كوثر الفضل وعن يساره سلسبيل العدل ويمشي قدّامه ملائكة الفردوس برايات الآيات ايّاك ان تمنعك الاسماء عن الله فاطر الارض والسّماء دع الورى ورائك ثمّ اقبل الى مولاك الّذي به اضاءت الآفاق قد زيّنّا الملكوت باسمنا الابهى كذلك قضي الامر من لدى الله خالق الاشياء ايّاك ان تمنعك الظّنون بعد اذ اشرقت شمس اليقين من افق بيان ربّك العزيز المنّان اسكنت في القصور وسلطان الظّهور في اخرب البيوت دعها لاهلها ثمّ اقبل الى الملكوت بروح وريحان قل يا ملأ الارض اخربوا بيوت الغفلة بايادي القدرة والاطمينان وعمّروا غرف العرفان في القلوب ليتجلّى عليها الرّحمن هذا خير لكم ممّا تطلع الشّمس عليه يشهد بذلك من عنده فصل الخطاب قد فاحت نسمة الله في العالم بما اتى المقصود بمجده الاعظم اذاً كلّ حجر ومدر ينادي قد ظهر الموعود الملك لله المقتدر العزيز الغفّار ايّاك ان تمنعك العلوم عن سلطان المعلوم او الدّنيا عمّن خلقها وتركها قم باسم ربّك الرّحمن بين ملأ الاكوان وخذ كأس الحيوان بيد الاطمينان اشرب منها اوّلاً

ثمّ اسق المقبلين من اهل الاديان كذلك لاح قمر البيان من افق الحكمة
والتّبيان اخرق سبحات العلوم لئلّا تمنعك عن شطر اسمي القيّوم اذكر
اذ اتى الرّوح افتى عليه من كان اعلم علماء عصره في مصره وآمن به من
يصطاد الحوت فاعتبروا يا اولي الالباب انّك من شموس سموات الاسماء
احفظ نفسك لئلّا تغشيها الظّلمة وتحجبك عن النّور انظر ما نزّل في الكتاب
من لدن ربّك العزيز الوهّاب قل يا معشر العلماء امسكوا اقلامكم
قد ارتفع صرير القلم الاعلى بين الارض والسّماء ضعوا ما عندكم وخذوا ما
ارسلناه اليكم بقدرة وسلطان.

قد اتت السّاعة الّتي كانت مكنونة في علم الله ونادت الذّرّات قد اتى
القديم ذو المجد العظيم اسرعوا اليه يا ملأ الارض بخضوع وانابة قل انّي
فديت بنفسي لحياتكم ولمّا جئتكم مرّة اخرى اراكم تفرّون منّي لذا تبكي عين
شفقتي على شعبي اتّقوا الله يا اولي الانظار انظر في الّذين اعترضوا على الابن اذ اتاهم
بسلطنة واقتدار كم من الفريسيّين كانوا ان ينتظروا لقاءه ويتضرّعوا في فراقه
فلمّا تضوّع طيب الوصال وكشف الجمال اعرضوا عنه واعترضوا عليه كذلك
القينا اليك ما هو المسطور في الزّبر والالواح ما اقبل الى الوجه الّا عدّة معدودات
من الّذين لم يكن لهم عزّ بين النّاس واليوم يفتخر باسمه كلّ ذي عزّ وسلطان
كذلك انظر في هذا الزّمان كم من الرّهبان اعتكفوا في الكنائس باسمي فلمّا
تمّ الميقات وكشفنا لهم الجمال ما عرفوني بعد اذ يدعونني بالعشيّ والاشراق
نرٰهم باسمي احتجبوا عن نفسي ان هذا الّا شيء عجاب قل ايّاكم ان يمنعكم
الذّكر عن المذكور والعبادة عن المعبود اخرقوا حجب الاوهام هذا ربّكم العزيز العلّام
قد اتى لحيوة العالم واتّحاد من على الارض كلّها اقبلوا يا قوم الى مطلع الوحي ولا
توقّفوا اقلّ من آن اتقرءون الانجيل ولا تقرّون للرّبّ الجليل هذا لا ينبغي
لكم يا ملأ الاحبار.

قل إن تنكروا هذا الأمر بأيّ حجّة آمنتم بالله فأتوا بها كذلك
نزّل الأمر من القلم الأعلى من لدن ربّكم الأبهى في هذا اللّوح الّذي من أفقه
أشرقت الأنوار كم من عباد صارت أعمالهم حجبًا لأنفسهم وبها منعوا
عن التّقرّب إلى الله مرسل الأرياح.

يا ملأ الرّهبان قد تضوّعت نفحات الرّحمن في الأكوان طوبى لمن
نبذ الهوى وأخذ الهدى إنّه ممّن فاز بلقاء الله في هذا اليوم الّذي فيه
أخذت الزّلازل سكّان الأرض وفزع من عليها إلّا من شاء الله مالك الرّقاب
أتزيّنون أجسادكم وكان قميص الله محمرًّا بدم البغضاء بما ورد عليه
من أولي البغضاء أخرجوا من أماكنكم ثمّ ادخلوا العباد في ملكوت الله مالك
يوم التّناد قد ظهرت الكلمة الّتي سترها الابن إنّها قد نزلت على هيكل
الإنسان في هذا الزّمان تبارك الرّبّ الّذي هو الأب قد أتى بمجده الأعظم
بين الأمم توجّهوا إليه يا ملأ الأخيار قل يا ملأ الأديان نراكم هائمين في تيه
الخسران وكنتم حيتان هذا البحر لم منعتم عن مبدئكم إنّه يتموّج أمام
وجوهكم أسرعوا إليه من كلّ الأقطار هذا اليوم فيه تصيح الصّخرة بأعلى الصّيحة
وتسبّح باسم ربّها الغنيّ المتعال قد أتى الأب وكمل ما وعدتم به في الملكوت
هذه كلمة كانت محفوظة خلف حجاب العظمة فلمّا أتى الوعد أشرقت من أفق
المشيّة بآيات بيّنات قد حبس جسدي لعتق أنفسكم وقبلنا الذّلّة لعزّكم
اتّبعوا الرّبّ ذا المجد والملكوت ولا تتّبعوا كلّ مشرك جبّار جسدي يشتاق الصّليب
ورأسي ينتظر السّنان في سبيل الرّحمن لتطهير العالم عن العصيان كذلك أشرقت
شمس الحكم من أفق أمر مالك الأسماء والصّفات قد قام علينا أهل الفرقان
وعذّبونا بعذاب ناح به روح القدس وصاح الرّعد وبكى علينا السّحاب من
المشركين من ظنّ أنّ البلاء يمنع البهاء عمّا أراد الله موجد الأشياء قل لا ومنزل
الأمطار إنّه لا يمنعه شيء عن ذكر ربّه تالله الحقّ لو يحرقونه في البرّ إنّه عن قطب البحر

اُس مقتدر و قہار کے سوا کوئی خدا نہیں۔ صاف کرنے والے کا ارادہ یہی ہے کہ وہ ہر اچھی چیز میرے لئے محفوظ کر دے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اُس سے میرے امر کی شناخت تمھیں کراتا ہے اور تمھیں اُس کی راہ دکھاتا ہے جس کے ذکر سے تمام الواح مزیّن ہیں۔

کہدے اے گروہِ نصاریٰ! ہم نے تم پر پہلے بھی تجلّی فرمائی تھی لیکن تم نے ہمیں نہ پہچانا۔ اَب یہ دوسری مرتبہ ہے۔ یہ خدا کا دن ہے۔ تم اس کی طرف بڑھو۔ وہ آسمان سے آیا ہے جس طرح پہلی مرتبہ آیا تھا۔ اور تمھیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دینا چاہتا ہے۔ وہ برتر۔ مالکِ عزّت اور مددگار ہے۔

محبوب یہ پسند نہیں کرتا کہ تم ہوا و ہوس کی آگ میں جلو۔ اور اگر تم محجوب ہو گئے تو یہ صرف تمھاری غفلت اور حق ناشناسی کے باعث ہوگا۔ تم مجھے یاد کرتے ہو اور مجھے پہچانتے نہیں۔ تم مجھے پکارتے ہو اور میرے ظہور سے غافل رہ گئے ہو۔ باوجودیکہ میں آسمانِ قدم سے اپنے جاہ و جلال کے ساتھ تمھارے پاس آیا ہوں۔ میرے نام اور میری سلطنت کی قوّت سے پردوں کو پھاڑ ڈالو تاکہ اپنے خداوند کی طرف راہ پاؤ۔

خُداوندِ جلیل عظمت و کبریائی کے خیمہ سے ندا بلند کرتا ہوا کہہ رہا ہے کہ اے گروہِ انجیل! ملکوت میں وہ لوگ داخل ہو چکے جو اُس کے باہر تھے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم دروازے پر توقف میں کھڑے ہو۔ اپنے عزیز و وہّاب خدا کی قوّت سے پردے چاک کر ڈالو۔ پھر میرا نام لے کر میرے ملکوت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ہے اُس کا حکم جو تمھیں حیاتِ ابدی بخشنا چاہتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مُبارک ہیں وہ جنھوں نے نور کو پہچانا اور اُس کی طرف تیزی سے بڑھے۔ تو دیکھو وہ میرے برگزیدوں کے ساتھ ملکوت میں کھاپی رہے ہیں۔ اور اے فرزندانِ ملکوت! ہم تمھیں تاریکی میں پڑا دیکھتے ہیں۔ یہ تمھاری شان کے شایاں نہیں ہے۔ کیا تم اپنے اعمال کے باعث روشنی کے سامنے آنے سے ڈرتے ہو اُس کی طرف بڑھو۔

تمھارے خُداوندِ جلیل نے اپنی تشریف آوری سے اپنے مُلک کو مشرّف فرمادیا ہے۔ اِس طرح سے ہم تمھیں اُس کا راستہ بتاتے ہیں جس کی خبر رُوح اللہ نے دی تھی۔ میں اُس کی گواہی دیتا ہوں جیسے وہ میرا گواہ تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ آؤ میں تمھیں آدمیوں کا شکاری بنادوں اور ہم آج یوں کہتے ہیں کہ آؤ ہم تمھیں جہان کی زندگی کا موجب بنا دیں۔ اِس طرح قطعی فیصلہ کر دیا گیا ہے اُس لوح میں جو قلم امر کی لکھی گئی ہے۔

(لوحِ پاپا۔ کتاب مبین صفحہ ۹۸ تا ۹۱) (مترجمہ قلمی)

# حوالجاتِ کتابِ مُقدّس

## کتابِ مقدّس کی وہ آیات جن کی طرف اِس لوحِ مبارک میں اشارے کئے گئے ہیں

**دلوں پر آنا**

میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کے دائیں طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھوگے (متی ۲۶/۶۴) اور اُس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابنِ آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی (متی ۲۴/۳۰) دیکھو وہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے (یوحنا کا مکاشفہ ۱/۷)

**آسمان سے آنا**

خُداوند خود آسمان سے اُتر آئے گا (۱۔ تھسلنیکیون ۴/۱۶)
میں آسمان سے اُترا ہوں . . .

انھوں نے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں۔ جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں۔ اَب یونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا آپس میں نہ بڑبڑاؤ۔ (یوحنا ۶/۳۸-۴۲)

اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سِوا اس کے جو آسمان سے اُترا یعنی ابنِ آدم جو اَب بھی آسمان میں ہے (یوحنا ۳/۱۳)

**موعود کے ساتھ فرشتے**

جب ابنِ آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اُس کے ساتھ آئینگے تو اُس وقت وہ اَپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا (متی ۲۵/۳۱)

اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اِس سرے سے اس سرے تک جمع کرینگے (متی ۲۴/۳۰-۳۱) ابنِ آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ (متی ۱۶/۲۷)

**وہ وقت جو خُدا کے عِلم میں مخفی تھا**

لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صِرف باپ . . . . پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کِس دِن تمھارا خداوند آئے گا۔ (متی ۲۴/۳۶-۴۲) تم بھی تیار رہو کیونکہ جس وقت تمھیں گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آ جائے گا (لوقا ۱۲/۴۰) پس خبردار ایسا نہ ہو کہ تمھارے دِل خمار اور نشہ بازی اور اس دُنیا کی فکروں سے

سُست ہو جائیں اور وہ دن تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آپڑے۔ کیونکہ جتنے لوگ تمام روئے زمین پر موجود ہونگے اُن سب پر وہ اسی طرح آپڑے گا۔ پس ہر وقت جاگتے رہو اور دُعا مانگتے رہو کہ تم کو ان سب ہونے والی باتوں سے بچنے اور ابنِ آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدور ہو (لوقا ۲۱/ ۳۴-۳۶)

## یومِ موعود میں مصیبت اور گھبراہٹ

اُس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائینگے (متی ۲۴/ ۲۱-۲۲) اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی (متی ۲۴/ ۳۱)

## حضرتِ موعود کو دُکھ دینا

جیسے بجلی آسمان کی ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے ویسے ہی ابنِ آدم اپنے دن میں ظاہر ہوگا۔ لیکن پہلے ضرور ہے کہ وہ بہت دُکھ اُٹھائے اور اس زمانے کے لوگ اُسے رد کریں۔ (لوقا ۱۷/ ۲۴-۲۵)

## پوشیدہ بات (باپ کا آنا)

مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اَب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا رُوح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا۔ لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا (یوحنا ۱۶/ ۱۲-۱۳)

## خُدا کی بادشاہت

اور پورب پچھم۔ اُتر۔ دکھن سے لوگ آکر خُدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے (لوقا ۱۳/ ۲۹) اور اُنھیں خدا کی بادشاہت کی مُنادی کرنے اور بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا (لوقا ۹/ ۲) اور اُن سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمھارے نزدیک آپہنچی ہے۔ (لوقا ۱۰/ ۹) جب فریسیوں نے اُس سے پوچھا کہ خُدا کی بادشاہت کب آئیگی؟ تو اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ خُدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہ آئے گی (لوقا ۱۷/ ۲۰)

## آبِ رُوح اور آتشِ محبت سے بپتسمہ

جب لوگ منتظر تھے اور سب اپنے اپنے دِل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں تو یوحنا نے ان سب کے جواب میں کہا کہ میں تو پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنیوالا ہے۔ میں اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمھیں رُوح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اس کا چھاج اُس کے ہاتھ میں ہے تاکہ وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے اور گیہوں کو اپنے کھتے میں جمع کرے۔ مگر بھوسی کو اُس آگ میں جلائے گا جو بجھنے کی نہیں (لوقا ۳/ ۱۵-۱۷)

وہ چالیس دن تک اُنھیں نظر آتا رہا اور خُدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن سے مِل کر اُنھیں حکم دیا کہ یروشلم کو

باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اس وعدے کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا۔ مگر تم تھوڑے دن بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے (رسولوں کے اعمال ۱/۴-۵)

## مُعزّی۔ تسلی دہندہ یا مددگار

اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمھیں دوسرا مددگار بخشیگا کہ ابد تک تمھارے ساتھ رہے۔ یعنی سچائی کا رُوح جسے دُنیا حاصل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نہ اُسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو۔ کیونکہ وہ تمھارے ساتھ رہتا ہے اور تمھارے اندر ہوگا۔ میں تمھیں یتیم نہ چھوڑونگا۔ میں تمھارے پاس آؤنگا (یوحنا ۱۴/۱۶-۱۸) میں نے یہ باتیں تمھارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمھیں سب باتیں سکھائیگا۔ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمھیں یاد دلائیگا (یوحنا ۱۴/۲۵-۲۶)

## آمدِ جمالِ قدم

خداوند خدا جو ہے اور جو تھا اور جو آنے والا ہے یعنی قادرِ مطلق فرماتا ہے کہ میں الفا اور اومیگا ہوں (یوحنا کا مکاشفہ ۱/۸)

## اپنی آنکھ نکال کر پھینک دو

اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کانا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے بہتر ہے کہ دو آنکھیں ہوتے تو آگ کے جہنم میں ڈالا جائے (متی ۱۸/۹)

## فصل کاٹنے کا وقت

اور اُس نے کہا خدا کی بادشاہت ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے ۔۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے۔ پہلے پتی پھر بالیں۔ بعد اس کے بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا (مرقس ۴/۲۶-۲۹) اچھے بیج کا بونے والا ابن آدم اور کھیت دُنیا اور اچھا بیج بادشاہت کے فرزند اور کڑوے دانے اُس شریر کے فرزند جس دشمن نے انھیں بویا وہ ابلیس ہے۔ اور فصل دُنیا کا آخر اور کاٹنے والے فرشتے۔ پس جیسے کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں ایسا ہی دُنیا کے آخر میں ہوگا (متی ۱۳/۳۷-۴۱)

## دروازے پر ٹھہرے ہوئے

میں تم سے کہتا ہوں بہتیرے داخل ہونے کی کوشش کرینگے اور نہ ہو سکینگے۔ جب گھر کا مالک اُٹھ کر دروازہ بند کر چکا ہو اور تم باہر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر یہ کہنا شروع کرو کہ اے خداوند ہمارے لئے کھول دے (لوقا ۱۳/۲۴-۲۵)

## باہر اندھیرے میں ڈالے ہوئے

اور میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیم اور اضحٰق اور یعقوب کے ساتھ آسمانی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ مگر بادشاہت کے بیٹے اندھیرے میں ڈالے جائینگے (متی ۸/۱۱-۱۲) وہاں رونا اور دانتوں کا پیسنا ہوگا۔ جب تم ابراہیم اور اضحٰق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے اور پورب پچھم اُتر دکھن سے لوگ آکر خدا کی بادشاہت کی ضیافت میں شریک ہونگے۔ اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اوّل ہونگے اور اوّل ہیں جو آخر ہونگے۔ (لوقا ۱۳/۲۸-۳۰)

# فریسی

یہودیوں کے جس فرقے نے حضرت عیسیٰ کی سب سے زیادہ مخالفت کی اُس فرقے کا نام فریسی تھا۔ ان کی مخالفت کی بنا ہر ایک بہت ہی معقول وجہ تھی جس کا انکی تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے چونکہ تقریبًا یہی معقول وجہ ہر دفعہ خدا کے رسول کے خلاف لوگوں کو مخالفت کے لئے آمادہ کرتی اور اُبھارتی رہی ہے۔ اسلئے این سائیکلو پیڈیا برٹینی کی جلد ۱۷ Encyclopaedia Britannica سے فریسیون کے متعلق جو مستند مضمون ہے اُس کا خلاصہ غالبًا دلچسپی کا باعث ہوگا۔

فریسی کے اصلی معنی ہیں (نکال باہر) یا (خارج کئے گئے) اس کی حقیقت یوں ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ڈیڑھ سو برس پہلے تک یہودی خاندانی عالموں کا کہنا بغیر چون وچرا کے مانا جاتا رہا۔ لیکن یونان کے عقلمندوں کا علم اور اُن کی حکمت جب یہودیوں میں پہنچی تو مذہبی علماء کے خاندان کے باہر والوں میں بھی عالم پیدا ہونے لگے۔ جو علم اور فضل میں خاندانی علماء کے برابر بلکہ بڑھنے تو اُن کے رئیس العلماء کے ہم پلہ تھے۔ رفتہ رفتہ خاندانی قید ٹوٹ گئی۔ اور عام یہودی عالم بھی خاندانی علماء کے اندر شریک کر لئے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد پشتینی علماء نے ان تازہ وارد علماء کو نکال باہر کیا۔ اور اسوقت سے اُن کا لقب فریسی ہوا۔ جن لوگوں نے فریسیوں کو نکال دیا وہ صدوقی کہلاتے تھے اور حضرت عیسیٰ کے زمانے میں کلیسا پر قابض تھے۔

فریسیوں کا عقیدہ تھا کہ اگرچہ توریت میں جو کچھ لکھا ہے وہ حجت قطعی ہے۔ لیکن جو روایات زبانی طور پر چلی آ رہی ہیں اُن کو آیاتِ کتاب کی تفسیر کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہیئے اور اگر کہیں آیاتِ کتاب اور راویوں کی حدیث میں اختلاف ہو تو اجتہاد کی رو سے تبدیل کر لینی چاہیئے۔ بہرحال ملتِ یہود کی ہر جزوی وکلی ضرورت کے لئے کتاب اللہ، بزرگانِ دین کی روایات اور علمائے وقت کا اجتہاد کافی و وافی ہے۔ جو باتیں یا طریقے یہودیوں میں رسم و رواج کی صورت میں موجود تھے اُن کو تورات کی آیات کے مطابق کرنے کے لئے یہ لوگ بڑی ہوشیاری اور دانائی سے کام لیتے تھے۔ اُن کے قتلاً کا زمانہ حضرت مسیح کی پیدائش سے ۱۲۵ برس پہلے سے ۱۳۵ برس بعد تک تھا۔ مسیح موعود کے متعلق اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ[۱۵] وہ حضرت داؤد کی اولاد میں سے ہوگا اور دنیاوی لحاظ سے تمام فائدہ یہودیوں کو حاصل کرائیگا۔ جن پیشین گوئیوں میں اس کی روحانی شخصیت اور قوتوں کا بیان ہے اُن کو وہ صحیح نہیں مانتے تھے۔

فریسیوں کی کوشش کا نتیجہ ایک تو یہ ہوا کہ یہودیوں میں عام طور پر اپنے عبادتخانوں میں ہفتہ میں ایک دن جا کر اپنی دینی تعلیم کو پھیلانے کا شوق ہوا۔ دوسرے گناہ و ثواب کی سزا و جزا مذہبی طریقہ پر شدت سے ماننے لگے۔ ہفتہ وار عبادت پر زور دے کر دعائیں مرتب کی گئیں اور ابتدائی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ رفتہ رفتہ خاندانی عالموں کا اقتدار ٹوٹ گیا۔ مسیح موعود کی روحانی طاقتوں کا عقیدہ جاتا رہا اور ہر کس وناکس کو دینی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگیا۔ اور انبیاء بنی اسرائیل کی وہ تعلیم جو اِن لوگوں کے خیال سے تورات کی تعلیم کے خلاف تھی رد کر دی گئی۔ آخری نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جب خدا کی کتاب منوانے اور اُس کی تعلیم کو پھیلانے کی ایسی لگاتار کوششیں کیں اُسی خدا کے بھیجے ہوئے تازہ پیغمبر اور اُسکے لائے ہوئے تازہ پیغام سے مُنہ موڑ لیا۔ خدا کا حکم نہ ملنے کا بہانہ خود خدا کی کتاب کو بنا لیا۔ کیا یہ ایک عجیب بات نہیں ہے؟ ایسا نہ ہو ہم بھی یہی کر رہے ہوں۔

# لوح

یا بابا اخرق الاحجاب قد اتی رب الارباب فی ظلل السحاب وقضی الامر من لدی الله المقتدر المختار اکشف السبحات بسلطان ربک ثم اصعد الی ملکوت الاسماء والصفات کذلک یأمرک القلم الاعلی من لدن ربک العزیز الجبار انه اتی من السماء مرة اخری کما اتی منها اول مرة ایاک ان تعترض علیه کما اعترض الفریسیون من دون بینة وبرهان قد جری عن یمینه کوثر الفضل وعن یساره سلسبیل العدل ویمشی قدامه ملائکة الفردوس برایات الآیات ایاک ان تمنعک الاسماء عن الله فاطر الارض والسماء دع الوری ورائک ثم اقبل الی مولاک الذی به اضاءت الآفاق قد زینا الملکوت باسمنا الابهی کذلک قضی الامر من لدی الله خالق الاشیاء ایاک ان تمنعک الظنون بعد اذ اشرقت شمس الیقین من افق بیان ربک العزیز المنان اسکنت فی القصور وسلطان الظهور فی اخرب البیوت دعها لاهلها ثم اقبل الی الملکوت بروح وریحان قل یا ملأ الارض اخربوا بیوت الغفلة بایادی القدرة والاطمینان وعمروا غرف العرفان فی القلوب لیتجلی علیها الرحمن هذا خیر لکم مما تطلع الشمس علیه یشهد بذلک من عنده فصل الخطاب قد فاحت نسمة الله فی العالم بما اتی المقصود بمجده الاعظم اذا کل حجر ومدر ینادی قد ظهر الموعود الملک لله المقتدر العزیز الغفار ایاک ان تمنعک العلوم عن سلطان المعلوم او الدنیا عمن خلقها وترکها قم باسم ربک الرحمن بین ملأ الاکوان وخذ کأس الحیوان بید الاطمینان اشرب منها اولا

ثمّ اسق المقبلين من اهل الأديان كذلك لاح قمر البيان من افق الحكمة
والتبيان اخرق سبحات العلوم لئلّا تمنعك عن شطر اسمي القيّوم اذكر
اذ اتى الرّوح افتى عليه من كان اعلم علماء عصره في مصره وآمن به من
يصطاد الحوت فاعتبروا يا اولي الألباب انّك من شموس سموات الأسماء
احفظ نفسك لئلّا تغشاها الظّلمة وتحجبك عن النّور انظر ما نزّل في الكتاب
من لدن ربّك العزيز الوهّاب قل يا معشر العلماء امسكوا اقلامكم
قد ارتفع صرير القلم الأعلى بين الأرض والسّماء ضعوا ما عندكم وخذوا ما
ارسلناه اليكم بقدرة وسلطان-

قد اتت السّاعة الّتي كانت مكنونة في علم الله ونادت الذّرّات قد اتى
القديم ذو المجد العظيم اسرعوا اليه يا ملأ الأرض بخضوع وانابة قل انّي
فديت بنفسي لحياتكم ولمّا جئتكم مرّة اخرى اريكم تفرّون منّي لذا تبكي عين
شفقتي على شعبي اتّقوا الله يا اولي الأنظار انظر في الّذين اعترضوا على الابن اذ اتاهم
بسلطنة واقتدار كم من الفريسيّين كانوا ان ينتظروا لقاءه ويتضرّعوا في فراقه
فلمّا تضوّع طيب الوصال وكشف الجمال اعرضوا عنه واعترضوا عليه كذلك
القينا اليك ما هو المسطور في الزّبر والألواح ما اقبل الى الوجه الّا عدّة معدودات
من الّذين لم يكن لهم عزّ بين النّاس واليوم يفتخر باسمه كلّ ذي عزّ وسلطان
كذلك انظر في هذا الزّمان كم من الرّهبان اعتكفوا في الكنائس باسمي فلمّا
تمّ الميقات وكشفنا لهم الجمال ما عرفوني بعد اذ يدعونني بالعشيّ والإشراق
نراهم باسمي احتجبوا عن نفسي ان هذا الّا شيء عجاب قل ايّاكم ان يمنعكم
الذّكر عن المذكور والعبادة عن المعبود اخرقوا حجب الأوهام هذا ربّكم العزيز العلّام
قد اتى لحيوة العالم واتّحاد من على الأرض كلّها اقبلوا يا قوم الى مطلع الوحي ولا
توقّفوا اقلّ من آن اتقرؤن الإنجيل ولا تقرّون للرّبّ الجليل هذا لا ينبغي
لكم يا ملأ الأحبار-

قل ان تنكروا هذا الامر بأي حجة آمنتم بالله فأتوا بها كذلك
نزل الامر من القلم الاعلى من لدن ربكم الابهى في هذا اللوح الذي من افق
اشرقت الانوار كم من عباد صارت اعمالهم حجبا لانفسهم وبها منعوا
عن التقرب الى الله مرسل الارياح .
يا ملأ الرهبان قد تضوعت نفحات الرحمن في الاكوان طوبى لمن
نبذ الهوى واخذ الهدى انه ممن فاز بلقاء الله في هذا اليوم الذي فيه
اخذت الزلازل سكان الارض وفزع من عليها الا من شاء الله مالك الرقاب
تزينون اجسادكم وكان قميص الله محمرا بدم البغضاء بما ورد عليه
من اولي الاغضاء اخرجوا من اماكنكم ثم ادخلوا العباد في ملكوت الله مالك
يوم التناد قد ظهرت الكلمة التي سترها الابن انها قد نزلت على هيكل
الانسان في هذا الزمان تبارك الرب الذي هو الاب قد اتى بمجده الاعظم
بين الامم توجهوا اليه يا ملأ الاخيار قل يا ملأ الاديان نريكم هائمين في تيه
الخسران وكنتم حيتان هذا البحر لم منعتم عن مبدئكم انه يتموج امام
وجوهكم اسرعوا اليه من كل الاقطار هذا يوم فيه تصيح الصخرة باعلى الصيحة
وتسبح باسم ربها الغني المتعال قد اتى الاب وكمل ما وعدتم به في الملكوت
هذه كلمة كانت محفوظة خلف حجاب العظمة فلما اتى الوعد اشرقت من افق
المشية بآيات بينات قد حبس جسدي لعتق انفسكم وقبلنا الذلة لعزكم
اتبعوا الرب ذا المجد والملكوت ولا تتبعوا كل مشرك جبار جسدي يشتاق الصليب
ورأسي ينتظر السنان في سبيل الرحمن لتطهير العالم عن العصيان كذلك اشرقت
شمس الحكم من افق امر مالك الاسماء والصفات قد قام علينا اهل الفرقان
وعذبونا بعذاب ناح به روح القدس وصاح الرعد وبكى علينا السحاب من
المشركين من ظن ان البلاء يمنع البهاء عما اراد الله موجد الاشياء قل لا ومنزل
الامطار انه لا يمنعه شيء عن ذكر ربه تالله الحق لو يحرقونه في البر انه من قطب البحر

آیا شما جسم خود را زینت میدهید حالانکه قمیص الهی از خون بغض و عداوتیکه از دست صاحبان اغراض ریخته شده بشدت سرخ میباشد. از مکانهای خود خروج نمائید و داخل کنید بندگان را در ملکوت[۱] الهی خداوند مالک یوم التناد. کلمه ئیکه آنرا ابن مستور داشته بود امروز ظهور فرموده مانند هیکل انسان[۲] در این زمان نازل گشته (تبارك الرّبّ الّذی هو الاب[۳] قد اتی بمجده الاعظم) (مبارک است آن پروردگاریکه همان پدر میباشد که با جلال عظیم خود میان مردم ظاهر شده) توجه باد نمائید یا ملأ الاخیار.

(ای پاپا) بگو ای اهل ادیان شما را می بینیم در دشت خسران سرگردان می باشید حالانکه شما ماهیان این بحر اعظم بودید. چه شد که از مبدأ خود دور شدید باوجودیکه روبروی شما مواج است. بیائید از هر طرف باو بشتابید.

این یومیست که در آن صخره با صدای بلند باسم ربّ غنی متعال خود تسبیح مینماید (ومیگوید) (بدانید که پدر آمده و تمام وعده هائیکه در ملکوت الله بشما داده بودند تکمیل شده. اینست آن کلمه ئیکه پس پردهٔ عظمت محفوظ بود پس چون وقتش رسید از اُفق مشیّت الهی با آیات بیّنات اشراق نمود)

بدانید که جسم من اسیر شد تا نفس شما آزاد بشود و ما برای عزّت شما ذلّت را قبول کردیم. مالک مجد و ملکوت را فرمانبرید و پیرو هر مشرک جبّار مباشید. جسم من در سبیل رحمن مشتاق صلیب است و سر من منتظر سر نیزه تا عالم از عصیان پاک گردد. آفتاب حکمت از اُفق امر مالک اسماء و صفات اینچنین اشراق نمود.

اهل فرقان بر ضدّ ما قیام نمودند و ما را بعذابی مبتلا نمودند که از مشاهدهٔ آن روح القدس نوحه نمود و رعد صیحه کرد و سحاب اشک بارید.

بعضی از مشرکین گمان بردند که بهاء الله بواسطهٔ بلاء از اجرای ارادة الله خالق اشیاء باز میماند. بگو قسم به بارندهٔ بارشها این نمی شود. هیچ چیزی بهاء الله را از ذکر پروردگار خود باز نمیدارد. تالله الحق اگر او را بر زمین بسوزانند از قطب بحر سر خود را بلند کرده ندا مینماید "او ست خداوند هر چه در زمین و آسمان است" و اگر او را در چاه تاریک بیاندازند می بینند که از بالای کوهها ندا مینماید "حضرت مقصود بسلطان عظمت و استقلال رسیده" اگر او را در زیر زمین دفن کنند از اُفق آسمان ظاهر شده می گوید "آگاه باشید که با

---

۱ لوقا ۲۲: ۳۰-۳۱ لوقا ۹: ۲ (ملکوت) ۲ اشعیا ۹: ۶ برای ما ولدی زائیده و پسری بما بخشیده شد. و سلطنت بر دوش او خواهد بود و اسم او عجیب و مشیر و خدای قدیر و پدر سرمدی و سرور سلامتی خوانده خواهد شد.

ملکوتِ خداوندِ عزیزِ وجبّار البهاء رسید" واگر خونِ او بریزید هر قطرهٔ آن صیحه نموده از پروردگار خود دعا مینماید وواسطه قرار میدهد این اسمی را که از او در اطرافِ عالم عرف قمیص وزید.

ما بندگان را در زیرِ شمشیرِ دشمنان بسوی خداوند خالقِ ارض وسما دعوت مینمائیم وبیک قوّتی درنصرت نمودنِ امرِ خداوندِ مشغولیم که جنودِ ظالمین وسطوتِ فاجرین ما را باز نمیدارد.

(اے پاپا) بگو ای اهلِ عالم! اصنامِ اوهام را باسمِ پروردگار عزیز منّانِ خود بشکنید وبعد بسوی او پیش آئید در این یومیکه خداوند آنرا سلطانِ ایام فرموده.

یا رئیس القوم! گوش بده به نصیحتی که مصوّر الرمم از شطرِ اسمِ اعظمِ خود بتو مینماید. هرچه از اسبابِ زینتِ مزخرف نزدِ تو است بیع نموده در سبیلِ خداوندِ خالقِ لیل ونهار انفاق کن. ملک را برای ملوک واگذار واز بیت رو بملکوت خروج نما. از دنیا ومافیها در کمالِ انقطاع بوده بین زمین و آسمان مشغولِ ذکرِ پروردگار باش. این فرمایشیست که مالکِ تمام اسما از طرفِ عزیز وعلّام پروردگارت بتو میدهد.

ملوک را نصیحت نما وبگو :- ما بینِ ناس عدالت را مجری دارید ومبادا در این امر از احکام کتاب خارج شوید. اینست تکلیفِ تو.

مبادا در مال یا زخارفِ دنیا تصرّف نمائی. اینها را برای مریدانش واگذار وآنچه مالکِ اختراع ترا امر فرموده اتخاذ نما. اگر کسی خزائنِ عالم را برای تو آورد نظری بآنها منما. مثلی که مولای تو بوده توهم چنان باش[1]. اینست گفتار لسانِ وحی. خداوند برای کتابِ ابداع او را زینت قرار داده.

ملاحظه در لؤلؤ نما. صفاءِ آن در خود لؤلؤ است. اگر آن را با حریر بپوشانی حسن وصفای آن پوشیده میگردد. انسان هم همین طور است. شرفِ انسانی آداب است وآنچه شایانِ انسانیت است نه در بازیچه های اطفال. اسبابِ زینتِ تو اینست که خداوند را دوست بداری واز ماسوی منقطع باشی نه آن زخارف وخزائنی که دارا هستی. اینها برای کسانی بگذار که اهلش هستند. وتو بپروردگار مقبل شو که نهرها جاری نموده.

---

[1] اشاره بمکالمهٔ ابلیس بحضرت عیسی در ردّ نمودن خزائن ارض است. تفصیل در متی باب ۴ (۸-۹) مذکور است

انچه به پیرایهٔ امثال نازل شده بلسان این بوده - و این کسیکه امروز ناطق است امثال را بکار نمی برد -

مبادا برشته های اوهام تمسک جسته نفس خود را از انچه که در ملکوت عزیز ودهاب مقدر شده محروم نمائی -

چون از شراب آیات مخمور شدی و اراده حضور عرش خالق ارض و سما نمودی حب مرا پیراهن خود قرار داده ذکر مرا بجای زره پوش و توکل بر خداوند خالق رزاق را برای زاد راه بردار

یا ملأ الابن : یوحنا را بار دیگر بسوی شما فرستادیم و ندای او در صحرای بیان بلند شد که ای اهل اکوان - چشم خود را طاهر و پاک نمائید که یوم مشاهده و لقا نزدیک شد و یا اهل انجیل راه را صاف نمائید آن روز نزدیک رسید که رب جلیل می آید برای دخول در ملکوت مستعد شوید - اینست فرمانیکه از طرف پدید آورندهٔ روزها صادر شده -

این قمری بقا بر شاخسار سدرهٔ الهیه چه نغمه های سرده آنرا استماع نمائید -

ای باشندگان روی زمین - ما یوحنا را برای شما ارسال فرمودیم تا با آب غسل داده جسمهای شما را برای ظهور مسیح پاک نماید و آنحضرت شما را با آتش حب الهی، و آب روح طاهر نمود تا برای این ایام مستعد گردید - و در این ایام الرحمن اراده فرموده که شما را با آب حیات و دستهای فضل و احسان غسل دهد -

بدون شک این همان والد لیست که اشعیا نبی خبرش را برای شما داده و همان تسلی دهنده که حضرت روح (الله) عهد او را گرفته - ای دانایان چشمها را بگشائید تا رب خود را بر عرش عزت و اجلال جالس یابید -

مجوای اهل ادیان - مثل کسانی مباشید که تقلید فریسی ها کردند و در نتیجه روح الله را نشناختند - آیا آنها در غفلت و گمراهی نماندند -

جمال قدم با اسم اعظم خود آمده و اراده نموده که تمام عالم را در ملکوت اقدس خود داخل نماید مخلصین دیدند که ملکوت الهی در حضور او بوده بسوی او بشتابید و تقلید هر مشرک و منکر نکنید اگر چشم کسی شما در این امر مخالفت ورزد باید که آن را قلع نماید - قلم قدم از طرف مالک امکان این

ك متى ۳/۱۱ مرقس ۱/۸ لوقا ۳/۱۶ یوحنا ۱/۳۳ ۳ متى ۲۵/۳۱ ۵ اگر چشمت ترا بلغزش دهد آنرا قلع کرده از خود دور انداز زیرا ترا بهتر است که فلک باشی
[illegible]

حکم را نوشته.

باردوم آمده تا شمارا نجات دهد. آیا شما او را قتل مینمائید باوجودیکه او برای شما حیات جاودانی خواسته. ازخدا بترسید ای صاحبانِ بینائی!

ای قوم از طرفِ ربِّ شما الابهیٰ چه الهامی بشما میشود آنرا بشنوید وبسوی خداوندِ ربّ الاٰخرة والاولیٰ متوجه شوید. از طرفِ خالقِ انام کسی بشما حکم میرساند که مطلعِ آفتابِ الهام اوست. شمارا برای نور خلق نمودیم دوست نداریم برای نار ترک نمائیم.

ای قوم! بواسطهٔ این شمس که از افقِ عنایت الله درخشیده از تاریکی خارج گردید و با قلوبِ پاک والنفسِ مطمئنّة وچشمانِ تابناک وروهای روشن بسوی او بشتابید. اینست نصیحت مالکِ قدر که از شطرِ منظرِ اکبر بشما مینماید. شاید این ندا شمارا بملکوتِ اسماء جذب نماید. مبارک است کسیکه بوعدهٔ خود وفا نموده ونامبارکست کسیکه پیمانِ خود را شکسته بعالمِ اسرار کافر گردد.

بگو. این ایام مفضل است. بیائید تا من شمارا در ممالکِ ملکوتِ خود ملوک نمائیم. اگر مطیعِ من شدید آنچه وعده[1] بآن داده ام ملاحظه مینمائید وشمارا در جبروتِ عظمتِ خود مونسِ خود قرار میدهم. و با جمالِ خود بر عرشِ اقتدار تا ابدالآباد معاشرِ خود مینمایم. ولی اگر رو گردانید باحلمِ خود صبر مینمایم شاید متنبه شده از فراشِ غفلت برخیزید. رحمتِ من تا باین درجه برشما سبقت گرفته. ازخدا بترسید واز انها تقلید ننمائید که از این وجه اعراض نمودند باوجودیکه شب وروز دستِ دعا بسوی او بلند نموده.

روزِ خرمن[2] رسید وتمام اشیاء را از هم جدا کرده آنچه پسندیده شد در خزائنِ عدل محفوظ وآنچه لائقِ نار بود در آن انداخت. اینچنین حکم فرمود پروردگارِ عزیز ودود در این یوم موعود. او هرچه میخواهد میتواند حکم آن صادر نماید. غیر ازان مقتدر وقهار خدائی نیست.

حضرتِ منتقی[3] غیر از این اراده ای نداشت که هر جیدی را برای من خرمن نماید وهیچ حرفی نزده مگر اینکه مقصودش معرّفی نمودنِ امرِ من بوده وهدایت نمودن بسبیلِ کسیکه الواح بذکر او مزیّن شده.

بگو ای ملتِ نصاری! ما قبل ازین هم یکبار تجلی خود را بر شما انداختیم و شما نشناختید. این

---

[1] متی ۲۴/۴۴ ، ۲۵/۳۴ ، باصحاب طرفِ راست گوید. بیائید ای برکت یافتگان از پدر من. و ملکوتی را که از ابتدای عالم برای شما آماده شده است بمیراث گیرید [2] مکاشفات ۱۴/۱۵ داس خود را به پیش بیاور و درو کن زیرا هنگام حصاد رسید [3] منتقی کسیکه پاک و صاف نماید. ملاحظه کنید متی ۳/۱۲

بارِ دوم است - امروز روزِ خداوند است. بسوی او اقبال نمائید. خداوند از آسمان نازل شده همانطوریکه قبل ازین نازل شده بود. میخواهد شما را در سایهٔ رحمت خود منزل و ماوی دهد. اوست بلند و عزیز و بخشندهٔ نصرتهای زیاد.

حضرتِ محبوب دوست ندارد که شما در نارِ هوای نفسانی بسوزید. اگرچه شما در پشت حجاب مانید ولی این بواسطهٔ غفلت و عدمِ عرفانِ شما بوده. در ذکر من مشغولید و مرا نمی شناسید، مرا صدا می کنید ولی چون ظاهر شدم از من غافل بودید باوجودیکه از سماءِ قدم بجلال آمدم. پرده ها را باسم و سلطانِ من چاک نمائید تا بسوی پروردگار راه یابید.

ربِ جلیل از افق سرادقِ عظمت و بزرگواری ندا مینماید و میگوید - ای اهل انجیل کسانیکه داخل ملکوت نبودند وارد شدند و شما هنوز دم در توقف دارید. پرده ها را بقوتِ عزیز و وهاب پروردگار خود بدرید. و بنامِ من در ملکوت در آئید. کسیکه حیاتِ جاودانی برای شما خواسته این حکم بشما میدهد. اوست که بر هرچه هست قادر بوده.

طوبی برای کسانیکه نور را شناخته بسوی او شتافتند. اینها با اصفیای الهی در مهمانی شریک اند. ولی شما را می بینیم که ای پسرانِ ملکوت هنوز در تاریکی متوقفید. این شایانِ شما نیست. آیا در محضرِ نور از اعمالِ خود می ترسید. بیائید. مقبل شوید.

ربِ جلیل دیارِ خود را بقدومِ خود مشرف نموده. اینچنین نشان میدهیم بشما او کسی را که بشارتش روح الله بشما داده. من شهادت میدهیم بحق او چنانچه او شهادت داد بحقِ من. او گفت بیائید تا من شما را صیادِ انسان مینمایم و امروز ما میگوئیم همه بیائید تا شما ها را علتِ حیاتِ عالَم بسازم. در لوحیکه با قلمِ امر نوشته شده فرمانے چنین صادر گشته ❖

مترجمہ ایس۔ ایچ۔ قریشی

# فَرِیسی

(۱) فریسی یک حزبی از احزاب یهود بودند که بیش از همه بر ضد حضرت مسیح قیام نمودند. چون بتاریخ این حزب مراجعه نمائیم می بینیم ضدیت آنها یک جهت معقولی داشته و چون همین جهت که بظاهر بس معقول مینماید در هر زمان اهل ادیان بر ضد انبیاء و مرسلین قیام نموده اند. لهذا یک ذکر مختصری از فریسی ها از کتاب معارف Encyclopaedia Britannica اقتباس و ذیلاً مندرج میگردد.

(۲) کلمهٔ فریسی از مصدری است که معنی آن است (خارج کرده شده) و این اشارهٔ است بیک واقعهٔ قبل از ولادت حضرت مسیح.

(۳) البته میدانید از روی عهدنامه قدیم انجیل تعلیم دین محدود به دوازده قبیلهٔ یهود. و از میان این دوازده قبیله فقط یک خانواده مخصوص شده بود که علم دین را حاصل نموده بملت تعلیم دهد. از این جمع یک رئیس العلماء معین و مقرر میشد. ولی چون علوم فلسفه و حکمت وغیره از یونان به یهودیان رسید یهودیها از هر قبیله این علوم و حکمت را تحصیل نموده مثل علمای دین عالم و فاضل هوشمند و دانا شدند و این علوم را بافراد ملت تعلیم دادند. و کم کم اعتبار این حکماء و دانشمندان باعتبار علمای دینی رسید حتی بعضی از این علماء هم رتبهٔ رئیس العلماء متصور شدند. لهذا کم کم از میان این دانشمندان یهود که خارج از خانواده مخصوص بودند. اشخاصی برای تعلیم دین هم انتخاب میشدند و انحصار علماء بآن خانواده نماند. اما طولی نکشید که بین علماء تقلیدی قدیم و علمای تحقیقی جدید نقیضی واقع شد و این علماء بدیع را از دائرهٔ علماء خارج نمودند. لذا علمای فریسی یعنی خارج کرده شده نامیده شدند. علمائیکه بر عبادتخانه ها متصرف ماندند و مجاز حقیقی برای تعلیم دین داشتند و فریسی ها را خارج نمودند. اسم صدوقی داشتند.

(۴) فریسی ها معتقد بودند که هرچه در توراة مسطور است حجت قطعی بوده. ولی روایاتی که بطور تواتر از قدماء رسیده این روایات را میتوان برای تفسیر کردن آیات توراه بکار برد. واگر در بعض مسائل و مقامات اختلافی بین آیات و روایات یافته شود آنرا باید تعدیل نموده رفع کرد. بهرحال کتاب الله و روایاتیکه از بزرگان دین بصورت تواتر رسیده و اجتهاد علماء وقت برای تمام ضروریات جزئی و کلی ملت یهود کافی و وافی خواهد شد. آنچه بصورت رسم و رواج بین ملت یهود موجود و مرسوم بود این فریسیها برای اثبات و تطابق آن با آیات کتاب جهدهای بلیغ مینمودند. زیاده فعالیت این حزب از ۱۳۵ سال قبل از مسیح ۱۳۵ سال میلادی بوده.

(۵) نسبت به مسیح موعود فریسی ها معتقد بودند که آنحضرت از اولاد حضرت داود خواهد بود و تمام فوائد جسمانی از قبیل سلطنت و ثروت و اقتدار دنیوی بملت یهود میسر سازند. پیشگوئیهائیکه اقتدار و مقامات روحانی برای آنحضرت ذکر کرده بود بنظر اینها هیچ نبود.

(۶) فریسی ها کوشیدند تا عبادت روزهای سبت جلوهٔ تازه ای پیدا کرد. خطبه ها و دعاهای جذابی ترتیب داده شد. تعلیم دین از صغرسن باطفال موسوم گشت. جزا و سزای اعمال از روی نوشتهٔ کتاب الله تورات رواج یافت. عبادتخانه ها معمور و روزهای سبت پر از جمعیت شد. کم کم اقتدار علمای طرز قدیم و خانواده مخصوص علماء از میان رفت و عقیدهٔ مسیح موعودیکه از طرف خداوند با احکام جدید و طرز جدید و پیغام جدید برای تجدید ملت یهود می آید از اعتبار افتاد و پیشگوئیهای انبیای بنی اسرائیل که حاکی اینچنین مسیح موعودی بود خلاف آیات توراة متصور شده ضعیف و غیر مستند قرار یافت. یعنی از طرفی جهدهای بلیغ نمودند که ایمان مردم بکتاب الله کامل و اخلاق و اعمال تمت مطابق احکام الهی شود و از طرفی دیگر از کتاب احکام الهی عذرهای تراشیده پیغامبر زمان خود و احکام و پیغام تازهٔ الهی را رد نمودند. آیا این امر عجیبی نیست؟ پس چرا در هر عصر و زمان مردمان این روش را اختیار مینمایند.

# پاپا

پاپا بمعنی پدر است یعنی پدرِ روحانی - خود این کلمه دارای یک تاریخ طولانی از ترقیاتِ گوناگون نظامِ دینی میباشد و بسیار جالب توجه است - انشاء الله یک وقتِ دیگر این حکایتِ شیرین از اوراقِ تاریخچهٔ عالم گرفته معروض میگردد - عجالتاً به همین قدر اکتفا میشود که خداوند را پدرِ آسمانی خطاب نمودن اعلیٰ ترین درجه این ارتقاء است - و چون حضرتِ مسیح نمایندهٔ آن پدرِ آسمانی و پاپایانِ روما امروز جانشینِ حضرتِ مسیح - لذا آن تقدس مآب را پدر یا پدرِ آسمانی خطاب نمودن بیجا نمی باشد -

کلمهٔ پاپا تقریباً یک هزار سال است بشما مخصوص شده به رئیس ملتِ مسیحی مقیم در شهر روما — پاپایانِ روما یکی بعد دیگرے جانشینِ حضرتِ پطرس حواریِ معروفِ مسیح بوده - و پاپای امروز بدونِ شکستِ سلسلهٔ جانشینِ صحیحِ آنها میباشد و چون اغلب معتقدند حضرتِ مسیح حواریِ خود پطرس را جانشینِ دومی خود قرار فرمود لذا تقدس مآب پاپا مدعی است که ریاستِ کلیهٔ کلیسا و ملتِ عیسوی بدستِ او میباشد -

پیروانِ مسیح چه مقامِ بلند و برتری را برای او معتقدند از کتاب معارف مشهور انگلیسی انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ذیلاً اقتباس شده -

تقدمِ پاپا از حیث احترام و اقتدار یک افضلیتے است که در ضمنِ جانشینی سان پطرس دسترس بر طرزِ تعلیم و عبادات نگهداشتِ آداب تادیب و تنظیم کلیسا و ریاستِ مستقر روما باو می رساند - اگرچه بهمان طرز که پطرس حوارے رئیس حواریونِ مسیح و در اولینِ ایامِ کلیسا تمام تعالیم از قبیلِ عبادات و آداب و عقائد مناسباتِ باهمی از این هیئت بدونِ شک و شبهه در صحتِ آن با احترام تمام میگرفت - بریاستِ تقدس مآب پاپا هم یک هیئتِ مقدسین میباشد که بعینه جانشینِ پطرس و هیئتِ مشیرانِ او هستند - و بهمان اندازه ای که در حیاتِ سان پطرس اقتدار هیئتِ مرؤسه بدستِ شخصِ رئیس بود - امروز هم تمام اقتدارِ هیئتِ مزبور بدستِ شخص رئیس یعنی پاپا می باشد - پس در مسائلِ دینی فرمانهای پاپا هم بهمان اندازه مستند دارائے صحت و معصومیت هستند که کلیهٔ کلیسا دارا است - شخصِ پاپا هم همان حق قانونسازی محاکمه - مداخله در قضا و تنها و تفاوت را دارد که تمام هیئتِ مقدسین یعنی هم کارانِ او بریاستِ او دارند - پس تقدم و افضلیتِ پاپا دو جنبه را دارا است - اولاً فرمانهائے او در مسائلِ دینی برتر از شک و شبه و معصومِ محض - ثانیاً دائرهٔ اقتدار تادیبی و تنظیمی از هر جهت بر جمیع مومنین و معلمین محیط -

اگرچه کلیةً این اختیار و اقتدار بدستِ پاپایانِ روما بوده و لے رسماً جمیع اینها در یک کنفرانسِ عمومی در هیجدهم جولائی سنه ۱۸۷۰ء بضبطِ تحریر درآورده اعلام شد -

## پاپاس نهم ۹

پاپاس نهم از سنه ۱۸۴۶ء تا سنه ۱۸۷۸ء پاپای روما و رئیس روحانیِ قوم مسیحی بوده - در سنه ۱۸۴۶ء خاک ایطالیا جزءِ امپراطوری اتریش و شهر روما بتصرفِ پاپایان بوده - و لے در چند سال اولین شورشهای برای استقلالِ ایطالیا و آزادی آن رو میداد - و چون تقدس مآب با شورشیان همراهی نکرد لذا مجبور بهجرت شد و چند سال در هجرت بسر برده به روما مراجعت نمود - در اثرِ این انقلاب وضعیت سیاسی در سنه ۱۸۶۰ء املاکِ پاپا به ... انحصار یافت و در

۱۸۶۱ء ویکتور عمانوئیل بر تخت ایطالیا متمکن گردید
20/9/1870 شهر روما بدست قشون ایطالیا متصرف شد و در 13/5/1871 از روی یک قانون مخصوص کلیسا مقام و القاب شخص پاپا بمنزلت سلطانی شناخته شد- یک مبلغ سالیانه برای صندوق ایشان معین گردید- و قصرهای تقدس مآب ما بیرون از حدود سیاسی ایطالیا گذاشته شد ولے قصرها را بملکیت کشور ایطالیا نوشتند و استعمال و تصرف آنها بحق پاپا۔

پاپا پس نهم این تصویب سیاست مداران را عمل غاصبانه فرموده قبول نکردند و خود و جانشینان شان از ۱۸۷۱ء الی ۱۹۲۹ تقریباً ۵۸ سال از قصر واتیکن که محل سکونت پاپاها بوده قدمے بیرون نگذاشتند- تا در ۱۹۲۹ء این قانون غاصبانه منسوخ گردید- —— عهد این پاپا از جهاتی ممتاز از عهدهای قبل بوده

اولاً در ۱۸۵۴ء فرمان رسمی از طرف پاپا اعلام شد که باید تمام عیسویان معتقد شوند حضرت عیسی پدرے نداشته و حضرت مریم بدون وصلت با مردے حامله گردیده- اگرچه این عقیده میان عیسویان از اولین ایام جاری بود ولے سند قطعی و فرمان رسمی پاپاها در دست نبود-

ثانیاً اگرچه عقیدهٔ عموم ملت عیسوی درخصوص حضرت مسیح و تعلیم کلیسا همان بود که احتمال اشتباه و نقص در آن نیست و بتوسط روح القدس دارای صحت کلی و عصمت میباشد- ولے این عقیده را فرمانے و یا عبارتے از اناجیل تصدیق نمی بود- لذا بعد از جد و جهد یک سال و اندی مشورتهای زیاد باتفاق آراء کنفرانس علماء و اساقف و مقدسین کلیسا از هر قبیل تصویب نموده اعلام کردند و این عقیدهٔ مسلم و برتر از شک و شبه گردید-

یک اقدام بزرگے بنظارت این پاپا شده - و آن جلوگیری از انتشار فلسفهٔ باطلهٔ اروپائی که عقاید اساسی دین از قبیل وجود روح و نفوذ روحانی و قوای مقدسین و وجود باری را رد و انکار میکرد- و این جلوگیری بواسطهٔ فرمان کلیسا بین عموم و بواسطهٔ تفسیر و تشریح عقاید دینی بعبارات علمی و فلسفی بین متنورین-

برای انجام این مقاصد چندین درسگاه- دانشگاه و دائرهٔ معارف تاسیس نمود و بیش از همه نوشته جات و محفظهٔ آثار پاپایان را که از انظار پوشیده نگاه داشته بودند برای علمای ملت باز نمود و محققین را برای تحقیقات عمیق و دقیق تشویق نمود- تا هر عقیده بے بنیاد ساقط و هر عقیدهٔ معتبر ثابت شود- در اکناف عالم برای خریداری آثار نایاب نمایندگی مامور نموده- بعضی نشانها و کتب را از تلف شدن و یا در گمنامی ماندن نجات داد- فلسفهٔ البنیون جدید در اروپا اثر اقدامات این پاپا می باشد ؛


ماہوار میگزین
نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ
# پیمبر دہلی

جلد دوم | بابت فروری ۱۹۴۱ء | نمبر دوم

# قانونِ قدرت

جب غالب دُنیا والوں پہ ہرسمت ضلالت ہوتی ہے
دُنیا میں اندھیرا چھاتا ہے ظلمت پہ ظلمت ہوتی ہے

جب لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں گمراہی کے صحراؤں میں
معدوم دیانت ہوتی ہے۔ مفقود امانت ہوتی ہے

دُکھ ہوتا ہے۔ غم ہوتا ہے۔ رہتی ہے سب کو بے چینی
گھر گھر میں بُرائی بستی ہے اِک عام نحوست ہوتی ہے

جب ایسی صورت ہوتی ہے جب ایسی حالت ہوتی ہے
تب ایک رسولِ برحق کی دُنیا میں بعثت ہوتی ہے

اُس مالک کی یہ سنت ہے۔ اِس عالم کی یہ فطرت ہے
جب راہ سے رہرو ہٹتے ہیں رہبر کی ضرورت ہوتی ہے

جب کوئی پیمبر آتا ہے۔ انسان ہدایت پاتا ہے،
تجدید نصیحت ہوتی ہے۔ تکمیلِ شریعت ہوتی ہے

قانونِ الٰہی کہتا ہے۔ عالم میں یہ ہوتا رہتا ہے،
ہر دور میں اس دُنیا کے لئے اصلاحی جدت ہوتی ہے

ہر روح نئی ہوجاتی ہے اور تازہ قوت پاتی ہے،
جب کوئی پیمبر آتا ہے دُنیا میں قیامت ہوتی ہے

سب حسن وجمالِ تقویٰ پہ گرویدہ دل سے ہوتے ہیں
ہر جان کو راحت ہوتی ہے ہر دل کو مسرت ہوتی ہے

سب میل ملاپ سے رہتے ہیں۔ آرام سے جینا ہوتا ہے
سب کام ہمارے بنتے ہیں جب باہم اُلفت ہوتی ہے

بیشک وہ خدا کی جانب سے سلطانِ حقیقی ہوتے ہیں
اللہ کے پاک رسولوں کی روحوں پہ حکومت ہوتی ہے

قانون یہی ہے قدرت کا ہستی پہ اثر ہے قوت کا
وہ سب پر غالب آتی ہے جس روح میں طاقت ہوتی ہے

قدرت کی طرف سے نیکی میں عزت کی شوکت مضمر ہے
اعمال جب اچھے ہوتے ہیں انسان کی وقعت ہوتی ہے

وہ دین میں پکے ہوتے ہیں۔ دُنیا میں بھلائی پاتے ہیں
اِس عالم میں جن لوگوں پہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے

(علمی)

# امر اللہ اور فطرتِ حق

انسان آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے اور قانونِ حق کی خلاف ورزی کرنے سے تنزل کی طرف جاتا ہے۔ ترقی کا قانون بھی خُدا کا امر ہے اور تنزل بھی قانون کے زیرِ اثر ہے۔ ہر حالت میں خُدا کا امر حاوی و محیط ہے۔

ایک قانونِ فطرت یہ ہے کہ جس چیز کی ابتدا ہے، اُس کی انتہا بھی ہے۔ اسی کے ماتحت ہر قوم کا آغاز و انجام ہے ہر شریعت کا ایک مقررہ دورِ عمل ہے اور ہر اُمت کی ایک اجل ہے اُمت ایک وقت میں پیدا ہوتی ہے اور تدریجی ترقی کرتی ہے اور اپنے انجام کو پہنچکر ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اُس کی جگہ دوسری اُمت آتی ہے اور نئی شریعت اپنا دورِ حکومت شروع کرتی ہے یعنی امر اللہ نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ ازل سے ابد تک یہی سلسلہ چل رہا ہے اور چلتا رہیگا۔ نہ خدا کا فیض ختم ہوگا۔ نہ قدرت کا دروازہ بند ہوگا۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ یہ عالمِ وجود کی فطرت ہے یہ خدا کا وعدہ ہے اور ہماری ضرورت ہے۔

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انسان کے تعلقات اب خدا سے ویسے نہیں ہو سکتے جیسے پہلے ہوتے تھے وہ نئی وحی و شریعت کا انکار کرتے ہیں۔ جو لوگ صرف مادی زندگی کے دائرہ میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ اب نئی روحانی تحریک کو فضول چیز سمجھتے ہیں۔

## عملِ فطرت اور وحی و شریعت

انھیں سوچنا چاہیے کہ خُدا نے ہمیں ایک فطرت عطا فرمائی ہے جس کی بنا پر ہمیں ضروریاتِ زندگی کا سلسلہ قائم کرنا پڑتا ہے۔ اِس سلسلہ میں ہمیں مختلف قسم کے علم و عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو کیا اب ہماری فطرت کوئی بیکار چیز ہو گئی ہے کہ ہمیں اب سچے علم و عمل کی ضرورت باقی نہ رہے۔ نیز فطرت میں آج تک مادی اور رُوحانی اصلاحات و ترقیات نمودار ہوتی رہی ہیں اب کیا فطرت مر گئی ہے کہ آئندہ اصلاحات و ترقیات رونما نہ ہوں۔ یہ کہنا کہ اب کسی نئی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے فطرت کو غیر متحرک اور مُردہ قرار دینا ہے۔ اگر فطرت کا تقاضا ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وقتاً فوقتاً نئی تعلیم و نئی اصلاحات ظہور پذیر ہوتی رہیں تو فطرت کا یہ تقاضا اب بھی زندہ و مشتعل ہے۔ لہٰذا نئی تعلیم نئی اصلاحات کا ہویدا ہونا قدرتی چیز ہے اور فطرت کے تقاضے کا خاموش و معطل ہونا ان نیچرل بات ہے۔ یہ گویا ہستی کو موجود مانتے ہوئے ساتھ ہی معدوم قرار دینا ہے۔ یہ خیال ربوبیتِ الٰہی کا انکار یا اپنے آپ کو ظلِ ربوبیت سے خارج قرار دینا ہے جو سراسر بطلان ہے۔

## مُردہ اُمتیں

تمام اُمتیں جو ہلاک ہوئیں اِسی لئے ہلاک ہوئیں کہ انھوں نے حکومتِ الٰہی کے نئے ظہور یعنی نئی شریعت اور نئے پیغمبر کا انکار کر دیا۔ ہر بعد میں آنے والی اُمتِ مومنہ اپنے سے پہلی اُمتِ منکرہ کی نسبت اِس حقیقت کا اعلان کرتی ہے۔ نئی اصلاحات سے روگردانی کرنیوالی اُمت دُنیا میں کبھی کوئی ترقی نہیں کر سکی بلکہ رُوحانی لحاظ سے مُردہ ہو گئی۔ اور جسمانی اور مالی اعتبار سے بجز بے ایمانی اور

جفا کاری کے کوئی شرافت آمیز خوشحالی حاصل نہ کر سکی۔ گو چند روزہ سرمایہ داری اور عیش و آرام کے مزے اُڑائے لیکن آخر کار ہلاکت و بربادی نصیب ہوئی۔ اس دُنیا داری کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ لوگوں کے دل روحانیت سے بالکل غافل و بے خبر ہو گئے۔ اور جب کبھی فطرتِ حق کے مطابق ظہورِ حق ہوا تو غافلوں نے امر اللہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نئی زندگی سے محروم رہ گئے۔

فطرت اللہ اپنا کام کرنے سے رُک نہیں سکتی۔ خدا نئی اُمت اور نئی شریعت برپا کرتا ہی رہتا ہے۔ جن کی فطرت سلیم ہے وہ قبول کرتے رہتے ہیں اور جو گناہ کر کے فطرت کو خراب کر چکے ہیں وہ انکار پر مصر رہتے ہیں۔ اور ہر نئے دَور میں انھیں مایوسی گھیر لیتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹی شریعت لانے والے کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور ہماری اصل شریعتِ حق متروک ہو رہی ہے۔ اِس نا اُمیدی کے عالم میں اُن کے لیڈر اور علماء و اُمراء کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ وہ تو خود ادبار کا شکار ہوتے ہیں۔ آخر ملّت مایوس اپنے عُلما اور رہبروں سے بھی قطعاً نا اُمید ہو جاتی ہے اور اکثر اُن کی بے حُرمتی پر اُتر آتی ہے۔

## نیا دَورِ حیات

نئے دَورِ حیات میں جب خُدا کا نیا پروگرام آتا ہے تو اُمتِ مُنکرہ عجیب کشمکش میں مُبتلا ہو جاتی ہے۔ زمانہ کے مطابق مسائل کا حل کرنا چاہتی ہے جو اس کے بس میں نہیں ہوتا۔ تب اپنے دماغی زور سے اصلاحاتِ لازمہ شروع کرتی ہے۔ جن اصلاحات میں خدائی پروگرام کا اثر جھلکتا ہے وہ کامیاب ہو جاتی ہیں۔ ورنہ ملّتِ مایوس جس قدر شور کرتی ہے۔ جتنے راستے سوچتی ہے وہ سب اختلافات و تفرق کا موجب ہو جاتے ہیں اور ملّت زیادہ سے زیادہ تکلیف و عذاب میں پڑ جاتی ہے اور نکبت کی تاریکی بڑھتی جاتی ہے۔

## نئی صبحِ اُمید

اِن ہی ملّتِ مایوس میں سے جو خدا کے نئے امر کو قبول کر لیتے ہیں وہ ایک نئی صبحِ اُمید دیکھتے ہیں اور اُن کی کامیابی کا دن چڑھنے لگتا ہے۔ آخر آفتاب نصف النہار پر آتا ہے۔ خدا انھیں مایوسی کی موت سے نکال کر اُمید کی نئی زندگی میں داخل کرتا ہے۔ وہ اِن خاک کے پُتلوں میں ایسی نئی جان ڈالتا ہے کہ وہ ایک نئی مخلوق بن جاتے ہیں۔

یہ ہے قدرتِ الٰہی کا عمل اور فطرت کا ظہور

## دلائلِ فطرت

اِس کی سچائی کے دلائل ہمارے اِردگرد چھائے ہوئے ہیں اور خود ہمارے اندر مُوثر و موجود ہیں۔ ملاحظہ کیجئے نوعِ انسان کے افراد ہر روز ہر گھڑی زمین کے ذرّات سے بنتے رہتے ہیں اور دُنیا میں ہنگامے برپا کرتے رہتے ہیں۔ جب فطرت میں مادّی پیدائش کا عمل پورے زور سے جاری ہے تو رُوحانی پیدائش کا سلسلہ پوری قوّت سے کیوں جاری نہ ہو۔ یعنی تازہ دین و شریعت کا ظہور اور نئی اُمّت کا قیام فطرتاً لازم اور برحق ہے۔ ملاحظہ کیجئے نوعِ انسان میں مرد عورت کا جوڑ ہے اور دونوں میں فطری تعلق ہے اور اُس کے نتیجے میں انسانی دُنیا نئی نئی اولاد پیدا کرتی رہتی ہے۔ اِسی طرح خُدا کے فیض اور انسانی فطرت کا دائمی تعلق ہے جس کے اثر سے نئے نئے ظہور اور نئے نئے دین نمودار ہوتے رہے ہیں تو اب کیوں نمودار نہ ہوں۔ نہ مادّی سلسلۂ فیوض بند ہے نہ رُوحانی فیضان مسدود۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے یہ بہترین دَرسِ حقیقت ہے۔

## قانونِ ارتقاء

ملاحظہ کیجئے۔ نوعِ انسان میں مختلف زبانیں اور اصطلاحات رائج ہیں اور

ہوتی رہتی ہیں۔ مختلف رنگ کی طبائع اور کیفیتیں ہیں اور بدلتی رہتی ہیں۔ یہ بھی ایک فطری ارتقاء کا عمل ہے۔ تو کیا یہ صرف ایک ہی پہلو سے ہونا چاہیئے۔ نہیں بلکہ جیسے تمہارے اندر زبان و اَدب کے لحاظ سے ارتقاء ہے خدائی کلام بھی نیا نیا ظہور کرتا ہے اور تمھیں رُوحانی پہلو سے بھی اُبھارتا ہے۔ نیز طبائع کے مختلف مدارج ارتقاء کے لئے ترقی بخش تربیت اور اُس کے قوانین کی ضرورت ہی اور اسلئے نئی شریعت کا آنا ایک فطری ضرورت ہے۔

## قانونِ حرکت و سکون

مُلاحظہ کیجئے انسان فطرتاً مجبور ہے کہ سوئے بھی اور جاگے بھی۔

جہاں مادّی پہلو سے یہ عمل قدرتی ہے وہاں رُوحانی پہلو کی بھی ایک امرِ واقعہ ہے کہ قومیں کبھی سُوتی ہیں کبھی جاگتی ہیں۔ نہ ہمیشہ سو سکتی ہیں نہ ہمیشہ جاگ سکتی ہیں۔ پس جب قوم رُوحانی لحاظ سے سوگئی ہے تو اُس کا بیدار ہونا بھی ایک ضروری بات ہی۔ قوم کی نئی بیداری کا وقت لازماً آتا ہے اور اُس کی فطرت جاگ اُٹھتی ہے۔ اِسی کا نام نئی اُمّت کا قیام ہے اور اس نئی بیداری کے کاموں کا پروگرام نئی شریعت میں ہوتا ہے۔ جس طرح ہر صبح کی بیداری کے ساتھ دنیا نئے رزق کی تلاش میں مصروف ہوجاتی ہے اسی طرح نئے دَورِ شریعت میں انسان اپنی تازہ روحانی غذا پاتا ہے جو مناسب وقت اور تازگی بخش ہوتی ہے جو لوگ قانونِ قدرت کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور کلامِ الٰہی کو گوشِ ہوش سے سُنتے ہیں وہ اِن باتوں میں نہایت مؤثر اور دلکش دلائل پاتے ہیں وہ توجہ سے سُنتے اور دِل سے قبول کرتے ہیں۔

## فیضانِ قدرت

مُلاحظہ کیجئے آسمان پر بجلی چمکتی ہے۔ بادل گھر آتے ہیں۔ مینہ برستا ہے ہر موسم بارش میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ دُنیا کی کھیتی سرسبز ہوتی ہے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ کنوؤں اور ندیوں میں پانی چلتا ہے۔ جب مادّی پہلو سے یہ نعمتیں اپنے موسم میں ضروری ہیں تو رُوحانی بجلی کلامِ الٰہی کی صورت میں کیوں نہ چمکے۔ روحانی پانی نئی تعلیمات اور نئے پیغمبر کی روحانی قوتوں سے کیوں نہ برسے دُنیا ظاہری لحاظ سے سیراب و شاداب ہوتی ہے اور ایسا ہونا ضروری ہے تو باطنی لحاظ سے کیوں قلوب و ارواح سیراب و شاداب نہ کی جائیں۔ زمین جو خشکی سے مرجاتی ہے بارش اسے دوبارہ زندہ کردیتی ہے۔ روحانی بارش بھی مُردہ قلوب کی زمین کو دوبارہ زندہ کرکے سرسبز و شاداب کردیتی ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھیے تو ظاہری بارش بھی اسی لئے ہوتی ہے کہ انسان کی زندگی قائم رہے اور ترقی کرے۔ لیکن اگر ظاہری زندگی تو ہو اور باطنی زندگی یعنی رُوح و دل کی زندگی میسّر نہ ہو تو یہ ظاہری زندگی بالکل بے معنی ہوجاتی ہے۔ عقل اور سائنس۔ مشاہدات و تجربات کے ماہرین اِن اُمور کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیں قدرت کے بڑے اسرار دیکھتے ہیں۔

## قانونِ عروج و نزول

مُلاحظہ کیجیے کہ اِس کائنات میں بہت سی بلندیاں بھی ہیں اور پستیاں بھی

بہت سی چیزیں اونچی ہیں اور بہت سی نیچی۔ اور یہ ایک نظامِ قدرت ہے۔ بہت سی چیزیں مؤثر ہیں اور بہت سی اثر قبول کرنے والی اور سب مِل جُل کر امر اور انتظامِ الٰہی کے ماتحت کارخانۂ ہستی کو چلا رہی ہیں۔ جس طرح ظاہری بلندی و پستی کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے ویسے ہی باطنی مدارج اور رُوحانی مقامات کا ایک غیر مُتناہی سلسلہ موجود ہے۔ یہ بھی اِس بات کا نشان ہے کہ نوعِ انسانی کے لئے عُروج و زوال اور ارتقاء لازم ہے اور ظاہر ہے کہ رُوحانی عروج و زوال

شریعتِ الٰہی کے وجود سے وابستہ ہے۔ اعلیٰ مادی کائناتِ ارض و سما کے ساتھ قدرت نے روحانی کائناتِ ارض و سما بھی بنائے ہیں اور بناتی رہتی ہے۔ جو دین و شریعت اور اُمت و ملت کا ظہور ہیں۔ یہ بھی ایک فطرت ہی کہ جب کسی پست وجود کو بلندی کی طرف بلایا جائے اور اُس کو عزت و رفعت دی جائے تو وہ شوق سے آتا ہے بشرطیکہ کوئی روک نہ ہو۔ اسی قانون کے مطابق جب کبھی پیغمبروں کے ذریعے خدا اپنے بندوں کو رفعت کی جانب دعوت دیتا ہے تو سلیم الفطرت بندے ضرور لبیک کہتے ہیں۔ جو لوگ بدفہمی میں مبتلا ہو جائیں وہ بے رخی کرتے ہیں۔

## مالکیتِ الٰہیہ کا اثر

نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ خدا کل بلند و پست کا مالک ہی۔ سب پر حاکم ہے۔ جب اپنے نمائندے کے ذریعے اپنا حکم صادر فرماتا ہے تو وہ حکم نافذ ہو کر رہتا ہے۔ جو شریعت خدا نازل کرتا ہے وہ دنیا میں یقیناً جاری ہو جاتی ہے۔ کوئی قوت اُسے روک نہیں سکتی۔

## صفتِ خالقیت کا ظہور

خدا خالق ہے۔ ہر دم صفتِ خلق اپنا کام کر رہی ہے اور ظاہری طور پر ہمیشہ مخلوق پیدا ہو رہی ہے تو امر و شریعت اور نئی اُمت کی صورت میں نئی خلقت کس طرح بند ہو سکتی ہے۔ خدا بار بار اعادۂ خلق کرتا رہتا ہی اور اُس کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ یہ اُس کی ربوبیت و مالکیت و خالقیت کا روشن نشان ہے کہ وہ اپنا نائب و قائم مقام بنا کر کسی انسان کو مبعوث کرتا ہے۔ جیسے آقا اپنے غلام کو اپنی طرف سی کسی کام پر مامور کرتا ہے۔ عقل و ادراک سے کام لینے والے اسرارِ قدرت کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی فطرت کو ضائع کر چکے ہیں وہ اسرارِ الٰہی کو کیا سمجھینگے۔ بلکہ اس معاملہ میں کوئی دوسرا بھی ان کی مدد کرے تو بھی وہ فائدہ نہ اٹھائینگے۔

## فطرتِ اصلیہ پر قائم رہنے کی ضرورت

اب ضرورت اسی بات کی ہے کہ انسان اپنی فطرتِ اصلیہ پر قائم رہے۔ اور جب قانونِ الٰہی کے مطابق انسان درست ہو گیا تو اُسے کوئی بگاڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ بننے بگڑنے کے متعلق جو قانون جاری ہے وہ اٹل ہے۔ اگر انسان قانونِ حق کے مطابق زندگی بسر کرے تو یہ عمل انسان کو حیاتِ ابدیا اور بقائے سرمدی عطا کر دیگا۔ مگر ہمیں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ دنیا کی اکثریت اس حقیقت سی بے خبر ہے۔ عقلمند انسان کو قانونِ حق کے سامنے سرِ تسلیم جھکائے رہنا چاہیے۔ اور خلاف ورزی کی صورت میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اُن سے خائف رہنا چاہیے اور ہر دم نیک آرزو اور پاک التجا کرتے رہنا چاہیے۔ حقیقت پرستی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ تمام توجہات کو وحدت کے مرکز پر جمع رکھنا چاہیے۔ اور حق و باطل کو کھرا کھوٹا نہ کر دینا چاہیے۔ جو حقیقت دینِ حق کی صورت میں پیشِ نظر ہے اسی پر نظر جمائے رہنا چاہیے۔ تفرقہ بازی اور فرقہ پسندی سے قطعاً دور رہنا چاہیے کسی قسم کے فرقہ وارانہ خیالات و جذبات میں بھول کر مدہوش نہ ہونا چاہیے

## قانونِ فطرت سے غفلت ہلاکت ہے

لیکن دیکھا جاتا ہے کہ مصیبت اور تکلیف کا تازیانہ لگنے پر لوگ تھوڑی دیر کے لیے حق و حقیقت اور اتحاد و وحدت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور آرام و آسائش پاتے ہی پھر خوابِ غفلت میں محو ہو جاتے ہیں۔ خداداد نعمتوں اور قوتوں کو برباد کرنے لگتے ہیں۔ جس کا انجام بہت بُرا نکلتا ہے۔ یہ سب کارروائیاں انسان قانونِ حق کے خلاف کرتا ہے اور مرتا ہے۔ راحت و عیش پا کر بھول جاتا ہے اور اپنی منزل کو بھول جاتا ہے اور جب دُکھ

پاتا ہے تو اکثر مایوس و نا امید ہو جاتا ہے۔

انسان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خُدا کا قانون برابر کام کر رہا ہے جسے جو کچھ نتیجۂ عمل ملنا چاہیئے خُدا کی عدالت سے اُسے ویسا ہی ملتا ہے۔ انسان کو مشق کرنی چاہیئے کہ وہ اپنے حقوق۔ اپنے متعلقین کے حقوق۔ بنی نوع کے حقوق۔ پورے طور پر ادا کرے۔ جو لوگ اس طریق پر پوری صحت کے ساتھ قائم ہوتے ہیں وہ جمالِ حق دیکھتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ ناجائز طور پر مال حاصل کرنے سے ہرگز بھی سچی اور پاک ترقی نہیں ہوتی۔ ہاں جو لوگ جان و مال میں پاکیزگی رکھتے ہیں وہ ڈبل کامیاب ہیں۔ ہر قسم کی موت و حیات تو قانونِ حق کے زیرِ اثر نمودار ہوتی ہے۔ لوگ اگر قانونِ حق کو اچھی طرح نہ سمجھیں یا باطل خیالات کو قانونِ الٰہی کے نام سے مانیں تو یہ خود لوگوں کی غلطی ہے۔ نہ قانونِ حق کی۔ یقیناً قانونِ حق تو غلطیوں سے پاک ہے۔

چونکہ لوگ قانونِ حق کو علم و عمل دونوں پہلو سے صحیح طور پر استعمال نہیں کرتے اسلئے مشرق و مغرب اور بحر و بر میں گڑبڑ مچی ہوئی ہے جس کے نتائج لوگوں کو بھگتنا پڑتے ہیں۔

## واقعاتِ اقوام سے عبرت حاصل کیجیئے

ذرا تاریخِ اقوام اور واقعاتِ عالم کی سیر کیجیئے تو آپ بول اُٹھینگے کہ واقعی اِس قانون شکنی کے نتائج بہت بُرے ہیں۔ کتنی قومیں اس سے ہلاک ہو چکی ہیں۔ تفرقوں میں پڑ کر گمراہ و تباہ ہو گئی ہیں۔ اس لئے ہر انسان اور ہر قوم کو چاہیئے کہ اِس سے پہلے کہ قدرت کی طرف سے اُس پر آخری ہلاکت وارد ہو وہ بیدار ہو جائے اور سچا علم و عمل اختیار کرلے اور اسمیں کیا شک ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اُس کے نتائج و ثمرات اُسے ملتے ہیں۔ درستکار لوگ کامیاب ہوتے ہیں

اور اپنے آپ کو برباد کرنے والے قدرت کی نظر میں نہایت بُرے ہیں۔

## قدرت کی فیاضی

قدرت تو انسان کا بھلا ہی چاہتی ہے جبھی تو طرح طرح کے سامان انسان کے لئے مہیا کرتی ہے۔ خوشگوار موسم بناتی۔ زندگی بخش ہوائیں چلاتی ہے۔ مینہ برساتی اور نئے نئے پھل اور اچھی اچھی غذائیں کھلاتی ہے۔ پانی اور ہوا میں جہاز رانی سکھاتی ہے تاکہ لوگ قدرتی نعمتوں سے متمتع ہوں اور باہم مل کر ایک دوسرے کو فائدے پہنچائیں۔ قدرت نہ صرف ظاہری نعمتیں ہی عطا کرتی ہے بلکہ دین و شریعت کی نعمت بھی انسانوں کو دیتی ہے۔ لوگوں کی ناشکری اور ناحق شناسی کے باوجود قدرت اپنی فیاضی سے باز نہیں رہتی۔ وہ ضرور دین و شریعت اور پیغمبر کے ذریعے دُنیا کو روح و قلب کی حیات بخشتی ہے۔ غافل لوگ انکار کر کے نقصان اُٹھاتے ہیں اور مستعد انسان قبول کر کے عظیم فوائد حاصل کرتے ہیں۔

## دستِ رحمت

یقیناً جیسے ضرورت کے وقت بادل گھِر آتے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ بجلیاں چمکتی ہیں۔ مینہ برستا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہیں۔ ویسے ہی مایوسی کے وقت دستِ رحمت انسانوں کی مدد کرتا ہے۔ گمراہ دُنیا کو راہ دکھاتا ہے۔ روحانیت کی خوشگوار ہوا چلاتا ہے۔ اصلاحی احکام کی بجلیاں چمکاتا ہے۔ وحی و الہام کا مینہ برساتا ہے۔ قلوب و ارواح کو سرشار بناتا ہے۔ دیکھو دیکھو یہ رحمتِ ربانی کے اثرات ہیں جو دُنیا کو نئی زندگی دیتے ہیں۔ وہ خدائے حی و قیوم بے جانوں میں جان ڈالتا رہتا ہے۔ اُس نے ہر چیز کا ایک مقررہ انداز بنا دیا ہے اسی کے مطابق سب کچھ ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت پر نظر نہ رکھنے والے ناشکری و قانون شکنی میں

ا رہتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ ایسے اندھے ہوجاتے ہیں
ں کوئی راستہ نہیں دکھا سکتا۔ اور وہ ایسے بہرے بن
ے ہیں کہ سچائی اور بھلائی کی پکار۔ بالکل نہیں سن سکتے۔
تِ سلیم پر چلنے والے لوگ ہی حق و حقیقت کی ندا سنتے ہیں
سچے علم و عمل سے بہرہ ور رہتے ہیں۔

**ت مرحومہ کا غاز و انجام**

گذشتہ اقوامِ عالم میں سے ذرا اس قوم پر بھی نظر ڈالئے جو ابھی کل پیدا ہوئی تھی۔ یعنی مسلمان قوم۔ جو قانونِ حق
یا علم و عمل حاصل کر کے آسمانِ عزت کا آفتاب بن گئی۔ پھر
ی خلاف ورزی کر کے گر گئی۔ غور کیجئے۔ جب حضرت
لِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ قرآن نازل ہوا۔ تو
ن لانے والے کس قدر قلیل تعداد میں تھے۔ اور کس قدر کمزور
لوم تھے۔ لیکن قدرت نے انھیں کثیر التعداد قوی اور غالب
ر دیا۔ اب اس قوتِ عظیم کے بعد قوم پر کمزوری اور بڑھاپا
ب ہے۔ قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں۔ اب اس کے بعد کیا ہونا تھا
جو قدرت نے ہمیشہ کیا۔ یعنی جب ایک اُمت اپنی عمر ختم کر چکی
اس کا دور گذر گیا تو قدرت نے ایک نئی اُمت برپا کر دی۔
ا دنیا کے کارخانے کی تمام ضروریات کا علم اور اس کا مقررہ
ام دستِ قدرت میں ہے۔ سو اب نئی شریعت نازل
ی۔ نئی اُمت دنیا میں کام کر رہی ہے۔ اب جو لوگ حق و
نت سے دور جا پڑے ہیں انھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ
ر سال سے زائد عرصہ گویا ان کی آن میں گذر کر تمام ہو گیا۔
ن قانونِ حق سے واقف انسان خوب سمجھتا ہے کہ قوموں
ر اسی طرح ضرور تمام ہوا کرتی ہے۔ علمِ حق اور ایمانِ حقیقی
ل کرنے والے انسان اس حقیقت کا انکشاف کر رہے ہیں

کہ اُمتِ مسلمہ اپنا مقررہ وقت پورا کر چکی ہے۔ وہ قانون اور وعدۂ الٰہی کے مطابق ایک نئی بعثت کے زمانے تک اپنا کام کرتی رہی اور اب وہ نئی بعثت کا زمانہ آگیا ہے۔ نئی شریعت قائم اور نئی اُمت مبعوث ہو چکی ہے۔ اگر لوگ اس حقیقت سے بے علم ہیں تو یہ خود لوگوں کی خطا و غفلت ہے اب بیجا کام کرنے والوں کے حیلے بہانے سب رد ہیں اور جو لوگ انکارِ حق پر اصرار کر رہے ہیں وہ بارگاہِ حق میں باریاب نہ ہونگے۔

**جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے**

اِس نوع کے بیانات خدا نے اپنے کلام میں ہمیشہ وضاحت سے فرمائے ہیں اور قرآن مجید تو ایسے حقائق سے بھرا پڑا ہے۔ وہ قوموں کے واقعات کو بار بار بیان کرتا ہے۔ لوگوں نے پیغمبروں پر جو اعتراضات کئے انھیں دُہراتا ہے تاکہ بعد میں آنے والوں کو عبرت ہو اور اپنے وقت میں آنے والے ظہورِ حق پر ایسے اعتراضات نہ کریں۔ دین و شریعت کی کائنات کا مفصل علم قرآن مجید میں ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ آئندہ کس شان سے امر اللہ یعنی دین و شریعت کا ظہور ہوگا اُمت میں کیا کیا انقلابات ہونگے اور نوعِ انسان کیا کیا ترقیات کریگی۔ لیکن اب کیفیت یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کی کسی آیت کے حقائق ظاہر کئے جائیں تو قرآن مجید سے حجاب میں پڑے ہوئے لوگ پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ تو تاویلات ہی تاویلات ہیں۔ اور اس طرح پر وہ خدا کی آیات و بینات کی سمجھ سے محروم و مجبور رہ جاتے ہیں۔ اور اسی طرح قانون قدرت کے مطابق دلوں پر تالے لگ جاتے ہیں اور فہم و چشم پر خدائی مہر۔ سلامٌ علی المرسلین۔ والحمد للہ ربّ العٰلمین

# فرمانِ بیداری

## کلماتِ الٰہیہ

إنّ الّذين أوتوا بصائر من الله يرون حدود الله السّبب الأعظم لنظم العالم وحفظ الأمم والّذي غفل إنّه من همج رعاع ۰ (کتاب اقدس)

یقیناً جنھیں خدا کی طرف سے بصیرتیں دی گئی ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ خدا کی مقرر کردہ حدود تمام دُنیا کے انتظام اور قوموں کی حفاظت کیلئے بہت بڑا ذریعہ ہیں اور جو شخص اِس حقیقت سے غافل رہا وہ بے خرد ہے۔

لا تضيعوا أوقاتكم بالبطالة والكسالة واشتغلوا بما ينتفع به أنفسكم وأنفس غيركم كذلك قضي الأمر في هذا اللّوح الّذي لاحت من أفقه شمس الحكمة والتّبيان ۰

اپنی عمر بیکاری اور سُستی و کاہلی میں ضائع نہ کرو۔ ان کاموں میں مشغول رہو جن سے تم خود اور دوسرے لوگ فائدہ اُٹھائیں اسی طرح اس لوح میں فیصلہ ہوا ہے جس کے اُفق سے حکمت و بیان کا آفتاب نمودار ہوا ہے (کتابِ اقدس)

إنّ النّاس نيام لو انتبهوا سرعوا بالقلوب الى الله العليم الحكيم (کتاب اقدس)

لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ جاگ اُٹھیں تو دل سے خدائے علیم و حکیم کی طرف جلد جلد چلیں گے۔

إيّاكم أن تمنعكم الغفلة عمّا أمرتم به من لدن عزيز عظيم ۰ (کتاب اقدس)

خبردار! ایسا نہ ہو کہ غفلت تمھیں اس عمل سے روک رکھے جس کا حکم تمھیں خدائے عزیز و عظیم کی طرف سے دیا گیا ہے۔

إيّاكم أن تستعملوا ما تكسل به هياكلكم ويضرّ أبدانكم (اقدس)

خبردار ایسی کوئی چیز استعمال نہ کرنا جس سے تمھارے جسم کاہل ہو جائیں اور جو تمھارے بدن کو نقصان پہنچائے۔

طوبى لمن فاز بإصغاء نداء الله وويل لمن أعرض واتّبع كلّ غافل مرتاب (مجموعہ اقدس ص۴)

اس کے لئے مبارکباد جو خدا کی نِدا سننے سے فائز ہوا اور ایسے شخص پر افسوس جس نے منہ پھیر لیا اور ہر غافل شکی کے پیچھے لگ گیا۔

فاخرجوا من بيوت الظّنون والأوهام لعمر الله قد أتت الأيّام الّتي تزيّنت بذكرها الزّبر والألواح - (مجموعہ اقدس ص۶)

سو تم ظنون و اوہام کے گھروں سے باہر نکل آؤ۔ خدا کی قسم وہ دن آ پہنچے جن کے ذکر سے کتابیں اور الواح زینت پا چکی ہیں۔

كَمْ مِنْ عَالِمٍ تَمَسَّكَ بِالشَّرِيعَةِ وَبِهَا أَفْتَى عَلَى مُنْزِلِهَا يَشْهَدُ بِذَلِكَ أَهْلُ سُرَادِقِ عَظَمَتِي وَفُسْطَاطِ عِصْمَتِي وَلَكِنَّ النَّاسَ أَكْثَرُهُمْ مِنَ الْغَافِلِينَ ٥ (مجموعہ ص۵۸)

مِنَ النَّاسِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُطْفِئَ نُورَ اللهِ قُلْ تَبًّا لَكَ يَا أَيُّهَا الْغَافِلُ الْبَعِيدُ (ص۵۹)

يَا أَهْلَ الْأَرْضِ لَا تَجْعَلُوا دِينَ اللهِ سَبَبًا لِاخْتِلَافِكُمْ إِنَّهُ نُزِّلَ بِالْحَقِّ لِاتِّحَادِ مَنْ فِي الْعَالَمِ اتَّقُوا اللهَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْجَاهِلِينَ لَا تَسُبُّوا أَحَدًا بَيْنَكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الْغَافِلِينَ ٥ (ص۶۳)

إِنَّهَا تُذَكِّرُ النَّاسَ وَتُخْبِرُهُمْ بِزَوَالِهَا وَفَنَائِهَا وَلَكِنَّ الْقَوْمَ فِي سُكْرٍ عُجَابٍ (ص۶۷)

قَدْ ظَهَرَ مَا لَا ظَهَرَ فِي الْإِبْدَاعِ وَلَكِنَّ النَّاسَ أَكْثَرُهُمْ مِنَ الْغَافِلِينَ. (ص۶۹)

لَعَمْرِي هَذَا يَوْمُ الزَّجْرِ وَلَكِنَّ الْقَوْمَ لَا يَشْعُرُونَ وَهَذَا يَوْمُ الْقِيَامِ وَلَكِنَّ النَّاسَ لَا يَفْقَهُونَ. نَعِيمًا لِمَنِ اشْتَعَلَ الْيَوْمَ بِنَارِ مَحَبَّةِ اللهِ وَوَيْلٌ لِكُلِّ غَافِلٍ مَحْرُومٍ (ص۷۷)

قَدِ اشْتَعَلَ الْعَالَمُ مِنْ نَارِ مَحَبَّةِ رَبِّكَ وَلَكِنَّ الْقَوْمَ فِي غَفْلَةٍ وَحِجَابٍ (ص۹۲)

يَا مَلَأَ الْأَرْضِ هَذَا يَوْمُ اللهِ وَأَنْتُمْ لَا تَعْرِفُونَ ٥ وَهَذَا يَوْمُ الْبَيَانِ وَأَنْتُمْ صَامِتُونَ ٥ اُذْكُرُوا مَا أَنْزَلَهُ الرَّحْمَنُ فِي الْفُرْقَانِ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ٥ (ص۔)

بہت سے عالم ایسے ہیں جو شریعت کو تھام کر شریعت نازل کرنیوالے پر فتوی لگاتے ہیں۔ میری عظمت کے پردوں میں رہنے والے اور میری عصمت کے خیموں والے اس کے گواہ ہیں۔ لیکن اکثر لوگ غافل ہیں۔

لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جنھوں نے خدا کی روشنی کو گل کردینا چاہا۔ اسے دور پڑے ہوئے غافل تو نامراد رہے۔

اے روئے زمین کے لوگو! خدا کے دین کو باہمی اختلاف کا موجب نہ بناؤ۔ یقیناً وہ تو تمام دنیا کے رہنے والوں میں اتحاد پیدا کرنے کیلئے نازل کیا گیا۔ خدا کی ڈرو اور جاہلوں میں کی نہ ہو۔ (ص۶۳) کسی آدمی کو گالی نہ دو اور غافلوں کے نقش قدم پر نہ چلو۔

یہ (دنیا) لوگوں کو نصیحت کرتی ہے اور اپنے زوال و فنا کی خبر دیتی ہے۔ لیکن لوگ ایک عجیب نشے میں گرفتار ہیں۔

اب وہ کچھ ظاہر ہوا ہے جو عالم ہستی میں ظاہر نہ ہوا تھا۔ لیکن اکثر لوگ غافل ہیں۔

مجھے اپنی پائندہ زندگی کی قسم! یہ دن فائدہ اٹھانے کا دن ہے۔ لیکن لوگوں کو خبر نہیں۔ یہ دن اٹھ کھڑے ہونے کا دن ہے، لیکن لوگ سمجھتے ہی نہیں۔ آج اس شخص کے مزے ہیں جو خدا کی محبت کی آگ سے بھڑک اٹھا اور ہر ایک غافل محروم کیلئے ہلاکت ہے۔

محبت پروردگار کی آگ تمام جہان میں شعلہ ور ہے لیکن لوگ غفلت اور حجاب میں پڑے ہوئے ہیں۔

اے روئے زمین کے لوگو! یہ خدا کا دن ہے اور تم پہچانتے نہیں۔ یہ بیان کرنے کا دن ہے اور تم خاموش ہو۔ خدائے رحمن نے فرقان میں جو بات نازل کی ہے اسے یاد کرو کہ اسدن لوگ خدائے رب العلمین کیلئے کھڑے ہوجائینگے۔

قُلْ يَا مَلَأَ الْأَرْضِ تَاللّٰهِ قَدْ أَتَى الرَّحْمٰنُ بِمَلَكُوتِ الْبُرْهَانِ اسْرَعُوا وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُتَوَقِّفِينَ ٥ (ص ۱۰۱)

کہدے اے زمین کے لوگو! خدائے رحمٰن، دلیل و بُرہان کا جہان لے کر آ پہنچا ہے۔ جلد جلد قدم آگے بڑھاؤ اور اُن لوگوں میں نہ رہ جاؤ جو توقف میں پڑے ہوئے ہیں۔

قَدْ ظَهَرَ مَا لَا ظَهَرَ فِي الْإِبْدَاعِ وَالْقَوْمُ فِي وَهْمٍ عُجَابٍ ٥ يَعْبُدُونَ الْأَوْهَامَ وَلَا يَفْقَهُونَ ٥ وَيَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ وَلَا يَشْعُرُونَ ٥ قَدْ زَيَّنُوا رُؤُوسَهُمْ بِالْعَمَائِمِ ضَلُّوا وَأَضَلُّوا أَلَا إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ٥ (ص ۱۰۲)

اَب وہ ظاہر ہوا ہے جو عالَمِ ہستی میں اَب تک ظاہر نہ ہوا تھا اور لوگ عجیب وہم میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اَوہام پرستی میں مبتلا ہیں اور انھیں شعور بھی نہیں۔ اپنے سروں کو عماموں سے آراستہ کر رکھا ہے۔ خود ضلالت میں ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا ہے۔ یقیناً یہ لوگ بے علم ہیں۔

هٰذَا يَوْمٌ مَاجَ بَحْرُ الْعِرْفَانِ وَهَاجَ عَرْفُ الرَّحْمٰنِ طُوبَىٰ لِمَنْ رَأَىٰ وَوَجَدَ وَوَيْلٌ لِلْغَافِلِينَ ٥ (ص ۱۰۷)

یہ وہ دن ہے جبکہ عرفان کا سمندر موجزن ہے اور رحمٰن کی خوشبو پھیل گئی ہے۔ اس کے لئے مبارکباد جس نے دیکھا اور پالیا غافلوں پر افسوس۔

قُلْ هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ بَيْنَكُمْ اسْمَعُوا وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْغَافِلِينَ (ص ۱۰۹)

کہدے یہ خدا کی کتاب ہے جو تمھارے درمیان ناطق ہے سنو اور غافلوں میں سے نہ بنو۔

لَا تَنْسَ فَضْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ أَظْهَرَ مَشْرِقَ آيَاتِهِ وَأَيَّدَكَ عَلَىٰ عِرْفَانِهِ فِي يَوْمٍ فِيهِ ارْتَفَعَ نَحِيبُ الْبُكَاءِ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِمَا اكْتَسَبَتْ أَيْدِي الْغَافِلِينَ ٥ (ص ۱۱۳)

خدا کے فضل کو فراموش نہ کر۔ اس نے اپنے مشرقِ آیات کو ظاہر کیا اور تجھے اس کے پہچاننے کی توفیق بخشی ایسے زمانے میں جبکہ غافلوں کے کرتوتوں سے زمین و آسمان کے درمیان رونے کی آواز بلند ہے۔

قُلْ يَا قَوْمِ ضَعُوا أُصُولَ أَنْفُسِكُمْ وَخُذُوا أُصُولَ اللّٰهِ بِقُوَّةٍ مِنْ عِنْدِهِ وَلَا تَتَّبِعُوا كُلَّ عَالِمٍ مُرِيبٍ ٥ (ص ۱۳۱)

اے لوگو! اپنے نفسانی اصول کو چھوڑ دو اور خدا کے اصول کو خدائی قوت سے مضبوط تھام لو۔ اور کسی شک میں ڈالنے والے عالِم کی پیروی نہ کرو۔

طُوبَىٰ لَكُمْ بِمَا خَرَقْتُمُ الْحِجَابَ وَكَسَرْتُمْ بِأَيَادِي الْقُدْرَةِ وَالْإِيقَانِ أَصْنَامَ الظُّنُونِ وَالْأَوْهَامِ ٥ (ص ۱۳۵)

تمھیں مبارکباد! کہ تم نے غفلت کے پردوں کو چاک کر دیا۔ اور قدرت و ایقان کے ہاتھوں سے شکوک و اوہام کے بتوں کو توڑ ڈالا۔

دَعُوا الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ عِلْمٌ فِي هٰذَا الْأَمْرِ يَتَكَلَّمُونَ بِأَهْوَائِهِمْ أَلَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّاغِرِينَ (ص ۱۴۵)

اُن لوگوں کو چھوڑ دو جنھیں اس امرِ بہائی کا علم نہیں اور وہ اپنی خواہشاتِ نفسانی سے بولتے ہیں۔ یقیناً ایسے لوگ پست ہیں۔

قد نبذوا امر الله وراء ظهورهم الا انهم من اهل الحجاب لدى الله منزل الآيات (ص۱۵۱)

اياكم ان تمنعوا انفسكم من فيوضات ربكم الفياض او تحجب كم حجبات الغافلين

قل هذا يوم التذكر وانتم صامتون ٥ قل هذا يوم الجذبة وانتم راقدون ٥ وهذا يوم الاصغاء وانتم ميتون ٥ (ص۱۵۵)

طهر اذنك عما سمعت لتسمع نداء الله رب العلمين ٥ (ص۱۵۷)

قل يا قوم انصفوا فيما ظهر بالحق ولا تتبعوا كل عالم محجوب ٥ (ص۱۵۸)

خذوا كتاب الله امرا من عنده ثم اقروا آياته بترنمات المنجذبين ٥ طوبى لعبد اقبل وفاز وويل للمحتجبين ٥ (ص۱۶۰)

اذكر ربك الرحمن بذكر تنجذب به افئدة العباد ليقوموا عن رقد الغفلة ويتوجهوا الى الله العلي العظيم (ص۲۴۵)

ای پسر خاک! براستی میگویم غافل ترین عباد کسی است که در قول مجادله نماید و بر برادر خود تفوق جوید۔

ای جوہر غفلت! دریغ که صد ہزار لسان معنوی در لسانے ناطق و صد ہزار معانی غیبی در لحنے ظاہر ولکن گوشے نہ تا بشنود و قلبے نہ تا حرفے بیابد۔

ای مردگان فراش غفلت! قرنہا گذشت و عمر گرانمایہ را بانتہا رساندہ اید و نفس پاکے از شما بساحت قدس ما نیامد۔

انھوں نے خدا کے امر کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یقیناً آیات نازل کرنے والے خدا کے نزدیک یہ لوگ اہل حجاب ہیں۔

خبردار تم اپنے آپکو اپنے پروردگار فیاض کے فیضوں سے محروم نہ رکھنا اور ایسا نہ ہو کہ غافلوں کے پردے تمھارے دلوں پر پڑ جائیں (ص۱۵۲)

کہدے یہ ذکر کا دن ہے اور تم خاموش ہو۔ کہدے یہ جذبت کا دن ہے اور تم سو رہے ہو۔ یہ کان لگا کر سُننے کا دن ہے اور تم مُردہ ہو (ص۱۵۵)

اپنے کان ہر ایک سُنی ہوئی بات سے پاک کر تاکہ تو خدائے رب العلمین کی ندا سُن سکے۔

کہدے اے لوگو! اس ظہور حق کی نسبت انصاف سے کام لو اور حجاب میں پڑے ہوئے کسی عالم کی پیروی نہ کرو۔

خدا کے حکم سے کتاب کو مضبوط تھام لو۔ پھر اس کی آیات کو اُن لوگوں کے ترنمات سے پڑھو جو حق کی طرف کھچے ہوئے اور پر جذب ہیں۔ مبارک وہ بندہ جو متوجہ ہو کر فائز ہوا اور محجوبین پر افسوس

اپنے پروردگار رحمٰن کا ذکر اس شان سے کر کہ بندوں کے دل کھچے چلے آئیں وہ خواب غفلت سے اُٹھ کھڑے ہوں اور خدائے بلند و برتر کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

اے خاک کے پُتلے! میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے بڑا غافل وہ آدمی ہے جو نزاع لفظی میں پڑا ہوا ہے اور اپنے بھائی پر فوقیت چاہتا ہے

اے جان غفلت! لاکھوں باطنی زبانیں ایک ہی زبان میں گویا ہیں اور لاکھوں پوشیدہ معانی ایک ہی لہجۂ بیان میں آشکارا مگر افسوس کہ سننے والے کان نہیں اور حقیقت کو پانے والے دل نہیں ہیں۔

اے بستر غفلت کے مُردو! زمانے گذر گئے۔ اور تم نے اپنی قیمتی عمر تمام کر دی مگر تمھارا ایک پاکیزہ سانس بھی ہماری مقدس بارگاہ میں نہ پہنچا۔

ای بندۂ دُنیا! در سحرگاہان نسیم عنایتِ من بر تو مرور نمود و ترا در فراشِ غفلت خفتہ یافت و بر حالِ تو گریست و باز گشت

ای غافلان! گمان مبرید کہ اسرارِ قلوب مستور است بلکہ بیقین بدانید کہ بخطِ جلی مسطور گشتہ و در پیشگاہِ حضور مشہود۔

ای ابنای غفلت! بپادشاہیِ فانی دل مبندید و مسرور مشوید مثلِ شما مثلِ طیرِ غافلے است کہ بر شاخۂ باغے در کمالِ اطمینان بسراید و بغتۃً صیادِ اجل اورا بخاک اندازد دیگر از نغمہ و ہیکل و رنگِ او اثرے باقی نماند پس پند گیرید ای بندگانِ ہوی!

اَے دُنیا کے غُلام! صبح صبح میری عنایت کی نسیم تیرے پاس پہنچی اور تجھے بسترِ غفلت پر سوتا پایا۔ وہ تیری حالت پر روئی اور لوٹ گئی۔

اے غافلو! یہ خیال نہ کرو کہ دِلوں کے بھید چھپے ہوئے ہیں بلکہ یقین کے ساتھ جان لو کہ وہ موٹے موٹے حروف میں لکھے ہوئے ہیں اور حضورِ خداوندی میں مُلاحظہ کئے جا رہے ہیں۔

اے غفلت کے بیٹو! فنا ہونیوالی بادشاہی میں اپنے دِلوں کو نہ اُلجھاؤ اور اِس پر خوشیاں نہ مناؤ۔ تمھاری حالت اُس غافل پرندکی سی ہے جو نہایت اطمینان سے باغ کی ایک شاخ پر بیٹھا ہوا گاتا کہ اچانک صیادِ اجل اُسے خاک میں مِلا دیتا ہے پھر اُس کا نغمہ۔ اسکی شکل صورت، رنگ روپ بے نام نشان ہوجاتا ہے سوائے حرص و ہوی کے غلامو! نصیحت و عبرت حاصل کرو۔

(مترجمہ مدیر)

# عالمگیر ہیجان

ترجمہ از بیانات حضرتِ شوقی ربانی

جب ہم اپنے اردگرد دیکھتے ہیں تو ہم کو تمام دُنیا اور اِس کُرۂ خاکی کے ہر برِ اعظم میں اور انسانی زندگی کے دینی معاشرتی اور سیاسی ہر شعبہ میں ایک عالمگیر ہیجان نظر آتا ہے۔ یہ عالمگیر ہنگامہ بنی نوع انسان کو اُس دن کیلئے طیار کر رہا ہے جبکہ تمام نسلِ انسانی کی وحدت پوری طرح تسلیم کر لی جائیگی اور اس کے درمیان اتحاد قائم ہو جائیگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو عالمگیر عمل نہایت تیزی کے ساتھ تمام طاقتوں کو اس انتہائی جوش میں لا رہے ہیں جس سے یہ ہمارا کُرۂ خاکی ایک نیا چولہ بدلیگا۔ پہلا عمل تعمیری ہے اور دوسرا عمل تخریبی۔ تعمیری عمل جوں جوں کامل ہوتا جارہا ہے ایک ایسے انتظام کی داغ بیل ڈال رہا ہے جو اِس عالمگیر حکمتِ عملی کا ایک نمونہ ہے جس کی طرف دُنیا برابر قدم اُٹھاتی جا رہی ہے۔ تخریبی عمل کا جوں جوں اثر بڑھتا جاتا ہے اسکی تخریبی قوت بھی بڑھتی جا رہی ہے اور وہ اپنی انتہائی طاقت کیساتھ ان بوسیدہ رکاوٹوں کو دور کر رہا ہے جو نوع انسان کو اس منزلِ مقصود کی طرف بڑھنے سے روک رہی ہیں جو اسکے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ تعمیری عمل حضرت بہاء اللہ کا امر مبارک ہے جو دُنیا میں ایک جدید انتظام کے قائم ہونے کی خوشخبری دیتا ہے اور جسکو آپکا امر آخرکار تمام دُنیا میں قائم کریگا۔ تخریبی عمل دُنیا کا وہ تمدن ہے جو ایک نئے زمانہ کی ضروریات کو پورا نہ کرسکا اسلئے وہ کھلبلی اور زوال میں مبتلا ہے۔

# کیا یہ جنگ آخری جنگ ہے؟

(محترمہ شیریں فوجدار کے قلم سے)

وارسائی کے عہدنامہ کے ہوتے ہی ہر منہ سے یہ دعا نکلی تھی کہ "خدایا یہ مصیبت پھر کبھی دنیا پر نہ آئے۔ اسمیں شک بھی نہیں کہ دنیا ایک ایسی جنگ کر چکی تھی جس کی نظیر پہلے کہیں نہ ملتی تھی۔ قوموں نے کہا ہم دنیا میں ایک نیا انتظام قائم کرینگے۔ جس کی بنیاد بین الاقوامی شوریدہ سری کے بجائے باہمی معاونت پر رکھی جائے گی۔ چند ہی سال پہلے لوگ اس خیال سے خوش تھے کہ آئندہ اپنے معاملات سلجھانے کے لئے قومیں جنگ و جدل کو ذریعہ نہ بنایا کرینگی۔ بلکہ وہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ قانون کے ماتحت دانشمندی اور معقولیت کے ساتھ کرینگی۔ برطانیہ عظمیٰ کا اس جنگ کے لئے تیار نہ ہونا اس قوم کی خلوصِ نیت کی دلیل ہے کہ یہ بین الاقوامی سوالات کو پنچایت کے ذریعہ فیصل کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ بدقسمتی سے دوسری قومیں اپنی گذشتہ ناکامیوں اور شکایتوں پر کڑھتی رہیں اور شکوہ و شہرت کے لئے جنگ کی تیاریوں میں لگی رہیں۔ جنگ کا دیوتا اسوقت بہت مہربان ہے اور اپنے پجاریوں کی دعاؤں کو سن کر پھر ایکدفعہ اس دنیا میں گشت لگا رہا ہے۔ وہ اپنے پجاریوں کی درخواست پر آیا ہے اور دنیا میں اس کی آواز گونج اور گرج کے ساتھ یہ کہہ رہی ہے "میں جنگ کا دیوتا ہوں۔ میں ان کو نوازتا ہوں جو میری پوجا کرتے ہیں۔ تاریخِ عالم میں اگر کچھ سنسنی پیدا کرنے والے واقعات ہیں تو وہ میری ہی بدولت ہیں۔ پرانے شاعروں نے میری عظمت و شان کے گیت گائے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے باغات اور سیرگاہیں ان لوگوں کے بتوں سے مزین ہیں جنھیں میں نے شہرت اور نام عطا کیا تھا۔ ان کے علاوہ میری اور بھی یادگاریں ہیں۔ میرا راستہ انسانوں کی ہڈیوں سے بنایا جاتا ہے۔ جن کی زینت شکستہ آرزوؤں سے۔ اجڑے ہوئے گھروں۔ برباد شدہ کھیتوں اور شہروں سے اور خزاں دیدہ باغوں سے کی جاتی ہے۔ جہاں میں جاتا ہوں سبزۂ باغ پامال و ویران اور چاندی سی سفید ندیاں سرخ ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ دریا اور نہریں بھی دگرگوں ہو جاتی ہیں۔ میں وہ دیوتا ہوں جس کی انسان پوجا کرتے ہیں باوجودیکہ میں ان کے بہترین جوانوں اور بہادروں کا خون پیتا ہوں۔ انسانوں کا خون میری غذا ہے۔ خاصکر نوجوانوں کا۔ ان میں سے بہتیرے میری بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں اور میں بہتوں کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ جنھیں واپس دیتا ہوں انھیں لولہ لنگڑا یا اندھا۔ کانا کرکے واپس دیتا ہوں۔ اور یہ لوگ اپنے وقت سے پہلے ہی بوڑھے، کمزور اور نحیف ہو جاتے ہیں۔ میں فقط مردوں پر ہی اکتفا نہیں کرتا۔ ان کو تو تلواروں، گولوں، گولیوں اور چھروں سے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہوں۔ ان کی عورتوں۔ بچوں بلکہ ماں کے پیٹ میں بچوں تک کو میں نہیں چھوڑتا۔ ان میں بیماری۔ قحط اور وبائیں پھیلا دیتا ہوں۔ اور وہ اپنے ان پیاروں کے لئے جو شاید ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو گئے ہیں فکر و یاس کی حالت میں رہتے ہیں

باوجود اس ساری تباہی اور بربادی، ویرانی اور کشت وخون کے میرا وجود فقط اس لئے ہے کہ انسان چاہتے ہیں کہ ایسی حالتیں پیدا ہوں۔ حالانکہ میرے ہونے سے ان کے من مانے منصوبے پورے نہیں ہوتے۔

جن لوگوں نے گذشتہ لڑائیوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک جنگ کے نتیجے میں دوسری جنگ کے اسباب و سامان ہوتے ہیں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ مغلوب شدہ قوم ہمیشہ اپنے فاتح کے خلاف منصوبے باندھتی رہتی ہے اور اس دن کا انتظار کرتی رہتی ہے جب وہ پھر طاقتور ہو کر اس سے بدلہ لے سکے

امن وصلح کے حامیوں نے میونخ کا عہد نامہ ہونے کے بعد تک ہمیں اطمینان دلایا کہ جنگ نہ ہوگی۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی جنگ کا جنون سارے یورپ میں پھیل گیا اور ہلاک کر دینے والے آتشیں ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہو کر نئی نئی ایجادوں کی مدد سے ایک دوسرے کو قتل و غارت کرنے لگے۔

اسمیں شک نہیں کہ موجودہ طرزِ حکومت جسمیں ایک قوم ہتھیار بند فوج رکھکر دوسری قوم کے ساتھ اپنے جھگڑے چکاتی ہے اب اور نہ رہیگا۔ اسلحہ جات اور بڑی بڑی فوج کا ہونا ہی جنگ کا سبب ہے۔ ہمیں یہاں ایک کہانی یاد آگئی۔ ایک عیسائی ایکدفعہ راستہ میں ایک دوست سے ملا۔ دوست نے سلام وغیرہ کے بعد ایک طمانچہ عیسائی کے منہ پر مارا۔ اور جب عیسائی نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا تو نے انجیل میں نہیں پڑھا کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو تو اپنا دوسرا گال بھی اسکے سامنے کر دے۔ غریب عیسائی نے دوسرا گال بھی سامنے کر دیا۔ اور طمانچہ کھا کر چلا گیا۔ دوسرے دن ان کی پھر ملاقات ہوتی اور جب وہ شخص اسے طمانچے مارنے لگا تو اس نے کہا سنو بھئی۔ میں ہی تو اکیلا عیسائی نہیں۔ تم بھی تو عیسائی ہو۔ دو دن تو میں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کی اطاعت کی ہے آپ دو دن تم کرو۔ یہ کہکر چٹاخ سے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا دوسرا گال بھی اس طرف پھیرو۔

عیسائی دنیا میں اپنے پڑوسی سے محبت کرنے کا قانون وحشیانہ قانونِ تنازعِ بقا سے بدل چکا ہے۔ اپنے آپکو طاقتور بنانے کے لئے ہر قوم مسلح ہوتی جاری ہے جن سے اقوام میں باہمی بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور چونکہ سامانِ جنگ مہیا ہو چکتا ہے اسلئے لڑائی ہو کر ہی رہتی ہے حیوان تو درندگی پر مجبور ہیں۔ کیونکہ انھیں اپنی غذا کیلئے دوسرے حیوانات کو مارنا پڑتا ہے لیکن انسان کی درندگی، حرص۔ خود غرضی اور غرور کا نتیجہ ہے۔ درندگی انسان کی فطرت نہیں ہے۔ ایک جرنیل ایک آباد شہر کو ویران کرتا ہے۔ ہزاروں انسانوں کو قتل کرتا ہے۔ اس کی تعریف کی جاتی ہے اور صدیوں تک اس کا نام عزت وشہرت سے لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص کسی دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو اسکو قاتل کہا جاتا ہے اور اسے پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایک روپیہ چوری کرتا ہے تو اسکو قیدخانہ بھیج دیا جاتا ہے لیکن ایک فوج شہر کے شہر غارت کرتی ہے اور اس کیلئے تحسین وآفرین کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ حضرتِ انسان کے قوانین کیا ہی عجیب ہیں! طرفہ یہ ہے کہ آسمانی کتابیں صاف صاف الفاظ میں کہتی ہیں کہ انسان خدا کی شکل وصورت پر بنایا گیا ہے ان ہی آسمانی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دن اس دنیا میں عالمگیر امن قائم ہوگا۔ اس دن بھالے اور تلواریں توڑ کر ہل کا پھالا بنائی جائیں گی۔ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے انسان برادری کے رشتہ میں جوڑے جائینگے اور قوم و مذہب کی

تک خیالات ملیامیٹ کر دی جائیں۔ اس دن خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جائے گی۔

یہ کیسی خوبصورت تصویر ہے۔ لیکن کیا جنگ دنیا کے لوگوں سے اٹھ جائیگی؟ گذشتہ زمانہ میں ہم جنگ کو کیوں نہیں روک سکے۔ حضرت بہاء اللہ کے قول کے مطابق جو امر سماوی کے بانی ہیں جنگ ایک سخت بیماری کی علامت ہے۔ اصل بیماری فوجوں کی لام بندی کرنا اور جنگ میں انسانوں کی قربانی کرنا نہیں ہے۔ یہ تو صرف ایک بہت پرانی بیماری کی ظاہرا نشانیاں ہیں۔ بیماری کی اصل وجہ ہماری روزانہ زندگی۔ نظریہ دستور العمل اور ہمارے اعمال ہیں۔ ہماری اقتصادی بناوٹ۔ ہمارے سیاسی طریقے۔ ہماری معاشرتی عادات اور ہمارے اپنے تعصبات سب مل کر عدم مساوات۔ بددیانتی۔ تعصب اور نارواداری کو پیدا کرتے ہیں جس کا نتیجہ جنگ کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جنگ ہمارے خیال اور عمل کا بدیہی نتیجہ ہے افسوس تو اس بات کا ہے کہ لوگ اپنی کرتوتوں اور کچھ دیر بعد واقع ہونیوالے انکے نتائج میں کوئی جوڑ نہیں دیکھتے۔ معمولی شخص ان دونوں کے درمیان کوئی علاقہ نہیں دیکھتا۔ حضرت بہاء اللہ جنھوں نے چالیس سال تک قید و مصائب برداشت کئے تاکہ دنیا میں آزادی اور ہمیشہ کا امن قائم کریں۔ آپ نے جیلخانہ سے تمام دنیا کے بادشاہوں کو امن و صلح اکبر کی دعوت دی ہے۔ آپ نے ان کو یقین دلایا کہ امن و صلح کوئی بناوٹی ہوائی چیز نہیں یہ کسی انسانی خیال کا نتیجہ نہیں ہے۔ کوئی فوج یا بحری قوت خواہ وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ کوئی ہوائی جہاز یا آبدوز کشتی یا گولی اور موت کا سخت ترین ذریعہ جو سائنس نے پیدا کیا ہے اور نہ کوئی ہیگ جیسی کچہری اور نہ لیگ آف نیشنز صلح اکبر کو لا سکتی ہے۔ قوت و غلبہ کے زور سے کسی کو مطیع کر لینا امن نہیں کہلاتا۔ وہ چیز جو تنہا دنیا میں امن لا سکتی ہے انسانوں میں خیرخواہی کے خیال پیدا کر سکتی ہے۔ جنگ و جدل کو ہمیشہ کے لئے اٹھا سکتی ہے دلوں کو جوڑ سکتی ہے وہ خدا کی محبت ہے۔

حضرت عبد البہاء نے فرمایا کہ جنگ، جنگ سے ختم نہیں ہو سکتی۔ نہ خون کا دھبہ خون سے صاف ہو سکتا ہے۔ دنیا کے حاکموں کو چاہئے کہ وہ اکٹھے ہو کر بین الاقوامی بیت العدل عمومی بنائیں اور سب قومیں مشترکہ طور پر یکمرتبہ اپنے ہتھیاروں کو دور کر دیں ورنہ وہ اپنی ضد کا آپ ہی شکار ہو جائینگی۔ دنیا کے تمام ممالک کی ایک متحدہ حکومت کا ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ اسوقت امریکہ میں ایالات متحدہ ہیں۔ صرف اسی ایک طریقہ سے دنیا کے مزدوروں کی پشت سے فوج کے اخراجات کا بھاری اور ناقابل برداشت بوجھ اتارا جائے گا۔ ساری دنیا کی اقوام کو اور بادشاہتوں کو مل کر ایک ایسی حکومت عمومی بنانی چاہئے جیسی کہ امریکہ میں اسوقت ہے۔ تب دنیا کی قومیں اپنی بہبودی اور بہتری میں مصروف ہونگی اور ان کے جھگڑے ایک بیت العدل عمومی میں فیصل ہونگے۔ اس بیت العدل کے فیصلوں کو جاری کرنے کے لئے صرف ایک فوج، ایک بحری قوت اور ایک ہوائی طاقت ہوگی اسوقت دو قوموں کے درمیان جنگ ایسا ہی ناممکن ہوگی جیسے اسوقت لاہور اور دہلی کے درمیان جنگ کا ہونا ناممکن ہے۔

قومی آزادی کا فرسودہ خیال اب بالکل ملیامیٹ ہو گیا ہے قومیں ایکدوسرے کی محتاج ہیں۔ ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف ہے۔ ایک کا نقصان اب دوسرے کا فائدہ نہیں رہا۔ اپنی طاقت اور عقل کے گھمنڈ میں دنیا کے بادشاہوں نے امن کے اس پیامبر کی آواز کی پرواہ نہ کی۔ اسلئے آپ نے ان بادشاہوں کو خدا کے

عدل سے آگاہ کیا اور ایک بڑی مصیبت کے آنے کی پیشگوئی کی۔ سب سے بڑی پیشگوئی جو صریح الفاظ میں لکھی ہوئی ہے اور جسکو آپ نے کئی جگہ فرمایا ہے کہ عالمگیر جنگ کی آگ سرد ہو کئے جانے کے بعد انسانی فطرت ایک نیا چولہ بدلیگی۔ قومیں ایک دوسرے سے مل جائینگی اور ہمیشہ رہنے والا امن قائم ہو جائیگا انسانی گمراہی کو دیکھکر آپ نے پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا کہ دنیا میں ایک بہت بڑی جنگ ہوگی جسمیں ہر ایک قوم لپیٹ لی جائیگی۔ جب ان کی قوت خرچ ہو چکیگی۔ ان کے لوگ قتل کئے جا چکینگے اور جب ان کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہ رہیگا تب انھیں ہوش آئیگا اور ان کی حالت بدل جائیگی تب وہ قومی فخر کی بیہودگی۔ تکبر۔ غرور اور جنگ کی تباہی کا احساس کرینگی۔ جب لڑ بھڑ کر وہ خوب تھک جائینگی اور ان کا دیوانہ پن کم ہو جائیگا اسوقت وہ خدا کے پیغامبر کی طرف نظریں اٹھائینگی۔

قومیں بہت آہستہ آہستہ سبق حاصل کرتی ہیں اور اکثر اوقات بہت مہنگے داموں یہ سبق ان کو حاصل ہوتا ہے اسلئے تمام دنیا کی قوموں کو یہ سبق دینے کیلئے کہ ایکدوسرے کے مقابلہ کی سلطنتوں کو مسلح فوجوں کے ذریعہ قائم کرنا کس قدر فرسودہ خیال ہے ایک بہت بڑی عالمگیر جنگ کا ہونا ضروری ہے۔ اس جنگ کے بعد ہی ان قوموں کو اس بات کا احساس ہوگا کہ ساری قوموں کا مل جل کر حکومت کرنا ہی نجات کا باعث ہے۔ حضرت بہاءاللہ کی وحی کے مطابق یہ آخری جنگ ہے۔ اس جنگ کے اختتام پر حضرت بہاءاللہ کا نیا نقشہ انتظام عام طور پر دنیا میں جاری ہو جائیگا۔ اور خدا کی بادشاہت جس کا مژدہ پہلے تمام انبیا نے دیا ہے اس زمین پر قائم ہو جائیگی۔ اب آپ ایک ایسی دنیا کا نقشہ ذہن میں لائیں جس سے جنگ بالکل اٹھ جائیگی۔ اقوام عالم بھائی بھائی کی طرح مل جائینگی۔ باہمی نفرتیں اور تعصبات سب اٹھ جائینگے۔ ایک عالمگیر تمدن جس کی بنیاد تجارتی لین دین سائنس۔ ایجاد و انکشاف اور ہنر پر ہوگی اور جسمیں دنیا کے تمام لوگوں کی ایک زبان ہو جائیگی۔ اور ساری دنیا میں باہمی گفتگو ہو سکیگی۔ عورت اور مرد مساوی ہونگے اور دونوں ملکر ایک بہتر دنیا بنانے کی کوشش کرینگے۔ انسان روحانی ہوتے جائینگے۔ خدا کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرینگے اور ہر ایک چیز میں حسن وخوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کرینگے۔ نئے اقتصادی اصولوں کے ماتحت مالک و مزدور دونوں ہنسی خوشی ملکر کام کرینگے۔ جس کے سبب دنیا میں ایک عام مرفہ الحالی پھیل جائیگی اور غربت و افلاس ہمیشہ کے لئے اٹھ جائینگے۔ یہ ہے حضرت بہاءاللہ کا نیا انتظام جو اس جنگ کے بعد دنیا میں قائم ہوگا۔

قدرت کے رازداں سینوں میں جنگ کا یہ بھیانک زمانہ انسان کے خدا کی بادشاہت کی طرف سفر کرنے کیلئے آخری منزل قرار پایا ہے۔

# شیخ احمد احسائی کی ماموریت

(بسلسلۂ ما سبق - ماخوذ از مطالع الانوار (ڈان بریکرز))

مرزا محمود قمسری مجھے ۹۰ سال کی عمر میں کاشان میں ملے تھے۔ انھوں نے مجھے حسب ذیل واقعہ سنایا۔ مجھے یاد ہے کہ ایامِ شباب میں جس وقت میں کاشان میں مقیم تھا تو میں نے سنا کہ نائین میں کوئی شخص ظہورِ الٰہی جدید کی خوشخبری دے رہا ہے اور ہر شخص پر خواہ وہ عالم ہو یا جاہل سرکاری افسر ہو یا مُلّا اُس کا جادو چل جاتا ہے۔ اس شخص کا اثر اسکے ملاقاتیوں پر اس قدر تھا کہ وہ لوگ دنیا و مافیہا کو چھوڑکر اسکے دلدادہ ہو رہے تھے۔ مجھے بھی شوق ہوا کہ میں خود جاکر دیکھوں کہ معاملہ کہاں تک درست ہے۔ میں اپنے احباب کو اطلاع کئے بغیر نائین گیا اور وہاں ان بیانات کو جو اس شخص کے متعلق مشہور تھے بالکل درست پایا۔ اس کا روشن چہرہ اس کی روح کو منور کرنے والے نور کی گواہی دے رہا تھا۔ ایکدن بعد نماز صبح میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

"جلد ہی زمین بہشت بریں بن جائے گی۔ وہ وقت قریب ہے جب ایران ایک بقعۂ مقدس ہوگا۔ اور تمام دنیا کے لوگ اس کے گرد طواف کرینگے؟"

ایکدن میں نے علی الصباح اس شخص کو سربسجود اور حالتِ استغراق میں اللہ اکبر کہتے ہوئے سنا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب یہ شخص سجدہ سے اٹھا اور میری طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ "جس کی میں تمھیں بشارت دیا کرتا تھا آج وہ ظاہر ہو گیا ہے ٹھیک اس گھڑی وہ آفتاب موعود طلوع ہوا ہے اور وہ دنیا کو اپنے نور سے منور کر رہا ہے۔ اے محمود میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس یوم الایام کے دیکھنے کیلئے زندہ رہوگے۔"

اس مقدس ہستی کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہے حتیٰ کہ ۱۲۶۰ھ میں میں نے شیراز سے ندائے الٰہی سنی۔ مگر ضعفِ پیری کے باعث شیراز پہنچ نہ سکا۔ بعد میں حضرت باب جو اس ظہور کے مبشر تھے کاشان میں تشریف لائے اور تین رات حاجی مرزا جانی کے مہمان رہے تو مجھے کسی نے اطلاع نہ دی اور میں آپ کے دیدار سے مشرف نہ ہوسکا۔ کچھ دن بعد بابیوں سے اثنائے گفتگو میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت باب یکم محرم ۱۲۳۵ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء پیدا ہوئے تھے۔ اسوقت مجھے احساس ہوا کہ یہ دن وہ دن نہیں ہے جس کی بابت حاجی حسن نائینی نے مجھ سے کہا تھا۔ بلکہ اس دن اور اسدن میں دو سال کا فرق تھا۔ اس خیال نے مجھے بے چین کردیا مگر کچھ دنوں بعد جب حاجی مرزا کمال الدین عراقی سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھے بغداد میں حضرت بہاء اللہ کے اعلان اور ظہور فرمانے کی بشارت دی۔ انھوں نے مجھے قصیدۂ ورقائیہ اور کلماتِ مکنونہ کی کچھ آیات بھی پڑھ کر سنائیں۔ اُن کی زبان سے اُن آیات کو سن کر میری روح پھڑپھڑا اٹھی۔ یہ آیات مجھے ابتک اچھی طرح یاد ہیں :-

| | |
|---|---|
| یَا ابْنَ الْبَشَرِ فُؤَادُكَ مَنْزِلِي | اے فرزندِ آدم! تیرا دل میرا گھر ہے |
| قَدِّسْهُ لِنُزُولِي وَرُوحُكَ | اسکو میرے اُترنے کیلئے مقدس بنا۔ |
| مَنْظَرِي طَهِّرْهَا لِظُهُورِي | اور تیری روح میرا منظر ہے میرے ظہور کیلئے اسکو طاہر کرلے۔ |
| (کلمات مکنونہ) | |

| | |
|---|---|
| ای پسرِ ارض اگر مرا خواہی | اے پسرِ ارض۔ اگر تو مجھے چاہتا ہے تو |
| جز مرا مخواہ و اگر ارادۂ جمالم | میرے سوا دوسرے کی چاہت نہ کر۔ |

داری چشم از عالمیان بر دار — اگر میرا جمال دیکھنے کا ارادہ ہے تو دُنیا
زیراکہ ارادۂ من و غیرِ من چون — وما فیہا سے نظر ہٹالے۔ کیونکہ مجھے اور
آب و آتش در یک دل و — میرے غیر کو چاہنا آگ اور پانی کی طرح
قلب نگنجد۔ — (بہم ہونا) ایک دل میں ناممکن ہے

میں نے اُن سے حضرت بہاء اللہ کی تاریخِ ولادت دریافت کی تو انھوں نے جواب دیا کہ دو محرم سنہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۱۷ء یہ سُنتے ہی مجھے حاجی حسن کے الفاظ یاد آ گئے۔ اور میں نے وہ تاریخ یاد کی جس دن انھوں نے مجھ سے وہ الفاظ فرمائے تھے۔ میں بے اختیار سجدہ میں گر گیا اور چلّا کر کہنے لگا "پاک ہے تو اے پروردگار کہ تو نے مجھے اِس یومِ موعود سے مشرف ہونے کی توفیق بخشی۔ اب اگر میں تیری طرف بلایا جاؤں تو میں نہایت اطمینان اور امن کے ساتھ جان دونگا

اِس سال یعنی سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷-۵۸ء کو اس مقدس و نورانی شخص نے صعود فرمایا۔

یہ بیان جو میں نے خود مرزا قمری سے سنا اور جو آج تک زبان زدِ عام و خاص ہے حضرت شیخ احمد احسائی کی فطانت و کیاست کا زبردست گواہ ہے اور آپ کے مخصوص شاگردوں پر آپکے زبردست اثر کی بولتی ہوئی شہادت ہے۔ آپ نے ان سے جو وعدہ کیا تھا آخر کار وہ پورا ہوا۔ اور جس راز کے ذریعہ سے آپ نے اُن کی روح کو مشتعل کیا وہ اپنے پورے حسن و جمال کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔

اس زمانہ میں جبکہ حضرت شیخ احمد یزد سے روانہ ہونیوالے تھے سید کاظم رشتی جو ہدایت الٰہی کے دوسرے ستارہ تھے اپنے وطن جیلان سے حضرت شیخ احمد احسائی کی ملاقات کیلئے روانہ ہوئے تاکہ آپ اُن کے خراسان جانے سے پہلے اُن سے ملاقات کر لیں۔ پہلی ملاقات میں حضرت شیخ نے آپ کو فرمایا:۔

"اے میرے دوست! خوش آمدید۔ میں نہایت آرزو اور شوق سے آپ کی آمد کا منتظر تھا تاکہ آپ کی آمد مجھ اِن خودسر لوگوں کی نخوت سے آزاد کر دے۔ میں اُن کے اعمال کی بیحیائی اور اُن کے اخلاق کی بے باکی سے تنگ آ گیا ہوں۔ بیشک ہم نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں سے کہا کہ وہ امانتِ الٰہی کو لیں مگر انھوں نے اِس بوجھ کو لینے سے انکار اور خوف ظاہر کیا۔ لیکن انسان نے اٹھانا منظور کر لیا۔ اور ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ وہ بڑا بے انصاف اور نادان نکلا۔

سید کاظم میں ایامِ طفولیت ہی سے عجیب و غریب فطانت و ذکاوت اور روحانی بصیرت کے آثار ہویدا تھے۔ آپ اپنی عمر لوگوں میں بے مثل اور ممتاز تھے۔ آپکی عمر گیارہ سال ہی کی تھی کہ آپ نے تمام قرآن حفظ فرمایا۔ ۱۴ برس کی عمر میں آپ نے بے شمار مناجاتیں اور احادیث حفظ کر لیں۔ اور آیت الکرسی کی ایک ایسی تفسیر لکھی کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے علما متحیر ہو گئے۔ آپ کا تقویٰ علم اور انکسار ایسا تھا کہ جو بوڑھا یا بچہ آپ سے ملتا تھا بہت متأثر ہوتا تھا۔

سنہ ۱۲۳۱ھ سنہ ۱۸۱۵-۱۶ء میں جب آپ کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ آپ گھر بار اور مال و متاع سب کچھ ترک کر کے اور اپنے وطن جیلان کو خیرباد کہکر اس ہستی سے مشرف ہونے کیلئے چل پڑے جس نے نہایت دلیری اور استقلال کے ساتھ نئے ظہور کی آمد کا اعلان کیا تھا آپ حضرت شیخ احمد احسائی کے ساتھ صرف چند ہفتہ رہے۔ ایکدن حضرت شیخ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "آپ اپنے گھر میں رہا کریں۔ اور میرے درس میں تشریف نہ لایا کریں۔ اگر میرے شاگردوں میں سے کسی کو کوئی شکل پیش آئیگی تو وہ آپکے پاس آیا کرے گا تاکہ وہ مطلوبہ امداد آپ سے حاصل کریں۔ آپ اِس علم کے ذریعہ جو خدا نے آپ کو عنایت فرمایا ہے انکی مشکلات کو حل کیا کریں گے

اور انکے دلوں کو اطمینان بخشا کرینگے۔ اپنی تقریر کے زور کر آپ اپنے جدِ امجد حضرت محمدؐ کے لائے ہوئے دین کو تازہ فرمائینگے۔

اِن الفاظ نے شیخ احمد کے بڑے بڑے شاگردوں میں حسد اور غصہ کی آگ کو بھڑکا دیا۔ اُن لوگوں میں مُلا محمد مامقانی اور مُلا عبدالخالق یزدی پیش پیش تھے۔ مگر حضرت سید کاظم کا رعب ایسا حاوی تھا اور اُن کا علم وفضل ایسا بے نظیر تھا کہ یہ لوگ مرعوب ہوکر اُن کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہوگئے۔

حضرت شیخ احمد احسائی اپنے شاگردوں کو سید کاظم رشتی کے سپرد فرماکر خراسان روانہ ہوگئے۔ وہاں آپ نے مشہد میں حضرت امام رضا کے مزارِ مقدس پر کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ اس مزارِ مبارک کے قُرب وجوار میں آپ نے زبردست جوش کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھا۔ اور طالبین کے قلوب کو مضطرب کرنے والی پیچیدگیوں کو حل کرکے آپ نے نئے ظہورِ الٰہی کی آمد کے لئے لوگوں کو طیار کیا۔ اس شہر میں آپ کو اس بات کا احساس بڑھتا گیا کہ جس دن موعود پیدا ہوگا وہ دن اب زیادہ دور نہیں ہے۔ آپ نے محسوس کیا کہ موعودہ ساعت قریب ہے۔

نور کی جانب جو مازندران کے صوبہ میں ہے آپ نے نور کی وہ پہلی کرن دیکھی جو موعودہ دور کی صبح کا پیش خیمہ تھی۔ آپ کے خیال میں وہ ظہورِ الٰہی جس کی خبر احادیث ذیل میں دی گئی تھی عنقریب ظاہر ہونے والا تھا۔

(۱) بہت جلد تم اپنے خدا کے چہرے کو اس طرح دیکھوگے کہ جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ مگر تم اُس کی صداقت کو تسلیم کرنے اور اُس کے دین پر ایمان لانے میں متفق نہ ہوگے۔

(۲) اور ایک زبردست نشان جو موعودہ ساعت کی آمد کی خبر دیگا یہ ہوگا کہ ایک عورت ایک بچہ جنے گی جو اُس کا ربّ ہوگا۔

اس لئے حضرت شیخ احمد جناب سید کاظم اور دوسرے بڑے شاگردوں کے ہمراہ قصبہ نور کو جانے کی غرض سے طہران روانہ ہوئے۔ شاہِ ایران کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ احمد دارالخلافہ کی جانب تشریف لارہے ہیں تو شاہ نے اپنے اُمرا اور حکام کو حضرت شیخ کا استقبال کرنے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ آپ کا دلی خیر مقدم کیا جائے۔ شاہ نے اپنے بزرگ مہمان اور اُس کے ساتھیوں کی شاہانہ خاطر مدارات کی۔ اور خود حضرت شیخ سے ملنے کے لئے گئے۔ اور ملاقات کے بعد کہا کہ آپ میری قوم کے لئے باعث فخر اور ملت کی زینت ہیں۔

اِن ہی دنوں میں قصبہ نور کے ایک قدیم و شریف گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کے باپ مرزا عباس المعروف مرزا بزرگ وزیر سلطنت تھے۔ یہی بچہ بہاء اللہ تھا۔ ۱۲۳۳ھ دوسری محرم کو صبح سویرے اس مولود مسعود کی ولادت ہوئی جو دنیا کو بے حساب برکات بخشنے والا تھا لیکن اسوقت دنیا اِس مولود سے بے خبر تھی۔ حضرت شیخ احمد جو اِس واقعہ کی اہمیت سے خوب آگاہ تھے دل سے چاہتے تھے کہ اپنی عمر کے باقی ایام اس نئے روحانی شہنشاہ کے دربار کے پاس گذار دیں۔ مگر اپنی تمنا کو پورا اور اپنی پیاس کو بجھائے بغیر آپ نے حکم الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔ اور دیارِ محبوب سے رُخ پھیر کر کرمانشاہ روانہ ہوئے۔ کرمانشاہ کا گورنر بادشاہ کا سب سے بڑا فرزند شہزادہ محمد علی مرزا تھا۔ یہ شہزادہ خاندان شاہی کا سب سے لائق ممبر تھا۔ اس نے شہنشاہ کی درخواست کی کہ اسکو حضرت شیخ کی خدمت کرنے اور ان کو اپنے پاس رکھنے کی

زت دی جاتے۔ شاہ کو شہزادہ اس قدر پیارا تھا کہ اُسنے
رخواست فوراً منظور کرلی۔ فضلِ الٰہی پر شاکر رہ کر حضرت
خ احمد نے طہران کو الوداع کہی اور روانہ ہونے سے پہلے
پ نے دعا مانگی کہ خدا کے اس پوشیدہ خزانہ کی جو اس ملک
ں ظاہر ہوا تھا اس ملک کے باشندے حفاظت کریں۔ اُسے
دان چڑھائیں۔ اس کے جلال وجمال کو پہچانیں اور اسکے
رکو دُنیا کے تمام لوگوں اور قوموں تک پہنچانے کی توفیق پائیں
کرمانشاہ پہنچنے پر آپ نے اپنے شیعہ شاگردوں میں
ے کچھ ایسے لوگوں کو منتخب کیا جو ذہین اور بافہم تھے اور انکو
ال توجہ کے ساتھ تعلیم دینے لگے تاکہ وہ حضرتِ موعود کے
ہور کے مؤید ہونے کے قابل ہوں۔ آپ نے کُتُب ورسائل کا
لے سلسلہ لکھا۔ ان میں سے آپ کی کتاب شرح الزیارت
ہت مشہور ہے۔ ان کتابوں میں ائمۂ اسلام کی بہت مدح
ثنا کی ہے اور ان اشارات وکنایات کو نہایت فصاحت
ے بیان فرمایا ہے جو ائمۂ اطہار نے حضرت موعود کی آمد
ے بارے میں فرمائے تھے۔ ان کُتب ورسائل میں آپ نے
ربار حسینؑ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس سے آپ کی مُراد وہ
سین تھا جو ظاہر ہونے والا تھا۔ اور اسی طرح علی کی طرف
پنے جو اشارات فرمائے ہیں اس سے مُراد وہ علی نہیں تھے
جو شہید کر دیئے گئے تھے بلکہ وہ علی تھے جو اسوقت پیدا ہوئے
تھے۔ جن لوگوں نے آپ سے ان نشانیوں کے بارے میں دریافت
کیا جو حضرت قائم کے ظہور کا پتہ دینگی تو آپ نے بہت زور
دے کر فرمایا کہ وہ اب پیدا ہو گیا ہے۔

جس سال حضرت باب پیدا ہوئے حضرت شیخ احمد کا
فرزند جس کا نام شیخ علی تھا فوت ہو گیا۔ شاگردوں نے
آپ کے سامنے رنج وغم کا اظہار کیا تو آپ نے حسب ذیل
الفاظ میں اُن کو تسلی دی۔

"میرے دوستو! رنج نہ کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے
علی کو اس علی کے لئے قربان کر دیا ہے جس کی
آمد کے ہم سب منتظر ہیں اسی مقصد کیلئے
میں نے اس کی پرورش کی تھی۔" (باقی آئندہ)

# "اے اہلِ عالم!
# ہمہ بارِ یک دارید و برگِ یک شاخسار"

(بہاءاللہ)

وقت آن پہنچا ہے کہ تو اپنے آپ کو توکّل وانقطاع کے
آبِ رواں سے جو رشحاتِ قلمِ اعلیٰ سے جاری وساری ہے
پاک وصاف کر کے خالصاً لوجہ اللہ ان اُمور میں غور وخوض
کرے جو وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہے ہیں اور پھر جہاں تک
تیرے بس میں ہے اپنی قوّتِ ناطقہ وقوّتِ مدرکہ کے زور سے
دشمنی اور عداوت کی آگ کو جو اہلِ دُنیا کے دلوں کو جلا رہی ہے
ٹھنڈا کر دے

خدا کے رسولوں کے ظہور کا مقصد اور کتابوں کے نزول
کا مدعا یہ تھا کہ بندے ذاتِ الٰہی کے عرفان سے بہرہ ور ہوں
اور آپس میں میل جول کر رہیں سہیں۔ مگر دیکھو کس طرح لوگوں نے خدا کی
شریعت کو آپس میں نفرت وعداوت کا سبب بنا لیا ہے۔ کس قدر
رنج وافسوس کا مقام ہے کہ آج اکثر لوگ اس بُرے کام میں
پوری طرح منہمک دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
غفلت کا پردہ اُنکی عقلوں پر پڑا ہوا ہے جس کے سبب وہ

اقتدار الٰہی سے بالکل بے خبر و بے بہرہ ہو رہے ہیں۔

عرض کر۔ اے میرے خدا۔ اے میرے مولیٰ! تو میرے سر کو انصاف کے تاج سے مزین فرما اور میرے وجود کو عدل کے زیور سے آراستہ پیراستہ کر دے۔ بے شک تو ہی آسمانِ فضل کا مالک اور ہر چیز پر قادر و توانا ہے۔

بیشک عدل و انصاف دو نگہبان ہیں جو تمام انسانوں کی حفاظت و آسائش کا ذریعہ ہیں۔ انہیں دونوں کے ذریعہ سے عالم انسانی کی بہتری اور اقوامِ عالم کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس مظلوم کی زبان سے ایک لوح کے اندر یوں نازل ہوا ہے کہ خداوندِ عزّ و جل معدنِ انسانی سے جواہر معانی کے ظہور کے لئے آیا ہے یعنی اس کے مشارقِ امر اور اسکے علمی جواہر کے خزانے ظاہر ہوئے ہیں۔ کیونکہ خود وہ غیبِ مکنون اور نظروں سے پوشیدہ ہے جیسا کہ قرآن میں رحمٰن نے نازل فرمایا ہے۔ کہ بصیرتیں اسکو نہیں پا سکتیں اور وہ بصیرتوں پر محیط ہے وہ لطیف اور خبیر ہے۔

ہاں تو پیغمبروں کو بھیجنے دین کو جاری کرنے کا اصل مدعا یہی تھا کہ خدا کا دین ایک ہی ہے۔ اور دین کو بغض و عناد کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ کیونکہ یہ پختہ اصول یہ بزرگ راہیں دراصل ایک ہی منبع سے نکلے ہیں اور یہ سب ایک ہی نور کی کرنیں ہیں۔ ان کا ظاہری اختلاف صرف امتدادِ زمانہ اور اختلافِ حالات کے سبب ہے اور تھا۔

اے اہلِ بہاء ہمت کی کمریں مضبوط کس لو شاید یہ مذہبی فسادات یہ فرقہ وارانہ لڑائیاں جنھوں نے اہلِ عالم کو حیران و پریشان کر رکھا ہے تھم جائیں اور آخر کار بالکل ختم ہو جائیں۔ تعصب و نفرت دنیا کو بھسم کرنے والی آگ ہے

اسکی حدت و تیزی کو کوئی نہیں بجھا سکتا۔ مگر یہ قدرتِ الٰہی ہی اس برباد کن مصیبت سے اہل جہان کو رہائی دلا سکتا ہے۔

دیکھو یہ جو لڑائی دو قوموں کے اندر ہو رہی ہے اس نے کس طرح لوگوں کی جانوں اور مالوں پہ تباہی نازل کر رکھی ہے اور کتنی ہی بستیاں صفحۂ ہستی سے محو ہو چکی ہیں (یہ اشارہ ہے گریمیا کی جنگ کی طرف) خدا کی زبان ایک روشن لمپ کی طرح ہے جسکی روشنی ان الفاظ میں مضمر ہے۔ "اے اہلِ عالم! تم سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک ہی شاخ کے پتے ہو۔ ایکدوسرے کے ساتھ کمال محبت و مؤانست و موافقت سے پیش آؤ۔ بیشک آج آفتابِ صداقت اس بیان پہ میرا گواہ ہے اتفاق کی روشنی ایسی تیز ہے کہ وہ تمام جہان کو منور کر سکتی ہے۔ خدائے واحد ان کلمات کی صداقت پہ میرا شاہد ہے۔ جان لو یہ مقام بہت بلند ہے اور کوشش کرو کہ اس تک رسائی حاصل ہو سکے۔ یہ مقام ہی ہمارا منتہائے مطلب اور مقصدِ قصویٰ ہے اور یہ ایسی خواہش ہے جو تمام خواہشات کی سرتاج ہے۔ لیکن جب تک ظلم و جہالت کے بادل چھٹ نہیں جاتے اس مقام کی شان و عظمت انسانی آنکھوں سے چھپی رہیگی۔

اے اہلِ بہاء! تم کو چاہئے کہ سب لوگوں کے ساتھ کمال روح و ریحان و محبت و مودت سے پیش آیا کرو۔ اگر کوئی صداقت تمھارے پاس ہے یا تمھارے حصہ میں کوئی دولت آئی ہے جس کے دوسرے لوگ محروم ہیں تو وہ صداقت اور وہ دولت ان کے سامنے بھی بڑی نرمی۔ بڑی محبت و خلق سے پیش کرو۔ اگر تمھاری بات مان لی گئی تو تمھارا مدعا حاصل ہو گیا۔ ورنہ منکروں کو انکے حال پہ چھوڑ دو۔ ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ کہ ہادیِ برحق سب کو اپنے صراطِ امر کی طرف راہنمائی فرمائے۔ خبردار

جو تم اُن کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آؤ۔ یاد رکھو! رأفت و نرم کلامی دلوں کو موہ لیتی ہے۔ یہ رُوح کے لئے بمنزلہ غذا کے ہے اور ایسی چیز ہے جو الفاظ کے معانی کی جان ڈال دیتی ہے اور یہی عقل و دانائی کا سرچشمہ ہے۔ اور پھر تو اپنے دل کو کعبۃ اللہ کی طرف متوجہ کرلے وہ جو اپنی ذات میں آپ قائم سب کا نگہبان اور سب کا سہارا ہے۔ پھر تو ایمانی استقامت کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو بارگاہِ عظمت کی طرف بلند کر۔ یہانتک کہ تمام مخلوقات کے ہاتھ بھی اللہ رب العٰلمین کی رحمت کی طلب میں تیری تائید کے لئے اُٹھ جائیں ۔ (بہاء اللہ)

(ورلڈ آرڈر ترجمہ از انگریزی) بابت جولائی ۱۹۴۶ء

(اے۔ ایم۔ لطیف)

# قیامت اِسی دُنیا میں

ہم نے مختلف دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فنائے عالم کا نام قیامت نہیں ہے۔ نہ اس کرّہ کے فنا کے بعد قیامت ہی بلکہ قیامت اِسی دنیا میں ہوتی ہے۔ ہر صاحب شریعت پیغمبر کی آمد سے گذشتہ اُمت کا حساب و کتاب لیا جاتا ہے۔ انھیں جزا سزا۔ ترقی و ہلاکت ملتی ہے۔ ایک نئی اُمت برپا ہوتی ہے۔ عالمِ انسانی کا ایک نیا قیام ہوتا ہے۔ قیامت کی حقیقت یہی ہے کائناتِ ہستی کے فنا اور معدوم ہو جانے کا نام قیامت نہیں ہے۔

پیامبر نمبر اول جولائی ۱۹۴۶ء میں ہم نے تفصیل سے بتایا تھا کہ خُدا نے حضرت مسیح سے وعدہ کیا کہ میں تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر غالب رکھونگا روز قیامت تک۔ پھر تمھارا رجوع میری طرف ہوگا اور میں تمھارے درمیان سچا فیصلہ کرونگا یعنی قیامت کے دن۔ اسکے بعد یہ ہوگا کہ جو لوگ کافر ہوئے ان کو دنیا میں بھی سخت عذاب دونگا اور آخرت میں بھی۔ اس آیت میں صاف فرمایا ہے کہ فیصلہ قیامت کے بعد کافروں کو دنیا میں بھی عذاب دونگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کے بعد دنیا میں بھی کافروں کو عذاب ملیگا۔ اگر اس دُنیا کے فنا ہوجانے کے بعد قیامت ہو تو پھر قیامت کے فیصلے کے بعد کافروں کو دنیا میں عذاب دینا کیونکر ہوسکیگا۔

اِسی طرح ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اے رسول یقیناً تیرا رب اُن لوگوں میں قیامت کے دن فیصلہ کر رہا ہے۔ لَيَحْكُمُ میں لام حال ہے۔ اس آیت میں ظہور محمدی کی قیامت کا ذکر فرما رہا ہے جو نزولِ قرآن مجید کے وقت ہو رہی تھی۔ خُدا لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کر رہا تھا۔ اس آیت لَيَحْكُمُ سے یہی ثابت ہوا کہ رسول کی آمد قیامت ہے جو دُنیا میں ہی ہوتی ہے

اس مضمون پر کہ قیامت اسی دنیا میں ہوتی ہے آج ہم ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں:۔

**دُنیا و آخرت کا مقابلہ**

خدا نے اپنے کلام میں دُنیا و آخرت مقابلے میں رکھکر بتا دیا ہے کہ دُنیا آخرت دو متقابلہ چیزیں ہیں۔ اسکے متعلق چند آیات لکھی جاتی

## مومنوں کے بارے میں

| | |
|---|---|
| ین ھاجروافی اللہِ | اور جو لوگ راہِ خدا میں ترکِ وطن |
| بعد ما ظُلِمُوا لنبوّئنھم | کرتے ہیں جبکہ اُن پر ظلم کیا جاتا ہے |
| دنیا حَسَنَۃً وَلَاَجْرُ | ہم انھیں دُنیا میں اچھا ٹھکانا دینگے |
| ۃ اکبر لو کانُوْا | اور آخرت کا اجر اس سے بھی بڑھکر |
| ون ۰ (پ۱۴ نحل آیت) | ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔ |

## منکروں کے بارے میں

| | |
|---|---|
| ھم اللہ الخزی | خدا نے انھیں الحیٰوۃ الدُّنیا میں |
| یوۃ الدُّنیا وَ | رسوائی کا عذاب چکھایا اور آخرت کا |
| اب الاٰخرۃ اکبر | عذاب اس سے بھی بڑا ہے۔ کاش |
| نوا یعلمون (پ۲۳ زمر آیت۲۶) | یہ لوگ جانتے۔ |
| یقنھم عذاب | ہم انھیں الحیوۃ الدُّنیا میں ذلت |
| ی فی الحیوۃ الدنیا | کا عذاب چکھائینگے اور آخرت کا |
| اب الاٰخرۃ اخزیٰ | عذاب اور بھی زیادہ رسوا کن ہے |
| عذابٌ فی الحیوۃ الدنیا | انھیں حیوٰۃ دنیا میں عذاب ہے اور |
| اب الاٰخرۃ اشق | آخرت کا عذاب اور بھی زیادہ |
| رعد آیت ۳۴) | تکلیف دہ ہے۔ |

ان تمام آیاتِ مبارکہ میں نہایت صاف صاف دُنیا کے آخرت کو رکھا ہے جس سے عیاں ہوگیا کہ آخرت دُنیا کے ...چیز ہے۔ آخرت سے یہاں کیا مراد ہے؟ یہ بھی قرآن مجید ...رماتا ہے کہ آخرت سے ان آیات میں عالمِ مابعد الموت مراد ہے ...کے متعلق فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| ... اللہ نکال الاٰخرۃ | خدا نے اُسے آخرت اور دُنیا کے |
| ... ولیٰ | عذاب میں گرفتار کر دیا۔ |

ظاہر ہے کہ آخرت سے یہاں مراد مابعد الموت نہیں کیونکہ فرعون کو

دُنیا وی لحاظ سے بھی نامرادی نصیب ہوئی۔ اور مرنے کے بعد بھی وہ غضبِ الٰہی میں رہا۔

اس بات کو خوب مدنظر رکھئے کہ دُنیا کے مقابلہ پر آخرت کی مراد مابعد الموت ہے جو دُنیا کی زندگی کے بعد واقع ہوتی ہے کیونکہ الحیوۃ الدنیا کے مقابل الحیٰوۃ الاخرۃ ہے۔ یعنی اس زندگی کے بعد آنیوالی زندگی جو بعدِ موت اور اس دُنیا سے اُٹھ جانے کے بعد ہوتی ہے۔

اب سورۂ طٰہٰ کی وہ آیات تلاوت فرمائیے جن میں یہ فرمایا ہے کہ ہم غافلوں کو قیامت کے روز اندھا کر دینگے۔ یہ تو ہوگا روزِ قیامت کا عذاب اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہوگا۔ اس مقابلہ سے کہ قیامت کے دن اندھا کر دینگے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھکر ہے صاف معلوم ہوگیا کہ قیامت دنیا میں ہوگی اور آخرت دنیا سے گذر جانے کے بعد۔ پوری آیت اوّل سے آخر تک غور کے ساتھ دیکھیے تو یہ حقیقت آشکار ہو جائے گی حضرت آدم اور اولادِ آدم سے خطاب کر کے فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| فَاِمَّا یاتینّکُمْ مِنّی | سو میری طرف کو تمھیں ہدایت آتی رہیگی |
| ھُدًی فَمَنْ تبع ھُدای | جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کریگا وہ |
| فَلَا یضِلُّ وَلَا یشْقٰی وَ | گمراہ اور نامراد نہ ہوگا۔ اور جو کوئی ہم سے |
| مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِی | ذکر سے اعراض کریگا اُس کی زندگی تنگ |
| فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً | ہوگی اور ہم اُسے روزِ قیامت اندھا محشور |
| ضنکًا وَنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ | کرینگے۔ وہ کہیگا اے رب تو نے مجھے |
| اَعْمٰی قَالَ رَبِّ لِمَ | کیوں اندھا محشور کیا حالانکہ میں بینا |
| حَشَرْتَنِی اَعْمٰی وَقَدْ | تھا۔ خدا فرمائیگا اسی طرح ہوتا ہے |
| کُنْتُ بَصِیْرًا قَالَ | ہماری آیات تیرے پاس آئیں سو تو نے |
| کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا | انھیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تو |

| | |
|---|---|
| فنسیتھا وکذلک الیوم | بُھلا دیا جائے گا۔ اور ہم اسی طرح |
| تُنسٰی وکذلک نجزی | سزا دیتے ہیں اُن لوگوں کو جو |
| من اسرف ولم یؤمن | آیاتِ الٰہی پر ایمان نہیں لاتے۔ |
| بآیات ربہٖ ولعذاب | اور آخرت کا عذاب اس عذاب قیامت |
| الآخرۃ اشدّ وابقٰی ۵ | سے بھی زیادہ شدید اور زیادہ باقی |
| (پ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۲ تا ۱۲۷) | رہنے والا ہے۔ |

اس آیت مبارکہ میں کس قدر واضح طور پر عذاب قیامت اور آخرت کو مقابلہ کر کے دکھایا ہے۔ جس کا نتیجہ عیاں ہے کہ قیامت اسی دُنیا میں ہے اور آخرت مابعد الموت کا نام ہے۔

اندھے ہونے کی حقیقت بھی اسی آیت میں بیان فرمادی ہے کہ خدا کی آیات کو بھلا دینا اندھا ہونا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ "ہماری آیات تیرے پاس آئیں۔ تو نے اُنھیں بھلا دیا۔"

اسی طرح دوسری آیات میں اندھے ہونے کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ "بات یہ ہے آنکھیں اندھی نہیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں" (سورۂ حج آیت ۴۵) بالفاظِ دیگر گمراہی کو اندھاپن کہا ہے۔ اَمّا ثمود فھدینا ھم فاستحبوا العمٰی علی الھدٰی (حٰمٓ سجدہ) ثمود کو ہم نے ہدایت دی۔ انھوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی۔ اور فرماتا ہے منھم من ینظر الیک افانت تھدی العمی ولو کانوا لا یبصرون (یونس آیت ۴۴)

اے رسول! بعض لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں تو کیا تو اندھوں کو ہدایت کر سکتا ہے اگرچہ وہ بصیرت سے کام نہ لیتے ہوں۔ قیامت جو ایک صاحب شریعت پیغمبر کے قیام سے برپا ہوتی ہے اسوقت لوگ پہلے رسول کی تعلیم کو بھی فراموش کر دیتے ہیں۔ یہی حقیقت ہے کہ وہ قیامت کے روز اندھے ہوتے ہیں۔

# مژدۂ بہائی

زمانہ تاریک ہو رہا تھا | وہ اپنی سب شان کھو چکا تھا
ہر اک نگہبان سو رہا تھا | بھنور میں کشتی ڈبو رہا تھا
تمام دُنیا میں آفتیں تھیں | خرابیاں تھیں مصیبتیں تھیں
تمام قومیں بھٹک رہی تھیں | تڑپ رہی تھیں سسک رہی تھیں

خدا کی رحمت کو جوش آیا
یہ مژدۂ جانفزا سُنایا

کہ آ رہا ہے وہ آنے والا | مصیبتوں سے چھڑانے والا
پیامِ رحمت سُنانے والا | خدا کی قدرت دکھانے والا
ہلاکتوں سے بچانے والا | گرے ہوؤں کو اُٹھانے والا
وہ راہ سب کو دکھانے والا | وہ سب کو منزل پہ لانے والا

سو۔ اب زمانے کی یہ ندا ہے
کہ آنے والا تو آ چکا ہے

خدا کا پیغام دے رہا ہے | دلوں کو آرام دے رہا ہے
وہ سب بلاؤں کو ٹالتا ہے | بھنور سے کشتی نکالتا ہے
وہ کام سب کے بنا رہا ہے | مرے ہوؤں کو جلا رہا ہے
وہ جامِ اُلفت پلا رہا ہے | وہ سب دلوں کو ملا رہا ہے

ہمارا ہادی یہ خوب آیا
ہمیں سنبھالا۔ ہمیں اُٹھایا

مصیبتوں سے ہمیں بچایا | نجات کا راستہ دکھایا
بلا کے بندھن کو توڑ ڈالا | جہالتوں سے ہمیں نکالا
حسد سے آزاد کر دیا ہے | دلوں کو آباد کر دیا ہے
جہاں میں وحدت کی روح پھونکی | نئی محبت کی روح پھونکی

تمام قصے چکا دیے ہیں
تمام جھگڑے مٹا دیے ہیں

اسی کے آنے کی تھی بشارت | اسی کی مشتاق تھی بصارت
جہاں جہاں لوگ منتظر تھے | اسی کی آمد کے منتظر تھے
یہی رسولوں کا دلربا ہے | نبوتوں کا یہ مدعا ہے
یہ جلوۂ شانِ کبریا ہے | اسی سے عرفانِ کبریا ہے

یہ ہی حقیقت کا سرِ اقوم
یہ ہے خدا کا ظہورِ اعظم

اب آ گیا ہے نیا زمانہ | کھلا ہی اسرار کا خزانہ
تمام انسان پاک ہوں گے | گناہ سارے ہلاک ہوں گے
ہر ایک چہرے پہ نور ہوگا | دلوں میں مرہم سرور ہوگا
تمام اقوام نیک ہو کر | رہیں گی دنیا میں ایک ہو کر

بنیں گے سب لوگ بھائی بھائی
یہی تو ہے مژدۂ بہائی

پیامبر نے خبر سنائی | شروع ہے دورۂ بہائی
تمام نبیوں نے جو کہا تھا | جو ساری دُنیا کا مدعا تھا
وہ اب نمودار ہو رہا ہے | زمانہ سرشار ہو رہا ہے
نیا زمانے کا طور ہوگا | جہاں میں وحدت کا دور ہوگا

بڑھے گی آپس میں یوں محبت
کہ ساری دنیا بنے گی جنت

(علمی)

قسمتِ فارسی

# ظهورِ حق

استدلالیهٔ مرحوم کیومرث منزودد. بمبئی

او بخشندهٔ و مهربان

ابتدا ر همه بندگانِ خدا باید بدانیم که تفاوت بین انسان وحیوان بعقل و دین و دانش است. وعقلی چیزیست که انسان بآن ممتاز گردید. وبآن برتری جُسته که خداوند را بسبب آن از روی یقین بشناسد و اطاعت و بندگی نماید. باید بدلیل و بُرهانِ عقلی چنان خداشناس شویم که اگر همه اهلِ عالم متفق شوند وبگویند خدائے نیست قبول و اعتقاد نکنیم بلکه اقرار و اعتراف بوجودِ واجب الوجود یگانه خداوندِ بی‌نیاز داشته باشیم

یکی از براهینِ هستِ وجودِ خدا این است که ما می‌بینیم هیچ شیئ ولو چیز بسیار کوچکی در هیچ عهد و زمانے بی موجد و صانع پیدا و بدونِ مُربّی مرتب نشده است مگر آنکه آنچه بوده و هست آفرینندهٔ و استاد و سازنده داشته است در این صورت با عقلِ سلیم و دلِ پاک ادراک نموده و می‌فهمیم که این جهانِ وسیع را و این عالمِ نامتناهی و این زمین و آسمان را یک آفریننده و صانع و سازندهٔ بزرگیست معتمد بر و توانا چون بتحقیق دانستیم که هیچ چیز بدونِ موجد و صانع و مربی نیست یقینِ قطعی حاصل می‌کنیم که همه کائنات و جمیع مخلوقات را یک موجد و صانع و پیدا و ربی هست مهیمن و پاینده که جمیعاً محتاج باو بوده لهذا چون در خود نظر کرده و می‌کنیم می‌بینیم که همگی از هر جهت عاجز و ناتوانیم آنگاه اقرار بقدرت و توانائیِ حق جلّ جلاله نموده و می‌نمائیم هنگامیکه محکومیت و ضعف و نادانیِ خود را دیده و دانستیم بوجودِ حاکمِ مقتدر پیدا نما تصدیق و اعتراف می‌کنیم مثلاً ما و همه خلق اگر خواسته باشیم ترکِ خواب کنیم البته نمیتوانیم و هرگاه اراده کنیم که غذا نخوریم لابد عاجز میشویم و چنانچه بکوشیم تحصیلِ علم و صنائع و اقتراعات ننمائیم ناچار جاهل و بی نصیب بر بیمانیم پس در یافت و اقرار می‌کنیم که توانا و صاحب اراده و علیم و غنی، خداوندِ متعالی بی نظیر است زیراکه اگر او هم نعوذ بالله مثلِ ما ناتوان و محکوم و ناتوان بود هیچ نمی‌توانست که ما را خلق و دعوت بامرِ خود کند چنانکه ما نمیتوانیم و از تخلیقِ کمترین چیزے عاجز و ناتوان هستیم و یقیناً همگی دانسته و میدانیم که هیچیک خود را خلق نکرده‌ایم بلکه خالق و مصوّر و مربّیِ کُل دیگری است که بهیچ معروف و موصوف بمیل و اراده و عملیاتِ خلق نیست و اگر ما نظر بوجودِ قاصر و فنای خود و نقائصِ معیّنهٔ خویش نمائیم یقینِ قطعی حاصل نموده و اذعان می‌کنیم که خداوند عالمیان حیّ و باقی و منبعِ قدرت و کمالات است. مثلاً ما خواب داریم. مرض داریم ضعف ناتوانی داریم مرگ داریم اینها تمام نقص است اما خداوندِ عالمیان از کل نقائص مبرّا و پاک و منزه است چه اگر او هم نعوذ بالله دارای این قسم نقائص و عیوب باشد

ناچار مثل ما میشود و هرگاه مثل ما شد بالبتّه کارهائی که ما نمیتوانیم بکنیم او هم نتواند بکند پس ثابت و محقّق شد که خداوندِ عالم محیط بر کلّ و مقتدر و تواناست نه مثل ما زیرا در ما آنچه یافت میشود از خطا و عیبها در او نیست ما حادثیم و او قدیم است ما نادانیم و او داناست ما عاجزیم و او تواناست ما محتاجیم و او بی نیاز است چون دانستیم که یک چنین خدای بخشنده و مهربانی داریم قبول و اقرار می نمائیم که آن خالقِ قادرِ مهربان در هر زمان فرض و واجب دانسته و حقیقتاً لازم بوده و هست که یک پیغمبری و راهنمائی را برای ما مبعوث کند که مربّی و دانا و استادِ ما باشد و نقائصِ ما را بکمال رساند و طریقهٔ خداشناسی و روّیهٔ خداپرستی بما بنمایاند و راهِ راستی و سبیلِ رستگاریِ ابدی را نشان دهد و علوم و فنون و حقائق و معانیِ صوری و معنوی را بما تعلیم بفرماید اگر آن خداوندِ عالمِ قادرِ مهربان چنین کسی را برای هدایت و تربیتِ ما نفرستد یقین است که همگی در ظلمتِ جهل و نادانی میمانیم و از نادانی و وحشی گری بر آزار و اذیّتِ یکدیگر قیام می کنیم خونِ یکدیگر میریزیم. بلکه گوشتِ یکدیگر را میخوریم و این بعید از عدالت و بخششِ خداوند است زیرا آن خالقِ قادرِ مهربان هرگز ستم روا نکند و هیچ راضی نشده و نمی شود که آنی بندگانِ او در محنتِ نادانی و ضلالت و گمراهی بدونِ راهنما و مربّی بمانند چون بتحقیق فهمیده و دانستیم که خداوندِ عالمیان همیشه راهنما و پیغمبری را از جانبِ خود برای هدایت و تربیتِ خلق فرستاده و می بفرستد و همچنین شنیده و دیده ایم که اشخاصی آمده و گفته اند ما هستیم پیغمبرانِ خدا و هادیانِ سُبل و راهنمایانِ شما لذا بر ما واجب گردید که بتحقیق و تحرّیِ حقیقت نمائیم تا جمیع

مظاهرِ الٰهی و نمایندگانِ سُبلِ حق را از روی دل و جان با حجّت و بیان و دلیل و برهان بشناسیم و عبودیّت و پیروی کنیم و در ایمان و ایقان بر امر و ارادهٔ حضرتِ سبحان ثابت و مستقیم گردیم. بقسمی که اگر تمام اهلِ ارض بر نفی و زجر و اذیّتِ ما قیام کنند و مانع و حائل گردند و بگویند این شخص راهنما و مظهرِ خدا نیست، هیچ قبول و باور نکنیم و آنی روگردان از او و از امر و ارادهٔ او نشویم بارے اگر خواسته باشیم که راهنمایانِ پیش و حجّتِ زمانِ خویش را بتحقیق بشناسیم و حق و باطل و صدق و کذب را از یکدیگر تمیز بدهیم و فرق بگذاریم اوّل باید شائبهٔ غرض و مرض و جهل و تعصّب و دوئی و دشمنی را از قلبِ خود دور کنیم و بنظرِ عدالت و انصاف در جمیع امور نظر کرده با خلوصِ نیّت و نورانیّتِ حقیقت و انقطاع از ماسوی الله تفکّر و تأمّل نمائیم و از تقالیدِ گفتار و رفتار و کردارِ خلق خواه آشنا و خواه بیگانه بگذریم و چشم بپوشیم و همواره نظر باتّ اساسِ اوامرِ یزدان و تعالیمِ خداوندِ عالمیان داشته باشیم نه دونِ آن. چه اگر بخواهیم که اقوال و اطوار و کردار و رفتارِ خلق را میزانِ معرفتِ حق و اولیاء او قرار دهیم هرگز بعرفان و شناسائیِ حق جلّ جلاله فائز و نائل نشده و نخواهیم شد زیرا در هر زمانی که از جانبِ الٰهی رسول و پیغمبری ظاهر شده بیشتر مردم انکار و از امرِ حق دوری و فرار نموده و از وحی ایزدی انحراف جسته اند تاکنون هیچ رسولی و پیغمبری از جانبِ الله باین عالمِ سفلی نیامده است که آنحضرت را بدون اذیّت و آزار گذارده و امرِ حق را بمجرّدِ اظهار مطیع و پرستار گردیده باشند هنوز چنین واقعه رخ نداده و چنین امرے در عالمِ وجود ظاهر نشده است گذشته آئینهٔ آینده است

ما باید نگاه باسلاف و زمانِ خویش و رجوع بگذارشِ ایام پیش کنیم و بالنظرِ دقیق و دوراندیش تحقیق و تفتیش نمائیم ببینیم آیا علتِ غفلت و محرومیت چیست و سبب اختلاف و انحراف کیست و مردمانیکه همیشه منتظرِ ظهورِ مظاهرِ یزدان و نگرانِ طلوعِ طلعتِ موعودِ شان بودند و بسیاری در سحرگاهان تفرّع و زاری و اناب و بیقراری مینمودند که شاید نسیم خوش رحمتِ پروردگار بوزیدن آید و جمالِ حضرتِ مقصود از خیامِ غیب بعرصهٔ شهود قدم گذارد جهت چه شده که در حینِ هر ظهور با مظاهرِ حق جلّ جلاله عکس آن معامله نموده اند هر موسمی که ابرِ رحمتِ الهی بارید و جمالِ حضرتِ مقصود ظاهر و آشکار شد اغلب مردم انکارِ ظهورِ مصدرِ انوار و قیام بر مخالفت و اذیّت و آزارِ هر مظهرِ پروردگار نمودند بلکه جمیع را سرزنش و تکفیر کردند و حکم بکشتنِ آن بزرگواران و قتل و نفیِ اهلِ ایمان دادند چنانکه در جمیع کتب مسطور است باید در این خصوص نهایت تأمّل و تفکّر نمود که بعد از آن همه اشتیاق و امیدواری و آرزو و انتظاری چه چیز مانع و حائل و حجاب نفوسِ محتجبه شده و چه علت مایهٔ غفلت و بطالت و محرومیِ آنها گردیده مبادا امروز هم همان علت سببِ نکبت و هلاکت و محرومیِ ما گردد که مطلوب و محبوبِ خود را نشناسیم و موعود و مقصودِ خویش را غافلانه انکار کنیم و از حق ظاهر و آیاتِ باهرهٔ او دوری و مهجوری جوئیم و مانندِ غافلین و معرضینِ پیش بموت و خسرانِ ابدی دچار و گرفتار گردیم و در انجام مستوجبِ سخط و غضبِ حضرتِ پروردگار شویم.

باری عقیدهٔ این ذرّهٔ بمقدار این است که همواره چند جهت و علت در این کار و در این رویّه و رفتار بوده و هست و علتِ اصلی تقلید و عدمِ تحقیق و نادانی و آز و خودپسندی است که همیشه سبب و مایهٔ احتجاب و انحراف بوده و هست و علتِ دیگر اینکه هر مذهب و ملتی همیشه منتظر و مترصدِ شخص موعودِ زائیده شدهٔ مخفی بوده و هستند که نام او و نامِ پدر و مادرش چنانکه ایشان فرض و قیاس نموده اند معین و معلوم باشد و مجبور بترویجِ عقیده و شریعتی گردد که ایشان تصور و خیال کرده و بدست گرفته اند بلکه میخواهند که موافقِ رای و رویّهٔ آنها بوده مطابقِ اراده و سلیقهٔ مردم باشد و تابعِ میل و هوای علمای وقت ایشان هرگاه بر خلافِ آرا و علما و خواهشِ آنها معامله و رفتار کند و نسخ تمامات شرائع سابقه نماید فوراً آنحضرت را شاعر و مجنون خوانده و کافر و واجب القتل نامیده و مینامند و با چشمِ کور فریاد اکیف النّور برآورند و با حقِ ظاهر و مشهور معارضه و کتمان کنند و از برای آمدنِ آن موعودِ خیالی بعقیدهٔ واهیِ خود تفصیل کرده میگویند که موعودِ ما باید مطابقِ اینگونه علائم و آثار بوقوع این نحو معجزه و اخبار ظاهر و آشکار شود نه بامر و ارادهٔ و مشیتِ محیطهٔ حضرتِ پروردگار و همچنین علتِ غفلت و احتجاب هر ملت اینست که غالباً در معنی دستِ خدا را بسته تصور نموده اند چنانکه همه طائفه گفته و میگویند که خداوند دیگر رسول و پیغمبری را از برای ما نفرستاده و نمی فرستد و پیغمبرِ ما آخر پیغمبران است و شریعتِ ما آخرینِ شریعتِ حضرتِ رحمن و آن کسیکه بعد ظاهر میشود تابعِ کتاب و مروّجِ شریعتِ قدیمهٔ ما خواهد بود نه صاحبِ کتابِ جدید و شریعتِ تازه لهذا همه طوائف این رای گویند و چنین موعودی را بحسب میل و خواهشِ خویش منتظر و امیدوار هستند منحصر بعقیدهٔ ملل اخیره نیست چون هرگز بر وفقِ میل و خواهشِ خلق واقع نگردید و چنین امری بعینه ظاهر نشده است

نیست که در همه اعصار خلق جاهل غافل از حق ظاهر باهر دوری
و مهجوری اختیار نموده و از فیوضات ظهور مظاهر الهیه محروم
و بی نصیب شده اند این نیز معین و واضح است که تاکنون هیچ
مدعوی زائیده غیب شده در جهان جلوه و ظهور نکرده
و ابداً این قسم صاحب الامر محکومی از برای هدایت و رستگاری
عالمیان نیامده است مگر اینکه همه مظاهر امر الله صاحب اراده
و کتاب جدید و شریعت و احکامی تامه بوده و خواهند بود الی الابد
لازال حق منیع هرگز مطیع خلق نبوده و نخواهد بود بجهت اینکه
خلق بمراتب ناقص و جاهل و مریض بوده و خداوند عالمیان
همیشه کامل و عالم و طبیب است و البته او وسیله نجاح و
فلاح و طریقه خیر و صلاح عباد خود را بخوبی دانسته و میداند
و یقین است که هیچگاه سلطان مقتدر توانا مقهور و محکوم عبد
ناتوان نشود و یا حکیم حاذق دانا بتبعیت مریض مزکوم نادان
نفرماید و با غذیه نامناسب و ادویه غیر موافق که از روی
میل و دلخواه خود مریض باشد رنجوران را معالجه و مداوا ننماید
بلکه مواقع فصل و مناسبت وقت و زمان را ملاحظه می کند
و دردها را درمان بدانائی خود میفرماید در هر حال بتحقیق ملاحظه
نمائید به بینید تاکنون اینگونه معجزه و علاماتی را که خلق نادان
بهوای خود خواسته اند و انواع گفته و میگویند در هیچ عهد و
زمانی از هیچ نبی و مظاهر حقی در این عالم ترابی ظاهر و آشکار
شده هست لا والله زیرا اگر ظاهر شده بود بایستی همه اهل ارض
قبول نموده اطاعت و پیروی کرده باشند اوامر مطاعه
هر فرستاده خدائی را. این نیز ثابت و واضح است که تاکنون
هیچ رسولی و نبیی نیامده است مگر آنکه محل ایرادات و اعتراضات
خلق جاهل غافل واقع شده چنانکه منکرین و معرضین هر یک

از مذاهب ملل اکنون موجود و حاضرند همه طوائف عالم گفته
و میگویند که علامات معهوده و اخبارات موعوده ما و آثاری
که در کتاب ها مسطور و منظور و مایه گمان و عقیده ماست هنوز
تمام ظاهر و مشهود نشده است چه اگر ظاهر شده بود لزوماً همه ما
تصدیق میکردیم رسولان قبل و مدعیان بعد را لیکن چون آنهمه
معجزه و علاماتی را که ما خواسته ایم هنوز تمام ظاهر نشده است
اینست که سالیان دراز در دین تقلیدی و عقیده اجدادی خود بر
بعادت و رویه پیش باقی و مستقیم هستیم علت غائی اینگونه
گفتار و رفتار و کردار خلق روزگار آنکه اهل هر امت چون
رسید روح دیانت و شریعت و روح خداپرستی و ایمانشان پرید
و ایام حیاتشان بسر آمد آنگاه تعلیمات الهیه را فراموش و
انوار حقیقت خاموش نمودند و روزگاری در ظلمت ضلالت و
نادانی گرفتار شدند و میزان حق شناسی را مفقود کردند
دیگر چیزی از اصول شریعت الهیه و شعاعی از حقیقت طریقه
ربانیه در دست امم سالفه باقی نه که برهان کافی و دلیل شافی
وافی بوده باشد جز روایات افواهی و افسانهای نامتناهی و
حکایات مجهوله واهی باید در این مسئله بسیار تأمل و تفکر نمود
که محققین هر زمان چگونه بحقائق ادیان پی برده معجزه و علامات
رسولان یزدان را دیده و نجات دهنده خود را یافته و موعود
خویش را شناخته و بمقصود رسیده اند ما نیز باید تأسی بآن
وجودات مقدسه نمائیم تقلید از آباء و امثال خود ننمائیم که اگر روزه
اگر مقلدین هر ملت سوال شود که شما آن پیغمبر را که حق و
منجی خود دیده و دانسته اینگونه براهین حقانیت آنحضرت را
ارائه داده و میدهید و با چه میزان و دلیلی عیاناً ثابت و
مدلل توانید نمود هیچکدام جواب حسابی و براهین شافی کافی ندا رند

که موجب ایمانِ و اطمینانِ شخص و مایهٔ تسلّی قلوب و هدایت نفوس
گردد و یقینِ قطعی بر حقانیّت آن نبی حاصل شود مگر آنکه هر یک
پیشِ خود بانواع و اقسام مختلف بیانِ روایات و حکایات چند
نموده و می‌نمایند و معجزاتی را افواهاً از پیشینیانِ خود شان
نقل کرده و می‌کنند که چندان قابلِ قبول عامه و لایقِ میزان
بودن و شایستهٔ پذیرفتن و تمیز بین حق و باطل بوده و نیست.
و هرگز پیغمبران خدا آنگونه معجزه و براهینِ مذکوره را دلیلِ حقانیّت
دعویِ خود ندانسته و برهانِ معرفتِ امرِ حق قرار نداده اند
بلکه همگی بری و بیزار بود و اینگونه اجتهاد در روایات و اینها را
هر ملت و امتی بزعمِ خود نموده و می‌نمایند مثلاً قومی میگویند
وقتیکه سحر کنندگانِ فرعون ریسمانِ خود را مار کرده بودند پیغمبرِ ما
عصای خویش اژدها نمود اما منکرین قبول نمی‌کنند در
جواب میگویند در صورتِ صدق ما که علمِ سحر نداریم و مسبوقِ آن
نیستیم اما چگونه بفهمیم که وقوعِ این عمل چه نحو بوده از سحر بوده
است و یا از معجزه زیرا بهمان قسمی که ممکن است از علمِ سحر ریسمان
مار شود شاید آن عصا هم اژدها شده باشد یا نشده باشد پس
ریسمان مار شدن و عصا اژدها کردن از برای امروزه ما که علمِ سحر
نداریم چه فرق می‌کند چونکه از برای شما یقینِ قطعی و ایمانِ کامل
حاصل نمی‌شود پس وقوعِ این عمل میزانِ کافی و برهانِ وافی و معجزهٔ عمومی
و تمیز بین حق و باطل نیست و قومی دیگر میگویند که پیغمبرِ ما آتشی بدستِ خود
داشت چون بدستِ مردم داد دستِ احدی را نسوزانید باز منکرین
میگویند از کجا بفهمیم که این قول صدق است یا غیر صدق و بالفرض
اینکه صدق و راست باشد اما چگونه بفهمیم که این عمل از معجزه است
شاید که سحر یا چیزِ دیگر شبیه بآتش بوده است پس این قول هم
میزانِ صحیح و حجّت و برهانِ کافی نیست قومی هم میگویند که پیغمبرِ ما
مرده را زنده کرده است هرگاه دلیلِ صدق بودن این عنوان و
برهانِ پیغمبری آن جانِ جهان از ایشان سوال کنند که شبهه‌ئیست
که برای اثباتش عاجزند و ساکت و بیجواب میمانند در این صورت
چگونه اعتماد بقولِ محض آن ملت توان نمود آیا میتوانی اشخاصی را
که هیچ شناسائی و اعتبار و اعتمادی از ایشان نداشته باشی آنها را
بضمانتِ یکدیگر قبول کنی لا والله مثلاً کسی که دور از امر و منکر
آنحضرت است چگونه بفهمد و قبول کند که آنحضرت مرده را زنده کرده است
یا نکرده است لهذا این عنوان هم میزانِ کافی و دلیلِ شافی نیست.
قومی دیگر میگویند که پیغمبرِ ما سنگریزه و یا سوسمار را بنطق آورده
و شق القمر فرموده است باین دلیل و باین معنی او پیغمبر بوده است
و لو این مسئله صدق باشد الآن ما از کجا بفهمیم صدق و کذب بودن
و آیا چگونه درک و درایت روایاتِ مذکوره را تحقیق توان نمود ما که آن
روز نبوده ایم و اینگونه اعمال را بچشمِ خود ندیده ایم و در اصولِ دین
هم تقلید جائز نیست پس چکنیم منکرین هم میگویند بچه قاعده و میزان
بدانیم که وقوعِ این عمل معجزه است یا نیست شاید که از علمِ سحر یا علوم دیگر
باشد ما که علمِ سحر نداریم و مسبوق و ملتفت نیستیم که آیا با علمِ سحر میشود شق القمر
کرد یا نمی‌شود پس اینگونه روایات و حکایات دلیلِ کافی و برهانِ اصلی و
حجّتِ باقی و معجزهٔ عمومی نیست بجهتِ اینکه خلق نمی‌توانند بفهمند که آیا
این قول راست است یا دروغ. سحر است یا معجزه ولکن باری همه طوائفِ
عالم و مللِ حاضره منتظر و مترصدند که موعودِ ایشان چنانکه خود خواسته اند
ظاهر و عیان شود و این قبیل معجزه و این نحو کارها را عهده کند و هر چه
بخواهند حاضر و آماده نماید یا اینکه با دلّهٔ عقلیه ثابت و محقق شد که
این قسم امورات و این قبیل معجزات هیچ پایه و میزانی ندارد اگر کسی هم در
ظاهر ظاهر کرده باشد نمیشود ابداً دلیل قرار داد و صدق و کذب و حق
و باطل بودن آنرا فهمید ولیکن مستما هر مظهرِ امرِ حقی و هر حجّتی که در عالم

ظاهر شده و میشود دارای دلیل و برهانِ کافی و حجّتِ باقی و معجزاتِ وافی و قطعی بوده و کلّ متّصف بصفاتِ الهی هستند تا سبب هدایتِ متّقیان و باعثِ رفاهیتِ اهلِ امکان و مایهٔ نجات و حیاتِ مردمانِ جهان شوند.

امّا از آنجائیکه هیچگاه بر وفقِ میل و دلخواهِ اهلِ هوس و هوی ظاهر نشده اند اینست که همیشه اهلِ تقلید و گرفتارانِ دنیا آن مظاهر حقّه را موعودِ خود ندانسته در حینِ اظهار جمیع را اذیت و آزار نموده تکفیر و تحقیر و انکار کرده اند.

امّا عقیدهٔ اهلِ تحقیق اینست که معجزه امر بسیار بزرگیست که باید همیشه واضح و آشکار باشد و بچشمِ جمیع اهلِ ارض را ظاهر و ثابت کند و بقای لوای شریعتِ الهیه باقی و برقرار ماند. هیچکس اتیان بمثل نتواند و هرگز شبیه بسحر یا علوماتِ سایره نشود و شایستهٔ مدرکِ عموم باشد و از طریق تحبّب نباشد و محتویهٔ کیفیت چند را دارا باشد اوّل آنکه باید هر معجزه همراه با ادّعا باشد تا بمجردِ اظهار همه مردم روزگار آن معجزه را ببینند و تحقیق کنند و جمیع خلق آن دعوی را بتوانند از روی یقین بصدقِ نیت قبول کنند و حجّتِ الهیه بر همه خلق بالغ و مسلّم یکسان باشد چه اگر آن معجزه کامل و همراه با ادّعا نباشد اشخاصی که در حینِ ادّعا ایمان بانبیاء و رسولانِ خدا نیاورده اند هیچ مسئول و مقصّر نیستند بواسطهٔ اینکه آن معجزات صادرات را در آن وقت ندیده و عارف بآن نشده اند دوّم آنکه باید هر معجزه مربوط با ادّعا باشد نه نامربوط مثل اینکه کسی بگوید من حاکم بر شما هستم بدلیلِ اینکه علمِ ساعت سازی را خوب میدانم یا آنکه بسیار نقّاش ماهری هستم مسلّم هیچ علمِ ساعت سازی و صنعتِ نقّاشی مناسب این چنین اظهار و مربوط بدعوی حکمرانی نیست بلی هرگاه شخصی چنین ادّعائی را نمود و فرمان دولتی را دارا بود و شوکت و علامت و اقتداری بروز داد و جمیع میتوانیم بفهمیم که این شخص مأمور و واثق و حاکم صادقست و مجاز از جانب سلطانِ مقتدر عادل بوده و امر و نهی و مداخله در امورات مملکتی تواند نمود و لو اینکه کراهت داشته باشند همه اهلِ شرکت ملّیان والّا واضح است که بدسیسه و دروغ ادعای جرأتِ اظهار نمودن این چنین دعویِ بزرگ و اراده و عهد نمودن اینگونه امور مهمّه در باطن نداشته و نخواهد داشت. (باقی)

# اقتباسِ نورانی از توقیعِ مبارک حضرتِ شوقی ربّانی

امیدواریم که افرادِ مراکزِ محلّیه و جمعیّتهای مختلفهٔ بهائی همگی از حضرت ربّ البریّه طلب نمائیم که حجابِ غفلت از دیدهٔ بصیرتِ ما دور شود تا موفق باجرای دستور حضرت ولیّ امر الله شویم یعنی سراجِ امر الله را در این طوفانِ حوادث حفظ و حراست نمائیم. از تفرّس در الواحِ مختلفهٔ حضرت ولیّ امر الله راجع بوظیفهٔ بهائی در موقعِ جنگ و کتب و اوراقِ دیگر چنین مستفاد میشود که افراد جامعه های بهائی بدواً باید بمعانی و مفاهیم دستوراتِ مختلفه در این موضوع توجّه نظر حاصل نمایند فقط فهم و درکِ میزانِ عدلِ الهی عالمِ بهائیت را از اصطکاکِ آراءِ شخصیّه و توجّه بعقائدِ افراطیه که سبب اختلاف و هادمِ بنیانِ وحدتِ امر است نجات خواهد داد. در لوحِ مبارکی که از قلمِ اقدسِ حضرت ولیّ امر الله ارواحنا فداه نازل بیانات ذیل مرقوم:

"معنای زندگیِ اجتماعیِ بهائی اینست که ارادهٔ فرد تابعِ ارادهٔ جمع گردد. این معنی مانعِ شخصیتِ فرد نیست ولی فرد را در تفرّد و تعیّن دارای شخصیتی که مانعِ مقاصدِ اجتماع باشد نمی نماید......" و نیز در مکتوبِ مبارک ذکر است "حضرت ولیّ امر الله بما دستور میدهند که خدمت نظام وظیفه که حکومات از رعایای خود میطلبند یکنوع بیعت و تعهّدی است نسبت بدولت که شخص بهائی باید اطاعةً اجرا نماید در مورد دیگر دولت برای تابعین جمعیّتهای دینی این حق را میشناسد که مرامِ صلح طلبی را وظیفهٔ وجدانی خود بدانند بهائی میتواند آنرا بر خدمت در قشون مسلّح ترجیح دهد."

# شهادتِ مستشرقین و دانشمندان دربارهٔ امر بهائی

## بقلم گرلفیت جی . بیسپر اهام کشیش

(کلیسای مسیحی موحدین - هال گیت هیل - لندن - انگلستان)

جی . تیسول دیویس کشیش REV. J. TYSSUL DAVIS رئیس سابق کلیسای تاتهین لندن و رئیس فعلی کلیسای موحدین بریستل BRISTOL انگلستان در کتاب خویش موسوم به "مجمع اتفاق ادیان" تبیین مینماید که هریک ادیانِ بزرگِ عالم یکی از شئون مهمهٔ حیاتی و روحانی بشر را تقویت نموده و بیشتر در آن باب تاکید فرموده اند در دورِ زرتشت تعلیم کلی و عطیهٔ بزرگِ الهی نیکی و طهارت بوده در آئینِ برهما عدل و داد اسلام طاعت و عبادت را پیشه نموده است و دیانت مسیح خدمت را شعارِ خویش قرار داده و قس علی ذالک و در قوانینِ آسمانی هریک ازین ادیان با انگشت آن تعلیم کلی را که بعقیدهٔ وی غرضِ اصلی از تشریعِ شریعت در آن کور بوده نشان میدهد و سراز یا جمله ای صدقِ مدعای خویش میآورد و چون باین طریق نوبت بامر بهائی میرسد آنرا "دینِ صلح و وفاق" میخواند و آئینِ محبت و سلام می شمرد در فصلی که راجع به دیانتِ بهائی نگاشته چنین مینویسد :-

دیانتِ بهائی راهِ ترقی خود را آماده نموده است زیرا موافق با مقتضیاتِ زمان حرکت میکند و با افکارِ عالیهٔ این ایام متناسب است از تعصبات و نظریاتِ محدودهٔ ادیانِ عتیقه است از مزایا و مشخصاتِ این امر آزادی و حریتِ کامله است که در مسائلِ دینی دستوری داده شده تمام ادیانِ الهیه و کتبِ مقدسه را تصدیق مینماید و چون باین نظر بدیانتِ بهائی ناظر است و خاتمتِ اساسِ

این امر را حریتِ افکار و آزادی در مسائلِ دینی و همچنین روح وفاق و یگانگی میداند و لهٰذا لیلی زرے کرستر ایچ . جی ولز در کتاب خویش موسوم به "روحیهٔ یکنفر کشیش" بیان نموده که باید نکاتِ متفق علیه قسمتے از ادیان و مذاهبِ مختلفهٔ عالم را "جمع" ، رد بلکه بوجهی که باز مؤلف در این کتاب اشاره کرده سعی در تحقیق "الفت و یگانگی حقیقی مین کافهٔ نوع بشر"

دکتر دیویس میگوید "بهائیان تابعین ادیانِ سالفه را به ترکِ تعصبِ نژادی و شخصی و قومی و تمسک بحبلِ تعالیمِ الهی دعوت مینمایند و اتباع و پیروی از احکامِ الهیه را سبب رستگاری ابدی و زندگیِ سرمدی و حیات می شمرند.

اینست تعبیرے که دکتر دیویس نسبت بدیانتِ بهائی بیان نموده و حقیقةً بسیار صحیح و بجا است - هرکسی امرِ بهائی را ولو بطور سطحی مطالعه نموده نمیتواند در این معنی تردید کند یعنی حقیقةً مجال و میلِ تردید از برای احدے باقی نمیماند - خصوصاً آنکه اگر بنظرِ باز و عاری از تعصب باین آئین نظر نمائیم مستر تمپل ترستون در پردهٔ آخر بیس معروف نمایش خویش موسوم به "یهودیِ سرگردان" این کلمات دلربا و قشنگ را بدهانِ ماتئوس که همان یهودیِ سرگردان است میگذارد که "تمام مردم مسیحی هستند تمام یهود" ممکن بود ذکر نماید "تمام مردم مسیحی اند - تمام بهائی" زیرا اگر نفوس منورالفکر و آزاد منش از هر طائفه و مذهب معتقد ند که در جمیع احوال حقیقت یکی است و لعقد و قبول نکنند همین فکر و تعلیم با حسن وجه در دیانتِ بهائی

موجود است و از مشخصات و مزایای این امر محسوب. آئین بهائی اساسش بر روی یک اصل جامع و کلی قرار یافته که عبارت از وحدت الهی است و این وحدت نتیجه و ثمرش تحقق وحدت عالم انسانی می باشد.

نگارنده در جمیع احوال معتقد باین وحدت است و بنیان عقاید خویش را که عنصری از جمعیت موحدین است بر روی وحدانیت الهیه و وحدت نوع انسان قرار داده. مدتها است در دل احساس نهایت صمیمیت و محبت واقعی نسبت بدیانت بهائی که تعالیمش موافق با معتقدات قلبی خویش است مینماید یقین است دیانتی که از برای وحدت عالم انسانی میکوشد و وحدت و یگانگی را ترویج میدهد آئین محبت و وفاق است که در دیانت بهائی اثرات آن باحسن وجه مشهود و عیان.

## بقلم لیلیان هلن مونتاگو، قاضیه صلح

من که یکی از نساء یهود هستم علاقهٔ مفرط بجامعهٔ بهائی دارم تعالیم بهائی تاکید مخصوص نسبت بوحدت الوهیت و وحدت انسان می نماید و بالتعالیم انبیای بنی اسرائیل که وحدت اهذا در وحدت انسان جلوه نموده موافق است همچنین در اعتقاد باین مطلب سهیم که پیغمبران الهی نفوسی هستند در مقابل اسماء و صفات و جمال و حقیقت و راستی و عدالت خداوندی باکمال تعظیم و محویت ایستاده و در پرتو خضوع و بندگی طالبند با هیکل انسانی و شئون ناقص بشری تا آنجا که باوصاف الهی نمایند و تجلی فیوضات و انعکاس انوار مخصوص قلوبی است که خود را مستعد درک مواهب عطایای الهی نموده اند ما یهود مانند اعضای جامعهٔ بهائی در تمام عالم پراگنده و در عین حال نظر باخوت روحانی متحد و متفق هستیم و تحقیق صلح و سلام که انبیای بنی اسرائیل هم اخبار نموده اند حتمی بر ایمان قلبی و اعتقاد بر آنست که بالمآل عدالت و حقانیت الهی در جمیع شئون احوال غلبه خواهد نمود.

## بقلم پروفسور نورمن بنتویچ

"فلسطین را اکنون ممکن است سرزمین چهار دیانت محسوب نمود نه سه دیانت. زیرا شریعت بهائی که مرکز دینی و زیارتش در عکا و حیفا است بدرجه ای از پیشرفت نائل شده که دیانت بین المللی خواهد گشت و تا آنجا که دامنهٔ نفوذ و ابتدای این امر در بسیط جهان بسط یافته عامل اصلی ایجاد حسن تفاهم بین جمیع ملل و ادیان میباشد."

## بقلم دکتر روکو بیبیر وماسو جیما

"نژاد ژاپنی معتقد بمعقولات است و هیچگونه اوهام در آنها نفوذ ننماید. ژاپن تنها مملکتی است در دنیا که همواره معتقدات دینی را تحمل کرده امپراطور ژاپن حامی جمیع تعالیم مذهبی است کتب و نشریات بهائی که از طرف دربار امپراطوری قبول شده اینک قسمتی از کتابخانهٔ اعلیحضرت را تشکیل میدهد....

تحری حقیقت و بسط معارف عمومی در دنیا که بوسیله تعالیم بهائی تعلیم شده اگر بخوبی پیروی شود یقیناً افکار و توجه اهالی ژاپن را جلب خواهد نمود و بلاشک دیانت بهائی در فاصله کمی در نژاد ژاپنی نفوذی عظیم حاصل خواهد کرد."

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر سید محفوظ الحق علمی نے جید برقی پریس بلیماران دہلی میں
چھپوا کر کشمیری گیٹ [illegible] سے شائع کیا


payam
ماہوار میگزین
نئی دہلی
پیام
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ پیام دہلی

جلد دوم — مارچ ۱۹۴۱ء — نمبر سوم

# تجلّیات

۱

دکھائے آپ نے جب عاشقوں کو دید کے جلوے
نظر آنے لگے کون و مکاں میں عید کے جلوے

۲

یہی وہ عید ہے جس کیلئے ہر عید ہوتی تھی
اسی دن کیلئے تھے آجتک تمہید کے جلوے

۳

ابھی تک عید پر بس چاند ہی صورت دکھاتے تھے
مگر اِس عید پر چمکے نئے خورشید کے جلوے

۴

مُنور کر گیا خورشیدِ وحدت اپنی کرنوں سے
بکثرت چھا گئے ہر چیز پہ توحید کے جلوے

۵

وہ کہتے ہیں جو ہو گا خدمتِ حق پر کمربستہ
دکھائیں گے اُسے ہم غیب سے تائید کے جلوے

۶

اُنھوں نے چشمِ رحمت سے مری جانب نظر ڈالی
دلِ مایوس نے دیکھے نئی اُمید کے جلوے

۷

زمین و آسماں بدلے ہوئے ہیں دین و دُنیا کے
نظر آتے ہیں اب چاروں طرف تجدید کے جلوے

ع

# پیامِ فطرت

اقوامِ عالَم کی تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ قانونِ فطرت کے خلاف چلنے والی قومیں اور جماعتیں ہلاک و برباد ہوتی رہی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں۔ کیا روحانی اعتبار سے اور کیا مادّی لحاظ سے۔ اِس وقت بھی آنکھوں کے سامنے بہت سی اقوام اور جماعتیں ہیں۔ جو بدعقلی، جہالت۔ بدعملی اور رذالت میں ہلاک شدہ موجود ہیں۔ غربت و افلاس اور تنگ و تلخ زندگی میں تباہ حال ہیں۔ کیا ہر شہر، ہر محلے اور ہر گلی کوچے میں روحانی مقام سے گرے ہوئے اور مادّی حالت سے پس ماندہ لوگ نظر نہیں آتے ہیں؟ کیا دربارِ عالَم میں قوموں سے بازپرس نہیں ہوتی رہی ہے۔ کیا قومیں اپنے غیر فطری اعمال کے نتیجے میں ہمیشہ آسمانِ عزت سے زمینِ ذلت پر گرائی نہیں گئی ہیں؟

کیا قوموں، جماعتوں۔ خاندانوں کے اعمال اوراقِ تاریخ میں لکھے ہوئے نہیں ہیں؟ کیا اچھی قوموں اور اچھے آدمیوں کا ذکر دنیا میں اچھائی کے ساتھ نہیں ہو رہا ہے؟ کیا ظالم و بدعمل قوموں اور لوگوں کا نام برائی اور نفرت سے نہیں لیا جا رہا ہے؟ یہ سب کچھ قانونِ قدرت اور فطرت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ فطرت کی میزانِ عدل قائم ہے۔ سب کے اعمال کا وزن کیا جاتا ہے۔ جو اپنے عمل میں پورا اترتا ہے کامیابی اور عزت کا تاج پہنتا ہے اور جو اپنے عمل میں کم وزن نکلتا ہے عدل کی نظر سے پستی کے گڑھے میں ڈال دینے کے قابل ٹھہرتا ہے۔ وہ اپنی کوتاہی و بے مائگی پر ماتم کرتا ہے اور اُس کی زندگی بے مزہ ہوتی ہے۔

موجودہ قوموں اور لوگوں کے حالات بھی افسوسناک ہیں۔ جن کے پاس دولت اور قوت ہے وہ اسے بیجا خرچ کر رہے ہیں، ظلم و ستم میں مصروف ہیں، جنھیں کھانے پینے کو آزادی سے ملتا ہے وہ بدمستیوں و عیش پرستیوں میں ڈوب رہے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں میں سے چند انسان ہونگے۔ جو اِس بُری حالت سے محفوظ ہوں۔

روحانی نقطۂ نظر سے بھی دیکھا جائے تو یہی خطرناک حالت دکھائی دیتی ہے۔ تمام دنیا مادّہ پرستی میں مبتلا ہے۔ سرمایہ داری کو معبود بنا رکھا ہے۔ دن رات کھانے پینے پیسے بٹورنے کے سوا اور کچھ دھن نہیں ہے۔ اپنی فطرت کو روحانی پہلو سے بالکل بُھلا دیا ہے۔ انسانیت کو دور چھوڑ دیا ہے۔ فطرت کی آواز تو یہ ہے کہ "انسانیت کو اپنا حقیقی نصب العین بناؤ اور اُسے مکمل اور منظم کرو۔ روحِ انسانیت کو بسانے کے لئے بہترین قالب تیار کرو۔ انسان کی زندگی کے لئے دنیا کی اچھی تعمیر کرو۔ ظاہری اسباب و سامان بھی مرتب و مکمل ہوں۔ روحانی کمالات بھی بہترین صورت میں جلوہ گر ہوں۔ یہ جہان امن و امان سے فردوسِ بریں ہو جائے ہر قوم اور ہر شخص خوش حال اور باعزت ہو۔ ہر طرف محبت ہی محبت ہو راحت ہی راحت ہو۔ مسرت ہی مسرت ہو"۔

یہ ہے فطرت کی پکار جو ہر وقت بیدار آدمیوں کے کانوں میں آ رہی ہے اور وہ لوگ جو فطرتِ اصلی پر قائم ہیں اس آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں

## مظاہرِ فطرت

قانونِ قدرت کے مطابق فطرت کے مظاہر میں مختلف درجات ہیں۔ نوعِ انسان

جو سب سے بڑا مظہرِ فطرت ہے اسمیں بھی مختلف مدارج کے مظاہر ہیں علمِ صحیح اور عملِ صحیح رکھنے والے بہترین مظہر ہیں۔ ان میں بھی وہ جو اصولِ فطرت کو نمایاں کرتے ہیں اور انسانیت کے لئے ایک نیا پروگرام (شریعت) فطرت کے مطابق دیتے ہیں اور اپنی فطری قوتِ قلب کی انسان کو سچی نمودِ فطرت کا جلوہ گاہ بنا دیتے ہیں۔ وہی سب سے اعلیٰ اور اکمل مظہرِ فطرت ہوتے ہیں۔ فطرت کی رفتارِ حیات میں جہاں مختلف قسم کی تنظیم ہے، وہاں یہ بھی ایک مسلسل تنظیم جاری ہے کہ جہاں ہر درجہ کے مظاہرِ فطرت ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہینگے وہاں اول درجہ کے مظاہر اعلیٰ جو نیا پروگرام دیتے ہیں، نئی روح پھونکتے ہیں وہ بھی سلسلۂ ہستی میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے۔

## مظاہرِ فطرت سے استفادہ

ایسے پاک مظاہرِ فطرت کی عزت کرنا اور ان کے قدرتی عمل سے فائدہ اٹھانا زندہ فطرت کا تقاضا اور حق ہے۔ جیسے سورج سے روشنی حاصل کرنا ہمارا قدرتی حق ہے ویسے اعلیٰ مظاہرِ فطرت جو انسانیت کو ترقی دینے آتے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا اور ان کے قدرتی اثرات کو قبول کرنا ہماری دانائی اور بینائی کا ایک سچا مظاہرہ ہے۔ یہ ایک مقدس فرض ہے جو تمام انسانوں پر عائد ہوتا ہے اور اس فرض کی ادائیگی سے ہی اصلاحات و ترقیات بہ منصۂ ظہور آتی ہیں۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اکثریت بسترِ غفلت پر ہے۔ لوگ ایسے پاک مظاہر سے نہ صرف بے رخی کرتے ہیں بلکہ ان کے خلاف کھڑے ہو کر سخت نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں۔ انھیں دکھ دیتے ہیں۔ انھیں ناکام بنانے میں پوری طاقت صرف کر دیتے ہیں۔

## مظاہرِ فطرت کے مخالف

یہ مخالفت کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں؟ وہی جو فطرت کی زندہ طاقتوں سے غافل ہوں اور ارتقائے حیات سے مایوس ہو چکے ہوں۔ نئی اصطلاحات سے خائف اور گریزاں ہوں۔ اپنی فطرت کی قوتوں سے بے خبر ہو کر دوسروں کو بھی صرف رسم پرستی۔ خود غرضی اور نفسانیت سکھاتے ہوں۔ ایسے لوگ کبھی قدم آگے نہیں بڑھاتے اور اعلیٰ ظہورِ فطرت کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ غیر فطری عمل ان کر کیوں سرزد ہوتا ہے؟ اسلئے کہ وہ نادان بچے کی طرح فطرت کے چند پھول پتے اپنے اندر دیکھکر اس قدر پھول جاتے ہیں کہ اپنے سے اعلیٰ مظہرِ فطرت سے منہ پھیر لیتے ہیں اور فطرت کی اعلیٰ شانِ ظہور کو بھول جاتے ہیں اور جب کوئی اعلیٰ وجود ان کے روبرو نمودار ہوتا ہے تو یہ نادان کہتے ہیں کہ ہم تو اس سے بہتر ہیں۔ ہم تو شعلۂ جوالہ کی طرح کام میں مصروف ہیں اور یہ تو خاک بھی نہیں۔ ہم علم اور عزت میں برتر ہیں اور یہ شخص تو ایک مشتِ خاک سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ہم اس سے ہزار درجہ بڑھ کر ہیں۔

چونکہ اعلیٰ وجود کے مقابلے میں ادنیٰ وجود کا یہ خیال ایک بطلانِ محض ہوتا ہے اسلئے ایسا کہنے والا اپنے اونچے مقامِ فطرت سے گر جاتا ہے اور اگر ہوش نہ آئے تو گرتا ہی چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پستِ فطرتی کا مجسمہ بن کر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ قدرت میں جو چیز جیسی ہے ویسی ہی نظر آئے تو خرابیِ بصر کا اقرار کرنا چاہئے اور اپنی موجودہ حالت سے بڑھ کر اپنے آپ کو اونچا دیکھنا بھی سراسر نادانی ہے۔ کوئی شخص تکبر کر کے بڑا نہیں بن سکتا بلکہ اہلِ نظر کے نزدیک اور بھی حقیر ہو جاتا ہے۔

ایسے متکبر لوگ ہمیشہ سچے مصلحین کی مخالفت کرتے ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ ہمیں آزادی کے ساتھ مصلحین کی مخالفت کرنے کا موقع ملے اور ہم ان کے تمام راستوں کو بند کر دیں اور چاروں طرف سے ان پر حملہ آور ہوں اور اکثریت کو مصلحین سے دور و نفور بنا دیں۔ لیکن قانونِ فطرت کے مطابق بھلائی اور بھلائی پھیلانے والے کامیاب

ہوتے ہیں اور سچائی کے معزور مخالف بدنام و رسوا ہوتے ہیں۔ قدرت انھیں ذلت و ناکامی کے غار میں ڈھکیل دیتی ہے۔ وہ لڑھکتے لڑھکتے فنا کے گڑھے میں گم ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ایسے متکبروں کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی قعر ہلاکت میں جا پڑتے ہیں۔

## مصلحین و مومنین

مصلحین اور ان کے ساتھی کامیابی اور ترقی کی راہ پر چلتے رہتے ہیں۔ نیکی اور پاکی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ سلامتی کے ساتھ فطرت کی جنت میں خوشیاں مناتے ہیں۔ ترقیاں کرتے ہیں۔ ارتقار کا معراج پاتے ہیں۔ راحتِ روح اور اطمینانِ قلب کے باغ و بہار دیکھتے ہیں۔ گلشنِ فطرت کے پھول سونگھتے ہیں۔ باغِ قدرت کے پھل کھاتے ہیں۔ مقدس زندگی میں باہم مسرور رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو قدرت کے اس منشار سے آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ جنتِ وحدت کے خوشگوار میوے ہمارے لئے ہیں۔ اختلاف و غیریت کی جھاڑیوں کی طرف جانا منع ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو ہلاکت پیش آئے۔

## ہر کمالے را زوالے

مدتوں یہ سب کے سب لوگ ایک دل ہو کر رہتے ہیں۔ نیک دل ہو کر جیتے ہیں امتِ واحدہ بن کر جنتِ وحدت میں سکون و اطمینان سے بستے ہیں۔ دن رات شکر کرتے ہیں۔ کامرانی و شادمانی کے گیت گاتے ہیں۔

آخر کار تمادی عارض ہوتی ہے۔ وقت گذرنے پر وہ پہلی سی روح باقی نہیں رہتی۔ دماغ اوہام کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ دل پاکیزگی سے ہٹنے لگتے ہیں۔ اختلاف کی ہوا چلنے لگتی ہے۔ نفاق و شقاق کی بدبو پھیلنے لگتی ہے۔ بہت لوگوں کے خیالات زہر آلود ہو جاتے ہیں وہ دشمنوں اور مخالفوں کے جذبات سے متاثر ہونے لگتے ہیں اور قانونِ قدرت کو بھلا کر بے بنیاد خیالات میں مبتلا ہو جاتے ہیں پہلی اور بڑی غلطی جسمیں وہ مبتلا ہوتے ہیں یہ ہوتی ہے کہ ہماری جماعتی زندگی دائمی ہے۔ ہمارا غلبہ لازوال ہے۔ اب ہم ہمیشہ کامیاب رہینگے اور ہم سے بہتر کوئی پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جب یہ خیال ایک قوم کو پیدا ہو جاتا ہے وہ مدہوش ہو جاتی ہے یہانتک کہ عین ذلت و عذاب کی حالت میں بھی اپنے آپ کو سب سے بالاتر سمجھتی ہے۔ اس قوم کے ناصح اور لیڈر بھی اسی مرضِ تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان جذبات کی بنا پر وہ آپسمیں فخر و غرور کرنے لگتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ اختلاف ہوتا ہے۔ ذاتی اختلافات پارٹیاں اور فرقے بنانے کا موجب ہوتے ہیں۔ فرقہ بندی اجزائے ملت کو منتشر کر دیتی ہے اور ملت کے تمام افراد نفسا نفسی اور نزاع و جدال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اتحاد و محبت کی روح مفقود ہو جاتی ہے۔ جماعت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے عیوب و نقائص نمایاں ہو جاتے ہیں۔ آخر کار وہ ملت عریاں ہو کر رسوائے عام ہو جاتی ہے اور اس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے۔ دنیا کے دلوں سے اس کی قدر و منزلت گم ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں وہ ملت اپنی عزتِ رفتہ کے نام کو اپنے دل کی تسکین بنانا چاہتی ہے۔ اپنی گذشتہ تاریخ کے اوراق کو اپنے لئے لباسِ افتخار بنانے کی کوشش کرتی ہے لیکن روحِ فطرت اس عمل پر انھیں شرم دلاتی ہے اور وہ ملت بلد بار مجبور ہو کر اپنی غلط کاریوں کا اعتراف کرتی رہتی ہے اور اپنے انجامِ بد کا ماتم کرتی اور روتی ہے۔

## قدرت کی پکار

قانونِ قدرت پکار کر کہتا ہے کہ اب ان حالات میں پستی تمھارا مقام ہے جبکہ تم آپس میں بھی اتحاد نہیں رکھ سکتے۔ اور ایک دوسرے کو گرانے میں تمام قوتیں صرف کر رہے ہو۔ حقیقت میں تم گر چکے ہو۔ اب تھوڑے دنوں میں رہا سہا نام و نشان بھی نہ رہیگا۔ اب پستی میں ہی تمھارا رہنا سہنا اور جینا مرنا ہوگا۔"

قانونِ قدرت کی یہ پکار اُن لوگوں کے لئے ہے جو فطرت کے خلاف قدم اُٹھاتے ہیں۔ دوسری طرف قانونِ قدرت اُن لوگوں کو جو فطرتِ اصلیہ پر قائم و برقرار ہیں یوں پکارتا ہے کہ اَے وہ لوگو! جو فطرت کے مظہرِ اعظم کو پہچانتے ہو اور قانونِ فطرت پر عامل ہو تمہارے لئے قدرت نے مناسب اسباب فراہم کر دیئے ہیں جو تمہاری کمزوریوں کو دباتے اور قوتوں کو اُبھارتے ہیں۔ پاکیزگی ایک ایسا موزوں لباس ہے جو تمہیں آراستہ و پیراستہ کرکے عزت و فلاح کے مقام پر پہنچاتا ہے۔ یہ چیز قدرت کے بہترین انعامات میں سے ایک اعلیٰ انعام ہے۔

اے اچھے لوگو! ہوشیار رہو۔ عروج و زوال ہر شَی میں ہوتا رہتا ہے۔ قومیں اُٹھتی اور گرتی رہتی ہیں۔ گذشتہ اقوام کے لوگ تمہارے ہی باپ دادا اور سلف تھے۔ جیسے وہ غلط کاریوں کے باعث برباد ہوئے تم اِس طرح تباہ نہ ہو تو بہت ہی اچھا ہو۔ برباد کرنے والی روحیں اپنے بُرے اثرات برابر پھیلا رہی ہیں وہ چاہتی ہیں کہ تمہاری کمزوریوں سے فائدہ اُٹھائیں اور تمہاری کمزوری تمہارے سامنے لاکر تم پر غالب ہو جائیں اور تمہیں دبائے رکھیں وہ ایسی ایسی مخفی راہوں سے تم پر چھاپا مارنا چاہتی ہیں کہ تمہیں خیال بھی نہ ہو اور واقعہ یہ ہے جو لوگ خرابی کی جانب میلان رکھتے ہیں برباد کُن روحیں اُن پر اپنا گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ ان بُرے اثرات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے اعتقاد میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے کہ جو کچھ بُرا کام ہم کر رہے ہیں پہلے سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور ہمارے بڑے بڑے لوگ بھی یوں ہی کرتے رہے ہیں۔ ہم نے اگر ایسا کام کیا تو کوئی عجیب غریب بات نہیں اور اکثر اوقات وہ اپنے اعمال اپنے دین دھرم کی طرف نسبت دیتے ہیں یا خیال کرتے ہیں کہ ہماری تقدیر میں ہی ایسا لکھا ہوا تھا۔ خدا نے ہی ہمیں اِس غلطی میں ڈال دیا ہے۔ توبہ توبہ بھلا خدا بھی کہیں کسی کو غلط روی میں ڈالتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی نسبت ایسے خیالات نِری جہالت ہیں۔ وہ تو انسانوں کی تربیت کرتا ہے اور اُنھیں ترقی کی طرف لیجاتا ہے اس کے تمام ارادے اسی بات پر مرکوز ہیں کہ انسان فلاح و بہبود حاصل کرے۔

## اُٹھا دستِ قُدرت مدد کیلئے

خدا ربّ العٰلمین ہے۔ رُوحانی و جسمانی تربیت و ترقی دینے کا سلسلہ اُس نے ہمیشہ سے جاری کیا ہوا ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ہادی و رہنما بھیجتا ہے اور انسان کو صداقت و فطرت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ ہر دَور میں نئی سجدہ گاہِ فطرت (یعنی دینِ جدید) ظاہر کرتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ سجدہ گاہِ فطرت کو پہچان کر اس سے فائدہ اُٹھائے اور فطری جذبات سے مخلصانہ روش اختیار کرے۔ کیونکہ جیسے پہلے لوگوں کو فطرت کے مقامِ بلند پر قائم کیا گیا تھا۔ اب پھر ہمیں بھی اسی مقامِ بلند پر کھڑا کرنا چاہتا ہے اس کی مہربانی کا دَور چلتا ہی رہتا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسے ہمارے دَورِ ماضی میں ہمارے اسلاف دو قسم کے تھے ایک وہ جو صداقت و فطرتِ اصلیہ پر قائم رہے۔ دوسرے وہ جو اس مقام سے گِر گئے۔ ایسا ہی ہر دَور میں ہوتا رہتا ہے۔ آج جبکہ قدرت نے فطرت کا عظیم ظہور دکھایا ہے پھر ایسا ہی ہوگا۔ کچھ لوگ فطرتِ اصلیہ پر قائم رہ کر معراجِ کمال پر پہنچینگے اور کچھ لوگ پست فطرت بن کر گِر جائینگے اور ایسے گرینگے کہ حد درجے کی بیہوشی طاری ہوگی۔ اس بیہوشی میں وہ یہی سمجھتے رہینگے کہ ہم نہایت اونچے ہیں۔

## اَے فطرت پر قائم رہنے والو

جب کبھی کوئی اطاعتِ حق کا موقع ہو تم اُسے ضائع نہ کرو جب کبھی کوئی تنظیمِ قدرت ظاہر ہو تو اسمیں کارکُن بن جاؤ۔ جب کبھی

کوئی سجدہ گاہِ فطرت ظاہر ہو تو تم اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کر کے سرِ تسلیم جھکا دو اور قدرت کی نعمتیں آزادی سے کھاؤ پیو لیکن خبردار بیجا طور پر ان نعمتوں کو برباد نہ کرنا۔ کیونکہ جو لوگ قدرتی نعمتوں کو ضائع کر دیتے ہیں قدرت انھیں پیار کی نظر سے نہیں دیکھتی۔ بلکہ انھیں محروم کر دیتی ہے۔ قدرتی آسائشیں تمہارا فطری حق ہے اسے روکنے والا کون۔ بہترین غذائے روحانی و جسمانی تمہارا حصہ ہے اُسے بند کرنے والا کون ہے؟

بلکہ قانونِ قدرت کے مطابق۔ فطرتِ سلیم رکھنے والے لوگ ہمیشہ پاک چیزوں کے مستحق ہوتے ہیں۔ خاصکر فطرت کے نئے دورِ ارتقاء میں صرف یہی لوگ عظیم الشان ترقی حاصل کرتے ہیں اور بہترین نعمتوں کے وارث ہوتے ہیں۔

جن لوگوں کو قانونِ فطرت اور تاریخ اقوام کا علم ہے وہ ان باتوں کو پوری تفصیل سے جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ سمجھاتے رہتے ہیں کہ خداوند عالم نے تمام بُری باتوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ بری باتیں کھلی ہوں یا چھپی سب ممنوع و مکروہ ہیں۔ ہر قسم کا گناہ اور فساد خدا نے حرام ٹھہرایا ہے اور یہ بھی قطعاً ناروا کر دیا ہے کہ خدا کے برابر کسی کو سمجھا جائے اور جو باتیں خدا نے ظاہر نہیں کی اُسے حقیقت سمجھا جائے۔ اور خدا کے حکم میں انسانوں کے حکم کو ملا دیا جائے۔ اور یہ کہ خدا کے متعلق ایسی فضول باتیں کہی جائیں جو علم و عقل کے خلاف ہوں۔

## ہر اُمت کا دور

یاد رکھو ہر امت اور ہر قوم کا ایک دور ہوتا ہے جیسے ہر میوے دار درخت کیلئے ایک موسم بہار ہوتا ہے اور پھر وقتِ خزاں آتا ہے۔ اسی طرح ہر قوم اور ہر اُمت کے پیدا ہونے، بڑھنے اور پھولنے پھلنے کا ایک وقت اور مضمحل ہونے اور سوکھ جانے کا ایک وقت ہوتا ہے یہ وہ قانونِ قدرت ہے جو بلا استثناء ہر قوم پر حاوی رہا ہے اور رہیگا۔ تاریخ عالم اس کی گواہ ہے اور مشاہدات شہادت دے رہے ہیں۔ جب ایک اُمت یا قوم اپنا دور ختم کر چکتی ہے تو اسی طرح اس کا آخر آ جاتا ہے۔ جس طرح ایک فرد انسان اپنی عمر تمام کر کے خاتمہ کو پہنچ جاتا ہے۔ مقررہ وقت سے کوئی اُمت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ اجل آتی ہے اور اُمت کی رُوح نکل جاتی ہے۔ وہ روح جو اس میں کسی وقت پھونکی گئی تھی اب وہ ایک بے جان لاش ہو کر رہ جاتی ہے۔

## قدرت کا زندہ نمائندہ

ایسے وقت میں جبکہ زندہ قوم مرجائے۔ فطرت حیات پھر اپنا کرشمہ دکھاتی ہے اور ایک عظیم ظہورِ فطرت ہوتا ہے۔ قدرت کا زندہ نمائندہ آ پہنچتا ہے اور پیغامِ حق سناتا ہے۔ تب جو لوگ نیک عمل اختیار کرتے ہیں اور اصلاحات کو قبول کرتے ہیں وہ خوف و خطر سے آزاد ہو جاتے ہیں اور جو لوگ صرف تکبر و غرور میں مست ہوتے ہیں وہ تمام اصلاحات سے جلنے لگتے ہیں اور آخر کار خشک ہو کر رہ جاتے ہیں اس درجہ بگڑ جاتے ہیں کہ بگڑی ہوئی حالت سے نکلنا اُن کے لئے ناممکن سا ہو جاتا ہے۔

## دُنیا میں دو بڑے مجرم

دُنیا میں دو قسم کے لوگ بڑے مجرم ہیں جو اصولِ فطرت کو توڑتے ہیں اور قانونِ قدرت کی مقررہ حد سے باہر نکل جاتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو قدرت کی طرف سے اعلیٰ مقام نہیں رکھتے مگر دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ فطرتِ حق کے عظیم الشان مظہر یا نمائندے ہیں۔ یہ لوگ بدترین قسم کے مفتری اور کاذب ہوتے ہیں جو اپنی حد سے بڑھ کر خدائی پیغامبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ خدا نے انھیں یہ مقام نہیں دیا ہوتا۔ دوسرے وہ لوگ بڑے ظالم ہوتے ہیں جو کسی واقعی مظہرِ فطرت اور صادق پیغامبر کو رد کرتے ہیں اور حق کو باطل کہتے ہیں۔ قانونِ قدرت

کے خلاف چلتے ہیں۔ اصلاحات سے انکاری ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو وہی نتیجہ ملتا ہے جو قانونِ قدرت میں مقرر ہے۔ جب پیغامبر حق ان لوگوں کی پوری گرفت کرتے ہیں تو یہ لوگ تلملانے لگتے ہیں وقت آتا ہے جب اُن سے کہا جاتا ہے اب وہ تمہاری باطل کوششیں کہاں گئیں؟ تو وہ لوگ مجبور ہوکر یہی کہتے ہیں کہ وہ تو سب نابود ہوگئیں اور خود اپنے اور اپنی جماعت کے حق میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ حقیقت میں ہم تو حق سے دور اور زندگی سے مہجور ہوگئے ہیں تب قدرت ان پر یہی حکم لگاتی ہے کہ تم بھی مردہ قوموں میں داخل ہو جاؤ۔ اور جو لوگ آتشِ ناکامی میں پڑے ہوئے ہیں تم بھی انہیں میں شامل ہو جاؤ۔ جہاں یہ حالت ہے کہ ایک مردہ قوم دوسری مردہ قوم پر لعن طعن میں مصروف ہے۔ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے میں دن رات کٹتے ہیں۔ جب کبھی کسی مقام پر وہ اکٹھے ہوکر بیٹھتے ہیں تو آپس میں یہی کہتے ہیں کہ تم نے ہمیں تباہ کردیا۔ خدا تمہیں غارت کرے۔ جیسی تباہی ان لوگوں کی وجہ سے ہم پر آئی ہے خدایا انہیں دگنی تباہی میں ڈال دے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر اگلی پچھلی غلط کار قوم بڑی تباہی میں مبتلا ہوتی ہے۔ لیکن ہر قوم اپنی تباہی کو بہت زیادہ محسوس کرتی ہے اور دوسری قوم کی تباہی پر اتنا دھیان نہیں دیتی۔ یہ بھی خطرناک جہالت اور مہلک نادانی ہے پہلی ہلاک شدہ قومیں پچھلی ہلاک ہونیوالی قوموں سے کہدیتی ہیں کہ آخر تم میں کیا خصوصیت ہے جو تم قانونِ قدرت کی زد سے بچ سکو تمہیں کون سی نرالی فضیلت ہے کہ ہم تباہ ہوں اور تم بچے رہو۔ تمہارے کرتوت ایسے ہی تھے جن کا نتیجہ اس دکھ کی صورت میں ملا۔ اب اپنے کئے کا مزہ چکھو۔ قانونِ قدرت تو یہی ہے کہ جو جیسا کریگا ویسا بھریگا اور جو لوگ قانونِ فطرت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور پست ہوتے ہوئے بھی بڑے بنتے ہیں۔ ان کے لئے سربلندی کے راستے نہیں کھل سکتے اور فردوسِ کامیابی میں اُن کا داخل ہونا محال ہو جاتا ہے۔ ایسے مجرموں کی سزا قدرت نے یہی مقرر کر رکھی ہے۔ اُن کا اوڑھنا بچھونا بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ حدودِ فطرت کو توڑنے والے اسی طرح کی سزا کے مستحق ہیں۔

## دُنیا کے مُبارک لوگ

اور جو لوگ فطرت کی امانت کو سلامت رکھتے ہیں اور ٹھیک ٹھیک کام کرتے ہیں انہیں ہر قسم کی سہولت دی جاتی ہے۔ وہ لوگ کامیابی کے باغ و بہار میں امن و امان سے رہتے ہیں۔ اُن کے دلوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ دستِ قدرت انہیں ہر کدورت سے پاک صاف کردیتا ہے اُن کے سینے نورِ حق کے آئینے ہوتے ہیں۔ انہیں کامیابی کے باغ و بہار میں علم و عمل اور توفیق و تائید کی نہریں رواں دکھائی دیتی ہیں جن سے وہ ہر دم سیراب ہوتے ہیں اور اُن کا باغِ کامرانی سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ وہ فضل و رحمتِ الٰہی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا کی تعریف جس نے ہمیں یہ منزلِ کامیابی دکھائی۔ ہم خود تو اِس قابل نہ تھے کہ یہاں پہنچتے۔ ہاں اُس کی عنایت نے ہمیں یہاں پہنچادیا۔ اور ہم اب پوری بصیرت سے کہتے ہیں کہ ہمارے پالنے والے خدا کے قاصدوں پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ سب سچ کہا۔ اسمیں ذرہ بھر غلطی نہیں" ایسے پاک نفوس کو یہ بشارت سُنائی جاتی ہے کہ تمہیں یہ جنتِ کامرانی مبارک ہو۔ تمہارے اعمال کا ثمر تمہیں مل گیا اور اب تم اس اچھے اور بلند مقام کے وارث ٹھہرائے گئے ہو۔

# نزولِ وحی و شریعت کا سلسلہ جاریہ

خدا ازل سے ابد تک متکلم ہے۔ اس کی صفتِ کمال کا ظہورِ عظیم وحی و شریعت کے نزول سے ہوا کرتا ہے۔ وہ رب یعنی تربیت کنندہ ہے۔ اس کی صفتِ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ وحی و شریعت کے ذریعے بندوں کی تربیت مستمر طور پر ہوتی رہے۔ بندے جس طرح گذشتہ زمانے میں تربیت و ترقی کے محتاج تھے موجودہ زمانے میں بھی محتاج ہیں اور آئندہ زمانہ میں محتاج رہینگے۔ وحی و شریعت کا نزول ابتدائے آفرینش سے اب تک ہوتا رہا ہے۔ یہ سنت اللہ یعنی قانونِ قدرت ہے۔ سنت اللہ یا قانونِ قدرت میں تبدیلی یا التعطیل ممکن نہیں۔ پہلے بھی وحی و شریعت کا نزول ہوا۔ اب بھی یہ عمل جاری ہے۔ آئندہ بھی عادت اللہ جاری رہیگی۔ ہر پیغمبر اور ہر کتاب نے یہی عقیدہ ہر اُمت کو سکھایا ہے کہ خدا کی طرف سے نزولِ وحی و شریعت استمراری عمل ہے۔ مگر قوموں کی نفسانی ظلمتوں نے ہمیشہ حجاب ڈال دیا۔ ہر امت اپنے وقت میں نزول وحی و شریعت کی قائل ہوکر اس غلط عقیدے میں بھی مبتلا ہوگئی کہ اب خدا کی طرف سے وحی و شریعت کا نزول بند ہے۔ ہماری کتاب آخری کتاب اور ہماری شریعت آخری شریعت ہے۔

یہ اعتقاد ایک حجابِ ظلمانی تھا جس نے قوموں اور اُمتوں کو خدا کی شریعتوں سے محروم و منکر بنا دیا۔ اسوقت دنیا میں متعدد قومیں ایسی موجود ہیں جو اپنی کتاب و شریعت کے بعد نزول کا سختی سے انکار کرتی ہیں۔ مثلاً ہندو کہتے ہیں کہ وید کلام الٰہی ہے اور وید کے بعد ابتک دنیا تک کسی دوسری وحی و شریعت کا نزول قابلِ تسلیم نہیں۔ یہودی کہتے ہیں تورات کامل شریعت ہے۔ اس کے بعد کسی شریعت کی حاجت نہیں۔ عیسائی کہتے ہیں انجیل نے دین کو کامل کر دیا ہے۔ اب کسی نئی کتاب شریعت کا نزول نہ ہوگا۔ مسلمان کہتے ہیں قرآن مجید آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتابِ الٰہی نازل نہیں ہوسکتی۔ شریعتِ محمدیہ مکمل، عالمگیر اور ہمیشہ کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد کسی شریعت کا نزول ممکن ہی نہیں۔

اپنی کتاب و شریعت کے بعد نئی کتاب و شریعت کا نزول غیر ضروری و ناممکن سمجھنا قوموں کا متوارث عقیدہ ہوگیا ہے جو انکے اور خدا کے درمیان ایک حجابِ عظیم بن چکا ہے۔ اسی عقیدہ کی وجہ سے کہ اب وحی و شریعت نہ آئیگی قوموں نے خدا کے سچے پیغمبروں کو جھوٹا قرار دیا۔ انکو دینِ حق کا دشمن سمجھکر ان پر ظلم و ستم ڈھائے۔ قتل و قید۔ جلاوطنی وغیرہ تکالیف پہنچائیں۔ لیکن پیغمبرانِ الٰہی یہی اعلان کرتے رہے کہ خدا کی وحی و شریعت کا نزول بند نہیں ہے اور اب ہم خدا کی وحی و شریعت کے حامل ہیں۔

سلسلۂ وحی و شریعت کو معطل و مسدود سمجھنے والے ظلم و ستم اور انکار پر اصرار کرتے رہے۔ اور قانونِ قدرت اپنا کام کرتا رہا۔ نئی وحی و شریعت دنیا میں اپنا مقام پیدا کرتی گئی۔ یہانتک کہ منکروں کی قوتیں شکست خوردہ ہوکر رہ گئیں اور خدا کی وحی و شریعت دنیا میں نازل اور جاری ہوکر رہی۔ اب بھی دنیا کیسا ہی انکار کرے نزولِ وحی و شریعت کا قدرتی عمل مستمر ہے اور اپنا کام کر رہا ہے لوگوں کی نظر سے پردے ہٹتے جاتے ہیں اور اس حقیقت کا انکشاف روز بروز زیادہ سے زیادہ ہوتا جاتا ہے کہ خدا کی وحی و شریعت کا

نزول ایک مسلسل عمل ہے اور خدا نے ہر کتاب میں یہ تعلیم دی ہے کہ میں نے پہلے بھی وحی و شریعت نازل کی تھی اور آئندہ بھی کروں گا۔ ہم قرآن مجید سے اس مضمون پر بہت سی آیات مدلّل طور پر کوکب ہند اور بہائی میگزین میں لکھ چکے ہیں۔ اسوقت بھی ایک آیت مبارکہ اس مدعا کے لئے پیش کرتے ہیں کہ وحی و شریعت کا نزول قرآن مجید سے پہلے بھی ہوا۔ اور بعد کو بھی ہوگا۔ قرآن مجید کے شروع میں سورۂ بقر کے پہلے رکوع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہیں جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی و شریعت کو مانتے ہیں اور جو وحی و شریعت قبل ازیں نازل ہو چکی اُسے بھی مانتے ہیں اور جو وحی و شریعت بعد ازیں نازل ہوگی اسپر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اس مضمون کی آیت مبارکہ یہ ہے :-

| | |
|---|---|
| وَالَّذِینَ یُؤمِنُونَ بِمَآ اُنزِلَ اِلَیکَ وَمَآ اُنزِلَ مِن قَبلِکَ وَبِالاٰخِرَۃِ ھُم یُوقِنُونَ ۝ (بقر) | مومن متقی وہ ہیں جو اُسکو مانتے ہیں جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا گیا اور بعد میں ہونیوالے نزول پر بھی یقین رکھتے ہیں |

اس آیت میں سلسلۂ نزول وحی و شریعت کا ذکر ہے (۱) وہ نزول جو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو رہا ہے (۲) وہ نزولِ وحی و شریعت جو آنحضرت سے پہلے ہو چکا (۳) وہ نزولِ وحی و شریعت جو آنحضرت کے بعد آئندہ زمانے میں ہوگا۔

یہ کس قدر منظم و مرتب سلسلۂ کلام ہے جو سنّت اللہ کے مطابق اور قرآنِ مجید کی دیگر آیات کے موافق ہے۔

## لفظِ الآخرۃ کے معنی

| | |
|---|---|
| والاٰخِر بکسرِ الخاء بعد الاوّل وھو صفتہ تقول | اٰخِر خ کے زیر کے ساتھ اوّل کے بعد کو کہتے ہیں۔ یہ صفت ہے تم کہتے ہو |
| جاء اٰخِراً ای اخیراً ...... والانثٰی آخِرۃ (مختار الصحاح) | کہ وہ آخر یعنی اخیر (بعد) میں آیا۔ لفظ آخر کا مؤنث آخرۃ ہے۔ |
| وَالاٰخرۃ تانیث الاٰخر اسم فاعل (شہاب علی البیضاوی جلد اوّل صفحہ ۲۳۹) | آخرۃ لفظ آخر کی تانیث ہے جو اسم فاعل ہے۔ |
| وھو صفۃ الاوّل (مدارک) | یہ آخر معنی میں اوّل کے مقابل ہے |
| اٰخر یقابل بہ الاوّل (مفردات راغب) | آخر اوّل کے مقابل ہے |
| الاٰخر والاٰخرۃ نقیض المتقدم والمتقدّمۃ (لسان العرب / مصباح منیر) | لفظ آخر اور آخرۃ لفظ متقدم اور متقدمہ کے نقیض ہیں۔ |

خلاصہ یہ کہ آخر کے معنی بعد والا۔ پچھلا جو مقابل ہے پہلے کے۔ آخرۃ کے معنی ہیں بعد والی۔ پچھلی۔ پیچھے آنے والی۔ گذشتہ اور موجودہ کے مقابل میں آئندہ۔

اب ظاہر ہے کہ نزولِ وحی و شریعت کے سلسلہ میں بعد میں آنے والی چیز گذشتہ اور موجودہ کی جنس ہی سمجھی جائے گی۔ کیونکہ ما اُنزل الیک وما انزل من قبلک میں نزول وحی و شریعت مدّنظر ہے جو گذشتہ اور موجودہ صورت میں ہو چکا ہے آئندہ کے لئے بالاٰخرۃ ھُم یوقنون میں خبر دی ہے۔ سلسلۂ نزول کے لحاظ سے لفظِ آخرۃ کا موصوف اَلنَّزلَۃُ ہونا چاہیے یومنون بما اُنزل الیک وَمَا انزل من قبلک وبالنّزلۃ الاٰخرۃِ ھم یوقنون۔ یعنی مومن آپ پر اور آپ سے پہلے انبیاء پر جو نزولِ وحی و شریعت ہوا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور آئندہ نزولِ وحی و شریعت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ النزلۃ والنّزول

دونوں مصدر ہیں۔ سورۂ نجم میں ہے ولقد راٰہ نزلۃً اُخریٰ۔ اُسے دوسرے نزول میں دیکھا

خلاصہ یہ کہ آیتِ مذکورہ میں تینوں زمانوں کے نزولِ وحی وشریعت کا ذکر ہے (۱) حضرت رسول کے وقت نزولِ وحی وشریعت (۲) حضرت رسول سے پہلے نزولِ وحی وشریعت (۳) حضرت رسول کے مابعد زمانے میں نزولِ وحی وشریعت۔

آیت وبالاٰخرۃ ھُم یوقنون کا مفہوم جو اِس وقت ہم نے بیان کیا ہے اہلِ بہاء اِسے نصف صدی قبل بیان کر چکے ہیں۔ مشہور بہائی کتاب بحر العرفان میں اِس آیت کے متعلق لکھا ہوا موجود ہے کہ

تلویح ہمیں یک آیہ کافی است۔ قولہٗ تعالیٰ فی سورۃ البقر والّذین یومنون بمآ اُنزل الیک ومآ اُنزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھُم یوقنون یعنی آنچنان کسانے کہ ایمان آوردہ اند بانچہ فرو فرستادہ شدہ بسوے تو از اوامر ونواہی از احکامِ الٰہی وبانچہ نازل وفرستادہ شدہ قبل از تو وبانچہ نازل می شود بعد از تو یعنی در آخر زمان موقن شوند۔ (بحر العرفان صفحہ ۱۴۱)

اسی ایک آیت کی تلویح کافی ہے۔ خدائے تعالےٰ سورۂ بقر میں فرماتا ہے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا یعنی احکام الٰہی کے امر ونہی اور اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے اُتارا گیا۔ اور جو کچھ آپ کے بعد یعنی آخری زمانہ میں نازل ہوگا اُس پر بھی انھیں یقین ہے۔

.. ..

# صبحِ اُمید

## از جناب ڈاکٹر ایم اے لطیف از برما

حضرت بہآء اللہ نے ظہور فرما کر تمام اہلِ عالَم کو صُلح وآشتی کا پیغام دیا۔ اس نورانی پیغام کو سُن کر بہت سے لوگوں نے قبول کیا۔ اور بہت سے لوگ مخالفت پہ کمربستہ ہوگئے اور چاہا کہ شجرۂ طیّبہ کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیں۔ علماء نے اپنے علم سے اور بادشاہوں نے اپنی قوت وسطوت سے پورا زور لگایا کہ یہ شجرِ حقیقت اپنے پھل دینے سے باز رہ جائے لیکن مشیتِ الٰہی غالب آئی اور اس کا اٹل قانون "کتبَ اللہ لاغلبنّ انا ورُسُلی" کہ میں اور میرے فرستادہ غالب رہینگے اپنا کام کر گیا اور پھر ایک مرتبہ دُنیا نے قُدرت وسطوتِ الٰہی کا شاندار نظارہ دیکھا۔ مخالفت کی آگ آہستہ آہستہ سرد ہونے لگی اور اس آگ کو سُلگانے والے خود ہی اُس کی لپیٹ میں آکر آخر ناکام ہوگئے۔ کیونکہ امرِ حق وہ نور ہے جسے بجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ اور بھی زیادہ روشن ہوتا ہے اور اُس کے بُجھانے والے خود ہی بجھ کر رہ جاتے ہیں۔ یہانتک بے حس ہو جاتے ہیں کہ اُنھیں اپنی پستی اور ہلاکت کا احساس بھی باقی نہیں رہتا۔

حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا تھا

لتسلکن سننَ من قبلکم شبراً بشبرٍ وذراعاً بذراع .. .. — کہ اے مسلمانو! تم بھی یہود ونصاریٰ کی روش پر قدم بقدم چلوگے

.. .. ..

چنانچہ جس طرح یہود ونصاریٰ نے حضرت مسیح اور حضرت رسول اکرم کے

ظہور میں عرفانِ حق سے محروم رہ گئے یہاں بھی بکثرت محروم رہگئے ایسے محروم کہ اُنھیں اپنی محرومیت کا احساس بھی نہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا (اقبالؔ)

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص آزادانہ غور و فکر سے کام لے گا وہ حضرت بہاء اللہ کی حقانیت تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ خیال فرمایئے کہ اس وجود مُبارک نے اپنے دین کا علَم مظلومیت۔ جلاوطنی کی حالت میں سجنِ اعظم سے بلند فرمایا اور جیل خانہ کی چار دیواری سے ہی یہ ندار بلند فرمائی جو اطرافِ عالَم میں گونج گئی۔ خود اس واقعہ میں ہر صاحب بصیرت کے لئے زبردست دلیل و برہان موجود ہے لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر تمام جہان کے دلائل و ثبوت اُن کے سامنے پیش کر دیئے جائیں تو بھی وہ انکار پر اصرار کرینگے۔ تمام مذہبی قوتیں اور شاہی طاقتیں حضرت بہاءاللہ کو اپنے ارادے کے نافذ کرنے سے باز نہ رکھ سکیں۔ وہ تمام مخالف آوازیں پست ہوگئیں اور حضرت بہاءاللہ کے اَمر کی ندا تمام جہان میں بلند ہے۔ ایسے صاحبانِ بصیرت بھی ہوئے ہیں جو ظہور حق کو دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء نے ایک صاحب کو خطاب کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اگر آپ ایامِ حیاتِ بہاءاللہ میں یہاں آتے اور جمالِ مبارک کو دیکھتے تو اس جمالِ سرمدی کی زیارت ہی آپ کو مزید دلیل و ثبوت سے بے نیاز کر دیتی بہت سے لوگ صرف آپ کی زیارت سے ہی پکے مومن ہوگئے حضرت بہاءاللہ نے تمام اہلِ عالم کو صُلحِ اکبر کی بشارت دی اور حکم دیا کہ اپنے تمام اختلافات مٹا کر اتحاد قائم کرو اور یہ بھی فرمایا کہ بہت جلد دُنیا کا موجودہ نظام تہ کرکے ایک طرف رکھ دیا جائیگا اور ایک دوسرا نظام اُس کی جگہ لے لیگا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم صُلحِ اکبر کو قبول نہیں کرتے تو کم سے کم صُلحِ اصغر کو ہی مضبوط تھام لو یعنی یہ کہ تمام دُنیا کے بادشاہ آپس میں اتحاد و اتفاق رکھیں۔ قوموں کے درمیان باہمی منافرت کا طوفان ختم جائے۔ یہ پھر لڑائیاں بند ہو جائیں اور نزاع و جدال کے شرارے بجھ جائیں اور فرمایا کہ یقیناً ایسا ہی ہوکر رہیگا۔ بلکہ دینی اتحاد اور رُوحانی وحدت نمودار ہوگی۔ نوعِ انسانی برادرانہ روح میں زندگی بسر کریگی۔ دنیا کا نیا نظام نئے روحانی اصول پر قائم ہوگا۔ تمام جہان نورِ اتفاق سے منور ہو جائیگا۔ یہ وہ وقت ہوگا جس کی بشارات تمام انبیائے قبل نے دی ہیں اور یہی تمام عالَمِ انسانی کا ثمرہٴ حیات ہے۔ اسلئے تمام طالبانِ حقیقت کا فرض ہے کہ ایک تڑپتے ہوئے پیاسے کی طرح اس آبحیات کو تلاش کریں اور تمام دردمند دل سچے درمان کو ڈھونڈھیں۔ منصف مزاج اور آزاد ہوکر خدا کی طرف متوجہ ہوں۔ تمام قسم کے تعصبات و جذبات سے علیحدہ ہوں۔ اہل دنیا کی نفرت و محبت کی پرواہ نہ کریں۔ سچی تلاش اور حقیقی کوشش سے وحدتِ عالَم انسانی کی منزل کی طرف چلیں۔ حقیقت میں انصاف سب سے اچھی چیز ہے ہر ایک حق پرست کا فرض ہے کہ وہ مجسم انصاف بنے۔ وہ ہر چیز کو اپنی بصیرت سے دیکھے اور اپنی عقل سے سمجھے تب وہ تمام بندھنوں سے آزاد ہوکر نوعِ انسان کی مکمل آزادی کے مقام کو دیکھ سکیگا۔ اپنے خیالات کو محدود دائرے سے نکال کر عالمِ وسعت میں لاسکیگا۔ جو لوگ ایسا مبارک قدم اُٹھائینگے اُن کا وجود اپنے اور تمام دنیا کے لئے بابرکت ثابت ہوگا۔

اسوقت ہزاروں اہل دل اس کوشش میں ہیں کہ تعصبات اور تفرقے دور کر دیئے جائیں اتحاد و اتفاق رونما ہو۔ یہ کلمۃ اللہ کا اثر ہے۔ عنقریب یہ دنیا بدل کر ایک نئی دنیا ہو جائیگی۔ اور محبت و وحدت کا دور دورہ ہوگا ؎

باش تا صبحِ دولتش بدمد — کاین ہنوز از نتائجِ سحر است

# رسالتِ الٰہیہ کی قوّتِ اعجاز

معیارِ رسالت کے متعلق جب کبھی گفتگو ہوتی ہے تو عمومًا یہ کہا جاتا ہے کہ معجزہ دلیلِ رسالت ہے اور اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسی عجوبہ بات رسول کے ذریعہ ظاہر ہو جو عام طور پر لوگوں کے ہاتھ سے ظاہر نہیں ہوتی۔ مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام نے پہاڑ میں سے ایک اونٹنی نکال دی اور اس نے فورًا ایک بچہ دیا۔ یا یہ کہ رسولِ مقبولؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ حضرت موسیٰؑ نے لاٹھی کا سانپ بنا دیا۔ اِس قسم کی چیزوں کو معجزات کا نام دیا جاتا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس قسم کی چیزیں معجزات کے نام سے صحیح طور پر موسوم ہو سکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں محققین کی توجہ کے لئے چند باتیں ذیل میں عرض کی جاتی ہیں۔

(۱) کیا قرآن مجید یا کسی کتابِ الٰہی میں ان باتوں کو معجزہ کا نام دیا گیا ہے؟ جہاں تک کتبِ الٰہیہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس سوال کا جواب نفی میں ہے کہ کہیں بھی اس قسم کی چیزوں کو معجزہ نہیں کہا گیا۔

(۲) کیا کسی پیغمبر نے معجزہ کو دلیلِ رسالت قرار دیا ہے؟ اور کیا اس قسم کا بیان کہ میری صداقتِ رسالت اِس معجزہ سے ثابت ہوتی ہے کسی پیغمبر کے کلام میں ملتا ہے؟

(۳) اگر یہ سچ ہے کہ معجزہ دلیلِ رسالت ہے تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ معجزات جو کسی پیغمبر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس نے کس وقت ظاہر کئے۔ اگر دعویٰ کے دس بیس سال بعد ظاہر کئے ہیں تو جو لوگ معجزہ دیکھنے سے پہلے ایمان لائے وہ ایک دعویٰ بلا دلیل کو قبول کرنے کے مرتکب ہوئے۔ معجزہ جبکہ دلیلِ رسالت ہے تو دعوائے رسالت کے پہلے ہی دن دکھایا جانا چاہئے تاکہ دعویٰ دلیل کے ساتھ اور دلیل دعوے کے ساتھ ہو۔

(۴) یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ پیغمبر نے ایک ہی معجزہ تمام عمر میں دکھایا یا متعدد۔ اگر ایک ہی معجزہ دکھایا تو وہ دعوائے رسالت کے پہلے دن ہی دکھایا گیا یا کچھ عرصہ بعد۔ اگر ایک ہی معجزہ دکھایا گیا اور بعد میں معجزہ طلب کرنے والوں کو اسی پہلے معجزہ کا حوالہ دیا گیا تو پھر ظاہر ہے کہ کسی دوسرے معجزہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر پیغمبر نے بار بار کے مطالبات پر بار بار معجزے دکھائے تو پھر اب جبکہ وہ پیغمبر دنیا میں موجود نہیں ہے اس کی صداقت کے لئے کون سا معجزہ اور کس طرح دکھایا جا سکتا ہے۔ اگر صرف ان ہی معجزات کو پیش کیا جائے جو روایات میں منقول ہیں تو خود پیغمبر نے ہی اپنے پہلے ہی معجزہ کو باقی مطالبہ کرنے والوں کے لئے ذکر کر دینا کافی کیوں نہ سمجھا اور جبکہ خود پیغمبر نے اپنے گذشتہ معجزات کو نئے معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے کافی نہ سمجھا اور اُن کے مطالبہ کو حق بجانب قرار دے کر دوسرے معجزات دکھائے تو آج دنیا اس پیغمبر کی صداقت کیلئے نیا معجزہ طلب کرے تو کیوں حق بجانب نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ پیغمبر کی وفات کے بعد کوئی ایسا معجزہ ظاہر نہیں ہوتا جس کا مطالبہ لوگ کرتے ہیں تو پھر ایک معنیٰ میں اُس کا دعوائے رسالت بلا دلیل رہ جاتا ہے۔

(۵) اگر کہا جائے کہ گذشتہ روایات میں جو معجزات منقول ہیں وہی کافی دلیل ہیں تو ظاہر ہے کہ روایات خود محتاج ثبوت ہوتی ہیں قطعی چیز کا ثبوت کیونکر بہم پہنچ سکتا ہے۔ اور روایات کا اثر عموماً معتقدین ہی میں ہو سکتا ہے۔ آزاد محققین کے لئے اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۶) اعجاز یا معجزہ کے معنی زبان کے لحاظ سے یہی ہیں کہ اپنے مقابل کو عاجز اور لاچار کر دیا جائے۔ اب اس لحاظ سے دنیا میں کوئی اس بات کا مدعی نہ تھا کہ میں چاند کے دو ٹکڑے کر سکتا ہوں۔ اگر رسول مقبول کے اشارۂ انگشت سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تو اسمیں اعجاز کا مفہوم تو موجود نہیں ہے ہاں اگر وہ لوگ مقابلتہً یہ دعویٰ کرتے کہ ہم بھی چاند کے دو ٹکڑے کر سکتے ہیں اور نہ کر سکتے تو یقیناً اُن کا عجز ظاہر ہو جاتا اس لئے ایسے کرشموں پر اعجاز یا معجزہ کا اطلاق ہی صحیح نہیں ہے۔

(۷) خود اس عبارت کو دیکھتے ہوئے بھی جو کسی کتاب الٰہی میں یا قرآن مجید میں موجود ہے اور اس سے کسی معجزہ کا ثبوت بہم پہنچایا جاتا ہے یہ غور کرنا لازم ہے کہ آیا اس سے یہ مقصد ثابت بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ مثلاً قرآن مجید کی آیت اقتربت الساعۃ وانشق القمر سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ لیکن انصاف شرط ہے۔ انشق القمر کا ترجمہ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ چاند پھٹ گیا۔ کب پھٹ گیا اور کیسے۔ یہ کوئی بیان نہیں۔ اور یہ بالکل نہیں کہ رسولؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایسی شکل میں جبکہ الفاظ سے پیش کردہ مدعا ثابت نہ ہوتا ہو کیونکر ان سے استدلال جائز ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ انشق القمر کے محاورۂ عرب میں کیا معنی ہیں۔ قرآن کے لغات مفردات راغب میں لکھا ہے کہ انشق القمر کے معنی ہیں وَضَحَ الْاَمْرُ یعنی بات کھل گئی۔ پس جبکہ محاورۂ زبان کے لحاظ سے سیدھے سادھے اور معقول معنے موجود ہیں اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے کہ ایک غیر فطری بات مُراد لی جائے۔ کم از کم جب دوسرے واضح معنی موجود ہیں تو انشق القمر کا وہ مفہوم جو معجزہ کے رنگ میں پیش کیا گیا۔ قطعی تو نہ رہا۔ اور محتمل المعنی لفظ سے کوئی یقینی بات ثابت نہیں ہوتی اور عقائد و ایمان کی بنیاد یقینیات پر ہونی چاہئے

(۸) ایک نہایت ضروری نکتہ اس بحث میں یہ ہے کہ ہر دعویٰ کا ثبوت اس کے اپنے دائرہ میں ہی بہم پہنچنا چاہئے۔ مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں طبیب و معالج ہوں۔ بیماروں کا علاج کر کے انکو صحت مند بنا سکتا ہوں اور اس کے ثبوت اور دلیل میں وہ یہ بات پیش کرے کہ دیکھو میں نے ایک مکان کی چھت میں سوراخ کر دیا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ اُس کا ایک عمل تو ہے لیکن اپنے دعوے سے بالکل غیر متعلق ہے جو اس کے ادعا کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کیا کوئی شخص انگریزی کا اُستاد ہونے کا دعویٰ کرے اور ثبوت میں ہندی پڑھانے لگ جائے کوئی شخص مُعلّم منطق ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے ثبوت میں شلوار سی کر دکھا دے۔ لوہار ہونے کا مدعی کتاب پڑھکر سنا دے حساب دانی کا دعویدار کسی تالاب میں تیر کر دکھا دے۔ کاتب ہونے کا مدعی کرسی بُن دے۔ وزارت کا دعویدار ہل جوت کر وزارت ثابت کرنا چاہے تو کیا یہ صحیح ثبوت ہوگا؟

پس ایسے مطالبات جو دعوے سے تعلق نہ رکھتے ہوں یقیناً بیجا اور ناقابل قبول ہیں۔ بالفرض اگر منکرین رسالت ایسے مطالبات کریں بھی تو اُن کی غلطی کے ساتھ رسول برحق کیونکر ایسے نامعقول مطالبات کو پورا کرنے کی غلطی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی پیغمبر نے ایسے بیجا مطالبات کی پروا نہیں کی۔ قرآن مجید میں صاف صاف فرماتا ہے کہ منکرین نے رسول کریم سے یہ مطالبہ کیا کہ

زمین میں سے پانی کا چشمہ نکال دیجئے یا اپنے لئے سونے کا گھر بنا لیجئے یا آسمان پر چڑھ جائیے —— اس قسم کے مطالبات کا جواب کیا دیا گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ معجزہ دلیلِ رسالت ہے اور اس کا مطالبہ بجا اور درست ہے اور مطالبہ کے وقت پیغمبر معجزہ دکھاتا ہے تو ثابت کرنا چاہئے کہ رسول مقبول نے اِن باتوں میں سے کون سی بات پوری کی۔ اور جبکہ کوئی بات پوری نہیں کی تو دو باتوں میں سے ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ منکروں کا مطالبہ حق تھا تو رسولِ مقبول کو یہ مطالبہ پورا کرنا چاہئے تھا اور اس مطالبہ کے پورا نہ ہونے کی صورت میں منکر حق بجانب رہینگے یا یہ کہ ایسے مطالبات بے معنی ہیں اور اُن کو پورا نہ کرنا عینِ حکمت ہے۔ اس سے قطعاً ثابت ہوگیا کہ معجزہ دلیلِ رسالت نہیں ہے۔ ورنہ ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ رسول مقبول اپنی دلیلِ رسالت دینے سے گریز کرتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ رسولِ کریم اپنے دعوے کی دلیل ہمیشہ پیش کرتے رہے اور آپ نے ایسے مطالبات کا وہی جواب دیا جو آپ کی شانِ رسالت کے شایاں تھا۔ چنانچہ مذکورہ بالا مطالبات کے جواب میں فرماتے ہیں هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا کہ میں تو ایک پیغام لانے والا آدمی ہوں۔ اس جواب میں اپنے منصب رسالت اور اس کے لوازم کی طرف اشارہ فرمادیا کہ میرا کام پیغامِ الٰہی پہنچانا ہے نہ کہ آسمان پر چڑھ جانا اور زمین سے چشمے نکالنا۔ یعنی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کب دعویٰ کیا کہ میں آسمان پر چڑھنے والا یا سونا بنانے والا ہوں۔ میرا منصب اور دعویٰ تو یہی ہے کہ میں ایک بندہ ہوں اور ایلچی بھی۔ اب کسی ایلچی سے یہ مطالبہ کرنا کہ اپنے آقا کا پیغام سنائیے۔ بالکل بجا ہے۔ لیکن یہ مطالبہ کرنا کہ آسمان پر چڑھ جائیے۔ یا زمین میں گھس جائیے نہایت بیجا ہے۔ دوسرے طور پر یہ ایک قسم کا بیجا سلوک ہے جو کسی ایلچی سے کیا جائے بلکہ اُس کا مضحکہ کرنا اور اپنی حماقت کا ثبوت دینا ہے۔ اسی لئے حضرت رسول مقبولؐ نے کبھی کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔

جب کسی اُمت کا وقت کافی گذر جاتا ہے اور وہ حقائقِ دین سے بے خبر ہو جاتی ہے تو اسی قسم کے خیالات اور روایات اُس کا مبلغِ علم رہ جاتے ہیں جن سے نہ وہ خود قوتِ یقین حاصل کر سکتی ہے اور نہ دوسروں کو تلقین اور تبلیغ کرنے کے قابل رہتی ہے۔

(۹) اعجاز کے معنی ہیں اپنے مقابل کو عاجز و لاچار کر دینا اور یقیناً ہر رسولِ برحق خدا کی طرف سے کامل قوتِ اعجاز لاتا ہے اور اس کا اظہار کرتا ہے۔ اس طرح کہ رسولِ برحق دنیا کی ان تمام قوتوں سے خالی ہوتا ہے جو دنیا میں غلبہ حاصل کرنے کی قوتیں ہیں —— وہ زبردست عالم و فاضل نہیں ہوتا بلکہ اُمی ہوتا ہے —— وہ کہیں کا بادشاہ نہیں ہوتا —— وہ کسی پُرانے دین کے زیرِ اثر رہ کر اس کے نام سے فائدہ اُٹھانے والا لیڈر یا مرشد نہیں ہوتا —— وہ کسی بڑی جماعت کا سردار یا جتھے دار نہیں ہوتا۔ اِن سب قوتوں سے خالی ہونے کے باوجود وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا نمائندہ ہوں اور غیبی قوتِ الٰہی میرے ساتھ ہے۔ میں رسالتِ الٰہی پہنچانے میں کامیابی حاصل کروں گا اور میری شریعت دنیا میں اثر و مقبولیت پیدا کریگی۔ یہ علم سے خالی۔ بے زر۔ بے کس اور کسی پُرانے مذہب کے سہارا نہ لینے والا تنِ تنہا کھڑا ہوتا ہے اور اسکے چاروں طرف سے علماء۔ امراء۔ پرانے مذہب کے ماننے والے اور تمام جتھے متفقہ طور پر اس پر ہجوم کرتے ہیں۔ جہانتک اسباب و عللِ ظاہرہ کا تعلق ہے ایسے مدعی کو ایک دن بھی کامیابی حاصل ہونی محال نظر آتی ہے۔ لیکن واقعات یہ ہوتے ہیں کہ تھوڑے ہی

عرصہ میں اس بے بندہ کے قدموں پر بڑے بڑے امیروں کے سر جھک جاتے ہیں۔ اس اُمّی کے آگے ذی مرتبت علماء سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اس بیکس سے مقابلہ کرنے والے ہجوم اس کی خدمت پر کمربستہ ہوتے ہیں اور وہ اپنی مستقل شریعت قائم کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ واقعات کی شہادت سب سے بڑھ کر شہادت ہے جبکہ وہ رسول ان دنیاوی طاقتوں پر غالب آگیا تو ظاہر ہے کہ یہ قوّت کے اثر سے ہی ہوا ہے اور ظاہری قوتوں میں سے اس کے پاس کوئی قوّت نہ تھی۔ مگر غالب آگیا۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جس غیبی قوّت کی طرف سے مبعوث اور موّید ہونے کا وہ رسول دعویٰ کر رہا ہے یقیناً وہ قوّت اُس کے ساتھ ہے اور اسی نے اس کو برپا کیا ہے اور بھیجا ہے۔

رسول نے کھڑے ہوتے ہی یہ اعلان کیا کہ میرا اثر غالب آئیگا اور میری مخالفت کرنے والے عاجز ہوجائینگے اور ایسا ہی ہوکر رہا۔ یہ ہے اعجاز کی حقیقت اور اسی کا نام معجزانہ قوّت ہے اور یہ عمل و اثر صحیح معنی میں مُعجزہ ہے۔ نہ صرف وقتی بلکہ جس قدر وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے یہ معجزہ زیادہ سے زیادہ اپنی قوت دکھاتا چلا جاتا ہے رسول اور اُس کے مُنکر باہم دو متقابل قوّتیں ہوتی ہیں جو اسی طرح سے اپنا کام کرتی ہیں جس طرح دو پہلوان کُشتی کرتے ہیں۔ جو پہلوان دوسرے کو پچھاڑ دیتا ہے وہ اپنے فن اور قوّت میں کامیاب اور غالب تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کے منکرین رسول کی قوّت و اثر کو دیکھتے ہوئے مجبوراً یہ کہہ اٹھتے تھے اِنْ ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِین کہ یہ تو ایک نمایاں جادو ہے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔

وہ رسول کے اثر کا انکار نہیں کرسکتے تھے اور آج دنیا میں کون ہے جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ و حضرت محمدؐ وغیرہ پیغمبروں کے زبردست اثرات کا انکار کرسکے۔ لیکن کس قدر غیر منطقی بات ہے کہ لوگ اثر کا انکار نہیں کرسکتے لیکن مؤثر سے مُنکر ہیں۔ یہ صریح ناانصافی ہے۔

اعجاز کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ جو کچھ پیغمبر برحق کرسکتا ہے دوسرا کوئی نہیں کرسکتا۔ پیغمبر برحق کیا کرتا ہے؟ خدا کا پیغام کتاب شریعت کی شکل میں لاتا ہے۔ لوگوں کا تزکیۂ نفس کرتا ہے اور اس طرح اپنی کتاب و شریعت کو دنیا میں قائم کرکے ایک مستقل نئی مخلوق اپنی اُمّت کے نام سے برپا کر دیتا ہے۔ بجز رسولِ برحق کے یہ کام کوئی نہیں کرسکتا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ عالمِ ہستی کے دَور میں آج تک کوئی بادشاہ۔ کوئی عالِم۔ کوئی فلسفی یا کوئی لیڈر خُدا کے نام سے ایک نیا دین اور نئی شریعت اور مستقل اُمّت نہیں بنا سکتا۔ اگر کوئی ایسی مثال دنیا کی تاریخ میں موجود ہے تو خدا کی طرف سے اور پیغمبروں کی زبان سے بار بار یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایسی مثال پیش کی جائے۔ مگر اب تک کوئی شخص ایسی مثال پیش نہ کرسکا نہ کرسکے گا۔

یہ ایک زبردست اور عالمگیر اعجاز ہے۔ نہ تو کوئی رسولِ برحق کی طرح جدید شریعت و اُمت برپا کرسکا۔ نہ کوئی منکر ایسی شریعت و اُمّت کا پتہ دے سکا۔ اس مقام پر سب عاجز و لاچار تھے اور ہیں اور رہینگے۔ یہ ہے خُدائی اعجاز اور سچّے رسولوں کا مُعجزہ۔ اس کے مقابلہ میں اوّلین و آخرین عاجز و لاجواب ہیں۔

درحقیقت رسول اور اس کے منکر اپنی اپنی قوتوں کو مقابلہ میں لاکر ایک دوسرے کو عاجز کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن کی سورۂ حج میں فرمایا ہے "جو لوگ ہماری آیات (کلام الٰہی اور پیغمبر) کے متعلق یہ کوشش کرتے ہیں کہ انھیں عاجز و ناکام کردیں وہ لوگ خود آتشِ نامرادی میں رہتے ہیں اور ہم جتنے نبی اور رسول بھیجتے ہیں سب کے مقابلہ میں سرکشی کرنے والے اُن کے مقاصد کو روک دینے کے لئے طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ خدا ان رکاوٹوں کو دور کر دیتا ہے اور اپنے کلام و پیغمبر کو استحکام بخشتا ہے۔

سرکشوں کی رکاوٹیں ڈالنے سے تو ان لوگوں کا امتحان ہوجاتا ہے جو معرفتِ حق میں صحیح بصیرت نہیں رکھتے۔ اسی سلسلہ میں فرماتا ہے ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک فیومنوا بہ' ۔ یہ بات کہ رسول برحق کامیاب ہوتا جاتا ہے اور اس کے مخالف عاجز' یہ نتیجہ پیدا کرتی ہے کہ سچا علم رکھنے والے اس بات کو جان لیتے ہیں کہ یہ رسول اور کتاب برحق ہے اور ایمان لاتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے کہ

جب ایسی دعوت کو قبول کرنے والے پیدا ہونے لگتے ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے۔ اس کے بعد جو لوگ انکار کرتے ہیں ان کی حجت خدا کے نزدیک باطل ہے (سورۂ شوریٰ)

اس سلسلہ میں ایک عام سوال ہوتا ہے کہ رسول برحق جب پہلی مرتبہ اپنے دعوے کا اظہار فرماتا ہے تو اسوقت قوتِ اعجاز کا کیا ظہور ہوتا ہے جسکو دیکھکر انسان اس رسول کو قبول کرے۔ کیونکہ ابھی تو کوئی اس کا قبول کرنے والا پیدا ہی نہیں ہوا جس سے ثابت ہو کہ اس کا اثر نمودار ہو چکا ہے۔

اس کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے کہ رسول برحق کی ذاتی صداقت سب سے اول خود اسی پر روشن ہوتی ہے یعنی خدا کا کلام اس پر نازل ہوتا ہے تو وہ اول المومنین یعنی سب سے پہلا ماننے والا خود ہوتا ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس رسول کو کیونکر یقین ہوا کہ یہ کلام الہی ہے۔ اسلئے کہ جبتک رسول کو خود یقین نہ ہو وہ اپنا سر ہتھیلی پر لے کر ساری دنیا کے مقابل کیسے کھڑا ہو سکتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا اقتداری اثر رسول کے قلب پر جلوہ گر ہوا جس نے رسول کو یہ بات قبول کرنے پر مجبور کر دیا کہ یہ کلام جو مجھ پر نازل ہو رہا ہے کلام خدا ہے۔ جو روشنی قلب رسول پر نمودار ہوئی اس کے اثر سے وہ پکار اٹھا کہ کلام الہی مجھ پر نازل ہو رہا ہے اور میں خدا کا رسول ہوں۔ اب یہاں ظاہر ہے کہ اقتدار الہی کا وہ اثر جو قلب رسول پر غالب ہے وہی رسول کے لئے اس بات کی دلیل ہے کہ مجھ پر کلام الہی نازل ہو رہا ہے جیسے ایک بینا شخص کہ آفتاب کی کرنیں پڑتی ہیں وہ اسے یہ بات ماننے پر مجبور کرتی ہیں کہ مجھ پر آفتاب چمک رہا ہے بالکل اسی طرح رسول کے اظہار رسالت کے بعد انسانوں کے دل پر حق کا اثر ہوتا ہے اور وہ اس اثر کی وجہ سے صداقتِ رسول کے قبول کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلا شخص جو ایمان لاتا ہے وہ بھی اثرِ حق سے ہی متاثر ہوتا ہے۔ یہ اقتدار الہی رسول سے شروع ہو کر سب سے پہلے مومن میں نمودار ہو کر تدریجاً ہزاروں اور لاکھوں اور کروڑوں ارواح و قلوب میں نمودار ہوتا ہے۔ بہرحال یہ معجزانہ قوت بیج کی طرح شروع ہو کر بڑے بڑے پُرثمر باغات کی شکل میں جلوہ گر ہوجاتی ہے۔

ایک شخص کا مان لینا بھی اثر کا ثبوت ہے اور جبکہ وہ اثر بڑھتا چلا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ ثبوت بھی بڑھتا چلا جاتا ہے اور اپنی قوت و طاقت زیادہ سے زیادہ ظاہر کرتا چلا جاتا ہے۔

"چونکہ تھوڑے لوگوں نے قبول کیا ہے اسلئے استدلال درست نہیں" یہ کہنا خود ہی نادرست ہے کیونکہ ایک ہی امتحان کا پرچہ حل کر لینے کے بعد انسان کو اس علم و فن میں پاس قرار دیا جاتا ہے۔ اگر ایک ڈاکٹر پہلے دن کسی بیمار کا علاج کرے اور وہ اچھا ہوجائے تو اسکو ڈاکٹر تسلیم کر لیتے ہیں ایک مرتبہ بہترین تقریر کر دینے والے کو مقرر مان لیا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ قوتِ اعجاز جو دلوں میں اپنا گہرا اثر کرتی ہے یہانتک کہ لوگوں کو فداکاری اور جاں نثاری پر مجبور کرتی ہے۔ یہی سب سے بڑا نشانِ قدرت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ برحق جو قادرِ مطلق کا نمائندہ بن کر آیا ہے اور قدرت نمائی کر رہا ہے وہ یقیناً خدا کا فرستادہ ہے۔ رسولِ برحق جب یہ دعوی کرتا ہے کہ میں قدرت کا نمائندہ ہوں، ارواح و قلوب میرے اثر سے متاثر ہونگے۔ میں خدا کی شریعت اور لوگوں کی تربیت کے جاری کرنے میں اپنا اثر دکھلاؤنگا۔ اور شروع ہی سے

یہ اثر نمودار ہونا شروع ہو جاتا ہے تو دعویٰ کے ساتھ دلیل اِسی طرح روشن رہتی ہے جیسے ایک شخص جو کہتا ہے کہ اے اندھیری رات میں چلنے والو ادھر آؤ میرے ہاتھ میں مشعل ہے۔ لوگ آتے ہیں اور اس مشعل کی روشنی میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

جب اثر ظاہر ہوگیا تو مؤثر کا انکار شدید غلطی ہے۔ رسولِ برحق نے کہا میں قادرِ مطلق کا نمایندہ ہوں اور اپنی رسالت میں قدرتِ الٰہی نمودار کرکے دکھلا دے تو وہ یقیناً خدائے قادر کا نمائندہ ہے۔

جیسے بجلی کا بلب جو روشن ہے اسمیں روشنی کا آجانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اُس کا تعلق پاور ہاؤس سے ہے۔ یہ عجیب اندھی منطق ہوگی کہ بتی میں روشنی تو آرہی ہے مگر اس کا تعلق پاور ہاؤس سے نہیں ہے۔ روشنی کا انکار ناممکن ہے تو اس کے تعلق کا انکار بھی ناممکن ہے۔ کیا عقلمندوں کے لئے یہ مثال ہی کافی بصیرت افروز نہیں ہے۔ البتہ تعصب کی عینک ایک سیاہ پتھر کی عینک ہے جو بڑی بڑی روشن چیزوں کے دیکھنے سے بھی انسان کو محروم رکھتی ہے۔ لیکن امید کہ دنیا کی بصیرت روشن ہوگی۔

# شیخ احمد احسائی کی ماموریت

## (بسلسلۂ ماسبق از کتاب مطالع الانوار۔ ڈان برگن)

حضرت باب جن کا نام علی محمد تھا، یکم محرم ۱۲۳۵ھ کو شیراز میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ایک ایسے گھرانے کے مایۂ ناز فرزند تھے جو نجابت و شرافت میں مشہور تھا اور جس کا شجرۂ نسب حضرت محمدؐ سے شروع ہوتا تھا۔ آپکے والد سید محمد رضا اور آپکی والدہ ماجدہ دونوں آلِ رسول میں سے تھے اور دونوں کے اجداد مشہور و معروف سید تھے۔ آپ کی تاریخ ولادت حضرت علیؓ کے اس قول کی صداقت کی مصدق تھی کہ "میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں" — اس قول کا راز صرف انہی لوگوں پر ظاہر ہوا جنھوں نے ظہورِ جدید کی صداقت کی جستجو کی اور اس پر ایمان لائے۔ خود حضرت باب نے اپنی سب سے پہلی اور سب سے اعظم و اکمل کتاب میں حضرت بہاء اللہ کے متعلق اس قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "اے خدا کی دائمی نشانی میں نے اپنے آپ کو پوری طرح تجھ پر قربان کر دیا ہے اور تیری خاطر میں نے طعن و تشنیع کو قبول کیا۔ میں نے تیری راہِ محبت میں شہید ہونے کے سوا اور کچھ پسند نہیں کیا۔ اور اس بات کا گواہ خدائے برتر و بزرگ و قدیم ہے۔"

اقامت کرمانشاہ کے دوران میں شیخ احمد نے شہزادہ محمد علی مرزا کے اندر والہانہ محبت کے ایسے آثار دیکھے جن سے متاثر ہوکر شہزادے کے متعلق آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ "محمد علی کو اگرچہ وہ فتح علی کی اولاد سے ہے لیکن میں اپنا فرزند سمجھتا ہوں" طالبین کی ایک بہت بڑی جماعت اب آپ کے گھر میں جمع ہوئی تھی اور آپ کے درس سے مستفیض ہوتی تھی۔ مگر محبت کا جو سلوک آپ سید کاظم کے ساتھ کرتے تھے وہ کسی اور کے ساتھ نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے اُن کو اپنے شاگردوں کے بڑے گروہ میں سے اس لئے منتخب کیا ہے کہ وہ آپ کے مشن کو آپ کے بعد سرگرمی کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔ ایک دن آپ کے ایک شاگرد نے آپ سے

اس کلمہ کے بارے میں سوال کیا جو وقت پورا ہونے کے بعد موعود کی زبان پر جاری ہوگا۔ اور اس قدر مہیب ہوگا کہ دُنیا کے ۳۱۳ بڑے بڑے سردار گھبرا کر اس طرح بھاگیں گے گویا وہ اس کے بوجھ سے مغلوب ہو کر بھاگ رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے اُسکو جواب دیا کہ جسکو دُنیا کے سردار برداشت نہ کر سکینگے تو تم اس بوجھ کو کس طرح اُٹھا سکو گے۔ ایک ناممکن خواہش کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ مجھ سے یہ سوال نہ کرو اور خدا سے معافی مانگو۔ لیکن جسور سائل نے اصرار کیا اور آپ سے اس کلمہ کو ظاہر کرنے کے لئے پھر سوال کیا۔ آخر کار آپ نے جواب دیا کہ "اگر تم اس دن موجود ہوئے اور تم سے حضرت علی کی ولایت کا انکار کرنے اور اُن کی صداقت کو جھٹلانے کے لئے کہا گیا تو تم کیا کہو گے؟" شاگرد گھبرا کر بولا توبہ توبہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا ایسے کلمات موعود کی زبان سے نکلیں یہ ناممکن اور بعید از قیاس ہے۔ — آہ! اُس شخص نے کیسی غلطی کی اور اُس کی حالت کیسی قابلِ رحم ہے۔ اُس کے ایمان کا وزن کیا گیا جو کم نکلا۔ کیونکہ اسکو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ جو ظاہر ہوگا ایسی قوت کا مالک ہوگا جسمیں کسی کو چون وچرا کی طاقت نہ ہوگی۔ وہ یفعل مایشاء اور یحکم مایرید کا مالک ہوگا۔ جو ایک پل کے لئے بھی تامل کرتا اور اس کی قدرت و اختیار میں شک کرتا ہے وہ اس کے فضل سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اُس کا شمار ذلیل لوگوں میں کیا جاتا ہے۔ — باوجود اس بات کے اس شہر میں شیخ احمد کو جن لوگوں نے کتبِ مقدسہ کی آیات متشابہات کے اسرار کو ظاہر کرتے سُنا تھا اُن میں بہت کم لوگ ایسے تھے جو آپکے بیانات کے معانی اور مطالب کو سمجھ سکتے تھے۔ صرف آپ کے جانشین سید کاظم ہی ایک تنہا شخص تھے جو آپ کے مقصد کو سمجھنے کا دعویٰ کر سکتے تھے۔

شہزادہ محمد علی مرزا کی وفات کے بعد حضرت شیخ احمد نے (جو ایک شہزادہ کے اس اصرار اور منت سماجت سے آزاد ہو گئے تھے کہ آپ کرمانشاہ میں رہیں) کربلا میں رہائش اختیار کی۔ اگرچہ بظاہر آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضۂ مبارک کا طواف کیا کرتے تھے مگر اِن رُسوم کے ادا کرتے وقت آپ کا دل اُس حسین میں محو ہوتا تھا جو آپ کا قبلۂ عبادت تھا۔ نامور علماء اور مجتہدین کا ایک بہت بڑا گروہ ہر وقت آپ کی ملاقات کے لئے جمع رہتا تھا اور اُن میں سے اکثر آپ کی شہرت سے حسد کرتے اور آپ کے رسوخ کو زائل کرنے میں منہمک رہتے تھے لیکن اس انہماک کے باوجود اُن کی کوششیں بے سود رہیں اور وہ علمائے شہر کے درمیان آپ کی عزت و توقیر کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ آخر کار اس نور مبین اور ہدایت کے ستارہ درخشاں کو اپنے نور کی ضیاء افشانی کیلئے مکہ و مدینہ جانے کیلئے خدا کا حکم آیا۔ آپ اِن شہروں کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں نہایت تندہی سے اپنا کام کرتے رہے۔ اور وہیں آپ نے وفات پائی۔ حضرت محمدؐ کے روضۂ مبارک کے قریب آپ دفن کئے گئے جن کے دین کو سمجھانے کے لئے آپ تمام عمر جان نثاری کے ساتھ کوشش کرتے رہے۔ کربلا سے روانہ ہونے سے پہلے آپ نے اپنے برگزیدہ شاگرد سید کاظم رشتی کو اپنی ماموریت کے راز سے آگاہ فرمایا اور ان کو ہدایت کی کہ وہ ہر روشن قلب میں اس آگ کے بھڑکانے کی کوشش کریں جو آپ کے دل میں شعلہ زن تھی۔ اگرچہ سید کاظم رشتی نے آپ کے ساتھ نجف تک جانے کے لئے بیحد اصرار کیا مگر آپ نے اجازت نہیں دی۔ اور کہا کہ "آپ کے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ آپ کوشش کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور شب و روز کوشش کریں کہ خدا کے فضل اور اس کا حکمت و محبت کے ہاتھ سے لوگوں کی آنکھوں پر پڑے ہوئے غفلت کے پردوں کو چاک کر سکیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آ چکا ہے جس کے لئے میں نے خدا سے دعائیں کی ہیں کہ مجھے اس وقت سے بچائے۔ کیونکہ زلزلۂ قیامت بہت ہیبتناک ہوگا۔ آپ بھی خدا سے دُعا کریں

کہ وہ آپ کو اس وقت کے مغلوب کرنے والے امتحانات سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی اس کی زبردست قوت کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہم سے زیادہ قوت وتحمل والوں کے لئے مقدر ہوچکا ہے کہ وہ اِس بارِ گراں کو برداشت کریں۔ وہ لوگ تمام دُنیوی علائق سے آزاد۔ فارغ اور منقطع ہونگے اور اُن کی قوت خُدا کی قوت و قُدرت سے مؤید ہوگی۔

یہ باتیں کہکر شیخ احمد نے سید کاظم کو الوداع کہی اور اُن کو تشویق دی کہ وہ اِن امتحانات کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کریں جن کا آنا ضروری ہے۔ یہ کہکر آپنے اُن کو خُدا کے حوالہ فرمایا۔

کربلا میں سید کاظم نے اس کام کو جاری رکھا جو آپکے اُستاد نے جاری کیا تھا۔ آپ حضرت شیخ کی تعلیمات کو سمجھاتے۔ آپ کے امر کی حفاظت فرماتے اور جو مسائل آپ کے شاگردوں کی سمجھ میں نہ آتے اُن کو سمجھاتے۔ آپکے شوق وجذب نے جاہل اور حاسد لوگوں میں آتشِ عداوت کو بھڑکا دیا۔ وہ چلا اُٹھے کہ ۴۰ سال تک ہم شیخ احمد کی مزعومہ تعلیمات کو برداشت کرتے رہے اور انھیں مخالفت کئے بغیر پھیلنے دیا۔ ہم اس کے جانشین سے اسی طرح کے دعووں کو برداشت نہیں کرسکتے۔ جو قیامت کے دن جسم کے جی اُٹھنے سے انکار کرتا ہے۔ جو معراج کی لفظی تفسیر کو رَد کرتا ہے جو قیامت کی نشانیوں کو اشارات وکنایات سے تعبیر کرتا ہے اور جو ان کافرانہ اعتقادات کو پھیلا رہا ہے جو کٹر اسلام کے اصولوں کو تباہ اور برباد کرنے والے ہیں۔

جوں جوں ان کے اعتراضات واحتجاجات بڑھتے گئے سید کاظم رشتی اپنی ماموریت کو پورا کرنے اور اپنے فرض کی ادائگی میں راسخ اور مستقل ہوتے چلے گئے۔ آپ نے حضرت شیخ احمد کو ایک خط لکھا جسمیں آپ نے ان اتہامات کا ذکر کیا جو آپ پر لگائے جارہے تھے اور اس عداوت ومخالفت کے متعلق لکھا جو لوگ آپکے ساتھ کر رہے تھے۔ آپنے دریافت کیا کہ کب تک میں اِن ضدی اور جاہل لوگوں کی بے تمیزی اور مذہبی دیوانگی کا شکار رہونگا۔ اور نہایت منت سے آپ نے دریافت کیا کہ حضرت موعود کے ظہور کا وقت کیا ہے۔ اِس خط کے جواب میں حضرت شیخ احمد نے لکھا کہ

"اپنے خُدا کے فضل پر مطمئن رہو۔ اُن لوگوں کے کرتوتوں سے رنجیدہ نہ ہو۔ اس امر کا راز لازمًا ظاہر ہوگا۔ اور اِس پیغام خداوندی کا بھید ضرور افشا کیا جائے گا۔ میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ میں کوئی وقت مقرر نہیں کرسکتا۔ اس کا امر "حین"[1] کے بعد ظاہر ہوگا۔ مجھ سے ان باتوں کے متعلق سوال نہ کرو جن کو اگر ظاہر کیا گیا تو آپ کے لئے باعث رنج ہونگے۔"

سبحان اللہ! آپ کا امر کس قدر اہم اور بلند ہے کہ سید کاظم جیسی بزرگ ہستی کو بھی ایسے الفاظ لکھے گئے۔ اس جواب نے سید کاظم کے دل کو اطمینان اور تسلی بخشی اور آپ نے دوچند عزم واستقلال کے ساتھ اپنے حاسد اور موذی دشمنوں کے حملوں کا مقابلہ کیا۔

حضرت شیخ احمد سنہ ۱۲۴۲ھ میں ۸۱ برس کی عمر میں فوت ہوئے اور قبرستانِ باقی میں جو مدینہ میں حضرت محمد کے روضۂ مبارکہ سے متصل ہے دفن کئے گئے۔

(مترجمہ عباس علی بٹ)

---

[1] بحساب ابجد حین کے عدد ۶۸ ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۲۶۸ھ میں حضرت بہاء اللہ پر جب آپ طہران کے قید خانہ سیاہ چال میں قید تھے وحی نازل ہوئی۔

# قیامت، کتابِ مقدّس اور قرآنِ کریم میں

مسئلہ قیامت کے متعلق ہم مختلف پہلوؤں سے بحث کر چکے ہیں۔ آج ہم اس مسئلہ پر ایک اور پہلو سے نظر ڈالتے ہیں۔

خُدا قرآن مجید کے متعلق فرماتا ہے تصدیق الّذی بین یدیہ وتفصیل الکتاب (یوسف) یہ کتاب اپنے سے پہلی کتابوں (توراۃ انجیل وغیرہ) کی تصدیق اور تفصیل ہے۔

اس نقطۂ نظر سے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ قیامت کے متعلق توراۃ و انجیل میں کیا بیانات ہیں اور قرآن مجید ان کی تصدیق کس طرح کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کو جب شریعت دی گئی تو حضرت موسیٰ نے نہایت تفصیل سے ان کو بتا دیا کہ اگر ان تمام احکام پر چلو گے تو زندگی اور برکت پاؤ گے اور اگر خلاف ورزی کرو گے تو موت اور لعنت میں گرفتار ہو گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"دیکھ میں نے آج کے دن زندگی اور نیکی کو اور موت اور بدی کو تیرے آگے رکھا۔" ــــ "میں نے زندگی اور موت اور برکت و لعنت تمھارے سامنے رکھی۔ پس تم زندگی کو پسند کرو"

لیکن بنی اسرائیل اپنے زندگی کے دور سے گذر کر آخر ہلاکت میں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے شریعتِ الٰہی کی خلاف ورزی کی اور وہ تمام دنیا میں تتر بتر کر دیئے گئے۔ جس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کو یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ تم اپنی اس موت کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ گے۔ چنانچہ چند آیات اس مضمون کی درج ذیل ہیں۔

## اٹھ کھڑا ہونا یا قیامت

خداوند عالم یسعیاہ نبی کی معرفت بنی اسرائیل کو خطاب کرکے فرماتا ہے:-

"تیرے مُردے جی اٹھینگے۔ اُن کی لاشیں اُٹھ کھڑی ہونگی۔ تم جو خاک میں جا بسے ہو جاگو اور گاؤ۔ کیونکہ تیری اوس اس اوس کی مانند ہے جو نباتات پر پڑتی ہے اور زمین مُردوں کو جن ڈالیگی۔ یسعیاہ باب ۲۶"

"آؤ ہم خداوند کی طرف پھریں۔ کیونکہ اُس نے ہمیں پھاڑا ہے۔ وہی ہمیں چنگا کریگا۔ اس نے مارا ہے وہی ہمارا زخم باندھیگا۔ وہ ہمکو اُٹھا کھڑا کرے گا۔ اور ہم اُس کے حضور میں زندہ رہینگے" (ہوشیع باب ۶)

یہ مذکورہ بالا مضمون قرآن مجید کی ان آیات سے بالکل ملتا ہے جن میں مُردوں کو جِلانے اور اُٹھا کھڑا کرنے کا ذکر ہے۔ مثلاً یہ آیت

| | |
|---|---|
| کُنتم امواتًا فاحیاکُم ثُمّ یُمیتکم ثمّ یحییکُم ثُمّ الیہ ترجعون ٥ | تم مُردہ تھے اس نے تمھیں جِلایا۔ پھر تم کو مار ڈالیگا۔ پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (سورہ بقر) |

اِس آیت میں صاف طور پر رسول کریم اپنے مخاطبین کو فرماتے ہیں کہ تم مُردہ تھے اور جِلائے گئے ہو۔

ایک اور آیت میں فرماتا ہے :-

| | |
|---|---|
| قل اللہ یُحییکم ثُمّ یُمیتکُم (سورہ روم) | خدا تم کو زندہ کرے گا۔ پھر تم کو مار ڈالیگا۔ |

## قبروں سے نِکالنا

خداوند تعالیٰ حزقیل نبی کی معرفت فرماتا ہے "اور میں تم کو قبروں سے باہر نکالونگا۔ اور اسرائیل کی سرزمین لاؤنگا۔ حزقیل باب ۳۷"

"جتنے قبروں میں ہیں اس کی آواز سُنیں گے۔ جنھوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنھوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت

کے واسطے ۔ (یوحنا باب ۵)"

قرآن مجید میں اسی بات کو یوں ذکر فرمایا ہے :-

وان اللہ یبعث من فی القبور } خدا اُن کو جو قبروں میں ہیں
(سورۂ حج) } اٹھائے گا۔

اور فرماتا ہے کہ

والموتیٰ یبعثھم اللہ (الانعام) } اور خدا مردوں کو برپا کرے گا

اور اسی قسم کی بہت سی آیات قرآن مجید میں ہیں جو تورات و انجیل کی آیات مذکورہ بالا کے ہم معنی اور ہم مقصد ہیں۔ اگر تورات و انجیل اور قرآن مجید کو ملا کر پڑھا جائے تو مقصدِ خداوندی نہایت وضاحت سے بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

## سوکھی ہڈیوں میں جان

خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اس نے مجھے خداوند کی رُوح میں اُٹھا لیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اُتار دیا...... دیکھ وہ نہایت سوکھی تھیں اور اس نے مجھے کہا اے آدم زاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں؟ ...... ان سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو! خداوند کا کلام سُنو ..... دیکھو میں تمہارے اندر رُوح ڈالوں گا اور تم جیوگے ...... سو میں نے حکم کے بموجب نبوّت کی اور جب میں نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا اور دیکھ ایک جُنبش ہوئی اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں ...... نسیں اور گوشت اُن پر چڑھ آئے ...... ان میں روح آئی اور وہ جی اُٹھے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اس نے مجھے کہا کہ اے آدم زاد! یہ ہڈیاں سارے اہل اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور اُن سے کہہ کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا۔ اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا۔ ..... میں اپنی روح تم میں ڈالونگا۔ اور تم جیوگے اور میں تم کو تمہاری سرزمین میں بساؤنگا تب تم جانوگے کہ مجھ خداوند نے کہا اور پورا کیا۔ خداوند فرماتا ہے (حزقیل ۳۷)

یہ مضمون جو آیاتِ مذکورہ بالا میں بیان ہوا ہے بالکل وہی ہے جو سورۂ یٰسین کی ان آیات میں بیان فرمایا ہے :-

قال من یحیی العظام و } وہ انسان کہتا ہے کہ ان بوسیدہ
ھی رمیم قل یحییھا } ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ کہہ
الذی انشاھا اوّل مرۃ } وہی جس نے انکو پہلی مرتبہ پیدا کیا (یٰسین)

اس آیتِ مبارکہ میں بنی اسرائیل کی پکار اور خدا تعالیٰ کا جواب جو حزقیل نبی کی کتاب میں مذکور ہے نہایت جامع طور پر مختصر الفاظ میں سب کا سب بیان کر دیا گیا ہے۔

## قوموں کی عدالت

قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

ان الذین امنوا والذین ھادوا
والصابئین والنصاریٰ } مسلمانوں، یہودیوں، صابیوں، عیسائیوں
والمجوس والذین اشرکوا } زرتشتیوں اور بت پرستوں کے درمیان
ان اللہ یفصل بینھم } خدا قیامت کے دن فیصلہ اور عدالت
یوم القیامۃ (سورۂ حج) } فرمائے گا۔

اس آیتِ مبارکہ میں واضح طور پر اہلِ مذاہب کے نام لے کر اُن میں عدالت کرنے کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے مطابق کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ "اے خدا تو راستی سے لوگوں کی عدالت کریگا اور زمین پر اُمتوں کی ہدایت فرمائے گا۔ (زبور ۶۷)"

"وہ آتا ہے۔ وہ زمین کی عدالت کرنے آتا ہے۔ وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے لوگوں کی عدالت کریگا (زبور ۹۶)"

"وہ زمین کی عدالت کرنے آتا ہے۔ وہ صداقت سے دنیا کی اور راستی سے اُمتوں کی عدالت کریگا (زبور ۹۸)

"ایک غوغا زمین کی سرحدوں تک پہنچا ہے کہ خداوند قوموں سے جھگڑیگا۔ وہ سارے بشر کی عدالت کریگا۔ (یرمیاہ ۔ ۲۵)

دانیال نبی اپنی رویا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے

"میں یہاں تک دیکھتا رہا کہ کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام بیٹھ گیا۔ اس کا لباس برف سا سفید تھا اور اس کے سر کے بال صاف ستھرے اون کی مانند ...... ہزاروں ہزار اس کی خدمت میں حاضر تھے اور لاکھوں لاکھ اس کے آگے کھڑے تھے۔ عدالت ہو رہی تھی۔ اور کتابیں کھلی ہوئی تھیں (دانیال ۷)"

حضرت مسیح آنیوالے ظہور موعود کے بارے میں بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں "جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئینگے تو اسوقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائینگی۔"

خوب غور سے ملاحظہ کیجئے کہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور تورات وانجیل کی یہ آیات ایک ہی مقصد کو بیان کرتی ہیں۔ اگر ہم خدا کے کلام کے ایک حصہ سے ہی دوسرے حصہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تو مسائل کس قدر آسان ہو جائیں۔

قرآن مجید میں حالات یوم موعود بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفها ربی نسفا فیذرها قاعا صفصفا لا تری فیها عوجا ولا امتا | پہاڑوں کی نسبت تجھ سے پوچھتے ہیں۔ ان سے کہدے کہ خدا انکو ہموار کرکے ایسی صاف جگہ بنادیگا جسمیں کوئی کجی ناہمواری اونچ نیچ نہ ہوگی |

اس آیت مبارکہ میں مقصد حقیقی یہ ہے کہ ظہور حق کے راستہ میں جو رکاوٹیں خیالات واوہام کی پہاڑ بن کر کھڑی ہوتی ہیں وہ سب اٹھادی جائینگی اور راستہ صاف کر دیا جائیگا۔ چنانچہ یہی بات کتاب مقدس میں اس طرح وارد ہے:۔

"بیابان میں ایک منادی کرنے والے کی آواز۔ تم خداوند کی راہ درست کرو۔ صحرا میں ہمارے خداوند کے لئے ایک سیدھی شاہراہ تیار کرو۔ ہر ایک نشیب اونچا کیا جائیگا اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ناہموار جگہیں ہموار کی جائینگی اور خداوند کا جلال آشکار ہوگا اور سب بشر اسے ایک ساتھ دیکھینگے کہ خداوند کے منہ نے یہ فرمایا ہے۔ (یسعیاہ باب ۴۰) اور فرماتا ہے کہ

"میں انھیں ان راستوں پر جن سے وہ آگاہ نہیں لے چلونگا میں ان کے آگے تاریکی کو روشنی اور اونچی نیچی جگہوں کو میدان کر دونگا (یسعیاہ باب ۴۲)

## آسمان۔ چاند۔ سورج

قرآن مجید میں فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب | یوم موعود میں ہم آسمان لپیٹ لینگے جس طرح کاغذ لپیٹے جاتے ہیں |

کتاب مقدس میں یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا ہے۔

"آسمان کاغذ کی طومار کی مانند لپیٹے جائینگے بلکہ اُن کا سارا جتھا یوں جھڑ جائیگا جیسے کہ تاک سے انگور اور انجیر کے درخت سے کملایا ہوا پات جھڑ جاتا ہے کہ میری تلوار آسمان میں مست کرائی جائے گی۔ دیکھو وہ ان لوگوں پر جن کو میں نے حرم کر دیا ہے عدالت کرنے کو اترے گی۔ (یسعیاہ ۳۴)

"اے آسمانو! اوپر سے ٹپک پڑو۔ ہاں بدلیاں راستبازی کو برسائیں۔ زمین کھل جائے اور نجات وصداقت سے پھلے"

قرآن مجید میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| فارتقب یوم تأتی السماء بدخان مبین | آسمان اس دن سراسر دھواں ہو جائے گا۔ |

اسی کے مطابق یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا ہے کہ "میری

اے میری اُمّت! میری طرف کان دھر اے میرے گروہ! کہ ایک شریعت مجھ سے رائج ہوگی اور میں اپنی مشروع کو قوموں کی روشنی کے لیے قائم کرونگا ...... اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاؤ اور نیچے زمین پر نگاہ کرو کہ آسمان دھوئیں کی مانند غائب ہو جائینگے اور زمین کپڑے کی طرح پرانی ہوگی ...... پر میری نجات ابد تک رہیگی اور میری صداقت موقوف نہ کی جائے گی (یسعیاہ ۵۱ب)

اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ باتیں جو اوپر مذکور ہوئیں فنائے عالم کے وقت ہونگی تو یہ بالکل درست نہیں۔ اور کتاب مقدس کی تصریحات کے قطعاً خلاف ہے۔ چنانچہ اسی قسم کی باتوں کا ذکر خدا تعالیٰ حزقیل نبی کی معرفت یوں فرماتا ہے

"چاند مضطرب ہوگا اور سورج شرمندہ۔ جس وقت ربّ الافواج کوہِ صیہون پر اور یروشلم میں اپنے برگزیدوں کے گروہ کے آگے حشمت کے ساتھ سلطنت کریگا (یسعیاہ ب۲۴م)"

اور قوم کی تباہی کے متعلق فرماتے ہوئے یوں فرماتا ہے:۔

"جب میں تجھے بجھاؤنگا تو آسمان کو ڈھاؤنگا اور اس کے ستاروں کو بے نور کرونگا۔ سورج کو بدلیوں تلے چھپاؤنگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا۔ اور میں آسمان کے سارے روشن ستاروں کو تجھ پر تاریک کرونگا۔ اور میری طرف سے زمین پر تاریکی چھا جائے گی۔ خداوند یہوواہ کہتا ہے (حزقیل ب۳۲)" "تب خداوند نے مجھے کہا میرے گروہ اسرائیل کی اجل آپہنچی۔ میں پھر ان سے درگذر نہ کرونگا اور اس دن میں قصر کے نغمے نوحے ہو جائینگے ...... اور اس دن میں یوں بھی ہوگا۔ خداوند یہوواہ فرماتا ہے کہ میں ایسا کروں گا کہ سورج دوپہر کے وقت غروب ہو جائیگا اور میں روزِ روشن میں سرزمین کو اندھیرا کر دوں گا۔ میں تمھاری عیدوں کو ماتم سے اور تمھارے نغموں کو نوحے سے مبدل کرونگا۔

(عموس باب ۸)

آسمان، سورج اور چاند ستاروں کا ذکر ایسے طرز میں کرتے ہوئے قومی ہلاکت کا وقت بیان کیا گیا ہے۔ اس کی شہادت ایک یہ بھی ہے کہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں بابل کی تباہی کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے "دیکھو خداوند کا دن آتا ہے جو غضب میں اور قہر شدید میں سخت درشت ہے۔ تاکہ ملک کو ویران کرے اور گنہگاروں کو اس پر سے نیست و نابود کرے کہ آسمان کے ستارے اور کواکب روشنی نہ چمکائینگے اور سورج طلوع ہوتے ہوتے اندھیرا ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا (یسعیاہ ب۱۳)

اب ظاہر ہے کہ بابل کی تباہی کے وقت سورج چاند ستارے کب تاریک ہوئے۔ البتہ ہلاک ہونیوالی قوم کے لئے یہ سب باتیں واقعی طور پر ہوگئیں۔ کیونکہ جان نہیں تو جہان نہیں۔ سورج اور چاند کے اندھیرے ہو جانے کا ذکر خداوند کے یومِ عظیم کے ساتھ آتا ہے جس کے بعد خداوند یروشلم اور صیہون کے پہاڑ پر اپنے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ یوئیل نبی فرماتا ہے:۔

"سورج اندھیرا اور چاند لہو ہو جائیگا۔ پیشتر اسکے کہ خداوند کا خوفناک اور بڑا دن آپہنچے اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی خداوند کا نام لیگا وہ نجات پائیگا کہ صیہون کے پہاڑ پر اور یروشلم میں جیسا کہ خداوند نے فرمایا ہے ان باقی لوگوں کے ساتھ وہ جن کو خداوند جلائیگا۔ وہ جو چھڑائے گئے ہیں ہونگے (یوئیل ب۲)

"اور دیکھ انہی دنوں میں اور اسی وقت میں جب یہوواہ یروشلم کے اسیروں کو پھیر لائے گا تب ساری قوموں کو اکٹھا کرونگا" تو میں بیدار ہو جائیں اور یہوسفط کی وادی میں آئیں۔ کیونکہ میں وہاں جلوس کرونگا۔ تاکہ چاروں طرف کی قوموں کی عدالت کروں۔ گروہ پر گروہ انفصال کی وادی میں ہے کیونکہ خداوند کا دن انفصال کی وادی میں آپہنچا۔ سورج اور چاند اندھیرے ہو جائینگے اور ستارے اپنی روشنی بخشنے سے باز آئینگے۔ کیونکہ خداوند صیہون میں نعرہ ماریگا اور یروشلم میں سے اپنی آواز بلند کرے گا۔ اور آسمان زمین کانپیں گے۔ لیکن خداوند اپنے لوگوں کی پناہ گاہ اور بنی اسرائیل کا محکم قلعہ ہے۔ سو تم جانوگے کہ میں خداوند تمھارا خدا ہوں جو صیہون کے

اپنے مقدس پہاڑ پر رہتا ہوں (یوایل ۳ب)

ایک اور عبارت جو سورج چاند کی تاریکی کے مقصد پر روشنی ڈالتی ہے وہ بھی ہے جو ایک زورآور اور فتحمند قوم کی ظفرمندی کا ذکر کرتے ہوئے یوئیل نبی نے یوں بیان کی ہے :-

"اُن کے آگے آگے ایک آگ ہے جو کھالیتی ہے اور انکے پیچھے پیچھے ایک شعلہ جو جلاتا جاتا ہے اُن کے آگے زمین باغ عدن کے مانند ہے اور اُن کے پیچھے زمین ایک ویران بیابان ہے ......

وہ ایک زورآور قوم کی طرح جو لڑائی کے لئے صف باندھتے ہیں مستعد ہیں۔ اُن کے روبرو لوگ تھرتھراتے ہیں۔ ہاں سب چہروں کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ اُن کے آگے زمین کانپتی، آسمان تھرتھراتے۔ سورج اور چاند تاریک ہو جاتے ہیں۔ سارے ستارے اپنی روشنی دینے سے باز آتے ہیں اور خداوند اپنے لشکر کے آگے اپنی آواز سنائے گا۔

(یوایل باب ۲)

---

## مذاہبِ عالم

- یہ کتاب جناب پروفیسر پریتم سنگھ صاحب ایم اے نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اسلام دینِ موسوی۔ دینِ مسیحی۔ ہندو دھرم۔ جین دھرم۔ بدھ دھرم۔ دینِ بہائی وغیرہ مذاہب عالم پر تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی ہے۔ بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کیلئے شائقین پڑھ کر خوش ہونگے۔ لکھائی چھپائی۔ کاغذ بہتر ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲ر (بارہ آنہ)

ملنے کا پتہ :- جناب پروفیسر پریتم سنگھ ایم۔ اے۔ ۳۹ ٹمپل روڈ۔ لاہور

## حکیمِ دکن

- یہ ایک طبی رسالہ ہے جو جناب حکیم محمد ظفرالدین صاحب ناصر کی زیرِ ادارت شفاخانہ حکمت نگر یونانی طبی بورڈ دفتر حکیم دکن حیدرآباد دکن سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے جو بہترین طبی معلومات فراہم کر رہا ہے۔ اسکے علاوہ مختلف امراض کے مجرب نسخہ جات بھی بغرض رفاہِ عام پیش کرتا ہے۔ اپنے موضوع پر عمدہ رسالہ ہے۔ اَرباب ذوق ضرور فائدہ اٹھائیں

قیمت سالانہ دو روپیہ ہے

## ہمارے مُربّی اور اُن کی تعلیم

"کتاب مذاہب عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ جسمیں جملہ بانیانِ مذاہب عالم کی مختصر تاریخ اور انکی مفصل تعلیمات بیان کیگئی ہیں۔ تعلیمات ثابت کرتی ہیں کہ تمام مذاہب اصل میں ایک ہی ہیں اور ان کی تعلیمات ایکدوسرے کی مخالف نہیں ہیں۔ جو لوگ اتحاد مذاہب کی تحقیق کے خواہاں ہیں اُن کیلئے یہ کتاب معلومات کا بہترین آئینہ ہے اور اعلیٰ فوائد پر مشتمل ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کا ایک ایک نسخہ ہر گھر کے اندر ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ نفیس ہے

قیمت بارہ آنہ ہے۔ پتہ۔ پروفیسر پریتم سنگھ ایم۔ اے ۳۹ ٹمپل روڈ لاہور

# نوعِ اِنسان کا حشر

## دینی احساس کی دوبارہ بیداری

محترمہ شیریں فوجدار کی تقریر بمبئی میں

بہائی ہال بمبئی میں تقریر فرماتے ہوئے محترمہ شیریں فوجدار نے فرمایا کہ جب انسان کے تخریبی جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں تو سیاسی صنعتی اور اقتصادی حالات سخت خطرہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔ انسانی عقل تخلیق و تجویز کر سکتی ہے لیکن جذبات پر حکومت کرنا اُس کے بس کی بات نہیں۔ انسان میں سب سے بڑا جذبہ دینی جذبہ ہے۔ یہی وہ طاقت ہے جو اخلاق پر حکومت کرتی ہے اور انسانی جذبات کو قابو میں لاکر ان روحانی اور مہذب قوتوں کی طرف لے جاتی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک دین ہی نے انسانی تہذیب و تمدن کو اپنے سانچے میں ڈھالا ہے۔ قدیم ایرانی تمدن حضرت زردشت کی تعلیمات پر قائم ہوا تھا۔ اگرچہ اس وقت حضرت زردشت کے دین کو قدرتی انحطاط نے گھیر رکھا ہے پھر بھی آپکے ماننے والوں کے اخلاق، ان کے چال چلن اور ان کا کاروباری اخلاق دوسروں سے اعلیٰ ہے۔ حضرت موسیٰ کی تعلیمات پر چلنے سے یہودیوں کے اخلاق باقی قوموں کے تمدن سے کہیں زیادہ بڑھ گئے تھے۔ حضرت موسیٰ کی شریعت سے جس تمدن کی بنیاد پڑی تھی وہ نہایت ہی عادلانہ، منصفانہ چال چلن کو ظاہر کرتی تھی۔

**راجہ اشوک کی مثال۔** راجہ اشوک جو ہندوستان کا بہت بڑا بادشاہ تھا اُس نے ہندوستان سے جنگ کو بالکل اُٹھا دیا تھا اور اُس کی جگہ امن قائم کیا تھا۔ حضرت بدھ کی تعلیمات کے زیر اثر ہندوستان نے راجہ اشوک کے ماتحت فارغ البالی اور مسرت کے لاثانی زمانہ کو دیکھا تھا۔ حضرت بدھ کے دین نے ہی چین اور جاپان کے ملکوں میں نئے تمدن کی بنیاد ڈالی تھی۔ ایک ایسی دنیا میں جب ظلم و ستم اور عیش و عشرت کا دور دورہ تھا حضرت مسیح کی محبت اور پاکیزگی اور بُردباری کی تعلیمات نے زندگی کے سوتے ہوئے آتش فشاں کو بھڑکا دیا تھا اور اس سے نکلی ہوئی آگ نے دنیا کو ظلم سے پاک کر دیا تھا۔

اسلام کی تاریخ درحقیقت ایک نہایت ہی طاقتور اور ایک قوم کے زبردست سریع الحرکت عروج کی تاریخ ہے۔ جسمیں اخلاقی قوت کی اسقدر تیز ترقی پہلے کبھی اس دنیا میں نہ دیکھی گئی تھی۔

**ایک نئی آواز** —— بدقسمتی سے ان دینوں کے اثرات کم ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ مادیت۔ حرص اور لالچ نے دینی جذبات کو بالکل قلع قمع کر دیا ہے۔ اسلئے یہ ضروری تھا کہ دین کے اصل جذبات کو دوبارہ تر و تازہ کیا جائے۔ پس ایران میں حضرت بہاء اللہ نے خُدا کی طرف سے آواز بلند کی اور ایک نئی دینی تحریک شروع کی۔ دنیا کے اوضاع و اطوار اس بات کے مقتضی تھے کہ اب جو پیغام خدا کی طرف سے آئے وہ ساری دنیا کے لئے آئے۔ کیونکہ اب دنیا کے مختلف ممالک ایکدوسرے سے علیحدہ علیحدہ نہیں بلکہ تمام دنیا ایک مُلک بن گئی ہے۔ وہی دینی جذبہ جس نے خاندانوں سے قبائل۔ قبائل سے اقوام بنائی تھیں اب تمام دنیا کی اقوام کو ایک قوم بنانے کیلئے حضرت بہاء اللہ کے ذریعہ ظاہر ہوا ہے۔ یقین ہے کہ یہ عالمگیر پیغام انسان کے خوابیدہ قلوب میں دین کی اصلی روح کو دوبارہ پیدا کریگا اور محبت اللہ کی آگ پھر قلوب میں بھڑک اٹھیگی اور موجودہ کھلبلی اور خرابی کے بعد ایک نیا روحانی تمدن دوبارہ قائم ہوگا۔

لیکچر کے بعد مجلس کے رئیس جناب مہتہ نے فرمایا کہ بہائی تعلیمات عالمگیر اخوت کا درس دیتی ہیں [illegible]

قسمتِ فارسی

# شهادتِ مستشرقین و دانشمندان دربارهٔ امر بهائی

## بقلم ارنست رنان

(نقل از کتاب "حواریین" تالیف رنان طبع لوی - پاریس سال ۱۸۶۶)

قرآن مامانند ازمنهٔ پیشین شاهد نهضتهای دینی بزرگ و فوق العاده بوده. نهضتهائی که آتش غیرت ولنشاط در صدور برافروخت و تمامی مزایا و محسنات جلوه نموده جمّ غفیری را به جانبازی و شهادت مبعوث کرد و هنوز معلوم نیست در مستقبل چه اثراتِ بزرگی در بر دارد.

در اینجا مقصودِ من طائفهٔ مورمن ها MORMONS نیست (طریقه ای از مسیحیت که در قرنِ نوزدهم در امریکا آغاز شد معتقد به تثلیث دو واسطهٔ حق هستند و دارای کنیسه و عقائدِ مخصوص میباشند) کمیارهٔ لحاظ بقدرے پست و فرومایه اند که انسان نمی تواند بنظرِ جدی و عمیق بآنان نظر نماید.

معذالک اطلاع بر احوالِ این طائفه تا اندازه ای از برائے مزید اطلاعات مفید است که ملاحظه کنیم در اواسطِ قرنِ نوزدهم هزارها نفوسِ بشری از نژادِ ما در معجزات بسر برده و با عقیدهٔ کورکورانه معتقدند این معجزات را دیده و احساس نموده اند و اینک نشریاتے موجود است که عقائدِ مورمنی را با علوم و معارف تطبیق میدهٔ و آنچه مبشر قابلِ اهمیت است اینکه فرقهٔ مزبوره که اساسش بر شیادی و مکر گذارده شده توانست نوعے از تحمّل و از خود گذشتن بظهور رساند و در طی پنج قرن بزرگان این طائفه سعی خواهند کرد حقیقتِ خود را بوسیلهٔ معجزات و خوارقِ عادات اثبات کنند.

امّا دیانتِ بابی که از اُفقِ ایران طلوع نموده بلحاظهای دیگر بسیار قابلِ ملاحظه و اهمیت است و جلی بسیار رو عفت و تسلیم للنفس بدونِ هیچگونه داعیه و مقاصدِ شخصی متصف بزهد و تقوای الٰهی مانند اسپینوزه متواضع و محجوب (یکی از فلاسفه و نویسندگان بسیار معروف قرنِ هفدهم که در هلند میزیست دارای افکارِ معقول در جمیع امور مخصوصاً الٰهیات است و موسسِ حکمتِ جدید غرب می باشد) با اینحال خود را در صفِ مظاهرِ الٰهیه و قادر بر خوارقِ عادات مشاهده نمود در راسِ دیانتی قرار گرفت و جمّ غفیر از نفوس با کمال شوق و ذوق و نهایت تمسّک و اطاعت از سرِ جان فرمانش بر گردن نهاده و انقلابی مانندِ اسلام تاسیس نمود هزاران شهدا در سبیلِ محبّتش با کمال ذوق و شغف بمشهدِ فدا شتافتند از جملهٔ مظالم خونریزی عجیبے نسبت به بابیان روزے در طهران بوقوع رسید که تاریخِ عالم تاکنون نظیرش را مشاهده ننموده است (درآن روز در کوچه و بازارهای طهران وقائع نگارے حکایت میکند منظرهٔ ای عجیب مشاهده نمود که ممکن نیست هیچگاه نفوس فراموش نمایند و امروز که باز این سخن بمیان میآید خاطرهٔ فجیع اعمال و رفتارِ ناهنجاری که درآن روز اراذل و اوباش بظهور رساندند باری از رعب و وحشت بر قلب مستولی نموده و با وجود آنکه تا حال سنین متوالیات میگذرد ذرّه ای از اثراتِ آن کاسته نشده است در میانِ جماعتی از زنان و اطفال خونخوار عضلات برهنه و عریان بدنی مشاهده میشود با شمع آجین گشته شمعها مشتعل و سوزان و در مواضع و جراحاتِ بدن قرار دارد اراذل و اوباش ذبیحه ها و قربانیانِ خویشرا با طناب میکشند و با تازیانه بپای خود بقربانگاه میبرند اطفال و نسائے چند در این میان بجلو آمده این آیه تلاوت مینمایند انّا لله و انّا الیه راجعون - صدایشان در فضا طنین انداز

میشود وسکوت عمیق آن جمع فرومایه وستمگار را می شکند همینکه یکی
از شهداء که بقربانگاه روان است بر زمین میافتد او را بضرب
تازیانه یا سر نیزه بلند مینمایند سیل خونین از جمیع اعضاء وجوارحش
جاری است از نو آن دم قوت ونشاط یافته بوجد وطرب میآید
درقص کنان پای کوبان باشوق وشعفی زایدالوصف بانگ میزنند
"فدیک بلائت من الله ورجعت الیه" در این اثناء بعضی از
اطفال در اثنای طریق بیهوش میشوند وزندگی فانی را وداع میکنند
ستمگاران اجساد اطفال را بزیر پای آباء وخواهران میافکنند
وآنان بلاآنکه دیگر بر اجساد نظر براندازند از روی اطفال میگذرند
دسته ایکه بقربانگاه میرسند اراذل واوباش بار دگر بمظلومان
دلالت میکنند از دیانت خویش تبری جوئید تا نجات یابید.
یک دسته از این مردم فرومایه بپدری خطاب میکنند که اگر از
عقیدهٔ خویش نگذرد در روی سینه پدر خنجر خنجر دو پسر خواهند
کشید این دو پسر در سن صباوت اند برادر ارشد ۱۴ سال از
سنین حیاتش میگذرد باخون خویش محمر ورنگین گشته عضلات
بدنشان آماس نموده وباکمال خونسردی بخطاب ستمگاران گوش میدارد
پدر نیز الجبین بر زمین دراز میکشد وجواب میدهد باکمال میل حاضرم
نوای خویش انجام دهید برادر کهتر با نهایت ذوق وشعف الحاح
میکند من بزرگترم ونظر باولویت اول حق مرا ادا کنید نخستین
خنجر بر حنجر من کشید وجانم در راه دوست بستانید. باری قطعی ما انقضی
ظلمت شب تودهٔ اجساد وعضلات شرحه شرحه را فرا گرفت سرها
بحالت دسته جمع برفراز قاپوق افراشته شد ودسته های گلاب
در آن حوالی واطراف بجانب اجساد روان گردیدند.
این تفصیل دیگرے نگارنده از منابع موثوق بدست آورده
در آن اینکه بعضی از پیروان این دیانت که بمشهد فدا می بردند
بدهان توپ بسته فتیله طویلے مشتعل نمودند فتیله بآرامی وطمانیت
میسوخت ستمگاران تکلیف کردند از مولای خود حضرت باب تبری
جوئید تا قبل از آنکه آتش بمواد محترقه توپ رسد فتیله را قطع نمایند
مظلومان بازو بجانب آتش کرده استدعا والتماس نمودند بکار خویش
مشغول باشید ودر سعادت واقبال ما شتاب نمائید.

این وقائع در سال ۱۸۵۲ بظهور رسید طائفهٔ مزدکیان نیز
درتحت جور وجفای خسرو پرویز در سیل خونین آغشته شدند فداکاری
وجان بازی بےغش وریب از برای ملل واقوام بی پیرایه مسرت بخش
وجان افزا وحتی نزد شان لازم وضروری است در مورد بابیان
دیده شده است نفوسی که تازه بشرف ایمان فائز شده بودند بپای خویش
بمشهد فدا شتافته عقیدهٔ خویش برملا ساختند تا بجمیع مظلومان ملحق
گردند حقیقة چقدر شیرین وگوار است شربت بلا در کام کسانیکه در
راه مقصود تحمل مصائب وبلایا کنند دربسیاری از موارد نفس شهادت
جان بازی سبب اطمینان قلوب وانجذاب ارواح بوده.

یکی از اصحاب حضرت باب که در بلای مبارک سهیم وشریک بود
در معیت آنحضرت در سربازخانه تبریز بدار آویخته شد در آخرین نفس حیات
که انتظار مرگ وتسلیم جان میکشید کلمه ئی بر زبان نراند جز آنکه اظهار داشت
"مولای بزرگوار من آیا اکنون از من راضی هستید؟"

## بقلم سر فلیندرز پیتری

نهضت بهائی که از افق ایران طلوع نموده باید متمم ومکمل دیانت
مسیحی گردد همواره باید بخاطر داشت که تا چه اندازه پیشرفت
افکار مسیحیت لاتین نسبت بمقاصد عالیه وافکار مسیحی که در
صدر دیانت مسیح جلوه وبروز نمود کند وبطئ است.

# ظهورِ حق

پیوسته بگذشته

کیفیتِ سوم آنکه شخص پیغمبر را شاید که آنچه اظهار و عمل بآن مینماید خود نیز آن امر را دلیل حقانیتِ دعوی خود و معجزهٔ پیغمبریِ خویش و برهانِ معرفتِ امر حق قرار دهد نه آنکه با وجود بری و بی نیاز بودن آنحضرت دوستِ نادان و امّتِ او برحسب میلِ خواهش خودشان آنگونه امور را موافقِ فهم و سلیقهٔ عوام نسبت دهند و حجّت و معجزه شمارند البته این قولِ قابلِ قبول و ثابت و صحیح نیست.

کیفیت و نتیجهٔ چهارم آنست که معجزات باید قسمی از هر نبیّ حقّی ظاهر شود که جمیع خلق از آنمیان مثل آن عاجز و ناتوان باشند و همه کس درک و فهم معجزه بودن آنرا برحسب ادراک خود بتوانند نمود چونکه اهالی شرق و غرب چه حاضرین و چه غائبین چه دوران دور و چه نزدیکانِ نزدیک کلّ مکلّف بایمان و قبول امر و اطاعت هستند هرگاه ظهورِ معجزات و بروز خوارقِ عادات قابلِ فهم عامه نباشد و دائم نماند پس بر دوران و غائبین هر زمان هیچ مجالِ رد و نباید مؤاخذه و مسئولیت نخواهد بود و کلّیهٔ تکلیف از گردنِ عوام و سائرِ اقوامِ بعیده ساقط میشود این بسیار واضح است که رسولانِ خدا فقط محض هدایتِ نزدیکان و حاضرینِ هر زمان نیامده اند بلکه برای نجاح و فلاح و هدایت و سعادتِ عمومِ خلقِ عالم ظاهر شده و میشوند چه کسانیکه در ملک موجود و حاضرند و چه آنهاکه بعدها بوجود آمده و می آیند البته اظهار امر الله و ارائهٔ طریق بجهتِ رشد و حجّتِ الهیّه بالغ بر جمیع بوده و تکلیفِ قبول کردنِ همه شنوندگان ندا وارد است لزوماً معجزاتِ همهٔ انبیاء الله ابدی است و ببقای هر شریعتی باقی و برقرار خواهد بود چه اگر آن معجزاتِ صادره دائمی و باقی نباشد مردمانی که بعد از صعودِ آن شموسِ طالعه در هر زمان و مکان موجود شده و میشوند دلیلی برای اثباتِ آن امر نداشته و ندارند و هرگز ایمان بحقائقِ الیقان نیاورده و تصدیق بصدق و تحقیقِ یقین نتوانند نمود دائماً در شک و ریب خواهند بود بجهتِ اینکه هیچکدام در یوم ظهور حاضر نبوده و هیچیک آن معجزات را بچشم خود ندیده و در یافتِ فیضِ حضور و درکِ حقیقتِ نور نکرده اند پس تکلیفِ آنها چیست و بچه دلیل بایستی آن اوامرِ حقّه را قبول کنند و اذعان بآن نموده و ایمان بیاورند هرگاه خداوندِ عالَم برسول و پیغمبرِ خود معجزه که در زمانِ خودش فقط بعضی بتوانند فهم و درک نمایند. جمعی دیگر محروم شده فهم و درکِ آن معجزه را نتوانند و کسانیکه غائب و بعید اند از ان معجزه واقعه و عطیّهٔ الهیّه بی نصیب شوند آن عینِ بی عدالتی بلکه نهایتِ ظلمست و هرگز خداوند قادرِ عادلِ بصیر بآن راضی نخواهد بود چه که فضل خداوندی عام است و رحمتش شاملِ حالِ تمام در هر زمان. انبیا و رسولانِ خود را برای هدایت و تربیتِ همه عبادِ خود فرستاده و میفرستد با کمالِ معجزه اینکه همه مردمانِ جهان آنرا درک و فهم و قبول بتوانند نمود امّا این قبیل معجزاتی که خلق برسولانِ خدا نسبت داده و میدهند

هیچ مناسبتی با امر یفعل ما یشاء و اراده یحکم ما یرید نداشته و ندارد و قابل قبول عامه نیست و الّا آنکه معجزات مذکوره را هیچیک از انبیاء در حین اظهار دعوی ظاهر نکرده و با خود پیشه همراه نداشته تا سبب هدایت و تصدیق عامه شود و بر عالمیان اثبات نبوّت جامعه و حقیقت تامه کند ثانیاً آنکه این قبیل معجزات مذکوره هیچ منوط و مربوط بادّعا و وضع حالات و سکنات آنها نبوده و نیست تا دلیل حق و صدق بودن آن ادّعا گردد و ثالثاً اینکه هیچیک از انبیاء و رسولان خدا اینگونه اقوال واهیه خلق را میزان راستی خویش ندانسته و دلیل معرفت حق قرار نداده اند تا حجّت باقیه باشد و دلالت بر آفتاب ابدیّه کند رابعاً اینکه حضور بهم رسانیدن همه خلق در یکجا و بچشم خود دیدن آن قسم معجزات شفاهی درک و فهم نمودن آن محال و ممتنع است زیرا هیچ نمونه و آثاری از این قبیل معجزات خیالی در عالم مشهود برقرار و باقی نبوده و نخواهد بود تا مردمان بعد از آن زمان بچشم خود مشاهده کنند و درک و فهم نمایند و صدق و کذب با سحر و معجزه بودن آن بر همه مردمان جهان واضح و نمایان شود بدقّت تفکر و عطف نظر نمائید ببینید که آیا اینگونه معجزات خیالی دلیل کافی و حجت باقی و میزان وافی و سبب اطمینان و تسلّی خاطر همه بندگان الهی شده و میشود حاشا و کلّا بتحقیق یکی از پیغمبران خدا حضرت موسی بود که خداوند آنحضرت را برای نجات و هدایت قوم خود مبعوث فرمود از جمله کار بزرگی که کرد که جمیع خلق عالم بکردن مثل آن عاجز و قاصر بودند این بود که بدون اسباب ظاهره ملکی در پای تخت مثل فرعون پادشاهی برخلاف میل و عقیده او و همه مردمان آن حدود قیام نمود و ادّعای نبوّت و پیغمبری کرد و فرمود

که شاه و رعیت و اغنیاء و علماء و قوی و ضعیف بلکه جمیع خلق باید مرا متابعت و پیروی کنند و مطیع و منقاد گردند. خوب در این مسئله تفکر و تعمق نمائید ببینید و بفهمید که آیا چه چیز او را بر اظهار این امر و اجرای چنین عملی وا داشت و از چه مبدئی ادّعا نمود. اگر چنانچه تائیدات الهی و جنود سمائی و نفثات روح قدسی با او نبود چگونه یک تن تنها بدون پول و زور و توپ و تفنگ و اسبابهای ظاهره دنیوی جرأت چنین ادّعای بزرگی و تاب مقاومت و مقابله تواند نمود خلق عالم اظهار چنین امری و اجرای چنین عملی در مقابل همه قوای همه سلاطین دنیا نتوانند نمود و هرگز از عهده این کار بر نیایند پس معلوم شد که اگر نفس واحدی بدون اسباب ظاهره ملکی ادّعای چنین امر بزرگی و اظهار چنین قدرتی نمود و در نهایت مظلومیت زیست و استقامت کرد و قیام بر اجرای آن امر فرمود و عاقبت الامر پیش برد و مؤیّد و منصور گردید آن امر بازیچه و خودسرانه نیست بلکه با مر و اراده یگانه خداوند عادل یفعل ما یشاء است و وقوع اینگونه امور و اجرای آن در هر ظهور معجزه بسیار بزرگیست که همه مردمان جهان از اتیان بمثل آن عاجز و ناتوانند زیرا که اینگونه حالات از خوارق عادات و عملیات ما فوق الطبیعه و خارج عالم بشری است و این دلیلی است قاطع و برهانی است لائح. اگر منصفانه در آن تأمل و تفکر شود ادراک و تصدیق مینماید که یکنفر بدون اسباب ظاهره از مقاومت پنج نفر عاجز است. هرگاه نفس واحد مقدسی بدون وسائل ملکی و وسائط ظاهری از جانب خدا برخلاف میل و آراء همه اهل دنیا اظهار چنین امری و قیام و اقدام بچنان عملی نماید و حرفی بزند که مخالف و سلیقه همه مردم دنیا باشد و از نتیجه آن مقصد را

از پیش نبرد و امر و ارادهٔ او جاری شود بسیار واضح است
که این امر بمساعی بشری و آن عمل بقوای ظاهرهٔ خلقی نیست
و هیچ تعلقاتِ شخصی و مقاصدِ ملکی و ارادهٔ ظاهری در نفس مدّعی
یقیناً نبوده و نخواهد بود مگر تائیداتِ آسمانی و قوای غیبی الهی
و نفثاتِ روحِ قدسی که همیشه شاملِ حال و مؤیّد و معینِ گفتار
و کردار و رفتارِ آن پیغمبرانِ دادار و برگزیدگانِ حضرتِ
کردگار بوده و همیشه هست و خواهد بود آن بسیار امر بزرگیست
خارق العاده که از معجزاتِ واضحه و دلائلِ ساطعه و براهینِ قاطعه
و آیاتِ باهره و حجّتِ کافیهٔ باقیه شمرده میشود که هیچ محلِ تأمّل
و انکار نیست دیگر ملاحظه فرمائید که خلقِ عالمِ عنصری آیا هیچ از
راحتِ ظاهری و خیالات و اعتباراتِ شخصی و خوشی و مراتبِ
جسمانیِ خود گذشته و میگذرند خیر بلکه از سرِ خاری و یا
از راسِ ابرهٔ فرار کرده و عاجز و ناتوان می شوند. امّا
پیغمبرانِ خدا و همه مظاهرِ امر الله از جمیعِ دنیا و مافیها
در سبیلِ رضای خدا گذشته و میگذرند و هرگونه بلایا و رزایا
را بجهتِ اعلاءِ کلمة الله و انتشارِ امر الله بر وجودِ مبارکِ
خود حمل نموده در مقابلِ جمیعِ اعداء زیست و استقامت
فرموده و عاقبت الامر بدونِ اسبابِ ظاهرِ دنیویّه
بر تمامی اهلِ ارض غالب شده و فائق آمده و میآیند
اینست قدرت و سلطنتِ عظمیٰ اینست معجزه و موهبتِ کبریٰ
که همیشه انبیاء دارا بوده و هستند چنانکه از علامت
و آثار و بشارت و اخبار کل معلوم و مستفاد شده و میشود.
وجودِ امّت و ملّت و آیات و تعلیماتِ مبارکه هر یک در
عالم وجودِ معیّن و موجود است. از جمله آن وجوداتِ مقدّسه
همان حضرتِ موسیٰ بود که بدونِ اسبابِ ظاهرهٔ ملکی

بر خلاف و آراءِ همه اهالیِ آن مملکت اظهارِ امرِ حق و
ادّعای رسالت نمود و از جانِ خویش گذشت و در
مقابلِ عظمت چون فرعون پادشاهی ایستاد و دعوت و
ندائے فرمود که خارج از قوّهٔ بشری و ارادهٔ مخلوق بود. اوّل
دعوای من عند اللّهی و اظهارِ چنین امرِ بزرگی نمود و ثانی کلام و
کتاب را فرمود و نسبت آن کلام و کتاب را بخدا داده
و استقامت در اجرای آن فرمود و بالآخره احکاماتِ جدیده
و شریعتِ تازه گذاشت درحالیکه هیچ اسبابِ ظاهره
نداشت و ابتدا خائف و فراری بود باری در این مسئله
مکرّر ذکر و ثابت و محقّق شد که اینگونه اعمال و گفتار و رفتار
هیچ شباهت بسحر و یا تردستی و امثالِ ذلک نداشته
و ندارد و این نحو معجزات و خوارقِ عادات هرگز مخفی و فانی
نمیشود بلکه همه وقت موجود و مشهور بوده بقسمی که همه کس
دیدن و درک و فهم نمودن آن تواند نمود البتّه شخصی که
ارادهٔ چنین کارے و اظهارِ چنین امرے بخواست الهی میکند
اوّل دانسته و میداند که باید از جان و مال و اهل و عیال و
تمام هستی خود بگذرد و صرف نظر نماید و در جمیع اوقات
تفویض در امر و ارادهٔ الهی باشد و از نعمتِ ظاهری و خوشیِ
عوالمِ خاکی بگذرد تا از عهدهٔ این کار برآید و ندای امر الهی
بلند کند و آن امرِ عظیم را جاری نماید آیا بجهتِ آن مدّعی
چیز دیگری در عالمِ وجود جز حصولِ رضای الهی و کسبِ فتوحاتِ
اخروی منظور بوده است استغفر الله زیرا که کل باذن الله
تکلّم فرموده و باراده و مشیّتِ خدا قیام کرده و می کنند و
همگی در آیات و تعلیماتِ خود فرموده و میفرمایند که مالکِ
ملک و ملکوت و عزّت و جبروت خداوند است که مولای

و دارای عرش و ثری است نهایت با دلهٔ ثابته و براهین واضحه معلوم و مبرهن گردید که احدی جز فرستادگان خدا مدّعی رسالت کبری و مظهریت عظمی نبوده و نتوانند بود بجهت اینکه خداوند مقتدر توانا باذل و عادل است و حاضر و ناظر هیچگاه امری در ساحت قدس او مشتبه نشود و مدّعی باطل هرگز تصرف در قلوب عباد او نتوانند نمود کراراً تصریح شد که اظهار من عند اللهی و دعوی انّی انا اللّهی و اجرای اوامر و احکام الهی و نفوذ کلمهٔ مبارکه "عاشروا یا قوم مع الادیان کلّها بالرّوح والرّیحان" باقوای بشریه و اسباب ظاهره دنیویه ممکن و میسّر نه و غیر حق احدی نمیتواند آنچه در بطون و کمون خلق مجسم داشته شده تصفیه نماید و محو و منسوخ کند مثلاً یهودی را هر مقدار پول بدهی و یا بجبر و زور بخواهی او را راغب بخوردن ذبیحهٔ مسلم نمائی یقین است که قلباً راضی نشده و نمی شود همچنین مسلمان از یهود نفرت و اجتناب دارد و ذبح یهود را نمی خورد ولو نفسی تقیه کند بجهت حفظ جان خود و یا آنکه طمع مال باو غالب گردد باقلب او راضی و مائل بقبول آن نمی شود پس واضح شد که نسخ آن پیشینیان و تصرفات در قلوب بندگان یزدان بقوای ظاهریه و زخارف دنیویه ممکن و میسّر نه مگر بامر و ارادهٔ خداوند یفعل ما یشاء لازال اوست که علیم و خبیر و مقلب قلوب همه بندگان خود بوده و هست پس ما که بندگان خدا و عبد آستان او هستیم در دریای رحمتش مستغرقیم و در ساحل شریعتش ساکن باید هر وقت چنین امری را مشاهده نمودیم چنین شخصی را دیدیم که دارای اینگونه قوّه و صفات الهیه است که تقلیب قلوب مردم مینماید و احیای مردگان انسانی میکند و قلوب متضاده

چون یهود و زردشتی و نصاری و مسلمان را از روی واقعیت باهم آلفت می دهد و متحد و مهربان میکند و در یک خیمهٔ نظم حاضر و بر سر یک سفرهٔ نعم الهیه مجتمع میفرماید باید بدانیم که وقوع این امر و اجرای این عمل بخواست و ارادهٔ الهی است زیرا ثابت و مسلّم شد که بشری نمیتواند بدون تائیدات غیب الهی چنین امری را اجرا نماید ولو سلطان بسیار مقتدر روی زمین باشد ولی حضرت موسی چنین کاری را عهده و چنان عملی را اجرا کرد و تصرف در قلوب بنی اسرائیل با وجود مخالف بودن آنها نمود و انجام آنها را مطیع امر خود که بامر و ارادهٔ خدا بود فرمود با اینکه هیچ اسباب ظاهره و پول و زر نداشت حضرت زردشت نیز برخلاف آراء جمیع علماء و مردمان جاهل خود در پای تخت گشتاسب پادشاه چنین کاری را کرد و اظهار چنین امری نمود و در مقابل جمیع اعداء قیام و استقامت داشت و کتبی آورده و نسبت آنرا بخدا داد و شریعت تازه تاسیس فرمود و نسخ فروعات آئین پیش نمود و جذب قلوب مردم کرد با اینکه از خاندان رعیت و در میان مردم بیچاره و فرد بود همچنین حضرت مسیح در حین اقتدار سلاطین رومان و حکمای یونان و علمای بنی اسرائیل بود که ظهور فرمود و فرداً واحداً برخلاف میل و آراء همه مردم ادّعای مسیحیت کرد. و شرائط مذکوره را انجام داد و تعلیماتش جهانگیر گردید با اینکه خود را برحسب ظاهر فقیر و بدست خلق اسیر دید و حضرت محمّد صلّی اللّه علیه و آله هم در مکّهٔ معظّمه در وادی غیر ذی زرع در بادیة العرب در بین مردمان بسیار جاهل وحشی چنین امری را اظهار و جاری فرمود که خارج از قوّهٔ بشر بود و نسخ عادات قدیمه و دفع تقالید مذمومه نمود و اعراب بادیه و مردمان بی خبر از خدا را بشرائع الهیه و آداب و رسومات انسانیه دعوت و تربیت کرد و برخلاف عقیده و طریقه و میل و هوای همه علمای وقت و اهالی آنجا قیام و

استقامت تمام فرمود و با قوای خارق العاده مقاومت بجمیع
اعدا نمود تا آنکه کلمة الله نافذ شد و امرالله مرتفع گشت و
شریعت الله انتشار یافت لهذا اول دعوی رسالت کبری و
استقامت عظمی فرمود دوم کلام و کتاب خود را نسبت بخدا داد.
سوم تشریع شریعت تازه و نسخ قوانین و عادات گذشته کرد
بعد از آن هرچه خواست بحول و قوهٔ الهیه مجری داشت

با اینکه هیچ اسباب ظاهره نداشت و همیشه افقی بود بتأییدات الهیه
شامل قوای خارق العاده بود همهٔ این اعمال را مجرا نمود اینست
معجزهٔ کافی، اینست برهان وافی، اینست میزان واقعی دائمی. اینست
حجت و آیت باقیهٔ الهی هر وقت ظاهر شود و در هر جا جلوه و ظهور
بفرماید بدون آنکه تأمل و مسامحه کل مکلف بقبول امر او و بر ذات آن
و اطاعت و انقیاد باو هستیم. والسلام علی من اتبع الهدی. تمت

## محض سرور و اطلاع یاران الهی بر پیشرفت امور امریه ترجمهٔ بعض عرایض تقدیمی بساحت اقدس مبارک ارواحنا فداه در اینموقع نیز درج میشود.

### محفل روحانی ملی بهائیان جزائر انگلستان ۲۰ نومبر سنه ۱۹۳۹ ع

ولی امر محبوب پیام لطیف حضرت تلغرافیاً وصول یافت و از برای تمام یاران ارسال شد از قبل کل اظهار تشکرات قلبیه مینمائیم. احبای قدیم و جدید طراً احساس سعادت و قوت قلب از این تصویب مبارک نمودند و الفت و اتحاد با یکدیگر در میدان خدمت افزوده گشت اقدامات تبلیغیه شروع شد ولی نقص از مبلغین با کفایت واضح است. امیدواری عمده بمحافل جدید التأسیس است که ابراز نشاط و فداکاری آنان سرمشق است اگر چنانچه عددشان به نسبت معقولی که ممد اقدامات شان باشد تزاید جوید آنوقت میتوانیم از بعض نفوس طلب بیم تا بروند و در محلات دیگر توطن نمایند یاران برادفورد Bradford ذوق و شوق مخصوصی دارند دائماً مشغول تحصیلات امریه اند و در هر فرصت و مناسبتی تبلیغ مینمایند دو هفته قبل هنگام زیارت من با آن یک مجلس عمومی که پنجاه نفر حضور داشتند انعقاد نمودند. عدد بهائیان از ۱۵ به ۲۵ بالغ گشته همچنین یک مجلس عمومی در لیدس Leeds منعقد شد و معلوم گشت تمهیدات تأسیس محفل روحانی را فعلاً تهیه نموده اند جمعیت آنان مشتمل بر عده از رجال و نساء جوان با قابلیت و استعداد اند و بر علم تبلیغ مطلع لذا جمعی را منجذب بامر نموده اند. ترتیبی برای اقدامات دورهٔ تعطیل هفتگی جهت من که دو هفته دیگر باغبا خواهم رفت داده اند همچنین یاران تورکوی بسیاری از طالبین را منجذب بامر نموده اند در این اواخر جناب بالیوزی برای ملاقات و معاونت آنان در تبلیغ بآنجا رفتند و اطلاعات کافی از حقائق شرایع الهیه و تمسک بوظائف بهائیت که از چنین هیئت جدیدی ظاهر و مشهود شرح دادند.

میس پینشون در بورنموث هستند و کار را مشکل می بینند من مدت دو هفته در نیوکاسل بودم و با عده قلیلی ملاقات کردم غرفهٔ در شهر گرفته ام برای یک مجلس ملاقات شبانه هفتگی آینده اهالی شمال بیش از مردمان جنوب دل زنده و منور الفکر اند چون استقرار حاصل شود تعالیم الهیه در آنجا انتشار خواهیم. تکالیف مالی بسیار و یاران فعال قلیل قطعات مملکت وسیع و یک نفر بهائی در آنها یافت نمیشود (منی داود بهائی)

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر سید محفوظ الحق علمی نے جید برقی پریس بلیماران دہلی میں چھپوا کر دفتر ہاپیر کشمیری گیٹ دہلی نمبر ٦ سے شائع کیا


پیام
نئی دہلی
میگزین
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ
# پیام
دہلی

جلد دوم — اپریل سنہ ۱۹۴۱ء — نمبر چہارم


## وحدت و محبت

حقیقت ایک ہے لیکن وہ رنگارنگ ہوتی ہے
جو ہوتے ہیں اسیرِ رنگ اُن میں جنگ ہوتی ہے
جو رکھتے ہیں حقیقت پر نظر وہ نیک ہوتے ہیں    حقیقت ایک ہے جیسے یونہی وہ ایک ہوتے ہیں
جمالِ سرمدی ہر دم نئے جلوے دکھاتا ہے
وہ دلبر ایک ہی ہے پر نئی شکلوں میں آتا ہے
ازل سے تا ابد دینِ حقیقی ایک ہے لیکن    چمکتا ہے یہ سورج اک نئے مطلع سے ہر اک دن
زمانے کی حقیقت ایک ہے موسم بدلتے ہیں
وہی اک روحِ ہستی ہے مگر عالم بدلتے ہیں
مذاہب کی حقیقت ایک ہے سب دین واحد ہیں    مساجد گو بہت ہیں متحد سجدے میں ساجد ہیں
خدا کے سب پیمبر ایک ہی پیغام لائے ہیں
وہ سب کو ایک ہی منزل پہ لے جانے کو آئے ہیں
وہ کہتے ہیں کہ سب انسان پاک اور نیک ہو جائیں    یہ سب اقوامِ عالم مل کے باہم ایک ہو جائیں
تعصب دور ہو جائے۔ تنفر دور ہو جائے
یہ دنیا دوستی کے نور سے معمور ہو جائے

ع

# فیضِ الٰہی

خدا کی رحمت ازل سے ابد تک جاری و ساری ہے۔ اس کی نئی نئی مہربانیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ اس کا فضل ایک آن کے لئے بھی معطل نہیں ہوتا۔ اس کے فیض کے ظہورات کبھی نہیں تھمتے۔ اولِ بے ابتدا سے وہ خلقت پیدا کرتا آیا ہے اور آخرِ بے انتہا تک پیدا کرتا چلا جائے گا۔ وہ اپنی عجیب فطرت کی تجلیاتِ ظہور سے ہر دور اور ہر زمانے میں خلقت کو نیا بناتا رہا ہے۔

اور چونکہ اس ذاتِ قدیم کی معرفت کے دروازے عقل و ادراکِ مخلوق کے سامنے بند ہیں۔ اس مقام تک پہنچنا محال ہے اس لئے خود اس نے محض اپنی مہربانی اور سراسر فضل کے ساتھ ہر عہد و عصر میں اپنا آفتابِ عنایت مشرقِ جود و کرم سے چمکایا اور تمام چیزوں کو روشن کر دیا۔ یہ آفتابِ عنایت وہ جمالِ احدیت تھا جو اس کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا جسے خدا نے اپنی پیغام رسانی کے لئے انتخاب فرما لیا اور تخصیص کی خلعت سے اُسے مخصوص و ممتاز فرما دیا تاکہ وہ رسالت کا فرض ادا کرے اور تمام مخلوق کو لازوال کوثرِ حقیقت کی جانب رہنمائی کرے اور ہدایت فرمائے۔ یہی صاحبِ رسالت خدا کا اولین آئینہ ہے اور ظہورِ قدیم کا جامۂ زیبا۔ یہی غیب کا جلوہ ہے یہی خدا کا کلمۂ تامہ ہے۔ یہی سلطانِ احدیت کا ادراکِ انسان کیلئے کامل و مکمل ظہور و بطون ہے۔ خدا نے اپنی تمام مخلوق کو اسی کی اطاعت کا حکم دیا ہے کہ اسکی اطاعت ہی خدا کی اطاعت ہے۔

واقعی حق اور خلق۔ حادث اور قدیم۔ واجب اور ممکن میں کسی طرح کوئی رابطہ۔ مناسبت۔ موافقت بشابہت نہیں اور نہیں ہو سکتی اسلئے خدائے برتر ہر عہد و ہر عصر میں ایک پاک ہستی کو ا... عالم میں ظاہر کرتا ہے اور خدائے برتر اس لطیفۂ ربانی اور دقیقۂ صمدا... یعنی صاحبِ رسالت کو دو عنصر سے پیدا کرتا ہے۔ ایک عنصر ظاہر خاکی اور دوسرے عنصر غیبی الٰہی سے اور دو مقام اس صاحبِ رسالت کی ... میں پیدا فرماتا ہے ایک مقام یہ کہ وہ صاحبِ رسالت صرف خدا کی ... بولتا ہے اور دوسرا مقام بشریت بھی انہیں ہوتا ہے۔ اور یہ پاکیزہ ہستیا... اور روشن حقیقتیں انسان اور خدا کے درمیان فیضِ کلی کے واسطہ ہیں ہدایتِ کبریٰ و ربوبیتِ عظمیٰ کی قوت لیکر مبعوث ہوتے ہیں تاکہ مشتاق... کے دلوں اور پاک فطرت روحوں کو غیبی الہامات اور یقینی فیوضات اور قدسی نسائم کے ذریعے دنیا کی کدورتوں سے پاک صاف کرکے روشن منور کر دیں۔ ان مذکورہ بالا اشارات و کلمات سے معلوم و ثابت ہو گیا عالمِ ہستی میں ایسے وجودِ حقیقت کا ظاہر ہونا ضروری ہے جو خدا کے فیض کا واسطہ۔ الوہیت و ربوبیت کے نام کا مظہر ہو تاکہ سب اس آفتابِ حقیقت کے زیرِ سایۂ تربیت میں نشوونما پائیں اور اس مقام پر پہنچ جائیں جو خدا انسانوں میں قدرت کا ودیعت کیا ہوا ہے۔ یہی وہ بات ہے کہ تمام ز... اور قرنوں میں انبیاء اور اولیاء قوتِ ربانی اور قدرتِ صمدانی کے سا... لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اور عقلِ سلیم ہرگز اسبات پر راضی ہو سکتی کہ بعض کلمات کی وجہ سے جن کے معنی لوگوں نے ٹھیک طور پر نہیں...

س باب ہدایت کو مسدود قرار دے اور خدا کے ان آفتاب وانوار کی ایک ابتداء اور انتہا سمجھ لے۔ کیونکہ اس فیض کُلّی سے بڑھ کر کوئی فیض نہیں ہوا ہے اور اس وسیع رحمت سے بڑی رحمت اور کوئی نہیں ہوگی۔ اس لئے خدا کی رحمت کے دروازے تمام جہان اور جہان والوں کیلئے ہمیشہ سے کھلے ہیں اور ہمیشہ کھلے رہیں گے اور قابلیات کی زمینوں، حقیقتوں اور وجود دلوں پر عنایت وکرم کی مسلسل بارشیں ہوتی رہیں گی۔ سُنّتِ الٰہی ازل سے ابد تک یہی ہے ؎

# قانونِ استخلاف

خداوند عالم کا قانون نہایت مُحکم ہے۔ وہ ہمیشہ خلق کرتا رہتا ہے۔ نوعِ انسان میں افراد کا سلسلۂ پیدائش جاری ہے۔ ماں باپ اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اولاد ماں باپ کی جانشین ہوتی ہے۔ پھر یہی اولاد ماں باپ بنتی ہے۔ اور اپنے بچے پیدا کر کے انھیں اپنا جانشین بناتی ہے۔ اسی طرح متواتر سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یہ قانون عالمگیر قانون ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں یہی استخلاف وجانشینی کا سلسلہ کام کر رہا ہے۔ علم وحکمت کے حاملین دنیا سے گذر جاتے ہیں قدرت دوسرے لوگوں کو علم وحکمت کا حامل بنا کر اولین کا جانشین بناتی ہے۔ تجارت وصنعت میں ماہرینِ فن پیدا ہوتے ہیں اور اپنی عمر تمام کر کے دوسروں کے لئے جگہ خالی کر جاتے ہیں۔ حکومت وسیاست میں بھی یہی عمل قدرتی طور پر جاری ہے۔ سلاطین ومدبرین آتے ہیں اور اپنا وقت ختم کر کے چلے جاتے ہیں۔ پھر دوسرے افراد ان کے جانشین ہوتے ہیں۔

یہی قانون دین ومذہب پر بھی حاوی ہے۔ ایک دین ظاہر ہوتا ہے اور اپنا دور پورا کر کے اپنی صف لپیٹ لیتا ہے۔ پھر خدا کی طرف سے دوسرا دین ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایک پیغمبر آتا ہے اپنی شریعت رائج کرتا ہے اور جب اس شریعت کی مُدتِ عمل ختم ہو جاتی ہے یہ شریعت دُنیا سے اپنا عمل واثر اُٹھا لیتی ہے اور خود آسمان پر چلی جاتی ہے۔ خدا کا قانونِ استخلاف ایک اور نئی شریعت لاتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:۔

"جب ہم کوئی نشانِ قدرت یا حُکمِ شریعت محو ومنسوخ کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اُس جیسا ضرور لاتے ہیں (اے انسان!) کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر شئے پر قادر ہے۔ اور اُس نے ہر چیز کا ایک معین اندازہ مقرر کر رکھا ہے" (سورۂ بقر)

اور

"کوئی پیغمبر اپنے آپ سے ایک نشان وحکم بھی نہیں لا سکتا۔ ہاں خدا کا حکم ہو تو بے شک لا سکتا ہے۔ ہر ہر مُدت کے لئے ایک کتاب ہوتی ہے۔ خدا اپنے ارادۂ مطلقہ سے محو واثبات کرتا رہتا ہے اور ہر کتاب کی اصل اُسی کے قبضۂ اقتدار میں ہے" (رعد)

محو واثبات اور قانونِ استخلاف دونوں ایک چیز ہیں۔ اُمتوں اور قوموں میں بھی یہ قانون ہمیشہ سے اپنی تجلی دکھا رہا ہے۔ دنیا میں کتنی ہی بڑی بڑی قومیں اور اُمتیں پیدا ہوئیں اور اپنا وقت

پیدا کر کے ختم ہو گئیں اور پھر اُن کی جانشین کوئی اور قوم و اُمت پیدا ہو گئی۔ یہ واقعہ ہے جس کا کوئی منکر نہیں۔ نوعِ انسان کے انقلابات و واقعات اس کے سچے گواہ ہیں تمام وہ لوگ جو کسی الہامی کتاب کو مانتے ہیں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب نازل کی۔ مگر کسی ایک کتاب پر جا کر اس سلسلہ کو ختم کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب کوئی الہامی کتاب نازل نہ ہوگی ہر نئی اُمت جو کسی شریعت کے ماتحت برپا ہوتی ہے یہ یقین کرتی ہے کہ قانونِ استخلاف جاری ہے اور اب ہم دنیا میں گذشتہ اُمتوں کے جانشین ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہنے لگ جاتی ہے کہ اب ہمارے بعد کوئی نئی اُمت برپا نہیں ہو سکتی۔ لیکن قانونِ قدرت ان کی تائید نہیں کرتا۔ نئی اُمت ضرور پیدا ہوتی ہے۔ پرانی اُمت رختِ سفر باندھتی جاتی ہے اور آخر کار چشمِ عالم کے سامنے یہ نظارہ آ جاتا ہے کہ نئی اُمت نے دنیا پر قبضہ کر لیا ہے۔

خدا کا قانون اٹل ہے۔ نہ وہ بدل سکتا ہے نہ پیچھے رہ سکتا ہے۔" (فاطر) —— خداوند عالم فرماتا ہے "ہر اُمت کے لئے ایک مدتِ معین مقرر ہوتی ہے۔ اُمت اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتی" (اعراف) —— اور "روئے زمین پر خدا تمھیں گذشتہ لوگوں کا جانشین بنایا کرتا ہے" (نمل)، "اب تم خدا اور اس کے پیامبر پر گرویدہ ہو جاؤ۔ اور اُن نعمتوں کو صرف کرو جن میں ہم نے تمھیں گذشتہ لوگوں کا جانشین بنایا ہے" (حدید)

## قانونِ استخلاف کے مظاہرات

شریعت کے بعد شریعت اُمت کے بعد اُمت ہوتی چلی آئی ہے

دنیا کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ تاریخِ عالم شاہد و ناطق ہے ان واقعات میں سے چند مثالیں ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ اُن کے ساتھ خدا نے یہ صاف صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ ہم نے اس قوم کے بعد دوسری قوم کو مستخلف یعنی جانشین بنایا۔

## قومِ نوحؑ

حضرت نوحؑ کا ذکر فرما کر خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ لوگوں نے نوحؑ کو جھوٹا پیغمبر کہا۔ ہم نے نوح اور سفینۂ نوح والوں کو نجات دی اور مومنینِ نوحؑ کو گذشتہ اُمت کا جانشین بنایا اور تکذیب کرنے والوں کو ڈبو دیا (یونس)

## قومِ ہودؑ

ہم نے قومِ عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا۔ ہود نے کہا کہ اے میری قوم! خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم تقویٰ اختیار نہ کرو گے؟ انکار کرنے والوں نے کہا کہ اے ہودؑ! ہم تو تمھیں نری بیوقوفی میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ اور ہم تمھیں جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ہود نے کہا اے میری قوم! میں بیوقوف نہیں ہوں۔ میں تو خداوندِ عالم کا پیغامبر ہوں۔ اپنے مالک کے پیغام تمھیں پہنچاتا ہوں اور میں تمھارا سچا خیر خواہ ہوں۔ کیا تم اس بات سے متعجب ہو کہ تم میں سے ایک شخص کے ذریعے تمھارے پاس خدا کی طرف سے نصیحت آئی تاکہ وہ تمھیں بیدار و ہوشیار کرے اور تم یہ بات یاد کرو کہ خدا نے تمھیں قومِ نوحؑ کے بعد اس کا جانشین بنایا۔" (اعراف)

اور ہودؑ نے کہا اگر تم نہ مانو گے تو میں تمھیں خدا کا پیغام پہنچا چکا ہوں اور وہ ایک اور قوم کو تمھارا جانشین بنائے گا۔ اور تم اس قوم کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔" (سورۂ ہود)

## قومِ صالح

اور ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا صالح نے کہا

اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی ہے اور تم یہ بات یاد کرو کہ خدا نے تمہیں قوم عاد کے بعد اس کا جانشین بنایا ہے (اعراف)

## قومِ موسیٰ ؑ

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں بڑے بڑے دکھ دیئے گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے کہا تمہارا رب عنقریب تمہارے دشمنوں کو برباد کردے گا اور سرزمین میں تمہیں جانشین بنا دیگا۔ پھر دیکھیگا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ (اعراف)

## قومِ محمد صلعم

جو کچھ دیگر اقوام سے کہا گیا اور جو کچھ قانونِ استخلاف کے مطابق ان سے کیا گیا وہی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کہا گیا اور وہی اس کے ساتھ کیا گیا۔ خدا کا قانون عالمگیر ہے۔ کوئی امت اس سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتی۔

مسلمانوں کو خطاب کرکے خداوندِ عالم صاف صاف فرماتا ہے "ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کردیا جبکہ انھوں نے بیجا کارروائیاں کیں اور جبکہ ان کے پاس پیغمبر آتے اور وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر اے مسلمانو! ان قوموں کے بعد ہم نے تمہیں سرزمین میں جانشین بنایا اب ہم دیکھیں گے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو" (یونس)

اس آیت میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو گذشتہ قوموں کا جانشین بنا دیا ہے۔ گذشتہ قوموں کا دور ختم ہوگیا۔ اب مسلمانوں کا دور دورہ ہوگا۔ اسی بات کو موکد طور پر سورۂ نور میں بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ مسلمان جو گذشتہ اقوام کے جانشین بنا دیئے گئے ہیں وقت آتا ہے کہ ان کی قوت طاقت بڑھ جائے گی۔ ہر قسم کا خوف و خطرہ مٹ جائے گا۔ مسلمانوں کا دین دنیا میں پھیل کر مضبوط قدم جائے گا۔ یہ وعدہ پورا ہونے کے بعد مسلمان ناشکری و نافرمانی کے مرتکب ہونگے۔ تب ان کا بھی وہی انجام ہوگا جو گذشتہ اقوام کا ہوا (جیسا کہ آپ مشاہدہ ہو رہا ہے) اور خدا کے زبردست قانونِ استخلاف کے بموجب نئی قوم پیدا ہوئی۔ یعنی اہل بہا جو دینِ خدا کو قائم کر رہے ہیں۔

سورۂ نور کی آیتِ استخلاف میں خداوندِ عالم فرماتا ہے "کہدے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم روگردانی کروگے تو رسول کی ذمہ داری رسول پر اور تمہاری ذمہ داری تم پر ہے۔ اور اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو راہِ راست پر رہوگے اور رسول کا فرض تو کھلی تبلیغ ہے۔"

"اللہ ان لوگوں سے وعدہ کرچکا ہے جو تم لوگوں میں سے ایمان اور عمل صالح اختیار کرینگے کہ انھیں ضرور سرزمین میں گذشتہ قوموں کا جانشین بنا دیگا۔ جیسا کہ اس نے گذشتہ قوموں کو ان سے پہلے جانشین بنایا تھا اور وہ ایمان و عمل صالح اختیار کرنے والوں کے لئے جو دین پسند کرچکا ہے اس کو ان کے لئے جما دیگا۔ اور ان کو خوف کے بعد امن و اطمینان دے گا وہ میری عبادت کرینگے۔ شرک نہ کرینگے اور اس وعدے کے ظہور کے بعد جو لوگ کفر و ناشکری کرینگے وہ عہد شکن ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ میں صاف فرمادیا ہے کہ وعدہ پورا ہوگا اور پھر لوگ عہد شکنی کرینگے۔ اگر عہد شکنی کا احتمال ہی نہ تھا تو اس بات کے بیان کی کیا ضرورت تھی۔ اور جس طرح قوم موسیٰ ؑ سے فرمایا کہ اب خدا دیکھیگا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو اسی طرح مسلمانوں سے فرمایا کہ ہم دیکھینگے تم کیسے اعمال

کرتے ہو۔ سورۂ نور میں فرمایا۔ جیسے گذشتہ قوموں کو اُن سے پہلی قوموں کا جانشین بنایا ویسا ہی جانشین تمھیں بھی بنایا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ تم بھی قانونِ استخلاف کے ماتحت ہو۔ اُن کا بھی ایک معیّن وقت تھا۔ تمھارا بھی ایک معیّن وقت ہے۔ انھوں نے نافرمانی کی تو انھیں ہٹاکر خدا نے دوسری قوم برپا کی سو ایسے ہی تم نافرمانی کروگے اور تمھیں ہٹاکر دوسری قوم کو لائے گا۔

اس بات کو نہایت صاف طور پر قرآن مجید میں بیان فرما دیا کہ جو کچھ ہم نے یہودیوں سے کہا تھا وہی تم کو کہتے ہیں۔ جو انکے ساتھ معاملہ کیا وہی تم سے کرینگے۔ اور تمھیں ہٹاکر دوسری اُمت لائیں گے۔

فرماتا ہے

"اور البتہ تم سے پہلے اہل کتاب کو اور اب تم کو ہم نے یہ حکم دیا ہے کہ خدا سے ڈرو۔ اور اگر تم (اہل کتاب اور مسلمان) کفر اختیار کروگے تو آسمانوں اور زمین میں سب کچھ خدا ہی کا ہے اور خدا نہایت بے پرواہ اور مستحقِ حمد و ثنا ہے۔ اے لوگو! جب وہ چاہے گا تمھیں لے جائیگا اور دوسرے لوگوں کو لائے گا۔ اور خدا اس کام کا ٹھیک تعین کرچکا ہے" (النساء)

اس آیت میں کس قدر وضاحت سے فرمایا کہ ہم نے اہل کتاب سے بھی یہی کہا تھا کہ خدا تمھیں ہٹاکر دوسرے لوگوں کو لائے گا۔ اور اے مسلمانو! تم سے بھی یہی کہتے ہیں کہ تمھیں ہٹاکر دوسروں کو لائے گا۔ وعدہ الٰہی کے مطابق اہل کتاب کی جگہ مسلمانوں کو لایا گیا تھا اور اب مسلمانوں کی جگہ اہل بہار کو لایا گیا ہے۔

اس وعدے کو ایک جگہ یوں بیان فرمایا اور قانونِ استخلاف کے ماتحت مسلمانوں کے بعد نئی اُمت کی خبر دی گئی ہے۔

"اور اے محمدؐ! تیرا رب بے پرواہ اور مہربان ہے۔ جب چاہیگا تمھیں لے جائیگا۔ اور (اے مسلمانو!) تمھارے بعد جسے چاہتا ہے جانشین بنائیگا جیسا کہ تمھیں ایک اور قوم میں سے پیدا کردیا ہے۔ یقیناً یہ جو وعدہ تمھیں دیا جارہا ہے ضرور بالضرور آنے والا ہے اور تم خدا کو عاجز کرکے اس وعدہ کو روک نہیں سکتے" (سورۃ الانعام) *

# "گُناہ"

گُناہ زہرِ ہلاہل ہے آدمی کے لئے
گُناہ موت کی دلدل ہے آدمی کے لئے
گُناہ عالمِ انسانیت کا دشمن ہے
عدوِ جسم ہے۔ رُوحانیت کا دشمن ہے
گُناہ عقل و خرد کو تباہ کرتا ہے
وہ آدمی کو بہت روسیاہ کرتا ہے
بگاڑتا ہے زمانے کی پاک راہوں کو
غریب اس نے بنایا ہے بادشاہوں کو
تباہ اس نے کیا ہے تمام قوموں کو
بنا دیا ہے بدی کا غُلام قوموں کو
گُناہ موت کا پیغام ہے سبھی کے لئے
گُناہ اصل جہنّم ہے آدمی کے لئے
گُناہ! فتنہ یہ کیسا بپا کیا تو نے
کہ آدمی کو خدا سے جُدا کیا تو نے
عجیب شور جہاں میں مچا دیا تو نے
کہ بھائی بھائی کو باہم لڑا دیا تو نے
ہر ایک نیک یہ دیتا ہے بددعا تجھکو
کہ اس جہان سے غارت کرے خدا تجھکو

(ع)

# بشارت۔ ایک بڑی بشارت

بشارت۔ ایک بڑی بشارت۔ دُنیا کا نیا دور شروع ہو گیا فضل و رحمت کے دروازے کھُل گئے۔ اشیائے عالم تازگی کے لباس سے آراستہ ہیں۔ انسان ایک نئی زندگی میں برپا ہوا ہے حقائق و معانی کی تجلیات آشکارا ہیں۔ اسرار و عرفان کے انوار نمودار ہیں۔ آسمان و زمین بدل رہے ہیں۔ تمام موجودات نئی خلقت بننے والی ہے۔ عنقریب وہ چیزیں ظاہر ہونگی جو یکلخت دُنیا کو بدل ڈالینگی۔

---

خالقِ کائنات نے تمام چیزوں کو بہترین پیدا کیا ہے۔ انسان کو پاک فطرت عطا فرمائی ہے۔ اس پاک فطرت کا ظہور ایک ایسی کسوٹی سے ہوتا ہے جو دنیا میں بار بار پیش کی جا چکی ہے یعنی عرفانِ ظہور۔ جو لوگ خدا کی طرف سے آنے والے مظہرِ ظہور کو پہچان لیتے ہیں وہ فطرت کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اِس عرفان سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں وہ اضطراب اور مایوسی میں گرفتار رہتے ہیں۔

---

آج ظہورِ حق حضرت بہاءاللہ کے جمال میں نمودار ہے اور اہلِ نظر کو دعوتِ عام دی جاتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کو پہچانیں اور وصل و لقاء سے فائز ہوں۔ محبوب نئے لباس میں جلوہ گر ہوا ہے کیا بصیرتیں اُس کو نہ دیکھ سکیں گی؟ یقیناً اہلِ بصیرت نے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں۔

جمالِ محبوب کو پہچاننے کے لئے بصیرتوں کو پاک کرنا ضروری ہے جو آئینۂ بصیرت مجلّی و مصفّیٰ ہو جائیگا اُس پر آفتابِ حق کی تجلّی آشکار ہوگی۔ تاریک آئینہ آفتاب کی کرنوں سے محروم رہتا ہے۔ گناہ اور ہر قسم کا گُناہ ایک حجاب ہے جو انسان کے دل کو عرفانِ حق سے محروم رکھتا ہے۔ غیر اللہ سے خوف یا اُمید ایک پردہ ہے جو تقربِ حق سے انسان کو روک دیتا ہے۔ ہر قسم کے حجاب کو آنکھوں پر سے ہٹا دیجئے اور کوشش کیجئے کہ جس طرح آپ کے قابلِ قدر اسلافِ کرام ہر پیغمبر کے وقت عرفانِ حق سے فائز ہوتے تھے آپ بھی اسی طرح فائز ہوں اور ہوشیار رہئے کہ ہر پیغمبر کے وقت میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو بُغض و حسد کی تلواریں لے کر جمالِ محبوب کو مجروح و مقتول کرنے کیلئے کوشاں رہے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی خواہشاتِ نفسانی کی قبروں میں پڑے رہے اور ابدی موت میں چلے گئے۔ اُن لوگوں کے واقعات سے عبرت حاصل کیجئے۔

---

ظہورِ حق کے اثرات عالم میں بادِ صبا کی طرح پھیل رہے ہیں۔ خدا کی نسیمِ خوشگوار دُنیا میں چل رہی ہے۔ اور مُستعد روحوں کو نئی زندگی بخش رہی ہے۔ دوسری طرف بُغض و عداوت کی ہوائیں اوہام کی زہریلی لپٹیں دنیا میں اپنے اثرات چھوڑ رہی ہیں بے شمار انسان اس بادِ سموم سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ بے دینی اور الحاد کا غُبار دلوں پر چھا رہا ہے خود غرضی اور نفسانیت کا طوفان اُمڈا چلا آتا ہے۔ اس طوفان سے نجات ناممکن ہے ——— ہاں امرِ الٰہی کی کشتی میں سوار ہو کر انسان

ساحلِ نجات پر پہنچ سکتا ہے۔

---

آسمانِ قدرت سے لازوال نعمت کا دسترخوان اُترا اور تمام لوگوں کے لئے بچھا دیا گیا ہے۔ مشرق و مغرب سے لوگ آرہے ہیں اور نعمتوں سے لذّت یاب ہو رہے ہیں۔ بہت ہیں جو ابھی تک دور کھڑے ہیں اور حیرت کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ بات یہی ہے کہ ہر شخص اس عظیم نعمت کا اہل اور مستحق نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنے بُرے اعمال کے باعث اپنے استحقاق کو ضائع کر دیا۔

---

طور پر خدا کی تجلی ہوئی اور اس نے حضرت موسیٰ کے ذریعے بنی اسرائیل کو وہ نعمت عطا فرمائی جس سے بنی اسرائیل اپنے وقت میں عالمِ انسانی کے سرتاج ہو گئے۔ پھر اسی حقیقت نے روح القدس کے نام سے حضرت مسیح کے ذریعہ دُنیا کو نئی زندگی اور تازگی عطا فرمائی وہی پاک حقیقت بعثتِ محمدیہ کے ذریعہ اُمّتِ مُسلمہ کو ملی اور اُسے آسمانِ رفعت کا آفتاب بنایا۔ آج پھر وہی حقیقت حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے دُنیا میں جلوہ آرا ہے۔ عالمِ انسانی اسی کے ذریعے معراجِ کمال حاصل کرے گا۔ جو خدا کی طرف سے ایک قطعی اور اٹل فیصلہ ہے۔

---

یہ وہ ظہورِ اعظم ہے جس کی بشارت تمام انبیاء و مرسلین نے دی تھی۔ تمام عالَم کے دل میں اسی کی اُمید بسی ہوئی تھی۔ خدا کی تمام کتابوں میں اس ظہورِ مبارک کا وعدہ تھا۔ تورات و انجیل و قرآن اسی ظہور کی آمد آمد کا اعلان کر رہے تھے۔

---

حضرت بہاء اللہ نے خدا کی راہ میں ہر قسم کی تکلیف برداشت کی اور خوش رہے۔ تلواروں کے سایہ میں بیٹھے ہوئے خدا کے بندوں کو دعوتِ حق دی اور شکر ادا کیا۔ بلائیں جس قدر زیادہ ہوتی جاتی تھیں اسی قدر حضرت بہاء اللہ استقامت میں زیادہ قوت دکھلاتے تھے۔ وہ محبوبِ حقیقی کی راہ میں آنے والی بلاؤں کو بھی محبوب سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کاش میری رگ رگ خدا کی راہ میں کاٹ ڈالی جاتی اور دنیا کو نئی زندگی مل جاتی تو کیا ہی خوب ہوتا۔ انھوں نے بارش کی طرح برسنے والے تیروں کا خوشی سے استقبال کیا۔ کتنی ہی راتیں ایسی گذریں کہ وحوش و طیور بھی اپنے گھونسلوں میں آرام سے تھے مگر حضرت بہاء اللہ قید و زنجیر میں مبتلا تھے پھر بھی انھوں نے ایک ذرہ اضطراب کا اظہار نہ فرمایا۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ مصیبتیں خدا کے دین کی کھیتی کیلئے بہترین بارش ہیں اور یہ بلائیں دینِ حق کے چراغ کیلئے بتی ہیں

---

حقیقت یہ ہے کہ اندھیرے کے مقابلہ میں ہی اُجالے کی قدر ہوتی ہے اور جس قدر گہرے اندھیرے کو کوئی روشنی دور کر دے، اسی قدر اس روشنی کی قوت ظاہر ہوتی ہے۔ گذشتہ زمانوں میں بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ خدا کا امر بلاؤں کے ہجوم میں ترقی کرتا گیا۔ حضرت بہاء اللہ تو یہانتک فرماتے ہیں کہ اگر راہِ خدا میں بلائیں نہ ہوتیں تو مجھے اپنی زندگی میں لطف ہی نہ آتا۔ راہِ محبوب میں مصیبت اور بلا عاشقوں کے لئے شہد سے زیادہ شیریں اور خوشگوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظہورِ حق کو پہچاننے والے بڑے شوق سے میدانِ شہادت میں جان نثاری کرتے ہیں اور اس دَور میں بیس ہزار سے زیادہ شہیدوں نے نہایت خوشی سے جانیں فدا کیں ہیں۔

---

آج یومِ موعود ہے جس کی تیاری شروع سے ہوتی آئی ہے اور اسی دن کیلئے زرعِ انسان پیدا کی گئی تھی۔ یہ عرفان کی ارتقائی منزل ہے جس پر پہنچنا نوعِ انسانی کا مقصدِ عظیم ہے۔ آج ایک طرف فیضِ خداوندی کا کوثر جاری ہے تو دوسری طرف اضطرابِ عظیم۔ مبارک ہے وہ جس نے وقت کو شناخت کیا۔

# عِلم وحِکمت کی باتیں

سچّے علم وحکمت کی باتیں انسان کو روشن خیال اور قوی دِل بنا دیتی ہیں۔ قوی دل انسان زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں۔ وہ حقیقت پرستی کو نصب العین بناتے ہیں اور پوری قوت سے اُس پر قائم رہتے ہیں وہ حقیقی رنگ میں عبادت کرتے ہیں۔ وہ پاکیزگی پر قائم رہتے ہیں۔ وہ نتیجۂ اعمال کے قانون پر یقینِ کامل رکھتے ہیں اور انجام کار کو خوب سوچتے ہیں۔ وہ اپنی ترقی کی رفتار میں سیدھی راہ پر بے خطر چلتے ہیں اور منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ وہی دنیاوی زندگی اور دینی حیات میں بامراد ہوتے ہیں۔

ان کے بالمقابل دُنیا میں دوسری قسم کے لوگ بھی بکثرت ہیں جو ہمیشہ لغو باتوں میں پڑے رہتے ہیں۔ قانونِ قدرت اور خدائی ہدایت سے غافل رہتے ہیں۔ علم ودانائی کی پرواہ نہیں کرتے۔ خود بھی غلط روی میں مبتلا رہتے ہیں اور دوسروں کو غلط راستہ پر لے جاتے ہیں حقیقت پرستانہ خیالات کو بیکاروں کا مشغلہ سمجھتے ہیں۔ ان پر ہنسی اُڑانے سے نہیں چوکتے آخرکار ایک دن ان غافلوں کو نامُرادی کا منہ دیکھنا اور پچھتانا پڑتا ہے ان لوگوں کی غفلت کچھ اس درجہ کو پہنچ جاتی ہے کہ دوسرے لوگ اگر انھیں علم ودانائی کی باتیں سُنائیں تو بھی اثر نہیں لیتے۔ بہرے بن جاتے ہیں۔ ان کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ نیک اور ایماندار لوگ اپنے باطن میں خوش اور آزاد ہوتے ہیں۔ انھیں دلی آرام حاصل ہوتا ہے۔ ایسا آرام جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اچھائی اور بھلائی۔ سچائی اور ایمانداری۔ یہی وہ ستون ہیں جن پر تمام انسانی دُنیا کی بُنیاد قائم ہے۔ اسی حقیقت کو روحانی اور باطنی نظام کہنا چاہیئے۔ اسی نظامِ باطنی کی باہمی ترتیب اور کشش سے اجزائے عالمِ انسانی باہم مرتبط ہیں۔

مختلف کُرّات اور زمین کے اجزاء باہمی کشش کے باعث ایک دوسرے سے ربط وتعلق رکھتے ہیں۔ یہ قوّتِ جاذبہ جو ان سب کو زندہ اور قائم رکھتی ہے آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی مگر یقینی طور پر موجود ہے اسی طرح ارواحِ انسانی کی قوّتِ مقناطیسی جو نیکی اور ایمانداری ہے تمام عالَمِ انسانی کے اجزاء وافراد میں سچّا ارتباط وتنظیم قائم رکھتی ہے۔ اگر کسی کو دین اور ایمانداری کی باطنی جاذبیت کا اقرار نہ ہو تو یہ نظر کی غلطی ہے۔ لیکن قطعی طور پر نیکی وایمانداری ہی انسانی دنیا کو قائم رکھنے والی قوّتِ جاذبہ ہے۔

اس قوّت کو استوار کرنا انسان کا فرض ہے۔ اس کے لئے سب سے بڑا ذریعہ کلامِ الٰہی ہے۔ جیسے بارش سے زمین سرسبز ہوتی ہے اور تمام میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح کلامِ الٰہی کے پاک اثرات سے انسانوں کے دِل زندہ ہوتے ہیں اور آپس کے تعلقات خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ نیک اور پاک لوگ خُدا کی قابلِ عزّت مخلوق ہیں۔ بدعملی کرنے والے غلط راہوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ عزّتِ نفس کو ضائع کر دیتے ہیں۔ باہمی تعلقات میں تلخی اور خرابی پیدا کرتے ہیں۔ زندگی کو بگاڑ لیتے ہیں۔

وہ لوگ جو دینی و دنیاوی زندگی کا مفاد حاصل کرنے میں بصیرت رکھتے ہیں وہ قدرتی صفات کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلی بات یہ ہوتی ہے کہ ان کی روح شکر گذار ہوتی ہے۔ وہ نعمت سے بہرہ ور ہوکر اس کی قدر کرتے ہیں اور خوش دل رہتے ہیں اور انھیں مزید نعمت ملنے کی اُمید ہوتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ مایوسی

ایک حجاب ہے جو انسان کے اور کامیابی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے تمام لوگوں کو قانونِ حق سمجھاتے رہتے ہیں۔ اور سچی تعلیم پر خود عمل کر کے دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیتے ہیں۔ وہ وحدت کے مرکز کو مضبوط تھامے رہتے ہیں۔ وہ خدائے واحد کے سوا کسی سے امید و خوف نہیں رکھتے۔ وہ اپنے ماں باپ کے شکر گذار رہتے ہیں اور حق و حقیقت کے مقابلہ میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے لیکن اختلاف ہوتے ہوئے بھی سب سے حسن سلوک قائم رکھتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ کوئی عمل خواہ بیابان میں تنہا ہو کر یا پہاڑوں کی کھوہ میں چھپ کر کیا جاوے اس کا اثر و نتیجہ لازماً ظاہر ہو کر رہیگا۔ وہ سب لوگوں کو حق پرستی اور اچھائی بھلائی کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔ باطل پرستی اور برائی سے روکتے رہتے ہیں۔ اور اس راہ میں انھیں خواہ کتنی ہی محنت اور تکلیف اٹھانی پڑے خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور مستقل مزاج رہتے ہیں۔ اس استقامت کے ساتھ ساتھ وہ حلم و نرمی کو بھی فراموش نہیں کرتے۔ حلم کے باوجود خوشامد او تذلل نہیں کرتے، اپنی عزتِ نفس کی حفاظت کرتے ہیں نہ وہ زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں نہ کمزوروں کے سامنے سینہ تانتے ہیں اپنی رفتار و گفتار میں میانہ روی اور سلیقہ اختیار کرتے ہیں۔

باایں ہمہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو مالکِ قدرت خدا کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا انکار صرف جہل پر مبنی ہے۔ کوئی علم ان کی تائید نہیں کرتا۔ انھیں سچی رہنمائی نصیب نہیں ہوتی۔ کوئی روشن قانون ان کا ساتھ نہیں دیتا۔ اور ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جو خدا کی نسبت یہ جھگڑتے ہیں کہ وہ پہلے کلام نازل کرتا تھا اور اب نہیں کرتا۔ اب نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو جب یہ تبلیغ کی جاتی ہے کہ اب بھی خدا نے تازہ شریعت نازل فرمائی ہے اس کی اطاعت کرو تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ بس ہم تو اپنے اسلافِ کرام کی پیروی کرتے ہیں۔ مگر انھیں احساس نہیں کہ یہ خیال انھیں حق سے دور کر رہا ہے اور بربادی میں پہنچا رہا ہے۔ ہدایت کا مضبوط دائرہ تو فرق شریعتِ الٰہیہ ہے۔ درحقیقت وہ لوگ نہ اسلاف کی پیروی کرتے ہیں نہ خدا کی۔ صرف ایک باطل خیال میں مبتلا ہیں۔ جس کا نتیجہ ان کی بڑھتی ہوئی اضطراب انگیز حالت اور عبرت خیز ہلاکت ہے۔

انھیں یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے وہ اسلاف کرام جو عزت کے مالک بنے تھے خدا کی ایک تازہ شریعت پر عمل کر کے ہی اس مقام پر پہنچے تھے۔ اب کیا خدا کا کلام خدا کے خزانے میں ختم ہو چکا ہے۔ ہرگز نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اگر سات سمندروں کے سارے پانی کی روشنائی بنا دی جاتے اور دنیا بھر کے تمام درختوں کی قلمیں بنائی جائیں اور اولین و آخرین جمع ہو کر ازل سے ابد تک لکھتے ہی رہیں تو بھی خدا کا کلام ختم نہ ہوگا۔ خدا کی قدرت اتنی وسیع ہے کہ سارے جہان کی پیدائش و زندگی اس کے مقابلہ میں اسی قدر ہے جس قدر آفتاب کے مقابلہ میں ایک ذرہ۔ بلکہ اس سے بھی کم۔ اس نے رات دن۔ چاند سورج۔ سب کو اپنے ایک اشارے اور قانون سے باندھ رکھا ہے۔

# مذاہبِ عالم

یہ کتاب جناب پروفیسر پریتم سنگھ صاحب ایم اے نے حال ہی شائع کی ہے۔ اسلام۔ دینِ موسوی۔ دینِ مسیحی۔ ہندو دھرم۔ جین دھرم۔ بدھ دھرم و دینِ بہائی وغیرہ مذاہبِ عالم پر تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی۔ بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کیلئے شائقین پڑھ کر خوش ہونگے۔ لکھائی چھپائی کے لحاظ سے بہتر ہے قیمت فی جلد ۱۲ آنہ
ملنے کا پتہ:۔ جناب پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے۔ ۲۹ ہسپتال روڈ لاہور

# مسجد ۔ مندر ۔ گرجہ

دین ایک سچائی ہے ۔ جس کا مقصد انسان کی بھلائی ہے تمام پیغمبروں نے یہی تعلیم دی ہے کہ سب انسانوں کو نیک ہو کر زندگی بسر کرنی چاہیئے ۔ نیک ہونے کے معنیٰ صرف یہ نہیں کہ نماز یا پوجا کے فرائض ادا کرلیے جائیں بلکہ نماز اور پوجا کا سچا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ انسان مخلوقِ خدا کے ساتھ اچھا سلوک کرے ۔ جو آدمی مخلوق سے برا سلوک کرتا رہتا ہے اور نماز یا پوجا میں گھنٹوں خرچ کرتا ہے وہ خدا اور پیغمبروں کے نزدیک ٹھیک طور پر نیک نہیں ہے ۔ عبادتِ الٰہی کا مقصد یہ تو ہرگز نہیں کہ خدا کو کچھ فائدہ ہوتا ہے ۔ بلکہ عبادت کی غرض یہ ہے کہ انسان خدا سے تعلق پیدا کرکے صحیح معنیٰ میں نیک ہو جائے اور اس کا دل پاک ہو جائے اور وہ خلقِ خدا کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے ۔ اگر ایک شخص دل آزاری ۔ جفاکاری وغیرہ بداعمال اور برے افعال و اخلاق میں مبتلا ہو اور مسجد ۔ مندر ۔ گرجا میں جاکر عبادت کرے تو یہ کام اسے خدا کا مقبول نہیں بنا سکتا ۔

کیسے افسوس کی بات ہے کہ آجکل اہلِ مذاہب میں مسجد مندر ۔ گرجا کی تو بڑی اہمیت ہے ۔ لیکن شریعت کے بڑے بڑے احکام کی پرواہ بھی نہیں ۔ مسجد کو سجانا تو بہت پسند ہے مگر نماز کو اخلاص کے ساتھ سنوار کر ادا کرنا کچھ زیادہ قابلِ توجہ نہیں ۔ مندر کی ایک اینٹ کے لئے ہزاروں انسانوں کے دلوں کو توڑ ڈالنا آسان بات ہے ؎

ابلہاں تعظیمِ مسجد می کنند   در جفائے اہلِ دل جِد می کنند

مسجد و مندر کے جھگڑوں نے لاکھوں ذی ہوش انسانوں کو مذہب ہی بیزار کر دیا ہے ۔ اور وہ مسجد کی طرف رُخ کرنا بھی نہیں چاہتے ۔ اور مندر میں جانا بھی پسند نہیں کرتے ۔ یا تو وہ ڈانواڈول ہیں یا بالکل دین دھرم سے ہی بیزار ۔ یہ کہنے پر مجبور ہیں ؎

دلا ہرگز نہ جا دیر و حرم کو   یہاں دونوں جگہ پتھر پڑے ہیں

بات یہی ہے کہ مسجد ۔ مندر ۔ گرجا کے احاطوں میں جاکر حق و حقیقت سے محجوب رہ جانا ایک بدنصیبی ہے جسمیں آجکل دنیا کے اکثر اہلِ مذاہب گرفتار ہیں ۔ چاہیئے تھا کہ خدا کے نام پر خدا کے گھر میں اکٹھے ہو کر دلوں کو ملا دیتے ۔ مگر اس کی بجائے خانۂ خدا کو بھی فرقہ وارانہ منافرت اور اختلافات کا مرکز بنا دیا ہے ۔ وہاں سے کفر کے فتوے نکلتے ہیں ۔ ایک دوسرے کے خلاف بربادکن تدبیریں سوچی جاتی ہیں ۔ یہاں تک تعصب کا غلبہ ہو گیا ہے کہ مسجد میں غیر قوموں کے لوگوں کو جانے سے روکا جاتا ہے ۔ بعض تاریخی مسجدوں میں غیر مسلموں کو ننگے پاؤں نہیں جانے دیتے بلکہ ایک قسم کے موزے پہنا کر جانے دیا جاتا ہے ۔ گویا وہ اس قدر نجس ہیں کہ ان کے پاؤں مسجد کی زمین سے لگ جائیں تو مسجد ناپاک ہو جائے گی ۔ مندر کے اندر تو مسلمان کا داخل ہونا بالکل ہی قابلِ برداشت نہیں سمجھا جاتا ۔

یہ تعصبات جو عبادت خانوں کے ذریعے پیدا کئے جاتے ہیں قوموں کو ایک دوسرے سے جدا کر رہے ہیں ۔ حالانکہ ان پاک مقامات کے تو پاک اثرات یہ ہونے چاہئیں تھے کہ بکھرے ہوؤں کو سمیٹتے اور بچھڑے ہوؤں کو ملاتے ۔ ان مقامات کا قصور نہیں ۔ جن لوگوں نے ان پر قبضہ جما رکھا ہے یہ سب تعصبات ان لوگوں کی

طرف سے ہیں۔ اگر مسجد۔ مندر۔ گرجہ۔ گوردوارہ۔ آتشکدہ وغیرہ عبادتخانوں کو زبان اور گویائی مِل جائے تو وہ بڑے زور سے اِن حرکتوں کے خلاف آواز بلند کریں۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ امر قابل افسوس ہے کہ ہزاروں جگہ بڑے بڑے عبادتخانے ویران پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کوئی ان میں جاتا بھی نہیں ؎

مسجدیں نوحہ کناں ہیں کہ نمازی نہ رہے

اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہزاروں عبادت خانے بدعمل لوگوں کے ہاتھوں بداعمالی کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ ہزاروں عبادت خانوں کی لاکھوں روپئے کی جائیدادیں غاصبوں اور بدکاروں کے قبضہ میں ہیں اور وہ اُسے بُرے راستہ میں اُڑا رہے ہیں۔

عالمگیر وبا کی طرح لوگوں میں ریا پھیلی ہوئی ہے۔ مسجد۔ مندر۔ گرجہ وغیرہ میں جانے والوں کی اکثریت محض رسم پرستی اور دکھاوے کیلئے وہاں جاتی ہے۔ قوم۔ سوسائیٹی اور جماعت کے خوف سے اکثر لوگ عبادت خانوں میں جاتے ہیں۔ یہ خود ایک قسم کا مخفی شرک ہے۔ ریاکاری روحِ انسان کے لئے بدترین مہلک چیز ہے۔ ریاکاری سے تو ذراتِ زمین بھی بیزار ہیں ؎

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

مزید افسوس یہ ہے کہ جو لوگ مسجد۔ مندر۔ گرجہ۔ آتشکدہ وغیرہ میں جاتے ہیں اکثر کے دل حقیقی جذباتِ عبادت سے خالی ہوتے ہیں عبادت میں مصروف ہوتے ہوئے دنیا بھر کے خیالات ہجوم کرتے ہیں اس طرح اُن کی عبادت گذاری صرف ایک قالبِ بے رُوح ہوکر رہ جاتی ہے ؎

ترا دل ہے ایک صنم کدہ تجھے کیا ملیگا نماز میں

اب حالت یہ ہے کہ عبادت خانوں سے لوگوں کی رغبت کم ہوگئی ہے۔ نگارخانوں کا شوق ترقی پر ہے۔ مسجد۔ مندر۔ گرجہ میں اس قدر کثرت سے آدمی روزانہ جمع نہیں ہوتے جتنے سینما میں جاتے ہیں۔ روپئے اور وقت شوق سے خرچ کرتے ہیں۔

آخر اس کی وجہ؟ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ یقیناً کہا جاسکتا ہے۔ عام طور پر لوگوں میں روحانی جذبات پر موت وارد ہورہی ہے اس لئے وہ روحانی مقامات میں کوئی دلچسپی نہیں پاتے۔ جہاں ایک طرف یہ حقیقت ہے وہاں دوسری طرف یہ بھی ایک امر واقعی ہے کہ زمانہ کی رفتارِ ترقی کے اعتبار سے مسجد۔ مندر۔ گرجہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اب وہاں رُوحانی زندگی کا وہ سامان میسّر نہیں جو موجودہ زمانہ کے انسان کو ملنا چاہئے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ مسجد۔ مندر۔ گرجہ پر اَب تمادی عارض ہوگئی ہے۔ ان کی روحِ حقیقت پرواز کرچکی ہے۔ اس لئے اُن میں اب وہ کشش باقی نہیں رہی جو اُن کے شباب کے زمانے میں تھی۔ اور یہ بے کیفی روز بروز نمایاں ہوتی جارہی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں مسجدیں بہت آراستہ کی جائینگی۔ مگر وہ ہدایت کے لحاظ سے ویران ہونگی۔ سو اَب وہی بات ظاہر ہورہی ہے۔

اصل یہی ہے کہ حقیقی مسجد مومن کا دل ہے۔ اگر دل اچھا ہے تو ظاہری مسجد بھی اس کے لئے مُبارک ہے۔ سچا مندر ایماندار کا باطن ہے۔ اگر باطن کا مندر ٹھیک نہیں تو سنہری مندر بھی کسی کام کا نہیں۔ خلقِ خدا کو ستانا۔ پھر عابد اور پوجاری بن کر دکھانا زہرناک ریا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ خلقِ خدا سے اچھا سلوک کرکے ایماندار بنے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہِ خلیلِ آذر است　　دل گذرگاہِ جلیلِ اکبر است

(مثنوی)

# طلب معجزات پر خدا اور رسول کا جواب

دین کی روح سے بیخبری سخت ہلاکت ہے جو انسان کو اوہام کے دلدل میں پھنسا دیتی ہے۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ظہور فرما ہوئے۔ کتاب اللہ قرآن سب سے عظیم معجزہ ساتھ لائے جس کا اعجاز ابد تک روشن رہیگا۔ آنحضور نے اپنی قدسی قوت سے دلوں کی دنیا بدل ڈالی۔ اپنی شریعت کو بڑی بڑی رکاوٹیں ہوتے ہوئے دنیا میں نافذ فرما دیا۔ اس سے آپ کا نمائندۂ حق ہونا ثابت ہوگیا۔ کیونکہ جو دعویٰ لے کر آپ اُٹھے تھے اسکو واقعات کے دلائل سے مدلل و مبرہن کر دیا۔

آنحضور کی زندگی میں کسی پاک دل آدمی نے کبھی کوئی معجزہ طلب نہ کیا۔ صرف ضدی لوگ معجزات کا مطالبہ کرتے رہے اور وہ بھی ایمان لانے کے لئے نہیں بلکہ ہنسی مذاق اُڑانے کے لئے۔ اس لئے ایسے مطالبات کو ہمیشہ رد کیا گیا اور کسی مطالبہ کے مطابق معجزہ نہیں دکھایا گیا۔ کیونکہ منکروں اور ضدیوں کے مطالبات سراسر نامعقول تھے۔ قرآن شریف میں منکروں کے مطالبات کا ذکر بار بار آیا ہے اور ہر جگہ معقول جواب دیکر اُن کے غیر معقول مطالبے کو رد کر دیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی باتوں میں چند باتیں سورۂ بنی اسرائیل میں اس طرح نازل ہوتی ہیں۔

"ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں بہترین باتیں بیان کر دی ہیں لیکن اکثر آدمی انکار پر ہی اڑے رہتے ہیں۔ اور منکروں نے کہا کہ اے رسول! جب تک آپ زمین سے ایک چشمہ نہ بہادیں یا جبتک آپ کو ایک کھجوروں اور انگوروں سے بھرا ہوا باغ نہ مل جائے جسمیں آپ معجزہ سے نہریں چلا دیں۔ یا جبتک آپ اپنے زعم کے مطابق ہم پر آسمان نہ گرا دیں۔ یا جب تک خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائیں یا جب تک آپ کو ایک سونے کا بنا ہوا گھر نہ مل جائے یا جب تک آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں تب تک ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائینگے۔ اور اگر آپ آسمان پر بھی چڑھ جائیں تو بھی ہم آپ کو ہرگز نہ مانینگے جب تک آپ آسمان سے وہی کتاب نہ لائیں جسے ہم پڑھتے ہیں یعنی تورات' ——— یہود کہتے ہیں کہ خواہ آپ کچھ کر دکھائیں ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جبتک آپ تورات کی پیروی نہ کریںگے۔

مذکورہ بالا مطالبات کے جواب میں خدا نے کیا فرمایا اور رسول نے کیا جواب دیا غور سے سُنئے۔ "اے رسول! تو کہدے کہ میں تو ایک پیغام لانے والا بشر ہی ہوں۔"

اس جواب میں اُن نامعقول مطالبہ کرنے والوں کو سمجھایا کہ میرا منصب اور کام پیغام حق پہنچانا ہے۔ میں نے آسمان پر چڑھ جانے یا سونے کا گھر بنالینے کا دعویٰ تو کبھی نہیں کیا۔ جو مجھ سے ایسا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اسی طرح تمہارے دوسرے مطالبات بیجا ہیں۔ ہاں میں رسول ہوں۔ مجھ سے رسالت و پیغام الٰہی کا مطالبہ کر سکتے ہو۔ اور رسول کے فرائض و اثرات میرے ظہور میں پورے اور نمودار ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہو۔

## دلیل حق میرے پاس ہے

دلیل حق جو معقول اور مؤثر اور صحیح ہے وہ رسول حق کے پاس موجود تھی۔ جس سے بے رخی کر کے منکرین من گھڑت باتیں کہتے تھے اور ناواجب مطالبات کرتے تھے۔

سورۂ انعام میں اسی قسم کے مطالبات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

"اے رسول! آپ فرما دیجئے کہ میں اپنے رب کی جانب سے ایک روشن دلیل پر قائم ہوں اور تم نے اس کی تکذیب کی ہے۔ جو کچھ تم جلد بازی کرتے ہوئے مانگتے ہو وہ میرے پاس نہیں۔ حکم خدا ہی کا ہے وہ حق کو واضح بیان کرتا ہے

وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (عذاب) جسے تم جلد چاہتے ہو میرے اختیار میں ہوتا تو اب تک میرے تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ تم فنا ہو گئے ہوتے۔ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو جاتا۔ اس بات کا مطلب یہی ہے کہ تم ہلاک ہو چکے ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ تم پر حق منکشف ہو جاتا۔ اور تم قبول کر لیتے۔ کیونکہ دوسری آیات میں صاف صاف فرمایا ہے کہ ان کے مطالبے کے مطابق بھی اگر واقعہ ہو جاتا تو بھی نہ مانتے۔

سورۂ انبیاء میں ہے "منکروں نے کہا اس پیغمبر کی باتیں خواب کی باتیں ہیں بلکہ یہ اس کی من گھڑت ہیں۔ نہیں بلکہ یہ تو شاعر ہے اگر سچا پیغمبر ہے تو ہمیں کوئی نشان و معجزہ ہی دکھاتے جس طرح کہ پہلے پیغمبروں کو معجزوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا"

(خدا تعالیٰ اس بات پر فرماتا ہے)

جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا تھا وہ ایمان نہ لائی سو کیا یہ لوگ ایمان لائینگے؟

ایک دوسری جگہ فرماتا ہے کہ اگر یہ ہر ایک نشان و معجزہ دیکھ لیں تو بھی ایمان نہ لائینگے (سورۂ انعام)

سورۂ انعام میں ہی دوسری جگہ فرماتا ہے "یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشان و معجزہ ان کے پاس آ جائے تو یہ ضرور ایمان لائینگے۔ اے رسول! کہدو کہ نشان خدا کے اختیار میں ہیں اور تمہیں خبر بھی ہے کہ اگر نشانِ معجزہ آ بھی جاتے تو یہ ہرگز ایمان نہ لاتے اور ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھیر دینگے جیسے وہ پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا چھوڑ دینگے۔ اور اگر ہم ان پر فرشتے اتار دیتے یا مُردے ان سے باتیں کرتے اور ہر چیز ان کے سامنے لے آتے تو بھی یہ ایمان نہ لاتے بجز اس صورت کے کہ خدا کی مشیت و قانون کے مطابق ہو۔ مگر ان کی اکثریت جہالت میں مبتلا ہے" رسول کریم کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ان کے مطالباتِ لایعنی کی پرواہ نہ کیجئے بلکہ صبر و اطمینان رکھئے۔"

"ہمیں معلوم ہے کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے آپ کو رنج ہوتا ہے لیکن یہ آپ کو جھوٹا پیغمبر کیا قرار دیتے ہیں یہ ظالم تو خدا کی آیات کا انکار کرنے پر ہی تلے ہوئے ہیں اور آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھوٹا پیغمبر قرار دیا گیا۔ پیغمبروں نے جھوٹے قرار دیئے جانے پر بھی صبر سے کام لیا۔ یہاں تک کہ ہماری مدد ان پیغمبروں کو پہنچی اور خدا کے قوانین کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور آپ کو پیغمبروں کے واقعات معلوم ہو چکے ہیں اور اگر آپ پر ان لوگوں کا انکار شاق ہے تو اگر آپ سے ہو سکے کہ آپ زمین میں سوراخ بنا لیں یا آسمان میں سیڑھی لگا لیں اور ان کے لئے نشان و معجزہ لے آئیں (تو لے آیئے)، اگر خدا کے قانون کے مطابق ان کے اعمال ہوں تو ان سب کو خدا ہدایت دیدے۔ تو نادان لوگوں میں شامل نہ ہو۔ بات یہی ہے کہ توجہ سے سننے والے ہی قبول کرتے ہیں"

اسی سورۂ انعام میں یہ بھی فرماتا ہے کہ اگر ہم کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب ان پر نازل کر دیں اور یہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں چھو کر بھی دیکھ لیں تب بھی جو لوگ انکار کر رہے ہیں یہی کہینگے کہ یہ تو صرف ایک کھلا جادو ہے"

سورۂ اعراف میں فرماتا ہے "اور جب آپ نے انھیں نشان و معجزہ نہ دیا تو وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کیوں معجزہ نہیں لاتا۔ آپ جواب میں فرما دیجئے کہ حق صرف یہی ہے کہ میں تو اس وحی کی اطاعت کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر ہوتی ہے۔ یہ بات تمہارے رب کی جانب سے مجموعۂ بصیرت ہی اور ایمانی طاقت رکھنے والوں کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے"

مذکورہ بالا بیاناتِ الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ لوگوں کے مطالبۂ معجزات پر ذرا ان کی حسب منشا معجزہ نہیں دکھا دیا گیا۔ بلکہ ان کے نامعقول مطالبات کو ہمیشہ رد کر دیا گیا۔ ان باتوں سے ہمارے ان معترضین کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس علم و عقل کے زمانے میں دلائل و براہین پر نظر کرنی چاہئے۔ قدرت بے پایہ باتوں کو بڑی تیزی سے مٹاتی جا رہی ہے ؞

# آنے والی عالمگیر حکومت

(از قلم ولیم کینتھ کرسچین - ماخوذ از ورلڈ آرڈر میگزین (امریکہ) بابت ماہ جنوری ۱۹۴۱ء - ترجمہ پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے)

## ہر زمانہ مرتا ہے اور ہر زمانہ پھر زندہ ہوتا ہے

زندگی حرکت اور تغیر کے قانون کلیہ کے ماتحت کام کرتی ہے زندگی کے ہر شعبہ میں جسمانی ہو، مجلسی یا اقتصادی ہم اس قانون کو کارفرما پاتے ہیں۔ مثلاً موسم تبدیل ہوتے ہیں۔ دن کے بعد رات ہوتی ہے پہلے بیج بویا جاتا ہے۔ پھر پودا پیدا ہوتا ہے۔ پھلتا پھولتا ہے اور بعد میں سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا حال ہے۔ قبیلے۔ قومیں اور سلطنتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔

عالم انسانی کا ارتقاء اس قانون کلیہ کا بڑا بھاری ثبوت ہے حضرت انسان شروع میں کس مقام کا مالک تھا ابھی تک معلوم نہیں کسی زمانے میں غاروں میں رہا کرتا تھا۔ اور جانوروں کی طرح کھاتا پیتا تھا۔ قدرت کی طاقتوں سے خوفزدہ ہو جاتا تھا۔ اس نے پہلے آگ جلانا سیکھا اور پھر چرخی ایجاد کی۔ چونکہ بولنا جانتا تھا اس لئے دوسروں سے ملنے پر مجبور ہوا غاروں سے نکلا تو گھر بنانے لگا۔ خاندان مل کر قبیلے بنے۔ پھر قومیں بنیں اور اجتماعی زندگی میں ایک دوسرے کا سہارا لینا پڑا۔ جب دیکھا کہ اس طرح بود و باش کرنے سے فائدہ ہے تو پھر تمدن کے راستے پر گامزن ہوا۔

پہلے قبائل متحد ہوئے۔ گاؤں اور شہر بسے۔ شہر دوسرے شہروں سے ملحق ہوئے۔ تبادلہ اشیاء ہونے لگا۔ آخر مجلسی اور اجتماعی زندگی شروع ہو گئی۔ نظام حکومت لازمی طور پر قائم ہوا۔ یہ واقعات آہستہ آہستہ رونما ہوئے اس سے بھی ظاہر ہے کہ عالم انسانی تغیر پذیر ہوتا رہا ہے اور حرکت میں آتا رہا ہے

ہر گروہ یا مجمع میں یہ سوال اٹھتا تھا کہ حکومت کس طرح سے ہو اور اختیار کا مرکز کہاں پر ہو۔ جب انسان غاروں میں رہا کرتا تھا تو جو اُن میں سے زبردست اور مضبوط ہوا کرتا تھا وہی صاحب اختیار بن بیٹھتا تھا۔ جب خاندان بنے تو اختیار صاحب خانہ یا بزرگوں کے ہاتھ میں چلا گیا قبیلوں میں سردار ہوا کرتے تھے جو صاحب اختیار ہوتے تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہر قبیلے میں ایک پنچایت ہوا کرتی تھی۔ جب گاؤں اور شہر قائم ہوئے تو حکومت کسی ایک خاندان یا ایک سردار یا ایک کونسل کے (جسمیں خاندانوں یا قبائل کے نمائندے ہوا کرتے تھے) ہاتھ لگی۔ جب بہت سے شہر آپس میں متحد ہوئے اور مملکت بنی تو لازمی طور پر ایک مرکزی حکومت کی ضرورت محسوس ہوئی موجودہ زمانے میں ملکوں میں نظام حکومت ایک لازمی امر ہو گیا ہے۔ قانون بنتے اور بدلتے ہیں اور ان کے اجراء کے لئے تنظیمیہ قائم کرنی پڑتی ہے حکومت استبدادی ہو یا کوئی اور شکل اختیار کرے یہ سوال دوسرا ہے۔

## عالمگیر حکومت بن کے رہے گی

عالمگیر حکومت قائم ہونے کے خیال کا تصور کرنے سے پہلے حرکت اور تغیر و تبدل کے قانون کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی جان لینا چاہئے کہ حکومت کا ایک مرکز ضروری ہے۔ کوئی وقت ضرور ایسا آنے والا ہے جب عالمگیر حکومت قائم ہوگی۔ کیونکہ انسان ارتقاء کے مختلف

مراتب متواتر طے کرتا رہا ہے اور اپنے ذہن رسا کی بدولت نئی نئی ایجادیں کر رہا ہے اور موجودہ حالت پر عمیق نظر ڈالنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اَب وہ وقت نزدیک آ رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالمگیر حکومت تب ہی قائم ہوسکیگی جبکہ پہلے ایک مرکزی نظام قائم ہو جائے گا۔ اب تک تو مختلف قومیں اپنا اپنا حکومتی مرکز بناتی رہی ہیں۔ مثال کے طور پر مملکتِ امریکہ کی طرف دیکھیے۔ کتنی ریاستوں سے مل کر بنی ہے۔ مگر ساتھ ہی حکومت کا ایک مرکز ہے اس کے بغیر تو کوئی متحدہ مملکت کام ہی کی نہیں ہوسکتی۔ اگر ایک عالمگیر حکومت قائم ہوگی تو اُن ممالک کو جو اس کے عضو ہونگے اپنے اختیارات کو ایک مرکزی حکومت کے ہاتھ میں سونپنا پڑیگا۔ ورنہ ایک عالمگیر حکومت کا تخیل صرف وہم اور گمان ہوگا۔

دراصل یہ عالمگیر حکومت والا خیال صرف ایک سیاسی مسئلہ ہی نہیں ہے اس کا تعلق تمدن کے ساتھ بھی ہے۔ یعنی کس طرح قومیں متحد ہوں۔ خیال فرمایئے کہ حکومت کن اجزاء سے مرکب ہوتی ہے۔ اول تو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ عوام میں انسانی زندگی کے متعلق کیا خیال ہے۔ دوسرے الفاظ میں انسانیت سے کیا مُراد لی جاتی ہے۔ دوم نظامِ حکومت کے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے؟ مثلاً امریکہ میں جمہوری حکومت انسان کے قدرتی حقوق پر (یعنی جو انسان ہونے کی حیثیت میں اُسے حاصل ہیں) مبنی ہے۔ اور ان حقوق میں انسانی روح کا غیر فانی ہونا بھی (جو حضرت مسیح کی اساسی تعلیم ہے) مضمر ہے۔

امریکہ کا حکومتی نظام ایک ایسے قانون پر قائم کیا گیا ہے جسے حقوق کا قانون کہا گیا ہے اور ایک نظامنامہ ہے جس سے ممالکِ متحدہ امریکہ کو ایک مرکزی نظام کے ماتحت چلنا پڑتا ہے۔

ہر ایک تمدن کی تہ میں انسان کے اصلی مقام کا خیال مضمر ہے مثلاً جہاں غلامی ہوگی وہاں لازمی ہے یہ خیال بھی ہو کہ ایک قوم یا نسل دوسری قوم یا نسل سے برتر اور بہتر ہے۔ ظلم کے یہ معنی ہوئے کہ جس کے ہاتھ میں طاقت اور اختیار ہو وہ دوسروں سے جس طرح بھی چاہے سلوک کرے

مگر جہاں انسان کے قدرتی اور پیدائشی حقوق ملحوظ ہونگے وہاں غلا[می] اور ظلم کیسے روا رکھا جا سکتا ہے؟

# انسان کے مقام کا نیا تخیّل

ایک عالمگیر حکومت کا قائم کرنا گویا ایک نئے عالمگیر تمدن کی بنـ[یاد] رکھنا ہے۔ اس کیلئے انسان کے اصلی مقام یعنی اُس کی عالمگیر حیثیت کو سمجھـ[نا] ہوگا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ خلقت کا سب سے [اعلیٰ] والا درجہ انسان کے لئے مقدر کیا گیا ہے۔ انسان میں جمادات کے خواص اور نباتات کی قوتِ نمو اور عالمِ حیوانات کے قوارکے علاوہ احساسات جذبات اور دیگر قوار یعنی نفس ناطقہ اور نفس ادراکیہ بھی پائے جاتے ہیں اسلئے انسان کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے جو اُسے جمادات، نباتات ا[ور] حیوانات سے ممتاز بناتا ہے۔ اور یہ امتیاز سب ہی نوعِ انسان کے حصے میں آیا ہے۔ یہاں نسل کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ سائنس نے بخوبی اس بات کو ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر قدرت کی طرف سے سب انسانوں کو ایک جیسے قوار عطا ہوئے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اس عالمگیر اصول کے ماتحت ایک عالمگیر حکومت کا قائم کرنا ناممکن نہیں۔ سوال صرف یہ رہ[تا] ہے کہ مختلف قومیں اور نسلیں آپس میں متحد کس طرح سے ہوں؟

اس کے صرف دو طریقے ہوسکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ قومیں آپس میں جنگ کریں اور جو فاتح قوم ہو اُس کا نظامِ حکومت یا فلسفہ سیاست غا[لب] آکر جاری ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی ایسا روحانی جذبہ ہو جو سب قوموں [اور] نسلوں کو ایک نقطہ پر جمع کرے اور اس اساسی اصول کے ماتحت کہ "بنی آ[دم] اعضائے یکدیگر اند" انھیں متحد کرے۔ یہ دونوں حالتوں میں جاننا لازمی [ہے] کہ انسان ایک ہی جوہر کا بنا ہوا ہے۔ مگر پہلا طریقہ یعنی جنگ سے فیصلہ کر[نا] کہ کس قوم کا سیاسی نظام چلے انسان کے اصلی مقام کے منافی ہوگا۔ جو حکومت جنگ اور فتح کی بنیاد پر قائم ہوگی وہ پھر ٹوٹ جائےگی اور شاید اُس

نتیجہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہو۔

ہاں سب لوگ تین باتوں پر متحد ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ خوشحالی ہو۔ یعنی سب کو اپنی جسمانی اور دیگر ضروریات میسر ہوں تاکہ وہ اطمینان سے زندگی گذار سکیں۔ یونانی حکماء اس بات پر متفق تھے۔ فی زمانہ ہم اسے "روٹی کا سوال" کہتے ہیں۔ بغیر اس کے حل ہوئے اتحاد کس طرح قائم ہو سکتا ہے؟

دوسری بات جس پر سب متحد ہو سکتے ہیں وہ توحیدِ الٰہی ہے جب ہم مذاہبِ عالم کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ الہامی مذاہب کے ماننے والے ایک ہی خدا کو اپنا خالق اور اس جہان کا بنانے والا تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ اُس قادرِ مطلق کے نام مختلف رکھے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہرمزد۔ یہوواہ۔ اللہ یا خدا اصل میں ایک ہی چیز ہے۔ چونکہ عالمِ انسانی ارتقاء کے مراتب طے کرتا آرہا ہے اور آجتک قومیں جدا جدا رہتی رہی ہیں اس لئے مذاہب میں (بھی) جاری رہی ہے۔ اب تو حالات بالکل دگرگوں ہیں۔ سوائے اس کے کہ لوگوں کے دلوں میں تعصب باقی ہے یا مذاہب سے ناواقفیت ہے یا دین تقلیدی ہے اس لئے لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اُصولاً تو کوئی وجہ اختلاف کی معلوم نہیں ہوتی بلکہ موحد یعنی توحید پرست لوگ آسانی سے متحد ہو سکتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ سب مذہبوں کے ماننے والے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اعلیٰ عبادت خدمتِ عالمِ انسانی ہے۔ جب یہ بات ہے اور سب نسلوں کے انسان قوا اور احساسات اور جذبات کے لحاظ سے برابر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ در اصل دنیا میں وحدتِ عالمِ انسانی کا اصول کارفرما ہے۔ اس بنیاد پر اتحاد قائم کرنا مشکل نہیں ہوگا۔

## ایک عالمگیر اتحاد کیونکر قائم ہو

مذکورہ بالا تین اصولوں کے ماتحت ہی عالمگیر اتحاد قائم ہو سکتا ہے فی زمانہ جو ایجادیں ہوئی ہیں اور جن کی وجہ سے اتحاد قائم ہونیوالا ہے وہ بھی ان اُصولوں سے وابستہ ہیں۔ ایک عالمگیر تمدن کا قائم ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ ہاں وحدتِ عالمِ انسانی کے اصول کو سمجھنا ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں؟ پہلے ہمیں ہر قسم کے تعصب کو دل سے نکالنا ہوگا۔ جو چیزیں ایک انسان کو دوسرے سے جدا کرتی ہیں اور معاشرتی زندگی میں مُخل ہوتی ہیں یا وحدتِ ادیان اور وحدتِ عالمِ انسانی کے اُصول کی منافی ہیں وہ ایک عالمگیر تمدن اور عالمگیر حکومت کے قائم ہونے میں سدِ راہ ہیں۔ اس لئے دینی۔ نسلی اور سیاسی تعصبات ترک کر دینے چاہئیں اور ہمہ تن ہو کر عالمگیر اتحاد قائم کرنا چاہئے۔

اس اہم مسئلہ پر بہت غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ عالمگیر حکومت قائم کرنے کے لئے ایک روحانی جذبہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور اگرچہ شروع میں یہ جذبہ بے اثر ہو مگر آخر اسی کے توسط سے عالمگیر حکومت قائم ہوگی۔

امرِ بہائی ہی وہ عالمگیر مذہب ہے جو وحدتِ ادیان اور وحدتِ عالمِ انسانی کے اصولوں پر ایک عالمگیر تمدن کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ہی اس مسئلہ کا حل پیش کرتی ہیں اور عدل پر ایک عالمگیر حکومت کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ صرف یہ تعلیم ہی انفرادی حیثیت میں انسان کو روحانی ارتقاء کی بلندیوں پر لے جاتی ہے اور ساتھ ہی سب قوموں، نسلوں اور ادیان کو آپس میں متحد کرتی ہے۔ گویا یہ تعلیم ایک نئے نظامِ عالم کے قائم کرنے کے لئے ہم کو آمادہ کر رہی ہے۔ معلوم رہے کہ اس روحانی جذبے کے محرک حضرت بہاء اللہ ہیں۔

چنانچہ ولی امر اللہ (حضرت شوقی آفندی) اپنی کتاب "عالمگیر تمدن" میں فرماتے ہیں "نوع انسان اپنے بچپن کے زمانے کو پیچھے چھوڑ گئی ہے اب اُس کا عین شباب کا زمانہ ہے۔ عالم انسانی کا ارتقاء ایسے مقام پر پہنچا ہے کہ اس کی روک تھام جوشِ جوانی کی طرح مشکل ہے۔ البتہ وہ

وقت آرہا ہے جب یہ جوش مبدل بہ ہوش ہوکر سکون دانائی اور پختگی اختیار کرے گا۔ یعنی بنی نوع انسان ایک اعلیٰ انسانیت کے مقام کو حاصل کرلیگا جس سے کمالات انسانی ظہور پذیر ہونگے۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"نوع انسان اب متحد ہورہی ہے۔ خاندان قبیلوں میں۔ قبیلے دوسرے قبیلوں میں شہر شہروں میں اور قومیں ملکوں میں مل کر باہمی اتحاد کو قائم کر رہے ہیں۔ غرض عالم انسانی چلتے چلتے اتحاد کی آخری منزل پر آپہنچا ہے۔ قومیں بن چکی ہیں اور بدنظمی اپنا رنگ دکھا رہی ہے۔ قومیت کا بھوت جو لوگوں کے سر پر سوار تھا انھیں اس قدر ستا رہا ہے کہ وہ تنگ آکر اب بین الاقوامی اتحاد کی طرف رُخ کر رہے ہیں۔ کیونکہ بنی آدم اعضائے یکدیگرانذ والا اصول آخر کار سرانجام کر دیگا۔"

پھر فرمایا ہے

"ایک متحدہ عالمگیر نظام قائم ہوگا۔ مشرق اور مغرب ہم آغوش ہونگے یہ جنگ و جدال آخر کب تک؟ نظام عالم انصاف پر قائم ہے۔ توحید الٰہی اور الہام کا مرکز ایمان کے لازمی جزو ہیں اور عالم انسانی اس نقطہ کی طرف چلا آرہا ہے" (خلاصہ بیانات مبارکہ)

# دورِ شہود

اُٹھو اُٹھو کہ زمانے میں انقلاب ہوا
غروب آج قدامت کا ماہتاب ہوا

بدل گئی ہیں زمین و زماں کی سب چیزیں
تمام جلوہ ماضی خیال و خواب ہوا

خدا کا شکر شبِ انتظار ختم ہوئی
طلوع یوم تجلی کا آفتاب ہوا

زمانِ "ستر" گیا "دورِ کشف" آپہنچا
جہاں میں جلوۂ موعود بے نقاب ہوا

فنا ہوئی ہے وہ مایوسیوں کی تاریکی
بقا کے شہرِ منور کا فتحِ باب ہوا

کلامِ حق سے جو انسان مطمئن نہ ہوا
اُسے نصیب زمانے میں اضطراب ہوا

خدا کے مظہرِ قدرت کے روبرو علمی
خودی کو جس نے مٹایا وہ کامیاب ہوا

# عیدِ اعظم

(از کتابِ اقدس)

قُلْ اِنَّ الْعِیْدَ الْاَعْظَمَ لَسُلْطَانُ الْاَعْیَادِ اُذْکُرُوْا یَا قَوْمِ!
کہدے یقیناً عید اعظم رضوان تمام عیدوں کی بادشاہ ہے۔ اے قوم! تمھیں جو نعمتِ الٰہی عطا ہوئی
نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ رُقَدَاءَ اَیْقَظَکُمْ مِنْ نَسَمَاتِ الْوَحْیِ
ہے اُسے یاد رکھو کہ تم سوئے ہوئے تھے تمھیں خدا نے وحی کی خوشگوار ہواؤں سے بیدار کیا
وَعَرَّفَکُمْ سَبِیْلَہُ الْوَاضِحَ الْمُسْتَقِیْمَ قَدِ انْغَمَسَتِ الْاَشْیَاءُ
اور تمھیں اپنا صاف سیدھا راستہ بتا دیا۔" اولِ رضوان میں اشیاء
فِیْ بَحْرِ الطَّهَارَةِ فِیْ اَوَّلِ الرِّضْوَانِ اِذْ تَجَلَّیْنَا عَلٰی مَنْ فِی
طہارت کے سمندر میں غوطہ زن ہوئیں جب ہم نے اپنے بہترین اسماء اور بلند ترین صفات سے
الْاِمْکَانِ بِاَسْمَائِنَا الْحُسْنٰی وَصِفَاتِنَا الْعُلْیَا هٰذَا مِنْ
اہلِ امکان پر تجلی فرمائی۔ یہ ہمارے اُس فضل سے ہوا جو تمام
فَضْلِی الَّذِیْ اَحَاطَ الْعَالَمِیْنَ ۝ لِتَعَاشَرُوْا مَعَ الْاَدْیَانِ
جہانوں پر چھا گیا۔ تاکہ تم تمام ادیان کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرو
وَتُبَلِّغُوْا اَمْرَ رَبِّکُمُ الرَّحْمٰنِ هٰذَا لَاِکْلِیْلُ الْاَعْمَالِ
اور اپنے پروردگار رحمٰن کے امر کی تبلیغ کرتے رہو۔ یہ عمل تمام اعمال کا سرتاج ہے
لَوْ اَنْتُمْ مِنَ الْعَارِفِیْنَ ۝
کاش تم عارفوں میں سے ہو"

# حضرت سیّد کاظم رشتی کی ماموریت

حضرت سید کاظم رشتی کو اپنے پیارے اُستاد کی وفات کی خبر سن کر دلی رنج ہوا۔ اور قرآن مجید کی اس آیۂ مبارکہ "وہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر خدا اپنے نور کو مکمل کرنا چاہتا ہے اگرچہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو" کے بھروسہ پر نہایت پختہ ارادہ اور احتیاط کے ساتھ اس کام میں مصروف رہے جو حضرت شیخ احمد نے آپ کے حوالے کیا تھا۔ ایسے نامور محافظ کی وفات کے بعد آپ نے اپنے آپ کو سخت دشمنوں اور اُن کی افترا پردازیوں میں محصور پایا۔ ان دشمنوں نے آپ کی ذات پر حملے کئے، آپ کی تعلیمات کی تحقیر کی اور آپ کو بدنام کیا۔ سید ابراہیم قزوینی کے بھڑکانے پر جو ایک طاقتور اور مشہور شیعہ سرغنہ تھا آپکے دشمنوں نے سازش کی اور آپ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر آپ نے ایران کے ایک مشہور و معروف دینی مجتہد حاجی سید محمد باقر رشتی کی جو اسوقت اصفہان میں رہتے تھے اور جن کا رسوخ اس شہر کی حدود سے باہر تک پھیلا ہوا تھا مدد لینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے سوچا کہ اس مجتہد کی دوستی اور ہمدردی آپ کو آزادی کے ساتھ کام کرنے میں مدد دے گی اور آپ کے رسوخ کو زیادہ کرے گی۔ آپ کو کئی مرتبہ اپنے شاگردوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ "کاش تم میں سے کوئی ایسا ہوتا جو کامل انقطاع کے ساتھ اٹھتا اور میرا پیغام اصفہان میں جناب سید کی خدمت میں لے جاتا کہ اے سید کیا ہوا کہ آپ نے شروع شروع میں تو شیخ احمد مرحوم سے اتنی عقیدت و محبت ظاہر کی اور اب بالکل اس کے برگزیدہ شاگردوں کو بھول گئے۔ آپ نے کیوں ہمیں ہمارے دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے"۔ کاش کوئی ایسا قاصد ملتا جو خدا پر توکل رکھ کر جاتا اور ان رازہائے سربستہ کو کھولتا جو فاضل سید کے قلب کو پریشان کر رہے ہیں اور ان شکوک کو دور کرتا جن کے باعث ہم ان کی ہمدردی سے محروم ہیں۔ اے کاش کوئی اس قابل ہوتا جو سید موصوف سے ایسا بیان حاصل کرتا جس میں انھوں نے حضرت شیخ احمد کی فضیلت اور آپ کی تعلیمات کی صداقت کی صحت بیان کی ہو۔ کاش وہ سید موصوف سے یہ شہادت حاصل کر کے مشہد میں جاتا اور مرزا عسکری سے جو اس مقدس شہر میں سردار علماء و فضلاء ہیں اسی قسم کی شہادت حاصل کرتا۔ اور اپنے کام کو پورا کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آتا"

حضرت سید کاظم نے بار بار یہ اپیل کی مگر مرزا محیط کرمانی کے علاوہ کسی نے اس کام کا بیڑا نہ اٹھایا۔ اس شخص نے جانے کے لئے مستعدی ظاہر کی۔ حضرت سید کاظم نے اس سے فرمایا کہ شیر کی دم کو چھونے سے ڈرو۔ اس کام کی مشکلات کو کم نہ سمجھو۔ یہ کہکر آپ نے اپنے نوجوان شاگرد مُلّا حسین بشرویہ باب الباب (آپ سب سے پہلے حضرت باب پر ایمان لاتے تھے اور باب الباب کا خطاب آپ کو حضرت باب نے ہی دیا تھا) کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ آپ یہ کام کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آپ ہی اس کام کے لئے موزوں ہیں۔ خدائے قادرِ مطلق اپنے فضل سے آپ کی تائید فرمائیگا اور آپ کی کوششوں کو کامیابی اور فتح کا سہرا پہنائیگا۔"

مُلّا حسین جوشِ مسرت سے اُچھل پڑے۔ نہایت ادب و محبت سے اُستاد کے دامن کو بوسہ دیا۔ جاں نثاری کا حلف اُٹھایا اور فوراً سفر پر روانہ ہو گئے۔ کامل انقطاع اور سچے ارادہ کے ساتھ آپ اپنے مقصد کو

پورا کرنے کے لئے چل پڑے۔ اصفہان پہنچے۔ اور فوراً فاضل سید کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معمولی کپڑوں میں اور سفر کے گرد وغبار سے آلودہ۔ آپ اس حالت میں اس مشہور و معروف مجتہد کے شاگردوں کے مقابلہ میں جو زرق برق لباس میں ملبوس تھے ایک بالکل معمولی اور بے حیثیت شخص معلوم ہوتے تھے۔ نہایت بے ہراس ہو کر خاموشی سے آپ ایک ایسی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جو سید موصوف کے بالکل سامنے تھی۔ حضرت سید کاظم کی ہدایت نے جو دلیری اور جرأت آپ کے اندر پیدا کر دی تھی اس سے کام لے کر آپ نے حاجی سید محمد باقر سے فرمایا "اے سید میری بات سنئے۔ کیونکہ میرے پیغام کو ماننے میں رسول اللہ کے دین کی سلامتی ہے اور اس کو سننے سے انکار کرنے میں دین مبین کو گزند پہنچنے کا سخت اندیشہ ہے"

جرأت اور دلیری سے بھرے ہوئے ان الفاظ کو سن کر سید موصوف حیران رہ گئے اور بے حد متأثر ہوئے۔ اپنے درس کو فوراً موقوف کر دیا اور اپنے شاگردوں کی پروا نہ کرتے ہوئے نہایت شوق کے ساتھ اس عجیب غریب قاصد کے پیغام کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے۔ ان کے شاگرد ان کے اس حیرت انگیز رویّہ کو دیکھ کر غصہ سے بھر گئے اور انھوں نے اس ناخواندہ مہمان کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ اس کے برخلاف نہایت مؤدب۔ رعب دار اور نڈر لہجہ میں ملا حسین نے ان لوگوں کی کم ظرفی اور بد لحاظی کی طرف اشارہ کیا اور ان کے تکبر و غرور پر حیرت کا اظہار کیا۔ سید موصوف مہمان کے انداز اور طرز گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اپنے شاگردوں کی بد اخلاقی پر افسوس کیا اور معذرت طلب کی اور اپنے شاگردوں کی بد اخلاقی کی تلافی کے لئے ملا حسین کی بہت خاطر مدارات کی اور اپنی مدد کا یقین دلایا۔ اور کہا کہ اب اپنا پیغام سنائیے۔ ملا حسین نے اپنا مقصد بیان کیا۔ اس پیغام کو سن کر فاضل سید نے کہا کہ چونکہ شروع شروع میں ہم نے سمجھا تھا کہ شیخ احمد اور سید کاظم کی اس کے سوا اور کوئی خواہش نہ تھی کہ وہ علم اور دینِ مبین کے مفاد کو ترقی دیں اس لئے ہم نے انھیں مخلصانہ مدد دی اور ان کی تعلیمات کی تعریف کی۔ مگر بعد میں ہم نے ان کی کتابوں میں کئی متضاد بیانات اور پیچیدار اشارات دیکھے اسلئے ہم نے یہی بہتر سمجھا کہ ہم کچھ عرصہ تک خاموش رہیں اور ان کی تعریف یا مذمت سے پرہیز کریں"

ملا حسین نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی اس خاموشی سے رنج ہوا۔ کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ آپ کی خاموشی سے امرِ حق کی ترقی کا ایک نادر موقع ہاتھ سے جا رہا ہے۔ آپ ان کتابوں کی وہ عبارات مجھے بتائیں جو آپ کے نزدیک تاریک اور دینِ مبین کے خلاف ہیں۔ میں تائیدِ الٰہی سے اُن کے صحیح معنی بتانے کی کوشش کروں گا۔"

اس دبدبۂ ایمان اور سکون نے جو اس ناخواندہ مہمان کی ہر ادا سے ٹپکا پڑتا تھا حاجی سید محمد باقر پر بہت اثر کیا۔ انھوں نے ملا حسین سے درخواست کی کہ وہ سر دست اس معاملہ پر اصرار نہ کریں بلکہ صبر کریں۔ کسی دن تخلیہ میں وہ شکوک و شبہات بیان کر دوں گا۔ مگر ملا حسین نے سوچا کہ یہ تاخیر کہیں مقصدِ اصلی کے لئے مضر ثابت نہ ہو انھوں نے سید موصوف سے اصرار کیا کہ ان مشکل مسائل کو بیان کیجئے میں ان کو حل کر دوں گا۔ آپکے اس جوشِ جوانی کو دیکھ کر سید موصوف کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ آپکے اخلاص اور دلیری سے بہت متأثر ہوئے۔ انھوں نے حضرت شیخ احمد اور حضرت سید کاظم کی کچھ کتابیں منگوائیں اور ملا حسین سے ان بیانات کے متعلق دریافت کرنا شروع کیا جو اُن کی حیرانی اور سردمہری کا باعث ہوئے تھے۔ ملا حسین نے ہر ایک سوال کا نہایت فروتنی کے ساتھ عالمانہ جواب دیا۔ آپ شاگردوں کی اس جماعت کے سامنے موذن کے اذان دینے تک حضرت شیخ احمد اور حضرت سید کاظم کی تعلیمات کی صداقت کا بیان اور اُن کے امر کی نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ حمایت کرتے رہے

نماز کا وقت آجانے کی وجہ سے آپ نے اپنا فصیح و بلیغ بیان دوسرے دن پر ملتوی رکھا۔ دوسرے دن پھر اسی طرح ایک بڑی نمائندہ جماعت کے سامنے سیّد موصوف کی طرف رخ کر کے حضرت شیخ احمد اور حضرت سیّد کاظم کے اہم کام کے متعلق جس پر خدا نے اُن کو مامور فرمایا تھا نہایت فصیح و بلیغ بحث کی۔ آپ کے سامعین نہایت حیران اور ششدر ہو کر آپ کا مُنہ تک رہے تھے اور آپ کی تقریر کی فصاحت اور آپ کے دلائل کی پختگی سے متحیر ہو رہے تھے۔ سیّد موصوف نے سب کے سامنے وعدہ کیا کہ کل ایک تحریری بیان خود اپنے قلم سے لکھونگا جس میں حضرت شیخ احمد اور حضرت سیّد کاظم کے اعلیٰ رتبہ کی شہادت دونگا اور فتویٰ دونگا کہ جو شخص اُن کی تعلیمات کی مخالفت کرے گا وہ دینِ مبین سے منحرف سمجھا جائے گا۔ میں حضرت شیخ احمد و سیّد کاظم کی ذہانت و فطانت اور دینِ محمدی کے اسرار کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی قوت کی شہادت بھی دونگا۔ چنانچہ سیّد موصوف نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اعلان مذکور اپنے قلم سے لکھا اور نہایت تفصیل سے لکھا۔ اس بیان میں انھوں نے مُلّا حسین کے علم و اخلاق کی بھی تعریف کی اور حضرت سیّد کاظم کا ذکر نہایت شاندار الفاظ میں کیا اور اپنے سابقہ روّیہ کی معذرت چاہی اور لکھا کہ میں آئندہ اپنی گذشتہ روش کا تدارک کرونگا۔ انھوں نے اپنی یہ تحریری شہادت خود اپنے شاگردوں کو بھی سُنائی اور اس کو سر بمہر کئے بغیر مُلّا حسین کے حوالے کر دیا اور اجازت دی کہ وہ جسے چاہیں یہ مضمون دکھائیں تاکہ سب لوگ سمجھ لیں کہ میں حضرت سیّد کاظم کو کس عقیدت مندی کے ساتھ دیکھتا ہوں۔

جوں ہی مُلّا حسین وہاں سے رخصت ہوئے سیّد مذکور نے اپنے ایک معتبر خادم کو اُن کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ ان کی قیامگاہ کا پتہ لگائے۔ خادم نے دیکھا کہ وہ ایک معمولی مکان میں جو مدرسہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا داخل ہوئے اور ایک کمرہ میں گئے۔ جسمیں ایک بوسیدہ چٹائی کے علاوہ اور کوئی سامان نہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ اندر گئے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور اس چٹائی پر سونے کے لئے لیٹ گئے جس پر بچھانے کیلئے آپ کی عبا کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ خادم نے واپس آکر جو دیکھا تھا بیان کر[دیا] آقا نے خادم کو ۱۰۰ تومان (ایک تومان تین روپیہ کے قریب ہوتا ہے) دیکر واپس بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے اُن کی خدمت میں مخلصانہ عذر پیش کرنا اور کہنا کہ مجھے آپ جیسی قابل قدر ہستی کی مہمان نوازی نہ کرنے کا سخت افسوس ہے۔ مُلّا حسین نے اس پیشکش کا یہ جواب بھیجا کہ اپنے آقا سے [جا]کر کہو کہ میرے لئے آپ کا سب سے بڑا تحفہ وہ انصاف ہے جس سے آپ نے مجھکو اپنے حضور میں باریابی بخشی اور وہ فراخدلی ہے جس سے انھوں نے مجھ جیسے ناچیز قاصد کے لائے ہوئے پیغام کا جواب دیا۔ روپیہ تم [اپنے] آقا کے پاس لے جاؤ۔ کیونکہ بطور ایک پیغامبر کے میں نہ تو کوئی انعام [چاہتا] ہوں نہ کوئی بدلہ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (سورۃ الدھر) ترجمہ: "ہم تمھیں محض اللہ کیلئے کھلاتے ہیں۔ تم سے کوئی بدلہ یا شکر گذاری نہیں چاہتے"۔ تمھار[ے] آقا کے لئے میری یہ دُعا ہے کہ دُنیوی سرداری اُن کو حق کے ما[ننے] اور اس کی شہادت دینے سے باز نہ رکھے۔"

حاجی سیّد محمّد باقر ۱۲۶۰ھ یعنی سال اعلانِ حضرت باب سے [پہلے] ہی فوت ہو چکے تھے۔ لیکن وہ آخر وقت تک حضرت سیّد کاظم کے زبردست مددگار اور سرگرم مدح خواں رہے۔ مُلّا حسین نے اپنے کام کا پہلا [حصہ] پورا کرنے کے بعد حاجی سیّد محمّد باقر کی تحریری شہادت کو کربلا [میں] آقا مولیٰ کے پاس روانہ کیا۔ اور خود مشہد کو روانہ ہوئے تاکہ میرزا عسکری کو بھی اپنے آقا کا پیغام پہنچا دیں۔ جونہی حضرت سیّد کاظم کو سیّد [موصوف] کا خط ملا وہ اتنے خوش ہوئے کہ انھوں نے فوراً مُلّا حسین کو خط لکھا اور اسمیں نہایت شکر گذاری کے ساتھ اُن کے سلیقہ و طریقۂ عمل کے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (باقی آئندہ)

عباس علی بٹ

# عبرت و بصیرت

کھجور کی گٹھلی کو جب ایک اچھا بونے والا اچھی زمین میں بوتا ہے تو ایک درخت پیدا ہو جاتا ہے اور ہزاروں کھجوریں اس پر نمودار ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ درخت پھل دیتا ہی رہے تو بیشمار پھل ہو جائیں جنھیں کوئی شمار بھی نہ کر سکے گا۔ اور اگر ہر ایک کھجور کی گٹھلی بوئی جائے اور درخت بن جائے تو کتنا بڑا باغ ہو جائے اور ان کا سلسلہ غیر متناہی ہو جائے گا۔

اگر یہ گٹھلی خراب زمین میں بوئی جاتی تو یہ بیشمار پھل اور درخت پیدا نہ ہوتے۔ اے انسان! تو بھی اپنے وجود کے دانے کو خدا کے دستِ قدرت میں دیدے تاکہ وہ اسے اچھی زمینِ رحمت میں بووے اور اس ایک دانے سے نہ ختم ہونے والے بے شمار دانے اور درخت پیدا ہوں۔

اور اگر غور سے دیکھو تو نظر آئے گا کہ گٹھلی کی بجائے کھجور بو دی جائے تو بالکل بے کار جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھجور ابھی تک اپنے لباس سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ ہاں گٹھلی اپنا لباس اُتار چکی ہے۔ برہنہ اور مجرد ہو کر ہوشیار بونے والے کے ہاتھ میں پہنچ گئی ہے وہ زمین میں دب کر ایک دن سر نکالے گی اور عظیم الشان درخت بن کر بے شمار پھل دیگی۔

اے انسان! تو بھی اپنے مادی تعلقات اور خاکی پردوں کو ہٹا دے اور خدا کے قائم کردہ مربّیِ روحانی کے ہاتھ میں اپنے آپکو پہنچا دے کہ وہ تجھے زمینِ پاک میں بو کر درخت ثمرور بنا دیگا اور تو فداکاری و جان نثاری کی خاک میں دب کر ایک دن قوت کے ساتھ اُبھرے گا اور اپنا ثمرۂ وجود حاصل کرے گا۔ تو سرسبز ہوگا۔ سربلند ہوگا۔ تیرا فیض وسیع ہوگا۔ تجھ سے اور ہزاروں پاک شجر پیدا ہونگے۔ یہانتک کہ تیرے مبارک وجود کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا تو ابد تک پھلتا پھولتا رہے گا۔

---

ہزار سال سے زیادہ گذر گئے کہ علماء ظہورِ موعود کا ذکر کر رہے ہیں اور اشتیاق میں زار زار رو رہے ہیں۔ اوصافِ ظہور میں پہاڑوں کی برابر کتابوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں آج تک انتظار کی گھڑیاں گن رہے ہیں۔ لیکن جب ظہورِ حق ہوا تو یہی علماء سب سے اول منکر ہو گئے۔ ان علماء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تمام عمر کسوٹی کے پتھروں کو جمع کرتا رہا۔ اور جب سونا اس کے سامنے آیا تو وہ اُسے کس کر بھی نہ پہچان سکا۔ کیونکہ سونے کی پہچان سے بالکل ناواقف تھا۔ کسوٹیوں کے ڈھیر اُسکے کیا کام آسکتے تھے؟ اور اگر کسوٹی لگانا جانتا بھی تھا تو سخت بڑھاپے کی وجہ سے نظر کمزور ہو گئی تھی یا کسی بیماری کے باعث آنکھیں قوتِ بصارت کھو چکی تھیں۔ اب وہ بیچارہ دیکھے تو کیسے۔ کسوٹی بھی موجود ہے۔ سونا بھی کھرا ہے۔ مگر چشمِ بینا مفقود ہے۔ کھرا سونا کسوٹی پر سچا رنگ دکھا رہا ہے مگر آنکھ نہیں تو دیکھے کون؟

ہر حالت میں نور کے دیکھنے کے لئے روشن آنکھ کی ضرورت ہے نور بذاتِ خود اپنی دلیل آپ ہی ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب بہت سے پاک نفوس مقامِ بصر میں ہوتے ہیں۔ جیسے چشمِ بینا کو دیکھنا سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ایسے ہی ان روشن و بصیر

نفوس کو بیرونی دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ظہورِ حق کا جمالِ باکمال دیکھتے ہی پہچان جاتے ہیں۔ یہ عرفان کے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

اِسی طرح پاک قوتِ سامعہ رکھنے والے اپنے مالک کی آواز کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ اگر کسی نے بلبل کے نغمے سُنے ہیں اور اُس کی قوتِ سامعہ نغمۂ بلبل کی لذت سے آشنا ہے تو وہ کسی کوّے کی آواز کو ہرگز بلبل کا چہچہا نہیں سمجھ سکتا۔

جو لوگ نئے ظہورِ حق میں آوازِ حق کو شناخت نہیں کرسکتے معلوم ہوجاتا ہے کہ انھوں نے آجتک کبھی آوازِ حق کو نہیں پہچانا۔ اگر کسی ظہورِ حق کا اقرار کرتے ہیں تو وہ صرف لوگوں کے کہنے سے تقلید یا وراثت کے طور پر اقرار کرتے ہیں اپنے ذاتی احساس سے نہیں۔

مسیح نے فرمایا کہ بھیڑیں اپنے چرواہے کی آواز پہچانتی ہیں اور اُس کی آواز پہ چلی جاتی ہیں۔ حیف ہے کہ اِنسان بھیڑوں سے بھی کم درجہ میں رہ جائے کہ جب وہ حقیقی چرواہا (پیغمبرِ وقت) اُسے پکارے تو وہ اپنے چرواہے کی آواز کو بھی نہ پہچان سکے۔

ایک زندہ برسرِ اقتدار سلطان کی شان و شوکت اور ہی کچھ ہے اور ایک بہروپئے کی چال ڈھال اور حالت کچھ اور ہے دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ لیکن فراست و بصیرت کی ضرورت ہے ؎

دیدۂ باید کہ باشد شہ شناس

تا شناسد شاہ را در ہر لباس

قوتِ باصرہ اور قوتِ سامعہ ضائع کرکے لاکھوں کروڑں نفوس ظہورِ مسیح اور ظہورِ محمدی بلکہ ہر ظہورِ حق میں عرفانِ حق سے محروم رہے ہیں اور آجتک اپنی اس بے بصری پر فخر کر رہے ہیں عقل رکھنے والوں کے لئے اِن واقعات میں زبردست عبرت ہے۔

عجیب مشرکانہ زندگی ہے۔ عوام تو کہتے ہیں ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم تو علماء کے پیرو ہیں۔ اگر ہمارے علماء اِس ظہور کو قبول کرلیں تو ہم بھی مان لیں گے۔ عوام نے علماء کو اربابًا من دون اللہ بنا رکھا ہے۔ اُدھر علماء کی یہ حالت ہے کہ عوام کا مُنہ تک رہے ہیں کہ اگر ہم نے قولِ حق کا اقرار کیا تو پبلک ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔ اِن علماء نے عوام کو اپنا مرکزِ امن سمجھ رکھا ہے۔ دراصل دیکھا جائے تو صرف یہی نہیں کہ عوام علماء کی تقلید میں گرفتار ہیں بلکہ دوسری طرف علماء بھی عوام کے مقتدی بنے ہوئے ہیں۔ عوام کی خواہشات کے پیرو ہو رہے ہیں ؛

قسمتِ فارسی

# شهادتِ مستشرقین و دانشمندان دربارهٔ امرِ بهائی

پیوستهٔ گذشته

## بقلم امیل شریبر

در اثنای آنکه مسلکِ شوروی کوس مادی میزند و نسل جوان میونیست بعقائد و اصولِ مذهبی بی اعتنا شده اند دیانتِ جدیدی در شرق طلوع نموده تعالیم و اصولِ آن با اوضاعِ حاضره عالم فوائد و مصالح مهمی در بر دارد که محدود در عالمِ الفاظ و فلسفه نبوده بل در طریقِ عمل راهِ حلی نسبت بمشکلات سیاستِ اقتصادی جهان موافق با مقتضیاتِ زمانه تعلیم مینماید۔

این آئین اساسش بر وحدتِ نوعِ انسان قرار دارد در سنه ۱۸۴۴ میلادی در ایران طلوع نمود و سه پیغمبر عظیم که متوالیاً بنشرِ تعالیم خویش پرداختند هر سه ایرانی و متولد شده در اسلام اند مؤسسِ اولیه حضرت باب بودند که در سنه ۱۸۵۰ و اظهار امر فرموده و علاوه بر تعلیم آئینِ محبت و وفاق بجمیع طبقاتِ مختلفه که در عالمِ انسانیت رائج است نموده اند حریتِ نساء نیز تعلیم فرمودند درصورتیکه مقامِ نسوان در عالمِ اسلام بسیار پست و خوار بود و هنوز بانوان در قیدِ بندگی و اسارت اند

خانمی ایرانی دارای حسن و جمالِ بی نظیر که در بینِ اهلِ اسلام از نوادرِ وجود است و صاحب استعداد فوق العاده در نطق و بیان ملقبه بقرة العین که در تلفظ اندکی دشوار میباشد بجمعِ اصحاب پیوست در مشق بزرگ و مثالِ عالی از برای نسوان گشته حجاب مدور افگند و پرده قع از عذار برداشت

حضرت باب و قرة العین در زمانِ خود ده هزارها نفوس را در ظلِ این شریعت وارد نمودند شاهِ ایران آنحضرت و قرة العین و همچنین غالب پیروانِ شان را حبس و زجر نمود حضرت باب را بدار آویختند و قرة العین آن بانوی وفادار در زندان مخنوق گردید۔ هواخواهان بقلعه عکا سرگون گشتند و در آنجا روضه و مطاف بهائیان برپا شد نگارنده بیت حضرتِ بهاء الله را که بعد از حضرت باب اظهارِ امر فرمودند و اکنون در عکا زیارتگاه است زیارت نمود۔

این امر تعالیم و اصولش مبنی بر فلسفه و حکمت است فرقه و حزب در آن راه ندارد و طبقهٔ مخصوص باسمِ روحانیون در این دیانت موجود نه کشیشان نسبت به پیروانِ این آئین اسناد میدهند که بهائیان بمنظورِ استفادهٔ مادی افکار مؤسسینِ ادیان را منحرف میکنند۔

حضرت بهاء الله که در بینِ این سه پیامبر تفوق داشتند تعالیم خویش را نه فقط در شرق بلکه در بسیاری از بلادِ غرب و مخصوصاً ایالاتِ متحدهٔ امریکا منتشر فرمود و امروز در نتیجه نفوذِ این امر نفوس بهائیان در امریکا بچند ملیون بالغ گردیده۔ حضرت بهاء الله مصائب و بلیاتِ لاتحصی از دستِ ایرانیان تحمل فرمود و عاقبت در زندان صعود کرد۔

نجلِ بزرگوارشان حضرت عبد البهاء جانشین آنحضرت شدند و بر روی تعالیم اب حنون اصول اقتصادیِ این امر تنظیم فرمودند۔ در ضمنِ این مبادی و اصول دقایقِ مهمه و محیر العقول در جهان پیش بینی شده

ماول حرب عمومی وپس ازان بحرانِ عالمگیر واکنون آن نبوات بظهور رسیده است حضرت عبدالبهآء بفاصله کمی پس از جناب بین الملل صعود فرمود ودر ایام حیات قسمت اول از نبوات خویش را مشاهده نمودند۔

از خصائص دیانت بهائی آنست که تعالیم اساسی دیانت یهود و کاتولیک واسلام را تحری نموده این اصول را در میدان عمل میگذارد و مخصوصاً در حیات اجتماعی انسان تعالیم ادیان را با یکدیگر وفق داده مطابق با مقتضیات عصر کنونی بشر ازان استفاده می نماید۔

بهائیان معتقدند در جامعه که تقوای انفرادی وطهارت اخلاق زمینه از برای الفت والتیام بدست نمی دهد۔ روابط اجتماعی غیر ممکن ومحال می باشد۔

هر فردی از افراد در معرکه حیات در بین جامعه ای که بحالت وحوش اند وهستی وآسایش او را تهدید مینماید روز بروز خود را تنها وبیکس یافته حسن نیت ودرستکاری دیگر در زندگی ومشاغل آن شخص ثمر ونتیجه مطلوب نیست ولاجرم ارزش وقیمت عملی خویش را از دست میدهد ازین رو بر حسب طبیعت ومزاج مختلف اشخاص خونسردی وبی اعتنائی یا یاس ونا امیدی وهمچنین بیباکی ولاقیدی در نفوس تولید میشود که بهر وسیله ولو راه غیر مشروع ونارو یه باشد مصالح مادی از برای حفظ خویش وادامه حقیات بدست آورند۔

جامعه ای که دیگر پابند هیچ اصلی ودر تحت مراقبت هیچگونه مبادی اخلاقی وسیلتی نیست عنان گسیخته وبی لجام بمثابه کشتی بی سکانی است که هیچ کسی را امید واطمینان بسلامت ونجات آن نه وپیوسته معرض بادهای مخالف مختلف وبحران وطوفانهای شدید است وپیمبران ایرانی در عین حال اعلام میکنند که عصر حاضر حاکی از انقضا کر مدنیتی است که دیگر بکار خیر وصلاح جامعه انسانیت نمیخورد۔

نتیجه این مدنیت بعدم فلاح ورستگاری بشر وخرابی و دمار موسسات وشئون اخلاقی ومادی انسان منجر گشته بعبارة اُخر تاسیساتی که ضامن خیر وسعادت جامعه بشر بوده از قبیل ممالک معابد تجارت وصناعت در این ضمن اساس اصلی ومتینی که درا غوغا وهیاهو عالم آن بشریت را که رو بزوال است بجانب سعاد سلام راهنمائی مینماید همانا آمین الفت والتیام بین جمیع ملل واجنا میباشد زیرا روابط نوع انسان ولزوم مساعدت ومعاضدت ابنا نسبت بیکدیگر بطوری محسوس گشته که دیگر از برای انسان ممکن نیست بتواند بحالت انفراد وتنهائی در طریق سعادت وفلاح مشی نماید۔

این نبوات که در بادی امر واوان اظهار آن در سنه ۱۸۹۰ء مبالغه آ بنظر میآمد وشاید تا اندازهٔ بنظر بدبینی در آمده تعبیر میشد وقا نیست که حکایت از نگرانیهای جزئی وغیر مهم نماید حال باید ملاحظه از این نبوات که عیناً بظهور رسید وامر بهائی در مملکتی مانند ایران که اینقدر متاخر واز قافله مدنیت دور بود در آن اوقات پیش بینی نم نتائجی بظهور رسید که چنانچه قبلاً اخبار گشته بسیاری از بزرگان فن اقتصاد هم امروزه در ممالک شاسعه واقطار متمدنهٔ غرب اذعان مینمایند که هیچ دارویی در جهان قادر نیست بحران کنونی عالم که تما بشر را بخاک بدبختی وذلت کشانده وبسوی فنا ونیستی سوق میدها رفع نماید مگر ایجاد یکنوع همکاری ومعاضدت بین المللی در بین کا نوع انسان۔ (نقل از روزنامه صوت پاریس فرانسه مورخه ۲۷ سپتامبر ۳۰ زبانی آمنا)

---

## مضمون بعد

که بعنوان "مقام انسان واساس زندگی" است نوشته جناب عبدالله فاضل است۔ قسط اولش پیشکش در نمبرهٔ هذا گشت وقسطهای در آینده خواهد آمد ونیز در نمبرهٔ آتیه ترجمه قسط هذا در قسمت اردو داده خواهد شد۔

# مقامِ انسان و اساسِ زندگی

باتائیداتِ غیبیهٔ الهیه در ششمین جشنِ سالیانهٔ جوانانِ بهائی کراچی که در حظیرة القدس در نهایت روحانیت تشکیل گردید. این ذرهٔ ناچیز بنابر دستور لجنهٔ محترمهٔ جوانان بالقاء خطابه ای در مواضیعِ ذیل که از طرف منشی محترم لجنهٔ ملی جوانان بهائی هندوبرما و تصویب محفل مقدس روحانی ملی بهائیان هندوبرما در پروگرام این روز تاریخی معین شده بوده موفق گردید۔

امّابعد بنابر رغبت حضّار محترم آن محفل نورانی و وعده ای که شفیق روحانی حضرت اسفندیار بختیاری در انتشار آن خطابه فرموده اند لذا این فانی خود بر تحریر و یادداشت مضامینی قریب بمطالب معروضه ناچار شده و مستعیناً بفضل الله العزیز المقتدر این مختصر را جهت درج در مجلّهٔ مبارکهٔ "پیامبر" تقدیم میدارد۔ زادکم الله تائیداً و توفیقاً (عبدالله فاضل)

## موضوعِ مقرر

(مقام انسان ۔ زندگی و طرز معاملات بهائی ۔ اساس زندگی روحانی در مذهب)

## مقدمه

(شکر و ثنای مولای بیهمتا و اظهار مسرت از زیارت یاران و ...ردانی از محترمینی که دعوت جوانان بهائی را پذیرفته و در جشن ایشان شرکت نموده بودند)

جمیع دانشمندانِ جهان ترقیِ هر ملتی را وابستهٔ افکار و عقاید آن ...ت میدانند، همچنانکه همهٔ دانایان عظمت و بزرگیِ هر فرد را ناشی از علو ...ت و سموِ فکر و درایت آن فرد میشمارند و این مسئله بتجربه ثابت و ...رهن است که افکار و عقائد تاثیر شدید در اعمال و حرکات و ترقی و تمدن ...ع انسانی داراست و رابطهٔ مستقیمهٔ دائمه ای بین این دو فاعل و ...نفعل و موثر و متاثر و مقنن و مجری موجود و برقرار است و تاریخ ...ذشتگان نتیجهٔ این تجربه را بخوبی نشان می دهد و ما می توانیم

ملتِ یونان و روم و مصر و اقوام بنی اسرائیل و طوائف آرین و عرب و اروپائیان را برای نمونه بخاطر آوریم۔

چنانکه وقتی در قرونِ قبل از میلاد ملت یونان بعلم و ادب مشهور و بتقوی و راستی معروف بود. حکمای نامدار از قبیل بقراط و سقراط و افلاطون و ارسطو و علمای بزرگوار از قبیل ابیلدقلس و فیثاغورث وغیره مانندِ ستاره های درخشنده آسمانِ عظمت و رفعت این ملت را روشن و منیر کرده بودند و بمبارکیِ تعلیمات و نصائح و حکم و مواعظِ ایشان آن عظیم القدر ملت و دولتِ یونان عزیز و محترم گردید که بر سراسر جهان متمدن آن روز غلبه نموده حکمفرما و فرمانروا شد و حکومتش سرمشق حکومات و ملتش سرافراز ترین ملل و مملکتش منبع علم و دانش و عظمت و جلال بوده تا آنکه ناگاه علمای سوئی چند در بین آنان پیدا شده و جهال و اراذل را حول خویش جمع نمودند و مردم را از صراط مستقیم الهی و ایمان بوحدانیت ربانی منحرف ساخته با باحه و اشتراک و آزادی و عدم تقید باعمال نیک و شرافت آمیز وادار کردند و تشویق نمودند اساس محبت و الفت و انسانیت را

بر چیده بنامِ مصلحینِ وقت و شکنندگانِ خرافات تخمِ بیدینی و بے هنری پاشیدند و همه چیز را حصر در عالمِ طبیعت و حیوانیت خواندند ولذا مردم را مجازات و مکافاتِ روحانی بے اعتقاد ساختند و بزودی دیده شد که چگونه همین خرابیِ عقائد و افکار تاثیر شدید در عزت و رفعتِ دولت و ملتِ شان نموده هستی که همه عظمت و سلطنتِ شان را پائمال گردانید و چنان از بیخ و بن بر انداخت که تاکنون پس از چندین هزار سالِ دیگر مانندِ ابتدا ترقی نموده و چنان اهمیتی نیافتند و قدر علم نمودند جزو مللِ گمنام محسوب و ریزه خوارِ سفرهٔ علومِ دیگران اند درحالیکه وقتی خود خوانِ علم و کمال گسترده بودند.

همچنین زمانے در اعصارِ گذشته ملتِ رومان عظیم و جلیل بود بزرگان و علماے روحانی و آسمانی شان مردم را باخلاق و شئونِ انسانیت و راستی و شجاعت تعلیم میدادند و رفته رفته چنان صنعت و تجارت و عزت و امنیت مملکتِ عظیم روم را فراگرفت که مشهور آفاق شد و غلبه بر یونان نمود و بزودی از بزرگترین امپراطوریهاے عالم محسوب گشت و معزز و مجلل سلطنت مینمود تا آنکه دفعةً ایشان نیز بوساوسِ بعضے رهزنان که چراغِ علم در دست داشتند و بنامِ علماے جدید و مجددِ افکار و دافعِ خرافات ظهور نمودند گرفتار شدند و در اثرِ تلقیناتِ ایشان که منکرِ خدا و روح و عوالمِ ملکوتی بودند و مجازاتِ اخروی را خیالِ موهوم می پنداشتند و حقیقتِ عالمِ هستی را حصر در جسمانیات و شهوات میدانستند بکلی بنیانِ عظمتِ ملتِ رومان واژگون شد و کاخِ ثروت و عزتشان سرنگون گردید مغلوبِ دولِ مجاوره گشتند و منکوب و متشتت در هر کناره و دیگر از جملهٔ مللِ قدیمه مصریان بودند که هنوز آثارِ عظمت و تمدنِ قدیمهٔ شان یعنی بناهاے عجیبه اهرامِ مصر معروفِ جهان و موردِ نظرِ جهانیان است و ایشان نیز چون در تحتِ تاثیرِ فراعنهٔ اخیره که خود پسند و مشرک خداوند بودند واقع شدند و بانوارِ هدایتِ موسوی مهتدی نگشتند و کفرانِ نعمتِ الهیه نمودند و تقلیدِ علماے ماده پرست و بے اعتقاد به عوالمِ الهیه نمودند بکلی ذلیل و حقیر گشتند و مغلوب و منکوب گردیدند. وقتی اسیرِ ایرانیان و زمانے گرفتارِ یونانیان و هنگامی منکوبِ رومیان و بالآخره تسلیمِ اعراب و اسلامیان شدند و دیگر نتوانستند آن عزتِ اولیه و شوکتِ فراعنه را حاصل نمایند.

همچنین اقوامِ بنی اسرائیل که اسیرِ مصریان و غلامِ زرخریدِ ایشان بودند - ابتدا چون بوحیِ الهی توسطِ حضرت موسی و انبیاے آسمانی و مربیانِ روحانی زنده و نورانی گردیدند و از نارِ محبت و حکمت ربانی مشتعل شدند سلطنتِ سلیمانی تشکیل دادند و بیت المقدس را بنا نمودند و عزتشان مشهورِ بلاد شد مدارس و علمایشان معروفِ خاص و عام و موردِ توجه و استفادهٔ همه اقوام گردید و لے بعدها همینکه چراغِ هدایتِ شان خاموش شد و افکارشان بمادیات و هوا و هوس مشغول و همتِ شان در جمعِ زخارفِ دنیوی و پیرویِ شهواتِ نفسانی منحصر گردید چنان معدوم و پریشان گشتند که الی الآن در هر گوشه آواره و تالانند.

و دیگر طوائفِ آرین که جمعی در ایران سلطنتهاے عظیمه و حشمت و جلالِ لانهایه داشتند. شوکتِ کورش و قدرتِ داریوش و حشمتِ کسری نوشیروان معروفِ جهان بود و این از اثرِ تعلیماتِ بزرگانِ دین و پیروی از شرائع و قوانینِ محکم متین بود بخصوص در اواخر که نصائح و دستوراتِ حضرت زرتشت و کتابهاے آسمانی ممد و مؤید و کردار و گفتار و پندار پاک و پاکیزهٔ آنان شده به جهانِ متمدنِ آن عصر فرمانروا و ذی نفوذ گردیدند و کم کم چون امثالِ مانی و مزدک و نوهوسانی مانند آنان ظاهر شده و هویدا گردیدند و مروجِ شهوت رانی و اباحه و اشتراک و تجاوز از فرامینِ الهی شدند و دین را قید و بند دانستند و انسان را آزاد و مانندِ حیوانات

فارغ از هر تقیدی و عفت و عصمتی معرّی کردند یکباره اخلاق مجامع را فاسد و عقاید و افکار را خراب و کاسد ساخته اساس ذلّت ایرانیان را فراهم نمودند و باین ترتیب بالآخره سلطنت ایران بر باد شد و شوکت ساسانیان معدوم گشت و عزّت ایرانیان بذلّت بی پایان مبدّل شد اسیر اعراب شدند و در تحت سلطهٔ اقتدار خلفاء مدّتها حقیر و ذلیل بودند و دیگر اعراب که قومی بدوی و چادرنشین و وحشی و بربری بودند بقسمی که قتل و غارت از شعائر ذاتی شان محسوب و خونخواری و درندگی از صفات مشخّصهٔ شان شمرده میشد دختران خود را زنده بگور میکردند و هر یک مرد عرب بیش از سیصد زن میگرفت و بعد از پدر اولاد او زنهای پدر خود را با جنگ و ستیز از یکدیگر غارت میکردند و چه حیوانیّت و پستیها که در بین شان متداول و معمول بود و همینکه ناگهان بارقهٔ عنایت الهی بدرخشید و انوار شمس محمدی بتابید و باشعهٔ ساطعهٔ دیانت اسلام روحی جدید یافته مزیّن و نورانی گشتند و در اثر وحی آسمانی خلقی نوین شدند و تعلیمات قرآن و زحمات حضرت محمّد آن وادی ظلمانی را نورانی و روشن فرمود چنان ترقّی کردند که شهری برپا نمودند و فتح ممالک اکاسره و قیاصره کردند و تا جنوب اروپا پیش روی نمودند اساس علوم نهادند و در صنایع و فنون و حکم و فلسفه استاد عالم شدند شعراء و ادباء و بزرگانی از میان شان ظهور نمود که معروف جهان گردیدند و با عزّت و رفعت لانهایه بسر میبردند تا آنکه ایشان نیز گرفتار اختلافات شدند و علمای سوء ظهور کردند و هر یک بهوای خود شریعت الهی را تفسیر و تعبیر نمودند و رفته رفته هیکل نورانی امر الله را بکثافات شهوات و خرافات آلوده و تاریک کردند و بالآخره چنانکه امروز دیده میشود بواسطهٔ فراموش کردن اساس دیانت و پشت پا زدن بحقایق و معانی قرآن و عمل نکردن احکام الهی و فرامین حضرت یزدانی و تقلید متجدّدان و بی دینان که هر روز باسمی از سوراخ وهم و گمان در ریاست دوران گاهی بنام مجدّد دین و زمانی باسم مروّج آئین و گهی چون شیاطین سر بیرون میآوردند ملّت اسلام عزّت و شوکت را شکسته و خلافت کبری را از [illegible] فرق مختلفه تقسیم متشتّت گشتند و هر حزبی با حزب دیگر متضاد و مخالف. چه خونها [illegible] شد و چه ذلّتها که حاصل گردید و چه خفّتها که از بعد رخ خواهد داد و حال نیز در مرتبهٔ دنیّ تمدّن بسر میبرند و ابداً شاعر نیستند.

و همچنین اروپائیان که بنور معرفت انجیل منوّر و مشتعل و بنفثات روح القدس عیسوی زنده گردیدند و از حکمای روحانی استفاضه نمودند و علوم و فنون و صنایع محیّر العقول از همه طبقاتشان بروز کرد چون مطیع هوا و هوس و تلقینات علمای طبیعی و دهری و مادّیون شدند و از خداوند غافل و از عوالم روحانی و عقاید صحیحهٔ الهیّه رو گردان شدند اینک چنان در ورطهٔ هلاک افتاده اند که هیچ راه نجاتی ندارند و آفتی مستقل نمودند که خاموشی نتوانند.

خلاصه معلوم شد که عقاید و افکار تا چه اندازه در علوّ شان و مقام و عزّت و رفعت ملل و امنیّت و راحت دول مؤثر است و چگونه بیدینی و لاقیدی مخرّب تمدّن و انسانیّت است و بالعکس روحانیّت و دیانت و اخلاق انسانیّت مؤیّد ترقّی تمدّن و کمال جامعهٔ بشریّت.

حال با این دلائل متقنه و تجارب کامله بخوبی میتوان باین نکته پی برد که اگر انسان خود را منبع کمالات و استعدادات لانهایه

برای حصولِ ترقیات داند و خویشتن را جویبارے متصل بحرِ احدیت شمارد و قلبِ خود را جعبۂ گیرندۂ اصوات و امواجِ حضرتِ رحمانیت پندارد کہ از منبع و مبدأ و مرکزِ الٰہی و علومِ نامتناہیِ ربانی کسبِ فیض تواند نمود و افکار حصر در کمالات کند و نفسِ ناطقۂ خود را اشرفِ مخلوقات و کاشفِ رموزِ طبیعت و اسرارِ کائنات شمرد البتہ این علوِ ہمت و نظرِ بلند او را روز بروز بر نردبانِ ترقی ارتقاء خواہد داد و چون نقطۂ نظرگاہش عالمِ لانہایۂ الٰہیہ است و باسمانِ حق ناظر است ہیچوقت بآب و گِل آلودہ نشود و بشہواتِ حیوانی نپردازد و ہمیشہ درفکرِ کمال باشد و چون خود را محترم تر و عزیز تر ازان میداند کہ بپستی این جہان تن دردہد و حیاتِ خویش را مسافرتے میانگارد کہ برائے کسبِ کمال و مشاہدۂ جمال و جلالِ خلقت در این عالم انجام میدہد البتہ ہیچ اعتنائی بزخارفِ دنیوی و شہواتِ این جہانی نداشتہ و نخواہد داشت ولکن خدائے نخواستہ اگر خود را از نسلِ میمون انگارد و خویشتن را چون حیوانے گمان کند و کمالاتِ خود را وابستۂ احتیاجاتِ ضروریہ برائے ترتیبِ معاش و زندگیِ جسمانی ششمرد و عالم را محدود در این صُوَرِ خارجیِ محسوسۂ دنیاے مادی و حیوانی پندارد و شہوترانی را غایتِ مطلوبِ اینجہانی داند و خلاصۃ مجازات و مکافات را لغو و ترس از خدا را موہوم و قوۂ غیبیۂ محیطۂ کائنات را خیال انگارد البتہ در منجلابِ شہوت و ہوسے چنان غرق شود و از کسبِ کمالات آنقدر محروم ماند و از احساساتِ معنویۂ قلبیہ تا آن اندازہ دور گردد کہ اگر گرگِ خونخوار و وحوشِ درندہ روزے یک شکار از غیر جنسِ خود میدرند این موجودِ عجیب روزے ملیونہا از نوعِ خود را بخاک و خون می غلطانند و معدوم می کنند میدرند و زمین را بخون رنگین مینماید و از این جنایات مباہات میکند و خود را سردارِ اعظم و یا فاتحِ ممالک و غاصبِ حقِ امم میخواند و مدالہا و نشانہا و افتخارِ میگیرد و سرافرازیہا نصیب میبرد و یا چنان چون شیطان غرقِ عصیان میشود و بیباک بر مراکبِ نفس میتازد کہ مال و عیالِ مظلومان را پایمال و در ناموس و شرافتِ دیگران شرکت میکند و برای جلبِ انظار خود را مصلح و یا طرفدارِ بیچارگان و حامیِ ناتوانان معرفی مینماید ہمہ چیز را حق ہمہ میگوید کہ شاید باین حیلہ آتشِ شہوتش را شدیدتر نماید و خلاصہ یک بربریت و نہایتِ وحشت آمیز ایجاد میکند کہ منجر بہ بلاے عظیم و آتشِ جہانگیر میشود و اساسِ تمدن و انسانیت را متزلزل مینماید چنانکہ امروزہ بخوبی نمونۂ آن مشاہدہ میشود و حریقِ عالمسوزی کہ از اروپا سرچشمہ گرفتہ و عنقریب ہمہ ملل و سراسرِ گیتی را فرا خواہد گرفت و خواہد سوزانید برای العین ملاحظہ مینمائیم۔

و حال در این ہنگام بجا است کہ یقین نمائیم اینکہ جمیعِ انبیاء و اولیا و ہمہ بزرگان و علماء۔ در جمیعِ اعصار فریاد برآوردہ مردم را بشناختنِ نفسِ خود امر میفرمودند و تشویق و تحریص بہ پے بردن مقام و منقبت و شرافتِ انسانیت مینمودند و ندا میدادند کہ ایّہا النّاس! مقامِ انسان مقامی است عظیم و حقیقتِ او حقیقتی مخیم در پیِ کشفِ آن باشید و برموز و اسرارش آشنا شوید۔ خود را بشناسید و ہستیِ خویش را شریف شمارید برای این بود کہ تاثیرِ عقائد و افکار را در ترقی و تعالیِ جامعہ ذی نفوذ میدانستہ اند و میخواستہ اند کہ ما بدانیم کہ انسان چہ جوہرِ عظیمے است و چہ مقامِ شامخی دارا است و برای چہ باین عالم آمدہ و نقطۂ نظرگاہش چہ آسمانِ بلندِ کمالاتی است تا شاید بدین وسیلہ یعنی بداراشدن عقائد و افکارِ جلیلہ و بلندہمتی سرافراز و ارجمند شویم و از حیوانیت

و دنایت دست کشیده بساحلِ اقیانوسِ انسانیت و روحانیت قدم گذاریم تا بالضروره در تحتِ تأثیرِ هممِ عالیه و افکارِ متعالیه اعمال و حرکاتِ شان و روش و سلوکِ مان نیز عالی و بزرگ و بطریقِ انسانیت و روشِ حقیقت و روحانیت گردد. و موجبِ آسایشِ خویش و عمومِ خلق از غنی و درویش و عزت و رفعتِ ملت و دولت و اقوام و طوائفِ جهان و بالآخره جمیع جهانیان گردیم و لذا بالیقینِ کامل باید گفت که هرچه در این باب بیشتر سعی کنیم و در بیانِ مقامِ انسان و معرفت و شناسائی کمالاتِ مستوره مکنونه در قلب و جان و پی بردن باسرارِ روح و وجدان بیش از حدِ تصور بکوشیم هنوز کم کوشیده ایم و کم گفته ایم و کم شنیده ایم و واقعاً اگر در همه کتابها و در جمیع تصانیف و در تمام مجامع و محافلِ علمی و ادبی در این خصوص سخن برانیم هنوز انجام وظیفه کامل نکرده ایم بخصوص که آنچه بر صفحه کاغذ آید و یا در عبارت و لفظ گنجد چون ترشحات و تموجاتِ خودِ نفسِ بشری است و شمه ای از اثرات و قطره ای از امواجِ بحرِ کمالاتِ انسانی و فرعی از فروعاتِ جزئیه حقائقِ علمیه مکنونه روح افراد است پس هرگز قادر و توانا بر بیان و تبیانِ هستی و ذاتِ حقیقت و کینونتِ اصلیه روح و نفسِ انسانی نبوده و نیست زیرا روحِ انسان از فیضاتِ نامتناهیِ الهی است و الفاظ و عبارات و یا تصورات از تموجاتِ مادی و صورِ خارجیِ خیالیِ محدوده نفسانی. و چگونه زنجیرِ محدود و کمندِ انوارِ نامحدود گردد و ریسمانِ خیال و اوهام که زاده افکارِ انام است اشعه ساطعه رحمانی و حقیقتِ کامله ذاتِ انسانی را بدام آرد. ولی چون ما لا یدرک کله لا یترک کله امیست که اینک لحظه با این مقصودِ عظیم می پردازیم و نقطه شمه ای از آنچه دانایان و بینایان از قبل درباره انسان گفته اند و او را بکلماتی چند معرفی کرده اند در اینجا بیاد میآوریم و بخاطر میسپاریم تا شاید بتوانیم با این مفاتیح رخنه در قلعه مسدودِ اسرارِ وجودِ انسانی بیابیم و قدمی بمقصود نزدیک تر شده متوجه گردیم و بعد ها برای وصول بعرفانِ نفس که عینِ عرفانِ الهی است کوشش و سعی لازمه نمائیم و شکی نیست که علما و بزرگان در جمیع اعصار بیحد و شمار بوده اند و همه نیز بیاناتی بیادگار گذاشته اند. بقسمی که نقلِ جمیع در این مختصر محال و ممتنع بود و کتابها و دفترها کفایت ننماید بلکه فقط بطورِ ایجاز و اختصار و اشاره و کنایه معدودی عبارات را متذکر میشویم و کشفِ معانی و استشمامِ روائحِ حقائقِ روحانی را از شطرِ آن اشارات بقرائح و نظریاتِ دقیقه خوانندگانِ محترم واگذار میکنیم. (باقی آینده)

# اخبارِ امریه و بشائرِ روحانیه

(ترجمه قسمتی از راپورتِ سالیانه محفلِ مقدسِ روحانی ملی ایالاتِ متحده و کانادا)

در شمال و جنوب و شرق و غرب بهائیانِ امریک ندای ملکوتِ ابهی را بلند نموده اند این قاره زنده بروحِ هدایتِ الهیه شده بندگانِ حضرتِ بهاءالله در هر ایالتی از ایالاتِ متحده و هر ولایتی از ولایاتِ کانادا ماءِ حیات را رایگان می بخشند سالِ سوم از مشروعِ هفت ساله نه فقط هجرت و توطنِ نفوسِ مقدسه را در هر ایالات و ولایتی انجام داد بلکه شاملِ سیر و حرکتِ مبلغین در تمام قسمتهای این مملکت بود روحِ جدیدی را که حضرتِ ولیِ امرالله سه سال قبل در افتتاحِ مشروعِ هفت ساله دمیدند چنان مورثِ نشاط و خدماتِ عاشقانه یاران شد که تماماً مانندِ یک تن قیام به بذلِ اکسیرِ حیات در این قاره نمودند هر فردی

از یاران منار روشنی برای تاریکی اطراف خود شد عدد جمعیات ازدیاد یافت و در امور اداری امری فعالیت فوق العاده ابراز داشته اند.

محافل در مساعی تبلیغیه خود تولید قوه ئی در اجرای وظائف خویش ظاهر ساخته اند. بعلاوه روح غیرت و شجاعت مبلغین مشتاق برای متانت و فداکاری در خدمت شده. در سراسر این مملکت مظاهر بیتهای روحانی حاصل و تاییدات شدیده الهیه چنان احاطه نموده که کل را حیران کرده. حضرت عبدالبهاء میفرمایند سعی نمائید روح تعالیم این آئین مقدس که تمام مظاهر الهیه بشارات آنرا داده اند در تمام امریک منتشر شود تا هر یک از شماها مانند ستاره صبحگاهی از افق حقیقت بدرخشید انوار ملکوتی بر ظلمات ناسوتی غلبه نماید و عالم انسانی نورانی شود. اینست عمل خطیر اگر بآن موفق شوید این جهان جهان دیگر شود روی زمین بهشت برین گردد و بنیان ابدی مهیا شود.

امر تبلیغ در این سه سال بهر سمتی و بهر نقطه ئی انتشار یافت

اول - توسعهٔ دائرهٔ خدمات مبلغین در مراکز جدیده و مهاجرت و توطن در بعضی ایالات و ولایتی که قبلاً در آن امکنه بهائی نبود چهل و چهار نفر دیگر هم در نواحی تازه قاره امریکای شمالی سیر و حرکت نمودند.

دوم ازدیاد عدد جمعیات و فعالیت آنان که مشتمل بر تبلیغ در منازل خود و اتساع دادن دائرهٔ تبلیغ و مساعدت بصندوق ملی. عدهٔ جمعیات بهائی الی الحین بالغ بر ۳۴۳ جمعیت شده و لا اقل ده عدد از آنها در ۲۱ اپریل محافل روحانی تشکیل خواهند داد

سوم از نتیجه اقدامات محافل اجتماعات در منازل ازدیاد یافته همچنین تبلیغات عمومیه و صفوف تدریس و بالجمله توسعه کار بیش از پیش شده و روح تبلیغ در شریان یاران جاری.

چهارم - فعالیت لجنه های تبلیغ فوق العاده مستحسن و مقبول هر یک از این لجنه ها با ۳۴۳ یاران مهاجر مخابره نماینده و به جمعیاتها تشویق و مساعدت کنند و مخصوصاً مبلغین را خدمت نمایند

پنجم - اهمیت نمایشهای مجسمهٔ معبد مخصوصاً در نمایشگاه عالمی سانفرانسیسکو و نیویورک و کنادا - از اینجا معلوم میشود در یکی از آنها سیصد هزار جزوه های امریه توزیع شد.

ششم - روح اشتیاق خدمت که مشروع هفت ساله ایجاد در نفوس نمود میتوان گفت برای اولین دفعه شعبه های اداری امریه با موفقیت تام در ترویج شئون امریه بصورت عمومیت قیام کرد از توجهات شبان مهربان قوای روحانی حکمفرما و این حقیقت را مسلم یعنی تمام موسسات امریه در اینوقت موید خدمات تبلیغیه یاران است

**امر تبلیغ و مبلغین** تاثیر روح تبلیغ در قلوب یاران و همچنین فعالیه دوائر دارالسرای محلی و ملی در ازدیاد. تمام قوهٔ مبلغین صرف امر تبلیغ است راپورتهای که در بهائی نیوز مندرج مشحون باخبار عملیات آنان بوده برای انتشار امرالله به اراضی جدیده رفته اند و بحسب ظاهر انجام وعده های حضرت عبدالبهاء را که از پیش خبر فرموده بودند مشاهده نمودند

لجنه های تبلیغ ملی و ناحیه ئی هم اقدامات در توسعه و تثبیت شئون امریه در این مراکز جدیده کرده اند حتی یاران جاهائی که بسبب موانع نتوانستند مسافرتهای تبلیغی نمایند وسائل تبلیغ را در محلات خود فراهم آوردند. مراد آنکه هیئت جامعهٔ بهائی امریکا از پیامهای قوت بخش حضرت ولی امرالله در این مرحلهٔ اول از رسالت جهان باهتزاز و حرکت آمدند. و معلوم است که نتیجهٔ آن گنز بیشمار و عزت پایدار است"

(باقی آئنده)

ایڈیٹر و پرنٹر سید محمد عزیز الحق عظمی - مطبعہ حمید برقی پریس بلیماران دہلی
مقام اشاعت چاہ گنج کشمیری گیٹ دہلی


ماہوار میگزین
نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی

ماہنامہ
# پیام
دہلی

جلد دوم — جولائی سنہ ۱۹۴۱ع — نمبر ہفتم

## اِلٰہی اِلٰہی

اے میرے خدا! اے میرے خدا!

سراجِ امرت را بدھنِ حکمت برافروختی از اریاحِ مُختلفہ حفظش نما

تو نے اپنے امر کے چراغ کو حکمت کے تیل سے روشن کیا۔ اُسے مختلف ہواؤں سے بچا۔

سراج از تو زُجاج از تو اسباب آسمان و زمین در قبضۂ قدرتِ تو

چراغ تیرا ہے فانوس تیرا ہے آسمان و زمین کے اسباب سب تیرے قبضۂ قدرت

اُمرا را عدل عنایت فرما و عُلماء را انصاف توئی آن مقتدر کہ بحرکتِ قلم

میں ہیں۔ امیروں کو عدل عنایت فرما اور عالموں کو انصاف عطا فرما۔ تو ہی وہ صاحب اقتدار ہے کہ تو نے

امرِ مُبرمت را نصرت فرمودی و اولیاء را راہ نمودی توئیٔ مالکِ قدرت

قلم کی حرکت سے اپنے قطعی امر کی تائید و نصرت فرمائی ہے اور اپنے دوستوں کو راہ دکھائی ہے۔ تو ہی ہے

و ملیکِ اقتدار لا اِلٰہ الّا انت العزیزُ المختار

قدرت کا مالک اور اقتدار کا بادشاہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو غالب و مختار ہے۔

(ادعیہ محبوب)

# حقیقتِ دین

دُنیا میں جس قدر عُلوم فنون موجود ہیں اُن سب میں علم دین سب سے زیادہ بلند مقام رکھتا ہے۔ اور علم دین میں سب سے اہم اور اعلیٰ چیز یہ ہے کہ دین کی حقیقت معلوم کی جائے۔ کیونکہ اگر ہمیں دین کی حقیقت معلوم نہ ہو تو ہم اسکی متعلقات سے کیا بحث کر سکتے ہیں اور خود اس کے بارے میں کیا سمجھ سکتے ہیں! جب تک ایک چیز کی حقیقت معلوم نہ ہو ہم اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

دین کے لفظی معنی زبانِ عرب میں معاملہ یعنی باہمی سلوک ہیں۔ عربی میں یہ فقرہ مشہور ہے "کَمَا تَدِینُ تُدَانُ" (تم جیسا معاملہ کروگے ویسا ہی معاملہ تم سے کیا جائے گا) "فَدِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوا" ہم نے ان سے ویسا ہی معاملہ کیا جیسے انھوں نے ہم سے کیا تھا۔ دین سے مُراد اطاعت اور جزا بھی ہے۔ اسی لئے خدا کے احکام کی اطاعت کو دین کہتے ہیں۔ یہ تو لغوی لحاظ سے دین کے معنی ہوئے۔

اب آیئے ہم دین کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں خداوندِ عالم اپنے کسی مقدس پیغمبر کے ذریعہ جو احکام بندوں کو دیتا ہے اُن پر عمل کرنا دین ہے۔ یعنی خدا کا معاملہ خلق سے اور خلق کا معاملہ خدا سے۔ خدا کی طرف سے یہ معاملہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی خلق کو اپنے احکام کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے۔ خلق کا معاملہ خدا سے یہ ہوتا ہے کہ خلق احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہوتی ہے یا نافرمانی کرتی ہے۔ پھر خدا اور خلق کے درمیان یہ معاملہ ہوتا ہے کہ جو بندہ احکامِ الٰہی کو پورا کرتا ہے خدا اس کو [illegible] بدلہ دیتا ہے۔ جو بندہ احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرتا ہے [illegible] اُس سے یہ معاملہ کرتا ہے کہ اُسے سزا دیتا ہے

یہ معاملہ ایک قدرتی عمل ہے جو پورے لزوم کے [illegible] جاری ہے۔ فطرت میں خداوند عالم نے تاثیر اشیاء کا [illegible] رکھا ہے۔ زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے۔ صحت افزا غذ[ا] کھانے سے تندرست ہوتا ہے۔ راحت و آرام کے اسبا[ب] سے خوش ہوتا ہے۔ تکلیف اور زحمت کے اثر سے محزو[ن] ہوتا ہے۔ جیسے خدا کا یہ قانون عالمگیر ہے ویسے ہی فطرت کے دوسرے پہلو کا قانون ہے جو انسان کی روحانیت یعنی [illegible] و دماغ کی نورانیت۔ عادات و اخلاق کی نیک تربیت [سے] متعلق ہے۔ فطرتِ انسانی کی ایسی تربیت جس سے وہ [illegible] انسان بن کر تمام لوگوں سے اچھا معاملہ کرتا ہے۔

جس طرح چیزوں اور بوٹیوں میں تاثیرات ہیں اسی [طرح] نیک و بد اعمال میں تاثیرات ہیں۔ ہر ایک عمل عامل [پر] اثر کرتا ہے۔ پھر دوسرے لوگوں پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ اچھے [عمل] کے اچھے اثرات اور بُرے عمل کے بُرے اثرات ہوتے [ہیں] مثلاً ایک شخص نے کسی کا ادب و احترام کیا اور شیریں زبا[نی سے] بات چیت کی تو پہلے خود ایسا کرنے والے کا دل مسرت [محسوس] کرتا ہے۔ پھر جس سے یہ معاملہ کیا گیا اس کو خوشی حاصل [ہوتی ہے] پھر تمام حاضرین اور متعلقین اس سے اچھا اثر لیتے ہیں

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کی بے عزتی کرے اور سخت کلامی سے پیش آئے تو سب سے اول ایسا کرنے والے کے دل پر غم و غصہ کی لہر چلتی ہے۔ پھر جس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا گیا اسے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر تمام دیکھنے والوں اور تعلق رکھنے والوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھے اور برے اعمال کے اثرات لازمی چیز ہیں۔

تاثیرِ اعمال کا یہ پہلو تو ایک عام مشہود و محسوس چیز ہے ہم ذرا اور گہری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ نظر ہے جو تمام پیغمبروں کی تعلیمات میں ہمیشہ قائم رکھی گئی ہے۔ پیغمبر جو روحانی پہلوئے فطرتِ انسانی کے علوم و اسرار کے ماہر اور امراضِ روحانی کے طبیب و معالج ہوتے ہیں، انھوں نے دنیا کو بار بار یہ سمجھایا ہے کہ جیسے جسم کے لئے جان اصل چیز ہے جس سے جسم قائم ہے ویسے ہی روحِ انسان کی جان قوتِ ایمان ہے۔ ایمان جامع لفظ ہے جس میں یہ پورا مضمون آگیا کہ انسان تمام احکامِ الٰہی پر عامل ہے۔ اور ساری مخلوق سے اچھا معاملہ کرتا ہے جس سے انسان کی ذاتی تکمیل ہوتی ہے اور وہ بلند درجاتِ انسانیت حاصل کرلیتا ہے جو انسان کی زندگی کا ثمر اور مقصد ہیں۔ یہ ثمر و مقصد دین کے ذریعے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

عمل بذاتِ خود ایک اثر رکھتا ہے، وہ عامل کو زندگی اور بہتری عطا کرتا ہے یا موت و ہلاکت میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے خدائی قانون یا دینِ حق کہنا بجا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس بات کو مبالغہ یا استعارہ قرار دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اثرِ اعمال کوئی یقینی بات نہیں۔ جس شخص کے باطن میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اثرِ اعمال کوئی حقیقی چیز نہیں وہ بگناہیں دلیر ہوتا ہے۔ پیغمبروں کی باتوں کو صرف بیوقوفوں کے ڈرانے کا ایک بہانہ سمجھتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ پیغمبروں کی باتوں میں کوئی مبالغہ یا بناوٹ نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ حقائقِ اشیاء سے واقف نہیں وہ یقین نہیں کرتے۔ پیغمبر کہتے ہیں کہ جیسے سڑے ہوئے مردار کا گوشت کھانے سے انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے ویسے ہی غیبت کرنے سے انسان کی روحانی صحت یعنی دل کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ ہر گناہ ایک زہر ہے۔ جو انسان کو مسموم کرکے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس قسم کی باتیں سن کر اہلِ حجاب کہتے ہیں کہ یہ باتیں سب فضول ہیں۔ دیکھو فلاں آدمی اتنے اتنے گناہ کرتا ہے پھر بھی اسے کوئی ہلاکت نصیب نہیں ہوتی۔ اس اعتراض میں بھی بڑا حصہ بدفہمی کا ہے۔ یعنی پیغمبر نے کہا کہ برے عمل سے انسان ہلاک ہوتا ہے اور ہلاکت سے اس کا مقصد انسان کی حقیقتِ انسانیت کا ضائع ہونا ہے۔ مگر معترض نے فوراً کہدیا کہ فلاں آدمی نے بڑے بڑے گناہ کئے مگر اس کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ بات یہی ہے کہ پیغمبر حقیقتِ انسانیت کے بننے اور بگڑنے کا ذکر کرتے ہیں۔ لوگ اس امر کو سمجھنے کی بجائے صرف ظاہری بربادی ہی کو مدِنظر رکھتے ہیں اگر دل کی آنکھیں کھل جائیں تو ہر گناہ گار گناہ کے وقت ہی چیخ پڑے اور جس طرح سانپ کے ڈسنے اور بچھو کے ڈنک مارنے سے انسان فوراً بلبلا اٹھتا ہے اسی طرح گناہ کے خیال سے ہی بلبلا اٹھے۔ اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو گناہگار اس قدر گھبرائے کہ رونے اور سر پیٹنے لگے بلکہ بسا اوقات پہاڑوں اور جنگلوں کو بھاگ جائے۔

انسان ظاہری اثرات کے ماننے پر تو مجبور ہے۔ مگر باطنی اثرات کا احساس بہت کم آدمیوں کو ہوتا ہے۔ قانونِ قدرت کے مطابق ہر باطنی اثر کا نتیجہ ظاہر میں بھی ملتا ہے۔ لیکن جو شخص ایسے اعمال کے سلسلے کو پوری توجہ سے دیکھتا رہے اور اعمال کے نتائج

غور کرتا ہے تو یہ بھید کھل جاتے ہیں۔

پیغمبروں نے یہ حقائق لوگوں کو خوب سمجھائے بلکہ [illegible] بصیرت کا اثر لوگوں پر ڈال کر انھیں مشاہدہ کرادیا کہ [illegible] ہے گناہ بیماری ہے۔ گناہ تباہ کاری ہے گناہ موت و ہلاکت ہے [illegible] ہے نیکی صحت و طاقت ہے۔ نیکی آزادی و راحت ہے۔ جیسے [illegible] کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔ ویسے ہی نیکی، بدی کا اثر ہوتا ہے۔ یہ اثر جو خوبی اور خوشی پیدا کرتا ہے وہ عمل کی اچھی جزا ہوتی ہے اور جو خرابی اور پریشانی لاتا ہے وہ بُرے عمل کی سزا ہوتی ہے۔

خدا کا یہ معاملہ منظم اور مسلسل عالمِ خلق میں جاری و ساری ہے۔ اسی حقیقت کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے پیغمبر آتے ہیں۔ اور وحی و الہامِ الٰہی اس حقیقت کو واضح اور موثر طریق پر بیان کرتا ہے جس سے لوگ اصلاحِ اعمال کرتے ہیں۔

بہرحال دین کیا ہے؟ — ایک قانون جس سے انسان کی ہستی اور زندگی وابستہ ہے — دین ایک علم ہے جو انسان کو صحیح راہِ عمل بتاتا ہے۔ دین خدا کی بادشاہت کا نام ہے جہاں ہر ایک کو اس کے کام کا پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔ دین کیا ہے؟ ایک کاشتکاری ہے۔ اچھے دانے بوکر اچھے پھل، برے دانے بوکر بُرے پھل ملتے ہیں۔ دین ایک تجارت ہے جس میں ایماندار نفع اٹھاتے ہیں اور بے ایمان گھاٹے میں رہتے ہیں۔

دین ایک زندہ طاقت ہے جس کے مظاہر ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ دین کے قالب بدلتے رہتے ہیں مگر روح ازلی، ابدی اور واحد ہے۔

# اس لڑائی کا انجام کیا ہوگا

مختلف حکومتوں کی لڑائی بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ ایک جہنم ہے جو بھڑک رہا ہے۔ روزانہ بے شمار نقصانات ہو رہے تباہی و ہلاکت کا دور ہے جو بری طرح فنا کا چکر چلا رہا ہے۔ آج تک دنیا کی آنکھ نے ایسی تباہ کاری کبھی نہ دیکھی تھی۔

لوگ پوچھتے ہیں کیا اس حالت سے بھی بدتر حالت ہونے والی ہے؟ ہاں واقعی بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ ایسی کہ دنیا گھبرا اٹھے گی۔ دنیا بھر کے رہنے والے تھر تھرا اٹھیں گے۔ کپکپا ... رونیں گے اور کہیں گے کیا کریں؟ کہاں جائیں؟ کوئی ملک نہ بچے ... کوئی قوم نہ بچے گی۔ سب دکھ پائیں گے اور حیران ہو ہو جائیں گے۔ زند ... پر موت کو ترجیح دیں گے۔

یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ دنیا والوں نے قانونِ قد ... کو توڑ دیا۔ قدرت نے ان کی قوت کو توڑ دیا۔ لوگوں ... دین کو چھوڑ دیا۔ خدا نے انھیں بیابانِ ہلاکت میں چھوڑ د ... خدا نے کہا صلح اور محبت سے رہو۔ لوگوں نے دشمنی اور عداو ... پر کمر باندھی۔ دستِ قدرت نے ان کے دلوں کی آگ کو آت ... گولوں کی شکل میں انھیں پر برسا دیا۔ خدا نے فرمایا لڑائی او ... فساد سے الگ رہو۔ لوگوں نے زور شور سے لڑائی شرو ... کر دی۔ اب نافرمانی کی سزا مل کر رہے گی۔

اسی کی خبر یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے یوں دی تھ ... [illegible] آخری زمانے میں تم پر آسمان سے آگ اور گندھک ... [illegible] اور دھوئیں کے ستون یعنی بڑی آتشیں گر ...

اور طرح طرح کی زہریلی گیس جو پہلے دنیا نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اور اب موجودہ لڑائی میں وہ سب موجود ہو کر ہلاکت پھیلا رہی ہیں۔

قانونِ قدرت ہے کہ بیج سے ہی پھل بن جاتا ہے۔ نافرمانی ایک بیج ہے جس کا پھل عذاب کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے۔ خدا نے صلح و محبت سے رہنے کے لئے انسان کو پیدا کیا۔ انسان نافرمانی کرکے جنگ و فساد کرنے لگا۔ اب یہی جنگ و فساد انسان کے لئے عذاب الیم بن کر اُسے فنا کر دیگا۔

یاد رہے کہ قدرت کی طرف سے عذاب بھی ایک تنبیہ ہے جسے پاکر انسان ہوشیار ہو جائے تو نہایت ہی اچھا ہو کاش اس جنگ کے عذاب سے دنیا ہوشیار ہو کر سنبھل جائے اور ہر قسم کے فساد و تعصب کو چھوڑ دے اور خدا کا کہنا مان کر اتحاد و محبت کی زندگی اختیار کرے۔ اگر دنیا اس تازیانۂ الٰہی سے بھی ہوشیار نہ ہوئی تو انجام بہت دردناک ہوگا۔

---

حضرت مسیح کے فرمانے کے بموجب موجودہ جنگ ہلاکت ایک قدرتی کارروائی ہے۔ جیسا کہ جب فصل پک جاتی ہے تو کسان درانتی لے کر کھیت کاٹ ڈالتا ہے اور دائیں چلاتا ہے۔ دانے جمع کرکے رکھ لیتا ہے اور بھوسا جلا دیتا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ آخری وقت میں ایسا ہی ہوگا۔ سو یہ وہی وقت ہے جس کی خبر حضرت مسیح نے دی تھی۔ دستِ قدرت کی درانتی بڑے زور سے چل رہی ہے۔ لیکن کیا اس کارروائی کا نتیجہ نوع انسان کی بربادی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! اس کے بعد صلح و سلامتی کا وقت یقیناً آئے گا۔ جس کی خبر بھی پاک کتاب میں آئی ہے

# مذاہب کانفرنس، پال گھر

۱۲ مئی اور یکم جون کو پال گھر علاقہ بمبئی میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی مقامی معززین نے بھی نہایت دلچسپی سے حصہ لیا۔ یہ کانفرنس بہائی احباب بمبئی کے انتظام سے ہوئی تھی۔ ہندو، بودھ، زرتشتی، یہودی، مسیحی، مسلمان اور بہائی سب محترم نمائندوں نے مفصل تقریریں فرمائیں۔ نہایت سنجیدگی سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کسی نے کسی دوسرے کے مذہب پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ سامعین میں بھی ہر قوم کے افراد تھے۔ سب نے نہایت سکون و اطمینان سے تمام لیکچرز سنے۔ دوسرے دن بہائی بچوں نے ایک ڈرامہ کیا جس میں دکھایا گیا کہ تمام مذاہب کے لوگ آپس میں بات چیت کر کے حقیقت پر غور کرتے ہیں۔ اور آخرکار اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حقیقت ایک ہے۔ اور بہائی پیغام سب کے لئے اتحاد کا مرکز ہے۔ اس لئے وہ سب آپس میں مل کر متحد ہو جاتے ہیں۔ پھر صلح و اتحاد کا نغمہ گایا جاتا ہے۔

کانفرنس کے اول و آخر مناجات پڑھی جاتی تھی۔ کانفرنس خوشی اور مسرت کے ساتھ شروع اور ختم ہوئی۔

اس کانفرنس کے لئے جو پیغامات باہر سے موصول ہوئے اُن میں مہاتما گاندھی۔ گورنر صاحب بہادر بمبئی، مسٹر ملحبیکر، آرچ بشپ آف بمبئی، مسٹر وکیل پریذیڈنٹ نیشنل بہائی اسپرچول اسمبلی کے پیغامات "تائید و توفیق اور اظہار مسرت" سے متعلق نہایت قابل قدر تھے۔

مدیر پیامبر اس کانفرنس سے فارغ ہو کر دو روز کے لئے بمبئی گئے۔ جہاں برادران روحانی کی ملاقات سے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ پال گھر میں تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ اچھے نتائج کی امید کی جاتی ہے۔

# سرزمینِ چہار دین

(ترجمہ مقالۂ حضرت روحیہ خانم)

آج ہفتہ کا دن ہے جس وقت ہم مسجد سلیمان کی شکستہ دیوار کے سامنے کھڑے ہیں اور یہودیوں کے اس معبد کی ویرانی و شکستہ حالی اور ان کی قومی تباہی و بربادی، ذلت و بیچارگی کو حیرت و استعجاب کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ جرمنی و فلسطین و پولان کے یہودیوں کی بھی بالکل یہی حالت ہے۔ ایک بوڑھی کمر شکستہ عورت اس شکستہ دیوار کے برابر پتھر پر ہاتھ پھیر رہی ہے اور ہاتھ پھیرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو چومتی ہے۔ دوسری عورتیں زار و قطار رو رہی ہیں۔ یہودی مرد بھی اس دیوارِ ناہموار پہ ناصیہ فرسا ہیں اور یہودی علماء دعا خوانی کے وقت نہایت شوق کے ساتھ دائیں بائیں کو جھکتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھ ملا کر ایک خاص جذبے کے ساتھ بھینچ لیتے ہیں۔

یہ حالت دیکھکر ہماری نگاہوں میں ان کی گذشتہ شان و شوکت کی تصویر پھر جاتی ہے۔ چند پرانے ٹائپ کے لوگ بھی موجود ہیں جن کو دیکھکر قدیمی شہر بابل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ غرض کوئی شخص اگر یہاں آکر دیکھے تو اس کو معلوم ہوگا کہ یہودیوں کا گذشتہ اعلیٰ تمدن و عروج۔ شریعتِ موسویہ کی درخشانی اور قدیمی جاہ و جلال اس وقت دیوارِ گریہ کے قریب ایک مجسم مصیبت کی شکل میں موجود ہے۔

یہی حسرتناک منظر کو دیکھ کر قدرتی طور پر انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس مصیبت زدہ قوم کی اس ذلت و رسوائی اور ہلاکت و بربادی کا اصل سبب کیا ہے؟

بات یہ ہے کہ یہودی جاہ و جلال کے آسمان پر ذلت و ادبار کی گھٹائیں چھا جانے کے بعد سے اب تک کئی پیغمبر مبعوث ہو چکے جنھوں نے اپنی روشن تعلیمات سے تمام عالم انسانی کو منور کیا۔ ان پیغمبروں میں سے ایک حضرت مسیح تھے جن کی آمد کی خبر انبیائے بنی اسرائیل بار بار دے چکے تھے۔ آج سے دو ہزار سال قبل ان کا ظہور ہوا۔ مسیح کون تھے؟ انبیائے بنی اسرائیل کے بیانات کے مطابق وہ بادشاہِ یہود تھے۔ لیکن جس وقت ان کا ظہور ہوا تو فوراً یہودی علماء چلا اٹھے کہ "اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر"۔ خیر یہ تاریخ کا ایک تلخ ترین واقعہ تھا جو گذر گیا۔ مسیح سے چھ سو سال بعد حضرت محمد کا ظہور ہوا۔ جنھوں نے خدا کی طرف سے یہودیوں کو پیغام دیا۔ لیکن یہودیوں نے آپ کا پیغام ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی لئے ۱۲۶۰ھ میں ایک اور آسمانی منادی کا ظہور ہوا۔ یعنی حضرت باب نے ایک مرتبہ پھر یہودیوں کو متوجہ کیا۔ لیکن یہودی اب بھی متاثر نہ ہوئے۔ ۱۹ سال بعد حضرت بہاء اللہ نے ندائے الٰہی بلند فرمائی۔ لیکن یہ قوم ابھی تک اپنی گم شدہ عظمت پہ ماتم کر رہی ہے اور شب و روز رو رو کر دعائیں مانگتی ہے کہ خدا مسیح کو بھیج دے۔ یہی حالت کو

دیکھکر انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ گویا یہ قوم آج سے چار ہزار برس پہلے کی دنیا میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ یعنی دین جو جوہر حیات ہے چار مرتبہ دنیائے انسان کو منور کرنے کے لئے تازہ کیا گیا۔ لیکن غافل قوم آج سے چار ہزار سال پہلے کے زمانہ کو چاہتی ہے۔

غرض ہم دیوار گریہ کے قریب کھڑے ہوئے۔ ان خیالات میں غرق تھے کہ یہودی علماء نے ہم کو علیحدہ ایک طرف کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ نماز کے لئے اندر جاتے وقت ان کا دامن ہمارے کپڑوں سے مس ہو کر کہیں نجس نہ ہو جائے۔ ان کے چہروں سے بے انتہا تعصب ٹپکتا تھا۔ جس کو دیکھکر ہمارا خیال ہوا کہ آج کی دنیا میں اس تعصب کیلئے کہیں جگہ نہیں۔ آج نہیں تو کل اس کا خاتمہ ضرور ہو کر رہیگا۔

یہاں سے ہم روانہ ہو گئے۔ اثنائے راہ میں ارادہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح کے مزار مقدس پر بھی جانا چاہیئے۔ چنانچہ ہم اس کلیسا میں پہنچے جس میں مزار مسیح ہے۔ ہم ایک تاریک کمرہ میں داخل ہوئے جہاں ایک پتھر پر حضرت مسیح کا جسم رکھا ہوا تھا اور یوسف آپ کے جسم مبارک کو غسل دے رہے تھے۔ اس کمرہ میں آٹھ چراغ آویزاں تھے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ان میں چار چراغ ارتھوڈکس عیسائیوں کے ہیں اور دو چراغ کیتھولک عیسائیوں کے، ایک ارمنوں کا اور ایک قبطیوں کا ہے۔

ہمیں لوگ اس مقام پر لے گئے جس کا نام کاسہ سر ہے۔ یہاں مریم عذرا کا مجسمہ رکھا ہے جو کروڑوں پونڈ کے جواہرات سے آراستہ ہے۔ دوسری طرف ایک بہت بڑا سوراخ ہے جس میں صلیب لٹک رہی ہے جس کو دیکھکر وہ تمام مصائب یاد آجاتے ہیں جو حضرت مسیح پر گذرے۔ یہاں سے واپسی کے وقت ایک پادری نے تین موم بتیاں ہمیں سب سے زیادہ قیمتی [illegible]

بعد ہم نے ارتھوڈکس یونان، کیتھولک اور قبطیوں کے گرجا گھروں کو دیکھا۔ اس کے بعد اس زیارت گاہ میں گئے جہاں تین دن تک حضرت مسیح دفن رہے۔

قیامت مسیح کی عید کے زمانہ میں عیسائی لوگ اس گرجا کی دیوار کے دو سوراخوں سے آگ پھینکتے ہیں اور بہت سی لوگ اس کوشش میں کہ یہ عمل پہلے مجھ سے صادر ہو جائے اپنی جان تک کھو بیٹھتے ہیں۔ اس تمام عمارت میں کہیں جگہ بے قاعدہ نقاشی ہے تو کہیں جواہر نگاری اور طلا کاری ہے۔ ایک پادری انگیٹھی لئے ہوئے جا رہا ہے۔ ایک کیتھولک راہب بھی گذر رہا ہے۔ یونانی پادری ہنسی ٹھٹھا کر رہے ہیں اور بطور استہزاء ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

اس گرجا کے پہلے حصہ کی بنیاد قسطنطین بادشاہ کی جس کے زمانہ میں دین مسیحی کو فروغ حاصل ہوا ماں نے رکھی ہے۔ ہم نے اسی زمانہ کی بے شمار پتھر کی صلیبیں دیکھیں جو قبروں پر نصب ہیں یہ منظر ہمیں کبھی فراموش نہ ہوگا۔ ہم نے یہاں چاروں طرف ایک اور آخری نگاہ ڈالی۔ ہاں یہی وہ جگہ ہے جہاں اس مظلوم نے انسانوں کو باہمی الفت و محبت کا سبق دیتے ہوئے اپنی جان نثار کر دی۔ لیکن افسوس کہ یہی وہ مقام ہے جہاں آج عیسائیوں کے باہمی اختلاف کی وجہ سے حکومت فلسطین کو مداخلت کرنی پڑی اور وہ عیسائیوں کو باہمی خونریزی سے محفوظ رکھنے کے لئے انتظامات کر رہی ہے

حضرت مسیح کے ظہور سے ابتک دو ہزار سال گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں مسیحی تعلیمات بالکل پاش پاش ہو چکی ہیں۔ مسیحی فرقے اس کلیسا کی جو قتل گاہ مسیح پر قائم کی گئی ہے ایک ایک بالشت زمین پر جھگڑتے ہیں۔ یہودیوں پر تو الزام ہے کہ انھوں نے مسیح کا انکار کر دیا۔ اس کے باوجود ابھی تک مسجد سلیمان کی دیوار کے نیچے بیٹھکر مسیح کے ظہ

کیلئے گریہ وزاری کرتے ہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج عیسائی بھی اپنے دینی نفاق اور مذہبی تعصب کے ذریعہ مسیح کی تحقیر کر رہے ہیں۔

قتل گاہ مسیح کی زیارت سے فارغ ہوکر ہم مسجد عمر کو دیکھنے گئے راستہ میں پولیس نے روکا اور سوال کیا۔ کیا ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ چونکہ ہم بہائی ہیں اس لئے یقیناً ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس پولیس نے ہم سے ایک ڈالر جرمانہ لئے بغیر جو گفتار کے لئے متعین ہے منزل مقصود کی طرف ہماری رہنمائی کی۔

چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ فضا پرسکون تھی نسیم خوشگوار کے جھونکے چل رہے تھے۔ یہاں کھڑے ہوکر محسوس ہوتا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان ابتک آئینِ اسلام سے قوتِ روحانی حاصل کر سکتا ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ اسی مسجد کے قریب یہودی اپنے معبد کی شکستہ دیوار کو بوسہ دیتے اور روتے ہیں۔ ایسا وہ کیوں کرتے ہیں۔ اُن کے رونے کی آخر کیا وجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پیشینگوئی کے مطابق آوارہ اور پریشان پھر رہے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ مسیح قوموں کیلئے علم بلند کرے گا اور اسرائیل کے پراگندہ لوگوں کو اطرافِ عالم سے اکٹھا کرے گا۔ اس پیشینگوئی کی انھوں نے قدر نہ کی۔ حضرت مسیح کو صلیب دی۔ اُن کے اعمال کا نتیجہ اب اُن کی پراگندگی اور پریشانی کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔

مسجد عمر کے اطراف میں بھی یہی منظر دکھائی دیتا ہے لیکن کم۔ ہم نے سوچا کہ مسلمان تو دیندار ہیں۔ پھر اُن سے کیا خطا سرزد ہوئی جو پریشان حال نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان اور یہودیوں کی ذلت و رسوائی پراگندگی و پریشانی کا سبب متحد ہے۔ حضرت رسولؐ نے اپنے یوم ظہور میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم اپنے موعود پر ایمان لانا۔ لیکن افسوس کہ اہل اسلام نے بھی یہودیوں کی طرح اپنے موعود کو طرح طرح کی اذیت دے کر شہید کر دیا۔

موعودِ اسلام نے ندا بلند کی کہ میں وہ قائم موعود ہوں جس نام تم ایک ہزار سال سے اپنی دعاؤں میں لیتے تھے اور اس کے مشاہدہ جمال کے منتظر تھے اور جس کے جلد ظاہر ہونے کے دل سے متمنی تھے۔

اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سید علی محمد باب کو شہید کر اور موعودِ اُمم حضرت بہاء اللہ کو چار مرتبہ قید و بند اور جلاوطنی کے مصائب میں مبتلا کیا یہاں تک کہ اس قیدخانہ میں رکھا جو چوروں اور قاتلوں کے لئے مخصوص تھا۔

ان حالات میں کوئی تعجب نہیں اگر تاریکی شب نے مسجد عمر کے منظر کو بھیانک بنا رکھا ہے۔ عنقریب اس کہر کو انکار اور ظلم تاریکی اپنے دامن میں چھپا لے گی۔

ہم انتہائی حیرت و تعجب کے عالم میں بیت المقدس سے روانہ ہوئے۔ حیرت و تعجب ان قوموں کے ظاہری و باطنی اختلافات پر۔ جواہرات سے مرصع مجسموں، دنیا طلب یہودی عالموں پر۔

آہ! کہاں گیا وہ وقتِ عظمت و صداقت جبکہ موسیٰ جیسا نبی صحرائے طور میں احکامِ عشرۂ الٰہی اس قوم کو سنا رہا تھا۔ آہ! کہاں ہے وہ مسیح بے خانماں جس نے دنیاوی عیش و راحت پر لات مار کر اس قوم کو آسمانِ ترقی تک پہنچا دیا تھا۔

آہ! کہاں ہے اس مقدس چرواہے کی عدالت و بردباری جس کے ذریعے خدا نے قرآن مجید نازل کیا تھا اور وحشی عربوں کو کمالاتِ ظاہری و معنوی کی تعلیم دی اور انتہائی عزت و شوکت کا مالک بنا دیا۔

مسجد عمر کو دیکھنے کے بعد ہم اس شہر سے جو روحانیت سے یکسر خالی ہے اور جس کے اندر خود غرضی اور تعصب کا شور بلند ہے نہایت شوق کے ساتھ ساحلِ دریا کی طرف روانہ ہوئے تاکہ

ہر کہ بہائی تک پہنچ جائیں۔ تھوڑی دیر میں ہم کوہ کرمل کے قریب پہنچ گئے۔ کوہ کرمل پر جانے کے لئے بہت سے طبقات طبقہ بر طبقہ طے کرنے پڑتے یہاں تک کہ ایک صاف و سادہ اور خوبصورت باغ کے اندر ایک پاکیزہ عمارت نظر آئی۔ یہ حضرت باب کا مقبرہ ہے۔ جس کے سامنے ہم تھوڑی دیر ٹھہرے۔ سامنے خلیج حیفا ہے۔ پہاڑوں پر شفق سُرخ نے ارغوانی رنگ بکھیر رکھا ہے۔ عجب قیامت کا منظر ہے۔

ایرانی باغبان نے مسکراتے ہوئے ہمیں سلام کیا۔ یہ وہ مقام ہے کہ نہ صرف بہائی بلکہ مختلف قوموں کے لوگ ہر ملک اور ہر نسل کے لوگ یہاں آکر انتہائی مسرت کے ساتھ زیارت کرتے ہیں۔

ہم ایک کمرہ میں داخل ہوئے اور لالہ و گل سے معمور ایک آستانہ کی تعظیم کے لئے جھک گئے۔

نہایت لطیف، پُرجلال اور سادہ قبر ہے جس کے اندر حضرت باب کا جسدِ اطہر آرام کر رہا ہے۔ یہاں نہ کوئی مجسمہ ہے نہ کوئی تصویر۔ نہ رسوم کی ادائیگی ہے نہ کوئی پادری و عالم ہے۔ ہر شخص آزاد ہے کہ اپنے حسبِ منشاء اس حرمِ مقدس میں جو حرمِ پیغمبر ہے دُعا و مناجات کرے۔ اس مقدس مقام کی پُرکیف ہوا یقیناً تڑپتے ہوئے دلوں کو تسکین بخشتی ہے۔ ایسی تسکین جو صرف ایمانِ کامل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سکون، یہ راحت و آرام یہاں کے ذرّہ ذرّہ میں موجود ہے حتّٰی کہ اس باغ، اس پہاڑ اور دامنِ کوہ تک سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام کی روحانیت کو کسی دینی پیشوا یا بے روح رسم و رواج نے نہیں چھینا ہے نہ دنیاوی علائق نے اس کو آلودہ کیا ہے یہاں وہ حقیقت نظر آتی ہے کہ بیت المقدس میں جس کی جگہ مجاز نے لے لی ہے۔ یہاں حضرت بہاء اللہ کے بیانِ مبارک کی تصدیق ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

آپ کو خوب معلوم ہے کہ تمام انبیاء ہیکل امر اللہ ہیں جو مختلف لباس میں جلوہ گر ہوتے۔ اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سب ایک ہی باغ میں ساکن ہیں۔ ایک ہی ہوا میں اُڑتے ہیں اور ایک ہی بساط پر بیٹھے ہیں اور ایک ہی بات کہتے ہیں اور ایک ہی حکم دیتے ہیں۔ یہ ہے اتحاد اُن جواہرِ وجود کا اور ان غیر محدود اور غیر معدود آفتابوں کا۔

اس مقام پر ہمارے ناظرین کو غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔ ہم نے بیت المقدس کے متعلق جن احساسات و جذبات کا اظہار کیا ہے اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان قوموں کی بدگوئی کریں۔ یا ان کی مقدس تعلیمات پر اعتراض کریں۔ اس قسم کی دست اندازی کرنا ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ہر قوم کے حقوق کا احترام کرنا ہر فردِ بہائی کا اولین فرض ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جس شخص کی رگوں میں جدید آسمانی تعلیمات نے زندگی کی روح دوڑا دی ہو اور جس نے تاریخ انسان کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا ہو اور جس کی رُوح زیادہ سے زیادہ گہرائی کی طرف جاری ہو اُس کے دل میں ایسے احساسات کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

خدا کا اعتقاد ضمنی طور پر ہمیں خدا اور مخلوق کا باہمی تعلق و ارتباط سمجھا دیتا ہے اور خدا کی مخلوقات و کائنات کا اگر وسیع مطالعہ کیا جائے تو اُس کی زبردست قدرت، نامحدود صفات اور اُس کے نامحدود فیوضات کا اظہار ہو جاتا ہے۔ ہم تمام چیزوں میں صفاتِ الٰہیہ کی نشانیاں دیکھتے ہیں۔ بڑی سے بڑی مخلوق کو لے کر ایک چھوٹے سے ذرہ تک پر اگر ہم گہری نگاہ ڈالیں تو ان تمام چیزوں میں ہم کو صفاتِ الٰہی آشکار و ہویدا نظر آتی ہیں۔

کیلئے گریہ وزاری کرتے ہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج عیسائی بھی اپنے دینی نفاق اور مذہبی تعصب کے ذریعہ مسیح کی تحقیر کر رہے ہیں

قتل گاہ مسیح کی زیارت سے فارغ ہو کر ہم مسجد عمر کو دیکھنے گئے راستہ میں پولیس نے روکا اور سوال کیا۔ کیا ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ چونکہ ہم بہائی ہیں اس لئے یقیناً ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس پولیس نے ہم سے ایک ڈالر جرمانہ لئے بغیر جو کفار کے لئے متعین ہے منزل مقصود کی طرف ہماری رہنمائی کی۔

چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ فضا پرسکون تھی نسیم خوشگوار کے جھونکے چل رہے تھے۔ یہاں کھڑے ہو کر محسوس ہوتا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان ابتک آئینِ اسلام سے قوتِ روحانی حاصل کر سکتا ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ اسی مسجد کے قریب یہودی اپنے معبد کی شکستہ دیوار کو بوسہ دیتے اور روتے ہیں۔ ایسا وہ کیوں کرتے ہیں۔ اُن کے رونے کی آخر کیا وجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پیشگوئی کے مطابق آوارہ اور پریشان پھر رہے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ مسیح قوموں کیلئے علم بلند کرے گا اور اسرائیل کے پراگندہ لوگوں کو اطرافِ عالم سے اکٹھا کرے گا۔ اس پیشگوئی کی انہوں نے قدر نہ کی۔ حضرت مسیح کو صلیب دی۔ اُن کے اعمال کا نتیجہ اب اُن کی پراگندگی اور پریشانی کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔

مسجد عمر کے اطراف میں بھی ہمیں یہی منظر دکھائی دیتا ہے لیکن کم۔ ہم نے سوچا کہ مسلمان تو دیندار ہیں۔ پھر اُن سے کیا خطا سرزد ہوئی جو پریشان حال نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان اور یہودیوں کی ذلت و رسوائی پراگندگی و پریشانی کا سبب متحد ہے۔ حضرت رسول نے اپنے یومِ ظہور میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم اپنے موعود پر ایمان لانا۔ لیکن افسوس کہ اہل اسلام نے بھی یہودیوں کی طرح اپنے موعود کو طرح طرح کی اذیت دے کر شہید کر دیا۔

موعودِ اسلام نے ندا بلند کی کہ میں وہ قائم موعود ہوں جس کا نام تم ایک ہزار سال سے اپنی دعاؤں میں لیتے تھے اور اس کے مشاہدۂ جمال کے منتظر تھے اور جس کے جلد ظاہر ہونے کے تم دل سے مشتاق تھے۔

اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سید علی محمد باب کو شہید کر دیا اور موعودِ اُمم حضرت بہاء اللہ کو چار مرتبہ قید و بند اور جلا وطنی کے مصائب میں مبتلا کیا یہانتک کہ اس قیدخانہ میں رکھا جو چوروں اور قاتلوں کے لئے مخصوص تھا۔

ان حالات میں کوئی تعجب نہیں اگر تاریکی شب نے مسجد عمر کے منظر کو بھیانک بنا رکھا ہے۔ عنقریب اس کہر کو انکار اور ظلم کی تاریکی اپنے دامن میں چھپا لے گی۔

ہم انتہائی حیرت و تعجب کے عالم میں بیت المقدس سے روانہ ہوئے۔ حیرت و تعجب ان قوموں کے ظاہری و باطنی اختلافات پر۔ جواہرات سے مرصع مجسموں، دنیا طلب یہودی عالموں پر۔

آہ! کہاں گیا وہ وقتِ عظمت و صداقت جبکہ موسیٰ جیسا نبی صحرائے طور میں احکامِ عشرۂ الٰہی اس قوم کو سنا رہا تھا۔ آہ! کہاں ہے وہ مسیح بے خانماں جس نے دنیاوی عیش و راحت پر لات مار کر اس قوم کو سامان ترقی تک پہنچا دیا تھا۔

آہ! کہاں گئی اس مقدس چرواہے کی عدالت و بردباری جس کے ذریعے خدا نے قرآن مجید نازل کیا تھا اور وحشی عربوں کو کمالات ظاہری و معنوی کی تعلیم دی اور انتہائی عزت و شوکت کا مالک بنایا۔

مسجد عمر کو دیکھنے کے بعد ہم اس شہر سے جو روحانیت سے یکسر خالی ہے اور جس کے اندر خود غرضی اور تعصب کا شور بلند ہے نہایت شوق کے ساتھ ساحلِ دریا کی طرف روانہ ہوئے تاکہ

مرکزِ بہائی تک پہنچ جائیں۔ تھوڑی دیر میں ہم کوہ کرمل کے قریب پہنچ گئے۔ کوہ کرمل پر جانے کے لئے بہت سے طبقات طبقہ بہ طبقہ طے کرنے پڑتے ہیں یہاں تک کہ ایک صاف وسادہ اور خوبصورت باغ کے اندر ایک پاکیزہ عمارت نظر آئی۔ یہ حضرت باب کا مقبرہ ہے۔ جس کے سامنے ہم تھوڑی دیر ٹھہرے۔ سامنے خلیج حیفا ہے۔ پہاڑوں پر شفقِ سُرخ نے ارغوانی رنگ بکھیر رکھا ہے۔ عجب قیامت کا منظر ہے۔

ایرانی باغبان نے مسکراتے ہوئے ہمیں سلام کیا۔ یہ وہ مقام ہے کہ نہ صرف بہائی بلکہ مختلف قوموں کے لوگ ہر ملک اور ہر نسل کے لوگ یہاں آکر انتہائی مسرت کے ساتھ زیارت کرتے ہیں۔

ہم ایک کمرہ میں داخل ہوئے اور لالہ وگل سے معمور ایک آستانہ کی تعظیم کے لئے جھک گئے۔

نہایت لطیف، پُرجلال اور سادہ قبر ہے جس کے اندر حضرت باب کا جسدِ اطہر آرام کر رہا ہے۔ یہاں نہ کوئی مجسمہ ہے نہ کوئی تصویر۔ نہ رسوم کی ادائیگی ہے نہ کوئی پادری وعالم ہے۔ ہر شخص آزاد ہے کہ اپنے حسبِ منشاء اس حرمِ مقدس میں جو حرمِ پیغمبر ہے دُعا ومناجات کرے۔ اس مقدس مقام کی پُرکیف ہوا یقیناً تڑپتے ہوئے دلوں کو تسکین بخشتی ہے۔ ایسی تسکین جو صرف ایمانِ کامل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سکون، یہ راحت وآرام یہاں کے ذرّہ ذرّہ میں موجود ہے حتّٰی کہ اس باغ، اس پہاڑ اور دامنِ کوہ تک سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام کی روحانیت کو کسی دینی پیشوا یا بے روح رسم ورواج نے نہیں چھینا ہے نہ دنیاوی علائق نے اس کو آلودہ کیا ہے یہاں وہ حقیقت نظر آتی ہے کہ بیت المقدس میں جس کی جگہ مجاز نے لے لی ہے۔ یہاں حضرت بہاء اللہ کے بیانِ مبارک کی تصدیق ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

آپ کو خوب معلوم ہے کہ تمام انبیاء ہیکلِ امراللہ ہیں جو مختلف لباس میں جلوہ گر ہوئے۔ اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سب ایک ہی باغ میں ساکن ہیں۔ ایک ہی ہوا میں اُڑتے ہیں اور ایک ہی بساط پر بیٹھے ہیں اور ایک ہی بات کہتے ہیں اور ایک ہی حکم دیتے ہیں۔ یہ ہے اتحاد اُن جواہرِ وجود کا اور ان غیر محدود اور غیر معدود آفتابوں کا۔

اس مقام پر ہمارے ناظرین کو غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔ ہم نے بیت المقدس کے متعلق جن احساسات وجذبات کا اظہار کیا ہے اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان قوموں کی بدگوئی کریں۔ یا ان کی مقدس تعلیمات پر اعتراض کریں۔ اس قسم کی دست اندازی کرنا ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ہر قوم کے حقوق کا احترام کرنا ہر فردِ بہائی کا اوّلین فرض ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جس شخص کی رگوں میں جدید آسمانی تعلیمات نے زندگی کی روح دوڑا دی ہو اور جس نے تاریخ انسان کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا ہو اور جس کی روح زیادہ سے زیادہ گہرائی کی طرف جا رہی ہو اُس کے دل میں ایسے احساسات کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

خدا کا اعتقاد ضمنی طور پر ہمیں خدا اور مخلوق کا باہمی تعلق و ارتباط سمجھا دیتا ہے اور خدا کی مخلوقات وکائنات کا اگر وسیع مطالعہ کیا جائے تو اُس کی زبردست قدرت، نامحدود صفات اور اُس کے نامحدود فیوضات کا اظہار ہو جاتا ہے۔ ہم تمام چیزوں میں صفاتِ الٰہیہ کی نشانیاں دیکھتے ہیں۔ بڑی سے بڑی مخلوق کو لے کر ایک چھوٹے سے ذرّہ تک پر اگر ہم گہری نگاہ ڈالیں تو ان تمام چیزوں میں ہم کو صفاتِ الٰہی آشکار وہویدا نظر آتی ہیں۔

...گریہ و زاری کرتے ہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج عیسائی ...اپنے دینی نفاق اور مذہبی تعصب کے ذریعہ مسیح کی تحقیر کر رہے ہیں۔

قتل گاہ مسیح کی زیارت سے فارغ ہو کر ہم مسجد عمر کو دیکھنے گئے ...ستہ میں پولیس نے روکا اور سوال کیا۔ کیا ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ چونکہ ہم بہائی ہیں اس لئے یقیناً ہم حضرت رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس پولیس نے ہم سے ...یک ڈالر جرمانہ لئے بغیر جو کفار کے لئے معین ہے منزل مقصود ...کی طرف ہماری رہنمائی کی۔

چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ فضا پرسکون تھی نسیم خوشگوار کے جھونکے چل رہے تھے۔ یہاں کھڑے ہو کر محسوس ہوتا ہے کہ ایک حقیقی مسلمان ابتک آئینِ اسلام سے قوتِ روحانی حاصل کر سکتا ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ اسی مسجد کے قریب یہودی اپنے معبد کی شکستہ دیوار کو بوسہ دیتے اور روتے ہیں۔ ایسا وہ کیوں کرتے ہیں۔ ان کے رونے کی آخر کیا وجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پیشینگوئی کے مطابق آوارہ اور پریشان پھر رہے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ مسیح قوموں کیلئے علم بلند کرے گا اور اسرائیل کے پراگندہ لوگوں کو اطرافِ عالم سے اکٹھا کرے گا۔ اس پیشینگوئی کی انہوں نے قدر نہ کی۔ حضرت مسیح کو صلیب دی۔ ان کے اعمال کا نتیجہ اب ان کی پراگندگی اور پریشانی کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے۔

مسجد عمر کے اطراف میں بھی ہمیں یہی منظر دکھائی دیتا ہے لیکن کم۔ ہم نے سوچا کہ مسلمان تو دیندار ہیں۔ پھر ان سے کیا خطا سرزد ہوئی جو پریشان حال نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان اور یہودیوں کی ذلت و رسوائی پراگندگی و پریشانی کا سبب متحد ہے۔ حضرت رسول نے اپنے یوم ظہور میں مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم اپنے موعود پر ایمان لانا۔ لیکن افسوس کہ اہل اسلام نے بھی یہودیوں کی طرح اپنے موعود کو طرح طرح کی اذیت دے کر شہید کر دیا

موعود اسلام نے ندا بلند کی کہ میں وہ قائم موعود ہوں جس کا نام تم ایک ہزار سال سے اپنی دعاؤں میں لیتے تھے اور اس کے مشاہدہ جمال کے منتظر تھے اور جس کے جلد ظاہر ہونے کے تم دل سے متمنی تھے۔

اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سید علی محمد باب کو شہید کر دیا اور موعودِ اُمم حضرت بہاء اللہ کو چار مرتبہ قید و بند اور جلا وطنی کے مصائب میں مبتلا کیا یہانتک کہ اس قیدخانہ میں رکھا جو چوروں اور قاتلوں کے لئے مخصوص تھا۔

ان حالات میں کوئی تعجب نہیں اگر تاریکی شب نے مسجد عمر کے منظر کو بھیانک بنا رکھا ہے۔ عنقریب اس کہر کو انکار اور ظلم کی تاریکی اپنے دامن میں چھپا لے گی۔

ہم انتہائی حیرت و تعجب کے عالم میں بیت المقدس سے روانہ ہوئے۔ حیرت و تعجب ان قوموں کے ظاہری و باطنی انقلابات پر۔ جواہرات سے مرصع مجسموں، دنیا طلب یہودی عالموں پر۔

آہ! کہاں گیا وہ وقتِ عظمت و صداقت جبکہ موسیٰ بیابانِ صحرائے طور میں احکامِ عشرۂ الٰہی اس قوم کو سنا رہا تھا۔ آہ! کہاں ہے وہ مسیح بے خانماں جس نے دنیاوی عیش و راحت پر لات مار کر اس قوم کو آسمانِ ترقی تک پہنچا دیا تھا۔

آہ! کہاں گیا اس مقدس چرواہے کی عدالت و بردباری جس کے ذریعے خدا نے قرآن مجید نازل کیا تھا اور وحشی عربوں کو کمالات ظاہری و معنوی کی تعلیم دی اور انتہائی عزت و شوکت کا مالک بنایا۔

مسجد عمر کو دیکھنے کے بعد ہم اس شہر سے جو روحانیت سے یکسر خالی ہے اور جس کے اندر خود غرضی اور تعصب کا شور بلند ہے نہایت شوق کے ساتھ ساحلِ دریا کی طرف روانہ ہوئے تاکہ

ر بہائی تک پہنچ جائیں۔ تھوڑی دیر میں ہم کوہ کرمل کے قریب
ہ گئے۔ کوہ کرمل پر جانے کے لئے بہت سے طبقات طبقہ بر طبقہ
رنے پڑے یہاں تک کہ ایک صاف وسادہ اور خوبصورت باغ
، اندر ایک پاکیزہ عمارت نظر آئی۔ یہ حضرت باب کا مقبرہ ہے۔
ں کے سامنے ہم تھوڑی دیر ٹھہرے۔ سامنے خلیج حیفا ہے۔
ہاڑوں پر شفق سُرخ نے ارغوانی رنگ پھیر رکھا ہے۔ عجیب قیامت
منظر ہے۔

ایرانی باغبان نے مسکراتے ہوئے ہمیں سلام کیا۔ یہ وہ
ام ہے کہ نہ صرف بہائی بلکہ مختلف قوموں کے لوگ ہر ملک اور
سل کے لوگ یہاں آکر انتہائی مسرت کے ساتھ زیارت کرتے ہیں۔

ہم ایک کمرہ میں داخل ہوتے اور لالہ وگل سے معمور
ب آستانہ کی تعظیم کے لئے جُھک گئے۔

نہایت لطیف، پُرجلال اور سادہ قبر ہے جس کے اندر
ضرت باب کا جسدِ اطہر آرام کر رہا ہے۔ یہاں نہ کوئی مجسمہ ہے
کوئی تصویر۔ نہ رسوم کی ادائیگی ہے نہ کوئی پادری وعالم ہے۔ ہر شخص
زاد ہے کہ اپنے حسب منشاء اس حرم مقدس میں جو حرم پیغمبر
ہے دُعا ومناجات کرے۔ اس مقدس مقام کی پُرکیف ہوا یقیناً
لپتے ہوئے دلوں کو تسکین بخشتی ہے۔ ایسی تسکین جو صرف
یمانِ کامل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سکون، یہ راحت وآرام
ہاں کے ذرہ ذرہ میں موجود ہے حتّٰی کہ اس باغ، اس پہاڑ
ر دامنِ کوہ تک سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔ جس کی وجہ
ہے کہ اس مقام کی روحانیت کو کسی دینی پیشوا یا بے روح رسم و
واج نے نہیں چھینا ہے نہ دنیاوی علائق نے اس کو آلودہ کیا ہے
ہاں وہ حقیقت نظر آتی ہے کہ بیت المقدس میں جس کی جگہ مجاز نے
ہ لی ہے۔ یہاں حضرت بہاء اللہ کے بیانِ مبارک کی تصدیق

ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

"آپ کو خوب معلوم ہے کہ تمام انبیاء ہیکلِ امراللہ ہیں جو مختلف
لباس میں جلوہ گر ہوئے۔ اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا
کہ سب ایک ہی باغ میں ساکن ہیں۔ ایک ہی ہوا میں اُڑتے ہیں
اور ایک ہی بساط پر بیٹھے ہیں اور ایک ہی بات کہتے ہیں اور ایک
ہی حکم دیتے ہیں۔ یہ ہے اتحاد اُن جواہر وجود کا اور ان غیر محدود
اور غیر معدود آفتابوں کا۔"

اس مقام پر ہمارے ناظرین کو غلط فہمی نہ ہونی چاہئے۔ ہم نے
بیت المقدس کے متعلق جن احساسات وجذبات کا اظہار کیا ہے
اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم ان قوموں کی ہجو کریں۔ یا
ان کی مقدس تعلیمات پر اعتراض کریں۔ اس قسم کی دست درازی کرنا
ہمارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ہر قوم کے حقوق کا احترام کرنا ہر
فرد بہائی کا اوّلین فرض ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جس شخص کی رگوں
میں جدید آسمانی تعلیمات نے زندگی کی روح دوڑا دی ہو اور جس
نے تاریخ انسان کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کیا ہو اور جس کی رُوح
زیادہ سے زیادہ گہرائی کی طرف جا رہی ہو اُس کے دل میں ایسے
احساسات کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

خدا کا اعتقاد ضمنی طور پر ہمیں خدا اور مخلوق کا باہمی تعلق و
ارتباط سمجھا دیتا ہے اور خدا کی مخلوقات وکائنات کا اگر وسیع مطالعہ
کیا جائے تو اُس کی زبردست قدرت، نامحدود صفات اور اُس
کے نامحدود فیوضات کا اظہار ہو جاتا ہے۔ ہم تمام چیزوں میں
صفاتِ الٰہیہ کی نشانیاں دیکھتے ہیں۔ بڑی سے بڑی مخلوق کو
لے کر ایک چھوٹے سے ذرّہ تک پر اگر ہم گہری نگاہ ڈالیں تو
ان تمام چیزوں میں ہم کو صفاتِ الٰہی آشکار وہویدا نظر
آتی ہیں۔

کیا خلاقِ عالَم کی نسبت یہ گمان زیبا ہے کہ ایک طرف وہ مرتب و منظم کائنات کی بنا ڈالے اور دوسری طرف کائنات سے اپنا فیضِ روحانی روک لے۔

کیا یہ بات ممکن ہے کہ ہم یہ تسلیم کر لیں کہ خدا اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہو کہ خدا نے دنیا کی اس عظیم الشان تاریخ میں صرف ایک مرتبہ اپنا رسول بھیجا۔ ایسا خیال خلافِ عقل ہے۔ ہر روز آفتاب نکلتا ہے۔ زمین پر ہر سال بہار آتی ہے۔ پس کیا ہمارے لئے یہ زیبا ہے کہ ہم خالقِ فطرت کو صرف ایک ہی مرتبہ مربیِ روحانی اس دنیا میں بھیجنے کے لئے مجبور سمجھیں۔ معلوم نہیں کس کتابِ آسمانی میں یہ لکھا ہے کہ بہارِ روحانی صرف ایک مرتبہ ایک ہی پیغمبر کے ذریعے دنیا میں آتی ہے اور اس کے بعد ابد تک فیضِ خداوندی بند رہیگا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے گذشتہ پیغمبر کی تصدیق کی ہے اور آئندہ کی بشارت دی ہے۔ انسان کی عقل کمزور ہے۔ اس لئے اس کے اعتقادات کی دنیا بھی محدود ہے۔ ہر قوم آج یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ اس کا دین تاریخ کا ایک بڑا اہم واقعہ ہے اور اس کا پیغمبر آخری پیغمبرِ الٰہی ہے۔

اہلِ بہاء کے نزدیک تاریخ کیا چیز ہے؟ ایک زبردست متحرک نمائش ہے جہاں انسانی روح کی کوشش سے خدا کی طرف جا رہا ہے تاکہ وہ ارضی حدود سے بالاتر ہو کر ان پوشیدہ حقائق کا پتہ لگائے جو عالمِ فطرت میں بلکہ خود انسان میں مخفی رکھے گئے ہیں۔

اہلِ بہاء کا عقیدہ ہے کہ یہ نوعِ انسان جو مختلف قوموں اور نسلوں میں پھیلی ہوئی ہے فطری اسباب کا نتیجہ ہے۔ وہ اس انسانوں کی جمعیت کو صرف ایک ہی مخلوق سمجھتے ہیں۔ جو خدا کی محبت و ہدایت کے زیرِ سایہ اپنا حقیقی درجہ حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اس خدا کی ہدایت کے ماتحت جس نے اپنے بندوں سے عہد و پیمان کیا ہے کہ وہ ان کی تربیت کے لئے پیغمبر بھیجتا رہیگا۔

اہلِ بہاء نے حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات کے ذریعہ یہ علم حاصل کیا ہے کہ آغازِ تاریخ سے اب تک قانونِ نشو و نما کے ماتحت عالمِ انسانی کی ترقی کا ایک کامل اور معین نقشہ اپنا کام کرتا چلا آتا ہے جس طرح تخم ریزی کے بعد بیج نشو و نما پاتا ہے اور ایک زبردست درخت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس میں پھول پتے اور پھل آتے ہیں۔ اسی طرح اہلِ بہاء کے اعتقاد میں انسانی ہیئتِ اجتماعیہ بھی غیر اختیاری ترتیب کے ساتھ رفتہ رفتہ نشو و نما پاتی چلی آ رہی ہے یعنی ابتداء میں انسان کی زندگی کی حالت یہ تھی کہ اس کی محبت و الفت صرف اپنے خاندان تک محدود تھی۔ آہستہ آہستہ یہ محبت اپنے قبیلہ اور اہلِ وطن تک پہنچی یہاں تک کہ شہروں کی بنیاد پڑی۔ شہر ملکوں سے تبدیل ہوئے اور دائرۂ اتفاق و اتحاد وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اِس اصول کی بنا پر وقت آ گیا ہے کہ اب دنیائے انسان اتحاد و اتفاق کی طرف آخری قدم اٹھائے اور وہ یہ کہ تمام روئے زمین ایک وطن بن جائے۔ تمام اقوام ایک قوم بن جائیں۔

جس طرح ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوتِ روحانی کے ذریعہ گذشتہ اقوام کی رہنمائی کی اور ایسا اقتدار ظاہر کیا جو صرف قوتِ روحانی کے ذریعے ہی ظاہر کیا جا سکتا ہے اور صرف روحانی قوت ہی روحانی زندگی کی نشو و نما کر سکتی ہے اور انسانوں کو انتہائی درجہ عزت عطا کر سکتی ہے۔ اس طرح تاریخی تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ آج حقیقتِ دین کی کامل ترین تجدید ہونی ضروری ہے تاکہ موجودہ وقت کے مطابق قانون وضع کیا جائے جس کے ذریعہ مختلف قومیں ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں اور روحانی طاقت کے

وسیلے سے انسان اپنے حقیقی مقصد کے حصول پر قادر ہو جائے وہ مقصد کیا ہے؟ صلح اکبر اور عالمگیر نظام۔

عالم ہستی کی ہر چیز کے لئے تکمیل لازمی امر ہے اور یہ ایک ایسا قانون ہے جس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ جملہ اہل مذاہب کا یہ اعتقاد کہ فقط ایک ہی مذہب حق اور دوسرے مذاہب باطل ہیں اور اس کے علاوہ مذہبی تعصبات۔ رسم و رواج مذہبی۔ تقلید یہ تمام چیزیں علامت ہیں اس امر کی کہ اب ان جملہ مذاہب کا دورۂ حیات اختتام پذیر ہے۔

ہاں البتہ فضائل و کمالات کی تعلق رکھنے والی چیزیں کبھی زوال پذیر نہیں ہونگی۔ پیغمبران الٰہی ہمیشہ آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ خدا کا دین ایک ہی ہے اور وہ ابدی ہے۔ لیکن چونکہ دینی قوانین مخلوق کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ اُن کی اصلی غرض مفقود ہوتی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قوانین عملی طور پر منسوخ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر اپنے زمانۂ ظہور کے مطابق قوانین لاتا ہے اور سابق قوانین کو جن کا نفاذ ضروری نہیں، منسوخ کر دیتا ہے۔

اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ عالم انسانی کی مثال ایک بیمار کی سی ہے اور پیغمبر مثل طبیب۔ کل بیمار کو ایک مرض لاحق تھا تو آج دوسرا۔ ایک کامل طبیب کی فضیلت اور سچائی اسی میں ہے کہ مریض کا علاج مرض کے مطابق کرے۔ تاکہ مریض شفایاب ہو۔ انسان خطاکار ہے، اور مظہر الٰہی معصوم۔ انسان محدود ہے اور خالق انسان غیر محدود۔ خدا کا پیغام لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ پیغام تدریجی طور پر ان میں سرایت کرتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان طرح طرح کے علوم و صنائع حاصل کرتا ہے اور ایک جدید تمدن کی بنیاد پڑتی ہے۔ جس طرح موسم بہار میں قوت نامیہ ہر طرف پھیل جاتی ہے تاکہ نباتات کو تمام سال ہرا بھرا رکھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح یا حضرت محمد اور دوسرے پیغمبروں کا ظہور ہوا۔ جن لوگوں نے ان کے پیغام کو قبول کیا وہ اپنی تہذیب اخلاق اپنی ترقی اور اپنی کامیابی کا نمونہ قائم کر گئے۔ لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ لوگ ہمیشہ تقالید میں مبتلا ہوتے رہے۔ علمائے مذاہب مقتضائے انسانی کو مکدر کرتے رہے۔ حضرت مسیح کو صلیب دینے والے علماء ہی تھے۔ حضرت باب کے قتل کا فتویٰ دینے والے مذہبی پیشوا ہی تھے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جس شخص نے آزادی کے ساتھ ان حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور وہ اپنے تعصبات و اوہام کو خیرباد کہہ چکا ہے وہ بیت المقدس سے حیفا اور عکہ جانے تک کے لئے تیار ہے۔

اب آپ حضرت عبدالبہاء کے حسب ذیل ولولہ انگیز کلمات ملاحظہ فرمائیے:۔

"یہ زمانہ خداوند عزیز کا زمانہ ہے۔ عنقریب دُنیا بہشت بریں بن جائے گی۔ یہ دن عالم بشر کے اتحاد کا دن ہے۔ تمام قوموں کے ایک ہو جانے کا دن ہے۔ ہر امر عمومی یعنی جو چیز تمام عالم انسانی سے تعلق رکھتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور ہر امر خصوصی جو عام انسانوں سے تعلق نہیں رکھتا وہ محدود ہے"

پس تعجب کی بات نہیں ہے اگر ایسا شخص اوہام و خیالات سے آزاد ہو کر اصل حقیقت سے متمسک ہو۔ ایسا شخص جس وقت بہجی میں حضرت بہاء اللہ کے روضۂ مبارک میں داخل ہوتا ہے اس روضۂ مبارک کی متحرک قوت اس کا احاطہ کر لیتی ہے اور وہ یہ گواہی دینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ یہی ہے وہ مربی عالم انسانی جس نے تمام انسانوں کو گلے مل جانے کی دعوت دی ہے اور اس سنہری زمانے کے لئے ایک کامل نقشہ تیار کر دیا ہے۔ اس مقام پر کھڑے ہو کر انسان یہ بات محسوس کرتا ہے خدا اور پیغمبر کا

کس قدر گہرا تعلق ہے اور اس کے دل میں حضرت موسٰی اور حضرت مسیح اور حضرت محمد کی بے انتہا محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ یہ حضرات بھی متفقہ طور پر ایک زبان ہو کر عالم غیب سے حضرت بہاء اللہ کا یہ کلام دُہرا رہے ہیں کہ :-

"پادری کو آگاہ کر دے کہ اب وہ ناقوس نہ بجائے۔ خدائے برحق کی قسم۔ اسمِ اعظم کی صورت میں عظیم الشان ناقوس ظہور فرما ہوا ہے اور خدا کے "الابھیٰ" نام سے جبروتِ بقا میں تیرے پروردگار بزرگ و برتر کے ارادہ کی انگلیاں اُسے بجا رہی ہیں اسی طرح بارِ دگر تیرے پروردگار کی بڑی نشانیاں نازل ہوئی ہیں روشنیوں کے سایہ میں ہو کر وہ مالک دو جہاں آ پہنچا ہے تاکہ وہ اپنے نام الرحمٰن کی خوشبوؤں سے عالمِ ہستی کو زندہ کرے اور تمام جہان ایک ہو جائے اور سب لوگ اس خوانِ نعمت پر اکٹھے ہو جائیں جو آسمان سے اُتارا گیا ہے۔ خبردار! تم خدا کے نعمت نازل کرنے پر اُس کی ناشکری نہ کرنا۔ یہ تمہارے لئے تمہارے پاس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ تو مٹ جائے گی اور جو خدا کے پاس ہے وہ سدا رہے گی۔ تم اگر گوشِ فطرت سے چیزوں کی طرف متوجہ ہو تو یقیناً سن لو گے کہ عظیم الشان بزرگی کا مالک قدیم آ پہنچا ہے اور ہر چیز اپنے پروردگار کی حمد میں تسبیح خواں ہے۔" (مترجم سید ابوالعباس فردوس نجفی)

# میں یہودی تھی

آز قلم محترمہ ایم ہنٹ صاحبہ از "ورلڈ آرڈر" ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۱ عیسوی

مترجمہ پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے

جب میں تین برس کی تھی تو میری والدہ نے جو نہایت ہی پاکباز اور روحانی تھیں ایک عبرانی دینی مدرسے میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا۔ عموماً لوگ ننھے بچوں کو ایسے مدرسوں میں نہیں بھیجتے میں پہلوٹھی لڑکی تھی اور میری والدہ ایک قدیمی مذہب پسند خاندان سے تھی اور چاہتی تھی کہ میں بھی اپنے بزرگوں کی طرح دیندار بنوں۔ میرے والد ان باتوں کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے۔

ہمارے مدرسے میں بہت سے لڑکے بے شمار رس تھے۔ اور صرف میں ایک لڑکی تھی۔ ہم اپنے استاد (ربی) کے میز کے ارد گرد جمع ہو جایا کرتے تھے۔ استاد جی نے ایک چھوٹی سی ٹوپی سر پر لگا رکھی تھی اور عینک لگایا کرتے تھے۔ ان کی ناک پتلی اور ریش سیاہ تھی۔ اور وہ نہایت سختی سے کلامِ الٰہی اور اس کی تفسیریں دماغوں میں ٹھونسا کرتے تھے۔

میری والدہ اور ہمارے خاندان کے لوگ اس بات کا فخر کیا کرتے تھے کہ میں دینیات میں بڑی ترقی کر رہی ہوں۔ اگرچہ میرا نظریہ ایک محدود دائرہ کے اندر مقید تھا۔ اکثر جب میں کسی اہم سوشل مسئلہ پر سوچنے لگتی تو ایک پرندہ کی طرح چار دیواری کے اندر پر مار کر رہ جاتی۔

ہمارا خاندان غریب ہو گیا اور ہم روس سے امریکہ پہنچے

ان کا ماحول اور عقائد ہر ملک اور ملت کے لوگ وہاں موجود تھے۔ اور دیت کا دور دورہ تھا جن کارخانوں میں مجھے کام کرنا پڑتا تھا۔ وہاں ہر قسم کے لوگ ایسے ماحول میں کام کیا کرتے تھے اور سب غربت اور افلاس کے بوجھ کے نیچے دب رہے تھے۔ انسان کی روح تو بالکل دم بخود ہو کر رہ جاتی ہے اور اسے اٹھنا تو ملتا ہی نہیں۔ آخر میں کیا کرتی اور کدھر جاتی!

جو ماحول میں پیچھے چھوڑ آئی تھی اس میں اب کیسے سانس لیتی؟ اور موجودہ ماحول غیر مانوس تھا۔ اتنے میں مجھے اشتراکیوں سے واسطہ پڑا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے مجھے ریگستان میں سبزہ زار مل گیا ہو۔ میں سمجھی کہ میری مشکلات کا حل مل گیا۔ میں اس تحریک میں بے تحاشا کود پڑی۔ اور بڑی سرگرمی اور جوش سے کام کرتی رہی۔ مجھے امید ہو گئی کہ اب ہم ایک ایسی نئی دنیا میں بود و باش کریں گے جہاں سب کو حسب استطاعت کام ملیگا۔ اور لوگ آرام کی زندگی بسر کرینگے

جب میرا جوش ذرا ٹھنڈا پڑ گیا اور میں سوچنے لگی تو مجھے خیال آیا کہ جو نظام صرف مادیت پر کھڑا کیا جائیگا وہ دیرپا کیسے ہو سکتا ہے اور اسکی بنیاد پر ایک نئی دنیا کیسے بن سکیگی؟ تب میں ایک انسان کامل کی تلاش میں نکلی جس میں سب صفات یعنی سچائی دیانت داری ایثار اور روحانیت پائی جاتی ہوں یعنی جس پر انسان پورا بھروسہ کر سکے میری تلاش بے نتیجہ ثابت ہوئی اور میں بڑی دل شکستہ اور مایوس ہو گئی تب میں نے خیال کیا کہ چلو فلسفہ کا مطالعہ شروع کر دو۔ شاید کچھ تسکین قلب ہو۔ اور میرا مطلب حل ہو جائے۔ پروفیسر کول مین صاحب ایک بڑے اچھے فلسفہ داں تھے۔ میں ان سے ملی۔ وہ سمجھ گئے کہ میں بیمار ہوں اور فلسفہ کا مطالعہ میری بیماری کا علاج نہیں۔ بلکہ مجھے روحانی دوا کی ضرورت ہے چنانچہ انہوں نے مجھے سقراط اور افلاطون اور دیگر فلسفیوں کا فلسفہ سکھلایا مگر ساتھ ہی ساتھ "نیا عہد نامہ" (انجیل) بھی پڑھانا شروع کر دی۔ یہ مجھے بڑا دوبھر معلوم ہوا میں تو پکی یہودی تھی۔ انجیل کو بھلا کیسے پڑھتی اور اشتراکی تو مذہب سے دور بھاگتے ہیں! مگر میں مجبور تھی۔ اپنے پروفیسر کا کہنا کیسے رد کرتی مجھے شاگرد ہونے کی حیثیت میں فرمانبرداری لازم ہے چنانچہ انجیل مجھے بڑی اچھی لگی۔ اگر یہ عیسائیت ہے تو میں نے دل میں کہا کہ میں تو پہلے سے ہی عیسائی ہوں۔

مجھے اس کتاب میں روح کے لئے غذا مل گئی۔ میری روح تازہ ہو گئی۔ گویا مجھے انسان کامل مل گیا اور وہ کون تھا۔ ایک فرشتہ کا لڑکا (حضرت مسیح) جو ایثار اور انکساری کا نمونہ تھا! اس کی غریب پروری اور روحانیت نے میرے آزردہ دل کو تسکین دی اور میں نے اسکی آواز کو سنا! وہ فرماتا ہے۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں
مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن
جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی
کی راہ دکھائے گا"

یہ وعدہ میرے کانوں میں گونجتا رہتا تھا اور میں منتظر تھی ہی میں جانتی تھی کہ میں اس سچائی کی روح پر پورا یقین کر سکوں گی۔

چنانچہ میرا پروفیسر ایک سال کے لئے چلا گیا۔ اس کی غیر حاضری میں مجھے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کا پتہ چل گیا۔ مجھے ان میں اور جو کچھ میں نے حضرت مسیح کی تعلیمات میں دیکھا تھا بڑی مطابقت معلوم ہوئی۔ مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ سب مذہبوں کے بنیادی اصول دراصل ایک ہی ہیں۔ میں نے زرتشتی مذہب بدھ دھرم اور اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور مجھے وحدت ادیان کا اصول سمجھ میں آگیا۔ مگر مجھے اس بات کا احساس نہ ہوا۔ کہ بہائی تعلیمات میں اس وعدہ کی ایفا بھی مضمر ہے جس کی طرف اشارہ انجیل کی مذکورہ بالا آیت میں

...یا گیا ہے۔

چنانچہ پروفیسر صاحب ایک سال بعد واپس تشریف لے ...ے۔ پھر فلسفہ سکھلانے میں مشغول ہو گئے۔ ایک شام جب میں ...ن کا انتظار کر رہی تہی اور وہ نہ آئے۔ میں استراحت کے لئے پلنگ پر لیٹ گئی۔ مجھے حضرت عبد البہاء کے چند کلمات یاد آگئے۔ (آپ حضرت بہاءاللہ کے بیانات کے مفسر ہیں) انہوں نے فرمایا ہے کہ خدا ایک لا یدرک اور لا متناہی غیبی طاقت ہے۔ جو وقتاً فوقتاً اپنے مظاہر کی معرفت عالم انسانی پر اپنی شخصیت ظاہر کرتا ہے اور انسان کو ایک اعلیٰ مقام کی طرف لے جاتا ہے۔

تب مجھے معلوم ہوا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ارتقار کا قانون جاری ہے۔ اس لحاظ سے مذہب جو انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے وہ بھی اسی قانون کے تحت میں کام کرتا ہے جس طرح انسان عالم طبیعت میں بڑی بڑی معلومات اور ایجادات کرتا رہتا ہے اور قدرت کے مخفی اسرار کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ عین اسی طرح سے مربی عالم انسانی بھی بنی نوع انسان کے استعداد اور زمانے کے اقتضا کے مطابق خدا کی صفات کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ اس خیال نے میرا نظریہ فراخ کر دیا اور چشم زدن میں مجھے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جو کتاب مجھے پروفیسر صاحب نے دی تھی یعنی انجیل وہ معمولی کتاب نہ تھی۔ بلکہ خدا کا الہام تہا۔ اور مسیح صرف کامل انسان ہی نہ تھا بلکہ خدا کا فرستادہ بھی تھا۔ تب مجھے پہلی دفعہ اس بات کا احساس ہوا کہ مذہب یعنی دین کی اصلی ماہیت کیا ہے یہ وہی خدائی نظام تہا جس کی طرف حضرت عبد البہاء نے میری توجہ دلائی تھی۔ تب میری سمجھ میں آیا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ بھی حضرت مسیح کی طرح مظاہر الٰہی تھے۔ اسی طرح سے حضرت زردشت مہاتما بدھ اور حضرت محمدؐ بھی اہل عالم کے لئے عرفان الٰہی کے حامل ہو گزرے ہیں اور ان کے توسط سے تمدن اور تہذیب ارتقار کے اعلیٰ مقام تک پہنچا ہے۔ پھر مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ سچائی کی روح جس کی طرف انجیل مقدس کا اشارہ ہے حضرت بہاءاللہ ہی ہیں۔ اور وہ کامل سچائی حضرت بہاءاللہ میں ظاہر ہوئی ہے جو اس زمانہ کے موعود کل ادیان ہیں۔

فلسفہ میں جو سیکھ رہی تھی وہ انسانی دماغ کی اختراع اور میرے دماغ کے لئے تسلی بخش تھا مگر مجھے تو قلب کی تسکین درکار تھی۔ فلسفہ دلیل اور منطق پر قایم کیا جاتا ہے اور فلسفہ دانوں کا نقطۂ خیال ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ تب میں سمجھی کہ مذہب ہی ہمارے تمدن کی اصلی اساس ہے۔ مگر مذہب سے مراد چند عقاید ہی نہیں بلکہ وہ پیغام سرمدی ہے جس کا منبع اور سرچشمہ مظاہر الٰہی ہیں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ پروفیسر کول مین (مرحوم) نے مجھے انجیل پڑھائی اور میرے استاد (ربی) نے مجھے پرانا عہد نامہ (توریت) سکھلایا۔ انہوں نے میرے اندر روحانیت کا بیج بویا۔ مگر حضرت عبد البہاء نے مجھ پر روح القدس کا راز کھولا۔ اور وہ بیج اب درخت بن کر حدیقۂ رضوان میں پھیل رہا ہے۔

---

اس مہینے پیامبر میں کون سا مضمون آپ کو سب سے کم پسند آیا اور کیوں؟

مشورہ دیجئے۔ اگر آپ پیامبر کے ایڈیٹر ہوتے تو اس میں کیا کیا بہترین تبدیلیاں کرتے؟

فرمائیے اس مہینے کے پیامبر میں آپ کون سا مضمون سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور کیوں؟

# اسرارِ قیامت

هر دلی نبود قابلِ اسرارِ محبت را
دُرّ نیست بہر دریا، زر نیست بہر کانے

مسئلہ قیامت، دین کے اہم ترین مسائل میں سے ہے مگر افسوس کہ جس قدر یہ مسئلہ اہم ہے اسی قدر اس کے متعلق عام غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ ہم نے بکثرت مضامین قیامت کے متعلق لکھے ہیں جن میں اس غلط فہمی کو دلائل سے رد کیا ہے اور بتایا ہے کہ عالمِ ہستی کی فنائے کلی کا نام قیامت نہیں ہے۔ خود لفظِ قیامت اس مفہوم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قیامت کے معنی قیام ہیں نہ گرنا یا فنا ہونا۔

قرآن مجید میں ایک جگہ بھی قیامت کو فنائے عالم نہیں کہا گیا۔ علمائے کرام سے ہم بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ قرآن مجید سے ایسی آیت پیش فرمائیں جس میں فنائے عالم کو قیامت کہا گیا ہو یا یہ ذکر ہو کہ قیامت کے دن تمام ماسوی اللہ فنا و معدوم ہو جائیں گے مگر ابھی تک کوئی ایسی آیت پیش نہیں کی گئی۔ اور ہم یقیناً کہتے ہیں کہ ہرگز ایسی آیت پیش نہیں کی جا سکے گی۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی اس مفہوم کی نہیں ہے۔

بحثِ قیامت میں سب سے اول بنیادی چیز یہی ہے کہ فنائے عالم کو قیامت ثابت کیا جائے اور منصوص کلام سے دکھا دیا جائے کہ قیامت کے دن تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔ جب تک یہ بنیاد مضبوط نہ ہو اس پر جتنی عمارت بنائی جائے گی بے بنیاد ہوگی۔ جب تک یہی ثابت نہیں کہ قیامت کے دن کل کائنات فنا ہو جائیں گی اور سب لوگ مر جائیں گے تب تک یہ بات کہ لوگ دوبارہ قبروں سے اٹھیں گے اور میدانِ حشر میں آئیں گے ہرگز قابلِ التفات نہیں۔ عقیدے کی بنیاد یہی ہے کہ ایک دن تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور اس فنا کا نام قیامت ہے۔ اب لازم ہے کہ قرآن مجید سے تمام کائنات کا ایک دن فنا ہونا ثابت کیا جائے اور دکھایا جائے کہ اسی فنائے کلی کو قرآن مجید قیامت کہتا ہے۔ اگر یہ بات قرآن مجید سے ثابت نہیں تو تمام عمارت جو قیامت کو فنائے کلی قرار دے کر بنائی جائے گی سب کی سب کج ہوگی ع

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

جو آیات قیامت کے دن فنائے کلی کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں ہم ان پر اپنے مضامین کوکب ہند و بہائی میگزین میں روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس وقت بھی ایک مختصر نظر ڈالتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جن آیات سے قیامت کے دن فنائے کلی کا خیال بنایا گیا ان سے یہ مدعا ہرگز ثابت نہیں۔

(۱)

قیامت کے دن فنائے کلی کے ثبوت میں ایک آیت عام طور پر یہ پیش کی جاتی ہے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (رحمٰن) اس آیت سے قیامت کے دن فنائے کلی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اول اس لئے کہ اس آیت میں ماحصل نہیں فرمایا کہ یہ فنا جس کا یہاں ذکر ہے قیامت کے دن ہوگی۔ پھر کسی کو کیا حق ہے کہ محض اپنے خیال و عقیدے کی بنا پر

اسے یوم قیامت میں فنائے کلی قرار دے۔ دوم اس لئے کہ مدعا تو یہ تھا کہ قیامت کے دن فنائے کلی یعنی تمام کائناتِ ہستی کی فنا ثابت کی جائے۔ اور اس آیت میں لفظ مَنْ ہے جو صرف ذوی العقول کے حق میں استعمال ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ معلوم ہوا کہ لوگ فنا ہونگے۔ حالانکہ دعویٰ اور مُدعا یہ تھا کہ کل کائناتِ ہستی فنا ہوگی یہ مُدعا اس آیت سے تو ثابت نہ ہوسکا۔ تیسرے یہ کہ آیت میں یہ تو نہیں فرمایا کہ ایک خاص دن میں سب لوگ فنا ہونگے۔ "فانٍ" اسم فاعل استمراری معنے میں استعمال ہوا ہے کہ روی زمین کے تمام لوگ فنا پذیر ہیں۔ اب بھی معرضِ فنا اور حقیقتِ فنا میں ہیں اور ظاہر ہے کہ لوگ ہر روز بلکہ ہر آن فنا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ سلسلۂ فنا و موت روئے زمین پر مُسلسل جاری ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ ایک وقت میں سب لوگ مرجائیں گے اور اسی کا نام قیامت ہے' سراسر غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

(۲)

اسی طرح آیت کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک مخصوص دن تمام کائنات یکدم فنا ہوجائے گی کیونکہ اوّل تو اس آیت میں بھی قیامت کا لفظ نہیں ہے۔ دوم وہی عام بات بیان ہوئی ہے کہ ہر چیز معرضِ فنا میں ہے اور فنا ہوتی رہتی ہے وجہہ ربکؔ یعنی خدا کی توجہ یا مشیت و قدرت فنا نہیں ہوتی۔ لاریب اشیاء کے بننے بگڑنے کا سلسلہ قدرت کی طرف سے جاری ہے اور یہ ایک قدرتی عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور اب بھی اپنا اثر دکھا رہا ہے، کسی مخصوص دن سے خاص نہیں کیا گیا ہے۔

اخبار اہلحدیث امرتسر بحثِ قیامت پر پیامبر کے مقالات نقل کرکے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ایکبار مدیر اہلحدیث نے لکھا کہ :-

"قیامت دراصل ایک اصطلاحی لقب ہے۔ فنائے عالم سے لے کر حشر اموات کے واقعات کو اہل اسلام کی اصطلاح میں قیامت کہا جاتا ہے جو درحقیقت دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہوجائیں گی۔ دوسرے حصے میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہوگا" (اہلحدیث ۳۰ اگست ۱۹۴۵ء)

اُصولی طور پر اوّل یہی چیز قابلِ توجہ ہے کہ کیا قیامت کے پہلے حصہ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہوجائیں گی؟ اسی بنیاد پر سارے عقیدے کا دارومدار ہے۔ اگر یہی بات ثابت نہ ہو تو قیامت کا وہ عقیدہ جو لوگوں میں رائج ہے غلط تسلیم کیا جائیگا۔ اس لئے ہم تو بار بار تمام علماء سے یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید سے ثابت کریں کہ قیامت کے پہلے حصہ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہوجائینگی۔

## مُردوں کا قبروں سے جی اُٹھنا

کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن مُردے قبروں سے جی اُٹھینگے۔ اور میدانِ محشر کی طرف چلیں گے۔

اس کے متعلق بنیادی بات تو یہی ہے کہ اوّل فنائے عالم اور اُس کا نام قیامت قرآن مجید سے ثابت کیا جائے۔ پھر یہ بھی ثابت کیا جائے کہ مرکر سب لوگ قبروں میں پڑے رہتے ہیں۔ کیا تمام جہان کا یہ مشاہدہ نہیں کہ مردے قبروں میں خاک ہوجاتے ہیں اور خاک کہاں کہاں چلی جاتی ہے۔ جب معلوم و مُسلّم ہے کہ قبروں میں مُردے دھرے نہیں رہتے تو پھر قبروں سے اُن کا نکلنا کیا معنی رکھتا ہے؟

پھر یہ بھی قابل غور بات ہے کہ جب "قیامت کے پہلے حصے میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہوجائیں گی" تو تمام قبریں بھی فنا ہوجائینگی کیونکہ جب ساری زمین ہی معدوم ہوگئی تو پھر قبریں کہاں رہیں۔

…صورت میں مُردوں کا قبروں سے بھی اُٹھنا ٹھیک ہے یا یہ بات نہیں تو …کیا ہے! جب زمین ہی ندارد ہو گی تو قبریں کہاں ہونگی اور جب …یں ہی مفقود ہوئیں تو قبروں میں سے مُردے کیونکر نکلینگے؟

کیا دوبارہ قبریں بنائی جائیں گی؟ اور اُن میں از سرِ نو مُردے …ے جائینگے اور پھر نکالے جائینگے؟

ایسی موہومات سے دین کو کیا تعلق ہے اور خدا کے کلام سے …ی باتیں کہاں ثابت ہوتی ہیں؟

یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جیسے حیات زندگی کو کہتے ہیں ویسی ہی …ت زوالِ حیات کو کہتے ہیں۔ عدم ہو جانے کا نام موت نہیں …ے۔ جو چیز معدوم ہے اُسے مُردہ نہیں کہہ سکتے۔ مُردہ قالب …بے روح کا نام ہے نہ کہ اُس چیز کا جس کا نہ جسم ہے نہ روح۔ اسی …لئے وہ جسم مُردہ کہلاتا ہے جسمیں رُوح نہ رہی ہو۔ اس رُوح کو تو مُردہ …ہیں کہتے جو موجود ہے مگر اس کا تعلق بدن سے منقطع ہو گیا ہے۔ وہ …روح تو زندہ ہے۔ جب بدن سے تعلق تھا تو بھی زندہ تھی اور بدن …ے تعلق منقطع ہو جانے پر بھی زندہ ہے۔ بلکہ روح کے تعلق کی بنا …پر ہی جسم کو بھی زندہ کہا جاتا ہے۔

…روح بہر حال زندہ ہے۔ جسم بے رُوح مُردہ ہے اور یہ جسم …بھی اسوقت تک مُردہ کہلا سکتا ہے جبتک اس کی ہیئت زندگی کے …قیام کی سی ہے مگر اسمیں رُوح نہیں۔ جب یہ جسم ذرّے ذرّے ہو کر …ہوا میں اُڑ جائے گا تو پھر مُردہ بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ تجسّم بالکل …معدوم ہو گیا۔ نتیجہ یہ کہ مُردہ جسم بے روح کو کہتے ہیں۔ شئی معدوم کو …مُردہ نہیں کہتے۔

جبکہ یہ عقیدہ ہے کہ کُل کائنات قیامت میں پہلے فنا …اور معدوم ہو جائے گی تو پھر یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے کہ …مُردے بھی اُٹھینگے۔ مُردے تو فنا اور معدوم ہو چکے ہونگے۔ یوں کہنا چاہیے کہ تم مر جاؤ گے۔ قیامت کے دن فنا اور معدوم ہو جاؤ گے پھر خدا تمھیں عدم سے وجود میں لائے گا۔ مگر ایسا نہیں کہا گیا۔ یہی کہا گیا ہے کہ مُردے زندہ کئے جائینگے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ قالب بے رُوح موجود رہیں گے جن میں رُوح ڈالی جائے گی۔ اس سے بھی واضح ہو گیا کہ فنائے کُل کا اعتقاد درست نہیں۔

چونکہ قرآن مجید کی بعض آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے ثابت کیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن مُردے قبروں سے بھی اُٹھینگے اسلئے ہم ان آیات پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔

اخبار اہلحدیث امرتسر نے بجواب پیامبر ی ۱۹۴۱ء قیامت میں قبروں سے مُردوں کے بھی اُٹھنے کی نسبت حسب ذیل آیات مع ترجمہ لکھی ہیں "(۱) اذا القبور بُعثرت علمت نفسٌ ما قدّمت وَاَخّرت (پ ۳۰ ۔ ع ) جب اہل قبور اُٹھائے جائینگے۔ ہر نفس اپنے اگلے پچھلے اعمال کو جان لیگا۔ (۲) یوم یخرجون من الاجداث سراعًا کانّھم جرادٌ منتشر مھطعین الی الدّاع یقول الکافرون ھٰذا یومٌ عسر (پ ۲۷ ۔ ع ) جس دن لوگ قبروں سے نکلینگے تو کثرت تعداد کی وجہ سے پھیلی ہوئی ٹڈیوں کی طرح نظر آئینگے پکارنے والے کی طرف دوڑے چلے جائینگے۔ کافر کہینگے یہ دن تو بڑا سخت ہے۔ (۳) ونُفخ فی الصّور فاذا ھُم من الاجداث الٰی ربّھم ینسلون (پ ۲۳ ۔ ع ) جب قرنا میں پھونکا جائے گا تو لوگ فوراً اپنے پروردگار کی طرف بھاگ کھڑے ہونگے) ان تینوں آیات کے علاوہ اور بہت سی آیات اِن معنی میں نصِ صریح ہیں کہ قیامت کے روز مُردے قبروں سے زندہ نکل کھڑے ہونگے۔ یہ ایسی بات ہے کہ کسی طرح اس کی تاویل نہیں ہو سکتی۔ (اہلحدیث ۲۳ مئی ۱۹۴۱ء)

## ان آیات پر غور

اگر یہ آیات مذکورہ بالا اس مدعا کیلئے نصِ صریح ہیں کہ قیامت کے روز مُردے

قبروں سے ازندہ نکل کھڑے ہونگے تو بتایا جائے کہ ان آیات میں صریح طور پر لفظ یوم القیٰمۃ کہاں ہے جس سے آپ نے ان آیات کو قیامت کے روز مردوں کے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہونے کیلئے نصِ صریح قرار دیا ہے؟ اگر فرمایئے کہ دوسری آیات میں صریح لفظ یوم القیٰمۃ وارد ہے۔ اس لئے یہاں بھی وہی مراد ہے تو بھی یہی بات رہی کہ خود ان آیات میں تو صریح لفظ یوم القیٰمۃ نہیں ہے۔ اس لئے ان آیات کو قیامت کے روز مُردوں کے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہونے کیلئے نصِ صریح نہیں کہہ سکتے۔ باقی رہیں وہ دوسری آیات جن سے آپ کو یہ بات منصوص طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ابھی قابلِ غور ہیں کہیں ان میں بھی کوئی غلط فہمی نہ ہوئی ہو۔ بہرحال جہانتک مذکورۂ بالا آیات کا معاملہ ہے ان میں تو صریح لفظ یوم القیٰمۃ وارد نہیں ہے پھر ان آیات کو روزِ قیامت کے لئے نص صریح کیونکر کہہ سکتے ہیں؟

## پہلی آیت پر غور

اب ہم ہر ایک آیت پر غور کرتے ہیں کہ اہلحدیث کے پیش کردہ معنی کہاں تک درست ہیں۔ آیت اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ کے معنی المحدث نے یہ کئے ہیں کہ "جب اہل قبور اٹھائے جائینگے"۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ کیا یہ ترجمہ الفاظ کے مطابق ہے؟ ہر شخص کہیگا کہ ہرگز نہیں۔ انہیں قبور کا ترجمہ اہل قبور کیا گیا ہے۔ محض اس وجہ سے کہ اپنے عقیدہ کے مطابق مفہوم پیدا کرنا تھا۔ اس لئے قبور کا ترجمہ اہل قبور کر دیا۔ بُعْثِرَتْ کے معنے کئے ہیں "اٹھائے جائینگے" زبانِ عرب اس معنی کی تائید نہیں کرتی۔ بُعثر کے معنی لغت میں کھے ہیں "بعثرہٗ ای فرقہٗ وقلب بعضہ علی بعض" (مختار الصحاح) اسے جدا جدا کیا اور اُلٹ پلٹ کیا۔

آیت اذا القبور بُعثرت کے معنی مفرداتِ راغب میں کئے ہیں قلب ترابھا واثیر ما فیھا، قبروں کی مٹی الٹ پلٹ کر دی جائے گی اور جو کچھ ان میں ہے اُسے بکھیر دیا جائیگا۔ "یقال بعثرت الحوض اذا قلبت فجعلت اسفلہ اعلاہ" (کمالین حاشیہ جلالین)

عربی میں محاورہ ہے "بعثرت الحوض" جب تو نے حوض کے نچلے حصّہ کو اوپر کر دیا۔ اسی لئے اس آیت کا ترجمہ مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمۂ قرآن میں یوں کیا ہے کہ "جب قبریں اکھاڑ دی جائینگی"۔ یہ ترجمہ لغت اور آیت کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ہے۔ اس آیت کی نصِ صریح یہ کہتی ہے کہ ایک وقت آئیگا جب قبریں بکثرت اکھاڑ دی جائیں گی۔ سو موجودہ زمانے میں تمدن و تعمیر کی روزافزوں ترقی کے باعث بکثرت قبریں روزانہ اکھاڑ دی جاتی ہیں۔ ان کی مٹی الٹ پلٹ کر دی جاتی ہے۔ ان کے اندر جو کچھ ہڈیاں وغیرہ ملتی ہیں وہ نکال کر پھینک دی جاتی ہیں۔ خدا کی یہ پیشگوئی حرف بحرف ظاہری اور صریح مادی طور پر بھی پوری ہو رہی ہے اور ہم سب آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

رہی یہ بات کہ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ۔ سو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تمدن و ترقی کا دور آئیگا تو لوگ اپنی گذشتہ اور آئندہ کار روائیوں کا علم حاصل کرینگے۔ لفظ نفس کا ترجمہ یہاں کُل نفس کے معنی میں لینا کسی قاعدے سے مزید بریں ہے۔ صرف خیالی و اعتقادی بات ہے جو بغیر دلیل کے ثبوت نہیں ہے۔

## دوسری آیت پر غور

آیت یوم یخرجون من الاجداث میں بھی قیامت کا لفظ نہیں ہے پھر کس طرح اس آیت کو اس مُدعا کے لئے نصِ صریح کہہ سکتے ہیں کہ قیامت کے دن مُردے قبروں سے نکلینگے۔ الداع سے مراد داعیِ الٰہی یعنی پیغمبر ہے۔ آیتِ مذکورہ کی صریح عبارت کہتی ہے کہ جس دن داعیِ الٰہی لوگوں کو پکارے گا ایک ایسی چیز کی طرف

دعوت دیگا جس سے لوگ ناآشنا ہونگے (چنانچہ اب لوگ دینِ جدید کی دعوت اور اعلانِ قیامت سے اچنبھے میں ہیں۔ لوگوں کی عقلیں اور آنکھیں حیرت زدہ ہیں) باین ہمہ لوگ اپنے پستی کے گڑھوں سے بکثرت نکلینگے جبکہ وہ داعیٔ الٰہی کی جانب لپکینگے۔ اور اس حقیقت کا انکار کرنے والے کہینگے کہ بڑا عذاب زمانہ آگیا ہے اور ہم لوگ نہایت تنگ حالت میں ہیں۔" چنانچہ یہ واقعات رونما ہیں حتیٰ کہ آجکل وہ مُردہ اور بوسیدہ قومیں جو ہزاروں سال سے قعرِ پستی میں پڑی ہوتی تھیں جیسے اچھوت اقوام۔ وہ بھی تو پستی سے نکل رہی ہیں۔ نئے زمانے کی ہلچل سے متأثر ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کر رہی ہیں۔ کیا قرآن مجید کی یہ پیشگوئی دورِ حاضر میں واقعہ نہیں بن رہی ہے۔ یخرجون من الاجداث پر اصرار کرنا کہ اس سے مُراد وہی قبریں ہیں جن میں مُردے دفن کئے جاتے ہیں ایک بیجا اصرار ہے۔ قرآن کے محاورات کو سمجھنے والے بآسانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ خدا نے اُمتِ محمدیہ کے بارے میں بھی فرمایا ہے کنتم علیٰ شفا حُفرۃٍ من النار فانقذکم منھا، تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہ تھے خدا نے تمھیں اس میں سے نکال لیا۔" فرماتا ہے کنتم خیر امۃٍ اُخرجت للناس، تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے اس معنی میں آج بھی لوگ گڑھوں سے نکل رہے ہیں اور یخرجون من الاجداث کا نظارہ واقعاتِ عالم پر نظر کرنے والوں کے سامنے آشکار ہے۔ یہ وہ معنی ہیں جو آیتِ مبارکہ کے الفاظ سے صاف صاف ظاہر ہیں۔ پھر کسی موہوم معنی کی طرف جانے کی گنجائش نہیں ہے۔

## تیسری آیت پر غور

تیسری آیت جو اہلحدیث نے پیش کی ہے وہ سورۂ یٰسین کی آیت وَنُفِخَ فی الصور

ہے۔ جسے اپنے خیال سے فنائے عالم کے بعد مُردوں کے جی اٹھنے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ اس آیت کو بھی فنائے عالم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس فنا کے بعد قبروں سے مُردوں کے جی اٹھنے کا ذکر ہے۔ چونکہ عقیدہ یہ بنالیا گیا ہے کہ فنائے عالم اور اس کے بعد مُردوں کا اٹھنا قیامت ہے اس لئے تمام آیات کو اسی ایک خیالی دائرے میں گھمایا جاتا ہے۔ حالانکہ قیامت کا یہ مفہوم ہی قرآن مجید سے ثابت نہیں۔

قیامت کی حقیقت ہم اپنے مفصل مقالات میں ثابت کر چکے ہیں کہ خدائے قیوم کی جانب سے ایک صاحبِ امر پیغمبر قیام کرتا ہے اور اس کے ذریعے انسان نئی زندگی میں برپا ہوتے ہیں اور ہر پیغمبر کا ظہور قیامت ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مبارک بھی قیامت تھا جو خود آنحضور فرمایا کرتے تھے "انا الحاشر" میں حشر برپا کرنے والا ہوں۔ سورۂ یٰسین کی آیت ونفخ فی الصور میں نفخۂ محمدیہ کا ذکر ہے۔ الفاظ و عبارات کو دیکھئے اور سیاق و سباق پر نظر ڈالئے اور ملاحظہ کیجئے کہ کس خوبی سے خدا تعالیٰ نے اس نفخۂ محمدیہ کا بیان فرمایا ہے جس کا اثر لوگوں پر غالب ہوتا چلا جا رہا تھا۔

پہلے تو مرسلین حق کی آمد اور ان کے مومن اور منکروں کا ذکر کرکے فرماتا ہے کہ ان کانت الا صیحۃً واحدۃً یہ دعوت حق بس ایک پکار تھی۔ فاذا ھم خامدون تب یہ پکار سُن کر وہ لوگ جمود و سمود میں بجھ کر رہ گئے۔ یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزءون بندوں پر افسوس کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر یہ لوگ ضرور اسے ہنسی میں اڑاتے ہیں۔ الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ان سے پہلے کتنی ہی اُمتوں کو ہم برباد کر چکے ہیں وہ تباہ شدہ قومیں ان بعد کی امتوں کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کر رہی ہیں

کسی نئی تحریک کو قبول نہیں کرتی ہیں۔ اپنی پرانی بربادی میں ہی اب تک مبتلا اور مگن ہیں اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر اور ماخوذ ہیں۔

اس کے آگے چل کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تبلیغ لوگوں کو کہا گیا ہے کہ ہوشیار رہو جیسے پہلی قوموں کا بیڑا غرق ہو چکا ہے تمہارا بھی اسی طرح بیڑہ غرق نہ ہو جائے۔ اس حالت میں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ البتہ رحمتِ پروردگار سے اُمید رکھنی چاہئے۔ اس پر یہ لوگ سوال کرتے ہیں ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین کہتے ہیں کہ یہ وعدہُ بربادی جو ہمیں دیا جا رہا ہے کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو ہمیں بتاؤ۔ اس کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے ماینظرون الّا صیحۃً واحدۃً وھم یخصّمون کہ یہ منکر و غافل لوگ بس ایک ایسی سخت آواز کے منتظر ہیں جو انھیں آ کر پکڑ لے (جیسا کہ موہوم قیامت کے انتظار کرنے والوں کا خیال ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ کش مکش میں مبتلا ہیں اور اہلِ حق سے جھگڑ رہے ہیں فلا یستطیعون توصیۃً ولا الیٰ اھلھم یرجعون۔ سو اب یہ لوگ اس حالت میں نہ تو حق باتوں کی نصیحت کر سکتے ہیں نہ اپنے لوگوں کی طرف کچھ توجہ کرتے ہیں۔ حق سے غافل اور اصلاحِ قوم سے دور پڑے ہوئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الیٰ ربھم ینسلون ۰ | حالانکہ صور پھونک دیا گیا ہے اب لوگ اپنے گڑھوں سے نکلے ہوئے اپنے مربی کی طرف بڑھ رہے ہیں |

اس ہلچل سے متأثر ہو کر

| | |
|---|---|
| قالوا یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا | انھوں نے کہا ہائے ہائے یہ ہمیں کس نے ہماری خوابگاہوں (آرامگاہوں) کو اٹھا دیا۔ |

خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے

| | |
|---|---|
| ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون | یہ واقعہ وہی ہے جس کا خدا نے وعدہ دیا اور پیغمبروں نے سچ بیان کیا۔ |

یعنی اس ظہور کی بشارت پچھلے پیغمبروں سے دی جو سب معاملات کی شکل میں نمودار ہے۔

| | |
|---|---|
| اِن کانت الّا صیحۃً واحدۃً فاذا ھم جمیعٌ لّدینا محضرون | یہ دعوت ایک پکار ہی تو ہے۔ تو یہ لوگ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر و موجود ہیں۔ |
| فالیوم لا تظلم نفسٌ شیئًا ولا تجزون الّا ما کنتم تعملون | سو آج کسی نفس پر ظلم نہ ہوگا اور تمہارے اعمال کا ہی ثمرہ تمہیں ملے گا۔ |
| اِنّ اصحٰب الجنّۃ الیوم فی شغلٍ فاکھون | اہلِ جنت (مومن) آج اپنے شغل (اعمالِ صالح) میں خوش و خرم ہیں۔ |

مختصر یہ کہ سورۂ یٰسین کی آیت "نفخ فی الصور" میں ظہورِ محمدیہ کا بیان ہے اور اس کا ظاہری علمی ثبوت یہ ہے کہ ان آیات میں صیغۂ ماضی استعمال ہوتے ہیں اور کوئی اِذا وغیرہ بھی ان پر داخل نہیں کہ ماضی کو اپنی جگہ سے ہٹا کر مضارع کے معنی کر دیئے جائیں۔ پھر لفظ الیوم وارد ہے جس کے معنی ہیں آج یعنی موجودہ زمانہ جس میں یہ کلام نازل ہو رہا ہے جو وقتِ ظہورِ محمدی ہے۔

اس پر اور بھی کئی پہلوؤں سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ مگر ہم فی الحال اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

سورۂ یٰسین کی مذکورہ آیت میں یہ جو فرمایا کہ آج کسی نفس پر ظلم نہ ہوگا یہ وہی بات ہے جو دوسری جگہ یوں بیان کی ہے کہ ہر امت کے لئے رسول ہے۔ جب اُن کا رسول آتا ہے ان لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا (یونس ع)

ظہورِ محمدی کے وقت فیصلۂ حق ہونے کا اعلان سورۂ جاثیہ میں بھی اس طرح کیا گیا ہے کہ

"ہم بنی اسرائیل کو کتاب۔ حکم۔ نبوت عطا کر چکے ہیں اور انھیں

ہم نے پاکیزہ نعمتیں بخشی تھیں اور اہل جہان پر انھیں برتری دی تھی۔ اور امر کی بیّنات بھی عنایت فرمائیں۔ تو انھوں نے اُس وقت تک اختلاف نہ کیا جب تک کہ ان میں علم سرکشی بن کر نہ آیا یعنی جب تک علمار بگڑ نہ گئے۔ جب علمار یہود بدعمل اور جھگڑالو ہو کر آپس میں اختلاف کرنے لگے تو [illegible] میں بھی اختلافات پھیل گئے۔ یقیناً تیرا رب بنی اسرائیل کے مابین یوم قیامت (ظہور محمدی) میں فیصلہ کر رہا ہے ان باتوں کا جن میں وہ لوگ اختلاف کرتے تھے" اسی بات کو صاف صاف محکم طور پر صیغۂ حال بنا کر یوں فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیه وان ربک لیحکم بینھم یوم القیٰمة فیما کانوا فیه یختلفون (نحل ع) | سبت انہی لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا جن لوگوں نے اسمیں اختلاف کر لیا ہے اور یقیناً تیرا پروردگار اب روزِ قیامت میں ان کے اختلافات کا فیصلہ کر رہا ہے |

اس آیت میں صریح طور پر لیحکم میں لام حال سے خداوند عالم نے منصوص اور قطعی اظہار فرمادیا کہ اب موجودہ زمانہ ظہور محمدی یوم قیامت ہی جسمیں خدا تعالیٰ اختلافات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ جناب فاضل مدیر اہلحدیث اقرار فرما چکے ہیں کہ لیحکم میں لام حال ہے جو مضارع کو خالص حال کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔

پس یہ آیت قطعی طور پر دلالت کر رہی ہے کہ زمانۂ ظہورِ محمدی یوم قیامت ہی اور خدا اس میں فیصلۂ حق کر رہا ہے۔

رہی یہ بات کہ جہاں جہاں قیامت کا ذکر ہے وہاں ساتھ ساتھ بنی آدم کے نیک و بد اعمال کا فیصلہ اور اس کا نتیجہ جنت و دوزخ بھی مذکور ہے۔" سو یاد رہے کہ رسول کے آنے پر لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو جاتا ہے اور خدائے تعالےٰ مومنوں کے حق میں خوبی اور رحمت کا فیصلہ اور منکروں کے حق میں خرابی و بربادی کا فیصلہ صادر فرماتا ہے اور یہ ان کے گذشتہ و موجودہ اعمال کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ مومن رضائے الٰہی میں مقام پاتے ہیں جو حقیقی جنت ہی اور ہر جنت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور منکرین حق غضب الٰہی میں جاتے ہیں جو حقیقتِ جہنم ہے اور ہر جہنم اسی سے نمودار ہوتی ہے۔

## یوم البعث

اسی ۳۰ رمئی کے اہلحدیث میں جناب فاضل مدیر اہلحدیث نے ایک اور آیت لکھکر یہ بتایا ہے کہ قیامت کا نام یوم البعث بھی ہے لیکن انھوں نے پوری آیت اور اس کا مطلب نہیں لکھا۔ ہم ذیل میں پوری آیت لکھکر اس کا مطلب بھی بیان کرتے ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے:۔

"اے محمدؐ! تو مُردوں کو اپنا پیغام نہیں سُنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی دعوت و تبلیغ سنا سکتا ہے جبکہ یہ مُردے اور بہرے منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں اور نہ تو اندھوں کو ان کی ضلالت سے نکال کر راہ دکھا سکتا ہے۔ تو انہی لوگوں کو پیغام حق سُنا سکتا ہے جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور حق کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ خدا ہی ہے جس نے تمھیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا۔ پھر کمزوری کے بعد قوت دی اور پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ علیم کل اور ہر چیز کا ٹھیک اندازہ کرنیوالا ہے پھر فرماتا ہے:۔

ویوم تقوم الساعة یقسم المجرمون مالبثوا غیر ساعة کذٰلک کانوا یؤفکون ہ اور جس دن الساعة برپا ہوگی مجرم لوگ کہینگے

کہ ہم تو ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے (یعنی ہماری قومی عمر بہت جلد ختم ہوگئی) اِسی طرح کی باتوں سے وہ چکر میں ڈالے جاتے تھے یہ تو قیامت یعنی ظہورِ موعود کے وقت منکروں کا ذکر ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اب ظہورِ موعودِ حق پر ایمان لانے والوں کا ذکر فرماتا ہے :-

وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث فھذا یوم البعث ولکنکم کنتم لا تعلمون ۰ (روم)

اور وہ لوگ جنھیں علم و ایمان عطا کیا گیا کہینگے کہ اے لوگو! تم کتاب اللہ میں روزِ بعث تک ٹھہرے رہے سو یہ ہے روزِ بعث لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

اس آیتِ مبارک میں صاف صاف فرمایا ہے کہ علم و ایمان والے کہینگے کہ "یہ یوم بعث ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوم بعث کا اقرار و عرفان ایک علمی و ایمانی راز ہے جسے علم حق رکھنے والے مومن ہی پاسکینگے، باقی لوگ اس حقیقت کی شناخت سے محجوب رہیں گے۔

اگر قیامت کا میدان ایسا ہو کہ وہاں نوع انسان کے تمام افراد قبروں سے دھڑا دھڑ نکلینگے اور اولین و آخرین کا ہجوم ہوگا۔ تو وہاں کیا صرف علم و ایمان والے ہی اس کا مشاہدہ کرسکیں گے؟ اور باقی لوگوں کو کچھ نظر نہ آئیگا؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ یہ ظہور و یوم قیامت علم ربانی اور اسرار ایمانی کا ایک اہم واقعہ ہے جسے خدا کی طرف سے علم و ایمان پانے والے چشم یقین سے مشاہدہ کرتے ہیں اور اسرارِ حقیقت سے بیگانہ لوگ اُسے محسوس بھی نہیں کرسکتے۔

اب ہم یہی گفتگو کر رہے ہیں کہ یہی زمانہ یوم البعث ہے جس میں آجکل ہم ہیں اور بہت سے لوگ اس کا انکار کر رہے ہیں۔

اِس آیت مبارکہ میں لفظ "لبثتم" نہایت قابلِ غور ہے لغت میں لکھا ہے "لبث بالمکان اقام بہ ملازما لہ (منجد اللغۃ)" لبث کے معنی ہیں کسی جگہ مسلسل ٹھہرے رہنا۔ آیت میں فرماتا ہے لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث تم کتاب اللہ میں یوم بعث تک ٹھہرے رہے۔ کتاب میں ٹھہرنے کا مطلب واضح ہے کہ تم کتابِ خدا (قرآن) کے دائرۂ عمل میں اس وقت تک رہے جب تک یوم بعث یعنی ظہورِ موعودِ حق کا زمانہ آیا۔ اور اب یوم بعث ہی نیا دور شروع ہے۔ اگر کتاب اللہ میں ٹھہرے رہنے سے یہ مطلب لیا جائے کہ خدا کے ثبت کردہ حکم کے مطابق تم لوگ یوم بعث تک ٹھہرے رہے تو بھی ایک نہایت اہم تخصیص یہاں موجود ہے کہ تم لوگ یوم بعث تک ٹھہرے رہے۔ کہاں ٹھہرے رہے؟ اگر کہیں دنیا میں ٹھہرے رہے تو بھی قطعی طور پر معلوم ہوا کہ لوگ دنیا میں اس وقت تک رہینگے جب تک یوم بعث آئے اور یہ یوم بعث بخیالِ عام فنائے عالم کے بعد آئے گا۔ تو یوم بعث تک دنیا میں ٹھہرے رہنا کیونکر ممکن ہے جبکہ یوم بعث سے طویل عرصہ قبل دنیا و مافیہا بکلی فنا ہو جائے گی۔ اس صورت میں لوگ یوم بعث تک دنیا میں نہیں ٹھہر سکتے۔ یا پھر یہی ماننا پڑیگا کہ فنائے عالم کے بعد یوم بعث کا خیال غلط ہے اور یوم بعث سے مراد رُسل من اللہ کی بعثت ہی جو موعودِ قرآن ہے۔ اگر کہا جائے کہ ٹھہرے رہنے سے مراد یہاں کسی برزخ یا قبر میں ٹھہرے رہنا ہے تو بھی صریح نصِ آیت کی بنا پر ماننا پڑے گا کہ لوگ برزخ یا قبر میں یوم بعث تک پڑے رہینگے تو اس سے بھی یہ بات قطعاً غلط ٹھہری کہ نفخۂ اوّل کے وقت سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ بہرحال یوم بعث تک لوگوں کا ٹھہرا رہنا ایک قطعی اور منصوص امر ہے۔ اس کا انکار محال ہے۔ پس یوم بعث سے پہلے فنائے کلی کا عقیدہ اِس نصِ قطعی نے بالکل رد و باطل کر دیا۔

ہم علمائے کرام سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری گذارشات و استدلال پر غور و تدبر فرمائیں۔ ہم بھی انکی علمی دلائل شوق سے سنینگے۔

# بہائی بچوں کا سبق

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس نئے زمانے میں پیدا کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جس کے آنے کی خبر سب پیغمبروں نے دی تھی۔ سب قومیں اس کا انتظار کر رہی تھیں یہ حضرت بہاءاللہ کا زمانہ ہے۔ دنیا بدل رہی ہے دن بھی نئی صورت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اب سب لوگوں کو ایک ہو جانا چاہئے۔ لڑائی جھگڑے کی ہر ایک بات چھوڑ دینی چاہئے۔

اس زمانے کے بچے خوب ترقی کریں گے۔ سب لکھنا پڑھنا سیکھیں گے۔ ہنر اور دستکاری میں کمال حاصل کریں گے سب مل کر خوش رہیں گے۔ خدا حکم دیتا ہے کہ سب آپس میں محبت رکھو۔ سب ایک دوسرے کی مدد کرو۔ جب تم اچھے آدمی بنو گے تو میں بہت پیار کروں گا۔ میں تمھیں بڑا اور اچھا آدمی بنانا چاہتا ہوں۔ میں ان بچوں کو انعام دوں گا جو میری باتیں مان لیں گے اور ان بڈھوں کو چھوٹا بنا دوں گا جو میرا کہا نہ مانیں گے۔ میں خراب آدمیوں سے ناراض ہوں اچھے آدمیوں سے خوش ہوں۔

اب ہم بچوں کو ایسا کام کرنا چاہئے جس سے سب لوگ سمجھ لیں کہ یہ تو بہائی بچے ہیں۔ کیسے اچھے ہیں۔ بچپن سے ہی اچھائی اور بھلائی سیکھنی چاہئے۔ سب دنیا کے بچوں کو ہم اپنا بھائی سمجھیں۔ سب سے محبت کریں۔ سب کی بھلائی چاہیں کسی کا دل نہ دکھائیں۔ ادب سے رہیں۔ ہمیشہ سچ بولیں۔ صفائی اور پاکیزگی رکھیں۔ لکھنے پڑھنے میں خوب جی لگائیں سکول میں ہمیشہ پاس ہوں۔ مناجات یاد کریں اور بہت اچھی آواز سے پڑھا کریں۔

خدا نے ماں باپ کو حکم دیا ہے کہ سب بچوں کو اچھی طرح لکھائیں پڑھائیں۔ بچوں کو حکم دیا ہے کہ ماں باپ کی خدمت کریں خدا نے لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر کا حق دیا ہے۔ نئے زمانے کے بچے دنیا کو نیا کر دیں گے۔ اب تو بجلی کی روشنی کا زمانہ ہے بچوں کو بھی بجلی کی طرح تیزی سے کام کرنا چاہئے اور نئی روشنی سے روشن ہونا چاہئے جو علم و عقل کی اور خدا کے نئے دین کی روشنی ہے۔ خدا نے آدمیوں کو آجکل ریل اور ہوائی جہاز بنانا بتا دیا ہے۔ اب ہر ملک کا آدمی دوسرے ملک کے آدمیوں سے مل سکتا ہے اور سب دنیا کے لوگ مل کر ترقی کر سکتے ہیں اب خدا نے تار۔ ٹیلیفون۔ ریڈیو دے دیا ہے۔ جن سے ہم لوگ ساری دنیا والوں سے بات چیت کر سکتے ہیں اور اپنے خیالات سے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

اب ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ ہم کیسے اچھے زمانے میں ہیں۔ جو چیزیں آجکل ہر بچے کو معلوم ہیں وہ پہلے بڑے بڑے لوگوں کو بھی معلوم نہ تھیں۔ آجکل جو چیزیں ہر غریب آدمی کو مل رہی ہیں پہلے وہ امیروں اور بادشاہوں کو بھی میسر نہ تھیں۔ علم اس قدر پھیلتا جاتا ہے کہ پہلے اس کا دسواں حصہ بھی نہ تھا۔ لکھنے پڑھنے کے سامان ایسے عمدہ عمدہ پیدا

ہو گئے ہیں جو پرانے زمانے کے لوگوں کو خواب میں بھی دکھائی نہ دیتے تھے۔

اب ترقی کے دن ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ان دنوں کی قدر کریں۔ خوشی خوشی قدم آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

## تعلیم و تربیت

جو بے تربیت ہے، وہ اک جانور ہے — اُسے زندگی میں سراسر ضرر ہے
جسے علم کی روشنی ہو نہ حاصل — وہ دنیا کے حالات سے بے خبر ہے
میسّر نہیں اُس کو عزت نہ راحت — جو بے علم ہے اور جو بے ہُنر ہے
جو بے علم ہے وہ سراسر بلا ہے — جو بے تربیت ہے سراپا خطر ہے
جہالت جہنم ہے اور علم جنت — یہی بات پکی ہے اور معتبر ہے
ہمیں اس سے امیدِ راحت ہو کیونکر — کہ بے تربیت آدمی پُر شرر ہے
جو بے تربیت آدمی ہوں اکٹھے — جہنم کی بھٹی ہے وہ کوئی گھر ہے

جہاں میں نیا دَور ہے روشنی کا
جو دیکھو تو دُنیا میں وقتِ سحر ہے

---

## مذاہبِ عالم

یہ کتاب جناب پروفیسر پریتم سنگھ ایم۔ اے نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اسلام، دینِ موسوی، دینِ مسیحی، ہندو دھرم، جین دھرم، بدھ دھرم، دینِ بہائی وغیرہ قدیم و جدید مذاہبِ عالم پر تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی ہے۔ بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے شائقین پڑھ کر خوش ہونگے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت فی جلد بارہ آنہ

ملنے کا پتہ :- جناب پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے ۹ سو شیلا روڈ لاہور

## ترتیب فائل کی تحریک

گذشتہ پرچے میں تحریک کی گئی تھی کہ احباب کوکبِ ہند بہائی میگزین اور پیامبر کے فائل مرتب کر کے جلدیں بندھوالیں۔ جن پرچوں کی ضرورت ہو ہمیں مطلع فرمائیں۔ اور جو صاحب اپنے پرچے فروخت کرنا چاہیں وہ بھی اطلاع دیں۔ بعض احباب کی طرف سے پرچوں کی طلبی کے لئے درخواستیں آئی ہیں۔ مندرجہ ذیل پرچے مطلوب ہیں:

کوکبِ ہند جلد ششم نمبر ششم۔ کوکبِ ہند جلد نہم نمبر ۲ و ۳ و نمبر ۴ و ۵ و ۶۔ کوکبِ ہند جلد دہم نمبر ۷ و ۹ کوکبِ ہند جلد یازدہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۶۔

بہائی میگزین کے حسبِ ذیل پرچے مطلوب ہیں جلد اوّل نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد دوم نمبر ۱ و ۷ و ۸ جلد سوم نمبر ۱

جلد چہارم نمبر ۴ جلد ششم نمبر ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

جو حضرات اپنے پورے فائل فروخت کرنا چاہیں وہ بھی دفتر کو اطلاع دیں۔ کوکبِ ہند جلد اوّل، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ہفتم، ہشتم اور نہم کی ضرورت ہے (خادم منیجر رسالہ پیامبر۔ قرول باغ نئی دہلی)

## ہمارے مُربّی اور اُن کی تعلیم

کتاب مذاہبِ عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے نے حال ہی میں شائع کی ہے جس میں جملہ بانیانِ مذاہبِ عالم کی مختصر تاریخ اور اُنکی مفصل تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ یہ تعلیمات ثابت کرتی ہیں کہ تمام مذاہب دراصل ایک ہیں۔ اتحادِ مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کیلئے بہترین کتاب ہے۔ ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے لکھائی چھپائی کاغذ بہترین۔ قیمت ۱۲ار

پتہ:- پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے ۵ سوشیلا روڈ لاہور

قسمت فارسی

# شهادتِ مستشرقین و دانشمندان در بارهٔ امرِ بهائی

## قلم دیوید استار جوردن رئیس سابق دار الفنون استانفورد

حضرت عبد البهاء یقیناً شرق و غرب را متحد خواهد نمود زیرا حضرتش ... عرفانی و ستعار را نیز عملاً و با قدمهای ثابت و استوار طی میفرماید.

## بقلم پروفسور بوگدان پوپو ویچ

... پیام آسمانی دیانتِ بهائی و تعالیم آن یکنوع حسِ خوش بینی لطیف ... ود دارد باید نسبت بهر چیز در جمیع احیان خوش بین بود ... ی اگر ظواهرِ اشیاء و وقایع هم برخلافِ آن حکم نماید بهائیان ... نوعے هستند امید وار و مطمئن زیرا تعالیم بهائی دارای قوه ایست ... نوعِ انسان را آرامش بخشد. صلح و سلام عطا نماید و بروحانیت ... عظیم فائز گرداند.

## بقلم ویلیام سولز ار حاکمِ سابق

در موقعیکه احزاب بتخریبِ و عقائد و مخاصمت با ادیان مشغولند ... نهضت بهائی بسرعت پیشرفت مینماید و باکمال شتاب رو بترقی ... نواست این نهضت نهضت امید واری و تقدم است ... نهضت بین المللی است که مقدر گشته اشعهٔ ساطعهٔ افکار ... مدنیت خویش را در سراسر گیتی منتشر نماید تا نفوس از هر قیدی ... آزاد شده و خوف و هراس از روی زمین زائل گردد.

بهائیان معتقدند که ایشان فجر یوم جدید یعنی روزگار بهتر روزِ حقیقت و عدالت آزادی و بزرگی مقامِ علم و اخوتِ بین المللی را که در آن روز هر کس برای خیرِ عموم و عموم برای خیرِ هر کس کار می کنند می بینند.

## بقلم لوثر بربنک

من قلباً با نهضتِ بهائی که چندین سال است مرا مجذوب نموده موافقم. دیانتِ صلح دیانتی است که همواره ما به الاحتیاج بشر بوده و بشر بسیار بآن نیاز مند است امر بهائی ازین حیث حقیقةً بر سائرِ ادیان تفوق داشته و بیشتر دارای جنبهٔ صلح و صفا است.

## بقلم پروفسور یون نوگوچی

من بسیار وصف حضرت عبد البهاء را شنیده ام بعضی حضرت عبد البهاء را صاحب افکارِ مجازی و بلند میدانند ولی من حضرتش را مصدرِ افکارِ حقیقی میشناسم زیرا هیچ فلسفه صحیح نظرے و مجاز موجود نیست مگر آنکه اصولِ حقیقی آنرا تائید نموده و هیچ چیز واضح تر و روشن تر از بیاناتِ حضرت عبد البهاء راجع بحقیقت نیست. کلماتِ حضرت عبد البهاء مانندِ شعاعِ آفتاب روشن و ساده است و بهمان اندازه جهانگیر و عالمتاب ......

ومن تصور نمی کنم امروز در عالم وجود مربی اعظمی از حضرت
عبدالبهاء موجود باشد.

## بقلم پروفسور رموند فرانک پی پر

این نوشتجات (مقصود آثار بهائی) حاکی از طبع بسیار مؤثر و
معان و بصیرتی معنوی و روحانی است. جامعیت و کمال آن
مرا مانند سایر نفوس مفتون و مجذوب ساخته و در آن قوه ای
خارق العاده قادر بر خرق حجبات افکار و ایجاد بصیرتی تازه
در سبیل فهم حقیقت و درک معنی حیات یافته ام.

## بقلم انجلا مورگان

یک دلیل آنکه من با کمال شغف و افتخار زبان بمدح و وصف
دیانت بهائی گشوده و خود را نسبت به پیروان این امر این قدر
نزدیک و یگانه میدانم آنست که در این ظهور ملجأ و پناه روحانی
از برای ابنای محنت زده بشر در دست است و نقطهٔ اتکاء و
امدادات غیبی در سبیل آسایش نفوس از مصدر و منبع حیات متواصل.
با هر یک از پیروان این دیانت که تاکنون ملاقات نموده ام
چنان مجذوب گشته که وی را شاهد حی از جلال و شکوه در قلب
این عالم یافته ام بهائیان هر یک دارای روحی پر فتوح و مملو از
بزرگی و شکوه اند و چنان از منبع فیوضات سرشار گشته که
بر تمام جوانب اطراف بل بعالم انسانی افاضهٔ معنوی مینمایند
در این اوان سبب رحمت عالمیان اند و با ابراز عشق و محبت
بافراد نوع انسان خیرخواه جهانیان.

## بقلم آرثور مور

جبل کرمل که هنوز جاذب عقول و حامل رموز و اسرار ادیان الهیه است
بر شهر حیفا مسلط و آرامش و سکون مطبوعی در آن حکمفرما است
در قلهٔ آن طوائف دروز در دو قریه خویش سکنی دارند. و در دامنهٔ کوه
کلنی آلمانیها است که بوسیلهٔ شارعی بمستملکات مرتفع بهائیان
ایران در جانب کوه منتهی میشود در اینجا مدفن حضرت باب و
حضرت عبدالبهاء است که با باغچه های بسیار مجللی قرار گرفته و زیارتگاه
بین المللی است. در ایام یکشنبه و تعطیل اهالی حیفا و تابعین ادیان
مختلفه از برای تفریح و نزهت باین محل که آرامگاه عظام مقدس
پیغمبر جوان شیراز است میروند این پیغمبر جوان تقریباً یکصد سال قبل
بشر را بوحدت و یگانگی دلالت فرمود. حقانیت جمیع ادیان عظیمه را
تعلیم نمود و تساوی رجال و نساء، و ظهور اولین محکمهٔ کبرای بین الملل را
اخبار کرد.

## بقلم پروفسور دکتر جان ریپکا

بهائیان ایران در دیانت خویش ثابت و مستقیمند ولی این تمسک
ایمان ناشی از نادانی و جهالت نیست اخلاق جبلی و ذاتی ایرانیان که
امور را بزرگ و مبالغه آمیز در نظرشان جلوه میدهد و بهائیان ایران
نظر بسوء رفتاری که از طرف حکمداران اسلام نسبت بایشان شده
اندکی متأثر و اندوهگین اند همه چیز در اخلاق و رفتارشان حاکی از
تربیت و نفوذ تعالیم امر بهائی است فوق العاده از برای مساعدت
با ابنای نوع حاضر و در سبیل جانبازی و جانفشانی با کمال شغف و سرور مستعد
و چالاک اند. وظائف اداری و مشاغل خویش را با کمال صداقت و
درستکاری انجام میدهند. مدتها پیش موضوع حریت نسوان را در
شرق حل نمودند. اطفالشان بکمال دقت تعلیم و تربیت میشوند بعضی
اوقات بهائیان را باتهام عدم وطن پرستی ملامت میکنند البته
از این لحاظ که پیروی مذهب تشیع از خصائص ایرانیان گشته
دیانت بهائی هرگز متابعت چنین سدیه ای نخواهد نمود ولی

مانند شریعت مسیح هیچگاه امر بهائی محبت وطن مألوف آباء و اجداد را منع نمی کند..... آیا اروپائیان بقدر کفایت وطن پرست نیستند؟ بنظر نگارنده و برحسب تجاربی که تاکنون بدست آورده بهائیان در این موضوع از طرف برادران مسلمانشان بی حق و ناروا مواخذه و تنقید میشوند. قرنهای متمادی مذهب تشیع یکنوع اعتقادات ملی در نتیجه نقل و تواتر ایجاد نموده که دیانت بین المللی بهائی با این افکار سخت معارضه خواهد نمود.

باوجود آنکه عدهٔ بهائیان بسیار زیاد نیست معذلک غیرت و نشاط فوق العاده و معنویت سرشاری که در جامعهٔ بهائیان ایران حکمفرما است نقص کمی نفوس را بخوبی جبران نموده. جامعهٔ بهائی در سراسر جهان بطوری موفق به تهذیب و تربیت اخلاق خواهد شد که مغبوط سائر ادیان و محسود اعدای کنونی امر بهائی گردد.

نظریاتی که از برای نگارنده در غرب نسبت باین آئین تحصیل شده بود در ایران خاور زمین کاملاً تائید گردید. امر بهائی بلاشک در راه تهذیب و تربیت نفوس بسیار نفیس و گرانبها است آیا نفوسی که اینهمه اخلاق و اطوار و ملکات فاضله شان در نگارنده تأثیر نموده و همواره ایشان را ممدوح و گرامی میشمارم ممکن بوده بدون این تعالیم باین درجه از فضیلت اخلاقی و کمال نائل گردند؟ حاشا! بلکه این تأثیر از پرتو تعالیم بهائیه و تمسک پیروان این آئین است که در ظل امر بهائی حیات جدید یافته اند.

## بقلم ا. ال. ایم. نیکلا

من نمی دانم چگونه از شما تشکر کنم و بچه زبان وصف شعف و سرور بی پایان که قلب و روان مرا باهتزاز آورده شرح دهم. ازین رو ز نقطه بحقیقت حضرت باب باید اعتراف نمود بل حضرتش را نیز باید محبوب و گرامی داشت. پیمبر عظیمی که در گوشه ای از سرزمین ایران متولد شد. بدون هیچ گونه وسائل تحصیل و یکه و تنها در برابر عالم مقاومت صفوف اعداء فرموده با قوهٔ ملکوتی و کمالات فطری دیانتی جهانگیر و مطابق عقل تأسیس نمود. هرچند حضرت بهاءالله جانشین آنحضرت اند ولی من آرزومندم طلعت اعلی را ببزرگی و عظمت بستایند و حضرتش را محبوب و گرامی شمارند زیرا حضرت باب نثار جان و سفک دم اطهر خویش بنیانی متین نهاد و اصلاحی اساسی و نوین ایجاد کرد. آیا ممکن است نظیری از برای حضرت باب تصور نمود. باری اکنون با روحی شاد و نفسی مطمئن حاضرم چشم از جهان بربندم. شکر الطاف حضرت شوقی آفندی را که تشویش و نگرانی قلبیم رفع فرمودند و به بزرگواری و عظمت مقام حضرت باب آقا سید علی محمد را تبیین و بلند نمود.

اینک باندازهٔ مسرور و خشنودم که میخواهم دستهای خط دوشیزه که خطوط روی پاکت را نگاشته ببوسم زیرا این پاکت حامل پیام حضرت شوقی است. دختر خانم عزیز من از شما ممنونم. از صمیم قلب ممنون.

## بقلم ادوارد بنش رئیس جمهور

من از بدو مسافرت خود به لندن در ماه ژوئیه ۱۹۱۱ م که برای اشتراک در اولین کنگره اسپ ردانی بآن صوب عزیمت نمودم و ندای امر بهائی و خلاصهٔ تعالیم صلح آمیزش بسمعم رسید. تاحال آنرا دیانت بهائی را با علاقهٔ مفرط تحری نمودم. در ایام حرب و بعد از آن تعالیم بهائی همواره مورد مطالعهٔ من بود. این تعلیم یکی از قوای روحانیه است که مخصوصاً در این اوان نهایت لزوم را دارد. در طریق محاربه بر علیه قوای مادی صرف شود و قبل از هر چیز اثرات مفید روحانی بجذارند. تعلیم بهائی بالمآل یکی از ادوات بزرگ فتح و فیروزی روح است و کافل سعادت و نجاح جامعه می باشد. ([illegible])

# لوح مبارک حضرت عبدالبهاء

## هو الله

ای سرور هوشمندان آنچه بقلم مشکین نگاشتی خواندیم و بآستان یزدان زبان ستایش گشادیم که پرتو خورشید آسمانی چنان درخشید که دلهای یاران سپیدهٔ امید دمید و مژده رسید که ای یاران دیرین بکوشید و بجوشید و بخروشید و بشنوید که یزدان سراپردهٔ پیشینیان را برافراخت و پرچم فارسیان را بلند نمود و اختر ایرانیان روشن کرد. خزان گذشت و دی بسر آمد باد بهار رسید و گلشن مشکبار دمید تا اسیران سرور گردند و بی‌نوایان رهبر هر بی سر و سامان سر و سامان جو دلانه ایوان کیوان گردد و کلبهٔ ویران دودمان دیرین بهشت برین شود و آشیان مرغان اندوهگین گلگشت دلنشین. پس باید بپاداش این بخشش خداوند آفرینش کوشش نمود تا همهٔ یاران در سایهٔ سراپردهٔ یزدان درآیند و بزرگواری جهان آسمان رخ بنماید تا روی زمین آئینهٔ چرخ برین گردد و جهان پستی پرتو جهان بالا گیرد. ای یزدان پاک این بندهٔ دیرین را اندوهگین مخواه شادمانی آسمانی بخش و فر یزدانی ده. ستارهٔ روشن نما و گل گلشن کن سرور آستان نما و افسر جهان بالا بر سر نه. رویش را بدرخشان و گوهرش را بیفشان جانش را مشکبار کن و دلش را گلزار نما تا بوی خوی خوشش جان پرور گردد. و پرتو رویش افزون از ماه و اختر توئی مهربان و توئی بخشنده.

ای یار دیرین پرسش چند نموده بودی. پرسش نخست این بود که چرا آئین پیمبران دگرگون گردد و روشش درخشوران مانند بوقلمون. مهتر اسرائیلیان را روشی بود و اختر عیسویان را تابشی و سرور تازیان را فرمایشی و مهر سپهر بالا را آئین درخششی، گفتار و کردار و آئین و روش و فرمایش هر یک دیگرگون بود. این چه رازی است عیان و پنهان زیرا باید فرمایش یزدان بر یک روش باشد تا بخشش آسمانی رخ بگشاید. انتهی.

بدان که جهان و آنچه در اوست هر دم دگرگون گردد و در هر نفسی تغییر و تبدیل جدید زیرا التغییر و التبدیل و الانتقال از لوازم ذاتیهٔ امکان است و عدم تغییر و تبدیل از خصائص وجوب لهذا اگر عالم کون را حال بر یک منوال بود لوازم ضروریه‌اش نیز یکسان میگشت چون تغییر و تبدیل مقرر و ثابت روابط ضروریه‌اش را نیز انتقال و تحول واجب مثل عالم امکان مثل هیکل انسان است که در طبیعت واحده مداوم نه بلکه از طبیعتی بطبیعتی دیگر و از مزاجی بمزاجی دیگر انتقال نماید و در معرض امراض متنوعه شود لهذا پزشک دانا و حکیم حاذق درمان را تغییر دهد و علاج را تبدیل نماید [illegible] انسان [illegible] خون خورده است [illegible] و گهواره شیر خورده [illegible] نشو و نما نماید [illegible]

نسبت پروردگار نشیند و از هرگونه طعام تناول نماید زمان طفولیت را حکمی و دم شیرخواری را رزقی و سن بلوغ را اقتضائی و جوانی را قوّت و قدرتی و ضعف و پیری را فتور و رخاوتی . و در هر درجهٔ انسان را اقتضائی و دردکش را درمانی و همچنین موسم صیف را اقتضائی و فصل خزان را خصوصیتی و موسم دی را برودتی و وقت بهار را نسیم معطری و شمیم معنبری . حکمت کلّیه اقتضای این می نماید که بتغییر احوال تغییر احکام حاصل گردد و بتبدیل امراض تغییر علاج شود ، پزشک دانا هیکل انسان را در هر مرضی دوائی و در هر دردی درمانی نماید و این تغییر و تبدیل عین حکمت است زیرا مقصد اصلی صحت و عافیت است و چون علاج را تغییر دهد نادان گوید این دلیل بر نادانی حکیم است اگر دوای اوّل موافق بود چرا تغییر داد و اگر ناموافق بود چرا در آغاز تجویز کرد ولی رنجور دانا اذعان نماید و بر وجدان بیفزاید .

و این را بدان که آئین یزدانی بر دو قسم است . قسمی تعلق بعالم اخلاق دارد و قسم دیگر تعلق بجهان جان و دل . اساس آئین روحانی لم یتغیر و لم یتبدل است از آغاز ایجاد تا یوم میعاد تا ابدالآباد بر یک منوال بوده و هست و آن فضائل عالم انسانی است و آئین حقیقی دائمی سرمدی یزدانی و روش و فرمایش ابدی خداوند آفرینش است قسمی آئین تعلق بجسم دارد آن بمقتضای هر زمانی و هر موسمی و هر درجه ئی از این تبدیل و تغییر یابد و در این کور عظیم و دور جدید تفرعات احکام جسمانی اکثر به بیت العدل راجع چه که این کور را امتداد عظیم است و این دور را فسحت و وسعت و استمرار سرمدی ابدی و چون تبدل و تغیر از خصائص امکان و لزوم ذاتی این جهان است لهذا احکام جزئیه جسمانی باقتضای وقت و حال تعیین و ترتیب خواهد یافت .

امّا اساس آئین یزدان را تغییر و تبدیلی نبوده و نیست مثلاً فضائل حمیده و فضائل پسندیده و روش پاکان و کردار بزرگواران و رفتار نیکوکاران از لوازم آئین یزدان است این ابداً تغییر ننموده و نخواهد نمود امّا احکام جسمانی البتّه باقتضای زمان در هر کوری و دوری تغییر می نماید شما بصیر الضاف ملاحظه نمائید در این عهد و عصر که جهان جهانی تازه گشته و جسم امکان لطافت و ملاحتی بی اندازه یافته آیا ممکن است که احکام و آئین پیشینیان تماماً مجری گردد لا والله .

و از این گذشته اگر در ظهور مظاهر مقدسه آئین تازه تأسیس نگردد جهان تجدید نشود و هیکل عالم در قمیص تازه جلوه ننماید .

پرسش دوم . سوال از این نموده بودید که هر پیغمبری را از کتب و صحائف پیغمبران پیشین اطلاع لازم است یا نه . اگر لازم است چرا پیغمبران پسین از کتاب دستوران پیشین خبر نداشتند .

جواب پرسش ثانی . بدان که پیغمبران را از کتب و صحف مقصود معانی است نه الفاظ . مراد حقیقت است نه مجاز . جوهر است نه صورت . گوهر است نه صدف . آن حقیقت کلیه که رهبر پیغمبران است یکی است و آن دستور الهی کل لهذا فی الحقیقة هر پیغمبری بر اسرار جمیع پیغمبران مطلع و لو بظاهر کتاب او را ندیده و سخن او را نشنیده و آئین جسمانی او را نسنجیده زیرا روش و سلوک و اسرار و حقائق و آئین روحانی کل یکی است .

پرسش سوم. در خصوص تجهیز و تکفین نفوس متصاعد الی الله سوال نموده بودید که در کتب سماویه مختلف نازل کدام یک بهتر است و کدام یک درست تر و صحیح تر. آئین پیشین ناسخ آئین پیشین است و چون بدیدهٔ بینا نظر فرمایید ملاحظه کنید که چنین است. و اما سوال چهارم که ارواح بعد از صعود از اجسام در چه مقامی قرار خواهند یافت. بدان که روح از حقائق مجرده است. و حقیقت مجرده مقدس از زمان و مکان است. زیرا زمان و مکان از لوازم حقائق جسمانیه و تحیزه است و حقیقت مجرده را چه زمانی و چه مکانی. جسم و جسمانی نیست تا از برای او مکانی تعیین کنیم. لامکان است نه امکان. جان است نه تن. لطیفهٔ الهیه است نه کثیفهٔ جسمانیه. نور است نه ظلمت. جان است نه جسد. از عالم یزدان است نه کیهان. مکانش مقدس از امکنه و مقامش منزه از مقامات. بلند است و مرتفع. متعالی است و ممتنع. کاخ عظمتش را ایوان کیوان زندان است و قصر مشید متعالیش را چرخ برین اسفل زمین. و اما جسد آلتی است از برای روح. زیرا مرتکب و متحرک و مکتسب و مسیئ و محسن روح است نه جسد. گنهکاری و ستمکاری و خوشخوئی و نکوئی منبعث از جان و روان است نه تن ناتوان. لهذا همچنانکه عذاب و عقاب و سرور و اندوه و حزن و طرب از احساسات روح است کذالک یاداش صواب و عقاب و جزا و مکافات که از نتایج اعمال حاصل راجع بروح است نه جسد. هیچ شمشیری بجهت کشتن بی گناهی مواخذه نگردد و هیچ تیری بجهت زخم اسیری معاقب نشود چه که آلتست نه فاعل. محکوم است نه حاکم. مقهور است نه قاهر. والبهاء علیک.

ع ع

# روح بهائی

ای روح بهائی سجده بتو سجده بتو — ای جسم بهائی مژده بتو مژده بتو
ای نور بهائی سجده بتو سجده بتو — ای چشم بهائی مژده بتو مژده بتو
ای حب بهائی سجده بتو سجده بتو — ای قلب بهائی مژده بتو مژده بتو
ای بانگ بهائی سجده بتو سجده بتو — ای گوش بهائی مژده بتو مژده بتو
ای حمد بهائی سجده بتو سجده بتو — ای لحن بهائی مژده بتو مژده بتو
ای تاج بهائی سجده بتو سجده بتو — ای راس بهائی مژده بتو مژده بتو
ای عون بهائی سجده بتو سجده بتو — ای فقر بهائی مژده بتو مژده بتو
ای فیض بهائی سجده بتو سجده بتو — ای دست بهائی مژده بتو مژده بتو

ای راه بهائی سجده بتو سجده بتو
ای پای بهائی مژده بتو مژده بتو

# نطق جناب بختیاری

## در سری رنبیر ہائی سکول جموں کشمیر بتاریخ ۲۶ سپتمبر ۱۹۶۱ء در تحت صدارت پنڈت پنڈی داس وکیل

از مناجات ذیل آغاز نمودند :-

هوالله

ای خداوند بخشنده کوکب بخشایشت بر جهان آفرینش درخشیده و دریای احسانت موّاج بر کائنات گشته ابر رحمت در فیضان است و نار محبت در فوران باغبان احدیت در خیابانهای دلها بطراحی گلهای معارف پرداخته و طراوت و لطافت بی نهایت یافته نسیم حدیقهٔ وحدانیت جهان را زنده نموده و پرتو آفتاب موهبت قلوب دوستان را منوّر فرموده جام صهبای محبت عاشقان را سرمست کرده و آهنگ بدیع ملکوت ذرات کائنات را بجنبش و حرکت آورده از هر سمتی صوت تهلیل و تکبیر بلند است و از هر کرانهٔ آهنگ تسبیح و تقدیس مرتفع از هر گوشهٔ شور و ولولهٔ و در هر بیشهٔ نعرهٔ پر اندیشه و در هر حدیقهٔ طیور ملکوت در نغمه و آواز و در هر گلشنی بلبل توحید بگلبانگ معنوی دمساز آفاق در اهتزاز است و اقطار بصیحت و آوازت دمساز و ذرات وجود در اوج موهبت در پرواز این جمع پریشان را در انجمن عنایت مجتمع فرما و این گروه بی سر و سامان را در پناه موهبت ملجا و ماوی بخش. این خطهٔ تشنه را سیراب فرما. و این سراب فرقت را بشراب وصلت تبدیل نما. درختان بی برگ را پر گل و شگوفه نما و بینوایان ناتوان را زاد و توشه ده بال و پر شکستگان را بال و پری عطا کن افتادگان را دستگیر شو و بیچارگان را مجیر و ظهیر طفلان شیرخوار را از ثدی عنایت شیر ده و کودکان بیزبان را در مهد موهبت بپرور نفوس را از نفس و هوی مقدس کن و صدور را بنور هدی منشرح نما. دلها را از هر آلایشی پاک و مطهّر کن جانها را بجذبات خلق عظیم گلشن اسرار فرما. ای پروردگار گنه کاریم ترحم فرما ای بزرگوار ستمکاریم عفو و مغفرت کن در هر دامی گرفتاریم آزادی بخش و در حبس و زندانیم مطلق العنان کن این ظلمات قلوب را بنور هدی تبدیل فرما و این شهوات نفوس را بروح تقی مبدل کن تا در هوای جانفزای انقطاع پرواز نمائیم و بیاد روی و خویت دمساز گردیم. توئی مقتدر و توانا و توئی شنوا و بینا.

ع ع

سرنشینان ارجمند شنوندگان گرامی - جناب سرنشین در آغاز بیان کردند خلق امروز عموماً و جوانان خصوصاً هرگونه نطقهای مذہبی میشود

کمتر حاضر میشویم و بیشتر میل دارند در پشتِ رادیوها حاضر شده بشنوند و یا در قرائتخانه‌ها مع در اخبارات ببینند کجا بیشتر خراب شده است و کدام شهری ویران گشته در کدام مملکتی بیشتر خلق هلاک شده اند بلی در حقیقت اینطور است و در اینصورت باید تشبیه است که این مصیبت اینجا واقع گشته است لهذا خاطر نشان آقایان مینمایم که این خرابیِ عالم از دینِ حقیقی نیست که مردمانِ جهان از آن گریزانند بلکه از اثرِ بیدینی و لامذهبی و تعصباتِ گوناگون است که خلق بسوی آن دوانند اما اگر قدرِ دینی را بدانیم و دینِ حقیقی یعنی حقیقتِ دین را بشناسیم موجبِ تعالیم حق رفتار نمائیم هیچ جنگ و جدالی در عالم نمیماند و اخوتِ عالمِ انسانی چهره گشاید چنانچه حضرت بهاء الله میفرماید :-

آی دوستان : سراپردهٔ یگانگی بلند شد بچشمِ بیگانگان یکدیگر را مبینید همه بار یکدارید و برگ یکشاخسار "

پس هرگاه بدانیم که همگی برادران و خواهرانِ یکدیگریم و از حیث انسانیت کل از یک جوهر و گوهریم و پدرِ آسمانیِ همه خداوند یکتاست که همگی بنامِ او پرستش مینمائیم و میدانیم که او خالقِ همه است و او دستگیرِ همه است و بهمگی مهربان است همگی را عقل و دانش داده است همگی را احساساتِ قلبیه داده است ـ همگی را حواسِ خمسه داده است دیگر جدائی در میان نمیماند جنگ و خونریزی نمیشود ممالک خراب نمیگردد و نیز باید دانست که جمیع ادیان یعنی مظاهرِ مقدسهٔ الهیه برای تفهیم و تعمیمِ اخوتِ عالمِ انسانی آمده اند.

چنانچه حضرت بهاء الله میفرماید " مقصود از ارسالِ رُسل و انزالِ کتب معرفت الله و الفت و اتحادِ عباد بوده . یعنی هیچ دینی در عالم ظاهر نشده است که ما را از یکدیگر جدا کند بلکه برای آن ظاهر شده است که نوعِ انسان را بهمدیگر الفت و التیام دهد.

در واقع هرکدام از شما که بخانهٔ خود میروید کتابِ اصلی پیغمبرِ خود را بدست آورده بدقت بخوانید خواهید فهمید که دین عبارت از اوهام و تقالید نیست که در دستِ خلق است و بظواهرِ آن گردیده با یکدیگر مخالفت می ورزند بلکه دینِ حقیقی یا حقیقتِ دین آنست که در قلوب تولیدِ حقیقت و محبت نماید. چنانچه حضرت بهاء الله میفرماید " ای اهلِ عالم مذهبِ الهی از برای محبت و اتحاد است او را سبب عداوت و اختلاف منمائید "

در اینصورت که دانستیم دین برای محبت و اتحاد است از بیخردی است که ما نظر بتقالید و اوهامِ مختلفه باسمِ دین با یکدیگر بجدال قیام و وقتی خسته میشویم بجای اینکه پی بحقیقتِ دین برده در خیمهٔ وحدتِ عالمِ انسانی وارد گردیم دست از دین برداشته گوئیم بیدینی بهتر نیم کار بدین و مذهب نداریم درحقیقت این غفلتِ بزرگی است که عالمِ انسانی را باین بدبختی کنونی رسانیده است لهذا خوبست حال دیگر از این خوابِ غفلت بیدار شده در فکرِ آن باشیم و بکوشیم تا خدای یگانه را پدرِ آسمانیِ خود دانسته جمیعِ بشر را برادران و خواهران یکدیگر تصور کنیم و با همدیگر رئوف و مهربان باشیم. اکنون چون وقت کم است و گوینده بعد از بنده در نعتِ خود تان اُردو‌ئی راجع بوحدتِ ادیان صحبت میدارد بنده یکی از اشعارِ شاعرِ معروف بهائی مرحوم نعیم که راجع باخوتِ عالمِ انسانی گفته است برای شما خوانده می نشینم. و همگی را بخدای سپارم بعد اشعاریکه مطلعِ آن اینست خوانده شد

اَیُّهاالناس ما همه بشریم بندهٔ یک خدای دادگریم


ماہوار میگزین
پیش رس
نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی

ماہنامہ

# پیامِ تعلیم

جلد دوم　　اگست سنہ ۱۹۴۱ء　　نمبر ہشتم



## الٰہا! معبودا! مسجودا!

اے خدا! اے معبود! اے مسجود

شہادت میدہم بوحدانیتِ تو و فردانیتِ تو و بخششہای قدیم و جدیدِ تو

میں تیری یگانگت اور یکتائی کی شہادت دیتا ہوں اور تیری پرانی اور نئی بخششوں کی گواہی دیتا ہوں

توئی آن کریمیکہ امطارِ سحابِ سماءِ رحمتت بر شریف و وضیع باریدہ و اشراقاتِ

تو ہی ہے وہ کرم فرمانے والا کہ تیرے آسمانِ رحمت کے بادل ہر اعلیٰ اور ادنےٰ پر برستے ہیں اور تیری بخشش کے

انوارِ آفتابِ بخششت بر عاصی و مطیع تابیدہ ای رحیمیکہ ساذج رحمت بابت را

آفتاب کی روشنیاں ہر گنہگار اور فرمانبردار پر چمکتی ہیں اے وہ رحیم کہ حقیقتِ رحمت تیرے دروازے پر

ساجد و جوہرِ عنایت کعبۂ امرت را طائف از تو سوال مینمائیم بفضلِ قدیمیت را

سجدہ کر رہی ہے اور جوہرِ عنایت تیرے کعبۂ امر کے طواف میں ہے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تیرے قدیم فضل

می طلبیم و جودِ جدیدیت را میجوئیم کہ بر مظاہرِ وجود رحم فرمائی و از فیوضاتِ ایامت

کے طلبگار ہیں اور تیری نئی بخشش کے جویا ہیں کہ تو مظاہرِ ہستی پر رحم فرما اور اپنے دنوں کے فیوض سے

محروم نسازی جمیع محتاج و فقیرند و انت الغنی الغالب القدیر

محروم نہ کر۔ سب کے سب محتاج و فقیر ہیں۔ اور تو بے نیاز۔ غالب۔ صاحبِ قدرت ہے۔

(ادعیۂ حضرت محبوب صفحہ ۱۴۰)

# وفدِ قیامت

## یَوۡمَ نَحۡشُرُ الۡمُتَّقِیۡنَ اِلَی الرَّحۡمٰنِ وَفۡدًا

قیامت پر ایمان لانا اصولِ دین میں داخل ہے۔ قرآن مجید نے بشارتِ قیامتِ کبریٰ کا مضمون مفصل و مکمل بیان کر دیا ہے۔ یہی نبوتِ انبیاء کی سب سے بڑی غرض و غایت تھی۔ نبوت کا دور تیاری و استقبال کا دور تھا۔ قیامتِ کبریٰ وہ مشہدِ عظیم ہے جس کے لئے تمام نبیوں نے قوموں کو مستعد کیا تھا اور سب کو قیامت کے دن حضورِ خداوندی میں ادب سے حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ قیامتؑ دینِ حق میں ایک بلند پایہ راز تھا۔ جسے خدا کے سوا کوئی کھول نہیں سکتا تھا۔ اور جس کے ٹھیک وقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔

الحمد للہ وہ یوم موعود آ گیا۔ وہ رازِ حقیقت منکشف ہو گیا۔ خداوندِ عالم نے قیامتِ کبریٰ کے چہرے سے نقاب اٹھا دیا دورِ نبوت کی انتہا، اور اس کے اسرار کی تکمیل پورے طور پر حضرت خاتم النبیینؐ کے ظہور سے ہو گئی۔ اور آخری نبی نے اپنی دو انگلیاں اٹھا کر صاف صاف فرمایا کہ میں اور قیامتِ کبریٰ دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں۔ دونوں کے بیچ میں کوئی فصل نہیں۔ خدا کے فضل سے ایک ہزار دو سو ساٹھ سال ہجری پورے ہوئے اور بحکمِ خداوندی اسرافیلِ اعظم، حضرتِ مہدی قائم سلطانِ وقت سید علی محمد باب نے صورِ قیامت پھونک دیا۔ یہ قیامتِ کبریٰ کا نفخۂ اولیٰ تھا۔ پھر موعودِ کلِ رسل حضرت بہاء اللہ نے قیامتِ کبریٰ کا دوسرا صور پھونکا۔ یہ نفخۂ ثانیہ تھا۔

واقعۂ قیامت عالم آشکار ہوا۔ مُردے قبروں سے نکل کر رب العلمین کے حضور میں کھڑے ہوئے۔ قوموں کا حساب کتاب لیا گیا۔ اعمال کا وزن کیا گیا۔ جن کے اعمال نیک، وزنی نکلے وہ کامیاب ہوئے۔ جن کے اعمال ہلکے نکلے وہ نامراد ہوئے۔ خدائی رحمت کی جنت آراستہ اور قہرِ الٰہی کی دوزخ افروختہ کی گئی۔ جو جس طرف جانے کا مستحق تھا اسی طرف گیا۔ کوئی سعادت و حیاتِ ابدی میں اور کوئی شقاوت و ہلاکتِ ابدی میں۔

اہلِ تقویٰ گروہ گروہ بن کر خدائے رحمٰن کے حضور میں شرف ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آیئے ہم اور آپ بھی مل کر وفدِ قیامت میں شریک ہوں اور بارگاہِ رحمٰن میں حاضر ہونے کی کوشش کریں۔ نظر اٹھا کر دیکھئے۔ سینکڑوں ہزاروں وفد چلے گئے اور چلے جا رہے ہیں "آپ بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہیں؟"

عرفی چہ نشستہ کہ یاراں رفتند
ماندی تو پیادہ و سواراں رفتند

حضورِ محبوب میں جانے والے گئے اور ایسے گئے کہ پھر منہ پھیر کر دنیا کی طرف ایک بار بھی نہ دیکھا۔ اب وہ ابدی سرور میں ہیں۔

پیارے دوستو! قیامت کا راز علمِ الٰہی کا عظیم الشان راز ہے۔ محبوب کی لقاء کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ خود اس محبوب نے بہترین طریقہ

بتا رہا ہے۔ وہ فرماتا ہے :-

| | |
|---|---|
| مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا | جو کوئی بندہ اپنے مولا کی ملاقات چاہتا ہو اُسے عملِ صالح کرنا چاہئے اور کسی کو اپنے مولا کی بندگی میں شریک نہ کرنا چاہئے |

عملِ صالح اور توحیدِ خالص دو بازو ہیں جن کے ذریعہ طیورِ قدس عالَمِ بالا کی فضائے روشن میں بلند پرواز ہوتے ہیں۔ یہی دو چیزیں سبیلِ لقا کی دو نورانی آنکھیں ہیں جن سے ازل و ابد کے انوار و اسرار نظر آتے ہیں۔ یہی دونوں قوتِ حقیقی کے دو مضبوط ہاتھ ہیں جن کی انسان موجودہ اور آیندہ زندگی کو پوری طاقت سے تھام لیتا ہے اور دونوں جہان میں کامیاب ہوتا ہے۔ جس کو یہ دو توتیں عملِ صالح اور توحیدِ خالص میسر نہ ہوں گی لِقائے محبوب سے محروم رہے گا۔

مبارک ہیں وہ وفد جو رحمٰن کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

عزیزانِ من! آیئے ایسے وفد میں شریک ہو جایئے اس وفد میں شریک ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ بے دلیل باتوں کو فراموش کر دیجئے تقلید اور قوم سے خوف چھوڑ دیجئے کہ یہ شرکِ عظیم ہے اور کسی قسم کے شرک میں آلودہ رہ کر وصالِ محبوب کوئی نہیں پا سکتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تعصب اور خود پرستی اور ہر ایک وہ کام ترک کر دیجئے جو دل پر حجاب ڈالتا ہے۔ کیونکہ اہلِ حجاب یومِ قیامت میں جلوۂ محبوب سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔

| | |
|---|---|
| كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ | خبردار۔ یہ لوگ یومِ قیامت میں اپنے مولا کی تجلیات سے محجوب و محروم رہیں گے |

غفلت اور شرک وہ قبریں ہیں جن میں مُردہ انسان پڑے ہوئے ہیں۔ قیامت کا پہلا قدم یہی ہے کہ ان قبروں میں سے اُٹھیں اور حق کیلئے قیام کریں۔

بیدار باش تا دہ بیت الحرامِ عشق
صد منزل است و منزلِ اوّل قیامت است
(حافظ)

پہلے قدم کے پہلے سانس میں آپ کو یہ کام کرنا ہے کہ قیامت کے معنی اور اس کی حقیقت کو سمجھیں۔ اگر یہی حاصل نہیں تو پھر لق و دق بیابان میں رہنما کے بغیر چکراتے پھریں گے۔ منزلِ مقصود کا پتہ نہ لگیگا۔ ندائے حق پر کان لگانا کامیابی کا پہلا قدم ہے۔ جو لوگ وفد قیامت میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ پیامبر کا مطالعہ مسلسل جاری رکھیں اور قیامت کی حقیقت پر دن رات غور کرتے رہیں اور اہلِ علم سے مذاکرہ فرماتے رہیں۔

## اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ

آیت اذا القبور بعثرت کے متعلق جولائی کے پیامبر میں لکھا گیا تھا کہ اس آیت میں قبروں کے اکھیڑ پھینکنے کی خبر دی گئی ہے۔ دنیا کا تمدن بڑھ جائے گا۔ تعمیرات میں ایک ہنگامہ ہوگا۔ قبریں بکثرت اکھیڑ کر پھینک دی جائیں گی۔ کیونکہ نئی تعمیرات کے لئے جگہ خالی کی جائے گی۔

یہ واقعات آجکل رونما ہو رہے ہیں اور یہ معنی آیت کے ظاہری معنی ہیں ثبوت یہ کہ بُعْثِرَتْ کے معنی عربی میں اکھیڑ دینا اور اُلٹ پلٹ کر دینا ہیں۔ صاف لفظی ترجمہ یہی ہوا کہ جس وقت قبریں اکھاڑ دی جائینگی۔

یہ تو وہ بات ہے جو ہم جولائی کے پیامبر میں لکھ چکے ہیں۔ چونکہ کلامِ الٰہی جامع ہوتا ہے اور اسمیں حقائق بھرے ہوتے ہیں اس لئے اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ کا ظہور اور پہلوؤں سے بھی مشہود ہو رہا ہے جو یہ ہے کہ قبور تمام وہ زمینی مقامات ہیں جن میں کوئی چیز مقبور یعنی مستور و مدفون ہو۔ اس لحاظ سے زمین کے دفینے اور معدنیات جو بڑے زور سے آجکل نمودار ہو رہے ہیں وہ بھی اس کلمۂ الٰہیہ کے احاطہ میں داخل ہیں۔ کان کنی کا نظام جو اس زمانہ میں ہے وہ دنیا کی آنکھ نے اس سے پہلے ایسے ساز و سامان اور قوت و شان کے ساتھ

بھی نہ دیکھا تھا۔ تمام پوشیدہ دفینے کھولے جا رہے ہیں۔ ... آج

معدنیات سونا، چاندی، تانبا، لوہا وغیرہ اس کثرت سے نکل رہا ہے جو اپنی جگہ خود ایک قدرت کا تماشا ہے اور جس کی وجہ سے دنیا کا تمدن بدل رہا ہے۔ تمام جہان کے حالات پر اس کا عظیم الشان اثر ہے۔ اسی سلسلہ میں کوئلہ۔ پٹرول۔ کراسن آئیل وغیرہ جو موجودہ تمدن و ترقی میں بہت گہرا اثر رکھتی ہیں، زمین کے دفینے ہی ہیں جو خدا نے آج انسان کے لئے کھول دیئے ہیں۔ پہلے ان چیزوں کی دنیا کو خبر بھی نہ تھی، اسی بات کو یوں فرمایا ہے وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ۔ جس وقت زمین پھیل جائے گی اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب دفینے نکال کر باہر ڈالے گی اور اپنا پیٹ خالی کرتی جائے گی۔ اس بات کو یوں بھی بیان فرمایا ہے وبُعثِرَ مَا فِی القُبُورِ کہ زمین کے دفینوں میں جو کچھ چیزیں ہیں وہ باہر نکال دی جائیں گی۔ کیونکہ بُعثِرَ کے معنی یہی ہیں کہ وہ اُلٹ پلٹ کر کے باہر نکال دی جائیں گی۔ اسی بات کو یوں بیان فرمایا ہے کہ واخرجت الارض اثقالہا زمین اپنے بوجھوں کو باہر نکال دے گی۔

امام راغب اصفہانی مفردات قرآن میں لکھتے ہیں کہ اذا القبور بُعثرت کے معنے یہ بھی کئے گئے ہیں پوشیدہ چیزیں ظاہر کر دی جائیں گی۔"

بات یہ ہے کہ جہاں تک کلمات میں وسعت ہو وہاں تک وہ کلمات مختلف پہلوؤں پر حاوی ہوتے ہیں۔ مختلف پہلو بھی دراصل ایک حقیقت کے متعدد مظاہر ہیں۔ یعنی لفظ کے معنی ایک ہی ہیں۔ مگر وہ متعدد صورتوں میں، متعدد مقامات پر ظاہر ہوتے ہیں تو سب معنی درست تسلیم کئے جائیں گے۔ ہاں اگر اصولِ الٰہی یا قانونِ قدرت کے خلاف کوئی معنی ہوں تو ناقابلِ قبول ہوں گے یا متعدد معنی باہم متناقض ہوں گے تو صرف ایک معنی قابلِ تسلیم ہوں گے باقی رد ہو جائیں گے

یا کئی اور آیت مبارکہ کے صریح خلاف ہوتے ... تو وہ بھی ناقابلِ تسلیم ہوں گے۔

پس اذا القبور بعثرت کے جو معنی کئے ہیں وہ دراصل ایک حقیقت کے مختلف پہلو ہیں۔ حقیقت ایک ہے وہ متعدد مقامات پر ظاہر ہو رہی ہے۔ کوئی پہلو ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہے کلامِ خدا میں تو یہ بات بڑی خوبی سے جلوہ گر ہوتی ہے کہ ایک کلمہ متعدد پہلوؤں پر حاوی ہوتا ہے۔ گویا ایک پھول کی بہت سی پنکھڑیاں ہیں۔ یہ ایک قدرتی جمال و کمال ہے۔

# بشارتِ عظمیٰ

جناب اسفند یار بختیاری سکریٹری لجنۂ اشاعت نے "بشارتِ عظمیٰ" ایک مجموعہ مناجات شائع کیا ہے جس میں حسب ذیل مناجات و الواح درج ہیں۔ نمازِ کبیر۔ دعائے عفو نمازِ وسطیٰ۔ نمازِ صغیر۔ لوحِ احمد۔ دعائے شفا۔ خطبۃ الذوالج سوتے وقت کی دعا۔ دعائے صباح۔ گھر سے باہر جانے کے وقت کی دعا۔ دعائے صبح و شام۔ مناجاتِ خواتین۔ اپنی مغفرت کے لئے دعا۔ مرحومین کیلئے دعائے مغفرت۔ نمازِ جنازہ۔ اپنی محافظت کے لئے دعا۔ مناجات طلب تائید الٰہی۔

پاکٹ سائز کے ۷۰ صفحات ہیں۔ کتاب دو رنگ میں خوبصورت چھپی ہوئی اور مجلد ہے۔ اصل عربی کے نیچے اردو ترجمہ بھی دیا گیا جس سے ہر شخص آسانی مناجات کا مفہوم سمجھ کر روحانی فیض حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ:-
سکریٹری بہائی پبلشنگ کمیٹی۔ دیپ چند اوجھا روڈ کراچی

# جنّت و دوزخ دُنیا میں

جنت کی حقیقت رحمتِ خداوندی ہے اور دوزخ کی حقیقت قہرِ الٰہی ہے۔ اِسی لئے ربّ العٰلمین فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| فریقٌ فِی الجنّۃِ وَفریقٌ فِی السّعیر ولوشآءَ اللہ لجعلھم اُمّۃً وَّاحدۃً ولٰکن یدخل من یّشآءُ فی رحمتہٖ (۳۲ / ۵) | ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ اگر خدا چاہے تو سب کو ایک ہی اُمت بنا دے مگر خدا جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ |

یعنی جو لوگ رحمت میں داخل ہیں وہ جنت میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنت کی حقیقت رحمتِ خداوندی ہے۔ رحمت نہ ہو تو جنت، جنت نہیں رہ سکتی۔

ایک اور آیت میں رحمت اور عذاب کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| یدخل من یشآءُ فی رحمتہٖ والظّٰلمین اعدّ لھم عذاباً الیماً (الدھر) | خدا جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے |

یہاں بھی جنت کی بجائے رحمت اور جہنم کی بجائے عذاب کے الفاظ رکھے ہیں تاکہ جنت اور جہنم کی حقیقت ظاہر ہو جائے کہ جنت رحمتِ خداوندی ہے اور جہنم قہرِ الٰہی۔

مقامِ حقیقت میں مومنوں کا ایمان و عملِ صالح جنت ہے اور کافروں کا انکارِ حق اور عملِ بد جہنم ہے۔ کیونکہ اوّل الذکر رحمت و رضائے حق ہے اور ثانی الذکر لعنت اور قہرِ الٰہی ہے

رحمت اللہ آن عمل را و رفقا ـ لعنت اللہ این عمل را و رفقا (الحکیم)

حضرت بہاء اللہ کے کلماتِ الٰہیہ میں یوں نازل ہوا ہے:۔

## جنت

| | |
|---|---|
| در مقامِ اوّل و رتبہ اُولیٰ بہشت رضای حق است | مقامِ اوّل اور پہلے درجہ میں بہشت خداوندِ عالم کی رضا و خوشنودی کا نام ہے |

## دوزخ

| | |
|---|---|
| اصل النّار ھی الجحاد فی اٰیات اللہ وَالمجادلۃ بما ینزّل من عندہٖ والانکار بہٖ والاستکبار علیہ۔ | جہنم کی اصل کیا ہے؟ خدا کی آیات کا ردّ و مقابلہ و انکار۔ اور اُن کے خلاف سرکشی و تکبر۔ |

اگر ایمان و عمل کی جنت انسان کو دنیا میں نہ ملے تو مابعدالموت اُسے کوئی جنت نہیں مل سکتی۔ اگر کفر و بدعملی کی دوزخ انسان اپنے ہاتھوں آپ دنیا میں نہ بنائے تو مرنے کے بعد کوئی دوزخ نہیں پائے گا۔

## جنتِ عبدیت

خداوند فرماتا ہے کہ جب انسان اعمال کر کے نفسِ مطمئنہ حاصل کر لیتا ہے تو وہ ہماری طرف نہایت رضا و رغبت سے متوجہ رہتا ہے اور ہمارے خاص بندوں میں داخل ہو کر ہماری جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

یاایّتھا النّفس المطمئنّۃ ــ اے اطمینان یافتہ نفس! تو

| | |
|---|---|
| اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ | خوشنود و پسندیدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ سو میرے بندوں میں شامل اور میری جنت میں داخل ہو جا |

یہ پیغام الٰہی ہر مومن کامل کو دنیا میں ہی ملتا ہے۔ اس کو بعد الموت کے لئے مخصوص نہیں فرمایا۔ اور یہ صرف پیغام ہی نہیں بلکہ ایک واقعہ ہے جو ہر مومن کامل کو پیش آتا ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جو صاحب نفس مطمئنہ کو ملتا ہے کہ بندۂ خاص بن کر دنیا میں ہی جنت وصل میں داخل ہو جاتا ہے اور رحمت حق میں شاد و خرم رہتا ہے اور مرنے کے بعد بھی دنیا سے بہتر رضائے الٰہی کا مقام حاصل کرتا ہے جو ابدی فردوس ہے۔ اسی بات کو محیط الفاظ میں یوں فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ | یقیناً اہل تقویٰ جنت اور کشادگی میں ہیں۔ صداقت کے مقام پر با اقتدار مالک کے نزدیک |

اس آیت میں جملہ حالیہ استعمال فرمایا کہ متقی جنت و وسعت میں صداقت کے مقام پر موجود ہیں۔ اسی طرح اکثر آیات قرآن میں مومنوں کے لئے بھی فرمایا ہے "اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ" یہ لوگ صاحبان جنت ہیں۔ جنت اب بھی ان کے ساتھ موجود ہے اور یہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اب بھی اور آئندہ بھی۔

ایک جگہ ان اہل جنت کے بارے میں فرماتا ہے

| | |
|---|---|
| لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی | یہ جنت والے جنت میں رہتے ہوئے بجز پہلی موت (جسمانی) کے |

موت کا مزہ نہ چکھیں گے۔ روحانی لحاظ سے نہ مریں گے۔

اگر یہ آیت مابعد الموت جنت کے متعلق ہے تو پھر اس جنت میں کونسی موت ہوگی جس کا بیان ذکر ہے؟ قطعاً مسلم و ثابت ہے کہ دنیا سے انتقال کر کے جب مومن جنت ابدی میں داخل ہو جائے گا۔ پھر کوئی موت نہیں ہے۔ مگر آیت میں جنت والوں کیلئے صاف فرماتا ہے کہ وہ جنت میں رہ کر پہلی موت پائیں گے۔ پس یہ جنت جس میں پہلی موت مومن کو آتی ہے وہ دنیا میں رہتے ہوئے جسمانی موت ہی اور دوسری موت روحانی ہے جو مومن کو نہیں آتی۔ المؤمن حیٌّ فی الدارین۔ مومن تو روحانی زندگی کے لحاظ سے دونوں جہان یعنی دنیا و آخرت میں زندہ ہی رہتا ہے۔

# جہنم کفر و ہلاکت

جس طرح مومنوں کے لئے اس جہان میں بھی جنت ہے ویسے ہی منکروں کے لئے اس جہان میں بھی جہنم و عذاب ہے خداوند جہان فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| بلیٰ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون | کیوں نہیں بات یہی ہے کہ جو شخص بدعملی کرتا ہے اور اس کی گناہ گاری اسے گھیر لیتی ہے تو ایسے ہی لوگ نار والے ہیں وہ اس میں |

ہمیشہ رہیں گے۔

جب انسان پر اس کے گناہ چھا گئے تو یہی حالت اس کی جہنم ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْكٰفِرِیْنَ (توبہ) | خبردار یہ لوگ فتنے میں گر گئے ہیں اور جہنم کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے (یہ جملہ حالیہ ہے) |
| وما ادراك ما الحطمة نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة۔ | تم جانتے ہو کہ حطمہ (نار جہنم) کیا چیز ہے؟ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو قلب و ضمیر پر لپٹیں مارتی ہے |

منکرین حق جو انکار میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور

پھر بھی ناکام رہے ہیں کس قدر نقد عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں فرماتا ہے۔

والذین یسعون فی اٰیاتنا | جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں
معٰجزین اولٰئک فی العذاب | اہل حق کو پسپا کرنے کیلئے مقابلہ کرتے
محضرون (سبا) | ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے ہوئے ہیں

ہر دم حسرت و نامرادی میں مبتلا ہیں

## عذاب ادنیٰ و عذاب اکبر

ولنذیقنھم من العذاب | ہم منکروں کو بڑے عذاب کے قبل
الادنیٰ دون العذاب الاکبر | چھوٹا عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ ہماری
لعلھم یرجعون ۔ | طرف متوجہ ہوں۔

(یہ تو دنیا میں عذاب ہوگا)

ولعذاب الاٰخرۃ اکبر | اور آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے

اور فرمایا ہے کہ

پھر تمہارا رجوع میری طرف ہوگا۔ سو میں تمہارے درمیان حکم وفیصلہ کرونگا ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔ (فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوگا) پس جو منکر ہے انہیں سخت عذاب دوں گا دنیا میں اور آخرت میں بھی (آل عمران)

تصریح سے فرمادیا ہے کہ منکروں کو دنیا اور آخرت دونوں جہان میں سخت عذاب دیا جائے گا۔ اس قانون کے مطابق ہمیشہ دنیا میں بھی قوموں کو عذاب ملتا رہا ہے۔

کاین من قریۃ عتت | کتنی ہی بستیاں جو اپنے رب کے حکم کی
عن امر ربھا ورسلہ | اور اس کے رسولوں سے سرکش ہوئیں
فحاسبنھا حسابا شدیدا | ہم نے ان کا سخت حساب لیا اور انہیں
وعذبنھا عذابا نکرا | دردناک عذاب دیا۔ تب انہوں نے
فذاقت وبال امرھا و | اپنے کرتوت کا وبال چکھ لیا اور ان کے

کان عاقبۃ امرھا خسرا | کام کا انجام نقصان ہی ہوا
اعد اللہ لھم عذابا شدیدا (طلاق) | (یہ تو ہوا دنیا میں) اور

آخرت میں بھی خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مما خطیئٰتھم اغرقوا | وہ اپنی خطاؤں کے باعث ڈبو دئیے
فادخلوا نارا (نوح) | گئے اور نار جہنم میں داخل کردئیے گئے۔

ان تمام آیات بینات سے واضح و آشکار ہوگیا کہ مومنوں کے لئے دنیا میں بھی خدا کی رحمت وجنت ہے اور آخرت میں بھی اسی طرح منکرین حق کے لئے دنیا میں بھی عذاب وجہنم ہے اور آخرت میں بھی۔

مومنوں کے بارے میں اسی بات کو یوں بھی بیان فرمایا ہے۔

فاٰتٰھم اللہ ثواب الدنیا | خدا نے انہیں دنیا میں بھی اچھا بدلہ
وحسن ثواب الاٰخرۃ (آل عمران) | دیا اور آخرت میں بھی بہترین بدلہ دیا

اسی حقیقت کو اس طرح ظاہر فرمایا ہے:۔

ولمن خاف مقام ربہ | اس کے لئے دو جنتیں ہیں جو اپنے
جنتٰن (رحمٰن) | پروردگار کے حضور کھڑے ہونے سے ترساں ہو

یعنی مومن متقی کے لئے اس دنیا میں بھی جنت ہے اور اس جہان مابعد الموت میں بھی جنت ہے۔ اصل واقعہ یہی ہے کہ جس کسی نے اس جہان میں اپنے لئے ایمان وعمل صالح کی جنت نہیں بنائی اس کو مرنے کے بعد دوسرے جہان میں کوئی جنت نہیں ملے گی۔

خلاصہ یہ کہ منکرین حق کے لئے اس دنیا میں بھی جہنم ہے اور مرنے کے بعد بھی جہنم ہے۔ مومنوں کے لئے اس جہان میں بھی جنت ہے اور مرنے کے بعد بھی جنت ہے۔

---

اخبار اہلحدیث ۳۰ر مئی ۱۹۴۱ء مدیر پیامبر کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:۔

"ہم نے سمجھ لیا کہ آپ کا عقیدہ ہے قیامت کبریٰ سے مراد بہاء اللہ کی بعثت ہے۔ مگر قرآن مجید نے قیامت کبریٰ کا جو نتیجہ ان الفاظ میں بتایا ہے کہ فریقٌ فی الجنۃ وفریقٌ فی السعیر قیامت کے دن ایک فریق جنت میں ہوگا اور دوسرا فریق جہنم میں۔ بتائیے اس کا ظہور کب ہوا یا کب ہوگا؟"

**پیامبر**۔ ہم نے مضمون بالا میں آیاتِ بینات سے واضح طور پر دکھا دیا ہے کہ جنت و دوزخ اس دنیا میں بھی ہیں اور آخرت میں بھی ہیں۔ اس لئے ایک فریق کا جہنم میں اور دوسرے فریق کا جنت میں ہونا دنیا و آخرت دونوں میں ہوتا ہے۔ آخرت میں بھی وہی فریق جنت میں ہوگا جو اس دنیا میں ایمان و عملِ صالح کی جنت حاصل کر چکا ہے اور وہی فریق دوزخ میں ہوگا جو انکارِ حق اور عملِ بد کی جہنم اپنے لئے بنا چکا ہے۔ کیونکہ مابعد الموت کی جنت و دوزخ موجودہ زندگی کے عمل کی جنت و دوزخ کا بڑا ظہور ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ نہ ہو۔

دخولِ جنت و جہنم دنیا میں کب ہوا؟ جب کبھی خدا کا فرستادہ امرِ الٰہی لے کر آیا۔ جن لوگوں نے قبول کیا وہ فوراً جنتِ رضائے الٰہی میں داخل ہو گئے۔ اور جنھوں نے انکار کیا وہ فوراً نافرمانی کی جہنم میں پہنچ گئے۔ جس کا نتیجہ بھی دونوں فریق نے اپنے اپنے مقام پر دیکھ لیا کہ مومن ہر طرح کی عزت و ترقی کے مالک ہوئے اور منکر ذلت و پستی کے گڑھے میں جا پڑے۔ یہ معاملہ ہر ظہورِ حق کے وقت ہوا ہے۔ کیونکہ قائم بامر اللہ یعنی پیغمبر کا قیام ہی قیامت ہے۔ اور اب ظہورِ حضرت بہاء اللہ سے قیامت کبریٰ ظاہر ہوئی ہے۔ جس کا وعدہ سب نبیوں نے اور قرآن مجید نے دیا تھا۔

# اس مہینے

پیامبر میں کون سا مضمون آپ کو سب سے کم پسند آیا؟ اور کیوں؟

# مشورہ دیجئے

اگر آپ پیامبر کے ایڈیٹر ہوتے تو اس میں کیا کیا بہترین تبدیلیاں کرتے؟

# فرمائیے

اس مہینے کے پیامبر میں آپ کون سا مضمون سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور کیوں؟

---

پیامبر کی قیمت تین روپے سالانہ ہے جو اس پتہ پر ارسال کرنی چاہئے۔

"جناب آقای اسفندیار بختیاری خزینہ دارِ ملی کارنر ہاؤس پریڈی روڈ کیمپ کراچی"

---

مدیر پیامبر سے خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسالہ پیامبر فیض روڈ۔ قرول باغ نئی دہلی

پرنٹر، پبلشر و ایڈیٹر سید محفوظ الحق علمی نے جید برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر پیامبر قرول باغ۔ نئی دہلی سے شائع کیا

گذشتہ سے پیوستہ

# حضرت سید کاظم رشتی کی ماموریت

انھیں دنوں سید ابراہیم کے پیرؤوں نے جو سید کاظم کا سخت دشمن تھا جتھا بنا کر فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکانا چاہا تھا کہ وہ اپنے زبردست مدمقابل کی جان کو خطرے میں ڈال دیں ہر ممکن وسیلہ سے انھوں نے آپکے دوستوں اور مدح خوانوں کے دلوں کو آپ کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ آپ کے اقتدار میں رخنہ ڈالنا چاہا اور آپ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی مگر کسی نے اس فساد کے خلاف جو یہ ناخدا ترس اور مکار لوگ برپا کر رہے تھے احتجاج کی آواز بلند نہ کی۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آپکو صحیح علم کا عالم اور دین اللہ کے اسرار کا حامل سمجھتا تھا۔ کسی نے بھی ان کو تنبیہ یا سرزنش نہ دی۔ انھوں نے ایسی قوت پیدا کی اور ایسا فساد بھڑکایا کہ ترکی حکومت کے حاکم کو نہایت بے عزتی سے نکال کر شہر کی آمدنی کو اپنی پلید اغراض کے لئے خرچنا شروع کیا۔ ان کی تہدید آمیز حرکت نے قسطنطنیہ میں مرکزی حکومت کو چوکنا کیا اور وہاں سے اس فساد کو دبانے کے لئے ایک فوجی افسر روانہ کیا گیا۔ اس افسر کی فوج نے شہر کو گھیر لیا اور حضرت سید کاظم کو لکھا کہ وہ لوگوں کے بھڑکے ہوئے دلوں کو تسکین دیں۔ اس نے آپ سے التماس کی کہ آپ لوگوں کو سمجھائیں کہ وہ اعتدال سے نہ بڑھیں۔ ضد اور بغاوت سے باز آئیں اور بسیل خاطر اس کے حکم کی اطاعت کریں۔ اس نے لکھا کہ اگر ان لوگوں نے میری ان نصیحتوں کو مان لیا تو میں ان کی حفاظت اور سلامتی کا وعدہ دیتا ہوں۔ میں عفو عمومی کا اعلان کرونگا اور بہتری و بہبودی میں کوشاں ہونگا۔ پر اگر انھوں نے اطاعت سے انکار کیا تو میں انھیں متنبہ کرتا ہوں کہ ان کی جانیں خطرہ میں ہیں اور وہ ایک بہت بڑی مصیبت اور تباہی کا شکار ہونگے۔

اس رسمی مراسلہ کے ملنے پر حضرت سید کاظم نے مفسدین کے سرکردہ لوگوں کو اپنے سامنے طلب کیا اور نہایت شفقت اور دانائی سے انھیں سمجھایا کہ وہ فساد کو بند کر دیں اور اپنے ہتھیاروں کو شاہی فوج کے حوالے کر دیں۔ آپ نے ایسی مؤثر نصاحت۔ خلوص اور انقطاع کے ساتھ انھیں سمجھایا کہ ان کے دل نرم ہو گئے۔ اور ان کی مخالفت ٹھنڈی پڑ گئی۔ انھوں نے حلفیہ وعدہ کیا کہ وہ کل صبح شہر کا دروازہ کھول دیں گے اور حضرت سید کاظم کے ہمراہ اپنے آپ کو محاصرین کے کمانڈر کے سامنے پیش کر دینگے۔ یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت سید ان کی سفارش کرینگے اور ان کی سلامتی و بہبودی کے لئے جو کچھ ضروری ہوگا اس کا ذمہ لینگے۔ جونہی یہ لوگ حضرت سید کے پاس سے گئے علما نے جو بغاوت کے اصل محرک تھے متفقًا کوشش شروع کی کہ یہ جو کچھ طے ہوا ہے اس کو نہ ہونے دیں۔ کیونکہ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت سید کی وساطت آپ کی ہر دلعزیزی کو اور بڑھا دیگی اور آپکے اقتدار کو زیادہ مستحکم کر دے گی۔ علما نے کچھ جوشیلے اور احمق لوگوں کو بھڑکانے کا ارادہ کیا کہ انھیں شبخون مارنے پر اکسائیں۔ علما نے ان کو یقین دلایا کہ فتح ان کی ہوگی۔ کیونکہ ان میں سے ایک نے خواب میں حضرت عباس (حضرت امام حسین کے بھائی) کو دیکھا کہ وہ اس کو فرما رہے ہیں کہ تم اپنے پیرؤوں کو محاصرین کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین کرو اور میں وعدہ دیتا ہوں کہ آخری فتح

تمھاری ہی ہوگی۔

اس بیہودہ وعدہ سے فریب کھاکر ان لوگوں نے اس دانا وبصیر مشیر کی رائے سے انحراف کیا اور اپنے احمق سرغنوں کے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سید کاظم ؒ اس بڑے افسر کو جو اس بغاوت کی پُشت پر کام کر رہا تھا اچھی طرح سے جانتے تھے اس لئے آپ نے جو کچھ ہوا تھا سن وعن ترکی کمانڈر کو لکھکر بھیجدیا اس نے پھر حضرت سید کے پاس اپنی التماس کا اعادہ کیا کہ اگر اس جھگڑے کا پُر امن فیصلہ ہوجائے تو اچھا ہے ورنہ وہ ایک مقررہ وقت پر شہر کے دروازے کو توڑکر اندر داخل ہوگا اور پھر کوئی جگہ حضرت کے مکان کے سوا پناہ گاہ نہ سمجھی جائے گی اور مغلوب شدہ دشمن پھر جہاں کہیں ملے گا مار دیا جائے گا۔ حضرت سید نے اس اعلان کو بھی شہر میں سنوادیا۔ مگر اس سے لوگوں کی حقارت اور شرارت اور بھڑک اٹھی۔ جب حضرت سید کو پتہ لگاکر لوگوں نے آپ کے اعلان کو کس طرح سُنا تو آپ نے فرمایا اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ (تحقیق ان کے عذاب کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے "سورۂ ہود")

مقررہ وقت یعنی صبح ہوتے ہی فوج نے شہر کی فصیل پر گولہ باری شروع کردی۔ اور اس کو گراکر شہر میں داخل ہوگئے۔ تاخت وتاراج اور قتلِ عام جاری ہوا۔ اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد تہ تیغ ہوئی۔ بہت سے بھاگ کر حضرت امام حسینؑ کے روضۂ مبارکہ کے صحن میں پناہ گزیں ہوئے۔ بہت سی بستیِ حضرت عباس میں جاکر پہنچے۔ وہ جو حضرت سید کاظم کی توقیر وعزت کرتے تھے آپ کے مکان میں چلے آئے۔ پھر آپ کے مکان میں گروہ کے گروہ آنے لگے اور پناہ لینے والوں کی بھیڑ اس قدر زیادہ ہوئی کہ ان کو جگہ دینے کے لئے قریب کے کئی مکان لینے پڑے یہ لوگ اتنے گھبرائے ہوئے اور اتنے زیادہ تھے کہ جب ہلہ ذرا کچھ کم ہوا تو معلوم ہوا کہ ۲۲ شخص پاؤں تلے دب کر مرگئے تھے۔

آہ! اس مقدس شہر کے باشندوں اور اس کے زائرین پر کیسی بلا آئی! فاتح نے اپنے مغلوب دشمن سے کیسی سختی برتی! کس دیدہ دلیری سے اس نے ان حقوق وامتیازات کو نظر انداز کردیا جو بیشمار مسلمان زائرین کی پرہیزگاری نے کربلا کے مقدس مقامات کے ساتھ لگا رکھے تھے!

انھوں نے نہ تو حضرت امام حسینؑ کے روضہ کو اور نہ بستیِ حضرت عباس کو پناہ گاہ مانا۔ اور ہزاروں ہی اشخاص کو جو اُن کے جذبۂ انتقام سے بھاگ کر وہاں پناہ گزیں ہوئے تھے تہ تیغ کیا۔ دونوں مقدس مقامات پر خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ صرف ایک ہی جگہ تھی جو شہر کے بے گناہ اور دیندار لوگوں کے لئے پناہ بنی۔ اور وہ حضرت سید کاظم کا مکان تھا۔ آپ کا مکان اور اس کے ملحقات ایسے مقدس خیال کئے گئے کہ کسی شیعہ امام کا روضہ یا بست بھی اتنی مقدس نہ سمجھی گئی۔ خدا کے غضب کا یہ عجیب ظہور اُن لوگوں کے لئے ایک درسِ عبرت تھا جو اس بزرگ انسان کی توہین کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ یہ مشہور واقعہ ۸ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۸۴۳ء کو ہوا۔

اس بات کو اب ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر عصر اور ظہور الٰہی کے زمانہ میں اُن مقدس ہستیوں کو جن کا کام یا تو حق کا اعلان کرنا ہوتا یا اس کے لئے راستہ درست کرنا ہوتا ہے زبردست دشمنوں کی ایک خاصی تعداد کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان دشمنوں نے ان بزرگ ہستیوں کے اقتدار کا مقابلہ کیا اور ان کی تعلیمات کو بگاڑنے کی کوشش کی خواہ دھوکے یا فریب۔ افترا بندی یا ظلم وستم سے ایک مدت تک جاہلوں اور کمزوروں کو دھوکہ دینے اور گمراہ رکھنے میں کامیاب ہوتے رہے اور لوگوں کے ضمیر اور خیالات پر اپنی گرفت قائم رکھنے رہے یہ دشمن اُس وقت تک جبتک کہ امراللہ پوشیدہ رہتا ہے اپنی چند روزہ اور

کامیابی کا خوب مزہ اڑاتے ہیں۔ مگر جونہی امر اللہ کا اعلان ہوتا ہے یہ لوگ نہایت مایوسی سے آفتابِ الٰہی کے نور کے سامنے اپنی تاریک سازشوں کو ماند پڑتے دیکھتے ہیں۔ نیرِ الٰہی کی چڑھتی ہوئی تیز کرنوں کے سامنے اُن کی ریشہ دوانیاں اور مکاریاں نیست و نابود ہوتی جاتی ہیں حتیٰ کہ وہ بالکل مٹ جاتی ہیں۔

اسی طرح حضرت سید کاظم کے گرد بھی ذلیل اور مغرور لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی تھی جو ویسے تو دکھاوے کے لئے آپ سے بہت محبت اور عقیدت مندی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ نہایت دیندار اور پرہیزگار معلوم ہوتے تھے اور سمجھا کرتے تھے کہ حضرت شیخ احمد اور آپ کے جانشین کے کلمات میں جو اسرار ہیں وہی اُن کے حامل اور مخزن ہیں۔ وہ حضرت سید کاظم کے شاگردوں کی جماعت میں عزت کی کرسیوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ درس دیتے وقت حضرت سید اُن ہی سے مخاطب ہوا کرتے تھے اور آپ اُن سے نہایت ادب و لحاظ سے پیش آیا کرتے تھے۔ مگر بارہا کنایتہً اُن کی بے بصیرتی۔ اُن کے تکبر اور کلماتِ ربانی کو سمجھنے میں اُن کی کم لیاقتی کا آپ ذکر فرمایا کرتے مثلاً آپ فرمایا کرتے۔ "میری زبان کو سوائے اُس کے جو مجھ سے پیدا ہوا ہے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔" اکثر آپ نے یہ فرمایا "میں نظارہ کو دیکھ کر تحیر میں ڈوبا ہوا ہوں۔ تعجب نے مجھے محو تماشا کر دیا ہے اور میں دُنیا کو سُننے کی قوت سے محروم پا رہا ہوں۔ میں راز کو افشا کرنے اور لوگوں کو اس کا بوجھ اُٹھانے کے ناقابل دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا۔" ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا۔

"بہت سے ایسے ہی جو محبوب کی لقا سے فائز ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر محبوب اُن کے اس دعویٰ کی تصدیق کرنے سے انکاری ہے سچا عاشق اُن آنسوؤں سے جو وہ اپنے محبوب کے لئے بہاتا ہے جھوٹے سے الگ کیا جا سکتا ہے" (باقی) مترجم عباس علی بٹ

# مظاہرِ الٰہی

(از قلم البرٹ پی۔ انٹز منگر۔ ماخوذ از عالمِ بہائی جلد ہفتم)

مترجمہ پروفیسر پریتم سنگھ ایم۔ اے

شروع زمانے سے انسان خدا کی ہستی کا احساس کرتا آیا ہے وحشی لوگ بھی اپنے طریق پر خدا کی پرستش کیا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی سمجھ کے مطابق خالق کا تخیل بنا رکھا تھا۔ وہ تخیل ہمیں عجیب معلوم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے ایک غیب الغیب ہستی رہی ہے اور بیسویں صدی میں بھی وہ غیب کے پردے میں پوشیدہ ہے۔ البتہ سائنس نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ علم ہیئت اور دوربین۔ علم طبیعیات اور خوردبین اور علم کیمیا کی معلومات نے کائنات کے اسرار منکشف کر دیئے ہیں۔ مگر خالق پردۂ غیب میں ہے۔ اس پردے کو کوئی اٹھا نہ سکا۔

وحشی اقوام نے جب اس ہستی کا ادراک کرنا چاہا تو انھوں نے اپنے خیال کے مطابق خدا کا تصور گھڑ لیا اور یہی حال موجودہ زمانے کے مہذب لوگوں کا ہے۔ محاط، محیط کو بھلا کیسے خیال میں لا سکتا ہے۔ ایک لامحدود ہستی محدود انسان کے دماغ میں کیونکر سما سکتی ہے؟ مخلوق یعنی جو چیز خلق کی گئی ہو وہ خالق کو کیسے جان سکتی ہے؟ بھلا میز کیا جانے کہ بڑھئی یعنی اس کا بنانے والا کیا چیز ہے؟ اس کائنات کو ہی لیجیے۔ عالم وجود ایک لامتناہی اور لامحدود شئی ہے۔ ازلی اور ابدی ہے۔ نظامِ شمسی کو ہی دیکھیے۔ بھلا کون اس کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں اور جو پانی ہم پیتے ہیں ان میں کتنی جاندار اشیاء موجود ہیں۔ جس زمین پر ہم رہتے ہیں اس میں کتنے جانور موجود ہیں اور کروڑوں ایسے مکروب ہیں کہ آنکھ سے دکھائی ہی نہیں دیتے۔ آخر انسان بھی تو ایک مخلوق ہی ہے۔ خالق جو محیط ہے کس طرح محاط کی سمجھ میں آ سکے!

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں خدا وحدہٗ لاشریک اپنی ذات پر قائم ہے اور وہ مکان و زمان کی قیود سے مبرا ہے۔ ذکر وہاں تک نہیں پہنچتا۔ وہ تعریف و بیان سے بالاتر ہے۔ اور اسی طرح یوحنا کی انجیل (باب پہلا۔ ۱۸) میں لکھا ہے "خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا" انسان اسی کی مخلوق ہے۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد تھا اور رہیگا کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور اس کا قرب حاصل کرے۔ سب آسمانی کتابیں اور الہامی صحیفے اس بات کے شاہد ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ سب انسانوں میں سے خدا اپنے فضل سے ایک انسان کو منتخب کر لیتا ہے اور اسے اپنا عرفان عطا کرتا ہے جس سے خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ انسان کا اصلی مقصد عرفانِ الٰہی کا حاصل کرنا اور خدا کے جلال کو ظاہر کرنا ہے۔ اور یہ بات ہمارے امکان سے باہر نہیں۔ کیونکہ ہم اسی لئے خلق کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم براہِ راست اور بلاواسطہ خدا کا عرفان حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ وہ غیب الغیب تو لا یُدرک ہے۔ اور محدود' لا محدود کو بھلا کس طرح جان سکتا ہے؟ نیچے کا طبقہ اپنے سے اوپر والے طبقے کو کس طرح سمجھ سکتا ہے؟ مثلاً ایک پتھر جو جماد ہے یا ایک درخت جو نبات ہے وہ عالَمِ انسانی کی حقیقت کا کیونکر ادراک کر سکتا ہے؟ اِس لئے انسان بالواسطہ یعنی کسی کے وسیلے سے ہی اُس لا یُدرک ہستی کا احساس کر سکتا ہے۔ تب ہی تو خدا ازل سے بنی نوع انسان پر مظاہر الٰہی کے ذریعے اپنی مشیت کو ظاہر کرتا رہا ہے اور وہی عرفانِ الٰہی کے لئے ایک وسیلہ ہیں۔ چنانچہ موجودہ مذاہب میں بھی خدا اور عالَمِ انسانی کے درمیان ایک مُربّی یا مظہر کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ وہ مربّی یا مظہر خدا سے تجلّی پاکر بنی نوع انسان کی ہدایت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ مثلاً یہودی حضرت موسیٰؑ کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ کو مظہر مانتے ہیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس سری کرشن، زرتشت اور حضرت محمدؐ بھی مظہر ہی تھے۔ فی زمانہ اہلِ بہاء حضرت بہاءاللہ کو ایک مظہرِ الٰہی اور خدا اور عالَمِ انسانی کے درمیان واسطہ تسلیم کرتے ہیں۔

اِس واسطہ یا مظہرِ الٰہی کا تعلق ایک طرفہ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کے ذریعہ دو انتہائی مقامات ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اگر یہ تعلق یک طرفہ ہو تو جانو وہ مظہر نہیں۔ کیونکہ مظہر وہی ہو سکتا ہے جس کا تعلق ایک طرف اُس غیب الغیب کے ساتھ ہو اور دوسری طرف اُس کی مخلوق یعنی عالَمِ انسانی کے ساتھ ہو۔ گویا قدیم اور حادث دونوں کے ساتھ ہو۔ دوسرے لفظوں میں اُس کا تعلق ایک طرف خدا کے ساتھ اور دوسری طرف انسان کے ساتھ ہونا چاہئے۔

مظہر کا جو خدا کے ساتھ تعلق ہے اس کے متعلق حضرت بہاءاللہ کتاب ایقان میں فرماتے ہیں کہ چونکہ اُس قدیم ہستی کے علم کا دروازہ سب پر بند ہے اس لئے اپنی قدرت سے وہ پاک اور درخشندہ روحوں کو انسانی جامہ پہناتا ہے تاکہ وہ انسان پر یہ سربستہ راز کھولیں اور اُس کی ذات کے متعلق کچھ بیان کریں۔ وہ شمسِ حقیقت اپنی ذات میں قائم رہ کر اپنی تجلّی مظاہر کے دِل پر جو آئینہ کی طرح صاف اور شفاف ہوتے ہیں ڈالتا ہے اور وہ اِس تجلّی کو منعکس کرتے ہیں یعنی مظاہر الٰہی اُس غیب الغیب کی تجلّی کو ہم تک پہنچاتے ہیں۔ خدا کے سب اسماء و صفات مثلاً علم اور قدرت سلطنت اور عظمت اور جلال اور فضل و کرم اور دانائی اُن مظاہر سے ظاہر ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں کہ مظاہرِ الٰہی خدا کی طرف سے انسانی شکل میں عالم انسانی کی ہدایت کیلئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ خُدا کی صفات کو ظاہر کرتے ہیں۔

اَب سوال یہ ہے کہ کیا خُدا صرف اپنی صفات کو اِن مظاہر کے ذریعے ظاہر کرتا ہے؟ اُس کی ذات تو انسان کی سمجھ سے ہی باہر ہے مثلاً ہمارے لئے آگ کی حقیقت کو جاننا ناممکن ہے۔ مگر آگ کی صفات کو ہم جان سکتے ہیں۔ مثلاً آگ جلاتی ہے یا روشنی دیتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح ہم اس ذاتِ خاص کو تو جان نہیں سکتے۔ البتہ مظہر میں اُس کی صفات کے ظہور دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت بہاءاللہ نے جو صفات اوپر بیان فرمائی ہیں یعنی علم اور قدرت سلطنت اور عظمت۔ رحم اور دانائی۔ جلال اور فضل وغیرہ۔ اُن کا الگ وجود تو ہے نہیں، کیونکہ وجود تو اُسی ذاتِ پاک کا ہے۔ صفات کا علم ہونے سے اُس کی ذات کا علم نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ مظاہرِ الٰہی خدا کی صفات کے مظہر ہوا کرتے ہیں۔ اور اس کے فضل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بہاءاللہ

کتابِ ایقان میں فرماتے ہیں کہ اُن کا علم اسی سے ہوتا ہے اور اُن کی قدرت بھی اُسی سے ہوتی ہے۔ اُن کا چہرہ اس کی لقار اور اُن کا الہام اُسی کے جلال کی آیات ہوا کرتی ہیں۔ مظاہرِ الٰہی عرفانِ الٰہی کے خزانے اور دانائی کے مخزن ہوا کرتے ہیں۔ سب فیض اُن سے صادر ہوتا ہے اور وہ ہی لازوال روشنی کے سرچشمہ ہوا کرتے ہیں۔

چونکہ مظہرِ الٰہی خدا کی صفات کو پوری طرح سے منعکس کرتا ہے لوگ اُسے ہی خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ درست ہو سکتا جب ہم روشنی اور لیمپ میں کوئی تمیز نہ کرتے۔ اکثر لوگ روشنی اور اس کے آلہ یعنی لیمپ کو ایک ہی خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض لوگ مظہر اور خدا میں فرق نہیں کرتے۔ یہ نتیجہ نادرست ہے۔ اگرچہ مسیحؑ اور موسیٰؑ اور محمدؐ کے ماننے والے انھیں خدائی کا درجہ نہیں دیتے ہیں تو بھی عیسائیوں میں سے بہت لوگ حضرت مسیح کو خدا ہی مانتے ہیں۔

کتابِ ایقان میں حضرت بہآء اللہ مظاہر کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ایک پاک آئینہ کی مانند ہیں جو شمسِ حقیقت کو منعکس کرتے ہیں۔ حضرت عبدالبہآء بھی بار بار ایسا ہی فرماتے ہیں اور یہ تشبیہ نہایت ہی مناسب معلوم ہوتی ہے۔

فرض کیجئے کہ ہمارے کمرے میں ایک آئینہ ایسی جگہ رکھا ہو کہ اس پر آفتاب کی روشنی برابر پڑتی ہو تو آئینہ بجائے مظہر اور آفتاب بجائے خدا ہوگا (یعنی عین ذات) دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ میں نے دو آفتاب دیکھے۔ ایک آسمان پر اور دوسرا آئینہ میں۔ اور ایک طرح سے یہ بیان درست بھی ہے۔ تو بھی ہم خوب جانتے ہیں کہ آفتاب اپنی جگہ پر آسمان میں قائم ہے اور وہی آفتاب آئینہ میں بھی ہے۔ مگر آفتاب دو نہیں ایک ہی ہے۔ جو آفتاب آئینہ میں ہے وہ اصلی آفتاب نہیں ہے کیونکہ وہ تو آسمان پر ہے۔ تجلی جو آئینہ میں ہے اُسی کی ہے۔ مگر آفتاب بالذات آسمان پر ہی رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آفتاب جو آئینہ میں منعکس ہو رہا ہے وہ آسمان والے آفتاب ہی کی صفات کا مظہر ہے۔ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا آئینہ ہوتا جس میں آفتاب کی روشنی پوری طرح منعکس ہو سکتی تو ہم دیکھتے کہ ہمارا کمرہ بالکل روشن ہے اور کمرے کے اندر کی اور باہر کی روشنی میں کچھ فرق نہیں۔ بلکہ اسی طرح چکا چوندہ ہو رہا ہے اور روشنی میں حرارت بھی ویسی ہی ہے۔ مگر جو لوگ کمرے میں ہیں وہ روشنی کو منعکس دیکھتے ہیں۔ اور روشنی کا اصلی منبع آفتاب ہے۔

اگر یہی تشبیہ واضح کی جائے تو ہم آئینہ کا کوئی نام رکھ سکتے ہیں ایک ایسا آئینہ حضرت موسیٰ تھے جو بنی اسرائیل اور خدا کے درمیان واسطہ تھے۔ اسی طرح دوسرے آئینوں کے نام حضرت عیسیٰ۔ حضرت محمد اور حضرت بہآء اللہ سمجھئے۔ یہ چار مختلف آئینے ایک ہی روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔ مگر یہ آفتاب نہیں کہلا سکتے۔ جہاں تک ان مظاہر کا خدا سے تعلق ہے وہ ایک ہی ہیں۔ مگر اُن کی شخصیت علیحدہ علیحدہ ہے۔

جب ہم اِن مظاہرِ الٰہی کو علیحدہ علیحدہ دیکھتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک خدا کی صفات کا مظہر ہے۔ مثلاً موسیٰ ہوں یا عیسیٰ یا محمد یا باب یا بہآء اللہ۔ سب کی زندگی اور تعلیمات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ خدا کی صفات یعنی اس کی قدرت اور جلال اور علم کے مظہر تھے۔ اگر بعض حالتوں میں کوئی صفت اُن پر ظاہر نہ بھی ہوئی تو بھی جیسا کہ حضرت بہآء اللہ نے ایقان میں فرمایا "وہ نورانی ہستیاں سب صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہوتی ہیں۔ اگرچہ بعض صفات اُن سے ظاہر نہ بھی ہوں۔" یہ تو بات درست ہے کہ ہم روز مرہ اپنے عزیز دوستوں میں بہت سی صفات پاتے ہیں۔ اگرچہ بعض صفتیں ایسی بھی ہیں جو اُن سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ مثلاً ایک شخص بڑا قوی ہو۔ مگر ہو سکتا ہے کہ اس کا کام ایسا ہو جس میں قوت دکھلانے کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔ اور لوگ خیال کرنے لگ جائیں کہ وہ کوئی [illegible]

اسی طرح کسی پیغمبر یا مظہر کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں صفت اسمیں نہ تھی۔ ہاں وہ صفت اس سے ممکن ہے ظاہر نہ ہوئی ہو۔

جب ہم حضرت محمد اور حضرت مسیح کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو کیا حضرت بہاء اللہ کے فرمانے کے مطابق مظاہر الٰہی اور خدا میں ایک خصوصی تعلق ہوتا ہے اس بات کا ثبوت اُن کی تعلیم میں پاتے ہیں؟ پہلے انجیل کو لیجئے۔ یوحنا کی انجیل میں بہت جگہ اس خصوصی تعلق کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً (باب ۱ - ۱۸) میں لکھا ہے "خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو اُس کی گود میں ہے وہی اسے ظاہر کرتا ہے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ مظہر کا خدا کے ساتھ مخصوص تعلق ہوا کرتا ہے۔ یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب میں جس وقت یہودی حضرت مسیح کو مار ڈالنا چاہتے تھے کیونکہ اُس نے سبت کے حکم کو توڑا تھا اور کہتا تھا کہ خدا میرا باپ ہے اور خدا کی برابری کا دعویٰ کرتا تھا، مسیح نے یہ الفاظ کہے ۔۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ سوائے اُس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے۔ کیونکہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے انہیں بیٹا بھی اسی طرح کرتا ہے۔" ....... "جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی یہ بخشا کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے"۔ ....... "سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی جس نے اُسے بھیجا عزت نہیں کرتا۔"

اس موضوع پر جو کچھ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء نے فرمایا ہے اُس سے حضرت مسیح کے بیانات صاف سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اگر یہودی لوگ سمجھدار ہوتے تو جان جاتے کہ مسیح خدا کی صفات کا مظہر تھا صاف فرمایا ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا۔ سوائے اس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہوں۔

پھر چودھویں باب میں جب یسوع نے کہا کہ یہودہ مجھے دھوکا دیگا۔ اور وہ اپنے شاگردوں کو تسلی دے رہا تھا اور فلپس اُس کے پاس آکر کہنے لگا۔ اے خداوند! باپ کو ہمیں دکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے؟ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ اے فلپس میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ تو کیونکر کہتا ہے باپ کو ہمیں دکھا۔ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے؟ یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنا کام کرتا ہے۔ میرا یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے۔ نہیں تو میرے کاموں ہی کے سبب میرا یقین کرو۔"

اس تعلق کو کہ "باپ مجھ میں ہے" انجیل میں کئی جگہ دُہرایا ہے اور اس کی بہت سی تفسیریں کی گئی ہیں۔ اس کے بغیر تو حضرت مسیح کے اصلی مقام کو سمجھنا ہی مشکل ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا مسیح میں ہے۔ یہ ایک استعارہ ہے۔ اور چونکہ حضرت مسیح اکثر تمثیلوں کے ذریعے سمجھایا کرتے تھے۔ وہ شاگردوں کو یہ بات معلوم ہونے نہ دیتے تھے کہ وہ تمثیلوں میں بات چیت کر رہے ہیں۔ وہ اس طرح بیان فرماتے تھے جیسے کوئی امر واقعہ ہو۔ اسی طرح سے "باپ مجھ میں ہے" بھی ایک استعارہ ہی ہے۔ کیونکہ یہ تو عقل کے برخلاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا مسیح میں آگیا ہو۔ چنانچہ جب حضرت عبد البہاء پیرس میں (۱۹۱۳ء) تشریف فرما تھے انہوں نے اس بات کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ "باپ اور بیٹا" اصطلاح میں بیٹا آئینہ کی طرح ہے اور آفتابِ حقیقت یعنی خدا اسمیں جلوہ گر ہے اگر آئینہ کہے کہ وہ تجلی مجھ میں ہے تو بجا ہے اور حضرت مسیح سچ کہتے تھے۔ آفتاب جو آسمان پر ہے وہی آئینہ میں چمک رہا ہے۔ مگر آفتاب آفتاب ہی اور آئینہ آئینہ۔

اب قرآن شریف کو لیجئے (سورہ ۴۲۔ آیت ۵۱)

"خدا کبھی انسان سے ہمکلام نہیں ہوتا۔ بجز وحی کے یا پسِ پردہ کے یا وہ پیغمبر بھیجتا ہے اور جو چاہتا ہے اُسے کہتا ہے۔"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بغیر مظہر کے عرفانِ الٰہی ممکن نہیں۔ کتاب ایقان میں حضرت بہاء اللہ ایک روایت کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں۔ "مجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں مگر وہ تیرے بندے ہیں اور تو نے ان کو خلق کیا ہے" پھر حدیث کا حوالہ دے کر فرمایا "میرا تعلق خدا کے ساتھ بہت طرح سے ہے اور اس میں ایک بڑا راز مخفی ہے۔ یعنی میں وہ ہوں اور وہ مجھ میں ہے اور میں میں ہوں اور وہ وہ ہے" یہ الفاظ بالکل صاف ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن اور انجیل یا حضرت محمد اور حضرت مسیح ایک ہی بات کہتے تھے اور حضرت بہاء اللہ بھی ویسا ہی فرماتے ہیں۔ مظہر اور خدا کا باہمی تعلق ظاہر ہے۔

اب رہا مظہر کا تعلق عالم انسانی سے۔ اوپر ذکر آ چکا ہے کہ ہم اس لامحدود، لامتناہی ہستی کو جان نہیں سکتے۔ اس لئے لازم ہوا کہ مظہر الٰہی انسانی شکل میں ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو مظہر کی شناخت بھی ویسی ہی مشکل ہو جاتی ہے جس طرح خدا کی۔ چنانچہ جو لوگ مظہر کو خدا کا درجہ دیتے ہیں اور اس کے انسانی پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں وہ موحد یا توحید پرست نہیں کہلا سکتے۔ حضرت بہاء اللہ ایقان میں فرماتے ہیں کہ "خدا نے ان پاک روحوں کو انسانی جامہ پہنا کر عالم ملکوت سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ مظاہر بھی ہم انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ ہماری طرح اُن کا جسم اور دماغ بھی ہوتا ہے۔ صرف اُن کے نام مختلف ہوا کرتے ہیں۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب کبھی ظہور ہوتا ہے اُس زمانے کے لوگ مظہر کو ایک انسان ہی سمجھتے ہیں اور اس سے ویسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ مگر جب اس میں صفات دیکھتے ہیں۔ مثلاً اس کا علم اور حسم اور فراست و سخاوت وغیرہ تو تعجب کرنے لگتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ کاش ہم ایسے اشخاص کو اذیت نہ پہنچا[تے]۔ مظاہر الٰہی کو تکلیف دینا صرف اسی وجہ سے ہوا کرتا تھا کہ اُس وقت کے لوگ مظہر کو معمولی انسان سمجھا کرتے تھے اور اُس کے روحانی مدا[رج] سے بے خبر رہتے تھے۔ مظہر بھی عام انسانوں کی طرح پہلے بچہ ہوا کر[تا] ہے۔ اسی طرح سے نشو و نما پا کر بڑا ہوتا ہے بوڑھا ہوتا ہے اور مر جا[تا] بیمار ہوتا ہے۔ دکھ اٹھاتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے۔ سوتا ہے، جاگتا ہے[،] آ[رام] کرتا ہے۔ غرض ہر طرح سے معمولی انسانوں کی طرح بود و باش کرتا ہے۔ ہاں بُردباری اور ایثار کے لحاظ سے مظہر دیگر انسانوں پر سبقت لیجا[تا ہے]۔ مثلاً حضرت بہاء اللہ کے متعلق "نجم باختر" جلد ہشتم صفحہ ۱۰۲ پر [لکھا] ہے کہ اپنی عمر کے آخری تین سالوں میں آپ بہت کم خوراک کھا[یا] کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ بیمار رہتے تو ایک یونانی حکیم آپ [کی] نبض دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا۔ کیونکہ آپ کا مزاج نہایت ہی لطیف [تھا]۔ مظہر عام انسانوں کی طرح دل اور دماغ رکھتا ہے۔

مفاوضات میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں "مظہر کی شخصی[ت] پاک ہوا کرتی ہے اور نہایت متبرک ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے د[یگر] دوسرے انسانوں سے فضیلت رکھتا ہے۔ مظہر بمنزلہ آفتاب [کے] ہے اور عالم انسانی بمنزلہ چاند۔ جن ذرات اور عناصر سے آفتا[ب] مرکب ہے ان سے چاند کو ترکیب نہیں دی گئی۔ اول الذکر سے [شعاعیں] صادر ہوتی ہیں جو موخر الذکر سے نہیں نکلتیں۔ جس طرح چا[ند] آفتاب کی وجہ سے روشن ہے اسی طرح عالم انسانی مظہر کی [وجہ] سے روشن ہوا کرتا ہے۔ غرض مظہر نور بالذات ہوتا ہے یعنی [خود] روشن ہوا کرتا ہے۔ مگر وہ ہوتا انسان ہی ہے۔ ہماری طرح جسم اگرچہ کسی قدر لطیف تر۔ اور ہماری طرح نفس اور سکہ بھی۔ فرق صر[ف] اتنا ہوتا ہے کہ وہ ایک پاک روح رکھتا ہے جو ہم اُس سے

روشن ہوتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اُس کا تعلق اُس ذاتِ خداوندی سے خصوصی ہوتا ہے اور وہ ایسا مقام ہے کہ ہم انسان ہونے کی حیثیت میں اُس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ گویا وہ مقام عالمِ انسانی سے بالاتر ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالبہآء "مفاوضات" میں اس مقام کے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جسے روح القدس یا مُلہم یا پیغمبر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ مقام ازلی اور ابدی ہے۔ یعنی یہ وہی مقام ہے جو آئینہ میں جلوہ گر ہوتا ہے اور شمسِ حقیقت ہو کر منعکس ہوتا ہے اور جس کے متعلق حضرت مسیح نے کہا ہے کہ "خدا مجھ میں ہے" اسی مقام سے خدا کے اسماء و صفات ظاہر ہوتے ہیں اور یہی مقام روحانیت کا سرچشمہ ہوا کرتا ہے۔ مظہر چونکہ علمِ لدنی رکھتا ہے۔ اسی لئے مُربّیِ عالمِ انسانی کہلاتا ہے یا اُسے حکیم حاذق کہتے ہیں اور وہی ایک نئے نظامِ عالم کی بنیاد ڈالا کرتا ہے۔

جو شخص اس مقام کا مالک ہوتا ہے اُس کا اوّل اور آخر نہیں ہوتا جیسا کہ یوحنا فرماتا ہے کہ شروع میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اسی طرح سے مسیح ہمیشہ سے خدا کے ساتھ تھا۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت بہآء اللہ (جمالِ قدم) کو بھی وہی مقام حاصل تھا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ مظہر پیدا ہوتا ہے۔ وہ تو ہمیشہ زندہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خود کو ظاہر کرنے سے پہلے وہ خواب میں تھا اور ظاہر کرنے کے بعد بیداری کی حالت میں ہے۔

مظاہر کے کلام میں بھی ہم اسی کیفیت کو پاتے ہیں۔ وہ کسی وقت نہایت عجز اور انکساری سے کلام کرتے ہیں۔ اُس وقت اُن کا مقام عبودیت کا ہوا کرتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح فرماتے ہیں "اے خداوند میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو" یا حضرت محمد فرماتے ہیں "میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔"

اسی طرح جب حضرت بہآء اللہ شاہِ ایران کو خط لکھتے ہیں وہاں بھی فرماتے ہیں کہ میں معمولی انسان ہوں۔ مگر یہ جو میں کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ میں مجبور ہوں۔ پھر "لوحِ اشراقات" میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس کام کا ذمہ لیتا تو ہم اس قدر مصائب اور لوگوں کے طعنے برداشت نہ کرتے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے بھی کہا کہ اے خداوند اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے۔

دوسرے موقعوں پر مظہر خدا کی طرف سے کہتا ہے اُس وقت اس کا مقامِ انسانی فنا ہو جاتا ہے اور اُس کے ذریعے یا واسطے سے خدا بولتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اسلمنٹ "بہآء اللہ و عصرِ جدید" میں لکھتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں تک مظاہر کی معرفت اپنے کلام کو پہنچاتا ہے اور انہیں اپنی محبت اور اپنی مشیت اور اپنی ہدایت سے آگاہ کرتا ہے اور اُن سے کہتا ہے کہ مجھ سے محبت کرو۔ میری مشیت پر چلو۔ اور مجھ سے ہدایت پا کر میری بندگی کرو۔ غرض کبھی مظہر ایک مقام سے اور کبھی دوسرے سے کلام کرتا ہے۔ مگر دراصل دونوں مقام ایک ہی ہیں۔ مظاہرِ الٰہی کا مقام فنا فی اللہ کا مقام ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت بہآء اللہ نے فرمایا ہے

"کہدو۔ "میری ہیکل میں اس خدا کی ہیکل ہے۔
میرے جمال میں اُس کا جمال ہے
میرے وجود میں اس کا وجود ہے
اور مجھ میں وہ ہے
میری حرکت اُسی کی حرکت سے ہے۔
میری رضا اسی کی رضا کے تحت میں ہے
میری قلم اُسی کی قلم ہے" وہ جوہر تعریف اور تمجید سے بالاتر ہے" کہدو سوائے اس حقیقت کے مجھ میں اور کچھ نہیں اور مجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں"!

# خدا اور جنگ

سوجودہ جنگ کی افرتفری میں انسان راہ امن کی تلاش بڑی سرگرمی سے کر رہا ہے ۔ انہی دنوں لندن کے مشہور اخبار نیوز کرانیکل میں ایک سلسلۂ مضامین "خدا اور جنگ" شائع ہوتا رہا ہے ۔ نیوز کرانیکل کے ان مضامین پر اخبار رنگون ٹائمز نے ایک مقالہ لکھا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ (مدیر)

اخبار نیوز کرانیکل نے حال ہی میں عنوان بالا کے ماتحت نہایت ہی دلچسپ اور دلکش مضامین اور مکاتیب کا ایک سلسلہ اپنے کالموں میں شائع کیا ہے ان تمام کا لُبِ لباب تین ممتاز امور کا انکشاف ہے ۔

اوّل :۔ ان تمام مضامین اور خطوط کے لکھنے والوں کی یہ متفقہ رائے تھی کہ ہماری موجودہ مصیبتوں اور دکھوں کا سبب انسانی زندگی سے قوت دین کا فقدان ہے ۔ ہمارا اس خیال سے کامل اتحاد ہے کیونکہ کوئی سماج زندہ نہیں رہ سکتی اگر اس کے افراد خود غرض اور مطلب پرست خائن اور اخلاقاً کمزور ہیں ۔ دنیا میں اسوقت تک کوئی نیا انتظام کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ہم سب فرداً فرداً اور جمیعاً اپنے فرائض کو زندگی کے ہر شعبہ میں کاملیت کے ساتھ پورا نہ کرینگے ۔

دوم ۔ ہمیں ان مضامین اور خطوط میں سوائے عیسائیت کے مسائل روحانی کے اور کسی کا تذکرہ نہ ملا کروڑوں ہندوؤں مسلمانوں بدھوں کا کیوں ذکر نہیں کیا گیا ؟ کیا ہم اپنی تنگ خیالی سے صرف چرچ آف انگلینڈ اور نن کنفارمسٹ چرچ کو دین کا الف اور ی نہیں سمجھتے ؟ اصل میں اکثر لوگوں کیلئے دین سے مراد ان کے محلہ کا گرجہ ہے جہاں وہ جائیں یا نہ جائیں ۔ اگر نیوز کرانیکل کے مضامین انگلستان کے دینی خیالات کے ترجمان ہیں تو ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان میں سب سے بڑھکر تنگ

دلی موجود ہے ۔ تمام کی تمام سلطنت جنگ میں مبتلا ہے اور سلطنت میں عیسائی اقلیت میں ہیں ۔

سوم :۔ ان مضامین اور خطوط میں مرض کی تشخیص نہایت قا[بلیت] اور متفقہ طور پر کیگئی ہے مگر افسوس ہے کہ کوئی تعمیری علاج ان میں کہیں نہیں بتایا گیا ۔ اگر علاج بتایا بھی ہے تو یہی کہ عیسائیت کی طرف آؤ ا[ور] سچے عیسائی بنو ۔ بھلا ۴۰ کروڑ مسلمان کیوں عیسائی بنیں جبکہ وہ ا[پنے] حضرت عیسےٰ کو مانتے ہیں ۔ عیسائیت جو اپنے ماننے والوں پر تو قابو رکھ سکی بھلا ان لوگوں پر کیا قابو رکھیگی جو اپنا دین چھوڑ کر اسمیں آئیں اور اس[کے] متعدد فرقوں کے باہمی جنگ جدال میں شریک ہوں ۔ اسی طرح ہ[م] مسلمان ہوکر کیا کریں ۔ اگر اسلام اور قرآن اسوقت نیا انتظام ق[ائم] کر سکتے ہیں تو انہوں نے چودہ سو سال تک کیوں نیا انتظام قائم کی[ا] اب اس میں کونسی انوکھی بات پیدا ہوگئی ہے جو ہندو اور عیسا[ئی] یہ مان لیں کہ اسلام و قرآن دنیا میں ایک نیا انتظام قائم کرینگے یہی حال دنیا کے تمام پرانے ادیان کا ہے ۔

حق تو یہ ہے کہ اسوقت ساری دنیا کو ایک متحدہ دین کی ض[رورت] ہے ۔ اس کے سوا نوع انسانی کی مختلف قومیں بھائی بھائی نہیں ب[ن] سکتیں جب تک وہ روحانی طور پر ہم عقیدہ اور ایک ہی باپ ۔

زرندہ بلکہ ان میں اخوت اور محبت پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ یہ بات ناممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ ہر دین کا یہ ایک ممتاز اور روشن وعدہ ہے "ایک گلہ اور اس کا ایک ہی گلہ بان ہوگا"

تاریخ انسانی کے اس نازک دور میں جب کہ ایک لامحدود صدیوں کا پرانا انتظام تتر بتر ہو رہا ہے خدا نے پھر اپنے ایک مظہر ظہور کے ذریعے اپنے بندوں کو ہدایت اور نور بھیجا ہے۔ خدا کا یہ فرستادہ "اپنی طرف سے نہیں بلکہ اسکی طرف سے کہتا ہے جس نے اسے بھیجا ہے" کیا اسمیں کوئی انکار کی گنجائش ہے کہ اسوقت جبکہ دنیا پر ایسا نازک وقت آپڑا ہے اور ضرورت بہت زیادہ اہم اور سخت ہے۔ خدا کی طرف سے کلام کرنے والا ظاہر ہو۔ دنیا کے جتنے ادیان اور دھرم ہیں سب میں مسیح رب الافواج۔ پانچویں بدھ۔ امام مہدی۔ اور رجعت مسیح کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اس مسیح۔ اس رب الافواج۔ اس پانچویں بدھ۔ اس امام مہدی اور مسیح کے ظاہر ہونے کے لئے موجودہ وقت سے بڑھکر کونسا وقت ہوگا اس میں شک نہیں کہ وقت پورا ہوا اور نشانیاں سب ظاہر ہو چکیں۔

اگر ایسا واقع ہو تو یہ دقیانوسی انتظام عالم بہت جلد جلد بکھر کر گم ہو جائیگا۔ اور اگر ایسا دین ظاہر ہو تو وہ دنیا میں ایک نیا تعمیری نظام قائم کرنے والا ہوگا۔ اور سب سے بڑھکر ایسا دین اس قوت کو دنیا میں جاری کرے گا جس کے متعلق تمام ادیان کے لوگ یہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ وہ انسانی زندگی سے مفقود ہو گئی ہے۔

عالمگیر دین بہائی جسے اب ساری دنیا جانتی ہے اس بات کا دعوےٰ دار ہے۔ یہ دین بالکل تازہ۔ قدیم دینی تعالیم کے سلسلہ کی موجودہ کڑی ہے اس نے دین کو ملّا ازم اور گورو ذم سے پاک کر دیا ہے۔ اتحاد دینی کے جو کامیاب اساس اس نے پیدا کئے ہیں وہ پچھلے کسی دین میں نہیں ملتے۔

اس کے بانی حضرت بہاؤاللہ نے قریباً ستر سال ہوئے تمام دنیا کے بادشاہوں اور علماء کو لکھا کہ وہ سب ملکر ایک بین الاقوامی حکومت قائم کریں جس کا مدعا اور مقصد نوع انسان میں مجموعی طور پر امن و امان کو قائم رکھنا ہو "صلح اکبر" کا ابتدائی درجہ سمجھا جائے۔ آپ نے اس صلح اکبر کے اصول کی صرف تعلیم ہی نہیں دی بلکہ اس کے ساتھ اور بھی بہت سے عملی اور کارآمد تعالیم فرمائیں اور انہیں خدائی قوت کے ساتھ نافذ کرنے کا وعدہ فرمایا۔ آپنے ایک بین الاقوامی زبان کے لئے حکم دیا کہ مادری زبان کے علاوہ یہ زبان دنیا بھر کے مدرسوں میں پڑھائی جائے۔ ہر فرد واحد پر کوئی نہ کوئی کام کرنا فرض قرار دیا اور دولت کی افراط و تفریط کو اعتدال پر لانے کے لئے تعلیمات دیں۔ مرد و عورت کی مساوات اور سائنس و دین کے اتحاد پر آپ نے زور دیا۔ آپ نے ایک انتظامیہ نقشہ دیا جس سے "زمین ایک ملک ہے اور انسان اس کے باشندے ہیں" ایک حقیقت بنکر ظاہر ہو جائیگی۔

یہ سب چیزیں ضروری ہیں۔ مگر سب سے ضروری وہ قوت ہے جو انسان کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی رضا کو خدا کی رضا میں فنا کردے۔ یہ قوت ابتدائے آفرینش سے خدا کے فرستادوں سے ہی پیدا ہوئی اور انہیں سے ظہور میں آئی۔ یہ قوت جو امتداد زمانہ کے سبب دنیا سے گم ہو گئی تھی۔ اب حضرت بہاؤاللہ کے ذریعہ پھر ظاہر ہوئی ہے۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز سے متمسک ہو کر دنیا اس نازک اور دردناک حالت سے نجات پا سکتی ہے۔

(مترجمہ)

عباس علی بٹ۔ بی۔ اے

# بہائی تعلیم اور تربیت اطفال

کسی قوم و ملت کی مستقبل فلاح و بہبودی کا اندازہ لگانے کے لئے اس کی موجودہ اطفال کی حالت و تربیت کا جائزہ لینا چاہئے اسی طرح کسی مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کے شاندار عروج و ترقی کا درجہ معلوم کرنے کے لئے اس امر کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ اس کے بانی و ناشر کی بعثت کی ابتدا سے صعود فرمانے تک کے زمانے میں انسان کی پیدائش سے انتقال تک کی مکمل و جامع زندگی کے اصول مہیا کئے گئے ہیں یا نہیں۔ ہر مذہب جو اپنی حقانیت و صداقت کا دعوی بلند کرے۔ اس میں تکمیلی حیثیت سے ان امور کا فقدان نہیں ہونا چاہئے۔

ان اصول کی روشنی میں جب دین بہائی کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ حضرت بہاء اللہ کی زندگی اور آپ کے اقوال کسی طرح صدق و صفا کی ترازو میں کم نہیں ہیں والدین کو چاہئے کہ اپنے بچے کی ولادت پر بہترین نام اس کے لئے تجویز کریں اور اپنے اعزا و اقربا کو جمع کیا جائے۔ اور خوشی منائی جائے۔ (عبد البہا)

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ نام کی خوبی بھی انسان کی بہتری و بھلائی میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور نام کا اثر بھی انسانی زندگی پر کافی پڑتا ہے تربیت اطفال کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"اپنی سب اولاد کو تعلیم دو۔ لیکن اگر والدین لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم نہ دے سکیں تو افضل و انسب یہ ہے کہ لڑکیوں کو تعلیم دی جائے کیونکہ وہ آئیندہ نسل کی مائیں ہیں"

سب اہل بہا کا اوّلین فرض یہ ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشاں ہوں۔ لڑکیاں بھی لڑکوں کے برابر ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ جہالت ہر دو میں قابل مذمت ہے اور تاریکی باعث تنفر اگر حقیقت بیں نگاہ سے دیکھا جائے تو لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ مفید ہے۔ چونکہ وقت آنے پر لڑکیاں مائیں بنتی ہیں۔ اور بچوں کی پہلی استاد کیا ماں نہیں ہے؟ بچے نرم اور سبز شاخ کی مانند ہیں جب کہ وہ لگائی جاتی ہیں۔ تو بڑھتی اور پھیلتی ہیں۔ اگر ان کو ٹھیک طور پر لگایا جائے تو وہ سیدھی لگتی ہیں اور اگر غلط طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ ٹیڑھی ترچھی ہو جائیگی۔ اور اپنی عمر بھر اسی طریقہ پر رہے گی۔ پس ثابت ہوا کہ اگر تعلیم سے معرا لڑکیاں مائیں بنجائیں تو وہ بچوں کی جہالت، کند ذہنی اور ان کے غبی ہونے کا باعث ہیں۔ اسلئے اپنے مقدور بھر اپنے سب بچوں کی اور سب سے زیادہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت میں دل و جان سے کوشاں رہو۔ اس سلسلہ میں کوئی حیلہ قابل سماعت نہ ہوگا۔ اس دور کی روحانی کتاب میں تعلیم و تربیت اختیاری نہیں بلکہ لازمی ہے۔" وہ شخص جو اپنی اولاد یا دوسروں کے بچوں کو تعلیم دیتا ہے تو گویا وہ خود میرے بچوں کو تعلیم و تربیت دیتا ہے (حضرت بہاء اللہ)

غور کرنے کا مقام ہے کہ تعلیم نسواں کی ضرورت کو موجودہ صدی میں دنیا محسوس کر رہی ہے۔ لیکن کیا سو برس قبل اس امر پر مشرح حق روشنی نہیں ڈال گئے۔ کیا آپ کے احکام پر موجودہ عالم طوعاً و کرہاً عمل نہیں کر رہا ہے۔

آج طول و عرض ہند میں وارد ھا اسکیم کی تعریف میں ہر ذی علم یا دقار پرستی رطب اللسان ہے۔ مشرق و مغرب دونوں ادبی و صنعتی تعلیم کی ضرورت کے قائل بن رہے ہیں۔ لیکن اب بھی لوگ مادّ

لو پر زیادہ زور دے رہے ہیں۔ اور روحانی پہلو کو نظر انداز کئے ہوئے ں اور اسی وجہ سے ان رہنماؤں کو اپنے مشن میں دقتیں پیش آرہی ہیں ب بھی اگر وہ روحانی استاد اور دور حاضرہ کے واحد مصلح رہنما کے نی احکام پر اس معاملہ میں عمل کریں تو آناً فاناً میں تمام مشکلات کا حل ں جاتا ہے۔

ایک ایرانی بہائی کے نام لوح میں آپ ارشاد فرماتے ہیں

"اے دوستو سائنس اور ادب کے مطالعہ میں کوشش رو۔ باطنی و ظاہری کمالات کے حاصل کرنے میں ہر ممکن جہد کرو۔ پنی اولاد کو بچپن ہی سے ہر سائنس ادب و فن کے مطالعہ کا شوق لاؤ۔ کہ خدائے برتر کی عنایت و مدد سے ہر ایک کا دل مخلوق کے از کا آئینہ بنجائے اور وہ ہر چیز کی اصلیت پہچان سکے اور سائنس۔ دب اور فن میں عالمگیر شہرت حاصل کر سکے۔ کسی حال میں بھی اپنے بچوں کی تعلیم سے غفلت نہ کرو۔ اور اس میں روحانی خوبیاں پیدا رو۔ اور اس قادر مطلق کے انعام پر بھروسہ رکھو"

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اپنے بچوں کو قلم اعلیٰ کے نوشتوں کی تعلیم دو۔ جو کچھ قادر وجہا ی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کی تعلیم دو۔ الواح رحمانی ان کو حفظ کراؤ اور شیریں نغموں میں مشرق الاذکار کے معابد میں ان کو گانے دو۔ خدائی مناجات دل کش اور روح افزا نغموں میں گائے جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو سرچشمۂ حیات سے پیتے ہیں۔"

اسی طرح موجودہ دور میں ایک عالمگیر زبان کی تلاش میں ہر ملک میں جدوجہد جاری ہے۔ اور آپس میں رابطہ و اتحاد بڑھانے کے ہر ممکن ذرائع زیر غور ہیں۔ لیکن کیا دنیا اس حقیقت سے انکار کر سکتی ہے۔ کہ اس خیال کا بانی کون ہے۔ کیا وہ حضرت بہاء اللہ نہیں ہیں۔

آپ فرماتے ہیں" بین الاقوامی رابطہ کیلئے قومی ادبی اداروں کی جانب سے مقرر کردہ کمیٹی ایک موزوں زبان منتخب کرے کہ جو تمام عالم کے مدارس میں پڑھی جائے۔ تاکہ ہر شخص قومی اور عالمگیر صرف دو زبانیں سیکھے۔ لیکن سب لوگ بین الاقوامی زبان سیکھیں کہ یہ انسانی یگانگت کا بڑا ذریعہ ہے۔

حقیقت میں حضرات غور کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں جس دین کے ایسے روشن اور متین احکام ہوں اسکی صداقت اور بلند معیاری میں کیونکر کیا شک ہو سکتا ہے کیا یہ احکام بنیادی مشکلات کا واحد حل نہیں ہیں۔ بے بیشک ہیں۔ وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلاغ۔ (عبد الرب۔ ایم اے)

پیغمبر اسلام کی کثیر الازدواجی۔ ایک تھیوسافسٹ کے نقطۂ نگاہ سے۔ عنوان بالا کے نام سے ایک ۲۲ صفحات کا پمفلٹ پنڈت چندی داس صاحب گوسوامی۔ بی اے۔ ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ و سکرٹری تھیوسافیکل سوسائٹی جنہوں نے شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام کی کثیر الازدواجی اس زمانہ کے زاویۂ نگاہ سے اگر دیکھی جائے جبکہ ایک ایک مرد بیشمار عورتیں رکھتا تھا جس کی غرض غایت بجز رسم قدیم کی پابندی کے کچھ نہ تھی پیغمبر اسلام کی معدودے چند ازدواج مطہرات کو دیکھا جائے جنکی مناکحت میں بیشمار اصلاحی پہلو مد نظر تھے۔ تو نکتہ چیں نگاہیں آج بھی اس پاک و پاکیزہ مصلح عالم کے کیرکٹر پر کوئی دھبا نہیں لگا سکتیں اس مضمون کی علت غائی ہندو مسلم اتحاد کی فضا کو خوشگوار بنانا ہے جو ایک نہایت ہی مبارک کام ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو ہر دین کے بانیوں کی عزت اور وقار کو نوع بشر کے دلوں میں قائم کرنے میں کوشاں ہیں ادارہ پیامبر ایسے نیک دل اصحاب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوا دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر بپتہ ذیل اس رسالہ کو منگا کر مطالعہ فرمائیں۔ بپتہ پنڈت چندی داس صاحب گوسوامی۔ بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل ہائیکورٹ

# موجودہ جنگ اور دنیا کا مستقبل

[ان دو تقریروں کا خلاصہ جو ۲۹ر جون ۱۹۴۱ء کو تھیاسوفیکل سوسائٹی سری نگر کشمیر میں ہوئیں]

**خلاصہ تقریر جناب ایم۔ اے صمدانی** دنیا میں آج صرف مغربی اقوام میں ہی جنگ نہیں بلکہ اس کے خطرناک شعلوں کی لپیٹ سے مشرقی دنیا بھی محفوظ نہیں اور نہ صرف یہ کہ اس جنگ کے خطرناک شعلوں ہی سے مشرقی دنیا محفوظ نہیں بلکہ مشرق میں اور بہت سی جنگیں برپا ہیں۔ جنگی زہریلی گیسوں سے سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ ہزاروں بے ہوش ہو رہے ہیں چاروں طرف ایک کہرام ہے۔ آہ و نالہ کی آوازیں برابر اٹھ رہی ہیں۔ اور ایک دنیا اس خاموش آگ سے بھسم ہوتی جا رہی ہے۔

یہ مشرقی جنگیں۔ مذہب۔ زبان وطن۔ قومیت سیاسی حقوق کے مطالبات۔ کی جنگیں ہیں۔ الغرض یہ تمام کی تمام جنگیں جن سے نہ مغرب محفوظ ہے نہ مشرق ہی بچا ہوا ہے۔ نوع انسانی کی عام بیداری اور عام مذہبی۔ لسانی۔ وطنی۔ قومی سیاسی نظام قدیم سے بیزاری کا بدیہی ثبوت ہے۔ یہ عام بیداری۔ زبردست حرکت، خیالات کی رنگا رنگی یعنے ظاہری اور باطنی دنیا کی ہماہمی ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم غور کریں۔ کہ اس حرکت کا محرک کون ہے؟ اگر کائنات میں کوئی زبردست روشنی دینے والا سورج طلوع نہیں ہوا۔ تو یہ جسمانی اور روحانی بیداری کیونکر پیدا ہوئی۔؟ جبکہ اصول یہ ہے کہ کوئی حرکت بغیر محرک کے وجود میں نہیں آتی۔

چنانچہ جب ہم "معلوم سے نامعلوم کی طرف چلنے" کے اصول کے مطابق اس حرکت کے محرک کا پتہ چلاتے ہیں تو انیسویں صدی عیسوی سے قبل ہم اس حرکت کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ کرۂ ارض پر ہم ایک عام ذہنی حالت مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ انیسویں صدی عیسوی میں اس حرکت کا محرک موجود ہے۔

انیسویں صدی کی تاریخ عالم پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو مشرقی ممالک کے خطہ ایران میں ہم ایک بہت بڑے روحانی سورج کے طلوع کی خبر پڑھتے ہیں۔ اس مصلح عالم کا مبارک نام میرزا حسین علی ہے جو ایران کے خاندان وزارت میں میرزا بزرگ نوری کے ہاں ایران کے دارالسلطنت طہران میں ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے ۱۸۵۳ء میں آپ نے اس امر کا اعلان فرمایا۔ کہ کائنات کے ہر لحظہ استقبال میں ہونے والے واقعات کا علم انسانی دماغ کے احاطہ سے چونکہ باہر ہے اس لئے خالق کائنات نے آج سے ہزار برس بعد تک پیدا ہونے والی نئی دنیا کے نظام و امتحان کے قوانین مجھے تعلیم کئے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ عالم انسانی کا ہر فرد اس پر عامل ہو۔ ورنہ وہ دن بہت قریب ہے کہ ان قوانین کے خلاف عمل کرنے والے جنگ و جدال اور فساد کی آگ میں جھونکے جائیں۔

آپ نے اہل عالم کو پکارا اور خالق کائنات کے مجوزہ قوانین کو مضبوط تھام لینے کی بار بار دعوت دی۔ سلاطین عالم کو آئندہ والی سیاست کے رنگ سے مطلع فرمایا۔ علماء کو آئندہ والی دنیا میں نئے دین کے قیام کی بشارت سنائی۔ دین قدیم کے ماننے والوں نے اس نئے دین کو اپنے ادیان کی تحقیر و تخریب کا سبب سمجھ کر سخت مخالفت کی۔ آپ دو اسلامی سلطنتوں ایران اور ترکی کے مظالم کا تختہ مشق بنے

ایک طویل مدت تک آپ کو قید و بند اور شکنجہ کی سخت سزائیں برداشت کرنا پڑیں۔ آپ کے دین کو ماننے والے بیس ہزار سے زائد مقدس انسان بھیڑ بکری کی مانند تلوار کی تیز دھار کی نذر ہوئے۔ زندہ جلائے گئے۔ انکی ناک چھید کر نکیلیں ڈالی گئیں۔ زندہ جسم میں سوراخ کر کے موم بتیاں ٹھونسیں گئیں اور ان کو چراغاں کیا گیا۔ لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے بچوں کے سر کاٹ کر ماؤں کی گود میں دئیے گئے۔ گھر بار لوٹ لئے جائدادوں پر دشمن قابض ہو گئے۔ یہ مظلوم جنگلوں میں پناہ گزین ہوئے جنگلوں میں بھی ان کا پیچھا کیا گیا۔

الغرض اس دین کے ماننے والے جس کے سایہ تلے مستقبل کی دنیا آرام پانیوالی تھی متعصب مخلوق کے ہاتھوں اس طرح پریشان ہوئے جس کی مثال قدیمی دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حالانکہ خالق کائنات نے محض اپنے فضل و کرم سے مستقبل میں پیدا ہونیوالی نئی دنیا کیلئے اس دین کو ایک خوبصورت لباس بنا کر نازل فرمایا۔ تاکہ بندے اس لباس کو پہنیں اور دنیا میں انسانی عزت و وقار کو ظاہر کریں۔ مگر جس طرح گلگیر کا دست تظلم چراغ کی روشنی کو دوبالا کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح عوام کا تعصب علماء کی سختیاں۔ سلاطین کا جبر جو اس چراغ دین کیلئے گلگیر کے دست تظلم کے مشابہ تھا۔ اس دین کی روشنی پھیلنے کا موجب ہوا۔ اور آج اہل بہا تمام متمدن ممالک میں دنیا مستقبل میں قائم ہونیوالے دین کی بشارت سنا رہے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ مرزا حسین علی جو مذہبی دنیا میں حضرت بہاء اللہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ دنیا مستقبل میں قائم ہونیوالے دین کی بشارت کے جرم میں متواتر چالیس سال تک گوناگوں مصائب کا شکار رہنے کے بعد سنہ ۱۸۹۲ء میں ٹرکی کے کالے پانی عکا واقع ملک شام میں صعود فرما گئے۔ آپ کے بعد آپ کے سب سے بڑے بیٹے میرزا عباس افندی جو دینی دنیا میں حضرت عبدالبہاء کے نام سے معروف ہیں۔ آپنے اپنے باپ کے الہامی دین کو جو دنیا مستقبل کیلئے خالق کائنات نے الہام کیا تھا۔ یورپ اور امریکہ میں پھیلایا۔ چنانچہ یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ امریکہ میں آج ایک بینظیر بہائی معبد کھڑا نظر آتا ہے جس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اسے مشرق الاذکار کہا جاتا ہے۔ یہ عمارت دنیا کے مذہبی معبدوں میں بے نظیر عمارت ہے مغربی انجنئر اسے "نمونہ طلسم" اور "الہامی ماڈل" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت عبدالبہاء نے سنہ ۱۹۲۱ء میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے نواسے حضرت شوقی ربانی اس دین بہائی کے محافظ مقرر ہوئے۔ جسے خدا نے دنیا مستقبل کے نظام کیلئے نازل فرمایا ہے۔

## خلاصہ تقریر جناب مولوی عبداللہ وکیل | بہ غیر تناھی

کائنات کا سلسلہ بطور ایک درخت کے ہے اس کا آخری ثمرہ انسان ہے کیونکہ انسان گوشت پوست کا نام نہیں۔ بلکہ انسان وہ حقیقت ہے۔ جو پوشیدہ اور خزانہ کی طرح ہے جس کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا ہے اسلئے انسان باعتبار اپنی ماہیت کے باوجود غیر متناہی افراد ہونے کے ایک ہی شخصیت ہے یعنی عالم انسانی بمنزلہ شخص واحد ہے۔ لہذا فطری جذبہ یہی ہے کہ ان کو تمام عالم انسانی سے ایسی محبت ہو جیسے کہ اپنی ذات سے مگر تعجب ہے کہ بجائے محبت کے عالم انسانی باہمی جنگ و جدال کی بیماری میں گرفتار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے انسان کو امتحان کے چکر میں ڈالا ہے یعنی روح اور جسم کی ترکیب سے اس کے تین عناصر ہیں حیوانیت انسانیت روحانیت۔ حیوانیت کا ہی تقاضا ہے کہ عالم انسانی لڑائی میں مبتلا ہے۔ دنیا کے تمام پیغمبر اس غرض کے لئے مبعوث ہوئے تھے کہ عالم انسانی کو حیوانیت سے نجات دیکر انسانیت کے مرتبہ پر پہنچائیں اور انسانیت سے ترقی دیکر روحانیت کے عالم کی سیر کرائیں مگر ہزارہا سال کے تجربہ سے بھی تمام عالم انسانی نے فائدہ نہیں

اٹھایا اور دنیا کا غالب حصّہ حیوانیت میں ہی رہا۔ اب جبکہ تمام دنیا ایک محلہ بلکہ ایک گھر کی طرح ہو گئی ہے تو یہ حیوانیت کا جذبہ اور عالمگیر لڑائی اور اضطراب ساری دنیا پر مسلط ہو رہا ہے۔ اسوقت دنیا کے ہر حصّہ میں مذہبی سیاسی تمدنی ہیجان و اضطراب ہے بلکہ تمام تحریکات جنکو اصلاحی کہا جاتا ہے وہ بھی درحقیقت تخریبی تحریکات ہیں۔ کیونکہ کوئی تحریک جو تمام عالم انسانی کیلئے بطور عمومیت مفید نہ ہو اسکا نتیجہ بھی تخریب ہی ہے خواہ وہ مذہب کے نام پر ہو یا سیاست کے نام پر دین کی حمایت میں ہو یا ملک اور قوم کی۔ پس آپ غور کر کے دیکھ لیں کہ اب اسوقت دنیا میں کوئی تحریک ایسی نہیں جو تعمیری ہو اور تمام عالم انسانی کیلئے یکساں مفید ہو۔ اور یہ امر ناموس فطرت کیخلاف ہے کہ ان تمام تخریبی تحریکات کے مقابلہ میں کوئی تعمیری تحریک موجود ہی نہ ہو۔ لاریب وہ تعمیری تحریک بھی جاری ہے وہ حضرت بہاءاللہ کا پیغام ہے۔ میں اسوقت وہ بارہ اصول بیان کرتا ہوں۔ جنکا مقصد ہی عالم انسانی کو روحانیت کی دنیا بنانا ہے۔ (بارہ اصول بیان کرکے) مقرر نے کہا کہ یہ ساری تخریب اس لئے ہے کہ آئندہ دنیا بہائی پروگرام کے مطابق بنے چنانچہ حضرت بہاءاللہ نے فرمایا ہے کہ اس جنگ عظیم کے بعد دنیا میں اچانک ایک تغیر ہوگا کہ انسانی دنیا صلح عمومی کیلئے مجبور ہو گی۔ پس دنیا کا مستقبل بہائی تعلیم قبول کرنے کے لئے ان مصائب کیوجہ سے تیار ہو رہا ہے ان الفاظ پر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

## ترتیب فائل کی تحریک

کوکب ہند۔ بہائی میگزین اور پیامبر کے فائل مرتب و مجلد کرانے کی تحریک پیامبر میں کی گئی۔ بہت سے احباب نے مختلف پرچے طلب کئے ہیں اور لکھا ہے کہ مطلوبہ پرچے جس قیمت پر بھی ملیں ہم خریدینگے بعض دوستوں نے اپنے پاس کے زائد پرچے مفت ہی دفتر میں بھیجدیئے ہیں لیکن مطلوبہ پرچے ابھی تک فراہم نہیں ہوئے۔ جن دوستوں کے پاس پرچے ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہیں ہمیں اطلاع دیں۔

جناب اسفندیار بختیار سروش (پونا) کو مندرجہ ذیل پرچے مطلوب ہیں

سنہ ۱۹۳۴ء — ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲

سنہ ۱۹۳۵ء — ۵ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲

سنہ ۱۹۳۷ء — ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶

## قسمتِ فارسی

# لوحے از الواحِ مبارکۂ حضرتِ بہاء اللہ

## بنام خداوند یکتا

ستایش بیننده پاینده ئی را سزاست که بشبنمی از دریای بخشش خود آسمان هستی را بلند نمود و بستاره های دانائی بیاراست و مردمان را ببارگاه بلند بینش و دانش راه داد این شبنم که نخستین گفتار کردگار است گاهی بآب زندگانی نامیده میشود چه که مردگان بیابان نادانی را بآب دانائی زنده نماید و هنگامی بروشنائی نخستین و این روشنی که از آفتاب دانش هویدا گشت چون بتابید جنبش نخستین آشکار شد و این نمودارها از بخشش دانای یکتا بوده اوست داننده و بخشنده و اوست پاک و پاکیزه از هر گفته و شنیده بینائی و دانائی گفتار و کردار را دست از دامن شناسائی او کوتاه هستی و آنچه از او هویدا این گفتار را گواه پس دانسته شد نخستین بخشش کردگار گفتار است و یابنده و پذیرنده او خرد و اوست دانای نخستین در دبستان جهان و اوست نمودار یزدان آنچه هویدا از پرتو بینائی اوست و هرچه آشکار نمودار دانائی او همه نامها نام او و آغاز و انجام کارها باو. نامه شما در زندان باین زندانی روزگار رسید خوشی آورد و بر دوستی افزود و یاد روزگار پیشین را تازه نمود. سپاس دارای جهان را که دیدار را در خاک تازی روزی نمود دیدیم و گفتیم و شنیدیم امید چنان است که این دیدار را فراموشی از پی در نیاید و گردش روزگار او را از دل نبرد و از آنچه گشته شد گیاه دوستی بروید و در انجمن روزگار سبز و خرم و پاینده بماند. اینکه از نامه های آسمانی پرسش رفته بود رگ جهان در دست پزشک داناست درد را می بیند و بدانائی درمان میکند هر روز را رازی است و هر سر را آوازی درد امروز را درمانی و فردا را درمان دیگر امروز را نگران باشید و سخن از امروز رانید دیده میشود گیتی را دردهای بیکران فرا گرفته و او را در بستر ناکامی انداخته مردمانی که از باده خودبینی سرمست شده اند پزشک دانا را از او باز داشته اند اینست که خود و همه مردمان را گرفتار نموده اند نه درد را میدانند نه درمان میشناسند راست را کژ انگاشته اند و دوست را دشمن شمرده اند بشنوید آواز این زندانی را بایستید و بگوئید شاید آنانکه در خوابند بیدار شوند بگو ای مردگان دست بخشش یزدانی آب زندگانی میدهد بشتابید و بنوشید هر که امروز زنده شد هرگز نمیرد و هر که امروز مرد هرگز زندگی

نماید  دربارهٔ زبان نوشته بودید  تازی و پارسی هردو نیکوست چه که آنچه از زبان خواسته اند پی بردن بگفتار گوینده است و این از هر دو می آید امروز چون آفتاب دانش از آسمان ایران آشکار و هویدا است هرچه این زبان را ستایش نمائید سزاوار است  ای دوست چون گفتار نخستین در روز پسین بمیان آمد گروهی از مردمان آسمانی آوازه آشنا شنیدند و بآن گرویدند و گروهی چون کردار برخی را با گفتار یکی ندیدند از پرتو آفتاب دانائی دور ماندند  بگو ای پسران خاک یزدان پاک میفرماید آنچه در این روز پیروز شما را از آلایش پاک نماید و بآسایش رساند همان راه راست و راه من است پاکی از آلایش پاکی از چیزهائی است که زیان آرد و از بزرگی مردمان بکاهد و آن پسندیدن گفتار و کردار خود است اگرچه نیک باشد و آسایش هنگامی دست دهد که آدمی خود را نیک خواه همه روی زمین نماید آنکه او آگاه این گفتار را گواه که اگر همه مردمان زمین بگفته آسمانی پی می بردند هرگز از دریای بخشش یزدانی بی بهره نمی ماندند آسمان راستی را روشن تر از این ستاره ائی نبوده و نیست  نخستین گفتار دانا اینکه ای پسران خاک از تاریکی بیگانگی بروشنائی خورشید یگانگی روی نمائید اینست آن چیزیکه مردمان جهان را بیشتر از همه چیزها بکار آید  ای دوست درخت گفتار را خوشتر از این برگی نه و دریای آگاهی را دلکشتر از این گوهری نبوده و نخواهد بود  ای پسران دانش چشم سر را پلک باین نازکی از دیدن جهان و آنچه در اوست بی بهره نماید دیگر پردهٔ آز اگر بر چشم دل فرود آید چه خواهد نمود بگو ای مردمان تاریکی آز و رشک روشنی جان را بپوشاند چنانچه ابر روشنائی آفتاب را اگر کسی بگوش هوش این گفتار را بشنود پر آزادی برآرد و بآسانی در آسمان دانائی پرواز نماید  چون جهان را تاریکی فرا گرفت دریای بخشش بجوش آمد و روشنائی هویدا گشت تا کردارها دیده شود و این همان روشنائی است که در نامه های آسمانی بآن مژده داده شده اگر کردگار بخواهد دلهای مردمان روزگار را بگفتار نیک پاک و پاکیزه کند و خورشید یگانگی بر جانها بتابد و جهان را تازه نماید  ای مردمان گفتار را کردار باید چه که گواه راستی گفتار کردار است  و آن بی این تشنگان را سیراب ننماید و کوران را درهای بینائی نگشاید  دانای آسمانی میفرماید گفتار درشت بجای شمشیر دیده می شود و نرم آن بجای شیر کودکان جهان از این بدانائی رسند و برتری جویند. زبان خرد میگوید هرکه دارای من نباشد دارای هیچ نه. از هرچه هست بگذرید و مرا بیابید منم آفتاب بینش و دریای دانش پژمردگان را تازه نمایم و مردگان را زنده کنم منم آن روشنائی که راه دیده بنمایم و منم شاهباز دست بی نیاز پربستگان را بگشایم و پرواز بیاموزم  دوست یکتا میفرماید راه آزادی باز شده بشتابید و چشمه دانائی جوشیده از او بیاشامید بگو ای دوستان سراپردهٔ یگانگی بلند شد بچشم بیگانگان یکدیگر را مبینید همه بار یک دارید و برگ یک شاخسار. براستی میگویم آنچه از نادانی بکاهد و بر دانائی بیفزاید او پسندیدهٔ آفریننده بوده و هست بگو ای مردمان

در سایهٔ داد و راستی راه روید و در سرا پردهٔ یکتائی درآئید بگو ای دارای چشم گذشته آئینهٔ آینده است ببینید و آگاه شوید شاید پس از آگاهی دوست را بشناسید و نرنجانید امروز بهترین میوهٔ درخت دانائی چیزی است که مردمان را بکار آید و نگاهداری نماید بگو زبان گواه راستی گفتار من است او را بدروغ میالائید و جان گنجینهٔ راز من است او را بدست آز مسپارید امید چنان است در این بامداد که جهان از روشنی های خورشید دانش روشن است بخواست دوست پی بریم و از دریای شناسائی بیاشامیم ای دوست چون گوش کمیاب است چندی است که خامه در کاشانهٔ خود خاموش مانده کار بجائی رسیده که خاموشی از گفتار پیشی گرفته و پسندیده تر آمده بگو ای مردمان سخن باندازه گفته می شود تا نورسیدگان بمانند و نورستگان برسند شیر باندازه باید داد تا کودکان جهان بجهان بزرگی درآیند و در بارگاه یگانگی جای گزینند ای دوست زمین پاک دیدیم و تخم دانش کشتیم دیگر تا پرتو آفتاب چه نماید بسوزاند یا برویاند بگو امروز به پیروزی دانای یکتا آفتاب دانائی از پس پردهٔ جان برآمد و همه پرندگان بیابان از بادهٔ دانش مستند و بیاد دوست خورسند نیکو است کسیکه بیابد و بیابد.

# طریق زندگانی

## سرود اطفال بهائی در کلاسهای درس اخلاق

بمن بگو برادر!　عزیز جان مادر　آیا تو هیچ میدانی؟　طریق زندگانی
پس تو باید بکوشی　پند بهیه نیوشی　قدر مادر بدانی　درس ادب بخوانی
هرگز دروغ نگوئی　عیب کسی نجوئی　با روح و قلب سالم　خدمت کنی بعالم
با خویش و اهل خانه　با مردم زمانه　با مهر عاشقانه　گردی هم آشیانه
دائم روی بمکتب　علمت کنی مرتب　از بهر زندگانی　علم و هنر بدانی
اینهم باید بدانی　که رب آسمانی　از بسکه مهربانه　ما را بجود میخوانه
پس تو باید بجوئی　راه خدا بپوئی　در راه حق شناسی　هرگز ز کس نترسی
تا اینکه در نمانی　در وقت امتحانی　بر عهد جاودانی　دائم ثابت بمانی
پیغمبر زمانه　گوید روز و شبانه　حمد و ثنا بخوانی　تا جاودان بمانی

# شهادت

ما

حضرت بهاءالله در یکی از مناجاتهای عربی
میفرماید که ترجمه آن بپارسی اینست :-
"پاک و مقدسی ای خدای من اگر بلایا در راه تو
نبود کجا ظاهر می شد مقامات عاشقان تو و اگر محن و
رزایا در محبت تو نبود چه شناخته میگشت مشتاقان تو -
قسم بعزت تو که انیس محبانت اشکهای چشمان ایشانست
و مونس پیروانت ناله های دلشان و خوراک قاصدانت
تکه های جگرشان الی آخر

و همچنین در کلمات مکنونه میفرماید. قوله عزّ بیانه
" سرهای عاشقان تو طالب کمندهای محکم است وطالبان
روی تو منتظر شمشیرهای برنده و سینه های منیره از جذب شوق
مترصد تیرهای زهرآلوده زهرهای کشنده نزد عاشقان از
خمرهای حیوان نیکوتر و زخمهای هلاک کننده از شربتهای لطیف
پاکیزه تر ...... بعزت و جلال تو ای پروردگار من که مشاهده
میکنم دوستان و محرمان کعبه تو را و سرمستان خمر جمال تو را که
مشعوفند ببدائع قضای تو و مسرورند ببلاهای نازله از نزد تو
اگرچه قهر صرف باشد و غضب بحت زیرا که این قهر
مالک لطفها است و این غضب سلطان مهرها - و این سم
محیی جانها - جبروت عزت طائف این ذلت است و
ملکوت غنا طالب این فقر الی آخر بیانه الاعلی -

البته شعرای قدیم از قبیل حافظ و سعدی و غیرهم
نیز در این باب نکتهٔ سروده اند ولی کمال آن کلمات
فوق است - چنانچه گفته اند :

ترک مال و ترک جان و ترک سر ٭ در سبیل عشق اول منزل است

دیگری گفته است :

زنده دل باید در این ره صد هزار ٭ تا نماید هر نفس صد جان نثار

یکی گفته است :

گوهر از بحر کی برون آرد ٭ ترک سر تا نمی کند غواص

دیگری گفته است :

عشق شیریست قوی پنجه و میگوید فاش
هر که از جان گذرد بگذرد از بیشهٔ ما

**خلاصه** :- آنچه گفته و نوشته شده از آن کیفیت و
خاصیتیکه در نفس عمل است و از انبیاء و اولیاء بظهور
رسیده است نمیشود ادراک نمود زیرا شعراء اغلب زیر سایه
درختان خرم و لب آب روان نشسته این ابیات را
بتکلم آورده اند و ماها پشت میز بر صندلی نشسته نقل میکنیم
و یا پشت میز ایستاده میگوئیم اما حضرت باب ارواحنا
لشهادته الفداء نکته عمل را دعائی سرودند که پشت مبارک
بدیوار میدان صاحب الزمان داده سینهٔ مبارک و منیر خود را
سپر صد گلوله نمود بناله و فریاد دیگر چه کردم بلکه بگشو

همچنین یکی از پیروان او که در همان حین گشت بخویش تبار
دیار و اغیار و مصیبت هزار اندر هزار داده سینه به پهلو و سر
بسینهٔ محبوب خود حضرت باب که در آن حین با تیغ بسته بود آ
بود و بهم شربت شهادت را چنان بیاشامید که بانگ نوشانوش
آن از افسردهٔ روزگار فراموش نخواهد شد و بعد از آن هزارها
نفوس مقدسهٔ زکیه با سینه های منیره و قلوب صافیه در راه محبوب
آفاق جانِ خود را نثار کردند چنانچه حضرت بهاءالله در
کلمات عالیات میفرمایند.

بس جانهای بیشمار که در راه دوست نثار شد و چه
سرهای نامدار که بر دار مرتفع گشت الی آخر.

ولی این را هم باید دانست که هر چند کسانیکه بدرجه
شهادت فائز میگردند مانند سایر بشر بنظر می آیند و تا در این
قالب جسمانی هستند قدر و منزلت ایشان بر دیگران معلوم نیست
از سوی بیانات حق معلوم میشود که آن نفوس مقدسه از عنصر
مخصوصه و جواهر موهوبه از صدف الهیه هستند چنانچه در کلمات
عالیات مقام دیگر میفرمایند.

"بلی ای محبوب من هر صدری قابل حب تو نیست و هر قلبی
لایق ودت نه. حب تو نار مشتعل و اجساد عباد حطب یابس
حطب را مقاومت نار کجا قرار و استقرار ماند مگر آنکه
عنایت قدیمت قلمی بردارد و علیم برداً و سلاماً بر افرازد تا
قلم قدرت بر لوح منیر دل رقم حجت نگارد و ذلک من
فضلک القدیم. توتیه من تشاء من عبادک. الی آخر

اگر کسی سوال کند که این جانفشانی چه لزومی داشت
یا کشته شدن این نفوس چه فائده بآستان الهی یا بخلق خدا
رسید حق لیطفه گویند اگر این مجانین عشق پا بدایرهٔ عشقبازی

نمی گذاشتند کسی بگشتن و ضرب و شتم آنها قیام نمی نمود.
ولی اگر اندک فکری نمایند و نظر بتاریخ دیرینهٔ جهان اندازند
خواهند دانست که حق مانند دُرِ شاهواریست که در قعر دریای
بی پایان پنهانست و حق جویان و حق شناسان و حق پرستان
بامراتب متفاوت همیشه کوشان و این بسی معلوم است که هیچ
گنجی بی رنج بدست نیاید و اینکه گفتیم حق گفتیم بطور مجمل بود
و این کلمه ایست که اقلام کل عالم در وصفش عاجز است
خو نسبت راجع باین بحر بی پایان ما در قسمتی سخن برانیم که
متعلق بما است مثلاً لفظ علم را حق تصور کنید که برای رسیدن
بآن وسائل متعدد و جماعات مختلف آن منسوبند و لی
شاگردان مدرسه اگر در کلاس نشسته از بنیان مدرسه و معلمین
و درجات و قابلیات ایشان سخن گویند از تحصیلات خود باز
مانده هرگز ترقی نکنند. پس بهتر آنست شاگردان در دایرهٔ
خود از درسها و آن قسمت علم که متعلق بایشانست سخن رانند
لهذا راجع بکلمهٔ حق نیز بر بشر واجبست تا آن اندازه که بایشان
مربوط است و میتوانند درک کنند سخن گویند.

و آن احتیاج بیک مربی کاملیست که میتواند دستور العمل
برای ما معین فرماید که اگر نتوانستیم حق خالق خود را بجا آوریم
اقلاً حقوق جمیع بشر محفوظ ماند لهذا کسانیکه قیام بدریافتن
این در شاهوار یعنی حق بشر شناسی که در ته دریای جهالت
و نادانی و هوا و هوس پنهان بود کردند. کسانیکه دانسته و یا
ندانسته در راه حق شناسی حائل بودند مانع جنبش مقصود
حق جویان میشدند و آنچنانچیکه میخواستند این ابرهای تیرهٔ
ظلمانی را از روی چهرهٔ خورشید حقیقت بردند و روشنائی
حقیقت را در انظار منصفان و حق جویان آشکار بسازند

دمخلق بفهمانند که اگر شما باین دستور رفتار کنید حقوق شما محفوظ خواهد ماند والبته همیشه عدهٔ خودخواهان و مقلدین بیش از عدهٔ حق شناسان بوده و اسباب دنیویه نیز بیشترها در قبضهٔ ایشان. لهذا عاشقان حق مجبور بودند با اسباب روحانیه یعنی روح و جان و دل و سر و جسم خود مقابله کنند و هرگاه از جان دادن بترسند و از بلا فرار نمایند هرگز بمقصد نائل نگردند.

"اینست که حضرت بهاء الله در لوح میرزا سعید خان میفرماید

"محبان کوی محبوب و محرمان حریم مقصود از بلا پروا ندارند و از قضا احتراز نجویند از بحر تسلیم مرزوقند و از نهر تسنیم مشروب رضای دوست را بدو جهان ندهند و قضای محبوب بقضای امکان تبدیل ننمایند زهر بلیات چون آبحیات بنوشند و سم کشنده را چون شهد روح بخشنده لاجرعه بیاشامند و در صحراهای بی آب مهلک بیاد دوست تواجند و در بادیه های متلف بجان فشانی چالاک دست از جان برداشته اند و عزم کعبهٔ جانان نموده اند چشم از عالم بربسته اند و بجمال دوست گشوده اند جز محبوب مقصودی ندارند و جز وصال کمالی نجویند بشهپر توکل پرواز نمایند و بجناح توسل طیران کنند نزد ایشان شمشیر خونریز از حریر بهشتی محبوب تر است و تیر تیز از شیر ام مقبولتر" الی آخر بیانه

حال چنانچه در مثل نوشتهٔ فکر شدکه هرگاه حق نکتهٔ علم تصور کنیم و آنچه مربوط بما است در تحصیل آن بکوشیم. همچنین هرگاه سعی پیغمبران و اولیائیکه خواستند حفظ حقوق بشر را بنمایند تصور نمائیم و بگوئیم ایشان برای نیل باین مقصد بزرگ هرچه بسرشان آمد بخود هموار کردند کوشیدند تا کامیاب شدند صحیح است و اگر در ضمن بگوئیم مقصود بزرگترین نیز در نظر داشتند که آن رضای محبوب لایزالی است و آن در مثل قسمت عمدهٔ علم و مراد موسسین مدرسه است

که از دائرهٔ افکار محصلین بسی بالاتر است اهم بهتر است آنرا نمی توانیم درک کنیم جز اینکه هرچه معلم ما که در کلاس ما آمده بما بگوید بشنویم و بلا تردید قبول کنیم زیرا ما میتوا[نیم] تصور و ادراک و قبول نمائیم همان درسها نیست که این ترقی راجع بنکتهٔ علم بما میفهماند و الا اگر هر یک از محصلین راجع نزد خود تصور بنمایند و در مغز خود راجع بعلم چیزی مجسم کنند در مقابل نکتهٔ علم میسرند جز اوهام چیزی نخواهد بود. پس آنست که گفتهٔ حکیم سنائی گوش هوش خود را به پند این مرد دهیم. چنانچه گوید ـ

عقل اگر خواهی که ناگه در عقیلت لنگ ند
گوش گیرش در دبیرستان الرحمن در آر

# شرح تشریف فرمائی جناب محترم مانکجی (منی) مِٹه از مِٹران به پونه و ملاقات با دوستان و قاطبهٔ اشخاص مُهم در پونه

جناب مانکجی (منی)، فرزند ارشد سرهومی مِٹه دعوت نامهٔ
... منشی محفل روحانی بهائیان پونه به بعضی از دوستان ابلاغ و
... ای ملاقات با دوستان را در بنگله (عمارت) شخصی خود شان
... پونه نمودند و لهذا در ساعت ½ ۳ بعد از ظهر یوم پنجم شهر النور
... و ۱۱ر جون ۱۹۴۱ء چهارشنبه در بنگلهٔ سرهومی مِٹه دوستان ذیل
... نور بهم رسانیده و قریب یکساعت ملاقات با ایشان و مذاکرات
... اطراف ترقیات امرالله مداومت داشت معظم الیه با وجودیکه
... خانواده بزرگان و اعیان و سرشناس درمیان اهل هند هستند
... ن حیث المجموع سرآمد اقرانند معهذا درکمال خضوع و احترام و در
... ایت فروتنی و تواضع هستند (تواضع زگردن فرازان نکوست)
و مخصوصاً اقبال ایشان بامر مبارک بهائی ایشان را روحانی
... ت نموده است و بنجابت و شرشجرطیبهٔ خوانوادگی خویش را
... عالم سمر نموده و مینمایند. حضرت بهاءالله جلّ اسمه الاعظم در
... مات مکنونه میفرمایند (لیس نکوست حال آن غنی که غنا از ملکوت
... دوانی منعش نماید و از دولت ابدی محرومش نگرداند قسم باسم اعظم
... نور آن غنی اهل آسمان را روشنی بخشد چنانچه شمس اهل زمین را) از قضا
... بهمان روز اماء الرحمن محترمه شیرین خانم فوجدار و مخدره مهرانگیز
... خانم بهمان برای سفر تبلیغی به بیجاپور میرفتند وارد پونه باتفاق امة الله
... ه شیرین خانم خدایار رستمی و جنابان آقا اسفندیار فرودیگانگی و

آقای آقا میرزا خداداد مخلّق و آقای آقا بهوداکهن و آقای پروشا
فرودیگانگی و شاه بهرام موبدزاده (منشی این محفل) بملاقات
ایشان محظوظ و مسرور بودیم و وعده شد عصر روز چهاردهم جون
۱۹۴۱ء در محل نشنل هوتل پونه تشریف آورده با اعضای محفل
روحانی و اعضای لجنهٔ تبلیغ و هر شخص مُبتدی و غیر بهائی اگر حاضر
شوند ملاقات و مذاکرات امری نمایند و بعد از ظهر یوم ۱۹ر جون
۱۹۴۱ء در محل محفل پونه با عموم برادران و خواهران بهائی ملاقات
نمایند و چنین هم واقع شد در ساعت ½ ۴ بعد از ظهر یوم ۱۴
جون ۱۹۴۱ء در آپارتمان نشنل هوتل مجلس مرکب از اعضای
محفل روحانی پونه و اعضای لجنهٔ محلّیه تبلیغ و چند نفر از مسافرین بهائی
و غیر بهائی و جناب محترم آقا اردشیر فیروزشاه مِٹه منسوب آقای
منی مِٹه که برای تحقیق تشریف آورده بودند بصدارت جناب مکرم
آقای منی مِٹه تشکیل و در اطراف امرالله مذاکرات کافی بعمل
آمد. مبتدیان بسیار مسرور و محظوظ شدند و پس از صرف
(شب چهره) مجلس ختم گردید و اما آقای منی مِٹه با شوق و عشق
مفرطی که بامرالله و احبّاءالله داشته و دارند از روز دوازدهم
جون ۱۹۴۱ء و تا روزیکه در پونه تشریف داشتند مرتباً طرف
عصر در نشنل هوتل تشریف آورده با بعضی از دوستان بالاخص
جنابان آقای آقا میرزا خداداد مخلّق و آقای بهوداکهن و غیرهما

تا پاسی از شب گذشته در اطراف ترتیبات امرالله و لقت امر تبلیغ و ملاقات با اشخاص مهمه صحبت می نمودند و کرارا در ضمن صحبت اظهار می شوند مسرت و حظ من همان اوقاتی است که با برادران و خواهران بهائی ملاقات و در موضوع تعلیمات و دستورات مبارکه حضرت بهاءالله جل اسمه الاعظم مباحثه می کنند عصر روز ۷ ارجون سنه ۱۹۴۸ء با بعضی از دوستان به وادیا کالج تشریف برده با جناب فضائل مآب پرافسر جوگ ملاقات و در کمال محبت و روحانیت با ایشان مذاکرات امر بهائی نموده خواهش نمودند ترتیب نطق بهائیان را در مواقع لازمه در کالج مزبور بدهند جناب پرافسر جوگ پرنسپال (مدیر کل) وادیا کالج بشخص منصف و سلیم النفس هستند و از امر مبارک بهائی هم مختصر اطلاعاتی دارند از دو نقطه نظر - یکی احترام قلبی ایشان بامر مبارک بهائی و یکی هم احراز فامیلی جناب محترم منی مشه در کمال خضوع و احترام تقاضای ایشان را پذیرفته اظهار نمودند در هر موقعی که ناطقین بهائی بیا ایشان ممکن باشد و وادیا کالج مصروف نباشد هر آئینه ترتیب عالی برای نطق بهائیان خواهند داد روز بعد ایضا با بعضی از دوستان بملاقات (سری جگت مهراج) که از اعیان محترم و مشهور دکن هستند و را او با دور تو به فاشخاص مهم دیگر ملاقات و ابلاغ بیانات حضرت بهاءالله را در کمال محبت و صراحت می نمودند و در نهایت رأفت نوازش شدند و بموجب دستخط آقای منی مشه که اخیراً از پنچگانی محل وصول داده است ایشان در پنچگانی هم با اشخاص مهمه ملاقات و مذاکرات امری می نمایند . البسته چون اصالت و نجابت با روحانیت و دیانت هم آغوش شوند ثمرات شیرین و مفیده از آن بعرصه نماید - جناب منی مشه را احدی بامرالله تبلیغ ننموده است بلکه اند قرار اظهار خودشان صرف دست قدرت و قضای بوده است و شرح نطق ایشان مفصل در آتیه تدوین نموده خود ایشان گذرانیده برای درج در مقدمه الکامل بمنزله متنی نقدیم خواهیم نمود - همین قرار امید داریم این شخص محترم همان شخص فارسی محترم باشد که حضرت عبدالبهاء ارواحنا لرمسه الاطهر فداء به جناب مستاسج الی آقا مهربان رستم رشتی و بعضی از زائرین کوی دوست فرموده اند که عنقریب در میان پارسیان هند بواسطه ایشان داخل امر بهائی شده تحقیق و تصدیق نمایند)   (موبدزاده دمنشی)

# سرود اطفال بهائی

(۱) ما همه اطفال بهائی نژاد   بالب خندان و دلی شاد و شاد
باتبسم باترنم باتعظیم   تهنیت گوئیم تربیت جوئیم
(۲) محفل شورای پدر باوفا   معدن علم است دبستان ما
جمله دانید عمر جاوید هرچه خواهید در دبستانست کان ارفانست
(۳) مدرسه اهل بهاء با صفاست   چونکه نگهبان وی امر خداست
وقت علم است . دور حلم است . روز سلم است . علم چون جانست بعد ازان
(۴) علم بود عزت هر ملتی -   علم بود شوکت هر دولتی
علم نور است . علم حور است . علم زور . علم جانانست . شمس رخشانست
(۵) علم و عمل چون تن و جان باهم است . بی عمل و علم بعینه عدم است
بی کمالی بی خیالی . بدخصالی . شأن حیوانست . خوی دیو انست
(۶) مهر و محبت رفقا دین ماست . لطف و شفقت رفقا دین ماست
مهربانی نکته دانی جان فشانی کار مردانست فخر انسانست
(۷) شرم و حیا صدق و صفا درس ما . عدل و تقی حب و وفا درس ما
طفل خوشخو خلق نیکو . یار دلجو . تاج شاهانست . ماه تابانست
(۸) شوق ربانی که دلدار ماست . قوت قلب سرو سردار ماست
پرورش آرید کوشش آرید جوشش آرید وقت جولانست حق نمایانست
(۹) دور منیر از سر آغاز شد . دورهٔ غصن شه ممتاز شد
اصل انسان . شاه یمان . غصن یزدان محیی جانست او جهانیانست



ماہوار میگزین
نئی دہلی
ایڈیٹر
الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ

# پیامِ دہلی

| نمبر نہم ۹ | ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء | جلد دوم |
|---|---|---|

# مُناجات

الٰہی الٰہی اولیائے خود را حفظ فرما۔ توئی آں کریمیکہ عفوت عالمرا احاطہ نمودہ
الٰہی الٰہی اپنے دوستوں کو اپنی حفاظت میں رکھ۔ تو ہی ہے وہ کریم کہ تیرے درگذر نے تمام جہان کو گھیر لیا ہے
بر عبادت رحم فرما و تائید نما بر اعمال و اخلاق و اقوالیکہ لائق ایام توست۔ بیک کلمۂ علیا
اپنے بندوں پر رحم کر اور اُن اعمال و اخلاق اور ان باتوں کی توفیق دے جو تیرے ایام کے لائق ہیں۔ ایک ہی بلند کلمے سے تیری بخشش
بحرِ بخششت مواج و بیک اشراق نیر امر آفتاب جود و غفران ظاہر و ہویدا ہمہ بندگان تو اند و
کا سمندر موجزن ہے اور تیرے امر کے آفتاب کی ایک ہی چمک سے عنایت و معافی کا آفتاب ظاہر و نمودار ہوا۔ سب تیرے بندے ہیں اور
باُمید کرمت زندہ اند دست قدرت از جیب قوت برآر و این نفوس درگل ماندہ
تیری کرم فرمائی کی اُمید پر زندہ ہیں۔ اپنی قدرت کا ہاتھ قوت کی جیب سے باہر نکال اور ان مٹی میں پڑے ہوئے لوگوں
رانجات دہ توئی مالک ارادہ و سلطان جود۔ لا الٰہ الا انت العزیز الوہاب
کو نجات دے۔ تو ہی ہے ارادہ کا مالک اور بخشش کا بادشاہ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو سب پر غالب اور بڑا فیاض ہے

(ادعیۂ محبوب)

# یومِ موعود آگیا!

## انقلابِ عالم کے متعلق حضرت ولی امر اللہ کا بیان

دُنیا اِس وقت ایک ایسے طوفان کی لپیٹ میں ہے جس کی شدّت بے نظیر۔ راستہ نامعلوم۔ فوری اثرات تباہ کُن۔ مگر جس کے آخری نتائج ایسے شاندار ہیں کہ کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے ہونگے۔ اس کی تخریبی قوت و وسعتِ رفتار میں بے دھڑک بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اس کی پاک کرنے والی طاقت اگرچہ دکھائی نہیں دے رہی مگر دن دونی اور رات چوگنی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ نوعِ انسان اس کی غارتگر قوت کے پنجوں میں پھنسی ہوئی اس کے ناقابلِ مدافعت جوش و غضب کے واقعات سے مار کھا رہی ہے یہ نہ تو اس کے آغاز کو دیکھ سکتی ہے نہ اس کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتی ہے اور نہ اس کے نتائج کو سمجھ سکتی ہے۔ حیران و پریشان درد سے کراہتی ہوئی لاچار و مجبور یہ خدا کے اس زبردست طوفان کو تک رہی ہے کہ یہ کس طرح کرۂ ارض کے دور ترین و بہترین قطعات کو ملیامیٹ کر رہا ہے۔ اس کی بنیادوں کو ہلا رہا ہے۔ اس کے توازن کو پراگندہ کر رہا ہے۔ اس کی اقوام کو جُدا جدا کر رہا ہے اس کے لوگوں کے گھروں کو اجاڑ رہا ہے۔ اس کے شہروں کو غارت کر رہا ہے۔ اس کے بادشاہوں کو دربدر کر رہا ہے۔ اس کی پناہ گاہوں کو توڑ کر گرا رہا ہے۔ اس کے اداروں کو جڑ سے اکھیڑ رہا ہے۔ اس کی روشنی کو مدہم بنا رہا ہے اور اس کے ساکنین کی ارواح کو مجروح کر رہا ہے۔

عزیز دوستو! اس انقلابِ عظیم کی زبردست تاثیرات کو اُن کے جو حضرت بہآء اللہ اور حضرت باب پر ایمان لے آئے ہ کوئی نہیں سمجھتا۔ اہلِ بہآء خوب جانتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا اور اس کی انتہا کیا ہوگی۔ اگرچہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی کہاں تک ہوگی۔ مگر وہ اس کی ابتدا کو صاف طور سے پہچانتے اس کی سمت کو خوب جانتے ہیں۔ اس کی پُراسرار نشو کو بلا خو دیکھ رہے ہیں۔ صدقِ دل سے اس کی شدّت کی کمی کی دُعا مانگ رہے ہیں۔ نہایت دانائی سے اس کے غضب کو دھی کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور صاف نظر سے اس بیم و امی تکمیل کے منتظر ہیں جن کا اس سے پیدا ہونا ایک قدرتی بات

وہ لوگ جو حضرت بہآء اللہ کو لسان اللہ اور مظہر اللہ تس کرتے ہیں جانتے ہیں کہ یہ قہرِ الٰہی مکافاتِ عمل بھی ہے اور تزکیہ بھی اور ایک اعلیٰ و مقدس فعلِ خداوندی بھی۔ یہ خدا کی طرف کی عذ بھی ہے اور تمام نوعِ انسان کو پاک کرنے کا عمل بھی۔ اس کے سی نوعِ انسان کی خودسری اور اس کے تمرّد کو سزا دے رہے ہیں ساتھ ہی اس کے اجزاء کو ایک عالمگیر ناقابلِ تقسیم قوم میں اکٹھا کر ہیں۔ اِن فیصلہ کُن سالوں میں جو عصرِ بہائی کی پہلی صدی گذر اشارہ اور نئی صدی کے شروع ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔

تقدیرات کے مطابق جو نوعِ انسان کا حکم اور نجات دہندہ ہے
نوعِ انسان ایک ہی وقت میں اپنے اعمالِ گذشتہ کا حساب دینے کیلئے
اور اپنی آئندہ کی ماموریت کے لئے بلائی جا رہی ہے اور پاک بنائی جا
رہی ہے۔ نہ تو یہ اپنے گذشتہ اعمال کی ذمہ واریوں سے بچ سکتی ہے
اور نہ آئندہ کی ماموریت سے پہلو تہی کر سکتی ہے۔ خدا جو علیم و خبیر، عادل
رحیم، قادر و حکیم ہے۔ اس اعلیٰ امر الٰہی کے زمانہ میں متمرد و خود سر
انسان کے ارتکابِ فعل و ترکِ فعل کے گناہوں کو بلا سزا نہ چھوڑیگا
نہ وہ اس بات پر راضی ہوگا کہ اپنے بچوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دے
اور انھیں ان کے تدریجی اور رحمت سے حاصل ہونے والے ارتقاء کی
آخری اور مسرت بخش منزل سے محروم کرے کیونکہ یہ ان کا لازمی حق
اور صحیح مآل ہے۔

ایک جگہ تو حضرت بہاءاللہ خود نوعِ انسان کو تنبیہ کرتے
ہوئے فرماتے ہیں "

"اے لوگو! قہرِ الٰہی کے ایام کی توقع میں بیدار ہو جاؤ
کیونکہ وہ موعود زمانہ اب آگیا ہے۔"

"اُس چیز کو ترک کرو جو تمھارے پاس ہے اور اُس
چیز کو پکڑو جو انسانوں کی گردنوں کو جھکا دینے والا
خدا لایا ہے۔ ای لوگو! پکے یقین سے جان لو کہ
جو تم نے کیا ہے اگر تم نے اُس سے رُخ نہ پھیرا تو
قہرِ الٰہی تمھیں چاروں طرف سے آگھیریگا اور تم
ایسی باتیں دیکھو گے جو اُن تمام باتوں سے زیادہ
دردناک ہونگی جو آج تک تم نے دیکھی ہیں"

پھر فرمایا ہے۔

"اے لوگو! ہم نے تمھارے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے
اگر اُس وقتِ مقررہ پر تم خدا کی طرف رجوع کرنے
سے قاصر رہے تو وہ تمھیں شدت کی سختی سے
پکڑیگا اور تم پر ہر طرف سے درد انگیز مصیبتوں کو
گرنے دیگا۔ آہ! وہ قہرِ الٰہی کیسا سخت و شدید
ہے جس سے تمھارا خدا تمھیں سزا دے گا۔"

دوسری جگہ آپ اس دُنیا کا جو اس وقت تاریکی میں بیٹھی ہوئی ہے
شاندار مستقبل کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے الفاظ میں زور دے کر
فرماتے ہیں۔

"دُنیا اِس وقت حمل کی حالت میں ہے وہ دن
قریب آ رہا ہے جب یہ اپنے شریف ترین پھل
پیدا کریگی جب اس میں سے بلند ترین درخت ہو کر
بڑھینگے۔ نہایت خوبصورت شگوفے پیدا ہونگے
جو اعلیٰ درجہ کی آسمانی برکات ہونگی۔"

"وہ وقت قریب آ رہا ہے جب ہر ایک پیدا شدہ
چیز اپنا بوجھ اُتار کر پھینک دیگی۔ تعریف ہو اس خُدا
کی جس نے ایسے فضل کا وعدہ فرمایا جو ظاہر و
پوشیدہ تمام چیزوں پر مُحیط ہے۔"

نوعِ انسان کے سنہری زمانہ کی پیشینگوئی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

"یہ بڑے ظلم و ستم خدا کے عدلِ عظیم کی آمد کا پتہ
دے رہے ہیں۔"

یہ عدلِ عظیم ہی درحقیقت وہ عدل ہے جس پر صلحِ اکبر کی بنیاد رکھی جائیگی
اور صلحِ اکبر اس عظیم الشان تمدن کو لائے گی جو سارے دنیا کا تمدن ہوگا
اور جو ابد الآباد تک اُس کے نام سے زندہ و پائندہ رہیگا۔ جو اسمِ اعظم کا
مالک ہے۔

پیارے دوستو! تقریباً ایک سو سال ہو گئے کہ حضرت بہاءاللہ
دنیا میں ظاہر ہوئے۔ آپ اس ظہور کی شان میں خود فرماتے ہیں

# یومِ موعود آگیا!

## انقلابِ عالم کے متعلق حضرتِ ولیِ امراللہ کا بیان

دُنیا اِس وقت ایک ایسے طوفان کی لپیٹ میں ہے جس کی شدّت بے نظیر۔ راستہ نامعلوم۔ فوری اثرات تباہ کُن۔ مگر جس کے آخری نتائج ایسے شاندار ہیں کہ کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے ہونگے۔ اس کی تخریبی قوت؛ وسعتِ رفتار میں بے دھڑک بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اس کی پاک کرنے والی طاقت اگرچہ دکھائی نہیں دے رہی مگر دن دونی اور رات چوگنی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ نوعِ انسان اس کی غارتگر قوت کے پنجوں میں پھنسی ہوئی اس کے ناقابلِ مدافعت جوش وغضب کے واقعات سے مار کھا رہی ہے یہ نہ تو اس کے آغاز کو دیکھ سکتی ہے نہ اس کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتی ہے اور نہ اُس کے نتائج کو سمجھ سکتی ہے۔ حیران و پریشان درد سے کراہتی ہوئی لاچار و مجبور یہ خدا کے اس زبردست طوفان کو تک رہی ہے کہ یہ کس طرح کرۂ ارض کے دور ترین و بہترین قطعات کو ملیامیٹ کر رہا ہے۔ اس کی بنیادوں کو ہلا رہا ہے۔ اس کے توازن کو پراگندہ کر رہا ہے۔ اس کی اقوام کو جُدا جدا کر رہا ہے اس کے لوگوں کے گھروں کو اُجاڑ رہا ہے۔ اس کے شہروں کو غارت کر رہا ہے۔ اس کے بادشاہوں کو در بدر کر رہا ہے۔ اس کی پناہ گاہوں کو توڑ کر گرا رہا ہے۔ اس کے اداروں کو جڑ سے اُکھیڑ رہا ہے۔ اس کی روشنی کو مدہم بنا رہا ہے اور اس کے ساکنین کی ارواح کو مجروح کر رہا ہے۔

عزیز دوستو! اس انقلابِ عظیم کی زبردست تاثیرات کو سوائے اُن کے جو حضرت بہاء اللہ اور حضرت باب پر ایمان لے آئے ہیں اور کوئی نہیں سمجھتا۔ اہلِ بہاء خوب جانتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا ہے اور اس کی انتہا کیا ہوگی۔ اگرچہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی وسعت کہاں تک ہوگی۔ مگر وہ اس کی ابتدا کو صاف طور سے پہچانتے ہیں اس کی سمت کو خوب جانتے ہیں۔ اس کی پُراسرار روش کو بلا خوف دیکھ رہے ہیں۔ صدقِ دل سے اس کی شدّت کی کمی کی دُعائیں مانگ رہے ہیں۔ نہایت دانائی سے اس کے غضب کو دھیما کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور صاف نظر سے اس بیم و اُمید کی تکمیل کے منتظر ہیں جن کا اس سے پیدا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔

وہ لوگ جو حضرت بہاء اللہ کو لسان اللہ اور مظہر اللہ تسلیم کرتے ہیں جانتے ہیں کہ یہ قہرِ الٰہی مکافاتِ عمل بھی ہے اور تزکیۂ نفوس بھی اور ایک اعلیٰ و مقدس فعلِ خداوندی بھی۔ یہ خدا کی طرف کا عذاب بھی ہے اور تمام نوعِ انسان کو پاک کرنے کا عمل بھی۔ اس کے شعلے نوعِ انسان کی خودسری اور اس کے تمرّد کو سزا دے رہے ہیں اور ساتھ ہی اس کے اجزاء کو ایک عالمگیر ناقابلِ تقسیم قوم میں اکٹھا کر رہے ہیں۔ اِن فیصلہ کن سالوں میں جو عصرِ بہائی کی پہلی صدی گذرنے کا اشارہ اور نئی صدی کے شروع ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس کی

تقدیرات کے مطابق جو نوعِ انسان کا حکم اور نجات دہندہ ہے
نوعِ انسان ایک ہی وقت میں اپنے اعمالِ گذشتہ کا حساب دینے کیلئے
اور اپنی آئندہ کی ماموریت کے لئے بلائی جارہی ہے اور پاک بنائی جا
رہی ہے۔ نہ تو یہ اپنے گذشتہ اعمال کی ذمہ داریوں سے بچ سکتی ہے
اور نہ آئندہ کی ماموریت سے پہلو تہی کر سکتی ہے۔ خدا جو علیم و خبیر، عادل
رحیم، قادر و حکیم ہے۔ اس اہم امرِ الٰہی کے زمانہ میں متمرد و خود سر
انسان کے ارتکابِ فعل و ترکِ فعل کے گناہوں کو بلا سزا نہ چھوڑیگا
نہ وہ اس بات پر راضی ہوگا کہ اپنے بچوں کو ان کے حال پر چھوڑدے
اور انھیں ان کے تدریجی اور رحمت سے حاصل ہونے والے ارتقاء کی
آخری اور مسرت بخش منزل سے محروم کرے کیونکہ یہ ان کا لازمی حق
اور صحیح مآل ہے۔

ایک جگہ تو حضرت بہاء اللہ خود نوعِ انسان کو تنبیہ کرتے
ہوئے فرماتے ہیں"

"اے لوگو! قہرِ الٰہی کے ایام کی توقع میں بیدار ہو جاؤ
کیونکہ وہ موعود زمانہ اب آگیا ہے۔"

"اس چیز کو ترک کرو جو تمھارے پاس ہے اور اس
چیز کو پکڑو جو انسانوں کی گردنوں کو جھکا دینے والا
خدا لایا ہے۔ اے لوگو! پکے یقین سے جان لو کہ
جو تم نے کیا ہے اگر تم نے اس سے رُخ نہ پھیرا تو
قہرِ الٰہی تمھیں چاروں طرف سے آگھیریگا اور تم
ایسی باتیں دیکھوگے جو ان تمام باتوں سے زیادہ
ہولناک ہونگی جو آج تک تم نے دیکھی ہیں"۔

پھر فرمایا ہے:-

"اے لوگو! ہم نے تمھارے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے
اگر اس وقتِ مقررہ پر تم خدا کی طرف رجوع کرنے
سے قاصر رہے تو وہ تمھیں شدت کی سختی سے
پکڑ لیگا اور تم پر ہر طرف سے درد انگیز مصیبتوں کو
کر دیگا۔ آہ! وہ قہرِ الٰہی کیسا سخت و شدید
ہے جس سے تمھارا خدا تمھیں سزا دے گا۔"

دوسری جگہ آپ اس دنیا کا جو اس وقت تاریکی میں لپٹی ہوئی ہے
شاندار مستقبل کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے الفاظ میں زور دے کر
فرماتے ہیں:-

"دنیا اس وقت حمل کی حالت میں ہے وہ دن
قریب آرہا ہے جب یہ اپنے شریف ترین پھل
پیدا کریگی۔ جب اس میں سے بلند ترین درخت پھوٹ کر
بڑھینگے۔ نہایت خوبصورت شگوفے پیدا ہونگے
جو اعلیٰ درجہ کی آسمانی برکات ہونگی۔"

"وہ وقت قریب آرہا ہے جب ہر ایک پیدا شدہ
چیز اپنا بوجھ اتار کر پھینک دیگی۔ تعریف ہو اس خدا
کی جس نے ایسے فضل کا وعدہ فرمایا جو ظاہر و
پوشیدہ تمام چیزوں پر محیط ہے۔"

نوعِ انسان کے سنہری زمانہ کی پیشینگوئی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"یہ بڑے ظلم و ستم خدا کے عدلِ عظیم کی آمد کا پتہ
دے رہے ہیں۔"

یہ عدلِ عظیم ہی درحقیقت وہ عدل ہے جس پر صلحِ اکبر کی بنیاد رکھی جائیگی
اور صلحِ اکبر اس عظیم الشان تمدن کو لائے گی جو ساری دنیا کا تمدن ہوگا
اور جو ابد الآباد تک اس کے نام سے زندہ و پائندہ رہیگا۔ جو اسمِ اعظم کا
مالک ہے۔

پیارے دوستو! تقریباً ایکسو سال ہوگئے کہ حضرت بہاء اللہ
دنیا میں ظاہر ہوئے۔ آپ اس ظہور کی شان میں خود فرماتے ہیں

"یہ ظہور ایسا ظہور ہے کہ گذشتہ ظہورات اسے
مقررہ درجہ کے سوا پوری طرح نہیں پہچان سکے"

خدا نے پورے سو سال تک انسانوں کو مہلت دی کہ وہ اس عرصہ میں ایسے عظیم ظہور کے مالک پر ایمان لائیں۔ اس کے امر کی حمایت کریں۔ اس کی ثنا و تعریف کریں اور اس کے لائے ہوئے نظام کو دنیا میں قائم کریں۔

سو جلد کتابوں میں جو بیش بہا نصائح۔ زبردست قوانین بے نظیر اصول۔ پر جوش مواعظ۔ تکرار تنبیہات۔ حیرت انگیز پیشینگوئیاں۔ رفیع و روح پرور مناجاتیں اور اہم بیانات و تشریحات کے خزانے ہیں۔ اس خدائی پیغام لانے والے نے اس ماموریت کو جو خدا نے اس کو سونپی ہے ایسی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ پہلے کسی پیغمبر نے بیان نہیں فرمایا۔ دنیا کے شہنشاہوں۔ بادشاہوں۔ شہزادوں۔ فرمانرواؤں۔ حاکموں۔ حکومتوں۔ علماء و عوام مشرق کے ہوں یا مغرب کے اور عام اس سے کہ مسیحی ہوں۔ یہودی ہوں۔ مسلمان ہوں یا زردشتی۔ آپ نے قریباً پچاس سال تک نہایت اندوہ انگیز حالات میں عرفان و دانائی کے یہ بیش بہا موتی جو آپ کے بے نظیر بیانات کے سمندر میں پوشیدہ تھے انہیں پیش کئے۔ دولت و شہرت کو ترک کر کے قید و جلا وطنی قبول فرما کر۔ سب و شتم اور غربت سہہ کر۔ جسمانی اہانت اور بے رحمانہ صدمات برداشت کر کے آپ نے جو اس دنیا میں خدا کے نائب تھے اپنے آپکو جگہ جگہ اور دیس بدیس جلا وطن ہونے دیا۔ حتیٰ کہ سجن اعظم میں آپ نے اپنے شہید فرزند کو تمام نوع انسان کے اتحاد اور اس کی نجات کے لئے قربان کر دیا۔

آپ خود تصدیق فرماتے ہیں:۔

"بلا شک و شبہ ہم انسانوں کو نصیحت کرنے کے
فرض میں قاصر نہیں رہے اور ہم اس بات
کے پیش کرنے میں قاصر رہے ہیں جو قدرت
اور تعریف کے مالک خدا نے ہمیں پہنچانے کیلئے
دی تھی۔ اگر لوگ میری باتوں پر عمل کرتے تو یہ
زمین ایک دوسری زمین بن جاتی۔"

ہم اپنے آپ سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ دنیا نے جو آپ کے اس فکر و توجہ کا مورد تھی اور جس کے لئے آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ اس نے آپکا کیسے استقبال کیا۔ اور آپ کی دعوت پر آپ کو کیا جواب ملا؟

اس امر کے مولد میں اس امر کی نوخیز روشنی کا استقبال ایک ایسے شور و غوغا کے ساتھ کیا گیا کہ اسلام کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ جس ملک میں یہ نور پیدا ہوا اس کے باشندے اپنے جہل مرکب میں مشہور تھے۔ ان کی مذہبی دیوانگی۔ ان کی وحشیانہ بے رحمی۔ ان کے گہرے تعصبات شہرہ آفاق تھے۔ علمائے دین کا ملک کے عوام پر زبردست تسلط تھا۔ ظلم و ستم اور ایذا رسانی کا دور شروع ہوا۔ جس سے ایک ایسی حرارت بھڑک اٹھی جس کی تصدیق لارڈ کرزن نے بھی کی ہے کہ وہ اس آگ سے بھی بڑھ گئی جو سمتھ فیلڈ میں شعلہ انگیز ہوئی تھی اور اس امر کے بیس ہزار سے زیادہ شیدائی اس پر قربان ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے نئے ایمان کو چند روزہ عزت اور فانی زندگی کے لطف کے بدلے بیچنے سے انکار کر دیا۔

جسمانی دکھ اور تکالیف ان مظلوموں کو دیئے گئے۔ ان پر بادشاہ کشی۔ باطنیت۔ غداری۔ لامذہبی۔ بد اخلاقی۔ فرقہ پرستی۔ کفر۔ سیاسی فرقہ داری وغیرہ وغیرہ ناحق الزام لگائے گئے۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک بات بہائیوں کے دینی اصول کے خلاف اور

ان کے چال چلن سے غلط ثابت ہوتی تھی۔

اعیانِ سلطنت کی لاپروائی۔ علمائے قوم کی سنگ دلانہ نفرت عوام کی طعن و تشنیع جن بادشاہوں اور حاکموں کو بانیِ امر نے خطوط لکھے انکی طرف سے تحقیر۔ قتل و غارت کے فتووں کی بوچھاڑ۔ دھمکیاں اور تہدید آمیز احکام۔ جلاوطنیاں جو ان لوگوں کی طرف سے وارد کی گئیں جن کے درمیان یہ امر پیدا ہوا اور پروان چڑھا۔ حاسدوں اور دشمنوں کی طرف سے اس کے اصول اور قوانین کو ان لوگوں کے درمیان جو اس کے وطن سے دور آباد تھے بگاڑنا۔ یہ اُن مصیبتوں کے چند ایک واقعات ہیں جو اُن لوگوں نے اس اَمر پر وارد کئے۔ خود غرضی میں غرق۔ خدا سے دور اور اپنے دین کی نصیحتوں پیشینگوئیوں۔ تنبیہوں اور نشانیوں کو بھولے ہوئے تھے۔ ..............

کوئی تعجب نہیں کہ اُس کی قلمِ اعلیٰ سے جس نے اِن دکھوں کو اعلیٰ ترین صبر کے ساتھ برداشت کیا یہ کلام نازل ہو:۔

"وہ جو ظہور و بطون کا خدا ہے وہ اِس وقت... تمام انسانوں کے درمیان ظاہر ہے۔ اُس کی مبارک ہیکل پر ایسے مظالم وارد کئے گئے ہیں کہ اگر ظاہر و غیب کے سب سمندر روشنائی بن جائیں اور ملکوت کے سب رہنے والے قلمیں ہو جائیں اور آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں لکھنے والی بن جائیں تو بھی بلا شک و شبہ وہ ان کے لکھنے سے عاجز رہینگے۔"

پھر فرمایا ہے:۔

"اپنی زندگی کے اکثر ایّام میں نے اُس بندے کی طرح گذارے ہیں جس کے سر پر کچے دھاگے سے بندھی ہوئی ایک تلوار لٹک رہی ہو اور جسے یہ خبر نہ ہو کہ کب اُس پر گرے گی۔

اپنی ماموریت کی اعلیٰ بلندیوں پر سے آپ عیسائی ملوک کو مخاطب کرتے فرماتے ہیں:۔

"اے بادشاہو! بیس برس ہو گئے جن میں ہر ایک دن ہم نے ایک نئے ظلم کے دُکھ سہے۔ وہ جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں اُن میں سے کسی نے ایسے دُکھ نہیں سہے جیسے ہم سہہ رہے ہیں کاش کہ تم ان کو دیکھتے! لوگ ہمارے خلاف اُٹھے۔ ہمیں موت کے منہ میں دیا۔ ہمارا خون بہایا ہمارے اموال کو تاخت و تاراج کیا۔ اور ہماری عزت و حرمت کی اہانت کی۔ اگرچہ تم ہمارے اکثر مصائب سے واقف ہو مگر تم نے کبھی زبردست ظالم کے ہاتھ کو نہ روکا۔ کیا یہ تمہارا فرض نہیں کہ تم ظالم کے ظلم کو روکو اور اپنی رعایا کے ساتھ عدالت و انصاف سے پیش آؤ تاکہ تمہاری معدلت گستری اور انصاف پسندی سب لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔"

کیا ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ مشرق یا مغرب کا وہ کون سا بادشاہ ہے جس نے اس ظہور کے ظاہر ہونے کے بعد اس کی تعریف میں یا اُن کے خلاف جنھوں نے اس پر ظلم کئے ہیں آواز اٹھائی ہو؟ کن لوگوں نے اتنی طویل قید و گرفتاری کے دوران میں اُٹھ کر ایسے مظالم کے طوفان کو روکنے کی کوشش کی؟ سوائے ایک خاتون کے جو اپنے تنہا نور میں روشن و متجلّی ہے اور کس بادشاہ نے حضرت بہاءاللہ کی آواز پر لبیک کہا۔ بزرگانِ عالم میں سے کون خدا کے اِس نئے امر کو تسلیم کرنے یا مدد دینے کے لئے مائل پایا گیا؟ بیشمار مذہبوں

ں۔پارٹیوں۔گروہوں۔اور انسانی خیال کے بہت ہی زیادہ بٹے
ئے فرقوں میں سے کن لوگوں نے یہ ضروری جانا کہ اپنی نگاہیں
امر کے نکلتے ہوئے سورج پر لگائیں۔اس کے پھلتے پھولتے نظام
ور کریں۔اس کے پوشیدہ ترقی و رفتار کو سوچیں۔اس کے اہم
ینام کی تشخیص و قدر کریں؟ اس کی نوخیز قوت کو تسلیم کریں؟
کی صحت افزا حقیقت کو قبول کریں اور اس کے ازلی و ابدی
ائق کو مشہور کریں؟

دانایانِ عالم یا برائے نام اہلِ عقل و دانش کوئی یہ
ور پہ دعویٰ کرسکتا ہے ......... کہ اس نے صحیح غور و تفحص
ے ساتھ اس کی کتابیں پڑھی ہیں اور نہایت تندہی کے ساتھ حق کو
قصے کہانیوں سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ہے یا اس کے امر کے
اتھ ایسا سلوک کیا ہے جو کرنا چاہئے تھا۔فن و علم کے وہ اعلیٰ
فسترین کہاں ہیں جنھوں نے ماسوا چند ایک کے اس امر کی تعریف
محافلت میں کبھی ایک انگلی بھی اٹھائی ہو یا کوئی لفظ بھی اپنے
نہ سے نکالا ہو جس نے دنیا کو ایسے بیش بہا فوائد سے مالامال
لیا ہے۔اس امر کے لئے جس نے اتنی طویل مدت تک مظالم برداشت
کئے۔اور بدترین دکھ اور مصائب سہے اور جو اپنے اندر اس
شکست خوردہ تھکی ہاری دنیا کے لئے خوش آیند و خوش گوار وعدہ
رکھتا ہے .........

ایک سو برس گذرنے کے بعد بین الاقوامی نظارے
اور امر بہائی کی تاریخ کے آغاز کو دیکھتے ہوئے ہمیں کیا دکھائی دیتا ہے؟
ایک جہان جس میں جنگجویانہ نظام کی باہم آویزش سے
دکھ او مصیبت کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔قومیں اور لوگ کذب و
دروغ کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ دن بدن اس خدا
سے جو تنہا ان کی تقدیرات کا مالک ہے دور ہوتے جا رہے ہیں

اور روز بروز اس غارت گری اور قتل عام میں پھنستے جا رہے
ہیں جو دنیا کو نجات دلانے والے کی طرف سے غفلت کے سبب اور اس پر
ظلم و ستم ڈھانے کے سبب لوگوں پر وارد ہوا ہے۔وہ ذریعہ جس پر
ابھی تک ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں نوخیزگی کی حالت سے آگے
بڑھ رہا ہے۔ایک صدی بھر کی مخالفت و ممانعت کی تاریکی سے
بلند ہو رہا ہے اور خدا کے قہر و غضب کے واقعات سے دوچار
ہو کر شکست خوردہ و فرسودہ تمدن کے کھنڈرات پر اپنی عمارت
تیار کر رہا ہے۔ایک دنیا جو روحانیت سے عاری۔اخلاقی لحاظ سے
دیوالیہ۔سیاسی طور پر بٹی ہوئی اور نفاق زدہ۔معاشرتی زندگی میں
منقلب و متردد۔اقتصادی حالات میں مفلوج۔خدا کی لاٹھی کے نیچے
پیچ و تاب کھاتی ہوئی۔لہولہان ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ایک
دین جس کی ندا بہت کم سنی گئی۔جس کے دعاوی رد کئے گئے۔جس کی
تنبیہات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دی گئیں۔
جس کے ماننے والے مولی گاجر کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے گئے۔
جس کے مقاصد و اغراض کا مذاق اڑایا گیا۔پادشاہانِ دنیا نے
جس کی دعوت کی پرواہ نہ کی۔جس کے پیشرو نے جامِ شہادت نوش
کیا۔جس کے بانی کے سر پر مصائب اور تکالیف کا طوفان ٹوٹا رہا
جس کا اوّل مبینِ حقیقی عمر بھر دکھوں اور سخت مصیبتوں سے دوچار رہا۔
ایک دنیا جس کی وضع بگڑ چکی ہے۔جس میں دین اور خوفِ خدا
کا چراغ گل ہو چکا ہے جس میں دھاڑتی اور چنگھاڑتی ہوئی قوم پرستی
و نسل پرستی کی قوتوں نے خود خدا کی جگہ لے لی ہے جو بیدینی کا اولین
نتیجہ ہے۔قوم پرستی اور نسل پرستی کا یہ دیو خودمندی سے اپنا سر بلند کئے
ایسی کریہہ المنظر شکل سے گھور رہا ہے جس میں بادشاہت کا رعب داب
خاک میں مل گیا ہے اور وہ جن کے سر تاج سے مزین ہوتے تھے
اپنے اپنے تخت سے دھکیل کر نیچے پھینک دیئے گئے ہیں۔جس میں اسلامی

عُلمائے دینِ حق کی قوت کا ڈنکا چاردانگ عالمِ اسلام میں بجتا تھا، اور عیسائی عُلمائے دین جو ان سے کچھ ہی کم قوی تھے اب اہانت و رُسوائی کے بھنور میں دم توڑ رہے ہیں۔ جنہیں تعصب و شہوت کی بکھری ہوئی ہیئتِ اجتماعیہ کا خون چوس رہی ہیں۔

ایک دین جس کے ادارات جو آنے والی دُنیا کے جلال و عزت کے حامل ہیں کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہے بلکہ بعض جگہ تو اُس کو پامال کرنے اور جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دینے کی کوششیں کی گئی ہیں جس کے بڑھتے ہوئے نظام پر تمسخر و استہزاء ہو رہا ہے بلکہ لوگ اسے ایک حد تک دبانے اور بیکار کر دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس دین کی بلند ہوتی ہوئی تنظیمِ عالَم جو اکیلی اس برباد ہونیوالی تہذیب کو بچانے کی ضامن ہے، بے پروائی کا شکار بلکہ مقابلہ کیلئے للکاری گئی ہے۔ جس کی پہلی عبادت گاہ کو ظالموں نے ضبط کر کے کسی اور کام میں لگا لیا ہے اور جس کا "گھر" جو ایک عبادت گذار جہان کا مرکزِ کشش و قبلہ ہے، ایسی سخت بے انصافی سے جس کی گواہ دُنیا کی اعلیٰ ترین عدالت بھی ہے اس کے دشمنوں کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا گیا ہے جنھوں نے اس کی بے حرمتی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

ہم ایک ایسے زمانہ میں رہ رہے ہیں جس کا اگر صحیح اندازہ لگایا جائے تو معلوم ہو کہ اس میں دو متضاد و غیر معمولی نظارے دکھائی دے رہے ہیں۔

ایک تو ایسے بوسیدہ۔ ضعیف۔ نکمے۔ بے دین تمدن کی موت کی انگڑائیاں ہیں جس نے باوجودیکہ اکیسو سال تک نئے ظہورِ الٰہی کی آیات۔ نشانیاں اور علامات دیکھی ہیں پھر بھی بڑی ضد کے ساتھ اِس خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے دین کے اصول اور تعالیم کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

دوسرا۔ ایک ایسے نظام و تمدن کے دبدبہ کا اعلان کر رہا ہے جو دُنیا کو خلاصی دینے والا ہے اور جو بلاشک و شبہ گذشتہ یا مذکورہ بالا تمدن کی جگہ لینے والا ہے جس کی انتظامیہ حمایت میں وہ تمدن پل رہا ہے جس کی مثال آجتک دُنیا نے نہیں دیکھی اور جو ساری دُنیا پر چھا جانے والا ہے۔

پہلا تو لپیٹا جا رہا ہے اور ظلم۔ خونریزی و بربادی میں ہلاک ہو رہا ہے۔ دوسرا۔ انصاف۔ اتحاد۔ صُلح و صلاح کے ایسے منظر پیدا کر رہا ہے جو نہ کبھی پہلے دیکھے اور نہ کبھی سُنے ہیں۔

پہلا اپنا زور لگا کر اب کھپ کر رہ گیا ہے۔ اس کا دروغ اور اس کی بے اثری ظاہر ہو چکی ہیں۔ اس کا وقت ہمیشہ کے لئے پورا ہو چکا ہے اور یہ جلد جلد اپنی موت کی طرف بڑھ رہا ہے۔

دوسرا سہ زور اور مغلوب نہ ہونے والا اپنی زنجیروں کو توڑ کر دور پھینک رہا ہے اور دُنیا پر یہ ثابت کر رہا ہے کہ فقط وہ ہی ایک ایسی پناہ ہے جسمیں مصیبت زدہ نوعِ انسان آلائش سے پاک ہو کر وہ کچھ حاصل کر سکتی ہے جس کے لئے وہ منصۂ شہود پر لائی گئی ہے۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں:-

"بہت جلد موجودہ ترتیب و تمدن لپیٹ
لیا جائے گا اور اس کی جگہ ایک نیا تمدن
پھیلایا جائے گا۔"

(باقی)

مترجم۔ عباس علی بٹ

(از ورلڈ آرڈر امریکہ جلد ۷ نمبر ۳ جون ۱۹۴۱ء)

# یومِ مشہود

## جناب مُدیر صاحب اہلحدیث متوجّہ ہوں!

ذیل کا مکتوب "پیامبر" کے لئے موصول ہوا ہے۔ جناب فاضل مُدیر اہلحدیث سے ایک قابل غور سوال کیا گیا ہے جس کا جواب جناب موصوف کو دینا چاہئے۔ اس مکتوب میں پیامبر کے مضمون "اسرار قیامت" پر بھی تنقید کی گئی ہے۔ جس سے ہم نہایت خوش ہیں یقیناً تنقیدات کی ضرورت ہے تاکہ حقائق روشن سے روشن تر ہو جائیں۔ پیامبر میں بار بار اعلان کیا جا چکا ہے کہ تمام منکرین آزادی سے ہمارے مقالات پر جرح و تنقید کر سکتے ہیں۔ ہم ہر علمی بات پر بڑی مسرت سے غور و توجّہ کرینگے۔ اس اشاعت میں موصول شدہ مکتوب درج کرتے ہیں تاکہ محققین آزادی سے غور کریں۔ اپنے جوابات آئندہ اشاعت میں پیش خدمت کرینگے۔ (مُدیر)

رسالہ کوکب ہند اور بہآئی میگزین و پیامبر میں ابتک قیامت کے متعلق اس کثرت کے ساتھ مضامین شائع ہو چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کو شمار کرنے بیٹھے تو بلاشبہ کافی عرصہ درکار ہوگا۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جناب مُدیر پیامبر نے اس مضمون کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ جناب مُدیر پیامبر نے علمای اسلام کو بارہا چیلنج دیا کہ وہ قیامت کا مفہوم فنائے کائنات ثابت کریں لیکن آجتک مختلف اسلامی فرقوں کے علماء کا اس چیلنج کے مقابلہ میں ساکت و خاموش رہنا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ اس موضوع پر بہآئیوں سے گفتگو کرنے کی طاقت اپنے اندر نہیں پاتے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقے جب آپس میں ایک دوسرے کو خانہ جنگی کے لئے بلاتے ہیں تو ہر فرقہ کے علماء رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آجاتے ہیں۔ لیکن ہمیں حیرت اور انتہائی تعجب ہے کہ جس وقت بہآئی لوگ مسلمان علماء سے کہتے ہیں کہ قیامت کا مسئلہ ایک خاص اور اصولی مسئلہ ہے جس پہ ایمان اور یقین رکھنا باعثِ نجات ہے۔ اور ایسا مسئلہ جو مدارِ نجات ہو اُس کا مفہوم واضح متعین، غیر مشکوک طور پر صاف ہونا چاہئے۔ تو تمام مسلمان عالِم ہوں یا غیر عالِم دم بخود ہو جاتے ہیں۔

گلشن میں کہیں بوئے دمساز نہیں آتی
اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی

جس وقت جناب مولانا ثناء اللہ صاحب مُدیر جریدۂ اہلحدیث نے اِس موضوع پر قلم اُٹھایا تو ہمیں بہت مسرت ہوئی کہ مولنا مشہور مُناظر۔ پختہ کار اہلِ قلم اور ہمدردِ ملّت بیضا ہیں۔ وہ ضرور بہآئی دلائل کا فیصلہ کن جواب دیں گے۔ لیکن اس وقت تک کی جملہ بحثوں کو متواتر اور سلسلہ وار مطالعہ کرنے کے بعد افسوس ہے کہ ہماری تمام مسرت خاک میں مل گئی اور مولانا کے جوابات سے بہآئی صاحبان تو درکنار خود راقم الحروف اور اس کے احباب بھی

...ین کو مولانا سے بہ حیثیت ہمدرد اسلام ہونے کے اچھی خاصی ...عقیدت ہے مطمئن نہ ہو سکے۔ جب مولانا ئے موصوف ہی ...م از کم ابتک فنائے کائنات کے عقیدہ کو ثابت کرنے میں ...کام رہے ہیں تو دیگر علمائے کرام سے کچھ زیادہ توقع نہیں ...ہی سے اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اِس وقت راقم الحروف اور اس کے احباب کے پیش نظر ...سورۂ ہود کی ایک آیت ہے۔ معلوم نہیں کہ جناب مدیر پیامبر ...اس مضمون پر اپنے کسی رسالہ میں روشنی ڈال چکے ہیں یا نہیں۔ ...لیکن قبل اس کے کہ ہم مدیر صاحب پیامبر سے اس آیت کا مطلب ...واضح کرنے کی درخواست کریں ہم چاہتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ ...صاحب امرتسری اس آیت پر مفصل روشنی ڈالیں۔ آیت ...یہ ہے:-

| | |
|---|---|
| ...ذٰلك یوم مجموع لّه | یہ وہ دن ہے جسمیں لوگ جمع |
| الناس وذٰلك یوم | ہونگے اور یہی وہ دن ہے جسکی |
| مشهود۔ وما نؤخره | گواہی دی جاتی رہی ہے۔ یہ دن |
| الا لاجلٍ معدود ہ | جسے ہم نے خاص وقت تک کیلئے |
| یوم یأتِ لا تکلّم نفسٌ | روک رکھا ہے جب آجائیگا تو کوئی |
| الّا باذنه فمنهم | شخص خدا کی اجازت بغیر کلام نہ |
| شقیٌّ وّسعید فامّا | کرسکیگا۔ ان میں سے کچھ لوگ |
| الذین شقوا ففی النار | شقی اور کچھ نیکبخت ہونگے۔ بدبخت |
| لهم فیها زفیرٌ وّشهیق | لوگ آگ میں ڈالے جائینگے |
| خالدین فیها ما دامت | جسمیں وہ فریاد کرتے ہونگے |
| السّمٰوٰت والارض الّا | دوزخ میں وہ آسمان و زمین |
| ما شاء ربّك انّ ربّك | کے رہنے تک رہینگے بجز اسکے کہ |
| فعّالٌ لّما یرید وامّا | خدا کچھ اور چاہے کیونکہ وہ اپنے |
| الّذین سعدوا ففی | ارادہ کا مالک ہے۔ |
| الجنّة خٰلدین فیها | ...بھی جنت میں داخل ہونگے اور آسمان و زمین |
| ما دامت السّمٰوٰت | کے رہنے تک رہینگے بجز اسکے کہ خدا |
| والارض الّا ما شاء ربّك | کو کچھ اور منظور ہو۔ یہ بخشش |
| عطاءً غیر مجذوذ ہ | اختتام پذیر نہ ہوگی۔ |
| (سورۂ ہود رکوع ۹) | ۱۲ ۱۲ ۱۲ |

ہم نے اس آیت پر بے حد غور کیا مگر کسی طرح مطلب نہ حل ہو سکا امید ہے کہ جناب مولانا ثناء اللہ صاحب اس آیت کا مفصل طور پر مطلب بیان فرما کر شکریہ کا موقع دینگے۔ لیکن مطلب بیان فرماتے وقت حسب ذیل سوالات پیش نظر رہیں۔

۱- خدا فرماتا ہے کہ قیامت کے دن دو گروہ ہونگے (۱) بد (۲) نیک۔ بدلوگوں کا گروہ دوزخ میں اُسوقت تک رہے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں۔ بموجب عقیدۂ اہل اسلام آسمان و زمین صرف یوم قیامت تک ہی قائم ہیں۔ اس کے بعد فنا ہو جائینگے۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ بد لوگ یوم قیامت تک دوزخ میں رہینگے اور اگر خدا نے چاہا تو یوم قیامت کے پہلے وہ دوزخ سے نکل بھی آئینگے۔ حالانکہ بدکاروں کا یوم قیامت سے پہلے دوزخ سے نکل آنا بموجب عقیدۂ اہل اسلام بالکل باطل ہے۔ ایسی صورت میں آیت کے صحیح معنی کیا ہونگے۔

(۲) اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ بدکار لوگ یوم قیامت تک برزخ میں رہینگے اور چلاتے رہینگے۔ اس کے بعد خدا نے چاہا تو برزخ سے باہر بھی آجائینگے تو برزخ کا مشہور مفہوم تسلیم کر لینے کے باوجود مطلب غلط ہوگا۔ کیونکہ یہاں برزخ کا بیان نہیں فرمایا جارہا ہے بلکہ یوم مشہود یعنی روز قیامت میں بدبختوں کی کیفیت بیان کی جارہی ہے

یہ فرمانا کہ بدکار لوگ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور فوراً ہی یہ فرمانا کہ (آسمان و زمین کے قائم رہنے تک) ان دونوں باتوں میں تضاد ہے۔ یا تو یہ فرمایا ہوتا کہ ہمیشہ رہینگے۔ کبھی نہ نکلینگے یا ہمیشہ رہنے کا لفظ نہ ہوتا اور محض یہ فرمایا ہوتا کہ زمین و آسمان کے قیام تک رہینگے۔ کلام الہٰی میں دو متضاد باتوں کا ہونا ناممکن ہے۔ اس کی تشریح فرمایئے۔

۱- جب بدکار لوگ خدا کی مرضی سے دوزخ سے نکل آئینگے تو فرمایئے جنتی اور دوزخی لوگوں میں فرق ہی کیا رہیگا۔ دونو برابر ہوگئے۔ خواہ سزا کے بعد ہی سہی۔ لہٰذا آیئے کیوں نہ کھائیں پئیں اور مزے اڑائیں۔ اس لئے کہ بالآخر جنت تو مل ہی جائے گی۔ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

۱- نیک کردار لوگ بھی زمین و آسمان کے قائم رہنے تک جنت میں رہینگے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ قیامت سے پہلے پہلے یعنی زمین و آسمان کے فنا ہونے سے پہلے بدکار دوزخ میں اور نیک کردار جنت میں کیونکر رہینگے۔ یہ آسمان و زمین کے قیام تک کے الفاظ کا مطلب خاص طور سے ارشاد ہو۔ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جنتی لوگ بغیر کسی قید اور شرط کے ہمیشہ جنت میں رہینگے۔ اور کسی وقت اُن کا نکل آنا متصور ہی نہیں۔

۶- اگر یہاں بھی جنت سے مراد برزخی آرام و راحت لیا جاتے تو وہی مشکل پیش ہے۔ یعنی یہ بیان یوم الحساب اور یوم قیامت کا ہے۔ برزخ کا نہیں ہے۔

۱- سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ فوراً ہی فرمایا اگر خدا چاہیگا تو یہ لوگ جنت سے نکال بھی دیئے جائینگے۔ چونکہ فرمایا ہے کہ الا ماشاء ربک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی لوگ جنت میں بھی کچھ ایسی حرکتیں کر بیٹھینگے جس کے نتیجہ میں ان کو جنت سے نکال دیا جائے گا۔ کیونکہ نکلنے کی کوئی نہ کوئی علت ہونی چاہیئے۔

۸- پھر فرمایا کہ عطاءً غیر مجذوذ یعنی نیک کردار لوگوں کا جنت میں جانا ایک ناقابل اختتام بخشش ہوگی۔ حالانکہ ابھی فرمایا جاچکا ہے کہ اگر اللہ نے چاہا تو جنت میں رہی رہینگے اور رہینگے بھی تو زمین و آسمان کے قائم رہنے تک۔ غرض یہ تمام بیان اگر ظاہری مطلب پر انحصار رکھا جائے تو متضاد اقوال سے لبریز اور معاذ اللہ ایک چیستان سے زیادہ نظر نہیں آتا۔ اُمید ہے کہ جناب مولانا تسلی بخش جواب دے کر ممنون فرمائینگے۔

جناب مدیر صاحب پیامبر کی خدمت میں گذارش ہے کہ پیامبر بابت ماہ جولائی ۱۹۵۳ء نظر سے گذرا۔ اور "اسرار قیامت" والا مضمون خوب غور سے پڑھا۔ لیکن اس میں اب بھی ایک بات ایسی نظر آتی ہے جس سے یہ مسئلہ صاف نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجادلہ مقصود نہیں صرف جستجوئے حق منظور ہے۔ آپ نے آیتِ قرآنی کل من علیہا فان ویبقٰی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کے متعلق تین باتیں لکھی ہیں۔

(۱) یہ کہ اس آیت میں کہاں ہے کہ قیامت کے دن یہ فنا ہوگی

(۲) یہ کہ اسمیں خصوصی فنا کا ذکر ہے نہ کہ عمومی فنا کا جیسا کہ لفظ مَن سے ظاہر ہے۔

(۳) یہ کہ لفظ فانٍ اسم فاعل بمعنی استمرار استعمال ہوا ہے۔"

پہلی بات کے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر اس آیت میں لفظِ قیامت موجود نہیں ہے تو اس پر اصرار بیجا معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ دوسرے مقامات پر قیامت کا لفظ بھی ذکر کردیا گیا ہے۔ پس یوم قیامت کی مختلف کیفیتوں کا اظہار مختلف

طریقوں سے مختلف الفاظ سے کر دیا گیا ہے۔ مطلب ایک ہی مخصوص دن سے ہے۔

مثلاً فرمایا کہ اس دن لوگ بیہوش ہو جائینگے یا مثلاً اس دن لوگ گھبرا جائینگے یا مثلاً صور پھونک دیا جائے گا یا مثلاً تمام لوگ فنا ہو جائینگے۔ یہ تمام ایک ہی دن کی مختلف کیفیتیں ہیں۔ یعنی اس ایک دن گھبراہٹ ہوگی۔ بیہوشی طاری ہوگی۔ لوگ مر جائینگے۔ تمام ایک ہی دن کے متعلق باتیں ہیں۔ اگر کسی جگہ قیامت کا لفظ نہیں ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ یہ قیامت کے متعلق نہیں ہے۔ اس طرح تو کہا جا سکتا ہے کہ نفخ فی الصور سے قیامت مراد نہیں۔ کیونکہ اس میں قیامت کا لفظ تو آیا نہیں۔ پس لفظِ قیامت کی موجودگی پہ اصرار ہمارے خیال میں ٹھیک نہیں ہے۔

(۲) اگرچہ ذوی العقول کی فنا کا ذکر ہے (جو آپکو تسلیم ہے حالانکہ متعدد جگہ انکار بھی ہے) لیکن اس خصوصی فنا سے عمومی فنا بھی ثابت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان ہی فنا ہو گیا تو دوسری غیر ذوی العقول چیزیں جو انسان کے استعمال کے لئے وجود میں آئیں کہاں باقی رہ سکتی ہیں۔ وہ بھی فنا ہونگی۔ جب اعلیٰ چیز فنا ہے تو ادنیٰ چیز کے باقی رہنے سے کیا حاصل ہے۔

(۳) اسم فاعل استمراری معنوں میں تسلیم ہے۔ لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ ہمیشہ اسم فاعل استمراری معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ غیر استمراری معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اسی سورۃ ہود میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ "انھم ملٰقوا ربھم" بیشک یہی لوگ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ ملٰقو اسم فاعل ہے۔ لیکن کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح روز یہ چیزیں فنا ہوتی رہتی ہیں اسی طرح لوگ روز اپنے رب سے ملاقات کرتے رہتے ہیں؟ نہیں بلکہ ایک مخصوص ہے جس دن لوگ پروردگار سے ملاقات کرینگے۔ پس معلوم ہوا کہ اسم فاعل غیر استمراری معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ اور جب مستعمل ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم لفظِ فان کو غیر استمراری معنوں میں لیں۔ اور اس فنا کو ایک مخصوص دن میں قرار دیں۔ اسم فاعل غیر استمراری معنوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ دوسری بات اس آیت کے متعلق یہ ہے کہ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ یہاں وہی معنی ہیں جو آپ نے فرمائے ہیں تو یبقٰی کا لفظ مخصوص بہ زمانہ مستقبل قرینہ ہے اس امر کا کہ زمانہ مستقبل کے متعلق ہی کلام کیا جا رہا ہے۔ اور فانٍ کی بجائے یہاں بھی یفنی کا لفظ ہوتا۔ لیکن اس صورت میں فصاحتِ کلام باقی نہ رہتی اس لئے ایک جگہ صرف اسم فاعل استعمال کیا گیا اور دوسری جگہ لفظ یبقٰی استعمال کیا گیا تاکہ وہ شبہ نہ ہو جو آپ کو ہو رہا ہے اور اگر ہمارا یہ مفہوم غلط ہے تو لازم تھا کہ یہاں بھی لفظ باق استعمال ہوتا تاکہ استمرار پایا جاتا جو خدا کی حقیقی شان ہے۔ یبقٰی کے لفظ کو شانِ الٰہی میں کمی آتی ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک وقت تھا کہ وجہ رب نہ تھی پھر وجود میں آئی اور اب ہمیشہ رہیگی۔ اگر لفظ باقی ہوتا تو یہ شبہ دور ہو جاتا۔ اور مطلب یہ ہوتا کہ تمام چیزیں معرض فنا میں ہیں اور صرف خدا ہی کی ذات حالتِ بقا میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فنائے کل مخصوص بہ زمانہ مستقبل ہے یعنی ہر چیز فنا ہوتی رہی ہے اور ایکدن ہو جائیگی اور وجہ رب ہر چیز کے ایکدن فنا ہونے پر بھی باقی رہیگی۔

پھر صفحہ ۱۷ پر آپ نے مردوں کے جی اٹھنے کے متعلق آیات مندرجہ اہلحدیث کو نقل فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ انمیں تو صریح طور پر کہیں بھی لفظ قیامت نہیں ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ "اذا القبور بعثرت" "یوم یخرجون من الاجداث" "ونفخ فی الصور" آیات کو آپ بھی یوم قیامت ہی کے متعلق مانتے ہیں (اگرچہ یوم قیامت کی تفسیر کچھ

# امام غائب

امام غائب ؟
کس کے بطن سے اور کب پیدا ہوئے ؟

۱۵ شعبان کو شیعہ دنیا امام غائب کا جشنِ ولادت ... اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نرجس بتاتی ہے۔ کیا یہ دونوں ...یسے معتبر روایتوں پر مبنی ہیں ؟

امام غائب کے متعلق سب سے زیادہ معروف، سب سے ...دہ جامع اور نہایت احتیاط اور دیانت داری سے جمع کی ہوئی ...یتوں کا مجموعہ بحار الانوار کی تیرھویں جلد میں یکجا مہیا کر دیا گیا ہے

جس وقت حضرت باب نے ایران میں اپنا دعویٰ امام ...ی ہونے کا پیش کیا اور بعض زبردست شہرت کے مالک شیعہ علماء ...پر ایمان لے آئے تو شاہنشاہِ ایران اور ان کے وزیرِ اعظم ...علمائے وقت نے اسی کتاب بحار الانوار کی تیرھویں جلد کا فارسی ...ترجمہ کرا کے بابیوں کے دعوت کی اشاعت کو روکنے کے لئے چھپوایا۔ ...ملک و ملت میں امامِ غائب کے متعلق صحیح عقیدے کو پھیلانے کیلئے ...ئع کرایا تھا تاکہ عوام، بابی علماء کی دعوت کو آسانی سے رد کر سکیں۔ ...گمراہ نہ ہو جائیں۔

اب ہندوستان کے بعض علماء نے اپنی مجالس میں کہنا شروع ...دیا ہے کہ بحار الانوار کا شمار معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ خیر ...ہی۔ لیکن وہ کتاب کونسی ہے جو بحار الانوار سے زیادہ قابلِ اعتماد ہو ...اس میں امامِ غائب کے متعلق روایات خصوصیت سے جمع ہیں

براہِ کرم علمائے کرام اس کتاب کا نام بھی بتا دیں تاکہ ہمیں بھی یہ دیکھنے کا موقع ملے کہ شاہنشاہ ایران کے مشیر علماء نے اس زیادہ معتبر کتاب کو حضرت باب کے خلاف کیوں پیش نہ کیا؟

بحار الانوار کی تیرھویں جلد میں سے (ولادت امام غائب) اور (والدۂ امام غائب) کے متعلق جتنی روایات درج ہیں اُن پر ایک تبصرہ جناب سید ابو العباس رضوی نے ترتیب دیا ہے۔ ناظرین اسکو بغور ملاحظہ کریں۔ اور اپنے شناسا علماء سے مشورہ کرکے انکے خیالات اور تحقیقات سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ (حشمت اللہ)

## تاریخ وسال ولادت امام غائب

علامہ محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد سیزدہم بابِ ولادت میں ۳۴ روایات نقل فرمائی ہیں جو خاص اس مسئلہ کے متعلق ہیں کہ امام غائب کس دن اور کس تاریخ اور کس سن میں پیدا ہوئے ان جملہ روایات کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مختلف لوگوں نے بیان کیا ہے۔ بعض راویوں نے اپنی کوئی عینی شہادت بیان نہیں کی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی نہیں بتایا کہ انھوں نے اس کے متعلق فلاں خاص شخص سے سُنا ہے اور صرف یہ کہکر چھوڑ دیا ہے کہ ہم سے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ امام غائب فلاں تاریخ، فلاں دن اور فلاں سن میں پیدا ہوئے۔ اس لئے اصولِ روایت اور درایت دونوں کی

لحاظ سے یہ روایات غیر معتبر اور غیر مستحق ... ہیں اہم مسئلہ
میں کسی قاعدہ کے ماتحت ان روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ
بریں ان روایات میں بے حد تناقض پایا جاتا ہے۔ کسی نے تاریخ
وسال بیان کیا تو دن کا ذکر نہیں کیا۔ کسی نے دن اور سال کو بیان
کیا ہے تو تاریخ بیان نہیں کی۔ اور اگر کسی نے تاریخ وسال اور دن
سب کچھ بیان کیا ہے تو اس قسم کے بیان میں بھی سخت اختلاف ہے
اگر ایک شخص ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ بیان کرتا ہے تو دوسرا ۱۵ شعبان
۲۵۶ھ۔ ظاہر ہے کہ اس شان کے بیانات سے کوئی شخص بھی کسی صحیح
نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ان روایات کا ایک حصہ ایسا ہے جس پر
ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔ اور وہ ایسی روایات ہیں جن کے آخری راوی
کے نام صاف صاف مذکور ہیں۔ ان آخری راویوں کے بیانات پر
قطع نظر اس کے کہ ان کی پوزیشن کہاں تک مضبوط ہے اس لئے اور
بھی غور کرنا چاہئے کہ یہ لوگ اس گھر سے تعلق رکھتے ہیں جس گھر
میں امام غائب کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یقیناً ان سے بہتر اور
معتبر دوسرے لوگ نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ جو ایک گھر کے اندر
ہر وقت رہتے ہوں ان سے اس امر کی زیادہ توقع ہو سکتی ہے کہ اگر
کوئی خاص واقعہ اس گھر میں پیش آئے اور وہ اس واقعہ کو دوسرے
لوگوں کے سامنے نقل کریں تو ان کے بیانات میں کوئی تضاد نہ پایا جائے
اور ان کے بیانات سے کوئی تسلی بخش نتیجہ نکالا جا سکے۔ یہ خاص
راوی کون ہیں؟ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) پہلی راوی حکیمہ ہیں۔ جو امام محمد تقی کی بیٹی اور امام حسن عسکری
کی پھوپھی بیان کی جاتی ہیں۔ صرف یہی معظمہ پہلی اور آخری راوی ہیں
جنھوں نے ولادت امام غائب کی چشم دید شہادت پیش کی ہے۔

(۲) دوسرا راوی عقید ہے جو امام حسن عسکری کا خادم ہے۔
عقید کا بیان ہے کہ حجۃ ابن الحسن شب جمعہ ماہ رمضان
۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے [illegible] اس کا پورا بیان دینے کے [illegible]
طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ امام غائب ماہ رمضان کی کسی شب جمعہ
کو ۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ پورا بیان حسب ذیل ہے:۔

ولی اللہ حجۃ ابن الحسن ۲۵۴ھ میں ماہ رمضان کی کسی
شب جمعہ کو پیدا ہوتے تھے ان کی کنیت ابو القاسم ہے اور بعض
لوگ ابو جعفر بتاتے ہیں۔ ان کا لقب مہدی ہے اور وہ روئے
زمین کے تمام لوگوں پر حجت خدا ہیں۔ ان کی ماں صیقل نامی کنیز تھیں
آپ سر من رای محلہ رصافہ میں پیدا ہوئے۔ لوگ آپ کی ولادت
کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔ بعض ظاہر کرتے ہیں بعض چھپاتے
ہیں۔ بعض آپ کا ذکر کرنے کی مخالفت کرتے ہیں اور بعض ظاہر کرتے ہیں

بیان مذکور کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عقید کو اپنے
اس بیان پر خود اعتماد نہیں ہے بلکہ وہ جیسا دوسرے لوگوں سے
سنتا ہے بیان کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں لوگوں
کے مختلف خیالات ہیں۔ ممکن ہے بعض صاحبان یہ جواب دیں کہ
وہ اپنے بیان پر یقین رکھتا ہے اور اس یقین کے ساتھ وہ ۲۵۴ھ
رمضان کا مہینہ متعین کرتا ہے۔ اسی سلسلہ میں آ کر وہ لوگوں کے اختلاف
کا ذکر بھی کر دیتا ہے جو سال ولادت ۲۵۴ھ کو مشتبہ نہیں کرتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر واقعی ہم عقید کے بیان کو درست
تسلیم کر لیں اور یقین کر لیں کہ امام غائب ماہ رمضان ۲۵۴ھ
ہی کو پیدا ہوئے تو یہ شیعہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ موجودہ زمانہ
میں شیعہ فرقہ کا اس پر اجماع ہے کہ آپ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ
کو پیدا ہوئے۔ چنانچہ شیعہ دنیا میں تاریخ مذکور کو جشن ولادت
منایا جاتا ہے۔

(۳) ایک اور وجہ بھی ہے جو عقید کے اس بیان کو صحیح نہیں قرار
دیتی۔ وہ یہ کہ خود علامہ مجلسی نے صفحہ ۴ پر ایک اور خادم عقبہ کو

حکیمہ کی تائید میں پیش کیا ہے جو حکیمہ کے اس بیان کی کہ امام غائب ۱۵ر شعبان کو پیدا ہوئے تائید کرتا ہے۔ یہ دو خادم ایک ہی گھر کی خدمات پر مامور ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ دونوں میں اختلاف ہو۔ اور بہر حال دونوں میں سے کوئی ایک بیان صحیح ہے۔ یا تو عقبہ غلط کہتا ہے یا عقید۔ اگر عقید کا بیان عقبہ کے مقابلہ میں درست نہیں ہے تو ہمارے ہاتھ سے ایک راوی اور نکل جاتا ہے اور لے دے کے اگر کوئی اعتماد کیا جا سکتا ہے تو صرف حکیمہ کے بیان پر۔ جن کی تائید ایک اور خادم عقبہ نامی بھی کرتا ہے۔ آئیے دیکھیں حکیمہ کیا فرماتی ہیں اور وہ امام غائب کا سن و تاریخ و روزِ ولادت کیا معین فرماتی ہیں۔

حکیمہ دو شخصوں سے بیان کرتی ہیں کہ امام غائب ۱۵ر شعبان کو پیدا ہوئے۔ نہ سال بتاتی ہیں نہ دن۔ ایک اور شخص سے ۱۵ر شعبان کی رات اور سال ۲۵۵ھ بیان کرتی ہیں۔ دن معین نہیں کرتیں۔

(۴) تیسرا بیان ان کا یہ ہے کہ ولادت مذکور ۱۵ر رمضان ۲۵۵ھ کو واقع ہوئی۔

بڑی مشکل سے ہمیں صرف ایک بظاہر معتبر گواہ نظر آیا۔ اور اس کے بیانات میں بھی اس قدر تباین پایا جاتا ہے تو ہمیں یہ مجبوراً نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ معلوم نہیں امام غائب کب۔ کس دن۔ کس تاریخ اور کس سن میں پیدا ہوئے۔ اور اگر مصنف جنات الخلود کے اس بیان کو درست سمجھا جائے کہ حکیمہ، امام محمد تقی کی کوئی لڑکی نہ تھی تو یہ ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے اور پھر یہ عقیدہ بھی کہ امام غائب پیدا ہوئے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ولادت کی عینی شہادت صرف حکیمہ کی ہے اور حکیمہ کا وجود ثابت نہیں۔ لہٰذا امام غائب کا وجود ثابت نہیں۔

# والدۂ امام غائب

جس طرح غیر شیعہ دنیا یہ سوال کرنے کا حق رکھتی ہے کہ امام غائب کس دن۔ کس تاریخ اور کس سن میں پیدا ہوئے؟ اسی طرح وہ یہ سوال کرنے کا حق بھی رکھتی ہے کہ امام غائب کا صحیح شجرہ نسب کیا ہے۔ اور یقیناً ایک ایسی عظیم الشان ہستی جس کے وجود و عدم پر ایک زبردست قوم کی تعمیر و ہلاکت کا انحصار ہے اس کا صحیح نسب معلوم ہونا ضروری ہے۔ علامہ مجلسی مرحوم نے بحار الانوار جلد سیزدہم میں نسب امام غائب کے متعلق ۱۳ روایات درج فرمائی ہیں۔ ان روایات کے مطالعہ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اس امر میں سب متفق ہیں کہ امام غائب کے باپ کا نام حسن عسکری تھا اور اس کے خلاف کوئی بیان موجود نہیں ہے۔ اسی لئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے باپ کا نام حسن عسکری تسلیم نہ کیا جائے۔

(۲) آپ کی والدہ کا نام کیا تھا۔ روایات میں کوئی یقینی تعین نہیں ہے بلکہ سخت اختلاف ہے

شہید اوّل جو شیعہ دنیا میں زبردست شہرت کے مالک ہیں وہ آپ کی والدہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکے اور وہ اپنی مشہور تصنیف دروس میں کہتے ہیں کہ حضرت صاحب الامر کی ماں کا نام صیقل ہے۔ بعض نرجس بتاتے ہیں اور بعض مریم بنت زید بتلاتے ہیں۔

دوسرا راوی غیاث بن اسد ہے جو کہتا ہے آپ کی ماں کا نام بعض نرجس۔ بعض صیقل اور بعض سوسن اور بعض ریحانہ بتاتے ہیں۔

تیسرا راوی کمال الدین ہے جو کہتا ہے کہ صیقل و حکیمہ آپ کی

ں کا نام تھا۔

چوتھا راوی ابن خشاب ہے جو صیقل نام بتاتا ہے۔

پانچواں راوی محمد بن موسیٰ طوسی ہے جو حکیمہ نام بتاتا ہے

چھٹی راوی ایک کنیز ہے جو نامعلوم الاسم ہے۔ وہ صیقل نام بتاتی ہے۔

ساتواں راوی عقید ہے جو صیقل نام بتاتا ہے۔

آٹھواں راوی مشہور عالم شیخ طوسی ہیں جو نرجس نام بتاتے ہیں۔

اِن تمام راویوں میں صحیح بیان کس کا ہے؟ اس کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک ہر اس راوی کے بیان کو ترجیح دی جاسکتی ہے جس نے امام غائب کی والدہ کے متعلق براہِ راست حکیمہ یا ان دوسرے لوگوں سے اطلاع حاصل کی ہو جو خاص امام حسن عسکری کے گھر سے تعلق رکھتے ہوں۔ لیکن جب اس معاملہ کا تعلق متعلقینِ امام حسن عسکری ہی پہ ٹھہرا تو دیگر راویوں کے بیانات پر جرح کرنا عبث ہے جبکہ متعلقین امام حسن عسکری کے بیانات بھی ہمارے سامنے موجود ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) عقید خادم امام حسن عسکری بیان کرتا ہے کہ امام غائب کی والدہ کا نام صیقل تھا۔

(۲) حکیمہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی ماں کا نام نرجس خاتون تھا اور موجودہ شیعہ دُنیا کا متفقہ عقیدہ بھی یہی ہے کہ نرجس خاتون ہی والدہ امام غائب ہیں۔

حکیمہ کی شخصیت ظاہری کو دیکھتے ہوئے ہمیں یہ یقین کر لینا چاہئے کہ وہ آپ کی والدہ کا نام جو کچھ بتاتی ہیں وہی صحیح ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آپکے ان بیانات میں بھی وہی شدید اختلاف موجود ہے کہیں وہ نرجس نام بتاتی ہیں اور کہیں سوسن۔ حکیمہ جو امام غائب کی قابلہ تھیں اور ولادت کے وقت موجود تھیں جب وہ بھی کبھی نرجس اور کبھی سوسن نام بتاتی ہیں تو ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ آپ کے کون سے بیان کا یقین کریں اور امام غائب کی والدہ کا نام صحیح کیا قرار دیں۔ یقیناً شیعہ دنیا کا فرض ہے کہ وہ اس کا فیصلہ کن جواب دے!

(ابو العباس رضوی)

# ہندوستان میں سامانِ جنگ کی تیاری

ہندوستان کے اسلحہ ساز کارخانوں کو ڈھائی سو تجارتی ورکشاپوں اور تین ریلوے ورکشاپوں کی طرف سے امداد مل رہی ہے۔ اور ان مددگار اداروں نے گولہ بارود کی سات سو مختلف مدوں کے ماتحت دو کروڑ چیزیں بنانے کا ذمہ لیا ہے۔

اس وقت ہندوستان میں جو تین کارخانے مشینوں کے آلات تیار کر رہے ہیں اور بھرے ہوئے پھٹنے والے گولوں کی تیاری کی رفتار جنگ سے پہلے زمانہ کی نسبت چھبیس گنی ہوئی ہے۔ توقع ہے کہ یہ تعداد دو مرحلوں کے بعد چھیانوے گنی ہو جائے گی۔

ہندوستان کی حرفتِ فولاد شروع ہی سے اچھی حالت میں ہے اور اگر حالات سازگار رہے تو ہندوستان کی فولاد کی پیداوار میں بہت جلد بقدر ۳۳⅓ فیصدی کے اضافہ ہو جائیگا۔

یہ ہندوستان کی حرفتِ فولاد کا ہی نتیجہ ہے کہ ہندوستان زرہی پلیٹ مہیا کر رہا ہے اور امید ہے کہ زرہ پوش جنگی موٹروں کے لئے جتنی زرہی پلیٹیں درکار ہونگی وہ ہندوستان مہیا کرتا رہیگا۔

توپیں اور اُن کی گاڑیاں خاص کارخانوں میں تیار کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کے بہت سے حصوں کی تیاری ریلوے ورکشاپوں اور انجنیئرنگ

انڈسٹری کے سپرد کر دی گئی ہے۔

ہندوستان نے زرہ پوش جنگی گاڑیاں بنانے کا اتنا بڑا پروگرام اپنے ذمہ لیا ہے کہ اسمیں جتنے موٹر کے ڈھانچے باہر سے آسکتے ہیں اور جتنی زرہی پلیٹ وہ خود تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ سب سما سکتے ہیں۔

ہوائی جہاز بنانے کا ایک کارخانہ کھولا جا چکا ہے اور اگر حالات ٹھیک رہے تو یہی بڑھکر ہندوستانی طیارہ سازی کی صنعت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

بحری جہاز سازی کے ہندوستانی کارخانے سرنگیں صاف کرنے والے جہازوں سے لے کر لانچ بوٹ تک چھوٹے چھوٹے بہت جہاز بنانے میں مشغول ہیں۔

فوج خاکی رنگ کے کپڑوں ... خاص ... ہے اور فوج عام طور سے ... استعمال کرتی ہے ... ضروریات کو ... دیا ہے ... جاتی ہے۔ سوتی اور اونی کپڑے کے کارخانے ... قریب ...... ۲۲ گز کپڑا تیار کر رہے ہیں۔ صرف اس سال ساڑھے چھ کروڑ روپیہ کے خیمے اور ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے کمبل ... جائینگے۔ اور یہ سن کر تو حیرت ہی حیرت ہوگی کہ ۴۲-۱۹۴۱ء میں صرف پارچہ جات کی خریداری کی قیمت قبل از جنگ کے تقریباً پورے سالانہ بجٹ کے برابر ہوگی۔

نو بڑے بڑے کارخانے ہیں جو لباس سینے کے بہت سے بڑے بڑے مرکزوں سے منسلک ہیں۔ تیس ہزار درزیوں سے کام لیا جا رہا ہے اور ایک مہینہ میں پچاس لاکھ کپڑے سی سلا کر تیار کر دیئے جاتے ہیں۔

جنگی ضرورتوں کے لئے ہندوستان کے جنگلوں سے مسلسل لکڑی فراہم ہو رہی ہے اور ... کبھی رستوں کے ذریعہ ... سمندر پار بھیجے کے لئے ... جنگلات اور ان کی ... میں درجہ ... مقدار ... ... ... ... ضروریات کو ... دیا ہے۔

فولاد کے صرف ایک کارخانے میں تیس ہزار آدمی کام کر رہے ہیں۔ ریلوے کی ورکشاپوں میں ایک لاکھ پچاس ہزار اور غالباً اس سے دگنے اور تگنے آدمی مختلف انجینئرنگ اور فلزاتی کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔

اسلحہ ساز کارخانے اپنی پیداوار تین گنی کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے برابر چلتے رہتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے سن کے بوروں، دفاعی سپاہ کے لئے مچھر دانیوں - دری کی خاکی زین - جالی - سوتی کریچ چمڑے کا سامان اور ماہانہ ہزاروں فوجی جوتے بنانے کا خیال کیا جائے تو ان میں سے ہر ایک چیز کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے +

# حضرت سیّد کاظم رشتی کی سوانح و ماموریت

پیوستہ

...ت بعد

...ی

...ے مُبرّا

...ہے تھا۔

...ن جسمانی نقائص کے

...ہا کرتے تھے موعود مُبرّا ہوگا

یا ... ہم میں سے تین شاگردوں

کے بارے میں فرماتے جاتے ہیں۔ ہم نے اُن کے نام بھی اُن کے جسمانی نقائص کے مطابق ہی رکھے ہوئے تھے۔ اِن تین میں سے ایک حاجی میرزا کریم خاں ولد ابراہیم خاں قاجار کرمانی تھا۔ یہ شخص آنکھ کا کانا اور کھوسہ تھا۔ دوسرا میرزا حسن گوہر تھا جو بے حد موٹا تھا۔ تیسرا میرزا محیط شاعر کرمانی تھا۔ جو بہت دُبلا اور بہت لمبا تھا۔ ہمیں اس بات کا پورا یقین تھا کہ اِن کے سوا اور کوئی نہیں جن کے بارے میں حضرت سیّد بار بار فرماتے تھے کہ بعض مغرور اور بے ایمان لوگ ہیں جو آخر کار اپنی اصلیت کو اور اپنے کفر و حماقت کو ظاہر کرینگے۔ حاجی میرزا کریم خاں نے جو سالہا سال تک حضرت سیّد کے قدموں میں بیٹھا تھا اور جس کو یہ زعم تھا کہ اُس نے آپ سے علم سیکھا ہے۔ آخر کار اپنے مولیٰ سے اجازت مانگی کہ وہ کرمان میں اقامت گزیں ہو اور وہاں اسلام کے مفاد کو پھیلانے اور ائمۂ دین کی احادیث کو سمجھانے میں مصروف ہو۔

میں اُس دن حضرت سیّد کاظم کے کتب خانہ میں حاضر تھا جبکہ حاجی کریم خاں کا ایک ملازم ایک کتاب ہاتھ میں لے آیا۔ اور اپنے آقا کی طرف سے حضرت سیّد کو وہ کتاب دے کر بولا اُس کے مالک نے عرض کی ہے کہ آپ اس کتاب کو پڑھیں اور اس میں جو لکھا ہے اُس کی تصدیق اپنے ہاتھ سے فرما دیں۔ حضرت سیّد نے اس کتاب کے کچھ صفحات پڑھے اور پھر اُس خادم کو لوٹا دی اور فرمایا "اپنے مالک سے جا کر کہدو کہ اُس کی زیادہ اُس کی کتاب کی کون قدر کر سکتا ہے۔" خادم کے چلے جانے پر حضرت سیّد نے ملال بھری آواز میں فرمایا: "لعنت ہو اُس پر سالہا سال تک وہ میرے ساتھ رہا۔ اور اب جبکہ وہ جانے کا ارادہ کر رہا ہے اس کا واحد مقصد اتنے سال کے مطالعہ اور ہمراہی کے بعد یہ ہے کہ وہ اپنے کافرانہ و ملحدانہ عقائد کو اس کتاب کے ذریعہ پھیلائے اور چاہتا ہے کہ میں بھی اُس کے اِن عقائد کی تصدیق کروں۔ اس شخص نے کچھ خود غرض و مکار لوگوں کے ساتھ سازش کی ہے کہ کرمان میں اپنے آپ کو قائم کر کے میری وفات کے بعد سردارِ قوم ہونے کا اعلان کرے۔ آہ! اس شخص نے کیسا بُرا سوچا ہے! جب آفتابِ ہدایت سے وحی الٰہی کی نسیم چلیگی تو اس کا چراغ گُل ہو جائے گا۔ اور اس کا اثر محو ہو جائیگا۔ اس کی سعی کا ثمر آخرکار سوائے حیرت اور پچھتاوے کے اور کچھ پھل نہ دیگا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھو گے۔ میری دُعا ہے کہ تم اس شرارت انگیز اثر سے محفوظ رہو جو یہ دجّالِ وقت آنے والے زمانہ میں

انڈسٹری کے سپرد کر دی گئی ہے۔

ہندوستان نے زرہ پوش جنگی گاڑیاں بنانے کا اتنا بڑا پروگرام اپنے ذمہ لیا ہے کہ اسمیں جتنے موٹر کے ڈھانچے باہر سے آسکتے تھے اور جتنی زرہی پلیٹ وہ خود تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ سب سما سکتے ہیں۔

ہوائی جہاز بنانے کا ایک کارخانہ کھولا جا چکا ہے اور اگر حالات ٹھیک رہے تو یہی بڑھکر ہندوستانی طیارہ سازی کی حرفت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

بحری جہاز سازی کے ہندوستانی کارخانے سرنگیں صاف کرنیوالے جہازوں سے لے کر لائف بوٹ تک چھوٹے چھوٹے بہت سے جہاز بنانے میں مشغول ہیں۔

فوج خاکی رنگ کے کپڑوں خاص کر خاکی زین کو بہت ترجیح دیتی ہے اور فوج عام طور سے خیموں میں رہتی ہے اور اکثر وبیشتر چھولداریاں استعمال کرتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرح سپاہیوں کو بھی کمبلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سوتی اور اونی کپڑے کے کارخانے اس سال لباس کیلئے قریب قریب ۳۲۴۰۰۰۰۰۰ گز کپڑا تیار کر رہے ہیں۔ صرف اس سال ساڑھے چھ کروڑ روپیہ کے خیمے اور ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے کمبل بنائے جائینگے۔ اور یہ سن کر تو حیرت ہی حیرت ہوگی کہ ۱۹۴۱-۴۲ء میں صرف پارچہ جات کی خریداری کی قیمت قبل از جنگ کے تقریباً پورے دفاعی بجٹ کے برابر ہوگی۔

نو بڑے بڑے کارخانے ہیں جو لباس سینے کے بہت سے بڑے بڑے مرکزوں سے منسلک ہیں۔ تیس ہزار درزیوں سے کام لیا جا رہا ہے اور ایک مہینہ میں پچاس لاکھ کپڑے سی سلا کر تیار کر دیئے جاتے ہیں۔

جنگی ضرورتوں کے لئے ہندوستان کے جنگلوں سے مسلسل لکڑی فراہم ہو رہی ہے اور کبھی ہاتھیوں سے اٹھا کر اور کبھی ہوائی رسے کے ذریعہ کبھی رستوں کے ذریعہ اوپر سے نیچے گرا کر اور کبھی دریاؤں میں بہا کر سمندر پار بھیجنے کے لئے بندرگاہ تک لائی جاتی ہے۔ صوبائی محکمہ جات جنگلات اور ان کی لکڑی کے ٹھیکہ داروں کی مدد سے لکڑی کی فراہمی میں درجہ بدرجہ ترقی ہو رہی ہے اور اس سال کے آخر تک اس کی مقدار ۵۰۰۰۰۰ ٹن تک پہنچ جائے گی۔

کوئلہ۔ مینگنیز اور ابرق باہر بھیجی جا رہی ہے۔ ہندوستان کا ڈھلائی کا لوہا سلطنت برطانیہ کی پیداوار میں ایک مفید کام انجام دے رہا ہے اور مختلف قسم کی حرفتوں مثلاً کیمیاوی حرفت میں کافی ترویج کا باعث بنا ہوا ہے۔ اگر حالات مناسب رہے تو ہندوستان دھماکے سے پھٹنے والی چیزوں۔ ہوائی جہاز کو چمکانے والے تیل اور گندھک کے معاملہ میں بہت جلد خود کفیل ہو جائے گا۔ اس نے دوائیں بنانے اور تمام طرح کی طبی چیزیں بنانے میں قابل تعریف اضافہ کیا ہے۔ اور دفاعی فوجوں کی چھوٹی چھوٹی مختلف ضروریات کو بنانے میں بیس گنا اضافہ کر لیا ہے۔

فولاد کے صرف ایک کارخانے میں تیس ہزار آدمی کام کر رہے ہیں۔ ریلوے کی ورکشاپوں میں ایک لاکھ پچاس ہزار اور غالباً اس سے دگنے اور تگنے آدمی مختلف انجینئرنگ اور فلزاتی کارخانوں میں کام کر رہے ہیں۔

اسلحہ ساز کارخانے اپنی پیداوار تین گنی کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے برابر چلتے رہتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے سن کے بوروں۔ دفاعی سپاہ کے لئے چھولداریوں۔ وردی کی خاکی زین۔ جالی۔ سوتی کپڑے چمڑے کا سامان اور ماہانہ ہزاروں فوجی جوتے بنانے کا خیال کیا جائے تو ان میں سے ہر ایک چیز کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے +

# حضرت سیّد کاظم رشتی کی سوانح و ماموریت

گزشتہ سے ——— پیوستہ

کئی موقعوں پر آپ نے فرمایا کہ "وہ جو میرے بعد ظاہر ہوگا پاک خاندان۔ بزرگ اجداد اور آلِ فاطمہ سے ہوگا۔ اُس کا قد میانہ ہے اور وہ جسمانی نقائص سے مُبرّا

شیخ ابو تراب کو میں نے یہ بیان کرتے ہوئے سُنا۔

ہم حضرت سید کے بہت سے شاگرد ان جسمانی نقائص کے ذکر سے جن سے حضرت سید کہا کرتے تھے موعود مُبرّا ہوگا یہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ خاص ہم میں سے تین شاگردوں کے بارے میں فرماتے جاتے ہیں۔ ہم نے اُن کے نام بھی اُن کے جسمانی نقائص کے مطابق ہی رکھے ہوئے تھے۔ ان تین میں سے ایک حاجی میرزا کریم خاں ولد ابراہیم خاں قاجار کرمانی تھا۔ یہ شخص آنکھ کا کانا اور کھوسہ تھا۔ دوسرا میرزا حسن گوہر تھا جو بے حد موٹا تھا۔ تیسرا میرزا محیط شاعر کرمانی تھا۔ جو بہت دُبلا اور بہت لمبا تھا۔ ہمیں اس بات کا پورا یقین تھا کہ ان کے سوا اور کوئی نہیں جن کے بارے میں حضرت سید بار بار فرماتے تھے کہ بعض مغرور اور بے ایمان لوگ ہیں جو آخرکار اپنی اصلیت کو اور اپنے کفر و حماقت کو ظاہر کرینگے۔ حاجی میرزا کریم خاں نے جو سالہا سال تک حضرت سید کے قدموں میں بیٹھا تھا اور جس کو یہ زعم تھا کہ اُس نے آپ سے علم سیکھا ہے آخرکار اپنے مولیٰ سے اجازت مانگی کہ وہ کرمان میں اقامت گزیں ہو اور وہاں اسلام کے مفاد کو پھیلانے اور ائمۂ دین کی احادیث کو سمجھانے میں مصروف ہو۔

"میں اُس دن حضرت سید کاظم کے کُتب خانہ میں حاضر تھا جس دن حاجی کریم خاں کا ایک مُلازم ایک کتاب ہاتھ میں لئے آیا۔ اور اپنے آقا کی طرف سے حضرت سید کو وہ کتاب دے کر بولا اُس کے مالک نے عرض کی ہے کہ آپ اس کتاب کو پڑھیں اور اس میں جو لکھا ہے اُس کی تصدیق اپنے ہاتھ سے فرما دیں۔ حضرت سید نے اس کتاب کے کچھ صفحات پڑھے اور پھر اُس خادم کو لوٹا دی اور فرمایا "اپنے مالک سے جا کر کہدو کہ اس کی زیادہ اُس کی کتاب کی کون قدر کر سکتا ہے"۔ خادم کے چلے جانے پر حضرت سید نے ملال بھری آواز میں فرمایا:۔ "لعنت ہو اُس پر سالہا سال تک وہ میرے ساتھ رہا۔ اور اب جبکہ وہ جانے کا ارادہ کر رہا ہے اس کا واحد مقصد اتنے سال کے مطالعہ اور ہمراہی کے بعد یہ ہے کہ وہ اپنے کافرانہ و ملحدانہ عقائد کو اس کتاب کے ذریعہ پھیلائے اور چاہتا ہے کہ میں بھی اُس کے ان عقائد کی تصدیق کروں۔ اس شخص نے کچھ خود غرض و مکار لوگوں کے ساتھ سازش کی ہے کہ کرمان میں اپنے آپ کو قائم کرکے میری وفات کے بعد سردارِ قوم ہونے کا اعلان کرے۔ آہ! اس شخص نے کیسا بڑا سمجھا ہے! جب آفتاب ہدایت کی وحی الٰہی کی نسیم چلیگی تو اس کا چراغ گُل ہو جائے گا۔ اور اس کا اثر محو ہو جائیگا۔ اس کی سعی کا شجر آخرکار سوائے حسرت اور پچھتاوے کے اور کچھ پھل نہ دیگا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھو گے۔ میری دعا ہے کہ تم اس شرارت انگیز اثر سے محفوظ رہو جو یہ دجالِ وقت آنے والے زمانہ میں

بیلائے گا۔"

آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں قیامت کے دن تک جس دن
درت کا ہاتھ لوگوں کے سینوں میں چھپے ہوئے بھیدوں کو کھول دیگا
ی سے کچھ نہ کہوں۔ آپ نے مجھے نصیحت کی اس دن میں اٹل ارادے
ر پکے اعتقاد کے ساتھ امر اللہ کی نصرت کے لئے اٹھوں اور جو کچھ
ںنے سنا اور دیکھا ہے اس کا دور و نزدیک اعلان کر دوں۔"

انی شیخ ابو تراب نے حضرت باب کے اعلان کرنے پر پہلے
مناسب اور قرینِ حکمت خیال کیا کہ امر اللہ کے ساتھ منسوب نہ ہو
ر بعد میں عاشقانِ صادقِ ظہورِ الٰہی میں سے ہوا۔ اور اپنے ایمان کی
ٹان کی طرح راسخ اور پکا رہا۔ آخر کار اس محبت کی آگ نے جو اس
ے دل میں شعلہ زن تھی اسے طہران کے اسی قید خانہ میں اسیر کرایا
میں حضرت بہاء اللہ قید تھے۔ وہ مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم
ہا۔ اور اپنی محبت بھری فداکارانہ زندگی کا خاتمہ جامِ شہادت پی کر کیا۔

جوں جوں حضرت سید کاظم کا وقت قریب آتا جاتا تھا آپ
پنے شاگردوں کو خلوت و جلوت میں یہ کہکر نصیحت کرنے لگے :-

"اے میرے پیارے دوستو! خبردار! خبردار! ایسا نہ ہو کہ اس
نیا کی موہوم نمائشیں تمھیں فریب دیں۔ خبردار! مبادا تم مغرور یا خدا کی
افل ہو جاؤ۔ تمھارے لئے لازم ہے کہ اس کی تلاش میں جو میرے دل
کا اور تمھارے دلوں کا محبوب ہے سرگرم ہو جاؤ۔ راحت و آرام کو ترک
کرو۔ دنیوی مال و متاع کو تیاگ دو۔ اور رشتہ داریوں سے بے نیاز
ہو جاؤ۔ دور و نزدیک پھیل جاؤ۔ دنیا و مافیہا سے منقطع ہو جاؤ اور نہایت
انکساری اور فروتنی سے اپنے خداوند خدا کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگو کہ
وہ تمھاری تائید فرمائے اور ہدایت کرے۔ اس کے ڈھونڈھنے میں جو
سبحاتِ جلال میں پوشیدہ ہے ہمت نہ ہارنا۔ اس وقت تک ثابت قدم
رہنا جب تک وہ جو تمھارا سچا ہادی اور مولیٰ ہے اپنے فضل سے اپنی
پہچان کے لئے تمھاری تائید نہ فرمائے۔ ثابت قدم رہو حتیٰ کہ وہ
تمھیں قائمِ موعود کے انصار اور دوست برگزیدہ بنائے۔ تم میں
سے وہ لوگ بہت خوش قسمت ہونگے جو اس کی راہ میں جامِ شہادت
نوش کرینگے۔ تم میں سے ان لوگوں کو جنھیں خدا اپنے فضل و کرم
سے زندہ و سلامت رکھیگا تاکہ وہ نجمِ ہدایتِ الٰہی اور آفتابِ نورِ
رحمانی کے مبشر کو دیکھیں۔ لازم ہے کہ وہ صابر۔ ثابت قدم اور
مطمئن رہیں۔ ایسے لوگوں کی بڑی نشانی یہ ہوگی کہ اضطراب اور
مایوسی کبھی ان کے پاس نہ آئے گی۔ کیونکہ صور کی پہلی آواز کے بعد ہی
جو زمین پر موت اور ویرانی لائے گی ایک دوسرا صور پھونکا جائیگا
جو دوبارہ زندگی عطا کریگا۔ اس وقت اس آیہ کریمہ کے معنی روشن
ہو جائینگے۔ ونُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمٰوَاتِ وَمَن
فِي الأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُم
قِيَامٌ يَنظُرُونَ۔ وَأَشْرَقَتِ الأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الكِتَابُ
وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالحَقِّ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (سورۂ زمر) "اور جب صور پھونکا جائے گا تو
آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب بیہوش ہو جائینگے سوای
ان کے جنھیں اللہ محفوظ رکھے۔ پھر دوسرا صور پھونکا جائیگا تو سب
کھڑے ہو جائینگے اور اِدھر اُدھر دیکھینگے اور زمین اپنے رب کے نور
سے چمکنے لگیگی اور کتاب کھولی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ بلائے جائینگے
اور لوگوں کا سچا فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔"

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قائم (حضرت باب) کے بعد قیوم
(حضرت بہاء اللہ) کا ظہور ہوگا۔ کیونکہ جب پہلے کا ستارہ غروب
ہو جائے گا تو آفتابِ جمالِ حسین طلوع ہوگا اور ساری دنیا کو نور سے
معمور کر دیگا۔ تب وہ بھید اور وہ پوشیدہ راز جس کا حضرت شیخ احمد
نے ذکر کیا ہے ظاہر ہوگا کہ اس امر کا راز افشا ہو کر رہیگا اور اس

پیغام کے بھید کا کھلنا لازمی ہے۔ اس یوم الایام سے فائز ہونا اعصارِ گذشتہ کے جلال وجمال سے فائز ہونا ہے اور اس عصر میں ایک نیک کام کرنا لکھوکھا سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

نفس مقدس حضرت شیخ احمد مذکورہ بالا آیاتِ قرآن پڑھا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کے معانی پر زور دیا کرتے تھے کہ یہ آیات ان دو امرِ سماوی کے آنے کی پیشینگوئی کر رہی ہیں جو بسرعت یکے بعد دیگرے ظاہر ہونگے اور اُن میں سے ہر ایک دنیا کو نور سے معمور کر دے گا۔ آپ بتکرار فرمایا کرتے "مبارک ہے وہ شخص جو اُن کو پہچانیگا اور اُن پر ایمان لائیگا۔ اور اُن کے نور کو دیکھیگا"۔ کتنی ہی بار میری طرف مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا "ہم دونوں میں سے کوئی بھی اُن کے نورانی جلال کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ ہوگا۔ مگر آپ کے شاگردوں میں بہت سے مومنین ایسے ہونگے جو اس دن کو دیکھینگے جس کے دیکھنے کی آرزو ہمارے دل میں ہی رہ جائے گی"۔ میرے پیارے دوستو! امر اللہ کی شان کتنی عظیم ہے۔ وہ مقام کس قدر بلند و اعلیٰ ہے جس کی طرف میں تمھیں بلا رہا ہوں۔ وہ کام جس کے لئے میں نے تمھیں تعلیم دی اور تیار کیا بہت اہم اور عظیم الشان ہے۔ کمرِ ہمت کس کر باندھو اور اس کے وعدہ پر نگاہ رکھو۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ قادرِ مطلق تمھیں اُن طوفانہائے بلاد ابتلا و امتحان میں ثابت قدم رکھے جو تم پر آکر رہینگے اور تمھیں اُن میں سے سلامتی کے ساتھ گذار کر فتمندی کا سہرا پہنا کر اُس اعلیٰ مقام کی طرف لیجائے جو تمہارے لئے مقدر کیا گیا ہے۔"

(باقی آئندہ)

# پیامبر ـــــ متعلق

چند معزز دوستوں نے پیامبر کے متعلق اپنے خطوط میں جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں اُن کا مختصر خلاصہ ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

(۱)

پیامبر ایک عرصہ سے میرے پاس آ رہا ہے۔ بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ گذشتہ دنوں جبکہ میں بستر علالت پر تھا میری لئے پیامبر ہی رُوحانی تسلّی کا سامان تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ پیامبر واقعی پیغمبر ہے۔ ایک یہی رسالہ ہے جو ہر قسم کی فضولیات سے مُبرّا ہے اور بڑے وقار سے لوگوں کو دین اور دُنیا کی بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے۔

(۲)

جب پہلی مرتبہ میں نے پیامبر پڑھا تو سچ عرض کرتا ہوں کہ میرے جسم میں بجلی سی دَوڑ گئی۔ میں سمجھتا تھا کہ اب دُنیا میں نئی شریعت لانے کا دعویٰ بھی ممکن نہیں ہے اور کوئی ایسا دعویٰ ہرگز ہرگز نہ کر سکیگا اور کسی نے ایسا لفظ مُنہ سے نکالا بھی تو کوئی مُسلمان بلکہ کوئی انسان اُسے تسلیم نہ کریگا۔ پیامبر پڑھ کر میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھ یہ معلوم ہوا کہ ایران جیسے اسلامی مُلک میں ایک بزرگ نئی شریعت لانے کا دعویٰ کر چکے ہیں اور حکومت و عوام اور علماء نے سخت مخالفت کی۔ پھر بھی بکثرت ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو شریعت اسلام کے دَور کو ختم سمجھ کر نئی شریعت کو ماننے لگے۔ عجیب یہ کہ انھوں نے بڑی بڑی مصیبتیں بھی اُٹھائیں۔ یہانتک کہ جانیں دیدیں مگر نئی شریعت سے انکار نہ کیا۔ کیا یہ واقعہ مذہبی دُنیا میں حیرت انگیز نہیں ہے؟ اب میں چاہتا ہوں کہ بہآئی لٹریچر تفصیل سے مطالعہ کروں۔

(۳)

مجھے مذہبی مباحثات سے گہری دلچسپی ہے۔ قیامت کے متعلق جو مضامین پیامبر میں لکھے جا رہے ہیں وہ لاجواب ہیں۔ مجھے حیرانی ہے کہ علمائے کرام اِن مضامین پر کیوں توجہ نہیں فرماتے۔ ایڈیٹر صاحب اخبار اہلحدیث نے عجیب کام کیا ہے کہ حال کے ایک اہلحدیث میں بہآئیوں کے سوالوں کا جواب دے رہے تھے ہی میں عیسائیوں کو جواب دینے لگے اور بہآئی سوال تشنہ رہ گیا۔ یہ عجیب طرز ہے۔ بہآئیوں کے سوال واقعی نہایت محققانہ اور گہرے ہیں۔ جب اہلحدیث ملتا ہے تو میں سب سے پہلے یہی دیکھتا ہوں کہ بہآئیوں سے کیا بات چیت ہو رہی ہے۔ پیامبر کی طرزِ تحریر میں سلاست اور سلامت روی پائی جاتی ہے۔

پیامبر کے مضامین قیامت واقعی قیامت انگیز ہیں۔ سارے مسلمان تو یہی سمجھتے ہیں کہ قیامت اُس وقت کا نام ہے جب دنیا و مافیہا فنا و برباد ہو جائنگے۔ مگر پیامبر اپنی نرالی تحقیق پیش کر رہا ہے کہ دُنیا و مافیہا کے فنا کا نام قیامت نہیں۔ یہ بات تو مجھے بھی اپیل کرتی ہے کہ لفظِ قیامت قیام و بقا کے لئے ہو سکتا ہے نہ کہ فنا و عدم کے لئے۔ مجھے بڑا شوق ہے کہ وہ آیت قرآن جس

قیامت کا مفہوم فنا ثابت ہو دیکھوں۔ زبانی طور پر کئی عالموں کو پوچھ چکا ہوں۔ لیکن ابھی تک تسلی بخش جواب کسی سے نہیں ملا۔ بہرحال میں پیامبر پڑھتا رہوں گا اور علماء سے بھی دریافت کرتا رہوں گا۔

(۵)

آپ نے یہ بہت اچھا کیا کہ بہائی میگزین۔ کوکب ہند اور پیامبر کے فائل مرتب کرنے کی اپیل فرمائی۔ میرے پاس کوکب ہند کی کئی جلدیں ہیں لیکن ناتمام ہیں۔ جو لوگ پرچے لے گئے پھر واپس نہ لائے۔ اب مجھ اس سے خوشی ہوئی کہ آپ نے ترتیب فائل کی تحریک شروع کی ہے۔ اگر میرے فائل پورے ہو جائیں تو نہایت خوشی ہوگی۔ مطلوبہ پرچے مجھ جس قیمت پر بھی مل سکیں میں خرید لونگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان فائلوں میں علم کے بڑے ذخیرے ہیں۔ آئندہ نسلیں ان کی نہایت قدر کریں گی۔ اُردو زبان میں ایک اچھے لٹریچر کا اضافہ ہوا ہے۔ بعض چیزیں تو بالکل بے مثل ہیں۔

(۶)

مضامین قیامت لاجواب ہیں۔ ان میں علم ہے۔ استدلال ہے۔ نئی زندگی کا پیغام ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہو کہ تمام مضامین ترتیب دیکر ایک کتاب شائع کی جائے۔ مجموعی طور پر جب یہ مضامین ایک سوچنے والے کے سامنے آئینگے تو اُسے ایک اور ہی جہان نظر آئے گا۔ مہربانی فرما کر ایک فہرست شائع کیجئے کہ کس کس پرچے میں قیامت کے متعلق مضامین ہیں تاکہ تلاش کرنے والوں کو آسانی ہو۔ اور وہ کتاب چھپنے تک ان مضامین کو یکجائی پڑھ سکیں۔

---

**پیامبر**۔ کوکب ہند میں جو مضامین قیامت کے متعلق لکھے گئے ہیں اُن کی فہرست پھر کبھی دی جائے گی۔ فی الحال بہائی میگزین کے مضامین قیامت کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ پیامبر میں جو مضامین نکلے ہیں اُن کی فہرست بھی دی جاتی ہے۔

## قیامت کے مضامین بہائی میگزین میں



### ”پیامبر“ جلد اوّل میں :-



### ” پیامبر جلد دوم میں :-

# لوحِ مبارک (ترجمہ)

## از الواحِ حضرتِ بہاءُ اللہ

---

ندائے خداوندی عکّا کی سمت سے بلند ہے اور ارشاد فرما رہی ہے کہ ان لوگوں کو مبارکباد جو خدا کی جانب متوجہ ہوئے اور انھوں نے ظاہری اور باطنی کانوں سے خدائی آواز سنی۔ یہی لوگ اہلِ منظرِ اکبر اور رحیقِ اطہر کے پینے والوں میں سے ہیں۔ خصوصاً وہ لوگ جو اِن ایّام میں جب اکثر اقوام کو ظلمتِ اوہام نے گھیر لیا، بارگاہِ احدیت کی طرف متوجہ ہونے سے باز نہ رہے۔ یہی بات ہے جو ہمیشہ ہمیشہ مجھ سے پہلے مظاہر نے الواح میں ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اِس فتنہ و امتحان میں مشاہدہ ہو رہا ہے کہ مقبلینِ خالص کبریتِ احمر سے بھی زیادہ کمیاب ہیں۔ اگر بندے خدائی آواز کی لذّت پا جاتے اور کلمہ کے مقامِ نزول کی عظمت کو کچھ بھی سمجھ لیتے تو سب کے سب کھُلم کھُلّا بارگاہِ ربُّ الارباب کی طرف رُخ کرتے۔ ہمیشہ ہمیشہ مظاہرِ الٰہی پر فرعون صفت لوگوں کی طرف سے بے انتہا مظالم وارد ہوتے رہے ہیں اور مظاہرِ الٰہی نے کمال قدرت و اقتدار کے ساتھ تمام مظالم برداشت کئے کہ شاید کچھ لوگ ظنون و اوہام کی کدورتوں سے پاک وصاف ہو کر احدیت کے باعزت بلند مقاموں پر عروج کریں باوجودیکہ سب لوگ یہ مشاہدہ کرتے رہے ہیں کہ وہ مصادرِ اَمر محض خلق کی نجات کے لئے سختیاں جھیلتے ہیں پھر بھی لوگوں نے ان سے جو کچھ سلوک اور برتاؤ کیا سو کیا۔ خبردار۔ ظالموں پر خدائی پھٹکار۔ سب جانتے ہیں کہ دُنیا ناپائیدار ہے اور جب موت کا پیامبر آجاتا ہے تو کسی روکنے والے کی روک اُسے باز نہیں رکھ سکتی اور نہ کسی صاحبِ اقتدار کی قدرت اُسے روک سکتی ہے اور نہ کسی ظالم کی سطوت اُسے لوٹا کر سکتی ہے۔ اس بات کا علم و یقین رکھتے ہوئے بھی اس چند روزہ زندگی میں جس میں معلوم نہیں کہ کل خاک کے اوپر ہونگے یا اس کے نیچے سب کے سب کوچۂ نفس و ہوٰی میں سرگرداں ہیں اور حق جلّ جلالہٗ سے غافل اور اپنے گمان میں یہ ارادہ کر بیٹھے ہیں کہ لوگوں کے درمیان خدائی چراغ کو بجھا دیں۔ اور جنتِ خداوندی کو لطیف اور پاکیزہ پھلوں سے روک دیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک قطرہ آبِ شور ایک شیریں اور متواج سمندر کا مقابلہ کرنے چلے۔

اور اُسے روک سکنے کھڑا ہو۔ کیا آفتاب مجاز اہلِ مجاز کے پردوں سے چھپ سکا۔ خدا کی قسم وہ پردہ جو حائل ہوا مقضا کی انگلیوں نے پھاڑ ڈالا اور آفتاب حق اُفقِ جلال سے جلوہ گر ہوگیا۔

صاحبانِ حکومتِ ظاہری ہمیشہ ہی لوگوں کو شطرِ احدیت کی جانب متوجہ ہونے سے روکتے رہے ہیں اور بحرِ اعظم پر بندوں کے اکٹھے ہونے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ اس اجتماع کو وہ اسبابِ سلطنت کی تفریق کا سبب سمجھتے رہے ہیں۔ حالانکہ اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کی باگ ڈور ہے کہ احبائے حق کی نظر ان اُمور پر متوجہ ہونے سے ہمیشہ مقدس رہی ہے اور رہیگی۔ ایسی باتیں یہ مفسد لوگ ہی اڑایا کرتے ہیں۔ اب اس وقت اکثر لوگوں کو ایسا توہم ہو رہا ہے کہ یہ بندہ زمین پر حکومتِ کلی کا ارادہ رکھتا ہے باوجودیکہ تمام الواح میں ہم نے عہدۂ شاہی قبول کرنے سے بندوں کو منع کی نصیحت کی ہے۔ کیونکہ زحمت و ابتلاء کے سوا اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بجز اس صورت کے کہ کوئی شخص محض خدا کیلئے حکومت قبول کرے کہ وہ اس طرح امر اللہ کی خدمت کرے گا۔ بادشاہ لوگ قدرتِ الٰہی کے مظاہر ہیں اور بادشاہوں سے جو کچھ مقصود ہے وہ محض عدل و انصاف ہے۔ اگر اسے مدنظر رکھیں تو حق کے ساتھ منسوب ہیں۔

بہت جلد پردے چاک ہو جائینگے اور اسماء و صفات کی تجلی اکثر بندوں پر چھا جائے گی۔ اور سب کے سب بارگاہِ حق کے مقربوں کی تقدیس اور تنزیہہ پر شہادت دے اُٹھینگے۔ بلکہ خود اُس بلند ذات کی تقدیس و تنزیہہ۔ ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ بندوں کو اپنی محبت و رضا کی توفیق و تائید عطا فرمائے۔ اور اُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ وہ اسے دیکھیں اور پہچانیں اور انھیں اس آفتاب سے جو جلوہ گر ہوا اور اس آسمان سے جو بلند ہوا۔ اور اس نعمت سے جو نازل ہوئی اور اس چراغ سے جس کے نور سے زمین منور ہوگئی محروم نہ رکھے۔ بیشک وہ ہر شئے پر قادر ہے۔

اور وہ جو تو نے خواب میں دیکھا بے شک و شبہ حق ہے اور جیسا کچھ تو نے دیکھا وہی واقع ہونیوالا ہے۔ عنقریب خدا اس اُفق سے ایسا نور اور ایسی قدرت ظاہر کرے گا جس کے مقابل سورج اندھیرا سا پڑ جائے گا۔ اور خدا کے مقابل تکبر کرنے والوں کے آثار مٹ جائینگے اور مخلصوں کے چہرے چمک اُٹھینگے اور بہت جلد تیرے پروردگار کے انوارِ جمال اہلِ زمین پر چھا جائینگے یقیناً وہ ہر شئے پر قادر ہے۔

اگرچہ تفصیل کے ساتھ ذکر نہیں ہوا۔ لیکن جو کچھ مصدرِ امر سے نازل ہوا اس سے مقصود سمجھ میں آجاتا ہے۔ خواب کی تعبیر خود ظاہر ہے۔ اسے ہر ایک دانا و بینا سمجھ سکتا ہے۔

# وحدت کا گیت

خدا ایک ہے۔ اُس کی قُدرتیں بے شمار ہیں۔ حقیقت ایک ہے، اُس کے ظہور رنگا رنگ ہیں۔ بیان ایک ہے زبانیں مختلف ہیں۔ گانا ایک ہے، باجے طرح طرح کے ہیں۔ روشنی ایک ہے۔ چمنیاں متعدد ہیں آفتاب ایک ہے۔ کرنیں بہت سی ہیں۔ دین ایک ہی، احکام بکثرت ہیں۔ رُوح ایک ہے، اعضاء کئی ہیں محبوب ایک ہی، لباس بہت سے ہیں۔ وہ سب کا پیارا مالک بہت سی زبانوں میں بولا۔ بہت سے زمانوں میں بولا۔ بہت سے مقاموں پر بولا۔ مگر جیسے بولنے والا ایک ہے ویسے ہی اُس کے بولنے کا مقصد ایک ہی ہے۔ اُس نے سب کو ایک ہی تعلیم دی ہے۔ سب ایک زبان ہو کر اُس کی تعریف میں وحدت کا گیت گا رہے ہیں!

قرآن، وید، گاتھا، ۞ ہر اِک یہی ہے گاتا ۞ وہ ایک ہی خدا ہے ۞ وہ سب کو پالتا ہے
وہ سب پہ مہرباں ہے ۞ وہ مالکِ زماں ہے ۞ معبود ہے وہ سب کا ۞ سب کا وہی سہارا
رستہ ہمیں بتا دے ۞ جس پر چلے وہ بندے ۞ جن کو مِلی ہے نعمت ۞ بے قہر و بے ضلالت

## مسلمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ ہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ

(قرآن مجید)

## زرتشتی

ما می ستائیم اہورا مزدا را کہ سرچشمہ کلیہ اشیاء است بخشایندہ بخشائش گر۔ توئی آفرینندۂ راستی۔ توئی دادگر اعمالِ جہانیان۔ تو خود اے اہورا مزدا در پاک منشی آرزو گار باش در کشورِ پاک منشی و راہِ مستقیمی کہ بسوئے راستی دلالت کند۔ ما نیز خواستاریم از ان کسان باشیم تا از بخشائش تو بہرہ مند شویم ہمارہ در کوشیم کہ موردِ غضب واقع نشویم۔ دشمن حقیقی دروغ پرست خواہیم بود،

(گاتھا)

## ھندو

ہم لوگ ہمیشہ اسی پرماتما کی حمد و ثنا کریں وہ ہمارا پیارا رکھشک، پالنے والا ہے۔ مکمل جلال والا ہے وہ تمام کرموں کا پھل دینے والا ہے۔

ہم تیری ہی اُپاسنا کرتے ہیں۔ ہم اپنے تمام کاموں میں آپ کا سہارا چاہتے ہیں۔ اے خالقِ کائنات آپ ہمیں سیدھے راستے پر چلائیں جس پر چل کر آپ کے صالح اور باعمل بندے سب دُکھوں سے نجات پاتے اور تیری نعمتوں کو حاصل کرتے ہیں۔

(یجر وید)

قسمت فارسی

# قلمِ اعلیٰ می فرماید

ای دوستانِ حق : مقصود از حملِ این رزایای متواتره و بلایای متتابعه آنکه نفوسِ موقنه باللّٰه با کمال اتّحاد با یکدیگر سلوک نمایند بشأنیکه اختلاف و اثنینیّت و غیریّت از مابین محو شود الّا در حدوداتِ مخصوصه که در کُتبِ الٰهیّه نازل شده. انسانِ بصیر در هیچ امری از اُمور نقصی بر او وارد نه. آنچه واقع شود دلیل است بر عظمتِ شانِ او و پاکیِ فطرتِ او مثلاً اگر نفسی للّٰه خاضع شود از برای دوستانِ الٰهی این خضوع فی الحقیقه بحق راجعست چه که ناظر بایمانِ اوست باللّٰه در این صورت اگر نفسِ مقابل بمثلِ او حرکت ننماید و یا استکبار از او ظاهر شود شخصِ بصیر بعلوِّ عملِ خود و جزای آن رسیده و میرسد و ضرِّ عملِ نفسِ مقابل بخود او راجعست و همچنین اگر نفسی بر نفسی استکبار نماید آن استکبار بحق راجعست نعوذُ باللّٰهِ مِنْ ذٰلکَ یا اُولی الابصار.

قسم باسمِ اعظم : حیف است این ایّام نفسی بشئوناتِ عرضیّه ناظر باشد بایستید بامرِ الٰهی و با یکدیگر بکمالِ محبّت سلوک کنید خالصاً لوجه المحبوب حُجُباتِ نفسانیّه را بنارِ احدیّه محترق نمائید و با وجوهِ ناضرهٔ مستبشره با یکدیگر معاشرت کنید کُل سجایای حق را بچشمِ خود دیده اید که ابداً محبوب نبوده که شبی بگذرد و یکی از احبّای الٰهی از این غلام آزرده باشد قلبِ عالَم از کلمهٔ الٰهیّه مشتعل است حیف است باین نار مشتعل نشوید. انشآء اللّٰه اُمیدواریم که لیلهٔ مبارکه را لیلة الاتّحادیّه قرار دهید و کُل با یکدیگر متّحد شوید و بطرازِ اخلاقِ حسنهٔ ممدوحه مزیّن گردید و همّتتان این باشد که نفسی را از غرقابِ فنا بشریعهٔ بقا هدایت نمائید و در میانهٔ عباد بقسمی رفتار کنید که آثارِ حق از شما ظاهر شود چه که شمائید اوّلِ وجود و اوّلِ عابدین و اوّلِ ساجدین و اوّلِ طائفین فَوَالّذی اَنطقنی بما اَراد که اسمای شما در ملکوتِ اعلیٰ مشهورتر است از ذکرِ شما در نزدِ شما. گمان مکنید که این سخن وهم است یا لیت انتم ترون ما یری ربّکُم الرّحمٰن من عُلوِّ شأنکُمْ وعظمة قدرکُم و سُمُوِّ مقامکم نسئل اللّٰه اَن لّا تمنعکم انفسکم واهوائکم عمّا قُدِّرَ لکُمْ. اُمیدواریم که در کمالِ اُلفت و محبّت و دوستی با یکدیگر رفتار نمائید بشأنیکه از اتّحادِ شما علمِ توحید مرتفع شود و رایتِ شرک منهدم گردد و سبقت بگیرید از یکدیگر در اُمورِ حسنه و اظهارِ رضا لَهُ الخلقُ وَالامر یفعل ما یشاء وَ یحکم ما یرید وانّه لهو المقتدر العزیز القدیر.

(کتاب اقتدار صفحه ۱۱۵ تا ۱۱۶)

# لوحِ مبارک حضرت عبدالبہاء

بواسطہ امۃ اللہ مس مارتا روت - علیہا بہاء اللہ الابہیٰ کابستین اموس - می می یارا - مسیس طمن ہندرسون - مستر میکل شلی و ہمشیرہ اش - مسیس بر نتا تماس - مسیس وکاس - مستر اسعد لبشاره - دکتر دار لینک - مستر فرناندیس - کیرو نوسش - درسانیوس - دکتر رسیس ورکس - مسیس ہرشی - ارنولتو مندوزا - سنوریتا کارولینا - مستر امریکو کمپفنر

## ھو اللہ

ای عاشقانِ حقیقت و خادمانِ عالمِ انسانی : چون از گلشنِ افکار و نوایای شما بوی خوشی بمشام میرسد لھٰذا سائقِ وجدانی مرا بر نگارش این نامہ مجبور مینماید - ملاحظہ مینمائید کہ جہان چگونہ بیکدیگر درافتاده و اقالیمی چند بخونِ انسان رنگین گشتہ بلکہ خاک بخون مخمّر گردیده نائرۂ حرب چنان شعلہ ئی زد کہ نہ در قرونِ اولیٰ و نہ در قرونِ وسطیٰ و نہ در قرونِ اخیره چنین جنگِ ہیبی واقع گشتہ - سرھا چون دانہ شده و حرب چون آسیاب - بلکہ اشد انسان - اقالیمِ آباد ویران شد و شہرھا زیر و زبر گشت - و قرای معموره مطموره شد - پدران بی پسر گشتند - پسران بی پدر شدند - مادرھا بر ماتمِ نو رسیدگان خون گریستند - اطفال یتیم شدند - نساء بی سر و سامان شدند - عالمِ انسانی در جمیع مراتب تدنّی نمود - فریاد و فغانست کہ از یتیمان بلند است - نالہ و حنین است کہ از مادران باوجِ اعلیٰ میرسد - جمیع این وقائع منشأ اش تعصبِ جنسی است و تعصبِ وطنی - و تعصبِ دینی و تعصبِ سیاسی است - و منشای این تعصبات تقالیدِ قدیمہ است - تقالیدِ دینی است و تقالیدِ جنسی است و تقالیدِ وطنی است - و تقالیدِ سیاسی است - تا این تقالید باقی بنیادِ انسان بر باد است و عالمِ بشری در خطرِ عظیم - حال در چنین عصرِ نورانی کہ حقائق جلوه نموده و اسرارِ کائنات مکشوف گردیده - صبحِ حقیقت دمیده جہان روشن شده - آیا جائز است کہ چنین حربِ ہیبی واقع گردد کہ عالمِ انسانی را بخسرانِ مبین اندازد - لا واللہ - حضرتِ مسیح عمومِ بشر را بصلح و سلام خواند - و بحضرت پطرس فرمود شمشیر را در غلاف کن - این بود وصیت و نصیحتِ حضرت مسیح - ولکن جمیع مسیحیان حال سلِّ سیوف نموده اند - چہ مناسبتی حال میانِ این اعمال با آن نصِ صریحِ انجیل - باری حضرت بہاء اللہ شصت سال پیش مانندِ آفتاب از افقِ ایران طلوع نمود و اعلان فرمود کہ افقِ عالم تاریک است - و این تاریکی نتائجِ وخیمہ بخشد و حروباتِ شدیده وقوع یابد - در زندانِ عکّا با امپراطورِ المان صریحاً خطاب میفرمایند کہ حربِ شدید واقع خواهد شد و برلین نالہ و حنین خواهد نمود - و همچنین بپادشاه ترک

در حالتیکه مظلوم بود و اسیر زندانِ او. یعنی مسجون در قلعه عکا، بود صراحتًا مرقوم فرمود که اسلامبول بانقلابی عظیم گرفتار خواهد گشت. بدرجه ای که اطفال و نساء بفریاد و فغان خواهند افتاد.

خلاصه بجمیع پادشاهان و رؤسای جمهور مرقوم فرمود و حرفًا واقع گشت و تعالیمی بجهت منع حرب از قلم اعلی صادر شد در جمیع آفاق منتشر گشت.

اوّل تحرّی حقیقت. زیرا تقالید انسان را بلید مینماید. و چون تحرّی حقیقت گردد عالم انسانی از ظلمات تقالید رهائی یابد.

و تعلیم ثانی وحدت عالم انسانی. جمیع خلق اغنام الهی و خدا شبان مهربان بجمیع اغنام رأفت کبری دارد. بهیچوجه امتیازی نگذاشته است لا تری فی خلق الرّحمن من تفاوت. کلّ عبادٌ له و کلّ من فضله یسألون.

تعلیم ثالث اینکه دین حصن حصین است ولی باید سبب الفت باشد نه سبب عداوت و بغضاء. و اگر سبب عداوت و بغض باشد لزومی ندارد چه که دین بمنزله علاج است. اگر علاج سبب مرض شود ترک علاج احسن است. و همچنین تعصب دینی تعصب جنسی، تعصب وطنی، تعصب سیاسی. جمیع این تعصبها هادم بنیان انسانیست. و جمیع این تعصبها سبب خونریزی است و ویرانی عالم انسانی لهذا تا این تعصبها باقی حرب مهیب مستمر. علاج این صلح عمومی است. و در صلح عمومی باید محکمه کبری از قبل جمیع دول و ملل تشکیل شود و مسائل مللی و دولی بآن محکمه راجع. آنچه آن محکمه کبری حکم نماید مجری. و اگر دولتی یا ملتی تخلف نماید عالم انسانی برآن دولت و ملت قیام نماید.

و از جمله مساوات میان زن و مرد در جمیع حقوق و امثال ذلک بسیار. حال واضح و مشهود شد که این تعالیم حیات عالم انسانی است و روح حقیقی. حال شما چون خدام عالم انسانی هستید باید بجان و دل بکوشید. تا عالم انسانی ازین تاریکی عالم بشرا و تعصبات طبیعی نجات یابد. و بروشنائی عالم الهی فائز شود. الحمدلله بجمیع قوانین و شرایع و مبادی مطلع هستید. الیوم جز باین تعالیم عالم انسانی راحت و آسایش نیابد و این ظلمات منکشف نگردد و این امراض مزمنه شفا نیابد بلکه روز بروز سخت تر شود و بدتر گردد. بالکان آرام نگیرد. از اوّل بدتر شود. دول مقهوره آرام نگیرند. بهر وسیله تشبث نمایند که آتش جنگ دوباره شعله زند. حرکتهای تازه ای عمومی تمام قوت را در تنفیذ مقاصد خویش مجری خواهد نمود. حرکت شمالیه خیلی اهمیت خواهد یافت و سرایت خواهد کرد. پس شما با قلبی نورانی و روحی رحمانی و قوّتی ملکوتی و تائیدی آسمانی بکوشید که عالم انسانی را موهبتی ربانی گردید و سبب راحت و آسایش از برای بشر گردید. (ع ع)

(حیفا ۲۸ جنواری ۱۹۲۰ م)

# نشر نفحات

## شرح تشریف فرمائی جناب منی (مانگجی) مته از پنچگانی به پونه الی حرکتشان به بمبئی

روز هفتم جولائی سنه ۱۹۴۱ء بسلامتی وارد پونه شده عصر روز بعد
در محل نشنل هوتل پونه با بعضی از دوستان پونه ملاقات و مبادلهٔ
افکار در اطراف انتشار امرالله و نطق در کالجهای پونه پرداختند
ظهر روز نهم جولائی سنه ۱۹۴۱ء که روز شهادت حضرت رب اعلی
ارواحنا لمشهادته الفداء بوده در محل محفل در موقع تشکیل جلسه
دوستان تشریف آورده ضمناً در گجراتی نطق مبنی بر تشویق و تحریص
احباء الله در خدمت امرالله نمودند نزدیک باختتام مجلس فاضل جلیله
خانم محترمه شان نیز حضور بهم رسانیده در جواب سوال یکی از دوستان
حاضر بالیشان فرمودند کتابهای بهائی را تا اندازه مطالعه نموده اند
و امید دارند تحقیقات کاملتر بعمل آورده مثل شوهر محترم شان
(جناب منی مته) خواهد شد (البته گوهر پاکند و مشمول فضل و
رحمت و عون و عنایت حضرت پروردگار خواهند شد) عصر همان روز
ساعت (۵) عصر در محل نشنل هوتل پونه تشریف آورده از فیض
حرارت ایمانی و مذاکرات روحانی خود جنابان آقا خداداد هرمزدیار
محلتی و آقا اسفندیار و آقا سروش و شاه بهرام
موبدزاده و امة الرحمن محترمه شیرین خانم خدایار و مخدره روشن خانم
رستم بامداد که حضور داشتند را محظوظ و مسرور نمودند و چند نفر مبتدی
هم حضور بهم رسانیده در ضمن صرف چای و شیرینی القای بیانات
الهی بالیشان شد و کتاب بهاءالله و عصر جدید انگریزی بالیشان
داده شد.

و چون روز یازدهم جولائی سنه ۱۹۴۱ لجنه تبلیغ بود و ایشان
هم می خواستند برای ترتیبات نطق عمومی در پونه نقشه پیشنهاد
نمایند لهذا روز یازدهم تاریخ ساعت ده و نیم صبح در جلسه لجنه
تبلیغ با تحصیل اجازه حضور بهم رسانیده پیشنهادات خود را راجع
به نطق در کالجها اظهار و تشریف بردند هر روز عصر مرتباً در محل
نشنل هوتل از ساعت ۵ عصر الی ۸ عصر تشریف آورده با دوستان
حاضر و مبتدیان مذاکرات امری می نمودند با اینکه بملاحظه حفظ
صحت ایشان اصرار در تشریف بردن ایشان بمنزلشان میشد
صراحتاً اظهار می کردند صحت و استراحت خود را در ملاقات و صحبت
با دوستان الهی و مذاکرات امر بهائی می دانند و بتائیدات غیبیه الهیه
اطمینان کامل دارند از قضا مکتوبی از امة الله محترمه مشتعله
بنار محبت الله شیرین خانم فوجدار به جناب منی مته وصول داده
بود که بمناسبت تصادمیکه به ستشان وارد شده است به بمبئی آمده اند
و ممکن است از روز ۱۹ر جولائی سنه ۱۹۴۱ الی ۲۳ر جولائی سنه ۱۹۴۱ به پونه
تشریف آورده در هر مجمعیکه معین گردد نطق عمومی ایراد نمایند. لهذا
بصلاح محفل روحانی پونه در گلیه جرائد پونه اعلام نطق های محترمه شیرین
خانم فوجدار بعمل آمد و پنجهزار اوراق اخطار و اعلام طبع و بوسائل
مقتضیه نشر گردید.

ولهذا ساعت ده صبح روز ۲۰ جولائی ۱۹۴۲ء در محل دکن تاکیز پونه بصدارت جناب محترم منی مته و حضور متجاوز از یکهزار نفر جمعیت موضوع (دستورهای عالم جدید) و عصر در محل پونه بحضور احباء الله و اماء الرحمن پونه نطق بسیار مؤثر و مهیّج و قشنگی را بلغت پارسی بسیار بلیغ و عالی و همچنان بزبان اردو مناسباتی ایراد نمودند در ساعت ۳½ بعد از ظهر یوم ۲۱ جولائی در فرگوزن کالج در تحت سیاست پرنسیپال محترم آن کالج در موضوع (طریق صلح عمومی) صحبت نمودند و پرنسیپال (مدیر محترم کل کالج) توضیحات قشنگی در اطراف نطق محترمه شیرین خانم فوجدار دادند.

در ساعت ۳½ عصر روز ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء در این۔پی کالج پونه در تحت ریاست یکی از پرافسرهای (معلم) آن کالج در تحت عنوان (پیامبر جدید) صحبت نمودند و در ساعت ۵½ همان روز در وادیا کالج بحضور جمعی در موضوع (ضروریات و مقتضیات عالم جدید (قرن حاضره)) و در ساعت ۶ بعد از ظهر ۲۳ جولائی ۱۹۴۲ء در وادیا کالج در موضوع (جوانی و دیانت) بطرز بسیار عالی و قشنگ ایراد نطق نمودند و در وادیا کالج جناب پرنسیپل جوگ مدیر کلی وادیا کالج در هر دو جلسهٔ نطق در وادیا کالج کرسی صدارت را اشتغال نمودند و نسبت بحقانیت امر مبارک بهائی و اهمیت نطق امة الله محترمه شیرین خانم فوجدار بیان ملیحی را بمعرض افکار عمومی گذاشتند در هر یک از جلسات نطق محترمه شیرین خانم فوجدار شاید متجاوز از یکهزار و هزار پانصد نفر جمعیت بودند و بسیاری سوالات متفرقه پرسیدند و امة الله محترمه شیرین خانم فوجدار فی البدیهه جواب شافی می دادند فی الحقیقت خلوص نیت جناب منی مته جلب تائیدات الهیه رو نمود که بظاهر ظاهر جلوهٔ تائیدات مشهود بود و محترمه شیرین خانم فوجدار بطرز صحبت در انگریزی و ایراد جواب سوالات هر کس نمودند که تبارک الله احسن الخالقین۔

جناب منی مته با یکنفر از پرافسرهای در فرگوزن کالج بمعیت دو نفر از دوستان ملاقات نمودند هم آن معلم محترم و هم یکی از محصلین آن کالج که در آن موقع حاضر بودند بسیار محظوظ و مسرور این ملاقات و مذاکرات با جناب منی مته نمودند و اظهار خوشنودی و مسرت قلبی کردند. بشانیکه گویا تعلقات قلبی جناب منی مته و آن پرافسر محترم خود بخود حصول داده است جناب منی مته بسیاری از اشخاص مهمه را در پونه مطلع و مجذوب با مر الله نموده اند حتی بوسیلهٔ مکاتیب یا تلفون با اشخاص مخصوص صحبت امری مینمودند جناب منی مته در پونه گذشته از ملاقات با اشخاص متعدده و مهمه کتب بهاء الله و عصر جدید انگلیسی وغیره به بسیاری از اشخاص بوسائل ممکنه ارسال داشته اند و اقدامات ایشان که توام با یک حرارت محبت الله و خلوص نیت و جذبیت کامل بود بسیار برای آتیهٔ پونه امید بخش است و دوستان پونه ورود جناب منی مته را در پونه طلوع آفتاب سعادت برای خود میدانند۔ زیرا آن اقداماتیکه بخاطر می رسید بوسیلهٔ ایشان عملی و اجرا شد چنانچه جمال مبارک ابهی در کلمات مکنونه میفرماید قوله تبارک و تعالیٰ "نیس نیکو است حال آن غنی که غنا از ملکوت جاودانی منعش ننماید و از دولت ابدی محرومش نگرداند۔ قسم باسم اعظم که نور آن غنی اهل آسمان را روشنی بخشد چنانچه شمس اهل زمین را۔"

جناب منی مته بسلامتی روز بست و نه جولائی ۱۹۴۲ء روانه بمبئی شدند با صحت کامل و موفقیت تامهٔ ایشان را از آستان اقدس ابهی سائلیم۔

(از طرف محفل روحانی بهائیان پونه) موبد زاده منشی

# بشارات امریه

(از اخبار امری حیفا شهر البهاء ۹۸ مارچ سنهٔ ۱۹۴۱ عدد ۱۷۹)

اعظم بشارت که علت بهجت و مسرت قلوب یاران عزیز الهی است مژدهٔ صحت و عافیت وجود اقدس مبارک حضرت ولیّ امرالله ارواحنا لالطافه الفدا است امید از عنایات رحمانیه چنان که این موهبت سبحانی و رحمت و نعمت ملکوتی بدوام اللیل والنهار باقی و پایدار و ثابت و برقرار ماند بفضله و کرمه و جوده تعالی.

اخبار روحانیه و بشارات امریه که جمیع دال بر نشر نفحات الله و اعلاء کلمة الله و خدمات و جانفشانی یاران درگاه محبوب یکتا است ببقعهٔ مبارکه وارد.

در اینموقع ترجمهٔ بشارهٔ مندرجه در بهائی نیوز امریکا مورخه سپتمبر ۱۹۴۰ درج میگردد. حضرت عبدالبهاء آکوی فرمایند.

"این جنگ عالم سوز چنان شعله ئی در دلها برافروخت که شرح نتوان داد در تمام ممالک جهان آرزوی صلح عمومی مستولی بر افکار دانشمندان شده هیچ نفسی نیست که تمنای صلح و آشتی نکند یک حالت عجیبی از قبول ملاحظه میشود این از حکمتهای بالغهٔ الهیه است تا استعداد حاصل شود علم وحدت عالم انسانی بلند گردد و اساس صلح عمومی و تعالیم رحمانی در شرق و غرب نهاده شود و انتشار یابد."

مبلغین کانادائی بدون مبالات بوضعیات جنگ حوادث

رهیبت یومیه در تقویت اساس امر در کلیه ولایات مشغول. در دوم اپریل کنفرانسی در کالگاری Calgary منعقد و کتبی در کتابخانهٔ عمومی نهاده شد.

دو رلیس اسکینر مدعو بصحبت در ولکان VULCAN و ادمونتون EDMONTON شدند. مسیس موسکروپ هم عازم به رجینا Regina برای دو ماه توقف گشتند همچنین دعوت بنقطهٔ دیگر شده اند خلاصهٔ عملیات سالیانه در وینی پک آنکه متجاوز از ۳۰۰ نفس اطلاعات کامله از تعالیم مبارکه یافته اند و یک هیئت تحصیلیه چندین ماه مشغول مطالعات بودند. در ورنون و پنتکتون بریتیش کولومبیا امر تبلیغ در ترویج راپورتهای مشعشعی از تورنتو از دورلیس ماک کی رسیده ده روز در آن مدینه و همیلتون صرف نموده اند مرقوم داشته اند ابدا نمی دانستم چنین استعدادی در خلق اینجا موجود است سیزده مجلس منعقد شد و تقریباً با پنجاه نفس جدید ملاقات گشت و محفل روحانی نیز تأسیس شد.

بتی بیکر بطرف سیتکا حرکت نمودند بعد از آنکه پنج نفر را در جونیو متمایل بامر نمودند و پنجاه نفس دیگر را مطلع از امر ساختند و حال مجالس خصوصی در این مرکز جدید دارند و با مدیر روزنامه محلی متفق که عند اللزوم مقالات امریه را طبع و منتشر سازند.

(باقی آینده)

# یاد میس مارتاروث

تلگراف مبارک
مورخه ۸ اکتوبر ۱۹۳۹ خطاب باحبای ایران

الورقة النورانية المبلغة الشهيرة قدوة
آية الانقطاع مشعل الحب والوداد مثال الشجاعة والوفاء الخالدة ستقبلها
عيون اهل البهاء مارتاروت قد صعدت الى اعلى رفارف الغيب(?) و
اهل ملأ الاعلى بنداء مرحبا بك يا فخر المبلغين والمبلغات
احسنت احسنت يا من انفقت بكليتك انجذابا
الى ملكوت رب الآيات البينات طوبى
الف طوبى لك من هذا المقام
المشعشع المتعالي الباذخ
المنيع

ترجمه
ورقه زکیه مبلغه شهیره آیت
انقطاع، مشعل محبت و وداد و نمونه شجاعت و وفا
نور دیده اهل بهاء مارتاروت به اعلی رفارف قدس خلد برین صعود نمود
اهل ملأ اعلی با بانگ مرحبا ای فخر مبلغین و مبلغات استقبال نمودند
احسنت احسنت ای کسی که بکلی از عالم منقطع بودی و
مجذوب بسوی پروردگار ملکوت آیات. خوشا بحال تو
که چنین مقام درخشان بلند و [illegible]
[illegible] منیع

بلی ۲۸- اینماه سپتمبر ۱۹۴۱ دو سال بانتها رسید که آن روح پاک از این عالم خاک بجهان تابناک شتافت. درحقیقت هیچ کس در عالم وجود کماهو حقه از ارتفاع مقامات آن روح شاد آگاه نیست و نمیتواند وصف نماید جز آنکه آنچه از قلم مبارک حضرت ولی امرالله ارواحنا فداه در حق آن متصاعد الی الله نازل گشته میزان قرارداده بروح پرفتوح او درود و ثنا گوید و بکوشد که تأسی بآن روح پاک نموده در تبلیغ امرالله و خدمت عالم انسانی و حصول رضای الهی موفق گردد و یادآوری و تذکار آن برای قارئین محترم این نتیجه را خواهد داشت که بدانند او از چه طریق این موفقیت ها را بدست آورد که از تلگراف مبارک فوق استنباط میشود و همچنین در توقیع مبارک مورخه ۲۲ جنوری ۱۹۴۰ خطاب بیکی از دوستان هندوستان میفرمایند «از این حادثه مولمه فقدان کنیز عزیز الهی و فخر مبلغین و مبلغات در جامعه بهائی قلوب عموم یاران در شرق و غرب مجروح و متألم. خدمات متتابعه باهره اش در کشور هندوستان از وقایع و حوادث مهمه قرن اول بهائی محسوب اثرآتش بمرور ایام در اطراف و اکناف آن اقلیم معلوم و مکشوف. وقت آنست عزیزان آن سامان تأسی بآن نجم دری افق انقطاع نموده بکمال همت و خلوص و انجذاب بترویج و استحکام و اعلان امر حضرت رب الارباب قیام نمایند فبمثل هذا فليعمل العاملون» الی آخر و همچنین در بسیاری از توقیعات مبارک که در ۱۹۴۰ بافتخار احبای شرق و غرب نازل شده ذکر خدمات و بزرگواری آن نادره اکوار و ادوار موجود که جمع آوری و درج آنها در یک مقاله غیر ممکن است ولی آنچه یادآوری و تذکار و تکرار آن لازم و مناسب احوال ماست آنکه بدانیم آن محترمه این موفقیتهای فوق العاده از چه راهی بدست آورد زیرا بحسب ظاهر از دیگران عالم و دانشمندتر نبود. چندان زورمند و دولتمند حتی صحت مندتر از دیگران هم نبود پس معلوم میشود منشأ و بانی و مدیر و مجیر این موفقیتها همانا خلوص نیت و محبت الله و استقامت بر امرالله و انقطاع از ماسوی الله و خضوع و خشوع و ادب و خدمت و همدردی با بندگان خدا بوده که او را عزیز دو جهان و مقصود خود کامران فرموده پس بفرموده مبارک «فليعمل العاملون»

# مُناجات برائے امن و صُلح

هُوَ الله ای پاک یزدان بفریادِ بیچارگان برس ای خداوندِ مهربان بر این اطفالِ یتیم رحم فرما. ای خالقِ جهانیان! این آتشِ افروخته را خاموش کن ای خداوندِ بی‌نیاز این سیلِ شدید را قطع کن ای دادرس بفریادِ یتیمان برس ای دادرسِ حقیقی مادرانِ جگرخون را تسلی ده ای رحمان رحیم بر چشمِ گریان و دلِ سوزانِ پدران رحم فرما. این طوفان را ساکن کن و این جنگِ جهانگیر را بصلح و آشتی مُبدّل فرما. توئی مقتدر و توانا و توئی بینا و شنوا ع ع

# آوازِ روح یا صوتِ مُناجاتِ مِس مارتا رُوت

عجب نیست که در این ایام که این صفحهٔ گرامفون از آستریلیا پس از سه ماه وارد هندوستان و هر یکی پانزده روپیه تمام شده است وقتی یک بانگِ الله ابهیٰ از لحنِ آشنای روحانی خود میشنوید میگوئید باز هم ارزان خریده اید. لهٰذا خوبست نود تری سفارشاتِ خود را به منشیِ لجنهٔ نشریاتِ امری توسطِ بهائی هال کراچی مرقوم دارید زیرا فقط دوازده نسخه این ریکارڈ صفحهٔ گرامفون که در جعبه های رادیو هم میشود بکار برد از آستریلیا وارد شده قیمت ۱۵ روپیه و خرج پست اضافه است اما باز هم ارزان است.

**توضیح** – صفحهٔ مذکور دو طرفه و دارای مُناجات و لوحِ احمد و شرحِ آن و تکبیراتِ الله ابهیٰ از الحانِ قدس سرورِ مبلغین و مُبلغات مِس مارتا روت میباشد که چند ماه قبل از صعودشان در آستریلیا اخذ نموده اند.

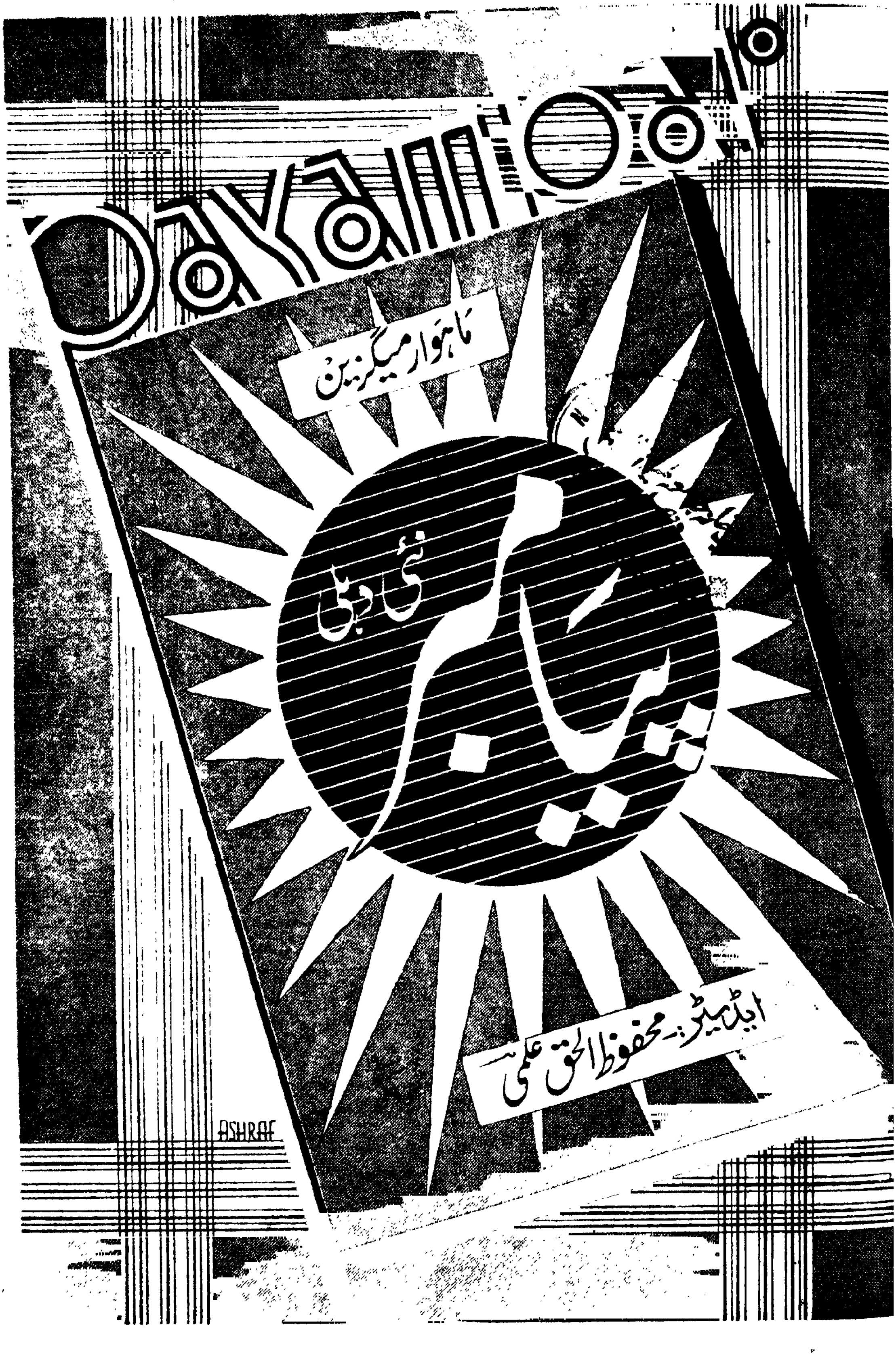
―― ۲ ――

کتابهائیکه میتواند شما را از شر و شورِ جهان و صحبت های جنگ و جدال در کنار کشیده با سرورِ روحانی مشغول گرداند همانا کتاب "بدائع الآثار" جلد اول و ثانی که دارای حکایاتِ شیرین و نصائحِ حضرتِ عبدالبهاء و عکسهای رنگارنگ و نقشهٔ مسیر از اروپا و امریکا میباشد. قیمت پیش از جنگ شش روپیه بود. حال هم جلدی سه روپیه دو جلد همان شش روپیه است.

―― ۳ ――

از آقایانیکه تعریف و توصیفِ "بشارتِ عظمیٰ" نوشتهٔ منشیِ لجنهٔ نشریاتِ ملی را قدردانی کرده اند و تبریک گفته اند اظهارِ امتنان نموده شاکرم این عطیهٔ خداوندی با تائیداتِ الهی طوری بطبع رسید که حتیٰ مُدیرِ چاپخانه اظهارِ تحیّر از فراهم آمدنِ اسبابِ آن مینماید و میگوید دستِ غیبی مدد نموده است لهٰذا خوبست طالبین خصوصاً محافلِ روحانی سفارشاتِ خود زود تری بلجنه فرستند که وسائلِ طبع همچه کتابچه بزودی میسر نمیشود هدیه فقط ۱۲ آنه

سید محفوظ الحق علمی پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر نے جید برقی پریس بلیماران دہلی میں چھپوا کر دفتر پیامبر قرولباغ نئی دہلی سے شائع کیا


payam
ماہوار میگزین
پیام
نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

THE FIRST SUMMER SCHOOL OF THE BAHAIS OF INDIA & BURMA HELD AT SIMLA.
IN PRESENCE OF LATE MISS MARTHA L. ROOT IN THE YEAR 1938.



اولین مدرسه تابستانی بهائیان هند و برما بحضور مس مارتا روت در سیمله سنه ۱۹۳۸

ماہنامہ پیا[illegible] نئی دہلی

جلد دوم | اکتوبر ۱۹۴۱ء | نمبر دہم


# الٰہا معبودا ملکا

اے خدا     اے معبود     اے بادشاہ

حمد وثنا سزاوار تو است چہ کہ از مشتے تراب خلق را۔ خلق فرمودی وگوہر بینش
حمد وثنا تیرے ہی لائق ہے کہ مشتِ خاک سے تونے خلق کو پیدا فرمایا اور بینائی ودانائی کا جوہر

ودانش عطا نمودی۔ اے کریم از تو می طلبیم آنچہ راکہ سببِ حیاتِ ابدی وزندگی سرمدیست
عطا کیا۔ اے کریم ہم تجھ سے وہ چیز چاہتے ہیں جو حیاتِ ابدی اور دائمی زندگی کا سبب ہے

مارا محروم منما وجدا زجودت موجود اورا از طراز عنایت منع مفرما وکل را بتجلیاتِ انوارِ نیرِّ توحید
ہمیں محروم نہ فرما۔ عالمِ وجود تیری بخشش سے موجود ہے اسے اپنی عنایت سے دور نہ رکھ۔ سب کو آفتابِ توحید کی روشنیوں

منوّر گرداں لک الامر فی المبدأ والمآب ولک الحکم یا مالک الایجاد
سے منور کردے۔ آغاز وانجام میں تیرا ہی امر ہے۔ اے عالمِ ایجاد کے اور تمام بندوں کے مالک! تیرا ہی

ومالک العباد
حکم نافذ ہے

# محبوب جلوہ گر ہے

جس نے تمام پیغمبروں کو برپا کیا اُسی نے حضرت باب وحضرت بہاء اللہ کو مبعوث فرمایا جو ہمیشہ سے امر و نہی کا مالک و مختار رہے وہی آج اور ابد تک فرماں روا ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی اُس کا شریک نہ تھا۔ نہ ہے نہ ہوگا۔

اُس کا کلام بادِ بہار ہے جس سے اشجارِ وجود تروتازہ ہو جاتے ہیں سفرزندانِ ہستی پدر مہربان کی آواز سنتے اور محبت کی مہک پاتے ہیں۔ پیاسے آبِ حیات کی سرسراہٹ محسوس کرتے ہیں۔ مقربین۔ رحمتِ رحمٰن کی خوشگوار ہواؤں کے جھونکے چلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مخلصین جلوۂ جمال کے انوار مشاہدہ کرتے ہیں۔ عاشقوں کو قرب و وصال کی نشانیاں ملتی ہیں۔

نورانی دنیا کے رہنے والے اس کی وحدت کا اقرار و اعلان کرتے ہیں۔ وہ اپنے محبوب کے آثار انوار مشرق و مغرب میں پھیلاتے ہیں۔ وہ تمام جہان کو خبر دیتے ہیں کہ سب کا محبوب جلوہ گر ہو گیا ہے۔ وہ دن آگیا ہے جس کا انبیاء کرام دلوں اور زبانوں سے ذکر کیا کرتے تھے اور جو تمام مُرسلین کے نوشتوں میں درج تھا۔ اب وہ ظہورِ اعظم نمودار ہو گیا ہے جس کی بشارت شروع سے آج تک ہوتی آئی ہے۔ سربستہ راز آشکار ہو گیا۔ سر بمہر شراب طہور کھول دی گئی۔ اب بھی اہلِ حجاب اپنے محبوب سے بے رخی کر رہے ہیں بیانِ حقیقت کا جام پینے والے یقین کرتے ہیں کہ یہ وہی دن ہے جس کا ذکر فرقان میں رحمٰن نے یوں فرمایا ہے "جس دن لوگ ربّ العٰلمین کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں گے"

اس ظہور سے عالمِ امکان کے بلند ترین مقام پر عرفان کا جھنڈا نصب کر دیا گیا ہے بیان کا سمندر موجزن ہے۔ رحمٰن کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی ہے۔ خدا کی کتاب جو اب محوِ خرام ہے اِس کے پیچھے چلے بغیر کوئی کتاب کسی کو فائدہ مند نہ ہوگی آفقِ الٰہی منور ہو گیا ہے۔ بقعۂ نور پر خیمۂ عظمت بلند ہے۔ خدائی نوشتے پورے ہو گئے ہیں۔ بیان کی بُلبل ہزار داستان اونچی شاخ پر نغمہ سرا ہے۔ اہلِ عرفان مطلعِ عرفان کی طرف متوجہ ہیں۔ تمام اوہام کے گرد و غبار کو دُور کر چکے ہیں مظہرِ الٰہی کو دیکھ رہے ہیں اور ندا بلند کر رہے ہیں اسی دن کا عہد و میثاق خداوند عالم نے ہر نبی و ہر ولی سے لیا تھا انھوں نے حجاب اکبر کو نظر کے سامنے سے ہٹا دیا ہے۔ اور کلمات الٰہی کے آبِ کوثر سے اپنے دلوں کو غسل دیا ہے۔ اپنے سینوں کے آئینوں کو صاف و شفاف کر لیا ہے۔ اور اُن پر نورانی حروف سے لکھ دیا ہے کہ "ملک خدائے مالک یوم الدین کا ہی ہے" انھوں نے قوم کی غلط باتوں کو چھوڑ دیا ہے اور اس حقیقت کو دلوں پر نقش کر لیا ہے جو علمِ الٰہی کے افق سے نمودار ہوئی ہے وہ عیاناً مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آیاتِ الٰہی آفاق عالم پر چھا گئی ہیں۔ اور بینات ایسے شان سے ظاہر ہوئی ہیں کہ انکار نا ممکن ہے۔ پھر بھی کسی امرِ عظیم کے بارے میں نظر کی خطا اور لغزشِ پا کوئی اچنبھا نہیں ہے۔ خاص کر ان لوگوں سے جو قوم کے جبر و استبداد سے سہمے ہوئے ہیں۔ اور غیر اللہ سے ڈرتے ہیں۔

طُور پر بولنے والا۔ بول رہا ہے۔ لیکن غفلت کے ماتے بے خبر

ہیں۔ تمام پیغمبروں نے اسی کی بشارت دی تھی لیکن اُمتیں اپنے محبوب موعود کو شناخت کرنے سے محروم ہیں۔ ہاں۔ جن کی آنکھیں کھُل گئیں ہیں وہ جمالِ دوست کے جلوے دیکھ رہے ہیں۔ اور اِس نعمت پر خوشیاں منا رہے ہیں اور وہ اُس فزعِ اکبر سے محفوظ ہیں جس نے تمام نوعِ بشر کو گھیر لیا ہے۔ وہ رحمتِ پروردگار کے نفحات دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور حجت و برہانِ الٰہی سے قلوب کو روشن اور قوی بنا رہے ہیں۔ اہلِ عالم کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ فضل کا دروازہ کھُل گیا ہے۔ آؤ آؤ اِس میں داخل ہو جاؤ۔ پرانی قوموں کی طرح شک و شبہ میں مبتلا نہ رہو۔ یہی وہ ظہورِ حق ہے جس کی بشارت حضرت محمد رسول اللہ نے دی تھی اور اُن سے پہلے حضرت روح اللہ نے۔ اِن سے پہلے حضرت کلیم اللہ نے بلکہ تمام نبیوں نے مژدہ سنایا تھا جو شخص اِس ظہور کو حق نہیں مانتا وہ کسی ظہور کو سچا ثابت نہیں کرسکتا۔ اگر اِس ظہور پر ایمان لانے سے کوئی مجرم ہوسکتا ہے تو پھر حضرت محمد۔ عیسیٰ۔ موسیٰ علیہم السلام پر ایمان لانے سے کیوں ملزم نہیں۔ اگر پہلے ظہورات کا انکار کرکے انسان قابلِ مواخذہ ٹھہرتا ہے تو اِس ظہور کا انکار کرکے بھی یقیناً قابلِ مواخذہ ٹھہرے گا۔ وہ بھی حق تھے۔ یہ بھی حق ہے۔ تمام پیغمبر اور حضرت باب و حضرت بہاء اللہ ایک دوسرے کے مصدق اور شاہد و مشہود ہیں بلکہ حقیقتِ واحدہ کے مظاہر ہیں۔ جو اس ظہور کو قبول کرنے میں تامل کر رہا ہے وہ کسی ظہور کو بھی اپنی ذاتی بصیرت سے نہیں پہچانتا۔ اگر کسی ظہورِ سابق کو سچا کہتا ہے۔ تو وہ صرف رسمی و تقلیدی ہے۔

اے دوستانِ حق! مبارک باد۔ تم نے اپنے محبوب کو پہچان لیا اور اُس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس کی رضا پر گامزن ہو۔ دونوں جہان کی نعمت حاصل ہوگئی۔ محبوب تمھاری طرف متوجہ ہوا اور تمھارے چہروں پر وفا کا نور دیکھ کر خوش ہوا پوری قوت استقامت سے مرکزِ حقیقت پر قایم رہو۔ اور تمام نوعِ بشر کو اس لازوال نعمت کی طرف دعوت دیتے رہو۔ طوبیٰ لکم و حُسنُ مآب۔

(علمی)

# بہائی سمر اسکول

امریکہ میں بہائی سمر سکول نہایت خوبی کے ساتھ چل رہے ہیں اور نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں چند سال سے سمر سکول کے انعقاد کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔

اس سال بہائی سمر سکول ۱۵ر اکتوبر سے ۲۲ر اکتوبر تک سورت میں منعقد ہوگا۔ مختلف اطراف کے احباب شوق کے ساتھ آئینگے۔ درس الواحِ مبارکہ۔ اہم مضامین پر مذاکرات اور مختلف مذاہب و تحریکات پر لکچرز ہونگے۔

# کمال استقامت

## گفتار و کردار

حضرت بہآء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ ایک لوح میں فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اے مردمان گفتار را کردار باید چہ کہ گواہ راستی گفتار کردار است۔ | اے لوگو! گفتار کیلئے کردار کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قول کی سچائی کا گواہ عمل ہے۔ |

کتاب اقتدار صفحہ ۲۴۵ پر فرماتے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| اُصَدِّقُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ مِنْ کُتُبُ اللہِ وَصَحَائِفِہٖ۔ | ترجمہ:۔ میں تمام کتب اور صحائف الٰہی کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو تمہارے پاس ہیں۔ |

یہ ہیں عصرِ حاضر کے مربّی امم کے اقوال جنھیں آپ نے اپنی چالیس بلکہ پچاس سالہ پُرآلام زندگی میں اپنے اعمال کی شہادت سے سچا کر دکھایا۔ ایک انسان پُرامن زندگی میں اپنے اقوال واعمال کی ترازو میں پورا اترے۔ پچاس سال سوسائٹی کے خلاف ایسے عقاید کا پابند رہا ہو۔ جن عقاید کا اظہار اسے واجب القتل قرار دیتا ہو۔ ملک کے بچے۔ بوڑھے۔ عالم۔ جاہل حتیٰ کہ حکومت بھی درپردہ اُن عقائد کی مخالف ہو۔ اور وہ شخص اِن عقائد کی بدولت ہر عالم وجاہل کے لئے وہ باعثِ تحقیر تذلیل ہو بدترین قید اور شکنجہ و بید وغیرہ سزاؤں کے علاوہ گوناگون سختیوں میں مبتلا رہا ہو۔ عوام و خواص کی کوہِ شکن طاقت کے سامنے اس کا قائم اور نمودار رہنا۔ یقیناً دنیا بھر کی طاقتوں کو ہلا دینے اور عاجز کر دینے کے مرادف ہے۔ آپ صحیفۂ طرازات میں فرماتے ہیں:۔

"اس مظلوم نے کسی وقت بھی اپنے آپ کو نہیں چھپایا۔ اور ہمیشہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے موجود رہا" ہم نہ کبھی بھاگے اور نہ روپوش ہوئے۔ بلکہ ہم سے جاہل بندے بھاگتے ہیں" ترجمہ طرازات صفحہ ۱۲)

مخالفت کی بھڑکتی ہوئی آگ میں مخالفین کے سامنے رہنا اور اپنے اقوال واعمال کی ترازو میں پورے اترنا۔ بجز اس کے ممکن نہیں کہ ایسے شخص کے قلب میں ایک زبردست قوت ودیعت رکھی گئی ہو۔ اور پس پردہ کوئی غیبی طاقت اس کے قیام وسلام کا موجب ہو۔

## اڈریانوپل کا ایک واقعہ

۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں جب ظلم وتعدی اور قساوتِ قلبی سے آپ کو عکا کے کالے پانی کی طرف لیجایا جا رہا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر فرانس کے نائب قونسل کا دل پارہ پارہ ہوگیا۔ اس نے دولتِ عثمانیہ کے مامورین سے حضرت بہآءاللہ سے آدھ گھنٹہ ملاقات کی اجازت چاہی۔ جو اس خیال سے دیدی گئی کہ نائب قونسل دولت عثمانیہ کے نزدیک معتمد الدولہ تھے۔ قونسل مذکور نے حضرت بہاء اللہ عز اسمہ الاعلیٰ کو خلوت میں لیجا کر کہا۔ کہ آپ اسلام سے اپنی بیزاری اظہار کیجئے۔ اور خود کو دولتِ فرانس کے تابع ظاہر کیجئے۔ تاکہ ہم آپ کی امداد کر سکیں۔ اور عزت واحترام کے ساتھ آپ کو یورپ میں پہنچا دیں۔ حضرت بہآءاللہ جل اسمہ الاعلیٰ نے جواباً فرمایا۔ کہ:۔

ما بمیل و رضاءِ خود وطیب خاطرِ خویش۔ تحمل ہر بلائے را حاضر وظہور ہر قضائے را منتظریم والا کے را قدرت نبود کہ بر ما تعدی نماید و نفی و حبس ما را قصدی کند ویقین بدانید کہ ہرگز برائے راحتِ جسم از عقائدِ روحانیہ نمیگذریم و حق را باطل و باطل را حق نمی شمریم ما دین اسلام را حق میدانیم و خود موعود دانیم از جانب خدا برائے اصلاح آن خصوصاً و سائر ادیان عموماً ماموریم شدہ ایم پس چگونہ ممکن است کہ از آن بیزاری جوئیم بامیدیکہ جانِ بسلامت بریم و حال آنکہ سلامت نیز در استقامت است اکنوں بشما اطمینان میدہم کہ استقامت ما در اتباع حق مورث سلامت خواہد شد۔ و این بلایا مقصد ما را تقویت خواہد کرد۔ بلا است کہ بر قیام انبیا ترتیب اثر دادہ و شجرہ امر اللہ ا ثمر رساندہ۔

"ہم اپنی رضا، و رغبت اور اپنی دلی تمنا کی وجہ سے ہر مصیبت کے جھیلنے کیلئے تیار ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک مصیبت کے ظہور کے منتظر ہیں۔ اور اگر ہماری اپنی یہ خواہش نہ ہوتی۔ تو بھلا کس کو طاقت تھی۔ کہ ہم پر سختی کر سکتا۔ اور ہمیں جلاوطنی اور قید و بند کی تکالیف دے سکتا آپ پر واضح ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہم اپنی جسمانی راحت کی خاطر اپنے دینی عقائد کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور حق کو باطل اور باطل کو حق نہیں سمجھ سکتے۔ ہم دین اسلام کو برحق جانتے ہیں۔ اور خود اس دین کے موعود ہیں اور دین اسلام کی اصلاح کیلئے خصوصاً اور دوسرے جملہ ادیان کی اصلاح کیلئے عموماً ہم منجانب اللہ مامور ہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔ کیا اس لئے کہ ہماری جان محفوظ رہے؟ حالانکہ ہماری جان کی سلامتی استقامت ہی میں ہے۔ رسلئے!! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ حق کی پیروی میں استقامت اختیار کرنا یقیناً ہماری سلامتی کا موجب ہوگا۔ اور جملہ مصائب ہمارے دعا و مقصد کو یقیناً تقویت دینگی

مصائب ہی صرف وہ چیز ہیں جو امر انبیا علیہم السلام کے قیام میں ممد و معاون ثابت ہوئیں۔ اور انہی مصائب نے دین اللہ کے درخت کو پھل دینے والا بنایا۔"

جب فرانسیسی نائب قونسل نے یہ کلمات سُنے۔ آپ کی استقامت کے ارادہ سے متحیر ہوگیا۔ اور اپنے سیکریٹری سے کہا۔ کہ مجھے تعجب ہے۔ کہ میں نے اس شخص میں صدق اور سچائی، متانت اور معاملات کی صفائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ یہ کیا طاقت ہے اور کیسی استقامت ہے۔ کہ کوئی حادثہ اسے پریشان نہیں کرتا۔ اور کسی واقعہ سے ہراساں نہیں ہے۔ بلا شک و شبہ یہ مقدس انسان ایک نہایت بلند مقام اور عالی رتبہ پر فائز ہوگا۔ کیونکہ اس کا مقصد بہت بڑا۔ اور اس کی راہ سیدھی راہ ہے۔

ایم اے صدانی

---

# بشارتِ عظمیٰ

"بشارتِ عظمیٰ" ایک مجموعۂ مناجات جس میں حسب ذیل مناجات والواح درج ہیں۔ نمازِ کبیر۔ دعائے وضو۔ نمازِ وسطیٰ۔ نمازِ صغیر۔ لوحِ احمد۔ دعائے شفا۔ خطبۂ ازدواج۔ سوتے وقت کی دعا۔ دعائے صباح۔ گھر سے باہر جانے وقت کی دعا۔ دعائے صبح و شام۔ مناجاتِ خواتین۔ اپنی مغفرت کے لئے دعا۔ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت۔ نمازِ جنازہ۔ اپنی حفاظت کے لئے دعا۔ مناجات طلب تائید الٰہی۔

پاکٹ سائز کے ۷۰ صفحات ہیں۔ کتاب دو رنگ میں خوبصورت چھپی ہوئی اور مجلّد ہے۔ اصل عربی کے نیچے اُردو ترجمہ بھی دیا گیا جس سے ہر شخص بآسانی مناجات کا مفہوم سمجھکر روحانی کیف حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت بارہ آنہ۔

ملنے کا پتہ۔ سیکرٹری پبلشنگ کمیٹی دیپ چند اوجھا روڈ۔ کراچی

# حضرت باب

(محترمہ شیریں فوجدار کے قلم سے)

تباہ کن جنگ کے شعلوں میں لپٹی ہوئی دنیا حیران و پریشان ہے۔ اِن مصیبتوں کا علاج ڈھونڈ رہی ہے تلاشِ درماں میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہے اور ڈر رہی ہے کہ کہیں تمدّن و تہذیب بالکل ہی ملیامیٹ نہ ہو جائے۔

چار ہزار برس پہلے سدوم و عمورہ کے باشندے جن پر خدائے غضب سے آگ اور گندھک کی بارش ہوئی تھی جو ابتک نشانِ عبرت بن کر بحیرہ مردار کی شکل میں موجود ہے آج کل کی انسانوں سے بدتر و پست تر نہ ہوں گے۔

ہم ہر روز اخلاق کے بگڑنے۔ شہوات نفسانی کے بڑھنے۔ لالچ کے زیادہ ہونے۔ اور انسانی وحشت کی شکائتیں سنتے ہیں جنھیں سُنکر جنگل کے درندے بھی شرمندہ ہوتے ہیں۔ کثرت کے درمیان عسرت کی فراوانی پاتے . وحشیانہ قومیت کی عصبیت اپنی اقلیم کی حدود کو وسعت دینے کے لئے کمزور قوموں پر جبر کرنے میں خوش ہو رہی ہے۔

اِس کھلبلی اور اِس تمام دھاندلی کا سبب خدائی علم و محبت کی کمی ہے۔ اخلاق جن کی پشت پر دین کا سہارا نہیں وہ طوفانِ زندگی کے تھپیڑوں کی مقاومت نہیں کر سکتے۔ ایسے اخلاقی سلسلے اُس گھر کی مانند ہیں جس کی بنیاد ریت پر رکھی گئی ہو۔

بھٹکے ہوئے انسان کو دوبارہ صراطِ مستقیم پر لانے کا کام پچھلی صدی میں ایک ایرانی نوجوان کے سپرد ہوا تھا اس نوجوان کا نام باب تھا۔ آپ بچپن ہی سے تقویٰ اور نیکی کیلئے مشہور تھے آپ شکل و صورت کے حسین تھے اور آپ کے چہرہ کو رعب داب ٹپکتا تھا۔ دوست و دشمن اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ بہت پکّے دیندار تھے۔ لوگ آپ کو انسانی نیکیوں کا کامل اوتار کہا کرتے تھے۔

آپ کی عمر ۲۵ سال کچھ مہینے کی تھی جب آپ نے بڑے بڑے علماء کے سامنے ظاہر کیا کہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو اُس ساعتِ عظمٰی سے خبردار کروں جو خدا کے ظہورِ اعظم کا وقت ہے خدا کا یہ ظہورِ اعظم دنیا کو متحد کرنے کے لئے مامور ہو کر آئیگا۔ حضرت باب لوگوں کو حضرت بہاء اللہ کی آمد کے لئے تیار کر رہے تھے جو دینِ بہائی کے بانی ہوئے۔

علماء جانتے تھے کہ اس نوجوان نے سوائے اُس ابتدائی تعلیم کے جو اُس وقت کے بچّوں کو دی جاتی تھی اور کوئی تعلیم حاصل نہیں کی اس لئے جب اُنھوں نے آپ کو ایسی دانائی اور حکمت کی باتیں کرتے دیکھا تو اُن پر پہلا اثر جو ہوا وہ حیرت و استعجاب تھا۔ جب اُنھوں نے سنبھالا لیا تو بہت سے اُن میں سے حضرت باب پر ایمان لائے مگر اکثر کی رگِ عصبیت بھڑک اُٹھی۔ علماءِ شیعہ کا غیض و غضب جوش میں آگیا۔ اِن لوگوں نے متحد ہو کر حضرت باب کو کچل ڈالنے پر کمر باندھی اور آپ کے خلاف فتاویٰ جاری کر دئے۔ صوبجات ایران کے کچھ گورنروں نے اِن

نادی سے فائدہ اٹھایا اور مال جمع کرنے کے لئے مردوں۔ عورتوں۔ ں۔ بوڑھوں کے قتل عام کے حکمنامے جاری کر دئے گئے حکم ا کہ جس کسی پر بابی ہونے کا شبہ بھی ہو وہ قتل کر دیا جائے۔ صوبوں کے گورنر۔ دربار کے وزیر اور علماء ملکر باقاعدہ سپاہ ل مدسے اِس نئے دین کو جڑسے اکھیڑ دینے پر تل گئے کیونکہ انھوں نے اِس دین میں پرانے نظم و نسق کی تباہی اور ایک نئے انتظام تنظیم و تربیت کی داغ بیل پڑتے دیکھی۔

حضرت باب کے اعلان ماموریت کے وقت ایران کی حکومت لارڈ کرزن مرحوم کے لفظوں میں "ملاؤں کی حکومت" تی' انہی ملاؤں کا راج تھا اور انہی کا قول قانون تھا۔ اس ے علاوہ ملا تو وہاں کوئی قانون تھا اور نہ آئین۔ شاہِ ایران خود ختار تھا۔ اُس کے مُنہ سے نکلا ہوا لفظ قانون تھا۔ انسانی جان لینے کا حق اُسی کو تھا اور اسی طرح حکومت کے تمام شعبے یعنی مقننہ۔ اجرائیہ اور قضائیہ سب کا وہ واحد مالک تھا۔

اِن حالات کو دیکھکر حضرت باب نے پہلے ہی سے اندازہ کر لیا ہوگا کہ آپ کا اور آپ کی تعلیمات کا کیسا استقبال ہوگا چونکہ آپ اپنی ابتدائی تحریرات میں ہی اپنی شہادت کا ذکر فرماتے ہیں لیکن اِن سب حالات کو دیکھکر آپ کے ارادہ میں کوئی لغزش نہیں ہوئی اور آپ نے صاف صاف اپنی تعالیم کو ظاہر کیا۔

اعلان کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ قید کر لئے گئے مگر دہے کی سلاخیں آپ کے پیغام کو قیدخانے کی چار دیواری میں مقید نہ کرسکیں۔ یہ بجلی کی سرعت کے ساتھ ایران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا۔ ایک ایسی قوم جس کی زندگی تصنع اور بناوٹ۔ جھوٹ اور تلبیس کا مرقع تھی اُس کے لئے حضرت باب کی تعالیم جو دیانتداری۔ حیا۔ سخاوت۔ محبت اور ہمدردی کی تلقین کرتی تھیں بہت گراں تھیں۔ پس انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسے خیالات کے مالک کے لئے موت ہی بہتر ہے۔ آپ ۳۱ برس، ۷ مہینے، ۲۷ دن کے تھے کہ آپ کی شہادت کا فتویٰ دیا گیا۔ --

۹ جولائی ۱۸۵۰ء کے دن ظالم آپ کو تبریز کی چھاؤنی کے چوک میں لائے جہاں قریباً دس ہزار مرد۔ عورتیں اور بچے اُخوت و امن کے اِس پیغامبر کی شہادت کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ بارکوں کے ستون سے میخیں گاڑ کر آپ کو اور آپ کے ایک شاگرد کو رسیوں سے باندھ کر لٹکا دیا گیا۔ ایک ارمنی رجمنٹ کو جس میں ۷۵۰ سپاہی تھے اور جو صفیں باندھے کھڑے تھے اِن دونوں کو گولی سے اڑا دینے کا حکم دیا گیا۔ گولیاں چلیں اور سات سو پچاس بندوقوں کے چلنے سے دھوئیں کا ایک بادل چھا گیا مگر جب دھواں دور ہوا تو یہ دیکھکر لوگوں کی حیرت کی حد نہ رہی کہ ۷۵۰ بندوقوں سے نکلی ہوئی گولیوں میں سے ایک بھی اِن دونوں مقدس ہستیوں کے نہیں لگی وہ رسیاں ضرور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں جن سے یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندھے ہوئے تھے۔

حضرت باب کا شاگرد وہیں سولی کے پاس ہی کھڑا تھا اور حضرت باب اُسی کمرے میں جہاں آپ مقید تھے نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے کاتبِ وحی کو آیاتِ الٰہی لکھا رہے تھے۔ لوگوں میں حیرت اور خوف سے ایک شور برپا ہوگیا اور گورنر نے یہ سوچ کر کہ کہیں سب کے سب حضرت باب پر ایمان نہ لے آئیں فوراً آپ کو پھر پکڑوا منگوایا اور ویسے ہی بندھوا کر ارمنی فوج کو گولی چلانے کا حکم دیا مگر فوج نے اپنے کرنل سام خاں کے ذریعہ سے انکار کر دیا۔ گورنر نے فوراً باڈی گارڈ کے سپاہیوں کو حکم دیا۔ اُن سپاہیوں نے جو تمام مسلمان تھے اپنا کام کیا اور

حضرت باب اور آپ کے شاگرد کے سینے گولیوں سے چھلنی ہو گئے مگر چہرۂ مبارک پر کوئی گولی کا نشان بھی نہ لگا۔

کالوبری اور کربلا کے نظارے پھر تبریز میں دُہرائے گئے اور حضرت باب نے اپنے ظالموں کے لئے خدا کی رحمت کی دعائیں مانگتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

آپ کے جسد مبارک کو آپ کے فدائی خفیہ طور پر اُٹھا کر لے گئے اور طہران میں حضرت بہاء اللہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور ۱۹۰۹ء میں کوہ کرمل کے دامن میں حضرت عبد البہاء نے آپ کو دفن کیا۔ اگرچہ حضرت باب اعلان کے بعد بہت کم عرصہ تک زندہ رہے اور اپنی ماموریت کا سارا زمانہ آپ نے قید و بند میں گذارا مگر آپ جس کام پر مامور کئے گئے تھے اُس کو پورا کیا۔ آپ نے ایران میں جمود مذہبی کو توڑ کر لوگوں کو حضرت بہاء اللہ کے ظہور کو سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد پیدا کی۔ لارڈ کرزن اپنی کتاب میں جو انھوں نے ایران کے متعلق لکھی ہے فرماتے ہیں:۔

"اگر حضرت باب کا دین اسی رفتار سے بڑھتا گیا تو وہ دن دور نہیں جب یہ مسلمانیت کو ایران سے نکال دے گا ..... کیونکہ اس کے ماننے والے ملک کے بہترین اشخاص ہیں اس لئے گمان غالب ہے کہ آخر کار میدان اِس کے ہاتھ رہے گا۔

سر فرانسیس ینگ ہسبنڈ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت باب کے خیالات تمام ایران میں سرایت کر گئے تھے اور آپ کی شہادت کے بعد یہ امر ترکی۔ مصر۔ ہندوستان حتیٰ کہ یورپ اور امریکا میں بھی خوب پھیل گیا۔ آپ کے ماننے والوں کا شمار اب لاکھوں میں ہوتا ہے۔"

کیمبرج کے پروفیسر ای۔ جی۔ براؤن لکھتے ہیں:۔

"وہ روح جو ان لوگوں میں کام کر رہی ہے ایسی ہے کہ جو کوئی اس کے معجزہ اثر میں آتا ہے وہ مغلوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

۱۸۵۳ء کے شروع میں جب اِس امر پر فدا ہونیوالوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی تھی تو دشمنوں نے سوچا کہ انھوں نے اسے بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے کیونکہ انھوں نے چن چن کر اِس امر کے نام لیواؤں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا تھا جو کچھ رہ گئے تھے وہ ڈر کر خاموش ہو گئے تھے۔

قتل و خون کے وہ خونیں مہیب نظارے جنھوں نے ایک مردہ قوم کو غفلت کی گہرائیوں سے نکال کر بیدار کیا تھا اب کہیں دکھائی نہ دیتے تھے سوائے اس کے کہ کوئی اِکا دُکا لاش کسی درخت یا شہر کے دروازے سے آویزاں دکھائی دیتی تھی۔ جو دیکھنے میں اِس مظلوم امر کی مصائب کو زبانِ حال سے بیان کرتی تھی۔

اِس طرح ایران نے اپنے اُن برگزیدوں سے برتاؤ کیا جنھوں نے اُسے بیقدری اور گمنامی کی تاریکی سے نکال کر اُسے ایسے مقام پر لا کھڑا کیا جہاں سے اب وہ ایک ایسے جلال اور عظمت کے درجہ کو پہنچے گا جو اُس کی قدیمی عظمت سے کہیں زیادہ شاندار ہوگا۔

آپ پر ظلم و ستم کرنے والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اِس تاریخ کے ابھی بہت سے صفحے لکھنے باقی ہیں۔ اُن کا جوشِ ظلم و آتش ستم خدائی پیغام کے نور کو بجھا نہ سکے بلکہ اُسے اور چمکا دینے کا وسیلہ ہوئے اور آج متمدن دنیا میں کوئی ایک جگہ بھی ایسی نہیں جہاں حضرت باب کے عاشق موجود نہ ہوں۔

# کیا انعدامِ کائنات کا نام قیامت ہے؟

## آیت کُلّ مَن علیہا فان پر غور

جولائی ۱۹۴۱ء کے پیامبر میں "اسرارِ قیامت" ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس کے متعلق ایک صاحب نے کچھ تنقیدات بھیجی تھیں جو ستمبر کے پیامبر میں درج کر کے ہم نے آئندہ اشاعت میں جوابات پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ ذیل میں بطور مکالمہ جو مضمون دیا جا رہا ہے۔ اسمیں محقق تنقید کی عبارت پیش کرتا ہے اور پیامبر جواب دیتا ہے۔ ناظرین کرام اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں اور انکشافاتِ حقائق سے مسرور ہوں۔ تمام اہلِ علم کو اس اہم علمی بحث میں شرکت کی صلائے عام ہے۔ (مدیر)

---

قیامت کے دن فنائے کلی کے ثبوت میں ایک آیت عام طور پر یہ پیش کی جاتی ہے کُلّ مَن عَلَیہا فانٍ و یبقیٰ وجہ ربّک ذو الجلالِ والاکرام (رحمٰن) اس آیت سے قیامت کے دن فنائے کلی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اول اس لئے کہ اس آیت میں بالکل نہیں فرمایا کہ یہ فنا جس کا یہاں ذکر ہے قیامت کے دن ہوگی۔ پھر کسی کا کیا حق ہے کہ محض اپنے خیال و عقیدے کی بنا پر اسے یومِ قیامت میں فنائے کلی قرار دے۔ (پیامبر جولائی ۱۹۴۱ء)

---

**محقق**۔ اگر اس آیت میں لفظِ قیامت موجود نہیں ہے تو اس پر اصرار بیجا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ دوسرے مقامات پر قیامت کا لفظ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

**پیامبر**۔ یاد رہے کہ قیامت سے فنائے کائنات جو عام طور پر مراد لی جاتی ہے ہم نے اپنی مذکورہ بالا عبارت میں اسی مفہوم کو مدنظر رکھ کر کلّ من علیہا فان پر غور کیا ہے۔ اس لئے ہم نے ان لوگوں کے بیان پر جرح کی ہے جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن کل کائنات فنا ہو جائے گی اور آیت کُلّ من علیہا فان کو اس مدعا کیلئے نصِ صریح بتاتے ہیں۔ اس پر ہماری پہلی جرح یہی ہے کہ اس آیت میں قیامت کا لفظ نہیں۔ اور جب صریح لفظ نہیں ہے تو یہ آیت قیامت یعنی فنائے کائنات کے لئے نصِ صریح نہیں ہو سکتی۔ پس ان کا دعویٰ باطل ہے۔ یہ جرح قیامت کو فنائے کلی قرار دینے والوں کے مفہوم کو رد کئے بغیر تدقیق و الزام کے اصول پر کی گئی ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونا انھیں دشوار ہے۔ آزادانہ تحقیق و تدبر کے وقت باریک در باریک تنقید کرنا علم و عقل کا فرض ہے۔ ورنہ لفظِ قیامت کے متعلق ہماری تحقیق واضح ہے کہ ہم قیامت سے مراد فنائے کلی یا کائنات کا معدوم ہو جانا ہرگز نہیں سمجھتے۔ ہم اپنے مقالات میں بے شمار دلائل سے یہ مدعا ثابت کر چکے ہیں تو ہمارے نقطۂ نظر سے اگر اس آیت میں لفظِ قیامت بھی ہوتا تو بھی ہمارے نزدیک فنائے کائنات

مراد نہ ہوتی۔ جیسا کہ تمام قرآن مجید میں جا بجا لفظِ قیامت آیا
ہے اور ہم ایک جگہ بھی فنائے کائنات مراد نہیں لیتے ہیں پس
آیت کل من علیہا فان میں جاری ہے جرح کہ اس آیت میں
لفظِ قیامت نہیں ہے ان لوگوں کے خیال پر تدقیقی و الزامی تنقید
ہے۔ جو کہتے ہیں کہ یہ آیت قیامت یعنی فنائے عالم کے لئے نصِ صریح
ہے۔ جب منصوص طور پر لفظِ قیامت نہیں ہے تو نصِ صریح کیا
ہوئی؟

رہی یہ بات کہ "دوسرے مقامات پر لفظِ قیامت بھی
ذکر کر دیا گیا ہے"۔ یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں کسی
ایک جگہ بھی فنائے کائنات کے لئے لفظ قیامت مذکور نہیں۔

**محقق۔** یوم قیامت کی مختلف کیفیتوں کا اظہار مختلف طریقوں
سے مختلف الفاظ میں کر دیا گیا ہے۔ مطلب ایک ہی مخصوص دن
سے ہے۔

**پیامبر۔** اپنے مقالات میں ہم تفصیل سے ثابت کر چکے ہیں
کہ قیامت سے مراد پیغمبر حق کا دورِ ظہور ہے اور ہر پیغمبر کی
آمد پر قیامت برپا ہوتی ہے۔ قیامت کا ذکر مختلف طرح سے
اس لئے بھی آیا ہے کہ مختلف قیامتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم نے
علمی قاعدہ کے مطابق آیت ان ربک لیحکم بینہم یوم
القیٰمۃ میں ثابت کر دیا ہے کہ لیحکم میں لام حال کی بنا
پر یوم القیٰمۃ سے ظہورِ محمدی کا زمانہ مراد ہے اور قرآن مجید میں
آنے والی قیامتِ کبریٰ کا ذکر نہایت تفصیل سے صیغہ مستقبل میں ہے۔

**محقق۔** "اس ایک دن گھبراہٹ ہوگی" "بیہوشی طاری ہوگی"۔ "لوگ
مر جائیں گے"۔ تمام ایک ہی دن کے متعلق بیانات ہیں۔

**پیامبر۔** "لوگ مر جائیں گے" کسی مخصوص دن کے متعلق مذکور
نہیں ہے۔ قیامت کے دن بھی مر جانا ظاہری جسمانی موت ہی مذکور
نہیں ہے۔ قیامت کے دن سب لوگ یکدم مر جائیں گے یا کل عالم
معدوم ہو جائے گا۔ کلام الٰہی سے ہرگز ثابت نہیں۔

**محقق۔** اگر کسی جگہ قیامت کا لفظ نہیں ہے تو اس سے یہ کہاں
ثابت ہوا کہ یہ قیامت کے متعلق نہیں ہے۔

**پیامبر۔** جب تک کسی بات کی بنیاد الفاظ اور بیانِ الٰہی پر نہ ہو
وہ بات مومن کے ایمان میں کیونکر داخل ہو سکتی ہے۔ جب قیامت
کا لفظ نہیں تو کیوں صرف اپنے خیال سے قیامت مراد لی جائے۔
جب متکلم کے کلام میں کوئی لفظ ہمارے مدعا کے ثبوت میں نہ ہو
ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ متکلم کی مراد یہ ہے۔ چہ جائیکہ اسے نصِ صریح
قرار دیں؟

**محقق۔** اس طرح تو کہا جا سکتا ہے کہ نفخ فی الصور سے قیامت
مراد نہیں۔ کیونکہ اس میں قیامت کا لفظ تو آیا نہیں۔

**پیامبر۔** آیت نفخ فی الصور جو سورۂ زمر میں ہے وہاں
صاف لفظِ قیامت آیا ہے۔ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیٰمۃ
والسمٰوات مطویات بیمینہ سبحٰنہ وتعالیٰ عما
یشرکون۔ ونفخ فی الصور الخ

یہاں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ آیت مذکورہ میں نفخ صور کا
ذکر ہے قیامت کے متعلق نصِ صریح ہے۔ کیونکہ منصوص طور پر لفظ
قیامت اس میں آیا ہے۔

لیکن یہ دیکھنا ضروری ہے کہ قیامت کا مفہوم کیا ہے؟ کیا
انعدام کائنات کو قیامت کہہ سکتے ہیں؟ یہ مفہوم اس آیت زیر بحث
سے بھی ثابت نہیں۔ کیونکہ صریح طور پر اس آیت میں ارشاد ہے
ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض
الا من شاء اللہ۔ صور پھونکا جائے گا سو بیہوش ہو جائیں گے
جو لوگ سمٰوات و ارض میں ہیں بجز ان کے جنہیں خدا منظور رکھے۔

آیت میں تین صریح الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قیامت انعدامِ کائنات کا نام نہیں ہے۔ پہلا لفظ صَعِقَ جس کے معنی حواس کا معطل ہونا ہیں۔ جس میں انسان کا باقی رہنا ضروری ہے۔

دوسرا لفظ مَنْ جو ذوی العقول کے لئے آتا ہے یعنی لوگوں کے حواس کام نہ دینگے۔ اشیاءِ کائنات کی فنا کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔

تیسرا لفظ اِلَّا صریح استثناء موجود ہے کہ سب لوگ بے حواس بھی نہیں ہوں گے۔ جنہیں خدا محفوظ رکھے گا۔ وہ پورے طور پر بقائمی ہوش و حواس موجود رہینگے۔ فنا کا تو ذکر ہی کیا ہے؟

اتنے صریح کلماتِ الٰہی ہوتے ہوئے پھر یہ سمجھنا کہ قیامت فنائے کُلی کا نام ہے، سراسر غلطی اور صرف اپنے بے بنیاد خیالات کی تہلک پرستاری ہے۔ جو کلماتِ الٰہی پر غور و تدبر نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

**محقق** - اذا القبور بعثرت - یوم یخرجون من الاجداث - ونفخ فی الصور - آیات کو آپ بھی یوم قیامت ہی کے متعلق مانتے ہیں اگرچہ یوم قیامت کی تفسیر کچھ اور ہی ہو۔ پھر یہ فرمانا کہ ان میں تو کہیں بھی یوم قیامت کا صریح طور پر لفظ نہیں ہے تطویل بیجا ہے یا نہیں؟

**پیامبر** - راز تو یہی ہے کہ ہم قیامت کے معنی فنائے کائنات نہیں مانتے اور دوسرے لوگ قیامت سے مراد فنائے کُلی لیتے ہیں۔ ہم تحقیق والزام او اتمام حجت کے لئے جرح کرتے ہیں کہ تمہارے مفہوم قیامت کو اگر ہم رد نہ کریں تو بھی یہ آیات صریح طور پر قیامت یعنی فنائے کائنات کے بارے میں نہیں ہیں۔ کیونکہ کوئی لفظ قیامت یہاں مذکور نہیں۔ یہ تو ان کے معنی کو نہ چھیڑتے ہوئے الزامی و تحقیقی جرح اور اتمامِ حجت ہے۔

اور ہم اپنی تفسیر قیامت کے مطابق نفخ صور کو قیامت یعنی ظہورِ حق کے متعلق بھی اس لئے خیال کرتے ہیں کہ نفخ صور کے متعلق کلامِ الٰہی میں وارد ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا۔ اگر کلماتِ الٰہیہ میں ایسا بیان نہ ہوتا تو ہمیں کیا حق تھا کہ ایسا اعتقاد بنا لیتے۔ پس یہ ہماری جرح تطویل نہیں۔ تدقیق و تکمیل ہے۔

اصل نقطۂ بحث یہی ہے کہ کلامِ الٰہی سے قیامت کی حقیقت کیا ثابت ہوتی ہے؟ اگر فنائے کائنات ثابت ہو تو ہمارے خیالات سب رد ہو جائینگے۔ اور اگر قیامت کی حقیقت فنائے کائنات ثابت نہ ہو سکے تو لوگوں کے خیالات غلط اور بے بنیاد قرار پائیں گے۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ آجتک تو کوئی آیت ایسی پیش نہیں کی گئی جس سے یہ ثابت ہو کہ کلامِ الٰہی فنائے کائنات کو قیامت قرار دیتا ہے۔

## "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" پر دوسرا غور

اس آیت سے قیامت کے فنائے کُلی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

اوّل اس لئے کہ اس آیت میں بالکل نہیں فرمایا کہ یہ فنا جس کا یہاں ذکر ہے قیامت کے دن ہوگی۔

دوم اس لئے کہ مدعا تو یہ تھا کہ قیامت کے دن فنائے کُلی یعنی تمام کائناتِ ہستی کی فنا ثابت کی جائے۔ اور اس آیت میں لفظِ مَنْ ہے جو صرف ذوی العقول کے حق میں استعمال ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ معلوم ہوا کہ لوگ فنا ہونگے۔ اور مدعا یہ تھا کہ کُل کائناتِ ہستی فنا ہوگی۔ یہ مدعا اس آیت سے تو ثابت نہ ہو سکا۔"

(پیامبر جولائی ۱۹۴۱ء)

**محقق** - اگرچہ ذوی العقول کی فنا کا ذکر ہے جو آپ کو بھی تسلیم ہے

حالانکہ متعدد جگہ انکار بھی ہے۔

**پیامبر۔** جب یہ مسلم ہے کہ لفظ مَنْ سے ذوی العقول ہی مراد ہیں اور اس آیت میں بھی صرف ذوی العقول کا ذکر ہے تو تمام کائناتِ ہستی کی فنا اس آیت سے ہرگز ثابت نہ ہوئی۔

رہی یہ بات کہ ہمیں بھی تسلیم ہے کہ ذوی العقول کی فنا کا ذکر ہی تو ہم تفصیل سے لکھ چکے کہ یہ فنا کسی خاص دن میں نہیں بلکہ مقصدِ آیت یہ ہے کہ فنا و موت کا سلسلہ روئے زمین پر مسلسل جاری ہے اور یہ بات کہ متعدد جگہ انکار بھی ہے۔ سو یاد رہے کہ کسی خاص دن کل کائناتِ ہستی کا فنا ہونا ہمیں تسلیم نہیں ہے اور اس کا ایک جگہ بھی ہم نے اقرار نہیں کیا۔ اور استمراری طور پر روئے زمین کے تمام لوگوں کا فنا پذیر ہونا ہم نے متعدد جگہ تسلیم کیا ہے۔

**محقق۔** لیکن اس خصوصی فنا سے عمومی فنا بھی ثابت ہے۔

**پیامبر۔** خصوصی فنا یعنی سب ذوی العقول کی موت بھی خاص دن یا جس کا نام قیامت ہی ہمیں تسلیم نہیں۔ کیونکہ کلماتِ الٰہیہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور جب اس طرح خصوصی فنا بھی ثابت نہیں تو عمومی فنا کہاں سے ثابت ہو سکے گی؟

**محقق۔** اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان ہی فنا ہو گیا تو دوسری غیر ذوی العقول چیزیں جو انسان کے استعمال کیلئے وجود میں آئیں کہاں باقی رہ سکتی ہیں۔ وہ بھی فنا ہوں گی۔

**پیامبر۔** آیت کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ میں انسانوں کے عام طور پر روزمرہ فنا ہونے کا ذکر ہے کسی خاص دن میں سب کے یکلخت فنا ہونے کا ذکر نہیں۔

جب ایک خاص دن میں یکلخت تمام انسانوں کی ہی فنا ثابت نہ ہوئی تو دوسری چیزوں کی فنا جن کا یہاں ذکر بھی نہیں کیونکر ثابت ہوگی۔

**محقق۔** جب اعلیٰ چیز فنا ہے تو ادنیٰ چیز کے باقی رہنے سے کیا حاصل ہے؟

**پیامبر۔** بنائے فاسد علی الفاسد نہ کیجئے۔ اس آیت سے جب یہی ثابت نہیں کہ ایک مخصوص دن میں جس کا نام قیامت ہے تمام انسان یکلخت مر جائینگے تو پھر اس بنیاد پر جتنی عمارت بنائی جائے گی بے پایہ ہوگی۔

اور یہ منطق کہ جب اعلیٰ چیز فنا ہے تو ادنیٰ چیز کے باقی رہنے سے کیا حاصل؟ بجائے خود بھی صحیح منطق نہیں ہے۔ کیونکہ بالفرض اگر ایک خاص دن سارے انسان مر جائیں اور یہ زمین اور اس کے ساز و سامان سب باقی رہ جائیں تو ممکن ہے کہ قدرت دوسرے انسان یا کوئی اور مخلوق پیدا کر دے جو پھر زمین پر آباد ہوں۔ کیا ضروری ہے کہ انسان کے مر جانے پر ساری چیزیں بھی فنا ہو جائیں۔

پھر یہ بات کیوں فراموش کی جاے کہ اس آیت میں نوعِ انسان کے یکدم فنا ہو جانے کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ صرف یہ ذکر ہے کہ روئے زمین پر افرادِ انسانی ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے وہ سب معرضِ تغیر و فنا میں ہیں۔ ذاتِ خداوندی ہر ایک تغیر و فنا سے برتر ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں اور بھی حقائق ہیں جنھیں ہم پھر کبھی بیان کرینگے۔ اس ایک بات کی طرف فی الحال اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتا ہے وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ ہر چیز فنا پذیر ہے اور تیرے رب کا چہرۂ جلال اپنی بقائے ذاتی میں ہمیشہ رہتا ہے وہ ذو الجلال ہے یعنی اپنا ذاتی جلال ہمیشہ رکھتا ہے۔ وہ صاحب اکرام ہی اپنا کرم سدا ظاہر کرتا رہتا ہے۔ لفظ کرم کے متعلق لغت میں لکھا ہی الکرم اذا وصف اللّٰہ تعالیٰ بہ فھو اسم لاحسانہ و انعامہ المتظاھر۔ کرم جب صفتِ الٰہی میں مذکور ہوتا ہے تو

اس سے مراد خدا کا وہ احسان و انعام ہے جو ظاہر و نمودار رہتا ہے۔ اور اگر انسان کے متعلق ذکر ہو تو کرم سے اچھے اخلاق و افعال مراد ہوتے ہیں۔ ولایقال ھو کریم حتی یظھر منہ۔ اور جب تک کرم کا ظہور نہ ہو کسی کو کریم نہیں کہا جاتا۔ (ملاحظہ ہو مفردات راغب)

پس آیت ذوالجلال والاکرام سے یہ حقیقت واضح فرما دی کہ خداوند عالم اپنے ذاتی جلال میں ہمیشہ یکساں ہے۔ اور اپنا احسان و انعام ہمیشہ خلق پر نمودار کرتا ہی رہتا ہے۔ یہ صفت اکرام یعنی نعمت کا عطا کرنا بقائے دوام رکھتا ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ فیض فیاض میں تعطل نہیں ہے۔ یہ بھی کائنات ہستی کی فنائے کلی کے خلاف خدائی اعلان ہے۔

## کُلٌّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ پر تیسرا غور

تیسرے یہ کہ آیت میں یہ تو نہیں فرمایا کہ ایک خاص دن میں سب لوگ فنا ہونگے "فانٍ" اسم فاعل استمراری معنے میں استعمال ہوا ہے کہ روی زمین کے تمام لوگ فنا پذیر ہیں۔ اب بھی معرض فنا اور حقیقت فنا میں ہیں اور ظاہر ہے کہ لوگ ہر روز بلکہ ہر آن فنا ہوتے ہی رہتے ہیں یہ سلسلۂ فنا و موت روی زمین پر مسلسل جاری ہے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ ایک وقت میں سب لوگ مرجائینگے اور اسی کا نام قیامت ہے سراسر غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ (پیامبر جولائی ۱۹۴۱ء)

**محقق۔** اسم فاعل استمراری معنی میں تسلیم ہے۔ لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ ہمیشہ اسم فاعل استمراری معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے۔

**پیامبر۔** یہ ہم نے کب کہا کہ اسم فاعل ہمیشہ اور ہر جگہ صرف استمراری معنی میں ہی استعمال ہوا کرتا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ فانٍ اسم فاعل استمراری معنی میں آیا ہے اور آپ اعتراف فرماتے ہیں۔ کہ "اسم فاعل استمراری معنی میں تسلیم ہے" فھو المراد۔

**محقق۔** اسم فاعل غیر استمراری معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

**پیامبر۔** مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ کُلٌّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ میں بھی غیر استمراری معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ صرف خیال کرنے سے تو ثابت نہیں ہو جائے گا۔ دلیل چاہیے دلیل۔

**محقق۔** سورۂ ہود میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ اِنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ بیشک یہ لوگ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ مُلٰقُوْا اسم فاعل ہے۔ کیا اس کے یہ معنٰی ہیں کہ جس طرح روز یہ چیزیں فنا ہوتی رہتی ہیں اسی طرح لوگ روز اپنے رب سے ملاقات کرتے رہتے ہیں؟ نہیں بلکہ ایک مخصوص دن کا تذکرہ ہے۔ جس دن لوگ پروردگار سے ملاقات کرینگے۔

**پیامبر۔** قیامت ہر پیغمبر حق کا ظہور ہے جیسا کہ ہم اپنے مقالات میں ثابت کر چکے ہیں۔ حضرت نوحؑ سے لشکروں نے کہا کہ ان مومنوں کو جو رذیل اور کم فہم ہیں اپنے پاس سے ہٹا دیجیے۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نہیں ہٹاؤنگا اِنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ یہ مومن تو اپنے رب کے ملنے والے ہیں۔ یہاں بھی لفظ مُلٰقُوْا استمراری معنٰی میں آیا ہے۔ یعنی یہ لوگ لقائے الٰہی حاصل کر رہے ہیں اور کرتے رہینگے۔ یہ تو خدا کے دوست اور ملاقاتی ہیں۔ مومنین زمانۂ نوح کو بھی لقائے الٰہی حاصل ہو رہی تھی۔ کیونکہ پیغمبر کی لقاء سے ہی لقاء الٰہی ہے پس مُلٰقُوْا حال و استقبال دونوں کے لئے استعمال ہوا۔ جیسے لفظ فانٍ حال و استقبال دونوں کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ مُلٰقُوْا رَبِّھِمْ سے یہ سمجھنا کہ صرف آئندہ ایک مخصوص دن ہے جسمیں لوگ اپنے رب سے ملاقات کرینگے۔ درست نہیں۔ حضرت نوحؑ اپنے زمانے کے مومنوں کا ذکر فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جنھیں لقائے الٰہی حاصل ہو رہی ہے۔ میں انھیں اپنے پاس سے ہٹانے والا نہیں ہوں۔

**محقق۔** اسم فاعل غیر استمراری معنوں میں بھی مستعمل ہے اور جب مستعمل ہوتا ہے تو کیوں نہ ہم لفظ فانٍ کو غیر استمراری معنوں میں لیں۔ اور

اس فنا کو ایک مخصوص دن میں قرار دیں؟

پیامبر - اور جبکہ اسم فاعل استمراری معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تو ہم اور آپ لفظ فانٍ کو استمراری معنوں میں کیوں نہ لیں؟ جبکہ یہ معنی سراسر معقول اور مطابق قرآن ہیں۔ اور اگرچہ اسم فاعل غیر استمراری معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے تو بھی بلا دلیل ہم لفظ فانٍ میں غیر استمراری معنی کیوں لیں؟ جبکہ قرآن اس کی تائید نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے خلاف پڑتا ہے۔ ایک مخصوص دن میں کائناتِ ہستی کا فنا ہوجانا کسی آیت سے ثابت نہیں ہے۔ نہ ہوسکتا ہے۔

محقق - دوسری بات اس آیت کے متعلق یہ ہے کہ اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ یہاں وہی معنی ہیں جو آپ نے فرمائے ہیں تو یبقیٰ کا لفظ مخصوص بزمانہ مستقبل قرینہ ہے اس امر کا کہ زمانہ مستقبل کے متعلق ہی کلام کیا جارہا ہے۔

پیامبر - جناب من! یبقیٰ صیغہ مضارع ہے جو حال اور مستقبل دونوں زمانے اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہ کس نے کہدیا کہ یبقیٰ کا لفظ مخصوص بزمانہ مستقبل ہے۔ یہ تخصیص بالکل غلط ہے۔ اسی طرح لفظ فانٍ بھی معنائے حال و مستقبل دونوں پر مشتمل ہے۔ یہ بھی نوٹ فرمائیے کہ بقا و فنا کہتے کسے ہیں؟

"البقاء ثبات الشئ علیٰ حالہ الاُولیٰ وھو یضادہ الفناء" (مفردات راغب)

"بقا چیز کا اپنی پہلی حالت پر قائم رہنا ہے اور فنا اس کے برخلاف ہے۔ یعنی چیز کا اپنی پہلی حالت پر قائم نہ رہنا۔"

پس آیت مبارکہ کے معنے یہ ہوتے کہ روئے زمین کے لوگ تغیر و تبدل میں ہیں اور ہوں گے۔ ذاتِ خداوندی بے تغیر یکساں اپنی حالت پر رہتی ہے اور رہے گی۔

## بلوغِ عالم

جہانِ نارس و نابالغ اب جواں ہوگا
ہر ایک ذرہ زمیں کا اب آسماں ہوگا

نشان سارے عیاں ہیں بلوغِ عالم کے
بہارِ خلد سے روشن یہ خاکداں ہوگا

ہر ایک گُل سے چمک اٹھے گی تجلیِ طور
ہر ایک شاخ پہ جبریل نغمہ خواں ہوگا

ابھی سے محوِ تحیر ہیں کیوں سب اہلِ نظر
نہ آیا وہم و گماں میں جو کچھ۔ عیاں ہوگا

دوئی مٹے گی سحر ہوگی صلحِ اکبر کی
ہر ایک تفرقہ بے نام و بے نشاں ہوگا

جدید شان کا ہوگا تمدنِ عالم
نئی زمین۔ نرالا ہی آسماں ہوگا

جو مہربانی سے پیش آئے سارے بندوں سے
خدائے پاک ضرور اس پہ مہرباں ہوگا

ہر ایک شے سے ہر اک شے کا ہے تعلق آج
ہر ایک شے کا ہر اک شے سے امتحاں ہوگا

خدائی وعدہ ہے احمد یقین رکھئے آپ
جہان یک دل و یک جان۔ یک زباں ہوگا!

# آنے والے تمدّن کی ایک جھلک

دُنیا کا گذشتہ تمدّن اپنا دَور ختم کرچکا۔ وہ دنیا کے بچپن کا مظاہرہ تھا۔ جسمیں عقل و خرد اور نظم و ضبط بھی طفلانہ حالت میں تھے۔

موجودہ تمدّن دُنیا کے آغازِ شباب کا دَور ہے۔ جوش اور جلد بازی کے مظاہرے اس کی طبعی حرکات ہیں۔ لیکن ترقی کی اُمنگ اور غور و تحقیق کا جذبہ بھی اس کی فطرت کا عملی اقدام ہے۔

موجودہ تمدّن میں کچھ تو بچپن کے اثرات باقی ہیں جو ٹھوکریں کھلا رہے ہیں اور کچھ جوانی کے رُجحانات ہیں جو اُسے آگے بڑھا کر رُشد اور پختہ کاری کی طرف لے جارہے ہیں۔

موجودہ تمدّن ایک طرف تو لامذہبیت۔ لا ادریت۔ اور لاعقلیت کے خارزار میں اُلجھا ہوا ہے۔ دوسری طرف وہ دینِ حق علمِ صحیح۔ عقلِ سلیم کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ موجودہ تمدّن کی ایک کروٹ فرقہ وارانہ ذہنیت۔ وطنی تعصب اور قوم پرستی ہے تو دوسری کروٹ میں وہ متحدہ انسانیت اور عالمگیر یگانگت کے پروگرام سوچ رہا ہے

موجودہ تمدّن ایک پہلو سے اضطراب و انقلاب کے سیلاب میں بہا چلا جارہا ہے تو دوسرے پہلو سے عزم و استقلال۔ خوش حالی و آزادی کے تخت پر متمکن ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔

موجودہ تمدّن قدامت کو پس پُشت چھوڑ کر اُسے خیرباد کہہ رہا ہے تو دورِ جدید کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس کے استقبال کے لئے بڑھ رہا ہے۔ یہ اپنے ایک ہاتھ کے اشارے سے پُرانی دنیا کو رخصت کر رہا ہے۔ دوسرے ہاتھ کے اشارے سے نئی دنیا کو بُلا رہا ہے۔

آج ظاہری و باطنی آنکھیں صاف صاف دیکھ رہی ہیں کہ پرانی بساط لپیٹ دی گئی اور نئی بساط بچھائی جارہی ہے۔ دَورِ جدید تیزی سے قدم اُٹھائے چلا آرہا ہے۔

موجودہ تمدّن اپنا سب کچھ آنے والے تمدّن پر نثار کردیگا موجودہ تمدّن کے اختلاف انگیز مذاہب ختم ہو جائیں گے۔ خدا کا دینِ واحد تمام جہان پر محیط ہو جائے گا۔ دنیا میں ایک ایسا عالمگیر مذہب کارفرما ہوگا جسمیں تمام نوعِ انسان متحد ہوگی۔ معاشرت میں مومن و کافر کی تفریق نہ ہوگی۔ سب ایک قوم ہونگے۔ سب ایک ہو کر رہینگے۔ شادی بیاہ اور کھانے پینے میں سب شریک و متفق ہونگے سب ایکدوسرے کو پاک و طاہر یقین کرینگے۔ سب ایک دوسرے کو محبت اور یگانگت کی نظر سے دیکھیں گے۔ بصیرتِ عین الیقین سے دیکھ لے گی کہ ایک ہی معبود ہے۔ اس کا ایک ہی دین ہے۔ سب پیغمبر اپنی حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ سب کتابیں اپنی اصلیت میں ایک ہی ہیں۔ سب انسان ایک ہی قوم ہیں۔ سب کے تعلقات خوشگوار ہونگے۔ کوئی کسی کو نہ ستائے گا۔ کوئی کسی انسان کو نیچ اور نجس اور اشدھ نہ سمجھیگا۔ سب وحدت کے خمرہ یکرنگ میں مل کر بیٹھیں گے سب قوموں کو آزادی و خوش حالی حاصل ہوگی۔ مہلک سرمایہ داری کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سب آدمیوں کے لئے مناسب مکان مہیا ہونگے سب کو اچھی خوراک میسر ہوگی۔ سب بہتر لباس پہنیں گے۔ تجارتی دُنیا میں دھوکہ اور بے ایمانی کا نام نہ رہے گا۔ چیزیں خالص اور

بہتر حالت میں ملیں گی۔

سارے جہان میں سکے یکساں جاری ہونگے۔ تمام دنیا میں ماپ یا پیمانے یکساں ہونگے۔ وزن کرنے اور تولنے کے باٹ بھی کل روئے زمین پر ایک طرح کے مستعمل ہونگے۔

تمام مشرق و مغرب وجنوب وشمال میں ایک ہی زبان بولی جائے گی۔ ایک ہی رسم الخط رائج ہوگا۔ پورب پچھم۔ اتر دکن کے سب لوگ ایک دوسرے کی بات سمجھینگے۔ سب ایک زبان ہونگے سب ایک دل ہونگے۔

علوم وفنون میں نئی تحقیقات سے نئی زندگی پیدا ہوگی تقلید کا مادہ انسان کے دماغ سے خارج ہوجائے گا۔ فہم انسانی بہت تیز ہوجائے گی۔ سائنس گھر گھر مقبول ہوگی۔ دین حق اور سائنس متحد ہوجائینگے۔ لڑائی نہایت مکروہ سمجھی جائے گی۔ جنگ دیوانگی قرار پائے گی۔ دنیا میں کینے اور حسد کا وجود نہ رہے گا۔ غیبت معدوم ہوجائے گی۔ بدزبانی مفقود اور سب وشتم نابود ہونگے۔

طبی دنیا میں ارتقائے عظیم رونما۔ دوائیں نہایت موثر ایجاد ہونگی۔ طریق علاج مختصر اور سہل عمل آئینگے۔ حکماء اس کشف کو مکمل کرلیں گے انسان کی ہر بیماری کا علاج تبدیل خوراک سے کیا جاسکتا ہے۔ جسمانیت اور روحانیت میں کامل اتحاد رونما ہوگا۔ جسم وروح میں بہترین وحدت کارفرما ہوگی۔

انسان اصول صحت پر اس قدر عامل ہوگا۔ کہ بیماریاں برائے نام رہ جائیں گی۔ صحت کی نعمت عالمگیر ہوگی۔ انسان حسن و جمال میں بے حد ترقی کرجائے گا۔ پاکیزگی و لطافت بہت بڑھ جائیگی تعمیرات میں بہترین جدتیں ہونگی۔ اور اسی طرح انسان اپنے اخلاقی محاسن اور روحانی فضائل میں اعلیٰ مدارج حاصل کریگا۔ اور بالآخر تمام ظاہری ومعنوی ترقیات کے سبب دنیا جنت فردوس بن جائیگی۔

---

## (۱) مذاہب عالم

یہ کتاب جناب پروفیسر پریتم سنگھ صاحب ایم۔ اے نے شائع کی ہے، اسلام۔ دین موسوی۔ دین مسیحی۔ ہندو دھرم۔ جین دھرم۔ بدھ دھرم۔ دین بہائی وغیرہ مذاہب عالم پر تاریخی حیثیت سے روشنی ڈالی ہے۔ بیان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ مختلف مذاہب کی معلومات حاصل کرنے کے لئے شائقین پڑھ کر خوش ہونگے۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ بہتر ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲؍

## (۲) ہمارے مربی اور ان کی تعلیم

کتاب مذاہب عالم کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے نے حال ہی میں شائع کی ہے جسمیں جملہ بانیان مذاہب عالم کی مختصر تاریخ اور ان کی مفصل تعلیمات بیان کیگئی ہیں۔ تعلیمات ثابت کرتی ہیں در اصل تمام مذاہب ایک ہی ہیں اور ان کی تعلیمات ایکدوسرے کی مخالف نہیں ہیں۔ جو لوگ اتحاد مذاہب کی تحقیق کے خواہاں ہیں ان کیلئے یہ کتاب معلومات کا بہترین آئینہ اور اعلیٰ فوائد پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک ایک نسخہ ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ نفیس ہے۔ قیمت ۱۲؍ ہر دو کتاب ملنے کا پتہ:۔

پروفیسر پریتم سنگھ ایم۔ اے ۲۹ ٹمپل روڈ لاہور

---

# بشارت عظمے!

یہ پاکٹ سائز مناجات کا مجموعہ نہایت نفیس اور خوبصورت اصل مع اردو ترجمہ دو رنگ میں چھپا ہے۔ نماز کوچک۔ صلوٰۃ کبیر لوح احمد۔ دعائے صبح وشام اور مختلف مواقع کی مناجات پر مشتمل ہے۔ قیمت بارہ آنہ۔ بہائی ہال کراچی سے طلب کیجئے۔

# موجودہ مشکلات اور ان کا علاج

(مدیر "پیامبر" نے یہ مقالہ ایک مجلس عام میں پڑھ کر سُنایا)

مشکلات کی تاریکی میں روحِ انسانیت گھبرا رہی ہے ہزاروں
یں مایوسی کے غار میں گر کر فنا ہو گئیں ۔ لاکھوں کروڑوں ارواح
ب و بدنااہ و فغاں کر رہی ہیں قومیں بھٹکے ہوئے قافلے کی مانند
ت حیرت میں چکرا رہی ہیں ایک طرف دنیاوی آفات ہیں تو دوسری
ف دینی مشکلات ۔ ایک جانب روحانی پیچیدگیاں ہیں تو دوسری
ب مادی پراگندگی ۔ افراد بھی مشکلات میں مبتلا ہیں ۔ جماعتیں
مائب کا شکار ہیں جنسی و نوعی تصادم و اختلاف دل شکن ہیں
مت سے نہ صرف قومی مشکلات بلکہ بین اقوامی مشکلات کے
فان اُمڈے چلے آرہے ہیں ۔ عالمِ انسانی سراپا درد بنا ہوا ہے
سر سے پاؤں تک بیماریوں میں گرفتار اور شدید زخموں سے
رچور ہے ۔

**رقہ پرستی** فرقہ دارانہ ذہنیت نے تباہی مچا رکھی ہے ہر قوم
اور ہر جماعت صرف اپنی بھلائی کی فکر میں ہے
اس مقصد کے لئے دوسروں کو دکھ دینا نہ صرف جائز سمجھتی
، بلکہ اپنا حق اور فرض خیال کرتی ہے ۔ بالفاظ دیگر آجکل نفسی
ی کا ہنگامہ برپا ہے اور "میری قوم میری قوم" کے نعرے
رہیا ۔ اس بلائے بے درماں نے دنیا کو مشکل میں گرفتار کر دیا
۔ ہر قوم دوسری قوم کو شکار کر لینا چاہتی ہے ۔

**ہبی کشاکش** ایک مشکل مذہبی شکل میں نمودار ہے ۔ ہر گروہ
سوا الا صرف اپنے ہی مذہب کو سچا بتاتا ہے
اور باقی تمام مذاہب کو جعل فریب قرار دیتا ہے ۔ اس بات سے
ایک جلا ڈالنے والی آگ دلوں میں لگی ہوئی ہے ۔ مذہبی خانقاہیں
مدرسے اور تبلیغی ادارے مستقل محاذِ جنگ ہیں جہاں سے نفرت
تعصب اور تکفیر کی مشین گنیں دھڑا دھڑ چلتی رہتی ہیں ۔ نہ
صرف مختلف مذاہب کے لوگوں میں کٹا چھنی ہے بلکہ ایک ہی
مذہب میں متضاد خیالات کے فرقے اور ہر فرقے میں اختلاف
پرور جماعتیں اور ہر جماعت میں باہمی کشمکش برپا رکھنے والے
لیڈر لوگوں کو دن رات لڑاتے رہتے ہیں ۔ اس لئے سوسائٹی
میں مشکلات ہیں ۔ ہر جماعت میں اُلجھنیں پڑی ہوئی ہیں ۔ ہر
گروہ اور ہر فرقہ میں گڑبڑ مچی ہوئی ہے ۔

**سیاسی طوفان** سیاسی تحریکات پر نظر ڈالی جائے تو
وہ بھی دنیا کی مشکلات کا ایک خوفناک
طومار ہیں ۔ لاکھوں کروڑوں زندگیاں سیاسی انقلابات کے
سیلاب میں بہ کر فنا کے سمندر میں ڈوب چکی ہیں اور روز بروز
یہ فنا کا طوفان زیادہ سے زیادہ اُمڈتا ہوا چلا آرہا ہے ۔

**اخلاقی تباہی** قوانینِ قدرت کو فراموش کر دینے کی وبا
بھی عام ہو گئی ہے ۔ نیکی کی خوبیاں اور بدی
کی برائیاں ذہنوں سے دور ہوتی جارہی ہیں جزا سزا کے
قانون کا مفہوم اور اس کا اعتقاد دلوں سے غائب ہوتا
جارہا ہے اس لئے ہر قوم کے نوجوان گناہوں کو گناہ سمجھنے

سے انکاری ہوتے جاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اخلاق و ادب کو محض رسم پرستی سمجھا جانے لگا ہے شخصی طور پر ہر شخص اپنے کو بالکل آزاد سمجھنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جو چاہوں کروں۔ جزا سزا تو محض ایک خیالی چیز ہے۔ اِن خیالات اور حالات سے بھی دنیا میں طرح طرح کی مشکلات رونما ہو رہی ہیں۔

### جنسی تعصبات

ہماری نوع میں اپنے نصف حصے یعنی عورت کے متعلق جو خیال و عمل ہے وہ بھی غفلت و ظلم سے خالی نہیں ہے یعنی مرد عورت کو درجہ میں سمجھتا ہے۔ حقوق میں کم سمجھتا ہے۔ انھیں خیالات کا اثر ہے کہ عورتیں زندگی کی تحریک میں محض برائے نام داخل ہیں۔ اس عظیم الشان تفرقے کی وجہ سے انسانیت ابھی تک لنگڑی ہے۔ بھلا یہ بیچاری لنگڑی کب اور کس طرح منزلِ مقصود تک پہنچے گی؟

### جابر حکومتیں

اگر حکومتوں پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی متغلبانہ ادارے ہیں۔ دنیا کو غلام بنانے میں پورا زور خرچ کر رہے ہیں رعایا کا خون چوس رہے ہیں۔ اور چند متکبر اور خود پرست انسانیت سے کھیل رہے ہیں۔ غریبوں کی فریاد اُن کے کانوں تک نہیں پہنچتی۔ محکموں میں رشوتوں کا زور ہے۔ بدانتظامیوں کا ہنگامہ ہے۔ حکومت جو دنیا کی خدمت و آسائش کا ادارہ ہونا چاہیئے وہ مشرق و مغرب میں دنیا کی مسلسل مشکلات اور مصیبت کا ذریعہ ہے۔ الا ما شاء اللہ۔

### سرمایہ داری

سرمایہ داری کی بلا اژدہے کی مانند دنیا کو اپنے زہریلے سانس سے ہلاک کرکے ہڑپ کر جانے میں برابر مصروف ہے۔ ہر سرمایہ دار۔ روپے پیسے۔ اناج اور کپڑے کے ذخائر پر خزانے کے سانپ کی طرح قبضہ کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ وہ اس وقت تک ان ذخائر کو دبائے رکھتا ہے جب تک دنیا کا دم نہ گھٹ جائے اور دنیا مجبور ہو کر دوگنے چوگنے دام پر مال نہ خریدے۔ اور اس پر بھی اشیاء کا اصلی اور خالص حالت میں ملنا دشوار ہے۔

اِن تمام حالات کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں دل کا چین اور روح کا اطمینان غائب ہے۔ خوف و خطر چھا رہا ہے۔ اور دنیا مصائب و مشکلات کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔

### مکمل اور جامع حل کی ضرورت

چونکہ دنیا کی مشکلات کا باعث کوئی ایک ہی چیز نہیں ہے بلکہ جس طرح دنیا میں کاروبار زندگی کے مختلف شعبے ہیں اسی طرح دنیا کی مشکلات بھی مختلف اقسام کی ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ زندگی کے مختلف شعبہائے کار تنہا تنہا کچھ نہیں کر سکتے بلکہ مل جل کر زندگی کو بناتے ہیں تو لازماً شعبہائے زندگی کی مشکلات بھی ایک دوسرے سے بالکل جدا جدا نہیں ہیں بلکہ باہم ایک دوسرے سے اسی طرح سے جڑی ہوئی ہیں جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضا باہم جڑے ہوتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اِن مشکلات کا حل اگر ہم بالکل ایک کو دوسرے سے جدا جدا کرکے پیدا کرنا چاہیں گے تو اور مشکل بڑھ جائے گی۔ اس لئے ان مشکلات کا حل بھی ایک منضبط اور متحدہ شکل میں تلاش کرنا لازم ہے۔ جیسے تمام جسم پر پھوڑے پھنسی نکل آئیں تو بجائے ایک ایک پھنسی کا الگ الگ علاج کرنے کے ہمیں چاہیے کہ جسم کے خون کو صاف کرنے کی دوا دیں جب خون صاف ہو جائے گا تو پھوڑے پھنسیاں سب

دور ہو جائیں گی۔

## تمام نوع بشر کی مشکلات کا حل چاہئیے

تمام دنیا کی مشکلات

کا حل جبھی ہو سکتا ہے کہ حل مشکلات کے وقت ہم کل نوع بشر کو مدِ نظر رکھیں۔ صرف ایک قوم یا ایک ملک یا ایک جماعت کی مشکلات کا حل الگ الگ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تمام دُنیا باہم مرتبط ہو گئی ہے۔ اس کے اجزا اب الگ الگ نہیں رہے ہیں۔ اس لئے حل یا علاج بھی ایسا ہونا چاہئیے جو کل کیلئے مفید ہو تب تو وہ حل یا علاج کار آمد ہو سکے گا ورنہ بیکار ثابت ہوگا۔

## بیک وقت سب مشکلات کا حل چاہئیے

تمام مشکلات

پر یکجائی نظر کر کے حل سوچنا چاہئیے۔ اگر صرف روحانی مشکلات کا حل سوچ لیا گیا لیکن مادی مشکلات کو نظر انداز کر دیا گیا تو بھی دنیا کو فائدہ نہ ہوگا یا صرف مادی مشکلات کی طرف توجہ کی گئی اور دینی مشکلات کا خیال نہ کیا گیا تو بھی دنیا کی تمام مشکلات دور نہوں گی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تمام مشکلات کا حل بیک وقت سوچا جائے اور کسی ایک مشکل کو بھی ناقابل توجہ ٹھہرا کر چھوڑ نہ دیا جائے۔

## مشکلات کا علاج

ہماری آزادانہ تحقیق میں دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل یہ ہے کہ دین کو ایک زندہ قوت تسلیم کیا جائے اور اسے دنیا کے ساتھ متحد بنایا جائے روحانیت اور عقلیت کو باہم، شیر و شکر کی طرح ملا کر ایک کر دیا جائے۔ دین کے اصول کلی جو سب مذاہب میں ایک یا ایک سے ہی ہیں انھیں خوب سمجھ کر یہ اعتقاد پوری

علمی روشنی میں دلنشین کر لیا جائے کہ حقیقت میں کل نوع انسان کا دین ایک ہی ہے۔ فروعات پر نزاع و جدال نہ کیا جائے بلکہ ایسے مسائل کو وقت کی ترازو میں تولا جائے کہ جو باتیں موجودہ وقت میں عملی طور پر مفید ہوں انھیں اختیار کیا جائے اور جو اس وقت زندگی کو ترقی سے روکتی ہیں ان باتوں کو ترک کر دیا جائے۔ دیکھا جائے کہ اس وقت قدرت کی زبان کن کن باتوں کی تصدیق کرتی ہے اور کن کن باتوں کو منسوخ و متروک قرار دے رہی ہے۔ تمام پیغمبروں کی عزت کی جائے اور موجودہ زمانے کے پیغمبر اعظم حضرت بہا ءاللہ کی تعلیمات پر پوری عقل و فہم کے ساتھ توجہ کی جائے۔ صحیح علم کے بعد درست عمل کیا جائے یہ وہ راستہ ہے کہ روحانی مشکلات کا حل اور دنیاوی مشکلات کا حل دونوں چیزیں یہاں مل جائیں گی۔ اور دین کو نظر انداز کر کے اگر تمام جہاں کے لوگ بھی دنیا کی مشکلات کا حل ڈھونڈیں گے تو ہماری رائے میں ہرگز ہرگز نہ ملیگا اور یہ بات کہ دین کو دنیا سے نکال باہر کیا جائے یہ قطعاً ناممکن ہے کوئی طاقت دُنیا سے دین کو باہر نہیں نکال سکتی۔ اور جب تک دینی مشکلات کا حل نہ کیا جائے دنیا کو چین نصیب نہو گا۔ اور مشکلات ہرگز ختم نہوں گی۔

پس دینی مشکلات کا حل تو یہی ہے کہ دین کو ایک زندہ تحریک یقین کیجئے اور اس کا نیا ظہور اب بہائی امر میں مشاہدہ فرمائیے۔ پوری تحقیق اور ایمانداری سے ہماری رائے یہی ہے اور اسی میں ہم دنیا کی مشکلات کا حل پاتے ہیں۔

فرقہ وارانہ تعصبات کا علاج یہ ہے کہ ہم سب اپنے اصل اور اپنے نیچر پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ساری دنیا کے انسان ایک ہی حقیقت کے مظاہر ہیں۔ شکلوں اور صورتوں میں فرقیت ظہور پذیر ہوئی ہے، ماہیت و نوعیت کے لحاظ سے سب ایک

چیز ہیں۔ ہم اپنی اصل پر خیال رکھیں تو ایک ہو کر زندگی بسر کریں۔ ہر وہ چیز جو محبت و اتحاد کو توڑتی ہے ہم اُسے چھوڑ دیں۔ اور جتنے تمام وہ کام جو اتفاق و اتحاد پیدا کرتے ہیں اور سب کو فائدہ پہنچاتے ہیں انھیں مضبوط تھام لیں۔ دنیا کی حل مشکلات کا یہ مضبوط اور وسیع راستہ ہے اگر ہم عورت اور مرد میں فرق مراتب اور اونچ نیچ کا علاج چاہتے ہیں تو وہ بھی یہیں سے نکل آتا ہے کہ عورت اور مرد حقیقت کے لحاظ سے واحد ہیں۔ روح کے اعتبار سے مرد عورت میں کچھ فرق نہیں۔ پس عورت مرد کے حقوق و مراتب برابر سمجھے جائیں۔ مذہبی تعصبات کا علاج صحیح علم اور سچا انصاف ہے۔ ہم غور سے دیکھیں تو سب مذاہب میں سچائی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خود ہر مذہب کے ماننے والوں کی بنائی ہوئی رسمیں اور غلطیاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ اصل حقیقت کو ضائع نہونے دیجئے اسے سنبھال کر رکھئے اور خود ساختہ رسموں اور غلطیوں کو پھینکدیجئے۔ جیسے ہانڈی کے اُبھان میں آنے والے جھاگ پھینکدیئے جاتے ہیں۔ تمام اہل مذاہب کو چاہئے کہ وہ اصولی و اساسی تعلیمات پر زور دیں اور ان کو عملی بنانے میں کوتاہی نکریں۔ صداقت۔ دیانت۔ مروّت۔ محبت۔ عدالت۔ ہمدردی خوش اخلاقی۔ رواداری۔ خیرخواہی۔ یہ ایسے اعمال ہیں جو تمام مذاہب کی روح ہیں تمام جہان کے لوگ ان پر متفقہ طور پر عمل کر سکتے ہیں۔ سیاسی تحریکات اور تجارتی کاروبار میں بھی اگر اس روح سے کام لیا جائے تو دنیا کی مشکلات بآسانی دور ہو سکتی ہیں اگر دنیا متفق ہو کر اِن پاک اصول پر قائم ہو جائے تو آج دنیا کی مشکلات حل ہو جائیں۔ اسی پاک ذہنیت کے پیدا ہونے پر سرمایہ داری کی مصیبت بھی دور ہو سکتی ہے اب جن جن نعمتوں کا دوسروں تک پہنچنا مشکل ہو رہا ہے۔ محبت و عدالت کی روح پیدا ہو جانے پر وہ نعمتیں دوسروں پر نثار کر دی جائیں گی۔

مختصر یہ کہ دلوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ جب دل درست ہو جائیں گے سب کام درست ہو جائیں گے اگر دل درست نہوں گے تو نہ مذہب میں امن ہوگا نہ سوسائٹی میں آرام نہ گھروں میں چین ہوگا نہ ملکوں میں امن و اطمینان۔ دل درست نہوں گے تو کوئی عدل و انصاف نکریگا۔ کوئی ہمدردی اور خیرخواہی نکرے گا۔ دلوں کے درست ہوتے ہی سب چیزیں درست ہو جائیں گی لہٰذا تمام مشکلات کا حل اگر ایک ہی بات میں کرنا ہے تو دلوں کی درستی کیجئے۔

دلوں کی درستی کیسے ہو سکتی ہے؟ صرف اس طرح کہ ہم اس کی طرف پوری توجہ کریں اور کامل حکیم روحانی سے علاج کرائیں۔ کامل حکیم روحانی حقیقی معنی میں صرف ایک ہے۔ یعنی خدا خدا کا ہاتھ وہ پاک انسان ہے جسے خدا نے موجودہ وقت میں مریض دنیا کی شفا کے لئے بھیجا ہے۔ واقعات کی رو سے وہ حضرت بہاء اللہ ہیں جنھوں نے دنیا کی مشکلات کا حل کرنے کے لئے ایک مکمل نسخہ لکھکر دیا ہے اور وہ اپنی پاک انفاس سے مستعد جدوں کو شفایاب بنا رہے ہیں اگر دنیا اس طبیب اعظم الٰہی کے زیر علاج آجائے تو جلد صحت حاصل کرلے ورنہ اس کے سوا اور جتنے علاج ہیں وہ خواہ چھوٹے چھوٹے دائرہ میں وقتی لحاظ سے کچھ فائدہ مند بھی ہوں۔ لیکن مکمل علاج نہیں ہیں۔

دین بہائی تعلیم دیتا ہے کہ عقل اور دین متحد ہو کر رہیں ہر انسان کو روحانیت میں ترقی کرنی چاہئے۔ ہر انسان کو مادی

کی تکمیل کرنی چاہیئے۔ تمدن ایک قالب ہے تو دین و ایمان
اس کے لئے روح ہے۔ دنیاوی ترقیات گو خوب ہیں تو دینی
تجلیات برقی روشنی ہیں۔ سائنس اور دین دونوں ملکر انسان
کے لئے دو بازو ہیں جن سے وہ اوج فلاح میں بلند پرواز
ہو سکتا ہے۔ سلطنتوں کو باہم متحد ہو کر رہنا چاہیئے۔ ایک
بین الاقوامی مجلس عدالت ہونی چاہیئے جہاں تمام حکومتوں اور
قوموں کے تنازعات کا فیصلہ ہوا کرے۔ ایک مشترکہ فوج
اور پولیس رکھی جائے۔ جو دنیا کو امن و امان سے رہنے کی نگرانی
کرتی رہے۔ حکومت میں بادشاہ اور جمہوریت دونوں کو متحد
بنا کر کام کیا جائے۔ بادشاہ رعایا کو اپنا غلام نہ سمجھیں۔ رعایا
قانون سلطنت کی پوری اطاعت کرے۔ غریبوں پر سے ٹیکس
کم کر دیا جائے مالداروں پر بڑھا دیا جائے۔ کسانوں کو مزید سہولتیں
دیجائیں۔ کام کا وقت مناسب رکھا جائے۔ مزدوروں کو کمپنیوں
میں حصہ دار بنایا جائے۔

ہر شخص کو کام پر لگایا جائے۔ بیکاری قانوناً جرم قرار
دی جائے۔ ہر شخص کو روزی کمانے کے لئے کچھ نہ کچھ کام یا
ہنر سکھایا جائے اور یاد رکھا جائے کہ خدا نے کام کرنے کو روحانی
طور پر عبادت کا درجہ دے دیا ہے۔ بھیک مانگنا قطعاً ممنوع
قرار دیا جائے۔ ہاں اپاہجوں کے لئے ہر شہر میں ایک محتاج خانہ
بنایا جائے جس میں وہ رکھے جائیں اور ان کی خبر گیری کی جائے
کسی فقیر کو سڑکوں اور گلی کوچوں میں بھیک مانگتے ہوئے
مارے مارے پھرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہر بچے کو لازمی
طور پر تعلیم دی جائے۔ لڑکیوں کی تعلیم پر گہری توجہ کی جائے۔
تربیتِ اخلاق کی کامل نگرانی کی جائے کہ ہر بچہ صحیح معنٰی میں
شریف اور امن پسند اپنے اور دنیا کے لئے مفید وجود بن سکے۔

ایک نئی زبان ایجاد کی جائے جو تمام مدارس عالم میں
سکھائی جائے۔ تاکہ ساری دنیا کی زبان بھی ایک ہو جائے اور
جو جو مشکلات زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے رونما ہو رہی ہیں
وہ دور ہو جائیں۔ اسی طرح رسم الخط بھی ایک ہی بنا دیا جائے
اس طرح کل روئے زمین قطعہ واحدہ دکھائی دے گی۔ اور
آخر کار کل نوع انسان متحد ہو کر مشکلات سے نکل جائیگی۔

خلاصہ یہ کہ دنیا کے لئے روح کی زندگی اور جسم کی
صحت دونوں ایک ساتھ ضروری ہیں۔ ایک کے بغیر دوسری بیکار
ہے۔ لہذا دین کو مضبوط تھام کر دنیا کو روشن کر دینا ہمارا فرض
ہے۔ روح حق و عدل سے معمور ہو کر ہم اپنے لئے وقتی اور
مقامی ضروریات پر مشورت کر کے قوانین بنا سکتے اور انہیں
بدل سکتے ہیں۔ سب سے بڑی ضرورت اتحاد اور نظام کی ہے
جب متحدہ نظام عالم قائم ہو جائے گا تو سب مشکلات دور
ہو جائیں گی۔ دنیا بڑے زور سے نئے نظام کے لئے ہاتھ پاؤں
مار رہی ہے۔ وقت آ رہا ہے جب حقیقت آشکار ہو جائے گی
اور دنیا اس مقام پر آ جائے گی جس کے لئے وہ پیدا ہوئی ہے
قدرت کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ باغ اپنے وقت پر پھل دے گا۔
اور تمام نوعِ بشر اس کے میٹھے پھلوں سے لطف اندوز ہو گی۔
اس دنیا کے باغ کا پھل کیا ہے۔ عالمگیر نظام امن۔ نیکی و راستی۔
محبت و وحدت۔ روحانیت و مادیت کی تکمیل۔ یہ یقینی بات
ہے کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا ؎

شب تاریک گذریگی تو نورانی سحر ہوگی
ہر اک انساں کے چہرے پر مسرت جلوہ گر ہوگی
مقرر ایک دن ہے فتنۂ دوراں کا سو جانا
مقدر ہے زمیں کا جنت الفردوس ہو جانا

# حضرت سیّد ...

ہر سال ذی القعد کے مہینے حضرت سیّد کاظمین[1] اماماں کے معصومین کی تربتہائے مبارکہ کی زیارت کے لئے کاظمین تشریف لے جاتے اور پھر عرفہ کے دن حضرت امام ... حاضر ہونے کے لئے لوٹ آتے۔ اپنی عمر کے آخری سال میں ... ھ (نومبر ۲۳ - دسمبر ۲۳ ... ۱۹ء) اپنی ... مہینے کے آغاز میں ... کہ

... پر غالب ... میں ... رسول اللہ کو دیکھا اور ... اے چرواہے۔ میری باتوں ... اپنے دل میں محفوظ رکھ کیونکہ میرا یہ کلام خدا کی امانت ہے جو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اگر تو ان کو محفوظ رکھے گا تو تجھے بہت ثواب ملے گا۔ اگر تو نے اُن سے غفلت کی تو خدا کا سخت عذاب تجھ پر پڑے گا۔ سُن یہ امانت ہے جو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ مسجد براثا میں جا کر ٹھہر۔ آج سے

... ما

... عرفہ کے ... مدت بعد ... سے چمک اُٹھیگی"۔

... خواب کا بیان ختم کر دیا تو حضرت ... مسکراہٹ سے چمک اُٹھا۔ آپ نے فرمایا: ... میرے خواب کے سچ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے" یہ سُن کر آپ کے ہمراہی آبدیدہ ہو گئے مگر آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم لوگ مجھے صرف اُس حق کی نشانی کے لئے پیار نہیں کرتے جس کی آمد کے ہم سب منتظر ہیں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ میں مر جاؤں تاکہ موعود ظاہر ہو جائے"۔

یہ جو کچھ بیان ہوا دس اشخاص سے حرف بحرف ہیں۔[2] یہ دسوں اس موقع پر حاضر تھے اور انھوں نے اس کی صحت کے لئے حلفیہ بیان دئے پھر بھی بہتوں نے ایسی عجیب و غریب باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی حق کا انکار کیا اور اُس امر کو رد کیا۔

اِس عجیب واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی اور عاشقانِ حضرت سیّد کے دل رنج و اندوہ سے بھر گئے۔ آپ انھیں نہایت ...

---

[1] ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم اور نویں امام حضرت محمد تقی۔ کاظم کے مزارہائے مبارک بغداد سے تین میل شمال کی طرف واقع ہیں۔ ان مزاروں کے گرد ایرانیوں نے ایک کافی بڑا شہر بسایا ہوا ہے جسے کاظمین کہتے ہیں۔

...وں کو
...ش کو اور
...کے آپ کربلا
...آپ کے دشمنوں نے
...زہر دیدیا ہے۔ یہ سراسر
...حضرت سید کا مرید تھا
...س جانتا تھا اور آپ کی دانائی اور
...کی بہت قدر کیا کرتا تھا۔ ۱۲۵۹ھ
...دن اُس مسکین چھرواہے کے رویا کے مطابق حضرت
...سید کاظم نے ... برس کی عمر میں اِس دنیائے دوں کو خیرباد کہی اور

اپنے پیچھے جانباز اور سرگرم شاگردوں کی ایک جماعت چھوڑ گئے
اِن شاگردوں نے اپنے آپ کو دنیا کی آلودگیوں سے پاک کیا۔
اور موعود محبوب کی تلاش میں نکل گئے۔ آپ کے جسدِ مبارک کو
روضۂ حضرت امام حسین کے احاطہ میں دفن کر دیا۔ آپ کے صعود نے
کربلا میں ایسا ہی ہنگامہ برپا کر دیا جیسا پچھلے سال عرفہ کے دن
ہوا تھا جب فتحمند فوج دروازہ توڑ کر شہر میں داخل ہوئی تھی اور
بہت سے لوگوں کو تہہ تیغ کیا تھا۔ ایک سال پیشتر اِسی دِن آپ کا
مکان بے گھروں اور بے چاروں کے لئے امن و پناہ کی جگہ تھا۔
آج یہ مکان حُزن گاہ بن رہا تھا کیونکہ وہ لوگ جن کی آپ نے دستگیری
اور مدد کی تھی آپ کی وفات پر نالہ و بکا بلند کر رہے تھے۔

# دھرم کو اُلٹنے پلٹنے کی ضرورت

دیش بھگت پنڈت سندر لال جی

سنسکرت کی ایک پرانی کہاوت ہے کہ اگر تم دھرم کا ناش کروگے تو دھرم تمھارا ناش کردے گا اور اگر تم دھرم کی حفاظت کروگے تو دھرم تمھاری حفاظت کرے گا" اس کہاوت میں گہری سچائی ہے اسی لئے دنیا کے ہر ملک میں وقتاً فوقتاً پیغمبروں اوتاروں تیرتھنکروں اور فامروں کی ضرورت ہوتی ہے کسی قیمتی چیز کو اگر بگڑنے سے بچانا ہے تو اُسے بار بار اُلٹنے پلٹنے اور ہوا دیتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پرانی اور نادر دواؤں کو بھی اُلٹ کر نئی بوتلوں میں رکھنا پڑتا ہے۔ دھرم ایک نہایت قیمتی اور نازک چیز ہے اور اُسے قائم رکھنے ہوئے الٹنا پلٹنا اور ہوا دینا اِس جیسی کانفرنس کا کام ہے یہی اس طرح کی کانفرنس کا مقصد ہے اور یہی اُس کی اہمیت ہے۔

دھرم، مذہب، ریلیجن، پنتھ، مارگ وغیرہ سب کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں۔ دھرم 'دھری' مصدر سے ہے جس کے معنی دھارن کرنا یا سنبھالے رکھنا ہے۔ جس چیز سے دنیا سنبھلی رہے اسی کا نام دھرم ہے۔ مذہب پنتھ اور مارگ تینوں کے معنی راستہ ہے اس دنیا میں آدمی کو جس راستہ پر چلنا چاہئے جو اس کی بھلائی اور ترقی کا راستہ ہے اُسی کا نام مذہب ہے۔ ریلیجن جس مصدر سے بنا ہے اُس کے معنی باندھنا ہے جو چیز انسانی جماعت کو باندھے رکھتی ہے اُسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچاتی ہے۔ وہی اس کا ریلیجن ہے۔

## دھرم یا مذہب کی بنیاد

انسان ایک ایسا جاندار ہے کہ جو سوسائٹی کے بغیر نہیں جی سکتا

# حضرت سیّد کاظم رشتی کی ماموریت

ہر سال ذی القعدہ کے مہینے حضرت سیّد کاظم اماموں معصوم کی تربتہائے مبارکہ کی زیارت کے لئے کاظمین[1] تشریف لیجایا کرتے تھے اور پھر عرفہ کے دن حضرت امام حسین کی روضہ مبارکہ پر حاضر ہونے کے لئے لوٹ آتے۔ اپنی عمر کے آخری سال میں یعنی ۱۲۵۹ھ (نومبر ۲۳ - دسمبر ۱۸۴۳ء) اپنی رسم کے مطابق ذی القعدہ کے مہینے کے آغاز میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ آپ کاظمین کی طرف روانہ ہوئے اور اِس ماہ کی ۴ تاریخ کو مسجد براثا پہنچے جو بغداد و کاظمین کی سڑک پر واقع ہے۔ ظہر کا وقت تھا آپ نے موذن کو فرمایا کہ اذان دے۔ ایک کھجور کے درخت کے نیچے قیام فرما کر آپ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز ختم کر چکے ہی تھے کہ ایک عرب جلدی سے آپ کی طرف بڑھا اور مصافحہ کیا اور کہا کہ تین دن ہوئے میں پاس کی چراہ گاہ میں گلہ چرا رہا تھا کہ یکایک نیند مجھ پر غالب آئی اور میں سو گیا۔ خواب میں میں نے حضرت محمد رسول اللہ کو دیکھا اور انھوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا :- اے چرواہے۔ میری باتوں پر کان دھر اور انھیں اپنے دل میں محفوظ رکھ کیونکہ میرا یہ کلام خدا کی امانت ہے جو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اگر تو ان کو محفوظ رکھے گا تو تجھے بہت ثواب ملے گا۔ اگر تو نے ان سے غفلت کی تو خدا کا سخت عذاب تجھ پر پڑے گا۔ سُن یہ امانت ہے جو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ مسجد براثا میں جا کر ٹھہر۔ آج سے تین دن بعد میری آل میں سے ایک شخص سید کاظم نام اپنے دوستوں اور ہمراہیوں کے ساتھ ظہر کے وقت مسجد کے نزدیک کھجور کے سایہ تلے آکر ٹھہریگا۔ وہیں وہ نماز ادا کرے گا۔ جونہی تم اُسے دیکھو اُس کے پاس جاؤ اور میرا سلام اُسے دو۔ تب میری طرف سے اُسے کہو۔ خوش ہو کہ تیری رحلت کا وقت قریب آگیا۔ جب کاظمین کی زیارت سے فارغ ہو کر کربلا پہنچ جاؤ گے تو تین دن بعد عرفہ کے دن (دسمبر ۱۸۴۳ء) تیرا انتقال ہو جائےگا۔ اُس کے کچھ مدت بعد ہی حق ظاہر ہوگا اور دنیا اُس کے چہرہ کے نور سے چمک اُٹھیگی۔"

گڈریے نے جب اپنے خواب کا بیان ختم کر دیا تو حضرت سید کا رُخ مبارک مسکراہٹ سے چمک اُٹھا۔ آپ نے فرمایا: "تیرے خواب کے سچ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے" یہ سُن آپ کے ہمراہی آبدیدہ ہو گئے مگر آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرما کیا تم لوگ مجھے صرف اُس حق کی نشانی کے لئے پیار نہیں کر جس کی آمد کے ہم سب منتظر ہیں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ میں مرجاؤں تا کہ موعود ظاہر ہو جائے"۔

یہ جو کچھ بیان ہوا دس اشخاص سے حرف بحرف میں سُنا۔ یہ دسوں اِس موقعہ پر حاضر تھے اور انھوں نے اِس کی صحت کے لئے حلفیہ بیان دئے۔ پھر بھی بہتوں نے ایسی عجیب و غریب باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی حق کا انکار کیا اور اُس امر کو رد کیا۔

اِس عجیب واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی اور عاشقانِ حضرت سید کے دل رنج و اندوہ سے بھر گئے۔ آپ انھیں نہا

[1] ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظم اور نویں امام حضرت محمد تقی۔ کاظم کے مزارہائے مبارک بغداد سے تین میل شمال کی طرف واقع ہیں۔ اِن مزاروں کے گرد ایرانیوں نے ایک کافی بڑا شہر بسایا ہوا ہے جسے کاظمین کہتے ہیں۔

شفقت اور مہربانی سے تسلی دیا کرتے۔ اُن کے بے چین دلوں کو ساکن کرتے۔ اُن کے ایمان کو مضبوط کرتے اور اُن کے جوش کو اور بڑھاتے۔ نہایت وقار و سکون کے ساتھ زیارت ختم کرکے آپ کربلا لوٹ گئے اور وہاں پہنچتے ہی آپ بیمار ہوگئے۔ آپ کے دشمنوں نے یہ ہوائی اُڑائی کہ بغداد کے گورنر نے آپ کو زہر دیدیا ہے۔ یہ سراسر بہتان اور سفید جھوٹ تھا کیونکہ گورنر تو خود حضرت سید کا مرید تھا اور وہ آپ کو بہت بڑا عالم و فاضل جانتا تھا اور آپ کی دانائی اور آپ کی اعلیٰ اور بے لوث چال چلن کی بہت قدر کیا کرتا تھا۔ ۱۲۵۹ھ کے عرفہ کے دن اُس مسکین چہرہ والے کے رویا کے مطابق حضرت سید کاظم نے ساٹھ برس کی عمر میں اِس دنیائے دوں کو خیرباد کہی اور اپنے پیچھے جانباز اور سرگرم شاگردوں کی ایک جماعت چھوڑ گئے اِن شاگردوں نے اپنے آپ کو دنیا کی آلودگیوں سے پاک کیا۔ اور موعود محبوب کی تلاش میں نکل گئے۔ آپ کے جسد مبارک کو روضۂ حضرت امام حسین کے احاطہ میں دفن کردیا۔ آپ کے صعود نے کربلا میں ایسا ہی ہنگامہ برپا کردیا جیسا پچھلے سال عرفہ کے دن ہوا تھا جب فتحمند فوج دروازہ توڑ کر شہر میں داخل ہوئی تھی اور بہت سے لوگوں کو تہہ تیغ کیا تھا۔ ایک سال پیشتر اسی دن آپ کا مکان بے گھروں اور بے چاروں کے لئے امن و پناہ کی جگہ تھا۔ آج یہ مکان حزن گاہ بن رہا تھا کیونکہ وہ لوگ جن کی آپ نے دستگیری اور مدد کی تھی آپ کی وفات پر نالہ و بکا بلند کر رہے تھے۔

# دھرم کو اُلٹنے پلٹنے کی ضرورت

ویش بھگت پنڈت سندر لال جی

سنسکرت کی ایک پرانی کہاوت ہے کہ "اگر تم دھرم کا ناش کروگے تو دھرم تمہارا ناش کردے گا اور اگر تم دھرم کی حفاظت کروگے تو دھرم تمہاری حفاظت کرے گا" اس کہاوت میں گہری سچائی ہے اسی لئے دنیا کے ہر ملک میں وقتاً فوقتاً پیغمبروں اوتاروں تیرتھنکروں اور رفارمروں کی ضرورت ہوتی ہے کسی قیمتی چیز کو اگر بگڑنے سے بچانا ہے تو اُسے بار بار اُلٹنے پلٹنے اور ہوا دیتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پرانی اور نادر دواؤں کو بھی اُلٹ کر نئی بوتلوں میں رکھنا پڑتا ہے۔ دھرم ایک نہایت قیمتی اور نازک چیز ہے اور اُسے قایم رکھتے ہوئے اُلٹنا پلٹنا اور ہوا دینا اِس جیسی کانفرنس کا کام ہے یہی اس طرح کی کانفرنس کا مقصد ہے اور یہی اُس کی اہمیت ہے۔

دھرم، مذہب، ریلجن، پنتھ، مارگ وغیرہ سب کے قریب قریب ایک ہی معنی ہیں۔ دھرم 'دھری' مصدر سے ہے جس کے معنی دھارن کرنا یا سنبھالے رکھنا ہے جس چیز سے دنیا سنبھلی رہے اسی کا نام دھرم ہے۔ مذہب پنتھ اور مارگ تینوں کے معنی راستہ ہے اس دنیا میں آدمی کو جس راستہ پر چلنا چاہئے جو اس کی بھلائی اور ترقی کا راستہ ہے اُسی کا نام مذہب ہے۔ ریلجن جس مصدر سے بنا ہے اُس کے معنی باندھنا ہے جو چیز انسانی جماعت کو باندھے رکھتی ہو اُسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچاتی ہے۔ وہی اس کا ریلجن ہے۔

## دھرم یا مذہب کی بنیاد

انسان ایک ایسا جاندار ہے کہ جو سوسائٹی کے بغیر نہیں جی سکتا

وہ جب اس زمین پر پیدا ہوا اُس نے مِل جُل کر گروہوں میں رہنا شروع کیا اسی میں اُسے اپنی سلامتی نظر آئی۔ بغیر اس کے اس کا زندہ رہ سکنا اور اور کسی طرح کی ترقی کرسکنا ناممکن تھا۔ اس میں مل جل کر رہنے کے لئے ضرورت ہوئی کہ سب کی کوئی ایک منزل مقصود ہو جس تک پہنچنے کی سب مل کر کوشش کریں خواہ وہ منزل سب کا سکھ یا سب کی بھلائی ہو خواہ کچھ اور ہو۔ اس مِل جلکر رہنے کے لئے ہی کچھ قاعدوں اور اصولوں کی بھی ضرورت پڑی۔ ہزاروں برس کے تجربہ سے آہستہ آہستہ یہ قاعدے اور اصول بنتے چلے گئے۔ اسی طرح انسانی جماعت کے تمام قاعدے قانون اور اخلاقی اصولوں کی بنیاد پڑی۔

گروہ بناکر رہنے کی عادت آدمی کے علاوہ تھوڑی بہت کچھ اور جانداروں میں بھی موجود ہے۔ لیکن آدمی میں ایک اور چیز ہے جو دوسرے کسی بھی جاندار میں نہیں کے برابر ہے آدمی شروع سے سوچتا اور سمجھتا اور نتیجہ نکالتا ہے۔ اس میں ادراک کی قوت ہے اُس نے اس دنیا کو دیکھا۔ اُسے اپنی ساری زندگی ایک گہرے راز سے گھری ہوئی دکھائی دی۔ اس تمام خلقت میں دریاؤں اور پہاڑوں۔ زلزلوں اور طوفانوں سورج اور چاند۔ تاروں بھری رات اور تپتی ہوئی دھوپ میں۔ پیدایش اور موت میں اور ان سے بڑھ کر خود اپنی روح کے اندر اُسے یہ صاف محسوس ہونے لگا کہ کوئی ایک پوشیدہ اور لامحدود طاقت ہے۔ جو اس کی اپنی طاقت سے کہیں زیادہ ہے اور اس سارے نظام کو چلا رہی ہے اس راز کو حل کرنے کی کوشش میں انسان نے خالق کا تصور کیا۔ یہ تصور خواہ محض اُسکے دماغ سے پیدا ہو خواہ اس کے متلاشی قلب پر حقیقت کے کسی اصلی خزانہ کا پرتو یا عکس پڑا ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تخیل نے انسان کی زندگی کو ایکدم اس دُنیا کی زندگی سے اور اس کی اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں اور جذبات سے اوپر اٹھا دیا اُسے تمام انسانی جماعت کا ایک پرزہ بنا دیا۔ جانوروں اور درختوں تک سے اس کا ایک رشتہ قایم کردیا اور اس کی زندگی کے کچھ معنی اس کا کچھ مطلب اور اس کا ایک مقصد قائم کردیا۔ ایشور یا ایک حاضر ناظر خدا کے اس تخیل نے ہی انسانی زندگی کی اس کشتی کو جو اس وقت تک بغیر کسی سمت اور رہنا پتوار کے اِدھر اُدھر چکر کھا رہی تھی۔ ایک سمت اور ایک پتوار عطا کردی۔ انسان نے اپنی زندگی کے مقصد کو طے کیا اُس نے اپنی سمجھ کے مطابق اُس زندگی کا ایک فلسفہ تیار کیا جو انسان کے ادراک کے بڑھنے کے ساتھ بدلتا اور بڑھتا رہا اور اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے زندگی کے کچھ اصول تسلیم کئے۔ یہی دُنیا کے تمام مذہبوں کی بنیاد ہے ان مرحلوں میں ہماری رہبر وہ ہستیاں تھیں جن کے قلب الہام ربّانی سے روشن تھے۔

# اسلام اور احمدیت

جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب وکیل۔ فتح کدل۔ سری نگر کشمیر نے یہ ٹریکٹ "اسلام اور احمدیت" حال میں شائع کیا ہے۔ $\frac{20\times30}{16}$ سائز کے ۲۳ صفحات ہیں۔ قیمت ۱؍۔ اس ٹریکٹ میں جناب مرزا غلام احمد مرحوم کی مسلّمات سے ہی ثابت کردیا ہے کہ مرزا صاحب موعودِ اسلام نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت باب و حضرت بہاء اللہ موعود برحق ہیں اور ظہور برحق کے اثرات سے جو انتشار نورانیت ہو مرزا صاحب مرحوم بھی اس سے متاثر ہوئے تھے۔ احمدیوں کے لئے یہ ٹریکٹ ایک قابل غور دعوتِ حقیقت ہے۔

قسمت فارسی

# لوحِ مبارکِ حضرت عبدالبهاء

## عشق آباد محفلِ روحانی علیهم بهاء الله الابهی

## هوالله

ای یارانِ روحانیِ عبدالبهاء ! نامهٔ شما رسید - الحمد لله بشارتِ صحت وسلامتِ دوستانِ حقیقی داشت - در این سنینِ فترت که جهان پرآشوب وجنگ بود و عالمِ انسانی بخونریزی مشغول نائرهٔ حرب شعله بعنانِ آسمان زد - اقالیم مانندِ جحیم افروخت وکشور از هجومِ لشکر پایمال شد ومعمورهٔ جهان مطموره وویران گردید - تا بحال حرب در صحرا ودریا بود ولکن در این عصر در اوجِ آسمان وعمقِ دریا نیز بعنف رود - محشرِ کبری گردید ومصیبتِ عظمی رخ داد - اطفالِ صغیر بی پدر گردید وپدرانِ سالخورده بی پسر شد - مادرِ مظلوم خون گریست وخواهرِ مهربان فریاد وفغان برآورد - باوجود آنکه پنجاه سال پیش صریرِ قلمِ اعلی بلند شد وجمیع را از جدال وجنگ منع نمود وبصلحِ عمومی دعوت فرمود ونصایحِ مشفقانه بآشنا وبیگانه فرمود وجمیع ملوک را مخاطب ساخت که جنگ ننگِ عالمِ انسانیست وحرب درندگیِ عالمِ حیوانی - زیرا در جهان هر ویرانی آیتِ جنگ است وهر آبادی علامتِ صلح وآشتی - صلح سببِ حیات است وجنگ سببِ ممات - صلح انبعاثِ محبت است وجنگ آفتِ الفت ورأفت - لهذا امر بتشکیلِ محکمهٔ کبری فرمود تا جمیعِ ملل ودول نمایندگان انتخاب نمایند - یعنی هر مجلسِ ملی نمایندهٔ انتخاب نماید ومجلسِ اعیان تصدیق فرمایند وهیئتِ وزراء امضا کنند وپادشاهان ورؤسای جمهور تصدیق فرمایند تا آن نماینده ممثلِ جمیعِ ملت واعیان ووزراء وپادشاه ورئیسِ جمهور باشد واز این نمایندگان محفلی در نهایت روح وریحان تشکیل گردد - ومحکمهٔ کبری تأسیس یابد وجمیعِ مسائلِ مهمه ومشاکلِ عظیمه بین الملل والدول در آن محکمهٔ کبری حل شود تا بنیانِ جنگ برافتد وعالمِ انسانی از این عار وننگ رهائی یابد - ولکن هزار افسوس که نصایحِ قلمِ اعلی مسموع نگشت وعبدالبهاء در سفرِ چهار سالهٔ افریک وامریک واروپا در جمیعِ محافلِ عظمی وکنائسِ کبری نعره زنان فریاد برآورد - ای عاقلان ای حاضران خطری عظیم در پیش است وحادثهٔ هولناک در پی - اروپ عبارت از جبه خانه وعوذخانه گردیده منوط بیک شراره است - این موادِ ملتهبه منفجر گردد وزلزلهٔ شدید بر ارکانِ عالمِ انسانی اندازد - جهان را ویران نماید ملل ودول مانندِ سباعِ ضاریه یکدیگر را بدرند واز درندگان بگذرند - زیرا درنده

هر روز گوسفندی طعمهٔ خویش نماید و مجبور بر آنست ولی بشری روزی صد هزار نفر بخطر اندازد و خون بریزد و خاک مذلت بر فرق عالم انسانی بیبیزد. ظالمی اگر مرتکب قتل نفسی شود آنرا قاتل گویند و مستحق عقوبت عظیمه شمرند ولکن اگر خونخواری در روزی صد هزار نفس را خون بریزد آن را کشورکشا و جهانگیر نامند. و اگر قاطع طریقی نفسی را در راه برهنه نماید آنرا قاطع طریق گویند و سزاوار عذاب و عقاب الیم شمرند ولی اگر غداری مملکتی را تالان و تاراج کند آنرا فاتح نامند. ای حاضران ای عاقلان عالم انسانی را آفت و خطری عظیم در پیش. آرام مجوئید و سکون و قرار مطلبید و بقوتی ملکوتی برخیزید و این خونریزی را مانع و حائل گردید. این نصائح نیز مقبول نیفتاد اینست که ملاحظه مینمائید که نائرهٔ قتال چگونه شعله برافروخت که راحت و آسایش در عالم انسانی نگذاشت. باری الحمد لله که احبای الهی از جنگ بیزار و از گروه پرخاش جو در کنار. مانند طیور شکور بچند دانه قناعت نمودند و بموجب وصایا و نصائح الهی سلوک فرمودند و بمیمنت تعالیم آسمانی در جمیع اقالیم عالم محفوظ و مصون ماندند. عبدالبهاء در ایام جنگ در چنگ خونخواران بود و محاط به ستمکاران. در هر ساعتی خطری موجود. و هر یومی بدست بومی گرفتار. با وجود سعایت و فساد آشنا و بیگانه و افترا و بهتان داخل و خارج در صون حمایت جمال مبارک محفوظ و مصون ماند و این سبب حیرت گردید. باری احبای ترکستان در عشق آباد و مرو و تاشکند و سمرقند بتمام قوت بر نصرت امر قیام نمودند و در اعلای کلمة الله قصور و فتور نفرمودند و بتأسیسات مفیده پرداختند. مجامع نطق آراستند و الواح و لوائح را بالسن متعدده ترجمه نمودند و انتشار دادند. قرائتخانه و دار التبلیغ خدمتی بلیغ است. امیدوارم که محفل جوانان نورسیده در متانت و سکون و قرار از محافل پیران سالخورده بگذرد و مجلهٔ فارسی مانند خورشید بدرخشد. اسم مطابق مسمی باشد و ابداً کلمه‌ئی که سبب آزردگی خاطر باشد در آن مندرج نگردد بلکه بالعکس سبب سرور و شادمانی عمومی باشد. این قضیه بسیار لازم است. امیدوارم که احبای ترکستان روز بروز بر حسن اخلاق و حسن رفتار و حلاوت گفتار بیفزایند عالم اخلاق بسیار مهم است تا جمیع بحسن اخلاق سراجهای روشن آفاق گردند. در این قضیه بسیار دقت فرمائید. اما قضیهٔ دفن اموات هنوز اگر بقرار سابق باشد بهتر است. زیرا نباید نوعی نمود که میان آشنا و بیگانه بکلی فسخ و جدائی افتد. زیرا جدائی مانع از تبلیغ است

و چون زمانی آید که اجرای احکام بهیچوجه سبب وحشت قلوب نگردد و امر الله اعلان شود آنوقت
در ترکستان باید از شرق توجه بغرب مائل بشمال کنند و اموات را
سر بقبله و پا بشمال دفن نمایند

علیکم البهاء الابهی

حیفا ۴ تموز ۱۹۱۹

ع ع

# لوحِ مبارک حضرت عبدالبهاء

## (لاهای) جناب احمد خان یزدانی علیه بهاء الله

هو الابهی

ای بندهٔ آستانِ بهاءالله نامهٔ مورخ به ۱۴ جون ۱۹۲۰ رسید و نامهٔ بعضی از اعضای مجلس صلح نیز رسید و جوابی مرقوم گردید بایشان تسلیم نمائید. معلوم است که این جمعیت چنانچه شهرت دارد نیست آن طور که باید و شاید ترتیب و تنظیم ندارد باری هر قسم میخواهد باشد ولی امری که تشبث نموده اند بسیار عظیم است. باید بدرجهٔ مجلس لاهای قوت و نفوذ داشته باشد که کلمه اش بقول و عمل نافذ باشد باعضای محترم در مقام صحبت اشاره کنید که مجلس لاهای پیش از حرب رئیس امپراطور روس بود و اعضائیش اعظم رجال. با وجود این مانع از این حرب مهیب نگشت. حال چگونه خواهد شد زیرا در مستقبل حربی شدید تر یقیناً واقع گردد. قطعیاً در این شبهه نیست مجلس لاهای چه چاره خواهد کرد ولی اساس حضرت بهاءالله روز بروز در انتشار است باری شما جواب نامه را برسانید و بسیار اظهار محبت و مهربانی کنید و آنان را بحال خویش بگذارید در هر صورت باید از شما ها راضی باشند و آن نامهٔ مفصل مرا که ترجمه بانگلیسی شده طبع نمائید و نشر دهید ولی باطلاع آنان. امّا با انجمن اسپرانتو بیامیزید و هر یک را مستعد دیدید نفخهٔ حیات در او بدمید. باری در انجمنها جمیع از تعالیم جمالِ مبارک بحث کنید زیرا الیوم در صفحات غرب این تاثیر دارد. و اگر سؤال نمایند که در حق حضرت بهاءالله چه اعتقاد دارید بگوئید که آنحضرت را اوّل معلم عالم و اوّل مربّی عالم در این عهد میدانیم و این را شرح و تفسیر دهید که این تعالیم صلح عمومی و تعالیم دیگر از قلم حضرت بهاءالله پنجاه سال پیش صادر و در ایران و هندوستان طبع شده و در همه عالم انتشار یافت. در بدایت هر کس از کلمهٔ صلحِ عمومی استیحاش داشت چه که بکلّی مستحیل میدانستند. دیگر از عظمت جمالِ مبارک بحث کنید و از وقایعیکه در ایران و ترکستان واقع شد و از آثار عجیبه که از او ظاهر شد و از خطابهائیکه بجمیع ملوک فرمودند و تحقق یافت و از نفوذ امر مبارک صحبت بدارید و با مجلس صلح عمومی لاهای مدارا و لعبت در امکان آمیزش نمائید همچه معلوم میشود که جمعیت اسپرانتو استعداد دارند و شما در لسانِ اسپرانتو اطلاع و مهارت دارید. با اسپرانتیست های المان وغیره نیز مخابره کنید و در اثنی که

انتشار میدهید صرف عبارت از تعالیم باشد امّا اوراقِ دیگر انتشارش حال مُناسب نیست - بارے اُمیدم چنان است که تاییداتِ الهیه مستمّاً بشما برسد - وعلیک البهاء الابهیٰ (عبدالبهاء عباس)

از سستی و سردیِ مجلس لاهای محزون مگردید توکّل برخدا نمائید اُمید است که در نفوس لسانِ اسپرنتو من بعد تاثیر شدید نماید مکتفی حال شما افشاندید البته اثبات خواهد شد - اثباتش باخدا است (عبدالبهاء عباس)

---

# بشاراتِ امریه

از سمتِ جنوب راپورتهای تشجیع آمیزی میرسد - در نیو اورلیان شبهای جمعه مجالس منعقد و از انجمن مبلغین به کو نکتیکت عزیمت نموده اند اولین مجلس عمومی در این قسمت انعقاد یافت و یک نفس هم بایمان فائز - یکی از مومنات در میسیسیپی در کنگرس والدین و معلمین بعضویت داخل - تا تعالیم بهائی را برای جامعه بشر بیان نماید و حال در ترتیب دادن یک رشته از مکالمات در رادیو برای مقدماتِ مطالب امریه هستند اِین ماکد انیل در ویرجینیا بخطابه مشغولند عبارت از هشتاد نفر در چارلستون نطقِ الیشا زرا راجع بمعبد اصغاء نمودند و مجالسِ عمومی هم منعقد شد جناب میسون ریمی نیز خدماتِ باهره انجام داده اند و ملاقاتهای مفیده نموده اند - مُبلغین در هر جا با روحِ اشتیاق قائم بر خدمت هستند ترتیباتی حال برای نمایش مجسّمهٔ معبد داده شد تعیینِ اوقاتِ صحبت در کلوب نسوان در چارلستون برای بعضی یارانِ معیّن گشته جنابِ ریمی یک دوره از سیاحت خود را در ایالاتِ جنوبی ختم نمودند مجالسهای متعدده و ملاقاتهای کثیره در هر نقطه و مکان کرده اند از ناشویل مرقوم داشته اند محفلِ روحانی محلّی در اینجا تاسیس و از اشخاصِ عالی دو نژاد سفید و سیاه محتوی در مدّتِ اقامت چهار روز دو مجلس در منزلِ یاران منعقد و یک مجلس بزرگی در کلیسای دارالفنون و دیگرے در مدرسهٔ صناعی و زراعی سیاهان با حضور هزار و صد تلمیذ و معلّمین صفِ تدریس دیانتی دارالفنون و رئیس را نیز ملاقات نمودم اولیویا کلسی به لوئزویل عازم شدند و مجلسی عبارت از ۱۲ نفر داشتند مخبر روزنامه محلّی مقالهٔ راجع بامر ترتیب داده تا طبع و نشر شود -

در دیتونا فلوریدا مجالس متعدده تشکیل و کتبِ امری در کتابخانهٔ عمومی گذاشته شده هلیوود هم مرکزِ ملاقات با افرادکه از تمام اقسام مملکت حاضر گشته دو نفر از سیاحان در کولومبیا بایمان فائز و جمعیتی از اطفال ترتیب داده اند -

اخبار وارده از مدینه سالت لیک مشعر بر آنست که بهمتِ مبلغین و مبلغات از ۱۸ فیروری تا ۲۸ مارچ هفت خطابهٔ عمومی داده شد و مجموعِ حضّار عبارت از ۴۰۰ نفر بودند مجسمهٔ مشرق الاذکار در تمام مدّتِ مذکور معرضِ انظارِ عموم بوده در رادیو نیز اذاعه داده شده و تقریباً هزار جزوهٔ امری هم توزیع گشته همچنین هفت نطقِ امری جهتِ کلوبها و رادیو مرتب شده نتیجه آنکه صفِ تدریسی از ۲۰ نفر آراسته و در هفت

سه مرتبه جمع میشوند.

دونفر مدینهٔ در فارگو اقبال نموده اند پنجاه نفر دیگر هم از امر مطّلع جمعی هم مشغول مطالعه میباشند بشارت امر در این تابستان امتداد به کولمبوس خواهد یافت در بیسمارک هم سه نفر اقبال کرده اند در مدینهٔ بت هیئتی از جوانان وصف تدریس اطفال تأسیس گشته ارائهٔ مجسمهٔ مشرق الاذکار در معرض فنون انجا نتایج علمیه بخشیده و جمعیات کثیره از بلاد مجاوره برای تماشای آن حاضر شدند. برای ۵۰ جرائد در این ایالت نشریات امریه فرستاده شد.

عملیات ماروین نیوپورت در سدار راپیدز دونفر را بتبلیغ و نوزده محصّل را منجذب بامر نموده اند در مدّت اقامت شش ماه در آنجا ۲۶ صنف تدریس ترتیب دادند در بین ۷ جمعیات مذهبی خطابه دادند و متجاوز از ۳۰۰ نفر آثار امریه را مطالعه کردند.

جرترود ستروون عدّهٔ از مدن را زیارت و مرقوم داشته اند جمعیت خوش امید بخشی تشکیل و بواسطهٔ یک جوان بهائی استرالی که در مدرسهٔ بالم مشغول تحصیلات است دوازده نفر از محصّلین تمایل بامر حاصل نموده اند رث موفت نیز بخدمات باهره موفّق این مبلّغهٔ رشیده سال گذشته ۲۶۵ خطابه در بیست مدینه از شش ایالت ترتیب دادند و در ۱۹ منظمات غیر بهائی نطق و دو دفعه در رادیو صحبت داشتند اخبار واصله از پروید مشعر بر اقبال انجلا مورگان شاعرهٔ معروفهٔ امریکائیست کنفرانسی از بهائیان در آنجا منعقد و باین واسطه امر در آن مدینه اعلان شد محفل روحانی میلواکی بخدمات تبلیغیهٔ محلّی قائم و پیشنهاد یک اجتماع شبانه را نموده اند مبنی بر آنکه در همان شب و همان ساعت یاران در هر جا چنین اجتماع را تشکیل دهند. کنولنشن نیز این ترتیب را تصویب نمود.

دالوورث سالیانهٔ محفل نیویورک شامل اوصاف ممدوحه از اقدامات یاران است مرکز بهائی در آنجا لاینقطع در کار خطابهای عمومی ۱۵۰ نفس را منجذب بامر نموده لجنهٔ دوستی ترتیب اجتماعات شبانه برای امریکائیهای لاتینی داده البته سائر جمعیات بهائی هم باید این ترتیبات را قسمتی از شئون تبلیغیهٔ خود قرار دهند و اینگونه اقدامات مستلزم ترتیبات دقیقی است زیرا اتصالات با اشخاص را باید نفوسی بعهده گیرند که در سلوک و آداب ممتاز و دارای قوّهٔ ممیزهٔ فوری هستند. سه جمعیت بهائی در بلاد مجاورهٔ نیویورک تشکیل و مجالس عمومی در بروکلین برقرار و پانزده مجالس خصوصی در لنکس مدینه منتظم. کذالک یک نمایشگاه بهائی در معرض عمومی تحت اشراف محفل روحانی برپا بود یاران نیویورک در جمیع میادین خدمت ابراز فعّالیت نموده اند و سرمشق عالی برای تبلیغ در این مملکت بوده اند در واقع پیشرفت اعمال بهائیان امریک امیدبخش است. میفرمایند این نفوس سیاه حقند و فاتح شرق و غرب.

لجنهٔ اتحاد نژاد بهائیان در هر جا برحسب دستورات حضرت ولیّ امرالله راجع به اقلیات چنانچه در کتاب "ظهور عدل الهی" مرقوم مشغول ترویج تعالیم آئین بهائی بین طوائف اقلیات در حوالی خود میباشند برحسب اطلاعات وارده دو نفر از نژاد هندی در میلواکی باقبال فائز. این مژده مدح بخشی است برای عموم زیرا باین بیانات حضرت عبدالبهاء که در الواح "مشروع الهی" نازل متذکر شده میفرمایند باید قطعیّه هندیها اهالی اصلیهٔ امریکا را اهمیت عظیمی دهید زیرا این نفوس مانند اهالی قدیمه جزیرة العرب هستند که قبل از ظهور محمّد متوحش بودند و چون انوار محمدیه در بین آنها سطوع نمود چنان منوّر شدند که آفاق جهان را روشن کردند همچنین اگر هندیها تربیت شوند و هدایت یابند

شکّی نیست که بسبب تعالیم الهیه چنان روشنائی یابد که تمام روی زمین نورانی شود در سایرِ قسمتهای مملکت با جمعیتهای مهندی ودکار هفت جلد کتب بهائی کتابخانه هندیهای مونتانا تقدیم شده و نامه مشعر بر حسنِ قبول از مرکز آنها وصول یافته بسیاری از محافلِ روحانیه ترتیباتِ مفیده ئی برای اتّحاد نژادها داده اند انجمن مذاکراتِ نژادی ماهی یکمرتبه در مرکز بهائیان در کالیفورنیا منعقد و مراد ازاین مجالس اتّحادِ نژادهای مختلفه بایکدیگر و آشنائی با نفوسِ جدیده است تا بهائیان باعموم طبقاتِ خلق مانوس گردند.

در اوربانا ایلینوی یک ضیافتِ اتحاد نژادی تشکیل وتقریباً صد نفر از نمایندگان نژادها و ملتهای مختلفه حضور داشتند مرقوم داشته اند تأثیرِ اقداماتِ لجنهٔ اتحاد نژادی بسیار قابلِ ملاحظه بود مدواً در نظرِ لجنه فوائدِ کلیه دراین عمل ملحوظ نمی شد ولی ذوق وشوق تولید جذبیت عظیمی نمود وتوجه بشطرِ حضرتِ بهاء الله تاثیراتِ خود را بخشید مشورت وتعاون واتّصالِ وثیق با محفل وبالآخره ادعیه حاره ومساعی مشترکه منجر نمود که تائیداتِ حضرتِ بهاء الله شامل نفوسی شود که در ظلّ انوارش بخدمت قائمند.

در میامی فلوریدا لجنهٔ اتحاد نژادی حدیثاً تشکیل شده درشیکاغو مجدّداً دراین موسمِ بهار ضیافتِ دوستانه نژادی شد در نیوهاون بانژادِ سیاه ملاقاتها حاصل وتقریباً پنجاه عائله از آنهارا در منازلشان ملاقات و بشاراتِ امریه را ابلاغ نموده اند.

راپورتِ لجنهٔ دلیل معبد مشعر بر آنست که درماهِ جون ۴،۱۸۶ نفر مشرق الاذکار را زیارت کرده اند ودرماهِ جون ۱۹۳۹ عددِ زائرین ۳،۸۳۴ بودند از یکم جنواری تا ۳۰ رجون ۱۹۴۰ مجموع بالغ بر ۵۸۷۹ بودند بزیادی ۱۳۳۲ نفر درهمین تاریخ درسالِ گذشته هفت عدّهٔ بزرگ ازان زوّار درماهِ جون ملاقاتی بودندکه برای تعلیم سیاحت میکردند وعدد آنها ۲۴۳ نفر بود ودوعدّهٔ دیگر دو معلّم و ۲۱ طفل و ۱۴ جوان بودند درانصورت واضح است که مشرق الاذکار بذاته مرکزِ مهمِ تبلیغ است واولاً زیادتری لازم است یک صفِ تعلیم دلیل درمعبد مرتب شده هرطالبی مدعو بر حضور است مطالبِ ذیل خلاصه نامه ایست که از محفلِ ملی روحانی صادر واهمیتِ هابیتِ ادلّاء را که درمعبد مشغولند نشان می دهد. قضیهٔ امرِ تبلیغ درمعبد طرازِ روشنی از امر است وتاکید رجه عالی تر از امر تبلیغ در سایر نقاط است. نفوسیکه طالبِ اطلاعاتِ امریه اند دروقتِ زیارتِ مشرق الاذکار چنین احساس نمایندکه باروحِ حیات بخشِ آئینِ بهائی متقابل میشوند. محفلِ ملی را امید چنان که لجنهٔ مشارکت کاملهٔ یاران را در دائرهٔ معبد باخود تامین نماید واعضاء باید بدانند که نتیجهٔ این تبلیغاتِ جهانگیر شدت تمایل جمهور بآئینِ الهی خواهد بود" ازقرار معلوم تاثیراتِ معنویه در زائرینِ معبد دراین سال بیش از قبل بوده کلماتِ حقایق دربیتِ حق بخلقِ عالم ابلاغ نمودن سعادت مندیِ عظیمی است. درماه جون از ۲۹ - ایالتِ مختلفه وممالکِ خارجه بمعبد آمدند از قبیل شیلی هایتی تورنتو وکالگاری وفیلیپین. چین وفلسطین -

نورالدین زین

## مدرسهٔ تابستانی

امسال از ۱۵ الی ۲۲ر اکتوبر درسورت منعقد خواهد شد
امیدواریم که احبای الهی بیش از بیش دراین مدرسه حضور خواهند داشت
(عباس علی بٹ. منشی محفل ملی)

# مس مارتاروت

درشمارهٔ قبل خواندیم که دومین سال صعود مخدرهٔ مبلّغین و مبلغات مس مارتاروت بانتها رسید بدیهیست احبا در تاریخ ۲۸ سپتمبر بیاد آن روح شاد بوده اند و مجالس تذکر گرفته.

اینک ترجمهٔ نطق یکی از مشاهیر هنود سادو وسوانی و چند جمله از یادداشتهای یکی از احبا را ذیلاً درج مینمائیم ←

## ترجمهٔ نطق سادو وسوانی

### هوالعلیم

۲۹/۹/۴۰ ترجمهٔ نطق سادو تی ایل واسوانی درمجلس تذکر مس مارتاروت در بهائی هال کراچی

---

من یاد دارم گفتار شیرین او و مناجاتهای ملیح و آواز روحانی او هیچ فراموش نمی کنم روزی میس روت ازمن خواهش کرد که چیزی در وصف روح بگویم و این بعد از نطق و مناجات او بود گفتم آنچه تو گفتی و آنچه تو کردی جمیع نمونهٔ روح است و شئونات روحانی تو نمونه و خلاصهٔ روحانیت است. لهذا من امروز عصر را نیز مانند آن روز عصر روح میس مارتاروت در عالم روحانی حاضر و ناظر میدانم.

من مدتی بود میدانستم آئین بهائی، آئین اخوت و دوستی بین بشر است ولی تا آن نمونهٔ محبت و دوستی و اخوت مس مارتاروت را بچشم خود ویدم یقینم شد که بلی همین است نشانه و مثال محبت الله یاد دارم روزی شرح حیات خود را بیان میکرد که چگونه آئین بهائی گردیده است و بحضرت بهاءالله ایمان آورده است و همچنین تشرف خودش را در حضور حضرت عبدالبهاء بیان مینمود و کلمات تعالیم حضرت بهاءالله را شرح میداد از جمله کلمات مکنونه از قلم حضرت بهاءالله بود که یک کتابچه آن بمن داد و من مکرر خوانده حتی بعضی کلمات آنرا حفظ کرده ام و در این ورقهٔ مطبوعه که در دست شما است نوشته ام (اشاره بمشروحه بود که قبلاً طبع و توزیع شده بود) هیچ فراموش نمی کنم روزی بوقت عصر در کراچی نشسته بودیم من گفتم بحیدرآباد میروم گفت ممکن است من هم بیایم. گفتم مسرور میشوم اگر قبول این زحمت را بفرمائید لهذا قبول کرد. درحقیقت من آن ایامی که درحیدرآباد درخدمت ایشان بودم و شرف میزبانی او را داشتم از اشرف اوقات خود میدانم قبلا اشخاصی که درحیدرآباد وارد میشدند و مهمان من بوند بیشتر در مدرسهٔ من مقیم میشدند ولی من جای ایشانرا بالای ... کرلشنا هال معین کردم.

وصبحها در موقع عبادت و مناجات در کرشنا هال در موقع نطق گفتت «من در معبد هنود و کلیسای مسیحیان و مسجد اسلام نمی بینم جز یک نور». روز دیگر در مدرسه «سیر اسکول» در حضور دختران خطابه داد و در ضمن وعده داد که انشاء الله بزودی مدرسه بهائیان در کراچی تشکیل میشود.

روزے در لبنت هال حیدرآباد نیز نطقے کرد و شرف صدارت و موقع صحبت به من هم داد زیرا من از افتخار و خوش بختی خود میدانستم که در حضور ایشان باشم و از ایشان درس بگیرم — روزی در نشنل کالج حیدرآباد هم نطق و خطابه داد و این موقع خوبی بود که چیزے از ایشان تحصیل کنم مخصوصاً از ذکر بیان مبارک حضرت عبدالبهاء در لندن که از لسان میس مارتاروت شنیدم خیلی متأثر شدم که فرموده اند بهائی بصفت شناخته باشند نه باسم و بخلق پی برند نه بجسم. در حقیقت میس مارتا روت بهترین نمونه مترجم بیانات محبوب خود بهاء الله و حضرت عبدالبهاء بود و هر دم از تعالیم حضرت بهاء الله حکایت مینمود که فرموده اند کونوا قدوة الحسنة بین الناس و این لیاقت و قابلیت از بخشش خداداد بود که آن روح پاک دارا بود من بارها میگویم آن روح حقیقی باز آمده است او نمرده است بلکه ترقی کرده است.

روزے سوال کردم که چگونه ممکن است این خلق عالم متحد گردند و دست از اختلافات بردارند. و ایشان شرح مفصلے از بیانات حضرت عبدالبهاء و تعالیم حضرت بهاء الله را شرح دادند که تحری حقیقت است. وحدت عالم انسانیست. وحدت اصول انبیا است. وحدت نساء و رجالست. وحدت تربیت بنین و بناتست. وحدت لسانست. وحدت اوطانست. وحدت عدالت است. ترک تعصباتست. حل مسائل اقتصادی است. تشکیل محکمه صلح عالم است. اعتقاد کامل بهستی خداوند تبارک و تعالی و وحدانیت و فردانیت و مظاهر عدل اوست.

**نطق یکی از احبا** — یاد دارم روزی در انجمن مسیحیان در مدراس یک شخص امریکائی که برای ترویج عقیدهٔ مذهبی یا خیالات خود بهندوستان آمده بود از میس مارتا روت پرسید که تو چطور رفتار میکنی که در همهٔ انجمنها و جماعات محترمی و به جا دعوت میشوی و همواره عدهٔ برای شنیدن صحبتهای شیرین تو می آیند. جواب داد من هیچ از خود نمیگویم هرچه میگویم گفتهٔ محبوبم بهاء الله است «اگه سرمست نه خود زمی شیشهٔ ما، کی توانی که بری راه باندیشهٔ ما». پرسید وضعیات زندگانی تو چگونه است میس مارتا روت در جواب گفت نگاه کن این سوت کیس «چمدان» و اسباب همراه من اینهم برای کتب دینی من است و الا یک باکس برای لباس من کفایت بود و از سنه ۱۹۰۸ تاکنون همی دکیال است این زندگانی من است هر سالی در مملکتی هر روزی در شهری آنرا نے راحت نگرفته ام و مقصد و آرزوی جز ترویج تعالیم حضرت بهاء الله ندارم. روز دیگر در موقع آرینتل کانفرنس در ترا وندرم هم عدهٔ از جریده نگاران و محررین معروف تراونکور انجمنی آراسته دمیس مارتا روت را دعوت کردند و گفت و شنید درباره طرز مقاله نگاری مینمودند و از طرز تحریر میس مارتا روت توصیف نمودند و در ضمن کسی پرسید که این موفقیت را از چه راهی بدست آوردی. در جواب نطق مفصلے نمودند از جمله این بود که قلم من مترجم تعالیم حضرت بهاء الله است. من هر وقت میخواهم چیزی بنویسم توکل میکنم و سعی میکنم که کلمات من خالی از حق و راستی نباشد بلکه بیشتر سعی کوشم که حقائق بطرز شیرین و دلکش بیان نمایم. روزے ذکر وطن و خویشان خود نموده میگفتند من جمیع عالم را دوست میدارم و هر کس را یکمرتبه ملاقات کرده ام فراموش نمی کنم تا چه رسد بخویشان خود و همواره با ایشان مکاتبه و مخابره دارم و خویشان من همیشه مینویسند که حال دیگر ضعیف شده ام و قوهٔ سفر ندارم. خوبست بوطن خود مراجعت کرده با ایشان بمانم و من تا بتوانم میروم و اشیاء را ملاقات مینمایم ولی میل ندارم در خانه بنشینم و خاموشی اختیار کنم. زیرا خویشان من بهائی نیستند و میل من تبلیغ امر حضرت بهاء الله نمایم. بلی این معلوم است که او بظاهر مسافر است مانند وطن دائمی و منزل آخری او در کجا است ولی معلوم بود که میل نداشت پس از حرکت دعای سالیان و پس از نطق و ثنا لب فرو بندد «دستی نعم ما قال: دیده به چه کار آیدم اگر بجز نبیند لقا. لب بچه کار آیدم اگر نگوید ثنا. سر بچه کار آیدم اگر نگردد فدا. تن بچه کار آیدم اگر نگردد فنا. جان بچه کار آیدم اگر نگردد نثار». پس خوشا بحال او بمنتها مقصد و آرزوی خود نائل گردید.

مازپس مانده و این راه خطرناک زپیش — رحمی ای قافله سالار به وامانده خویش

سید محمود الحق علمی، پرنٹر و پبلشر و ایڈیٹر نے ... پریس ... دہلی میں چھپوا کر دفتر پیامبر قرول باغ نئی دہلی سے شائع کیا


نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ

# پیامبر دہلی

جلد دوم — نومبر سنہ ۱۹۴۱ء — نمبر ۱۱

# مُناجات

## الٰہا معبودا مسجودا

اے خدا! اے معبود! اے مسجود!

شہادت میدہد عبدِ تو بوحدانیتِ تو و فردانیتِ تو و از بدائعِ فضلت مسئلت می نماید

تیرا بندہ تیری یگانگت اور یکتائی کی گواہی دیتا ہے اور تیرے فضل کی نئی نئی عنایتوں سے وہ چیز مانگتا ہے

آنچہ را کہ سزاوارِ بخشش تو است و ظہور و بروزش از دفترِ عالم محو نشود۔ سحابِ اوہام

جو تیری بخشش کے شایانِ شان ہے اور جس کا ظہور و بروز صفحۂ ہستی سے کبھی مٹ نہ سکے وہم کے بادل

او را ستر ننماید و غمامِ ظنون او را از اشراق باز ندارد۔ ای کریم ہر صاحبِ بصر و سمعی بر کرمت

اُسے چھپا نہ سکیں اور شکوک و شبہات اُسے روشنی پھیلانے سے نہ روک سکیں۔ اے کرم فرمانے والے بینائی و شنوائی رکھنے والا

شہادت دادہ و بر سبقتِ رحمتت گواہ۔ عبادت را از دریای شناسائی محروم منما و از انوارِ

ہر ایک شخص تیری کرم فرمائی کی شہادت دیتا ہے اور تیرے غلبۂ رحمت کا گواہ ہے۔ تو اپنے بندوں کو اپنے عرفان کے دریا سے محروم نہ کر اور

وجہِ ظہور منع مفرما توئی بخشندہ و مہربان لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ العَزِیزُ المَنّانْ

چہرۂ ظہور کے انوار سے دور نہ رکھ۔ تو ہی ہے بخشنے والا اور مہربان۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو غالب اور احسان فرمانے والا ہے

# پیامِ نور و جامِ طہور

جلوۂ حق نئی نئی شان سے نمودار ہوتا رہتا ہے۔ ازل سے اپنی تجلیات دکھاتا رہا ہے اور ابد تک ظہور فرماتا رہیگا وہی موسیٰ عیسیٰ محمد علیہم السلام کے آئینوں پر متجلی ہوا۔ اور وہی باب و بہاء اللہ کی ہیاکلِ مقدسہ سے اہل نظر کے روبرو جلوہ افروز ہوا۔ اس کا ظہور حدود و قیود سے بالاتر ہے وہ جس طرح چاہتا ہے تجلی فرماتا ہے۔ کوئی اس پر حاکم نہیں۔ وہ سب پر حاکم ہے۔ کوئی اس پر محیط نہیں۔ وہ سب پر محیط ہے اور اس کی نسبت ہی وجود موجود ہے۔ اس سے نسبت منقطع ہو جائے تو وجود کوئی چیز نہیں۔

اس سے محبت تو سب کرتے ہیں۔ لیکن کما حقہٗ اس کی شانِ قدرت کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس کی نامحدود تجلیات کو سمجھنے سے تمام کائنات عاجز و لاچار ہے۔ پھر بھی جلوہ ہائے قدرت کی شیفتہ و فریفتہ ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایک تجلی پر بے شمار موسیٰ غش کھا کر گر جاتے ہیں اور ایک ہی نمودِ قدرت پر شیدا ہو کر ان گنت ہستیاں قربان ہو جاتی ہیں

میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ سوکھ رہے ہیں جھلس رہے ہیں جا رہے ہیں۔ کیونکہ ازلی ابدی قانونِ قدرت یہی ہے کہ آفتاب کی جن کرنوں سے مستعد وجود نشوونما اور ترقی پاتے ہیں انھیں کرنوں سے اپنی استعداد کو ضائع کر دینے والے پودے جل کر خشک ہو جاتے ہیں۔ بارش کا بھی قانون یہی ہے کہ بادلوں سے برسنے پانی کہیں پھول کھِلاتا ہے اور کھیتوں کو لہلہاتا ہے تو کہیں اسی قدرتی اثر سے گھاس اور کانٹے بھی اُگتے ہیں ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جیسے بارش کا یہ عمل ہر برسات میں ہوتا ہے ویسے ہی ہر ظہور کے زمانے میں نیک استعداد رکھنے والے علم و عمل حق سے حیات پاتے ہیں اور جو لوگ اپنی استعداد کو ضائع کر چکے ہیں وہ اد جہل و بدعملی میں گرفتار ہو کر تباہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ او حضرت عیسیٰ کے ظہور میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت رسول اللہ کے ظہور بھی یہی ہوا۔ آج نئے ظہور حق کے عصر حاضر میں بھی یہی ہو رہا ہے

---

اب یہ زمانہ قدرت کا ایک نیا دن ہے۔ نئی صبح تجلی آشکار ہے۔ نسیم عنایتِ رحمٰن عالمِ غیب سے دنیائے ظہور میں بڑے سرعت سے چل رہی ہے۔ روحوں کو نئی زندگی مل رہی ہے۔ جو لوگ اس نسیم عنایت سے منہ پھیر کر بھاگ رہے ہیں وہ عذاب سموم

---

ایک طرف تو ہر چیز ظہورِ جدید کی روشنی سے منور ہو رہی ہے طرف غفلت و ظلمت کے شیدائی محروم و مایوس ہو رہے ہیں۔ سیکڑ ہزاروں سال سے انتظار کر رہے تھے کہ حضرت موعود کا ظہور ہوگا ہم سب سے پہلے لبیک کہیں گے جب ظہور حق ہوا تو ایسے سو

کبھی جاگے ہی نہ تھے۔ جب وقت آگیا اور ظہور کے جھنڈے بلند ہوئے تو یہ انتظار کرنے والے ایسے ہو گئے گویا کبھی انتظار ہی نہ کرتے تھے۔ ہاں کچھ راستباز ایسے بھی اُٹھ کھڑے ہوئے جنھیں تمام جہان کے علماء ظہورِ حق سے مُنکر نہ بنا سکے اور تمام قوموں کے شور و غوغا سے بھی یہ لوگ خائف نہ ہو سکے۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ ہستیاں جو ندائے الٰہی سُن کر لبیک لبیک پکارتی ہیں۔ کیا ہی مبارک ہے وہ انسان جو اِس دورِ ظہورِ اعظم میں عرفانِ حق سے فائز ہوتا ہے۔ کیا ہی مبارک ہے وہ زبان جو ذکرِ حق میں ناطق ہے۔ کیا ہی مبارک ہے وہ آنکھ جو اُفقِ ظہور کو دیکھ رہی ہے۔ کیا ہی مبارک ہے وہ مکان جسمیں محبوبِ لامکان کا ذکر ہو رہا ہے۔

---

بہت سی ملکہ اور شہزادیاں ہیں جو ظہورِ حق کے عرفان سے محروم رہ گئیں۔ بہت سے بادشاہ ہیں جو شہنشاہِ ازل و اَبد کو قبول کرنے سے بے نصیب ہو گئے۔ بہت سے امیر ہیں جنھیں دُنیا نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور بہت سے بڑے بڑے لوگ ہیں جنھیں فانی چیزوں نے جمالِ باقی سے محجوب کر دیا ہے۔ اُس دل کو مبارکباد جو محبوبِ حقیقی کی محبت سے سرشار ہے۔ وہ سچی خوشی حاصل کر رہا ہے۔

خدا کی قسم! یوم اللہ ظاہر ہو گیا۔ جلوۂ غیب ہیکلِ ظہور میں نمودار ہوا۔ یہی تو وہ وقت ہے جب طور پر کلام کرنے والا بول رہا ہے اور رب الجنود تمام عالم میں اپنی توحید کا ڈنکا بجا رہا ہے۔ صداقت کے شیدائیو! خدائے رحمٰن کا نام لے کر مطلعِ بیان سے سر نکالو اور دلوں کو کلامِ حق سے تسخیر کر لو۔

---

اے دُنیا کے لوگو! وہم و گمان کے گھروندے کو چھوڑ کر علم و عرفان کے قصرِ بلند کی طرف آؤ۔ خداوندِ عالم کے جلال کی قسم۔ وہ زمانہ آگیا ہے جس کا وعدہ تمام کتبِ مقدسہ میں تھا۔ عنایتِ ربانی کے آبشار کی آواز بڑے زور سے آ رہی ہے۔ وحیِ الٰہی کی نسیمِ خوشگوار چل رہی ہے خُدا کا نام لے کر بقا کے جام پیو۔ یہ وہی یومِ موعود ہے جس کی حضرت محمد رسول اللہ نے بشارت دی تھی اور اُن سے پہلے انجیل و تورات و زبور نے خوشخبری سُنائی تھی۔ اپنی باتیں چھوڑ دو۔ خدا کی باتیں قبول کرو اپنی خواہشات ترک کرو۔ مشیتِ الٰہی کے تابع ہو جاؤ۔ مظہرِ خداوندی کو پہچانو۔ اور عہد و میثاق کو پورا کرو۔ اسمِ اعظم کا آفتاب اُفقِ عالم پر نمودار ہے۔ تمام اشیاء کلمۂ الٰہی کی آگ سے مشتعل ہو رہی ہیں۔ خدا کا پیغام سُنانے والے تمام جہان میں پیغام سنا رہے ہیں۔ خدائی نوشتے بندوں کو پہنچا رہے ہیں۔ نوعِ بشر کو مقامِ رفعت اور گلشنِ جنت کی طرف بُلا رہے ہیں جو لوگ اس مقامِ عالی میں داخل ہوتے ہیں وہ اہلِ ملکوت ہیں اور جو اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں وہ اہلِ ناسوت ہیں۔

---

کتنے ہی عالِم ہیں جو شریعت شریعت پکار رہے ہیں۔ مگر مالکِ شریعت سے بے خبر ہیں۔ بہتیرے لوگ ہیں جو خُدا کی روشنی کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں وہ حقیقت سے دور اور غافل ہیں۔ اِس روشنی کو دنیا بھر کی آندھیاں نہیں بجھا سکیتں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ علم کے سمندر موجزن ہیں اور عرفان کے دریا بہہ رہے ہیں۔ آبِ حیات کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ تم جانتے ہو دُنیا میں آبِ حیات کیا ہے؟ خدائے رحمٰن کی محبت! کس قدر مُبارک ہے وہ انسان جس نے یہ آبحیات پیا اور ابدی زندگی پائی۔ اس کے سوا سب کچھ فانی ہے اور فانی چیز میں دل لگانے والے دریائے فنا میں ڈوب جاتے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ نیست و نابود ہو گئے۔ اُن کے اونچے اونچے جھنڈے خاک میں مل گئے۔ اُن کے پُرشوکت لشکر معدوم۔ اُن کے اُڑتے ہوئے تیر ہوائے فنا میں مفقود اور اُن کے چمکتے ہوئے نیزے ظلمتِ عدم میں گُم ہو گئے۔ ان کے سروں کے

تاج خاکِ مذلت میں پامال ہو گئے۔ اُن کے محلات ویران اور اُن کے تمام ساز و سامان بے نام و نشان ہیں۔

---

ابد سے زندگی چاہنے والو! دیکھو اور غور سے دیکھو۔ سمجھو اور خوب سمجھو۔ دین حقیقی زندگی کا سرچشمہ اور اتحاد کا مرکز ہے۔ اُسے اختلاف کا سبب نہ بناؤ۔ خالصاً لوجہ اللہ عالمِ انسانی سے دلی محبت کرو اور اتحاد کی راہیں ہموار کرو۔ چونکہ وہ شیریں زبانی اختیار کرو۔ دلوں کو جوڑ دو۔ آج خدا نے اپنے مظہرِ اعظم حضرت بہاءاللہ کو اسی لئے بھیجا ہے کہ وہ تمام جہان کو اتحادِ تام کی دعوت دیں اور مستعد قلوب میں اتفاق کی روح پھونک دیں۔ راہِ خدا میں جو کچھ تکلیف پیش آئے اُسے خوشی سے برداشت کرو۔ جدال و نزاع کتابِ الٰہی میں ممنوع ہے۔

---

# ظاہری اور باطنی سُورج

## اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا

آنکھ کھول کر دیکھو۔ وہ سب کا داتا۔ سب کا پالنہار۔ سب کا سہارا۔ سب کو بنانے والا۔ اب بھی وہ سب کچھ کام کر رہا ہے جو پہلے کرتا تھا اور آگے کو بھی اس کے کاموں کی حد نہیں۔

اُس کی مہر اور دیا جیسے پہلے تھی اب بھی ہے اور سدا رہیگی اُس کا راج کبھی نہ مٹے گا نہ کبھی بگڑے گا۔ ہمارے لئے جو سیدھی راہ اُس نے بنا دی ہے ہم اُس پر چلیں گے تو سکھ چین پائیں گے اور جو اُس راہ سے بھٹک جائیں گے تو دکھ اُٹھائینگے۔ ہر روز سویرا ہوتے ہی وہ مالک سورج نکالتا ہے۔ سورج دُنیا بھر سے یوں کہتا ہے کہ اُٹھو اندھیرا گیا۔ دن نکل آیا۔ اُجالے میں کھڑے ہو جاؤ۔ دیکھو میں اپنے مالک کے حکم پر کیسا ٹھیک ٹھیک چل رہا ہوں۔ تم بھی اُس کے کہنے پر چلو اور اُس کی پھیلائی ہوئی روشنی میں اچھے اچھے کام کرو۔

پھر سنو: سورج اور کیا کہہ رہا ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے مالک نے ایسا بنایا ہے کہ میں سب کو روشنی پہنچاتا ہوں۔ اپنے کام میں ذرا کمی نہیں کرتا۔ تم بھی روشنی والے بن کر سب کے دلوں میں اُجالا کر دو۔ میں تو دُنیا بھر کے سب لوگوں کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہوں۔ ہندو مسلمان عیسائی۔ یہودی۔ پارسی۔ بودھ سب کو روشنی اور گرمی دیتا ہوں مجھے کسی سے کچھ بیر نہیں ہے۔ تم بھی ایسے ہی بنو۔ کسی سے بیر مت رکھو کسی کو ٹیڑھی آنکھ سے نہ دیکھو۔ تو وہ مالک جس نے مجھے، تمہیں اور سب کو بنایا ہے تم پر مہربانی کی نظر رکھیگا۔

ایک اور بات سنو! میں روز سویرے پورب سے سر اُٹھاتا ہوں اور روز شام کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ اے انسان! تو جو سر اُٹھائے پھرتا ہے ایک دن ضرور تیرا سر نیچا ہو جائے گا۔ وہ گھڑی آ رہی ہے جب تو دب کر چھپ جائے گا۔ اور تیرا نام و نشان بھی گمنامی کے اندھیرے میں چلا جائے گا۔ اپنے مالک کے آگے سر جھکا تو سر بلند ہوگا۔

اے انسان! ایک اور بات بھی سُن لے۔ تجھے معلوم ہے کہ مالک کے حکم سے میں ہر دم چمکتا اور جگمگاتا رہتا ہوں۔ میں روشنی کا گولہ ہوں۔ مجھ میں اندھیرا کبھی نہیں ہوتا۔ اس سے یہ بات سمجھنی چاہیے کہ مالک کی مہربانی کا سورج سدا روشنی دیتا رہتا ہے۔ ہاں جب تمھاری زمین چکر کھا کر اپنا مُنہ سورج سے پھیر لیتی ہے تو اندھیرے میں گھر جاتی ہے۔ یوں ہی جب تم مالک کے حکم کی روشنی سے مُنہ موڑ کر پاپ کے گڑھے میں جا پڑتے ہو تو تمھارے اوپر اندھیرا چھا جاتا ہے

سُنو سُنو۔ جیسے میں اِس باہر کی دُنیا کا سُورج ہوں ویسے ہی تمھارے بھیتر کی دُنیا کا ایک سُورج ہے۔ وہی سب کو دل کی روشنی دیتا ہے۔ اُسے مشیّتِ اولیہ کہتے ہیں۔ ہر پیغمبر کے ذریعے جس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ جیسے میرا ایک دن پورا ہوتا ہے تو میں دوسرے دن پھر نکلتا ہوں۔ اسی طرح وہ رُوحانی سُورج جب ظاہر ہوتا ہے تو ایک وقت تک روشنی دے کر غائب ہو جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے دوسرے وقت نکلتا ہے۔ جب وہ آتا ہے تو رُوحانی دنیا میں نیا دن ہوتا ہے۔ جب وہ چھپ جاتا ہے تو دلوں کی دُنیا میں رات ہو جاتی ہے۔

مالک نے مجھے اس بات کا نشان بنایا ہے کہ ایک باطنی سورج بھی ہے جو قدُرت کی روشنی دلوں کی دنیا میں پہنچاتا رہتا ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو میں یہاں تک کہوں گا کہ میں سورج اور میرے علاوہ سب چاند ستارے سیارے زمین آسمان اسی باطنی سورج کے لئے بنائے گئے ہیں۔

یہ رُوحانی آفتاب اپنی حقیقت میں ایک ہی ہے اور جیسے میں روزانہ ایک نئے مطلع سے طلوع ہوتا ہوں ایسے ہی وہ سچائی کا آفتاب الگ الگ دِنوں میں نئے نئے مطلع سے نمودار ہوتا رہتا ہے۔

وہی مطلعِ آدم سے ظاہر ہوا۔ وہی مطلعِ ابراہیم سے چمکا۔ وہی مطلعِ موسوی سے نمودار ہوا۔ وہی مطلعِ عیسوی سے دکھائی دیا۔ وہی مطلعِ محمدی سے جلوہ فرما ہوا۔ وہی مطلعِ زرتشت سے طلوع ہوا۔ وہی کرشن اور بودھ کے مطلع سے روشن ہوا۔ اور دنیا میں اجالا کرتا رہا اس نے کہا تھا کہ میں پھر آؤں گا۔ اور بہت بڑی روشنی دکھاؤنگا سو وہ اس زمانہ میں پھر جلوہ گر ہوا ہے۔ اب اُس نے بہاء اللہ کے نام سے اپنی نورانی تجلّی دکھائی ہے اور کائناتِ ظاہر و باطن میں نئی رونق و بہار نمودار ہے۔ عظیم الشان ارتقار آشکار ہے۔ نیچر کے باغ میں نئی بہار ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس نئے طلوع سے منوّر ہو رہے ہیں +

سنو سُنو! اِن باتوں سے اچنبھا نہ کرو۔ تم سب پہلے زمانوں میں روحانی سورج کو کسی نہ کسی روپ میں دیکھ چکے اور مان چکے ہو۔ جیسے کوئی موسیٰ کوئی محمدؐ یا کرشن کو روحانی سورج مانتا ہے۔ یہ سب ٹھیک ہے۔ ہاں ایک روحانی سورج کو مان لینا اور دوسرے سے منہ پھیر لینا یہ تمھاری بڑی چوک ہے۔ بات یہ ہے کہ سچائی کا سورج ایک ہی ہے۔ ہاں وہ مختلف جگہ سے نکلتا ہے۔ تمھیں چاہیے کہ روشنی کے چاہنے والے بنو۔ کسی جگہ سے ظاہر ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم اصلیت کے نہیں، جگہ یا نام کے پجاری بن کر رہ جاؤ گے جو کسی طرح ٹھیک نہیں۔ سوچو۔ سمجھو اور سچی روشنی کے پروانے بنو۔ وہ سورج جو ہمیشہ سے ہے۔ جیتا جاگتا سورج ہے۔ ہر زندہ چیز کام کرتی ہے اور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ وہ روشنی کا بھنڈار آج بھی پوری چمک دمک دکھا رہا ہے۔ آنکھ اُٹھا کر دیکھنا چاہیے۔

# ساری دُنیا میں اتّحاد کِس طرح سے ہو سکتا ہے

ایک سانپ کئی دن سے آدمیوں کو کاٹ رہا تھا۔ اور جب کوئی اُسے پکڑنا چاہتا تو وہ اپنی بابنی میں گھس جاتا۔ لوگ بہت دیر تک بابنی کے مُنہ پر لکڑیاں لے کر کھڑے رہتے کہ نکلے تو ماریں۔ مگر سانپ کاہے کو مرنے کے لئے نکلتا۔ جب سب چلے جاتے تو پھر وہ نکل کر کسی کو ڈس لیتا۔ لوگوں نے تنگ آکر پنچایت کی۔ ایک لال بجھکڑ بھی وہاں تھے انھوں نے جھٹ سے کہا یہ بھی کوئی پریشانی کی بات ہے۔ ارے میاں بابنی میں ہاتھ ڈال کر سانپ کو پکڑ کر باہر نکال لو اور مار ڈالو۔ پنچوں میں سے ایک نے کہا۔ بھیّا ہم تو سانپ کی بابنی میں ہاتھ نہ ڈالیں گے۔ اور جو کوئی چاہے وہ ہاتھ ڈالے۔

وہ سانپ اور وہ پنچ سب مر کھپ گئے۔ مگر بات ابھی تک جیسی کی تیسی ہی ہے۔

اس پُرانی کہانی کو سُن کر چاہے ہم ہنس کر اپنا جی خوش کر لیں چاہے اس سے کئی بڑے کام کی باتیں نکال لیں۔ مثلاً (۱) جس شخص کو ہاتھ سے سانپ پکڑنا نہ آتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ بابنی میں ہاتھ ڈالنے سے انکار کر دے ورنہ سانپ اُسے ڈس لے گا۔ اور وہ مر جائے گا (۲) جو ہاتھ سے سانپ پکڑنے کا فن سیکھنا چاہے وہ یا تو خود سیکھے یا سپیروں کی شاگردی کرے (۳) جب تک سانپ پکڑا نہ جائے گا تب تک نہ تو اُس کا زہریلا ڈنک نکال کر اُس کو بے ضرر کیا جا سکتا ہے اور نہ اُس کو مارا جا سکتا ہے (۴) جب تک سانپ زندہ ہے آزاد ہے۔ اور اُس کے مُنہ میں زہریلا ڈنک ہے تب تک پڑوسیوں کی جان خطرے میں ہے (۵) سانپ کو مار کر یا اُس کی آزادی چھین کر یا اس کے زہریلے ڈنک کو نکال کر لوگوں کو ڈسنے سے بچایا جا سکتا ہے (۶) ان تین صورتوں میں سے ہر ایک صورت پیدا کرنے کے لئے بیسیوں طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں (۷) یہ کہنا صحیح ہوگا کہ کسی خاص صورت اور حالت میں کوئی ایک طریقہ سب سے بہتر ثابت ہوگا۔ (۸) لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ ہر صورت اور ہر حالت میں صرف یہی ایک طریقہ ٹھیک ہوگا۔ (۹) اور باقی تمام طریقے غلط ہیں۔ کارآمد ثابت نہ ہوں گے۔

میں نے اس قصّے کو تفریح کے لئے بیان نہیں کیا ہے۔ بلکہ میری رائے میں دنیا کے موجودہ اختلافات کی سچّی تشخیص اور اس کا صحیح علاج دونوں اس میں موجود ہیں۔ اِس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب تک میں اپنا مضمون ختم نہ کر لوں اس کو آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

جب کوئی مریض ایک ہی وقت میں کئی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے تو ڈاکٹر پہلے اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ سب سے زیادہ مقدم کس مرض کا علاج ہے۔ جس کے رفع ہوئے بغیر دوسری بیماریاں قابو میں نہ آسکیں گی۔ اس نگاہ سے جب ہم دُنیا کی حالت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب تک لڑائی جاری رہے گی تب تک کوئی دوسرا انتظام نہ ہو سکے گا۔ باقیماندہ معاملات بھی لڑائی کے گڑھے میں ڈھکیل دیئے جائینگے اور جو ارادہ۔ خیال۔ تدبیر۔ تنظیم اور جدّ و جہد لڑائی لڑنے کے علاوہ اور کوئی مقصد رکھتی ہوگی وہ پہلے مردود پھر ممنوع اور اس کے بعد قید و بند بلکہ شاید جلا وطنی اور گردن زدنی کے لائق قرار دے دی جائے۔

بہائیوں کا چونکہ فرض ہے کہ وہ اپنا جان و مال، عزّت و آبرو غرضکہ سب کچھ دُنیا میں صلحِ عمومی قائم اور برقرار کرنے کے لئے قربان کر دیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ موجودہ جنگِ عظیم کے معاملات کو نہایت غور سے مطالعہ کریں۔

اور اُس کے عالمگیر ہونے کے اسباب اور طریقوں کو اچھی طرح سمجھیں۔ کیا وہ ڈاکٹر کسی سخت بیماری کو تشخیص کرسکتا ہے جس نے اُس بیماری کے مریضوں کو مرض کی سخت حالت میں نہ دیکھا ہو۔ اور اُس کے ترقی پانے کے اسباب اور طریقوں پر غور نہ کیا ہو۔ جنگِ عظیم بھی دُنیا کے مرض کی شدت کی حالت ہے۔ صُلح اُس کی صحت کی ابتدار اور صُلحِ اکبر اُس کی کامل تندرستی کی صورت ہے۔ اور یہ تصریح موجود ہے کہ صلح اکبر برپا کرنے کے لئے ہم کو جانفشانی کرنی پڑے گی۔

عالمگیر لڑائیاں کیوں شروع ہوتی ہیں۔ کیسے ترقی پاتی ہیں۔ کیوں اور کب تک جاری رہتی ہیں اور پھر کیسے ختم ہوکر ایک عرصے تک دنیا کو کمزور لاچار اور محتاج چھوڑ دیتی ہیں۔ رفتہ رفتہ کیسے دوبارہ میل ملاپ۔ درگذر اور مصالحت آمیزی دنیا کو چاق اور چوبند کردیتے ہیں۔ عین اس حالت میں پھر وہی کشمکش اور دارو گیر کا بازار گرم ہوکر آرام کو تکلیف۔ راحت کو مصیبت اور چین کو عذاب سے بدل دیتا ہے۔ کیوں یہ صُلح عارضی ہوتی ہے؟ کیونکر صُلحِ اکبر اِس عالم میں برپا ہوسکتی ہے؟

پہلے سوال کو پہلے لیجئے۔ یہ صُلح کیوں عارضی ہوتی ہے؟ لڑائی کیوں شروع ہوجاتی ہے؟

جیسے مختلف بیماریوں کی وجہ مختلف ہوتی ہے ایسے ہی متعدد لڑائیوں کی وجہ بھی ایک نہ تھی۔ کہیں مُلک گیری۔ کہیں جاہ طلبی۔ کہیں دوسری قوم کی دست نگری سے بیزاری۔ کہیں اپنی تنگ دستی اور ضعیف مالداروں کی ہمسائیگی۔ کہیں انسانی ہمدردی اور غلاموں کی بیکسی۔ کہیں حاکموں کی عیش و عشرت میں مشغولیت اور رعیت کو دادرسی سے نا اُمیدی۔ کہیں خدا کے دیندار بندوں پر بے دینوں کا حملہ اور کہیں بیدینوں کا خُدا کے دین کو قبول کرنے سے انکار۔ کہیں قدامت پرست ہمسایوں کا نئے فیشن والوں سے بے رحمی کا برتاؤ۔ تو کہیں نئے فیشن والوں کا قدامت پرستوں کو اپنے راستے پر لگانے کا تصور۔ غرضہ جھگڑا۔ گشت و خون۔

کیا اِن مختلف صورتوں میں ہمیں کوئی بات یکساں نظر آرہی ہے؟ ہاں۔ ایک بات سب میں موجود ہے۔ دو ارادوں کی ٹکر دو خواہشوں کی ٹکر۔ دو نظریوں کی ٹکر۔ ایک مُلک۔ ایک قوم۔ ایک گاؤں ایک جماعت کا انتظام خوبی کے ساتھ کرنے کے دو طریقوں میں ٹکر۔

دوسری بات سب میں موجود ہے۔ وہ یہ کہ ہم دونوں میں سے ایک رہیگا۔ دوسرے کو یا تو ایسی ٹکر ماروں کہ وہ نیست و نابود ہو جائے۔ یا کم از کم مقابلے سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوجائے۔ جرمن اور روس کی موجودہ جنگ بطور نمونہ لے لیجئے۔ تیسری بات اور ہے۔ جو سب میں موجود ہے۔ وہ یہ کہ دونوں میں بیچ بچاؤ کرنے کی طاقت رکھنے والا۔ جو یا تو اپنی عقل یا اپنے زور سے ان کو لڑنے سے روک سکے۔ اس وقت موجود نہیں ہوتا یا نہیں روکتا۔

آپ اپنے گھر کی لڑائیوں کو لیجئے۔ اپنے محلے کی لڑائیوں کو دیکھیے اپنے شہر یا ملک کی لڑائیوں کو ملاحظہ کیجئے۔ دُنیا کی موجودہ یا گذشتہ جنگِ عظیم کو لیجئے۔ صلیبی یا مذہبی لڑائیوں کو غور سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ہر جگہ آپ کو یہ تین سبب موجود ملیں گے۔

۱۔ دو مختلف طریقوں کی ٹکر۔

۲۔ دونوں کا ارادہ کہ ہم میں سے صرف ایک رہیگا۔

۳۔ عقل یا زور سے بیچ بچاؤ کرنے والے کا موجود نہ ہونا۔

پہلے سوال کا جواب ہوگیا۔ اب دوسرا سوال لیجئے۔ صُلح اکبر کیونکر برپا ہوسکتی ہے؟ اگر صرف بادشاہ ایک دوسرے سے نہ لڑیں۔ ایک ملک دوسرے ملک پر حملہ نہ کرے۔ ایک قوم دوسری قوم کو اپنا غلام نہ بنائے تو کیا صُلح اکبر۔ عالمگیر صُلح دنیا میں برپا ہوجائے گی۔ خواہ دنیا کے ہر شعبے ہر محکمے میں لڑائیاں پوری شدومد کے ساتھ جاری رہیں۔ نہیں۔ ایسی

عالمگیر صُلح نہیں کہا جا سکتا۔ عالمگیر صُلح تو صرف اُسے ہی کہا جا سکتا ہے جو سارے عالم پر چھا جائے۔ نہ صرف دُنیا کی زندگی کے ایک ٹکڑے پر۔

پس صُلحِ اکبر (عالمگیر صُلح) کے قیام کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص جو کسی انتظام کا ذمہ دار ہو۔ خواہ وہ کسی مُلک کا بادشاہ ہو خواہ وزیرِ اعظم۔ خواہ جمہوریت کا پریزیڈنٹ ہو یا کانگریس و لیگ کا صدر۔ کسی مُلکی محکمے کا افسرِ اعلیٰ ہو یا مذہبی جماعت کا رُوحِ رواں۔ لڑائی کے اِن تینوں اسباب کو مدِنظر رکھ کر پہلے تو ٹکّر سے بچے۔ پھر اگر ٹکر سے نہ بچ سکے تو مدِمقابل کو نیست و نابود کرنے کا مصمم ارادہ نہ کرے۔ اگر ان دونوں سے بھی کام نہ چلے اور لڑائی نہ رُکے تو پھر بیچ بچاؤ کرنے والے ثالث کی تلاش کرے۔ یہ ایک عارضی طریقہ ہے۔ لیکن جب تک دُنیا کا پورا نظام اس طریقے پر نہیں ہو جائیگا۔ اور لڑائی لڑنے والوں کے اختیار سے نکال کر اس طریقے کو رائج نہیں کر دیا جائیگا تب تک صُلحِ اکبر قائم نہ ہوگی۔ جو لوگ آج زندہ ہیں اور آئندہ پیدا ہونگے اُن کی خوش قسمتی ہے کہ دُنیا میں اس انتظام کو جاری کرنا خدا نے اُن کے ذمّہ رکھا ہے۔ اور آج بہائی نظامنامہ اہلِ بہاء کو دعوت دے رہا ہے کہ اپنی جماعت کا انتظام اس طریقے سے کرکے ساری دُنیا کے سامنے صلحِ اکبر کا زندہ اور عملی ثبوت پیش کریں۔ اور ثابت کر دیں کہ خدا کے احکام پر چلنے سے ہی دنیا کا بہترین انتظام ہو سکتا ہے۔ اُس کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اپنے علم، اپنے نفسانی ارادوں اور شرعی حیلہ تراشیوں سے خرابی اور بربادی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہمارے بزرگ آدم و حوا خدا کے طریقے کے مطابق جنت میں چین سے تھے۔ ایک سانپ اُن کو ملا۔ جس کے ملنے سے دونوں کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ جنت سے دُنیا میں منتقل ہو گئے۔ یہ پہلی منزل تھی۔ اُن کی اولاد ہابیل اور قابیل میں نفسانی ارادے نے کچھ اور ترقی کی۔ باوجودیکہ دونوں ایک ہی ماں باپ کے بیٹے تھے مگر دونوں کے ارادوں میں ٹکر ہوئی اور ایک کو نیست و نابود کرنے کے علاوہ دوسرے کو کچھ دکھائی نہ دیا۔ جب خدا نے قاتل بھائی سے پوچھا تیرا بھائی کہاں ہے تو اُس نے جواب دیا میں کیا جانوں کیا میں اُس کا رکھوالی ہوں۔ خدا نے قاتل بھائی پر لعنت کی۔ اور اُس کی اولاد پر لعنت کا اثر اب بھی موجود ہے۔ اس لعنت کا اصلی سبب کون ہے! وہی سانپ۔ اس کی بامبی کہاں ہے؟ انسان کا دل! اُس کے زہر کا کیا اثر ہے؟ نفسانیت کا دَورہ۔ جب اُس کی بامبی اتنی نزدیک ہے کہ اپنے ہی دِل میں ہے تو ہاتھ ڈال کر کیوں نہیں باہر نکال لیتے اور مار ڈالتے؟ آپ کو اُس بچّے کا جواب یاد ہوگا۔ بھیّا ہم تو بامبی میں ہاتھ نہ ڈالیں گے اور جو کوئی چاہے ڈال لے۔

میرا مضمون ختم ہوا۔ سب سوالوں کے جواب بھی ہو گئے۔ ساری دنیا میں اتحاد کیسے ہو سکتا ہے؟ صُلح کیوں عارضی ہوتی ہے؟ لڑائی کیوں شروع ہوتی ہے؟ کیا سب لڑائیوں کی کوئی مشترک وجہ بھی ہے؟ کیا لڑائیوں کو روکنے کا کوئی طریقہ بھی ممکن ہے؟ کیا عالمگیر صُلح ہو سکتی ہے؟ مختصر جواب یہ ہے بہائی نظامنامہ دُنیا کے جس حصّے میں رائج ہو جائیگا وہاں لڑائی نہ رہے گی۔ صُلح ہو جائے گی۔ لیکن دُنیا اُس وقت تک بہائی نظامنامے کو قبول نہ کرے گی جس وقت تک بہائی اس کو رائج کرکے ثابت نہ کر دیں کہ بہائی جماعت میں اس نظامنامے کے اجراء کے ذریعہ اتّم نہ کہ نمائشی صُلح اور اتحادِ کامل حاصل ہو گیا ہے۔

نظامنامے کو اِس نقطۂ نگاہ سے انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر میں بھی بیان کرونگا۔ اگرچہ آپ میں سے اکثر تو خود بھی بیان کر سکتے ہیں۔ والبہآء علیکم۔

(حشمت اللہ قریشی (بی۔ اے)

سید محفوظ الحق علمی نے جدید برقی پریس بلیماران دہلی میں چھپوا کر دفتر پیامبر فیض روڈ قرول باغ نئی دہلی سے شائع کیا

# ایک دلچسپ گفتگو



(سید ابو العباس رضوی چارجوی)

فاضل۔ جناب قبلہ آپ نے سُنا کہ یہ دنیا میں کیا شور ہے۔

عالم۔ نہیں فرمایئے کیا واقعہ ہے کیا جرمنی ہار گئے؟

فاضل۔ یہ کہ قرآن کے بعد حضرت بہاء اللہ پر ایک آسمانی
زل ہوئی ہے۔

عالم۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

فاضل۔ آپ نے لاحول کیوں پڑھی میں نہیں سمجھا۔

عالم۔ اس لئے کہ معاذ اللہ قرآن کے بعد کوئی کتاب آسکتی ہے۔

فاضل۔ تورات و انجیل کے بعد جب قرآن نازل ہوا
ی اور عیسائی دونوں قوموں نے لاحول پڑھ کر کہا تھا کہ کیا
و انجیل کے بعد بھی کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت نازل ہو سکتی ہے
پ جانتے ہیں کہ ان کا لاحول پڑھنا غلط تھا واقعی قرآن خدا
سے نازل ہوا تھا پس آپ یہ نئی خبر سنتے ہی بغیر سوچے سمجھے
ی اور عیسائی قوموں کی تقلید پر کس طرح آمادہ ہو گئے کیا
ہیں کہ ان کی طرح آپ کا خیال بھی غلط ہو۔ اور واقعی قرآن
وئی نئی کتاب و شریعت نازل ہوئی ہو۔

عالم۔ غلط اور بالکل غلط میں یہودیوں کی تقلید نہیں
ہوں بلکہ از روئے بصیرت وتحقیق قرآن کے آخری شریعت
ر ہزاروں دلائل دے سکتا ہوں اگر آپ کی خواہش ہو تو
وں۔

فاضل۔ میرا گھر حضور والا یہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے میں جناب کی ہزاروں دلیلوں کو کہاں تک لادے پھروں گا کوئی چھوٹی سی دلیل ارشاد ہو۔

عالم۔ قرآنی تعلیمات عالمگیر ہیں۔ پس عالمگیر تعلیمات کے بعد کسی دوسری کتاب کا نازل ہونا تحصیل حاصل ہے۔

فاضل۔ کسی ایک عالمگیر تعلیم کا حوالہ بھی تو دیجئے۔ واقعی آپ کی یہ دلیل بڑی زبردست ہے۔

عالم۔ آپ تو اسی ایک دلیل کو بڑی زبردست دلیل کہنے لگے حالانکہ یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے توبہ توبہ کرکے کہتا ہوں میرے پاس وہ وہ دلائل ہیں کہ شاید ہی کسی مولوی کے پاس ہوں۔ اچھا اب آپ قرآن کی ایک عالمگیر تعلیم سنیں قرآن نے آج سے تیرہ سو سال پہلے رنگ و نسل وطنیت و قومیت و جنسیت کے محدود دائروں کو مٹا کر انسانی اخوت و مساوات کا عالمگیر اعلان کیا اسلام کی عالمگیر اجتماعیت کے قانون کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کرسکتا

فاضل۔ میں عالمگیر انسانی اخوت کو قرآنی الفاظ میں سنا چاہتا ہوں۔

عالم۔ سنئے خدا وند تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ و | یعنی اے انسانو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے پھر تمہیں مختلف شاخوں |

جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ | اور قبیلوں کی صورت دیدی لیکن یہ اختلاف صرف اس لئے ہوا تاکہ ایک گروہ سے دوسرا گروہ پہچانا جاسکے باقی عزت و شرف تو صرف اسی کے لئے ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔

اِس آیت کی ساری روح لتعارفوا کے لفظ میں ہے۔ اِس لفظ نے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ انسانوں کے گروہوں اور جماعتوں کے جتنے حلقے بھی بنے ہیں خواہ وہ نسل کی بنا پر بنے ہوں خواہ وطن و جنس کی بنا پر ان کی کل قدر و قیمت صرف اتنی ہے کہ وہ باہم پہچان کا ذریعہ ہیں اس سے زیادہ کوئی اثر نہیں رکھتے پس قرآن کے اس اعلان سے تمام نسل انسانی ایک سطح اور ایک صف میں کھڑی ہوگئی لہٰذا اسلام کی عالمگیر اجتماعیت و مساوات ثابت ہوگئی۔

**فاضل**۔ شعوبًا و قبائل کے الفاظ ہی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اسلام کو عالمگیر اجتماعیت سے کوئی تعلق نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن جس سرزمین پر اپنا پیغام سُنا رہا تھا وہاں لوگ مختلف خاندانوں اور قبائل میں منقسم تھے اور ہر قبیلہ دوسرے قبائل کے مقابلہ میں اپنے آپ ہی کو مستحق مجد و شرف سمجھتا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ اِن قبائل کو اپنے موہوم شرف و تفوق کی حفاظت کے لئے خون کی ہولی کھیلنی پڑتی تھی چونکہ عرب میں اس وقت انسانی اجتماعیت قبیلہ کے دائرے سے آگے نہ بڑھی تھی اس لئے داعی اسلام نے مختلف قبائل کو باہم ملا کر ایک قوم بنانا چاہا اور قبیلہ کی محدود اجتماعیت کو پیچھے چھوڑ کر قومیت کے دائرہ کی طرف جو قبیلہ کے دائرہ سے زیادہ وسیع تھا ایک اور ارتقائی قدم بڑھایا لیکن یہ ارتقائی اقدام صرف قومی تھا نہ بین الاقوامی۔ اگر بین الاقوامی اجتماعیت مدنظر ہوتی تو اِنَّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا اعلان نہ ہوتا یعنی تم سب گروہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو لیکن حقیقی امتیاز و شرف و تفوق کا مستحق وہی گروہ یا جماعت ہے جو متقی ہو قرآنی اصلاح میں متقی صرف وہ ہے جو خدا اور بانی اسلام پر ایمان رکھتا ہو بہ الفاظ دیگر مسلم متقی ہے غیر مسلم متقی نہیں پس اسلامی اجتماعیت سے صرف مسلم قوم فائدہ اٹھا سکتی ہے باقی تمام اقوام محروم ہیں جب مسلم و غیر مسلم کا امتیاز قائم تو عالمگیر اجتماعیت اور عالمگیر مساوات کہاں رہی یہ اجتماعیت دائرہ اسلامیت میں محدود ہو کر رہ گئی۔ اب آپ کا کیا ارشاد ہے

**عالم**۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن کا گہرا مطالعہ نہیں کیا ورنہ اسلامی عالمگیر اجتماعیت اظہر من الشمس ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام نے حقیقی شرف و امتیاز صرف متقی شخص کو بخشا۔ لیکن امتیاز خصوصی نہیں بلکہ عمومی ہے۔ کسی نسل، کسی قوم کسی وطن کسی زبان کا آدمی ہو اگر وہ نیکوکار رہے تو یقیناً اِن انسانوں پر شرف رکھتا ہے جو نیکوکار نہیں اور یہ امتیاز فطری ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اِس مضمون پر ذیل کی آیت قرآن کی مایۂ ناز آیت ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ | یعنی مومن لوگ اور یہودی اور نصاریٰ اور صابئین میں سے جو لوگ خدا اور روز آخرت پر ایمان لائے اور انھوں نے عمل بھی اچھے کئے ان کے لئے کوئی خوف اور رنج نہیں۔

اِس سے زیادہ واضح اعلان اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمان اور یہودی اور عیسائی وغیرہ سب اقوام کے لوگ اگر وہ خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نیکوکار رہوں تو وہ سب نجات یافتہ ہیں کیا اب بھی کسی کو اسلامی مساوات میں شک ہو سکتا ہے۔

**فاضل**۔ اسلام کی عالمگیر برادری کو ثابت کرنے کی کوشش میں آپ اپنے تمام اسلامی عقائد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور وہ پھر ثابت نہ ہو سکی کیا تمام عالمِ اسلام کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مسلمانوں

کے علاوہ تمام دنیا کے لوگ کافر ہیں اور ان کا یہ عقیدہ کچھ بیجا نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ بہائیوں کے علاوہ تمام لوگ حضرت محمدؐ کی رسالت کے منکر ہیں۔ پھر آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی بھی اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں اور عمل صالح کرتے ہوں تو نجات یافتہ ہیں۔ آپ نے غور نہیں فرمایا کہ عمل صالح اسلامی قاعدے کسی قوم کا بھی قابلِ قبول نہیں جب تک کہ وہ مومن باللہ ہو اور مومن باللہ ہونا ایک لفظ مہمل ہے۔ جب تک رسالت محمدی پر ایمان نہ ہو اور اگر ایمان بالرسالت ضروری نہیں تو پھر بانیٔ اسلام کی دُنیا میں آنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ خدا اور قیامت پر تو یہودی اور عیسائی اسلام سے پہلے بھی ایمان رکھتے تھے۔ پس متقی وہی شخص ہے جو حضرت محمدؐ اور آپ کے احکام پر ایمان لائے اس لئے مسلم و کافر اور مومن و مشرک کی تفریق صاف موجود ہے جب تفریق ثابت ہے تو اُن کے حقوق کا فرق بھی ثابت ہے اور جب حقوق کا فرق ثابت ہے تو پھر یہ دعویٰ غلط ہے کہ اسلام عالمگیر برادری کا حامی ہے

**عالم**۔ مسلم و کافر، اور مومن و مشرک کا فرق بیشک اسلام نے قایم رکھا ہے لیکن ان کے حقوق میں کوئی فرق نہیں ہے اسلامی حکومت کے زمانہ میں تمام دوسری قوموں کو مسلمانوں کی طرح مساویانہ حقوق حاصل تھے بلکہ اسی مساوات عدل و انصاف اور رواداری کو دیکھ کر ہزارہا اشخاص اسلام پر ایمان لے آئے پھر آپ کس طرح کہتے ہیں کہ اسلام نے عالمگیر برادری قائم نہیں کی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس زمانہ میں یورپ کی اجتماعیت عائلہ اور قبیلہ کی حدود سے آگے نہ بڑھی تھی اس وقت اسپین اور فرانس میں اسلام انسانی اخوت و مساوات کا پیغام سُنا رہا تھا۔

**فاضل**۔ شکر ہے کہ آپ نے مومن و کافر کا فرق تو تسلیم کیا۔ اسی طرح انصاف کے ساتھ آپ کو یہ بھی قبول کر لینا چاہئے کہ اسلام نے مومن و کافر کو اجتماعی حقوق مساویانہ عطا نہیں کئے جیسا کہ ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ اسلام نے قومی اخوت کا پیغام دیا! نہ کہ بین الاقوامی اخوت کا۔ اسی طرح ہم آپ سے کہتے ہیں کہ قومی اخوت کا تخیّل عالمگیر اخوت کو برداشت کر ہی نہیں سکتا مومن و کافر کا فرق محض لفظی نہیں بلکہ حقوق کا فرق قرآنی صفحات پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ، تمام مشرک نجس ہیں اسی لئے مسلمانوں کو دوسری اقوام کے ساتھ کھانے پینے شادی بیاہ وغیرہ کے تعلقات قائم کرنا ناجائز ہے۔

مسلمان عورتوں کا مشرک مردوں سے اور مسلمان مردوں کا مشرک عورتوں سے ازدواجی تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ اسلامی حکومت نے دوسری قوموں کو مساوی حقوق دے رکھے تھے ثابت کرتا ہے کہ اسلام اور دیگر اقوام میں حاکم اور محکوم کا فرق موجود تھا۔ حاکم قوم محکوم قوم کو جو کچھ دے سکتی ہے وہی اسلامی حکومت نے بھی دیا چنانچہ سورہ توبہ میں یوں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وقاتلوا الذین لا یومنون | جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور |
| باللہ ولا بالیوم الاخر | وہ خدا پر اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے |
| ولا یحرمون ماحرم اللہ | اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے |
| ورسولہ ولا یدینون | رسول نے حرام کر دیا۔ ان کو حرام نہیں |
| دین الحق من الذین اوتوا | جانتے اور دین حق کو دین نہیں سمجھتے |
| الکتاب حتیٰ یعطوا الجزیۃ | ان سے لڑتے رہو تاآنکہ وہ ذلیل و خوار |
| عن ید ھم صاغرون۔ | ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں سے جزیہ دینے لگیں |

یہ تھے وہ حقوق جو اسلامی حکومت نے دوسری اقوام کو دیئے تھے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسپین پر مسلمانوں نے جب فتح پائی اور مسلمان کارندے اِن محکوم قوموں سے جزیہ لینے جاتے تو اُن کو حکم تھا کہ وہ

جزیہ دیتے وقت عن ید وھم صاغرون کی تعمیل کریں چنانچہ غریب عیسائی دروازہ پر کھڑا ہو کر اور جھک کر دونوں ہاتھوں سے جزیہ پیش کرتا تھا لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اسپین میں اسلام انسانی اخوت کا پیغام سنا رہا تھا اس پر بھی اگر آپ انصاف اور رواداری کو پیش کریں تو ہم تسلیم کر لیں گے لیکن آپ خوب سمجھ لیں کہ انصاف اور رواداری اور انسانی اخوت میں زمین و آسمان کا فرق ہے حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی اسلام نے صرف اسلامی اخوت کا پیغام دیا ہے چنانچہ فرمایا کہ انما المومنون اخوۃ صرف مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس صریح آیت کے بعد آپ اسلام کی عالمگیر اخوت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

**عالم۔** اسلام نے اپنے اعمال کا جو نظام طیار کیا اس کے ہر گوشہ میں ایسی وضع و قطع رکھی جس کے ساتھ نسل و قوم کا امتیاز جمع ہی نہیں ہو سکتا روزانہ اعمال و عبادات میں ایسی چیزیں رکھ دیں گئیں کہ ہمیشہ انسانی وحدت و مساوات کا عملی اعتراف ہوتا رہے نماز روزہ، زکوۃ حج سب میں یہی روح کام کر رہی ہے انسانی اخوت کے کام و نفوذ کا ایک پورا انتظام ہے جو اپنے ہر فرد کو مجبور کر دیتا ہے انسانی اخوت کا اقرار کرے۔

**فاضل۔** ہم نے انما المومنون اخوۃ کی فیصلہ کن آیت پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اسلام کو عالمگیر اخوت سے کوئی سروکار نہیں لیکن آپ نے اس آیت کے مقابلہ میں کوئی ایسی آیت نہیں سنائی جو آپ کے دعوے کا ساتھ دے اور ایک نئی بات پیش فرما دی۔ اسلامی اعمال نماز روزہ، زکوۃ حج میں انسانی اخوت کا کوئی عملی اعتراف نہیں ہے ان اعمال کے اندر اگر اخوت کا کوئی پہلو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی وہ اسلامی دائرہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضور عالی اس مسئلہ کو جس قدر چھانیں گے اتنا ہی کرکرا نکلے گا۔ ایک غیر جانبدار شخص اگر قرآن کا مطالعہ کرے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ عالمگیر اخوت تو درکنار اسلام خود اسلامی قومیت کے اندر بھی تمام مسلمانوں کو مساوی حقوق نہ دے سکا۔ چنانچہ مرد، عورت کے حقوق کا فرق۔ آزاد مسلمان اور غلام مسلمان کا فرق۔ مختلف جرائم میں مسلم غلام اور آزاد مسلمان کی تعزیرات کا فرق آزاد مسلمان عورت اور غلام مسلمان عورت کے باہمی حقوق کا امتیاز یہ جملہ امور ہمارے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کیا یہی نقشہ ہے جس کو اسلامی عالمگیر اخوت و اجتماعیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

**عالم۔** اسلام نے یہ اعلان کیا کہ اتممت علیکم نعمتی یعنی اپنی نعمت تم پر تمام کر دی چونکہ عالمگیر برادری انسان کیلئے انتہائی اور کامل نعمت ہے اس لئے یہ نعمت بھی ان الفاظ کے اندر آگئی اگر اسلام وقتی طور پر اسلامی قومیت کا دائرہ کھینچنے کے لئے مجبور ہو گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ نزول قرآن کے وقت لوگوں میں عالمگیر اجتماعیت قبول کرنے کی استعداد نہ تھی عملی طور پر دنیا کو انسانی اخوت تک پہنچنے کے لئے ابھی بڑا وقت درکار تھا پس یہ قصور زمانہ کی استعداد کا تھا نہ کہ اسلام کا اسلام تو دنیا کو انسانی اخوت ہی کی منزل تک لیجانا چاہتا تھا جیسا کہ اتممت علیکم نعمتی کے الفاظ سے ظاہر ہے

**فاضل۔** میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ نے بحث کا بالکل خاتمہ ہی کر دیا۔ میں نے ابھی یہ بات ثابت کی تھی کہ اسلام نے ایمانی برادری قایم کی تھی نہ کہ انسانی برادری نزول قرآن کے وقت زمانہ کی استعداد صرف اتنی ہی تھی کہ ایمانی برادری کی نعمت لوگوں کو دی جائے اور استعداد کے مطابق یہ نعمت ان کے لئے کامل اور پوری تھی نعمت پوری کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان کو استعداد سے زیادہ کھلا دیا جائے بلکہ مطابق استعداد ہی نعمت عطا کرنا اتمام نعمت کہلاتا ہے چونکہ زمانہ کی استعداد میں کمی تھی اور دنیا کو ابھی انسانی برادری قبول

کرنے کے لئے بڑا وقت درکار تھا اس لئے اسلام نے مطابق استعداد قومی برادری کا قانون پاس کر دیا اگر اس وقت عالمگیر برادری کی تعلیم دی جاتی تو یہ اسلام کا بہت بڑا قصور ہوتا اور وہ خدائی مذہب قرار نہ پاتا چونکہ آسمانی مذہب کی صداقت کا معیار یہی یہ ہے کہ وہ زمانہ شناس ہو۔ پس ہمارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ عالمگیر برادری کا مسئلہ اسلامی نہیں ہے بلکہ اس کا سب سے بڑا مقصد خالص اسلامی برادری کا قیام ہی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا۔

**عالم۔** اگر اسلام انسانی اخوت کا عام حلقہ پیدا نہ کر سکا تو یہ تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ کم از کم اسلام نے انسانی اجتماع کا ایک ایسا وسیع دائرہ پیدا کر دیا جو نوع انسان کے تمام پچھلے اجتماعی دائروں سے اوپر اور صرف ایک ہی دائرہ یعنی، مطلق انسانی اخوت سے نیچے ہے وہ انسان کو تمام نچلے درجوں سے بلند کر کے ایک ایسی سطح تک پہنچاتا ہے جہاں سے انسانیت کی آخری بلندی صرف ایک درجہ بلند ہے اسلامیت کی سرحد انسانیت کی سرحد سے متصل ہے اگر دنیا چاہے تو صرف ایک قدم میں منزل مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔ کیا نوع انسان کو انسانیت کی سرحد تک پہنچا دینا اسلام کا بڑا کارنامہ ہے یا نہیں۔

**فاضل۔** بیشک نوع انسان کی گردن اسلام کے اس عظیم الشان احسان سے گرانبار ہے کہ اس نے نوع انسان کو انسانی برادری کی منزل پر لا کھڑا کیا اور دنیا کے اندر اتنی استعداد پیدا کر دی کہ وہ حضرت بہاءاللہ کی اس عالمگیر تعلیم یعنی انسانی اخوت و مساوات اور وحدت بشر کی تعلیم قبول کر سکے الحمد للہ کہ وہ وقت آگیا اور بیشمار انسان حضرت بہاءاللہ کی قائم کی ہوئی عالمگیر برادری میں داخل ہو چکے ہیں اگر مسلمان خصوصاً حضور والا چاہیں تو صرف ایک قدم میں عالمگیر برادری کی منزل میں داخل ہو سکتے۔ بسم اللہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔

**عالم** اچھا اجازت ہے مجھے ضروری کام کے لئے جانا ہے

**فاضل۔** حضرت اتنا تو بتاتے جائیے خواہ آپ دین بہائی قبول نہ کریں اور وہ یہ کہ اسلام میں عالمگیر برادری کے قانون کی واقعی کمی ہے یا نہیں انصاف سے کہئے گا۔

**عالم۔** بہائی جان کمی.... تو.... واقعی ہے مگر.... یہ.... کہنے.... کو دل نہیں چاہتا کہ اسلام میں یہ کمی ہے۔

**فاضل۔** اچھا خدا حافظ میں اسلام کی دوسری عالمگیر تعلیمات سننے کا مشتاق ہوں امید ہے کہ پھر کسی روز آپ سے نیاز حاصل ہوگا۔

---

# ترتیب فائل کی تحریک

کوکب ھند اور بہائی میگزین کے فائل مرتب کر کے جلد بنوا لیجیے پھر ایک ایک پرچہ ملنا دشوار ہو جائے گا۔ اور اب بھی احباب مختلف پرچے تلاش کر رہے ہیں اور ملنا دشوار ہو رہا ہے جن صاحبان کو جو پرچے مطلوب ہوں ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ پیامبر میں اعلان کیا جائے۔ ممکن ہے کہ مطلوبہ پرچے دستیاب ہو جائیں۔ کوکب ھند اور بہائی میگزین میں جو ذخائر ہیں نہایت بیش قیمت ہیں۔ پیامبر کے پرچے باآسانی مل سکتے ہیں۔ جلد اوّل کے جو جو پرچے جن صاحبان کو مطلوب ہوں فوراً تحریر فرمائیں۔ ارسال خدمت کئے جائینگے۔

**مینجر پیامبر، قرول باغ نئی دہلی**

# مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ

## "قیامت آگئی"

۲۹ر دسمبر ۱۸۹۳ء اجلاس ہشتم محمڈن اینگلو اورینٹل کانفرنس علی گڑھ میں ایک رزولیوشن سرسید رحمۃ اللہ نے پیش کیا کہ مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا متفقہ کوشش سے انتظام کیا جائے ورنہ مسلمانوں کی ترقی سے بالکل مایوس ہونا چاہیئے۔ یہ رزولیوشن نہایت معرکتہ الآرا تھا اور اس کا نام تھا "مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ"، نواب محسن الملک مرحوم نے اس رزولیوشن پر جو تقریر فرمائی تھی وہ ۲۶ صفحات میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس تقریر میں محسن الملک نے جو کچھ کہا اس میں سے چند فقرات یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین غور فرمائیں کہ مسلمان مُبصرین کیا محسوس کرتے تھے اور کیا شہادت ادا کر گئے ہیں؟

(ملاحظہ ہو" مجموعۂ لکچرز و اسپیچز۔ نواب محسن الملک حصہ اوّل
مطبوعۂ نولکشور پریس لاہور) (مدیر)

"بہت بڑا حصہ ہماری قوم کا برخلاف دوسری معزز قوموں کے جو ہمارے ہموطن ہیں مفلس اور ذلیل حالت میں ہے اور سوائے ایک فرقۂ قلیل کے عموماً مسلمانوں کی حالت نہایت تباہ اور خراب ہے لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جن کو نہ کھانے کے لئے روٹی ملتی ہے نہ پہننے کے لئے کپڑا۔ نہ کسی مجلس میں جانے کے لائق نہ کسی حاکم سے ملنے کے قابل۔ اسلام کے بدنام کرنے والے اور مسلمانوں کی ذلت کا نمونہ" "غرض کہ ہر صورت سے مسلمان ایسی ذلیل حالت میں ہیں کہ اگر چند روز ان کی خبر نہ لی گئی تو آیندہ ان کی بیماری لاعلاج ہو جائے گی۔

"پھر جس طرح اعضائے رئیسہ کے بیکار ہو جانے اور اس کے کام نہ کرنے سے زندگی تمام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب قوم کے رئیس اور امیر اور دولتمند اور عالم اور وہ لوگ جن کا لوگوں پر رعب و داب ہوتا ہے نکمے ہو جاتے ہیں اور اپنے قومی فرض کو ادا نہیں کرتے اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اپنا کام کرنا چاہیئے نہ دوسروں کا اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ قوم کا کام درحقیقت اپنا ہی کام ہے تو قوم ضعیف ہو جاتی ہے اور اس کی قوت۔ دولت۔ عزت میں خلل آجاتا ہے۔ اور مرنے کے قریب ہو جاتی اور کسی نے خبر نہ لی اور علاج نہ کیا تو مر جاتی ہے۔ پس یہ وہ قانون قدرت ہے جس کے اصول کو جاہل سے لیکر حکیم تک ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔"

"صاحبو! اب ہماری قوم کے لئے وقت بہت کم باقی ہے اور قسمت کے فیصلے میں کچھ دیر نہیں ہے اور اس کا فیصلہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ نے اپنی متزلزل اور خوفناک حالت پر خیال نہ کیا اور اس کا علاج اعلیٰ تعلیم دلانے سے نہ فرمایا..... سب کے سب اسی تاریک اور گہرے غار میں ذلت اور گمنامی کے ساتھ گرنے والے ہیں جس میں اب تک سینکڑوں خاندان اور ہزاروں مسلمان گر گئے اور جن کا کچھ پتہ باقی نہیں۔"

صاحبو! زمانہ کا تجربہ ہم کو ہو چکا۔ غفلت کے نتیجے ہم دیکھ چکے۔ اپنے ہاتھوں ہم نے اپنی یہ حالت کرلی کہ جو ہمارے دست نگر تھے ہم ان کے محتاج ہیں جن پر ہم حکومت کرتے تھے وہ ہمارے حاکم ہیں۔"

صاحبو! اگرچہ تنزل اور ترقی اور ذلت وعزت کا ہمیشہ دَور ہوا کرتا ہے اور مثل دولاب کے یہ ڈول کبھی بھرا اور کبھی خالی ہوتا ہے مگر تجربہ اور کوشش دو ایسی چیزیں ہیں کہ وہ پھر گرے ہوئے آدمیوں کو اٹھا سکتی ہیں مگر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اکثر ان میں سے اب تک نہ تجربہ سے کام لیتے ہیں اور نہ کوشش کرتے ہیں۔"

صاحبو! ذرا اپنی مصیبت پر خیال کرو۔ اور جن آفتوں میں تم مبتلا ہو اور جیسے کچھ اب تک بے خبر ہو اس پر غور کرو۔ آگ لگی ہوئی ہے اور تم تاپ رہے ہو۔ موت کا بازار گرم ہے اور تم بے فکر ہو قافلہ چلدیا اور تم سو رہے ہو۔ گھر میں ماتم ہو رہا ہے اور تم ہنس رہے ہو۔ قیامت آگئی اور تم بے خبر ہو۔

اے میرے بھائیو! کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ علم کا آفتاب مغرب سے نکلا۔ مغرب سے آفتاب کا نکلنا قیامت کی نشانی ہے اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ نشانی ظاہر ہوگئی۔ علم کا آفتاب جو ہمیشہ مشرق سے نکلا کرتا تھا۔ مغرب سے نکل چکا۔ اور مسلمانوں کے حق میں جو قیامت آنے والی تھی وہ آگئی اور ان کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہوگیا۔

بھائیو! توبہ کا دروازہ بند ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی توبہ کرے اور خدا قبول نہ فرمائے۔ اس کے رحم وکرم سے یہ بعید نہیں ہے؟ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ وقت ایسا ہوگا کہ بسبب غفلت کے کسی کو اپنی حالت کی خبر نہ ہوگی نہ کوئی توبہ کرنے کا خیال کرے گا کیا یہ حالت آپ اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتے کہ قیامت آگئی اور عذاب شدید میں مبتلا ہونے کا وقت آگیا۔ مگر کوئی خیال نہیں کرتا۔ آنکھ رکھتے ہیں مگر نہیں دیکھتے کان رکھتے ہیں مگر نہیں سنتے۔ دل رکھتے ہیں مگر نہیں سمجھتے۔ یہ پردہ غفلت کا کیوں آنکھ اور کان اور دل پر پڑا ہے؟ اور کس نے ان کو ایسا غافل کردیا ہے؟ کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں یہی کہوں گا کہ اُس نے جو ہمیشہ ایک قوم کو اٹھاتا اور دوسری کو گراتا ہے وہی جو ایک کو پیدا کرتا اور دوسری کو مارتا رہتا ہے ورنہ آنکھ ہو اور نہ دیکھیں کان ہوں اور نہ سنیں دل ہو اور نہ سمجھیں ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی خدا"

# اتحادِ عالم یا جگت مِلاپ

جسم و رُوح کا اتحاد ہی زندگی ہے اور جسم و رُوح کے افتراق سے موت ہوتی ہے۔ جب تک اعضائے جسم باہم میل ملاپ سے رہتے ہیں تندرستی و سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ جس وقت اعضاء میں ہم آہنگی نہیں رہتی انسان مریض و علیل ہوجاتا ہے۔ اگر علاج نہ ہوسکے تو مر جاتا ہے۔

ہر گھر میں اتحاد و اتفاق سے ہی امن و امان رہتا ہے۔ خوشی اور ترقی ہوتی ہے۔ جس گھر میں میل مِلاپ نہ رہے وہ گھر تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ اگر فوج پورے طور پر متحد نہ ہو تو شکست کھانے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر کسی حکومت میں اندرونی اختلافات پھیلے ہوئے ہوں تو وہ کسی غنیم کے مقابلہ میں ہرگز کامیاب نہ ہوگی۔

اتحاد و اتفاق ہی رُوحِ حیات ہے۔ اتحاد و اتفاق ہی عالمِ انسانی کے لئے پناہ گاہ ہے۔ اتحاد و اتفاق ہی عزت، آبرو اور جان و مال کی حفاظت کا مستقل اور واحد ذریعہ ہے۔ اتحاد و اتفاق ہی تمام ترقیات کا زینہ ہے۔

پہلے دُنیا کے اجزاء متفرق پڑے ہوئے تھے۔ ایک مُلک دوسرے مُلک سے جدا تھا۔ اَب تمام جہان باہم متصل ہوگیا ہے۔ زمین کی طنابیں کھچ گئی ہیں۔ ساری دُنیا ایک شہر بلکہ ایک محلہ کی مانند ہوگئی ہے۔ اب تمام دنیا کا اتحاد لازمی ہے۔ بغیر اتحادِ عالم کے راحت و آرام میسر ہونا مشکل ہے۔

اِس وقت دُنیا میں کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہے کہ عالمگیر اتحاد ہونا چاہیئے۔ اب سوال یہ ہے کہ اتحادِ عالم کس طرح ہوسکتا ہے؟ ـــــ اس طرح کہ تمام مذاہب و اقوام ایک دوسرے کو انصاف کی نظر سے دیکھیں اور مشاہدہ کریں کہ صداقت اور انسانیت مذاہب و اقوام میں مشترک موجود ہے۔ یہ مشاہدہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ اِس طرح کہ تمام جہان میں تعلیم عام کردی جائے۔ اکثر جھگڑے اور اختلافات جہالت پر مبنی ہیں۔ عام تعلیم کا رواج ہونے سے جہالت دور ہوگی۔ چاہیے کہ ہم جبریہ اور عمومی تعلیم کو دینی فرض اور حکومت کا قانون بنائیں اور کسی ایک بچے کو بھی جاہل نہ رہنے دیں۔ لڑکیوں کو بھی لازمی تعلیم دیں۔ تمام قوموں کے حقوق میں مساوات جاری کردیں۔ تمام جہان میں ایک زبان اور رسم الخط نافذ کردیں۔ ایک عالمگیر انجمن اقوام بنائیں جو تمام دُنیا کی مشترک عدالت ہو اور وہ ہمیشہ اس امر کی نگرانی رکھے تمام عالَم میں اتحاد قائم رہے۔

یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب ہم رُوح القدس کے زیرِ سایہ آجائینگے۔ اور ہم میں نئی زندگی کی روح پیدا ہوجائے گی۔ نئی زندگی کی رُوح اس طرح آسکتی ہے کہ ہم کلمۃ اللہ کو قبول کریں۔ خدا کے مظہرِ امر کے لائے ہوئے پروگرام پر عمل کریں۔ تب ساری دُنیا خیمۂ وحدت کے اندر داخل ہوجائے گی۔ جہان بھر میں مکمل امن و امان ہوگا۔

ہم اس بات کے آثار دیکھ رہے ہیں کہ دُنیا جلد جلد بدل رہی اور نیو ورلڈ آرڈر یعنی نئی تنظیمِ عالم کی صدائیں چاروں طرف سے بلند ہیں۔ یہ ہماری فطرت کی صدا ہے جو آسمان زمین کے درمیان گونج رہی وقت آرہا ہے جبکہ دُنیا اس مقصدِ عظیم کو یقیناً حاصل کرے گی۔ جب اتحادِ ہمارے نیچر کا مطالبہ ہے تو اس کا پورا ہونا ضروری اور قدرتی امر ہے۔ البتہ ہر چیز کا ایک موسم اور وقت ہوتا ہے۔

# اقتدار

## بہائی تاریخ کا ایک ورق

اللہ اسختیوں کی حد ہو گئی۔ خاندانِ وزارت
چشم وچراغ جو نازو نعمت میں پلا۔ سبزہ زاروں
رہا وہ عین عالم شباب میں ۲۷ سال کی عمر
ورقید و بند اور شکنجہ وجلاوطنی وغیرہ
ض دین اللہ کی محبت کی وجہ سے گرفتار ہو جاتا
سے گوناں گون مصائب کے بعد عکا کے کالے
ورده ۱۷ سال تک اس طرح شدید قید میں کہا
رہ زاروں کی تماشائی آنکھیں ۷ سال تک سبزہ
م رہتی ہیں۔ آخر وہ وقت قریب آپہنچا کہ قادر
ام اپنی قدرت کا مظاہرہ دکھائے۔ اس
واقعہ کو ہم حضرت عبد البہاء ارواحنا لہ الفدا
رجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ :۔

رت بہاءاللہ سبزہ اور مناظر مضافات کو بہت
تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا "سات برس
نے سبزہ نہیں دیکھا۔ مضافات روح کی دنیا ہے
ہم کا جہان ہیں۔" جب میں نے یہ سنا تو میں سمجھ گیا
رسے باہر رہنا چاہتے ہیں۔ اور مجھے یہ یقین تھا کہ
ی کے پورا کرنے کے لئے میں جو کچھ کروں گا۔ اُس
ب ہوں گا۔ عکا میں اس وقت ایک شخص تھا۔
م محمد پاشا صفوت تھا۔ اس شخص کا ایک محل تھا

جسے مزرعہ کہتے تھے۔ جو شہر کے شمال کی جانب چار میل پر تھا
اس محل کے اردگرد باغ تھے۔ اور ایک نہر اس کے پاس سے
گزرتی تھی۔ یہ شخص ہمارا سخت مخالف تھا۔ میں نے اس شخص کے
گھر پر جا کر اس سے ملاقات کی۔ اور کہا۔ پاشا! آپ نے محل
کو خالی چھوڑ رکھا ہے۔ اور شہر میں رہتے ہو اس نے کہا میں
بیمار ہوں اور مفلوج ہوں۔ شہر کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ اگر میں
وہاں جاتا ہوں۔ تو تنہا رہنا ہوتا ہے۔ اور میرے دوست
مجھ سے مل نہیں سکتے۔ میں نے کہا۔ جب آپ وہاں نہیں رہتے
اور اسے خالی چھوڑ رکھا ہے۔ تو اسے ہمیں ہی کرایہ پر دیدو۔
پہلے تو وہ اس پر متعجب ہوا۔ مگر پھر فوراً ہی راضی ہو گیا۔ میں
نے بہت ہی کم کرایہ پر یہ محل اُن سے پانچ سال کے لئے لے لیا۔
اور ۵۷ روپیہ سالانہ کے حساب سے اُسے پانچ برس کا کرایہ بھی
پیشگی دیدیا۔ میں نے قلیوں کو بھیج کر جگہ کی مرمت کرائی۔ باغوں کو
درست کرایا۔ اور ایک حمام وہاں بنوایا۔ میں نے جمال مبارک
(یعنی حضرت بہاءاللہ کے لئے ایک گاڑی بھی بنوائی۔ ایک دن
میں نے خود جا کر جگہ کو دیکھنا چاہا۔ اگرچہ پے در پے فرمان جاری
ہو چکے تھے۔ کہ ہمیں فصیل سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔ مگر میں
بے کھٹکے دروازۂ شہر سے باہر چلا گیا۔ سپاہی پہرے پر کھڑے تھے۔
مگر وہ مزاحم نہ ہوئے۔ اور میں سیدھا اِس محل کے دیکھنے کے
لئے چلا گیا۔ دوسرے دن چند احباب اور افسروں کے ساتھ پھر

دروازۂ شہر کے باہر گیا۔ اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔ حالانکہ سنتری اور سپاہی دروازہ کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ اسی طرح ایک اور دن میں نے بہجی کے درخت ہائے صنوبر کے نیچے شہر کے اُمرا کی دعوت کی اور شام کو ہم بلا کسی مزاحمت کے شہر کو واپس آ گئے۔

ایک دن میں جمالِ مُبارک کے حضور میں گیا۔ اور عرض کی مزرع کا محل آپ کے لئے تیار ہے۔ اور وہاں لیجانے کے لئے گاڑی بھی حاضر ہے۔ اس وقت عکا اور حیفا میں گاڑیاں نہ تھیں حضرت بہآء اللہ نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا "میں تو قیدی ہوں"۔ میں نے ایک دن پھر عرض کیا۔ مگر آپ نے وہی جواب دیا۔ میں نے جرأت کر کے ایک دن تیسری مرتبہ پھر پوچھا مگر آپ نے فرمایا "نہیں" اس کے بعد میں مکرّر عرض کرنیکی جرأت نہ کر سکا۔ اس وقت عکا میں ایک شخص محمد شیخ نام تھا۔ جو بہت ہی بارسوخ تھا۔ یہ شخص آپ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتا تھا اور آپ بھی اس پر بہت عنایت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ آپ بہت جری ہیں۔ آج رات کو آپ حضور میں جائیں۔ اور گھٹنوں پر گر کر دونوں ہاتھ پکڑ کر اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک کہ آپ حضرت جمالِ مبارک سے شہر چھوڑنے کا وعدہ نہ لے لیں۔ یہ شخص عرب تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سیدھا حضرت بہآء اللہ کے پاس گیا۔ اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا اس نے جمالِ مبارک کے ہاتھ پکڑ کر چومے اور کہا۔ آپ شہر کو کیوں نہیں چھوڑتے ؟ آپ نے جواب دیا۔ "میں قیدی ہوں" شیخ نے عرض کیا۔ "خدا نہ کرے کس کی طاقت ہے۔ آپ کو قید کرے آپ نے تو خود اپنے آپ کو قیدی بنا رکھا ہے"۔ یہ تو خود آپ کی مشیت تھی۔ کہ آپ قیدی ہوں۔ اب میں آپ سے التجا کرتا ہوں۔ کہ آپ باہر تشریف لائیں۔ اور محل کو چلیں۔ یہ نہایت خوبصورت اور سرسبز ہے۔ درخت نہایت پیارے اور نارنگیاں آگ کے گیندوں کی طرح ہیں۔

جتنی دفعہ جمالِ مبارک فرماتے تھے کہ "میں قیدی ہوں یہ نہیں ہو سکتا"! اتنی ہی دفعہ شیخ آپ کے ہاتھ پکڑ کر چومتا رہا۔ کامل ایک گھنٹہ تک وہ اسی طرح عرض کرتا رہا۔ آخرکار حضرت بہآء اللہ نے فرمایا "خیلی خوب" (بہت اچھا) اور شیخ کا صبر و اصرار پھل لایا۔ وہ خوشی سے اُچھلتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور حضرت بہآء اللہ کی رضامندی کی خوشخبری مجھے دی۔ سلطان عبدالعزیز کے سخت فرمان کے باوجود۔ جس کی رو سے مجھے جمالِ مبارک سے ملنے کی سخت ممانعت تھی۔ میں گاڑی لیکر دوسرے دن درِ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور آپ کو ساتھ لیکر محل کی طرف لے گیا۔ اور کوئی ہمارا مزاحم نہ ہوا۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کر خود شہر کو آ گیا"۔

ملاحظہ کیجئے جب قادرِ مطلق کے مظہرِ قدرت و اقتدار نے چاہا۔ کہ وہ اپنے قول کو اپنے فعل سے ثابت کر دکھائے۔ تو سلطان کا فرمان اور سنتریوں اور سپاہیوں کے پہرے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اور صاحب اقتدار جیل کی کوٹھری سے نکل کر محل میں جا بیٹھا۔

## ایک دوسرا واقعہ

حضرت بہآء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کی ہجرت بغداد کے بعد علمائے ایران نے سمجھ لیا۔ کہ ہم نے مشعلِ دینِ الٰہی کو خاموش کر دیا۔ مگر نفخِ صورِ ثانی کے نام سے جب حضرت بہآء اللہ کی بعثت عراق میں ہوئی۔ اور مومنین جوق جوق بغداد میں جمع ہونے لگے۔

تو کاظمین کے علمائے مشائخ جوش وخروش میں بھر گئے۔ خصوصاً شیخ عبدالحسین طہرانی کہ رئیس العلماء تھے اور اپنے آپ کو بہت بڑا عالم اور مجتہد سمجھتے تھے۔ انھوں نے عوام وخواص کو مشتعل کرنا شروع کیا۔ کہ جس طرح علماء دین اور حامیانِ شرع متین نے سید باب کو اس لئے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کہ وہ دین متین کا مخرب تھا۔ اسی طرح واضح ہونا چاہئے۔ کہ میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ نے اسی جھنڈے کو پھر بلند کر دیا ہے۔ اور اس دین کو پھر ظاہر کر دیا ہے۔ اسی قسم کی چرب زبانی سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کیا۔ اور شیخ مرتضیٰ انصاری کو کہ ایک مشہور اور زبردست مجتہد العصر تھے۔ نجف اشرف سے بلا بھیجا۔ اس بزرگوار نے جب دیکھا۔ کہ شیخ عبدالحسین اور اُن کے ہمراہیوں کا مدعا ومقصد بجز عناد وفساد کے کچھ نہیں ہے دین متین کو محض آڑ بنا رکھا ہے تو اس مجلس کی شرکت سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں چونکہ اس فرقہ کے بزرگوں کی صحبت میں نہیں رہا۔ اور ان کے عقاید سے نابلد ہوں۔ اس لئے میں اِس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں اگر احقاق حق اور ابطال باطل کی واقعی خواہش ہے۔ تو سیدھی راہ یہ ہے۔ کہ کسی شخص کو ان کے پاس بھیجنا چاہئے۔ اور دلائل طلب کرنی چاہئیں۔ اور اگر دلائل صحیح ہوں۔ تو ہمیں بھی مومن ہو جانا چاہئے۔ ورنہ ضرور ہر کیف میں احقاق حق میں تمہارا شریک وسہیم ہوں۔ مگر جدال وفساد کے لئے میں تمھارا ساتھ دینے کو تیار نہیں ہوں۔ مجتہد العصر کی اس تقریر سے جنگ وفساد کی آگ کسی قدر ٹھنڈی ہو گئی۔ اور بالآخر طے پایا۔ کہ کسی شخص کو آپ کے پاس بھیجا جائے۔ تاکہ جواب طلب کیا جائے۔

**قاصد کی روانگی**

جناب ملا حسن عمو کہ ایک فاضل اور متقی و پرہیزگار انسان تھے۔ اِس خدمت پر مامور ہوئے۔ آپ کاظمین سے بغداد میں پہنچے حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ اس روز ایک ایرانی معزز میرزا حسن خاں کے یہاں مہمان تھے۔ ملا حسن عمو بھی وارد ہوئے جب ملا حسن آپ کی مجلس میں تھوڑی دیر تک بیٹھے اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے جلال وجمال کو دیکھا۔ تو ملا حسن کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ وہ ہر چند کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر کہہ نہیں سکتے تھے۔ آخر حضرت بہاء اللہ عز اسمہ نے بکمال شفقت اظہارِ مقصد کے لئے اجازت دی تو آپ نے انتہائی مودبانہ لہجہ میں عرض کیا کہ "علماء کو آپ کے علم وفضل ونطق وبیان میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔ مگر علماء کی جانب سے آپ کی خدمت میں صرف یہی التماس ہے کہ اس مقام کے لئے جو آپ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے مجرد نطق وبیان اور حجت وبرہان ہی کافی نہیں ہے۔ اگر اس کے علاوہ آپ کی ذات سے کوئی معجزہ ظہور میں آئے تو ہم سب کے سب ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کبھی انکار نہیں کریں گے۔

**ظہور معجزہ کی منظوری**

مظہر قدرت واقتدار نے جواب دیا۔

"علماء سے کہدو! کہ حق کی قدرت نمائی مداری کا کھیل نہیں ہے۔ کہ لوگ روزانہ نئی نئی خواہشات گھڑتے رہیں۔ ہاں۔ ہاں اتمام حجت کی غرض سے ایک معجزہ جو بھی وہ چاہیں۔ اس پر اتفاق کر لیں۔ اور اسے معین کر کے لکھ دیں۔ اور اپنی مہریں ثبت کر دیں۔ پس یہی ایک معجزہ حجت بالغہ ہوگا اور تمام بہانہ سازیوں کو ختم کرنے والا سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد ہم کسی شخص کو بھیج دیں گے۔ اور اسے اجازت دیں گے۔ کہ اُن کے سامنے اس معین شدہ معجزہ کو ظاہر کر دے۔ خواہ وہ معجزہ سورج کے الٹا پھرا دینے کا ہو۔ خواہ دریاؤں کو الٹا بہا دینے کا ہو

مظہر اقتدار کا یہ جواب سُن کر ملا حسن عمو کاظمین واپس آ گئے۔ شیخ مرتضیٰ انصاری اس وقت شیخ عبدالحسین طہرانی کے مکان پر بیٹھے قاصد کے منتظر تھے۔ ملا حسن عمو نے جو کچھ دیکھا اور سُنا بلا خوف کہدیا۔ شیخ مرتضیٰ نے فرمایا۔ کہو اب کیا کہتے ہو؟ معجزہ دیکھتے ہو یا انکار کرتے ہو۔ مگر علماء نے معجزہ دیکھنے سے انکار کر دیا۔ شیخ مرتضےٰ خفا ہو کر کربلا تشریف لے گئے۔ ملا حسن عمو صدق دل سے ایمان لائے۔ ایران میں عام طور پر علماء کے مجمعوں میں ملا حسن نے اس واقعہ کو بیان کیا۔ جو بہت سے لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہوا۔ مومنین کو اس اظہار قدرت پر ایسا یقین تھا۔ کہ ملا محمد رضا اور مرزا ابوالفضائل گلپایگانی اور بعض دیگر مومنین جب قید کر لے گئے۔ تو ملا محمد رضا سے نائب السلطنت نے سوال کیا۔ کہ اگر ہم حضرت بہاءاللہ سے معجزہ طلب کریں تو وہ قبول کریں گے یا نہیں۔ تو ملا محمد رضا نے جواب دیا کہ اگر آپ کسی معجزہ پر اتفاق کرلیں۔ اور طلب کریں۔ تو آپ یقیناً معجزہ دکھائیں گے۔ اور اگر آپ کو یقین نہ ہو۔ تو ٹیلیگراف موجود ہے۔ ابھی مشیرانِ دولت سے مشورہ کر کے متفقہ معجزہ طلب کیجئے۔ اور نائب السلطنت سے کہا۔ اگر معجزہ ظاہر نہ ہوا۔ تو میں جلاّد بنونگا۔ اور اس گروہ کو قتل کرونگا۔ بعدہٗ اپنی گردن اپنے ہاتھ سے کاٹونگا۔ فتفکروا یا اولی الالباب۔

(ایم۔ اے۔ صمدانی)

# رُوحانی رہنمائی

هوالله

جناب مکرم۔

مجھے آپ کے مکتوب سے خوشی ہوئی۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ایک سعید روح ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب اس دنیا میں عبودیت حق کے لئے آئے ہیں۔ جہاں رضائے حق کا نشان ہے وہاں ہمیں نہایت غور و فکر سے کام لینا چاہیے۔ آپ نے اب تک جو کچھ محنت تلاش حق میں کی ہے وہ قابلِ تعریف ہے۔ اور خدا تعالےٰ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ کے لئے مزید فضل و رحمت کا دروازہ کھلنے والا ہے۔ خداوند عالم آپ کو اپنی رضائے پاک کے لئے موید فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ نہایت شاندار زمانہ ہے تمام کائنات میں خدا کی عجیب قدرتیں نمودار ہو رہی ہیں۔ دینی اور روحانی دنیا میں خداوند عالم نے حضرت باب اور حضرت بہاءاللہ کو ظاہر فرما کر بڑے بڑے اسرار قدرت دکھائے ہیں۔ تمام مقدس کتابوں کے وعدے پورے ہو گئے ہیں حضرت امام مہدی موعود جن کا انتظار تھا وہ بصورت حضرت سید علی محمد باب ظہور فرما چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ جن کا نزول مقدر و موعود تھا وہ حضرت بہاءاللہ کے ظہور مبارک میں آسمانِ قدرت سے نازل ہو چکے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ان مسائل کے بہت سے مراحل طے کر چکے ہیں ہزاروں لاکھوں علماء جن الفاظ کے پردوں میں اُلجھے ہوئے ہیں آپ کو خدا نے اِن حجابات سے نکال دیا ہے۔ آپ یہ بھی سمجھ چکے ہیں کہ یہ زمانہ

موعود برحق کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اور تمام علامات جو ظہور حق کے متعلق ہیں وہ پوری ہو چکی ہیں اور یہ بھی آپ کا دل مان چکا ہے کہ ظہور حق کو تسلیم کئے بغیر انسان رضائے الٰہی سے فائز نہیں ہو سکتا۔

آپ بہائی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں گے تو سب امور نہایت روشن طور پر واضح و آشکار ہو جائیں گے۔ حضرت بہاء اللہ کے دعاوی جو خود حضرت بہاء اللہ کی وحی الٰہی میں وارد ہیں۔ قابلِ توجہ ہیں۔ میں اس امر پر روشنی ڈالنے والا ایک رسالہ خدمت میں بھیج رہا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ چالیس سال تک حضرت بہاء اللہ نے وحی الٰہی کا دعویٰ اور اعلان کیا ہے۔

انشاء اللہ تعالےٰ ملاقات کے وقت بھی بہت کچھ مفصل عرض کروں گا۔ فی الحال تو آپ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کرکے اور خشوع و خضوع سے دعا کرکے یہ رسالہ جو کلماتِ مقدسہ پر مشتمل ہے مطالعہ فرمائیے۔ میں خداوند عالم سے التجا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے اپنے فضل کے خاص دروازے کھولدے آمین یارب العلمین۔

یہ بات بھی ایک حیاتِ روحی کا نشان ہے کہ آپ ظہورِ حق کے عرفان کی کوشش فرما رہے ہیں۔ اور جو کوئی اس راہ میں صدق سے کوشش کرتا ہے رب العالمین اسے کامیاب کرتا ہے۔

آپ کا خط پڑھنے کے بعد روح نے کہا کہ آپ کو ذیل کی باتیں لکھ کر ارسال کروں۔

(۱) حق کی معرفت کے لئے سب سے بڑی دلیل وہ روشنی ہے جو حق کی جانب سے نمودار ہوتی ہے۔ آفتاب کی سب سے بڑی دلیل اس کی وہ کرنیں ہیں جو اس سے نمودار ہوتی ہیں۔ جب آفتاب نکل آیا ہو تو اس وقت اسی کے نور و ظہور پر نظر جانی چاہئے۔ اس بات کا منتظر نہ رہنا چاہئے کہ خواب میں کوئی ہم سے کہدے کہ آفتاب نکل آیا ہے۔ بلکہ آفتاب نکل آنے پر تو سونا ہی ٹھیک نہیں خواب میں مبتلا رہنا تو درکنار اگر اشراق آفتاب کے وقت بھی خواب گراں پیچھا نہ چھوڑے تو ایکمرتبہ زور کرکے اٹھ بیٹھنا چاہئے۔

(۲) خواب کسی امر حق کی پہچان کے لئے معیار نہیں ہے۔ کیونکہ امر حق آفتاب ہے اور خواب اگر سچا بھی ہو تو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی مانند ہوگا۔ بھلا روز روشن میں دمکتے ہوئے سورج کو ٹمٹماتا ہوا چراغ دکھانا کیا معنی رکھتا ہے۔ ؟

(۳) خداوند عالم نے خواب کو کسی کتاب منیر میں دلیل و معیار قرار نہیں دیا۔ بیداری میں پوری روشنی کے ساتھ کلام الٰہی ہمارے سامنے ہے۔ جب قانونِ قدرت اور کلمات الٰہیہ سے صاف صاف مبرہن ہو گیا۔ کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور حق ہے تو کسی ایسی چیز کو اس راہ میں حجاب بنانا جو خود کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور عرفانِ حق میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے ایک نامقبول عمل ہے۔

(۴) اگر عرفانِ حق میں خواب آڑے آسکتا ہے اور اس عذر کو خدا قبول کر سکتا ہے تو ہزاروں آدمی ظہور حق کے خلاف خواب دیکھتے ہیں۔ تو کیا وہ خدا کے نزدیک معذور ہو سکتے ہیں ؟

(۵) جس خواب میں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے یا کسی کو فرشتہ سمجھتا ہے قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس کا یہ خیال کیوں قطعی سمجھا جائے۔ محض اس کا تخیل

کیوں قرار نہ دیا جائے جبکہ بجز اپنے ذاتی خیال کے اور کوئی ثبوت اس کے پاس نہیں کہ واقعی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھا ہے؟ یا جسے وہ فرشتہ سمجھا ہے وہ فرشتہ ہی تھا؟ جب تک یہ بات قطعی نہ ہو ایسا خواب وخیال صرف توہّم ہے۔

(۶) خواب کے متعلق جب گفتگو ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہمارے بعض دیگر خواب سچے نکلے ہیں تو یہ خواب جو عرفان ظہور کے متعلق ہے ضرور سچا ہے۔ جواب میں کہا جاتا ہے کہ ایسے خواب جو بعض امور کے متعلق ہوں اور سچے ہی نکلیں تمام قوموں کے لوگ دیکھتے ہیں حتیٰ کہ دہریہ بھی دیکھتے ہیں۔ تو اس سے کیونکر معلوم ہوا کہ خواب کوئی دلیل ہے؟ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ دنیا دی امور میں تائید ونصرت ملنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے خواب خدا کی طرف سے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے کہ ہم مومنوں کو نصرت دیتے ہیں۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ دنیا دی ساز وسامان تو منکرین خدا کو بھی دیا جاتا ہے جو دنیا چاہتا ہے خدا اسے دنیا دیتا ہے۔ یہ مقبول حق ہونے کی دلیل نہیں۔
بہرحال براہِ راست کلام اللہ کے روشن دلائل قانونِ قدرت کے براہین سے جب ظہور حق کی حقانیت ثابت ہو چکی تو بیچارہ خواب کس شمار میں ہے جو خود محتاج دلیل وثبوت ہے۔
خوب غور کیجئے کیا کسی خواب کی بنا پر ظہور حق سے محروم رہنے والا کوئی عذر پیش کر کے خدا کے یہاں بری ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا تو یقیناً ایسے خواب کو خیال میں بھی نہ لانا چاہئے جو حق سے حجاب پیدا کر دے۔ خود اس خواب کی بے پایہ گی اسی سے ثابت ہے کہ وہ ثابت شدہ حق کے خلاف ہے۔ نہایت غور وتدبر سے کام لیجئے خداوند عالم فرماتا ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۔ اس آیت میں مقصد خداوندی یہ ہے کہ دو بڑے پردے ہیں جو قابلِ خرق ہیں۔ پہلا یہ کہ الحیوٰۃ الدنیا یعنی ادنیٰ زندگی جو ظاہری معیشت سے تعلق رکھتی ہے اس میں تائید واسباب کا مل جانا دھوکے میں نہ ڈالدے کہ جب یہ نعمتیں ہمیں مل رہی ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم رضائے الٰہی کے راستہ پر ہیں۔ خبردار ایسا دھوکا نہ ہونے پائے أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ۝ ہم جو انھیں مال واولاد دے رہے ہیں تو کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم انھیں جلد جلد بھلائی دے رہے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ یہ لوگ خود شعور حقیقت نہیں رکھتے۔ دوسرا مقصد الٰہی یہ ہے کہ لا یغرنکم باللہ الغرور۔ خدا کے ذریعہ بندے دھوکہ نہ کھائیں خدا کے ذریعہ دھوکہ کھانا کیا ہے؟ یہی کہ اپنے آپ کو اس درجہ خدا کا پیارا خیال کر لیں کہ اس پیار کے خیال میں رہ کر خدا ہی سے محجوب ہو جائیں۔ کروڑوں ارواح انسانی اس فریب عظیم میں اپنے آپ کو مبتلا کر کے حق سے بے بہرہ ہو گئیں۔ قالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحبائہ۔ یہود ونصاریٰ نے کہا کہ ہم خدا کے پیارے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ اس خیال کی یہی ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ روح القدس ہمارے سا ہے۔ خدا ہم پر بڑی مہربانیاں فرماتا ہے۔ ہم مسیح سے ملاقا کرتے ہیں مگر یہ سب خیالات اور ان کے رویا وکشوف خا یہاں کچھ بھی چیز نہ ہوئے جبکہ انھوں نے ظہور حق محمد رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ کچھ دن ہوئے

یک امریکن بشپ صاحب سے میری ملاقات ہوئی جو طبعاً بہت
یک اور سچے آدمی تھے۔ جب امراللہ کا ذکر آیا اور میں نے بتایا
مسیح جو آنے والا تھا آ گیا۔ تب انھوں نے نہایت تعجب سے
کہا کہ اوہ کیا بات ہے۔ مجھے تو اکثر مسیح خواب و کشف میں ملتے
ہیں مسیح نے مجھ سے آجتک کبھی نہیں کہا کہ میں ظاہر ہو گیا ہوں
اس لئے آپ کی بات میں کیسے قبول کروں۔ میں نے عرض کیا
کہ اب جب مسیح سے ملاقات ہو تو پوچھئے گا کہ میں نے سنا ہے
کہ ظہور ہو چکا ہے۔ آپ مجھ پر ظاہر فرمائیے جب آپ پہلے آئے
تھے تو یہود نے قبول نہ کیا تھا اب کہیں میں بھی یہود کی طرح
محروم نہ رہ جاؤں۔

---

# قیامت میں آسمان زمین کا فنا ہو جانا قرآن مجید سے ثابت نہیں

## فاضل مُدیر اہل حدیث کا اعلان حق

"قیامت کے معنی فنا ہو جانا نہیں ہیں۔ برپا ہونا ہیں
اس لئے اس دنیا کی فنا یا تمام کائنات ہستی کے معدوم ہو جانے کا
نام قیامت نہیں ہے۔ خدا کی کتاب میں فنا یا عدم ہو جانے کو قیامت
نہیں کہا گیا۔ قرآن مجید میں بھی کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس میں
فنائے عالم کو قیامت کہا گیا ہو۔ سالہا سال سے یہ مطالبہ کیا جا رہا
ہے کہ کوئی ایک آیت ہی دکھا دی جائے جس میں کائنات ہستی کے کلّی
فنا ہو جانے کو قیامت کہا گیا ہو۔ آج تک کوئی صریح آیت ہمارے
سامنے اس کے ثبوت میں پیش نہیں کی جا سکی جس قدر آیات اس
سلسلہ میں بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی قیامت
کے معنی کائنات ہستی کی فنائے کُلّی ثابت نہیں۔" (پیامبر جولائی ۱۹۴۰ء)

**اہلحدیث** | قیامت دراصل ایک اصطلاحی لفظ ہے فنائے
عالم کی ابتدا سے لیکر حشر اموات تک کے واقعات
کو اہل اسلام کی اصطلاح میں قیامت کہا جاتا ہے۔ جو درحقیقت
دو حصوں میں منقسم ہے پہلے حصے میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائینگی"
دوسرے حصے میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہوگا (اہل حدیث ۲ اگست ۱۹۴۱ء)

**پیامبر** | دونوں باتیں غلط ہیں۔ قیامت کے پہلے حصے میں
نہ سب چیزیں فنا ہوں گی نہ دوسرے حصے میں انسانی
اجساد کا حشر نشر ہوگا۔ قیامت کے معنی میں قیام و بقا کا مفہوم
ہے اس لئے سب چیزوں کا فنا ہونا غلط ہے۔ فنا کا نام بقا رکھنا
نرالی اصطلاح ہے۔ گرنے کا نام اُٹھ کھڑا ہونا عجیب منطق ہے
کلام الٰہی میں کہیں نہیں آیا کہ قیامت میں سب چیزیں فنا ہو جائینگی
(پیامبر اکتوبر ۱۹۴۰ء)

**اہل حدیث** | بہائی لوگ ہم سے فنائے عالم کا ثبوت مانگتے
ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ہماری مراد اس سے یہ
ہے کہ اشیائے موجودہ کی اشکال و ہیئات فنا ہو جائیں گی۔
(اہل حدیث یکم نومبر ۱۹۴۰ء)

**پیامبر** بے بنیاد اعتقاد کا یہی حال ہوتا ہے۔ ابھی تو فنائے کلّی مان رہے تھے اور ابھی اشیائے موجودہ کی اشکال وہیئات کی فنا رہ گئی جس کے معنی صرف صورتوں کا بدل جانا ہے نہ کہ بالکل معدوم ہوجانا۔ کیا واقعی اہلِ اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ اشیائے موجودہ کی اشکال بدل جائیں گی اور اشیا بکلی فنا نہوں گی۔ آج تک تو آپ بھی یہی لکھتے رہے ہیں کہ قیامت فنائے کلّی کا نام ہے اب پیامبر کی جرح پر آپ نے اپنا اعتقاد بدل دیا ہے۔ ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ قیامت میں فنائے کلّی ہرگز ثابت نہیں آپ نے بھی فنائے کلّی کے اعتقاد سے کسی قدر ہٹ کر صرف صورتوں کی تبدیلی کا اقرار کیا ہے۔ بہرحال ایک بڑی حد تک آپ ہمارے ہمخیال ہوگئے ہیں (پیامبر دسمبر ۱۹۴۰ء)

تعجب بر تعجب یہ کہ قیامت کی حقیقت کو نہ صرف عام مسلمان ہی بھول گئے۔ بلکہ علمائے اسلام بھی حقیقت قیامت سے بے علم ہوگئے۔۔۔۔۔۔ علماء محض تقلید اور عدم تدبر کے باعث کائنات ہستی کے فنا ہوجانے کو قیامت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کے ایک لفظ سے بھی یہ ثابت نہیں۔ کسی عالم نے قرآن مجید سے آج تک ایک بھی ایسی آیت اس مدعا کے ثبوت میں پیش نہیں کی جس سے مبرہن ہوجاتا کہ قرآن مجید میں فنائے کائنات کو قیامت کہا ہے جو بعض آیات ہمارے سامنے پیش کی گئیں ہم نے ان سب کا مدلل جواب دیدیا۔

(پیامبر جون ۱۹۴۱ء)

**اہلِ حدیث** اِس اقتباس میں آپ نے دو باتوں کا اظہار کیا ہے ایک یہ کہ کسی عالم نے قرآن مجید سے یہ ثابت نہیں کیا کہ فنائے عالم کا نام قیامت ہے۔ دوسرے یہ کہ علماء نے جو کچھ پیش کیا اس کا بیان کی صاحب نے مدلل جواب دیدیا۔ ہم نے ۱۱ مئی ۱۹۴۰ء کے پرچے میں صفحہ ۸ پر جو لکھا تھا اسے یہاں مکرر نقل کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین اسے پڑھ کر فیصلہ کریں کیسی واضح آیات پیش کی ہیں فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذٍ وقعت الواقعۃ الخ۔۔۔ یہ آیات قیامت کے ثبوت میں اور قیامت کے واقعات کے اظہار میں جس قدر مفصّل اور مصرح ہیں ناظرین اس کا اندازہ خود ہی کرسکتے ہیں زمین آسمان کے فنا ہونے کا ذکر بھی ہے۔

(اہلِ حدیث ۲۰ جون ۱۹۴۱ء)

**پیامبر** عرصہ دراز سے یہ بات چیت محترم فاضل مدیر اہلِ حدیث سے ہورہی تھی اور اہلِ حدیث اور پیامبر میں مفصّل مضامین نکلتے رہے ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ ہمارے مضامین اپنے مقصد خدمت میں نتیجہ خیز ثابت ہوئے فاضل محترم مدیر اہل حدیث نے اس بحث میں جو بات تازہ اشاعت اہلِ حدیث مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۴۱ء میں تحریر فرمائی ہے وہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ قیامت کے ابتدائی حصے میں یا آخری حصے میں زمین و آسمان فنا ہوجائیں گے“ (صفحہ ۵ کالم اوّل) فاضل مدیر اہل حدیث کے اِس اعلانِ حق پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ دیگر علمائے کرام جو اِس خیال میں اُن سے متفق ہوں گے اور مخالفت کریں گے فاضل مدیر مخالفت کی کچھ پرواہ نکرتے ہوئے حق صریح پر مستقیم رہیں گے۔ یہی توحید و حق پرستی کی شان ہے۔ جب انہیں یہ علم حق حاصل ہوگیا کہ قرآن مجید

کی کسی آیت سے قیامت میں زمین و آسمان کا فنا ہو جانا ثابت نہیں تو بندگانِ خدا کو اس سے مستفیض فرماتے رہیں کیونکہ صرف ایک خیال باطل ہے کہ قیامت میں زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے۔ ہزارہا بے بنیاد خیالات پھیل گئے ہیں اور قرآن مجید کی آیات بینات کے حقائق گم کر دیے گئے ہیں۔ عجیب حسن اتفاق ہے کہ جب قلم یہ سطور لکھ رہا تھا تازہ ڈاک میں ایک دوست کا مکتوب موصول ہوا جس میں ذیل کی عبارت بھی درج ہے۔

"اخبار اہلِ حدیث ۲۶ ستمبر میں جو مولانا مدیر اہلِ حدیث کا مضمون دربارہ قیامت نکلا ہے اُسے پڑھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی تھی بلکہ دیر تک شک و شبہ میں مبتلا رہا کہ کہیں مولوی صاحب کسی اور کے الفاظ تو نہیں لکھ رہے ہیں۔ جب خوب اچھی طرح سے مطالعہ کر چکا تو اُن الفاظ کے گرد سرخ پنسل کا حاشیہ لگا دیا کیونکہ وہ الفاظ دراصل امر بہائی کی صداقت کا پہلا اشارہ ہیں۔ جو ایک کوہِ وقار ہستی کے ہاتھوں ظہور میں آیا ہے اب مولانا صاحب سے دریافت کرنا چاہئے کہ ؎

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

اب قیامت کا ڈرامہ نئے سرے سے تصنیف ہونا چاہئے جب فنائے عالم کا سین اس میں سے نکل گیا تو پھر پہلے نفخہ میں کیا ہوگا؟

بہر حال حضرت مولانا صاحب مدیر اہل حدیث کو خدا نے ازل سے حقیقت شناس بنایا ہے اور یہ اسی عادت کا کرشمہ ہے۔ انشاء اللہ باقی امور بھی انھیں ضرور ماننا پڑیں گے کیونکہ حق کا مقابلہ ایک راست باز کی عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مشکل ہو جاتا ہے۔"

الحمد للہ۔ یہ تو فیصلہ ہوا کہ قیامت کے دن زمین و آسمان فنا نہ ہونگے۔ اب رہا یہ امر کہ اُن میں تبدیلی ہو جائے گی، نہایت قابلِ غور ہے۔ فاضل مُدیر اہلحدیث نے ۳ اکتوبر کی اشاعت میں تحریر فرمایا ہے کہ "قیامت کے پہلے حصے میں چیزوں کا فنا ہوگا۔ دوسرے میں قیام یعنی حشر نشر۔" ضرورت ہے کہ پہلے حصہ میں چیزوں کا فنا ہونا قرآن مجید سے ثابت کیا جائے۔ آیت لکھکر صرف اپنے اعتقادی معنی بیان کر دینے سے ثبوت بہم نہیں پہنچتا۔ ہاں اصطلاحاتِ قرآنیہ۔ لغتِ عرب اور قواعدِ علمیہ کی روشنی میں آیات کے معانی درست اور قابلِ قبول ہوں گے۔ فاضل مُدیر اہلحدیث کو چاہئے کہ وہ اوّل الفاظ کے معانی لغتِ عرب سے مفصل و مدلّل واضح فرمائیں۔ لغت سے پوری عبارت اور حوالہ دیں۔ پھر سیاق و سباقِ آیت پر نظر رکھکر آیت کی تفسیر فرمائیں۔ مثلاً آیت "فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّۃً وَّاحِدَۃً" جو آپ نے پیش کی ہے اس میں حسب ذیل الفاظ پر لغتِ عرب سے پوری روشنی ڈالنی چاہئے (۱) صُور (۲) حمل (۳) ارض (۴) جبال (۵) دکہ — دقیق علمی نظر سے کام لینا چاہئے۔ سطحی نظر سے کام نہیں چلے گا۔ ایدکمُ اللہ و ایانا ٭

(محبِّ شا مُدیر پیامبر)

قسمت فارسی

# لوحِ مبارکِ حضرت عبدالبهاء

## هولاند - بلاریکوم - جناب مستر جورج انزلین علیه بهاء الله الابهی

### هُوَ الله

ای منجذب بملکوت الله - نامۀ که بتاریخ ۲۲ مای ۱۹۱۹ء ارسال نموده بودی رسید - از مضمون نهایت سرور حاصل گردید - الحمد لله آن شخص محترم تشنۀ چشمۀ حیات است و طالب سبیل نجات - تحرّیِ حقیقت مینماید و از تقالید بکلی بیزار - این عصر عصرِ حقیقت است - افکارِ پوسیدۀ هزاران ساله منفور - عاقلان باهوش و عالمان پرجوش و خروش - در این قرنِ عظیم جمیع اُصولِ قدیمه پوسیده بکلی متروک شده - در هر خصوص افکارِ جدیده بمیان آمده - مثلاً معارفِ قدیمه متروک - معارفِ جدیده مقبول - سیاساتِ قدیمه متروک - سیاساتِ جدیده مقبول - عُلومِ قدیمه بکلی متروک علوم جدیده مرغوب - آدابِ قدیمه فراموش شده - آدابِ جدیده بمیان آمده - مشروعاتِ جدیده و اکتشافاتِ جدیده و تحقیقاتِ جدیده و اختراعاتِ جدیده حیرت بخشِ عقول گردیده - جمیع امور تجدّد یافته - پس باید که حقیقتِ دینِ الهی نیز تجدّد یابد - تقالید بکلی زائل شود و نورِ حقیقت بتابد - تعالیمیکه رُوحِ این عصر است ترویج گردد و آن تعالیمِ حضرتِ بهاء الله که مشهورِ آفاق است و نفثاتِ رُوح القدس است - از جمله تحرّیِ حقیقت است که باید بکلی تقالید را فراموش کرد و سراجِ حقیقت را روشن نمود - منجمله وحدتِ عالمِ انسانیست که جمیع خلق اغنامِ الهی هستند و خدا شبانِ مهربان - و بجمیع اغنام الطافِ بی پایان مبذول دارد - نهایت اینست بعضی جاهل اند باید تعلیم داد - بعضی علیلند باید علاج نمود بعضی طفلند باید بِبلوغ رسانند نه اینکه طفل و علیل و نادان را مبغوض داشت - بالعکس باید بی نهایت مهربان بود -

از جمله دین باید سببِ اُلفت و محبت بین بشر باشد - و اگر چنانچه سببِ بُغض و عداوت باشد فقدانش بهتر -

از جمله باید دین و عقل مطابق باشند - عقلِ سلیم باید تصدیق نماید -

از جمله حق و عدل است و مساوات و مواسات طوعی - یعنی انسان طوعاً و بکمال رغبت باید دیگری را بر خود ترجیح دهد - ولی نه بجبر بلکه بمحبتِ الهی چنان یکدیگر را دوست دارند که جان فدا نمایند چنانکه بهائیان در ایرانند -

و من جمله تعصّبِ دینی - تعصّبِ جنسی - تعصّبِ ترابی - تعصّب سیاسی هادمِ بُنیانِ انسانیست - تا این تعصّبات موجود عالمِ انسانی هر چند بظاهر متمدّن ولی بحقیقت توحّشِ محض است - و جنگ و جدال و نزاع و قتال نهایت نیابد -

از جمله صلح عمومی است و از جمله تأسیس محکمهٔ کبری تا جمیع مسائل مشکله دولی و ملی در محکمهٔ کبری حل گردد.

از جمله حریت الهی یعنی خلاصی و نجات از عالم طبیعت. زیرا انسان تا اسیر طبیعت است حیوان درنده است.

از جمله مساوات رجال و نساء. زیرا عالم انسانی را دو بال. یکی ذکور و یکی اناث. تا هر دو بال قوی نگردند عالم انسانی پرواز نماید و فلاح و نجاح حاصل نکند.

از جمله اینکه دین حصن حصین است و عالم انسانی اگر متمسک بدین نباشد هرج و مرج گردد و بکلی انتظام امور مختل شود.

از جمله اینکه مدنیت مادی باید منضم بمدنیت الهی باشد. مدنیت مادی مانند زجاج است و مدنیت الهی مانند سراج. مدنیت مادی مانند جسم است ولو در نهایت جمال باشد. مدنیت الهی مانند روح است. جسم بی روح فائده ئی ندارد. پس عالم انسانی محتاج بنفثات روح القدس است. بدون این روح مرده و بدون این نور ظلمت اندر ظلمت است. عالم طبیعت عالم حیوانیت تا انسان ولادت ثانی از عالم طبیعت نیابد یعنی منسلخ از عالم طبیعت نگردد حیوان محض است. تعالیم الهی این حیوان را انسان نماید. از این قبیل تعالیم بهاء الله بسیار که حیات می بخشد و جهان را روشن می نماید. هر چیز تجدد یافته است. البته باید تعالیم دینی نیز تجدد یابد.

ای مستبشر ببشارات الله کمر همت بربند و بتمام قوت قیام نما تا آن اقلیم را بتعالیم الهی روشن نمائی و خارستان را گلزار و گلشن کنی و یقین بدان که تائیدات ملکوتیه پی در پی میرسد. و علیک البهاء الابهیٰ.

حیفا ۲۶ اغسطس سنه ۱۹۱۹ (ع ع)

---

# هولاند ـ مسیس جولیا الیسر وکر ـ علیها ۹

## هو الله

ای طالب حقیقت! نامهٔ که بتاریخ سیزدهم دسمبر ۱۹۲۰ء مرقوم نموده بودی رسید. ادیان الهیه از یوم آدم الی الآن پیاپی ظاهر شده. و هر یک آنچه باید و شاید مجری داشته. خلق را زنده نموده و نورانیت بخشیده و تربیت کرده تا از ظلمات عالم طبیعت نجات یافتند. بنورانیت ملکوت رسیدند ولی هر دینی هر شریعتی که ظاهر شد مدتی از قرون کافل سعادت عالم انسانی بود و شجر پر ثمر بود. ولی بعد از مرور قرون و اعصار چون قدیم شد بی اثر و ثمر ماند. لهذا دوباره تجدید شد.

دین الهی یکیست. ولی تجدد لازم. مثلاً حضرت موسیٰ مبعوث شد و شریعتی گذاشت. بنی اسرائیل بواسطهٔ شریعت موسیٰ از جهل نجات یافته بنور رسیدند و از ذلت خلاص گشته عزت ابدیه یافتند. ولی بعد از مدتی مدیده آن انوار غروب کرد. و آن نورانیت نماند. روز شب شد و چون تاریکی اشتداد یافت کوکب ساطع حضرت مسیح اشراق نمود. دوباره جهان روشن شد.

مقصد اینست. دین الله حیّ است که مربّی عالَم انسانیت ولکن تجدّد لازم. درختی را چون بنشانی روز بروز نشو و نما نماید و برگ و شکوفه کند. و میوهٔ تر ببار آرد. لکن بعد از مدّتِ مدید کهن گردد. از ثمر باز ماند. لهذا باغبانِ حقیقت دانه همان شجر را گرفته در زمینِ پاک میکارد. دوباره شجرِ اوّل ظاهر میشود.

دقت نمائید در عالَمِ وجود هر چیزی را تجدّد لازم. نظر بعالَمِ جسمانی نمائید که حال جهان تجدّد یافته. افکار تجدّد یافته عادات تجدّد یافته. علوم و فنون تجدّد یافته. مشروعات و اکتشافات تجدّد یافته. ادراکات تجدّد یافته. پس چگونه میشود که امرِ عظیم دینی که کافلِ ترقّیاتِ فوق العادهٔ عالَمِ انسانیت و سببِ حیاتِ ابدی. و مروّجِ فضائلِ نامتناهی و نورانیتِ دوجهانی بی تجدّد ماند. این مخالفِ فضل و موهبتِ حضرتِ یزدانی است.

دیانت عبارت از عقائد و رسوم نیست. دیانت عبارت از تعالیم الٰهیّت که مُحیی عالَمِ انسانیت و سببِ تربیتِ افکارِ عالی و تحسینِ اخلاق و ترویجِ مبادیِ عزّتِ ابدیّهٔ عالَمِ انسانیت.

ملاحظه کن که این هیجانِ افکار و شعلهٔ نارِ حرب و تبغّض و عدوان بینِ ملل. و ظلم و تعدّی بیکدیگر که تجلّی آسایشِ عالَمِ انسانی را زائل نموده جز ببارِ تعالیمِ الٰهی خاموش گردد. البتّه نگردد.

این واضح و آشکار است. یک قوّهٔ ماوراء الطّبیعه لازم که این ظلمت را بنور تبدیل نماید. و این عداوت و بغضاء و جنگ و جدال را بالفت و محبت بینِ عموم بشر مبدّل نماید. این قوّه نفثاتِ روح القدس است. و نفوذ کلمة الله. و علیک التحیّة و الثّناء

(عبدالبهاء عبّاس)

---

برزخت زلفِ سیه دیدم و گفتم ای یار — منخسف کرده عمداً زچه ماهِ ده و چار[14]
چهره از بینِ دو گیسو بنما تا گویم — العجب دیده کسی نیمهٔ شب طرفِ نهار
این دو افعیِ سیه گر تو زسر آویزی — از دلِ خلق برآید ز دو مارِ تو دمار
آیدم در نظر آن طُرّهٔ مویت چو زنم — ز ترنّم و طرب دست ابر طُرّهٔ تار
قامتت سرو و لبت کانِ رطب یا عجبا — کس ندیده بجهان سرو رطب آرد بار
روی نوّارِ تو بُرده ز دلم صبر و شکیب — موی طرّارِ تو بُرده زکفم تاب و قرار
داروی چشمِ دلِ عاشق دل داده بود — گر صبا آورد از خاکِ قدومِ تو غبار
لب و خد عارض و قد غنچه و گل سرو سمن — من چسان زم که دلم گشته از این چار دُچار

قابل از هجرِ رُخِ سَر بها در شب و روز
رعد سان ناله نما اشک چه امطار ببار

هوالله

# آفتاب اتحاد

ساقی روحا دهد جام شراب اتحاد    مطرب روحا زند تار و رباب اتحاد
دست یمان جسم کیهان راز او ساخ نفاق    مینماید شست و شو هر دم بآب اتحاد
میدهد اطفال عالم را معلم روز و شب    در دبستان بها درس و کتاب اتحاد
گردن شاهان عالم را ببندد عاقبت    قدرت میثاق رحمان با طناب اتحاد
کی شود گلزار کیهان غبطهٔ خلد برین    تا نبارد امطر فضل از سحاب اتحاد
بر ظهور اقدس ابهی بشارت میدهد    خلق عالم را منادی با خطاب اتحاد
دی منادی با ندای خوش بیان کرد این کلام    کای خلائق شد عیان راه صواب اتحاد

اهل مشرق را بشارت ده که از مغرب دمید    بر همه آفاق و امکان آفتاب اتحاد
گر بخواهی خواب راحت در دو عالم ای رفیق    باید از جان گستری رخت خواب اتحاد
بی گمان در اوج علیا صید صد عنقا کند    گر گشاید بال و پر روزی ذباب اتحاد
ما چرا باشیم سالک در طریق اختلاف    با وجود آنکه حق بگشوده باب اتحاد
طلعت غیب قدم با لشکر و خیل و حشم    گشته ظاهر بین عالم با کتاب اتحاد
شاهد پیمان خرامان شد ز خلوت سوی دشت    با کمند گیسوی پر پیچ و تاب اتحاد
لشکر تلبیس ابلیس دنی را مانع است    از عروج بر سما تیر شهاب اتحاد
حضرت عبدالبهاء بنمود با رفعت بلند    خیمهٔ نظم جهان را با طناب اتحاد

ای خوش آن روزی که قابل بنگرد با چشم سر
دوستان را مستظل ظل قباب اتحاد

# خطابهٔ مبارک حضرت عبدالبهاء

## در پاریس ۲۸ ذی قعده مطابق ۱۹ ماه نومبر ۱۹۱۱ء

از بدایت عالم تا امروز هر وقت ندای الهی بلند شد. ندای شیطان هم بلند شد زیرا همیشه ظلمت میخواهد مقاومت نور کند ظلم میخواهد مقاومت عدل نماید جهل میخواهد مقاومت علم نماید این عادت مستمرهٔ اهل این جهانست ملاحظه کنید در زمان موسوی فرعون بود مقاومت میکرد تا نورانیت حضرت موسی را از انتشار منع کند. در زمان حضرت مسیح قیافا و حنا روسای مذهب یهود بودند اینها بنهایت قوت مقاومت حضرت مسیح میکردند و افتراهای چند به حضرت نوشتند و انتشار دادند حتی مجمع فریسیان حکم بر قتل مسیح داد که این شخص مسیح است و استغفر الله گمراه است و استغفر الله بی پدر مشهور است و چیزهائیکه نمیخواهم بزبان بیاوریم و در بین جمع یهود شرق این مفتریات را انتشار میدادند و مقصدشان اینکه نورانیت مسیح را منع کنند و همچنین در زمان محمد علمای قریش خواستند نورانیت حضرت محمد را منع از انتشار کنند جمیع فتوی بر قتل او دادند و نهایت اذیت را براو وارد آوردند بقوهٔ شمشیر خواستند آن بنیان عظیم را هدم نمایند. آیا هیچکس توانستند مقاومت نمایند عاقبت مغلوب شدند و نورانیت امر الهی آفاق را احاطه کرد. جمعیتشان مانند اردوی شکست خورده از میدان در رفتند کلمات الله نافذ شد شریعت الله منتشر گشت تعالیم الهیه آفاق را احاطه کرد نفوسیکه در ظل حق بودند مثل ستاره از افق سعادت کبری درخشیدند حال باز هم همان دستگاه است جمعی نادان که خود را بدین نسبت میدهند میخواهند نورانیت بهاءالله را منع کنند مقاومت امر الله نمایند تا آفاق را از این اشراق محروم نمایند چونکه برهانی ندارند بافترا دست زنند زیرا عادت مردم نادان چنین است وقتیکه برهان ندارند شمشیرشان افترا است والا اگر برهان داشته باشند بآن محاجه مینمودند صحبت میکردند بدگوئی نمینمودند کلام رذیل بر نمیگفتند و زبان لعن نمی راندند مثل مرد میدان بیان برهان میکردند ما با اینها نزاع و جدالی نداریم بدگوئی از اینها نمی کنیم حقیقت حال آنها و سوء سیرت آنانرا بیان نمی کنیم ببرهان لب کشائیم میگوئیم برهان ما این است اگر شما در مقابل برهانی دارید بنمائید ولی آنها ابداً نزدیک نمی آیند زبان بافترا گشایند و در حسب الله هر قوم میدانند که این بهائیان چنین و چنانند چنانکه فریسیان در حق حواریون میگفتند هر چه از قلمشان جاری شود می نویسند وقتی شما ملاحظه کنید چنین اوراقی منتشر شد ابداً مکدر نشوید بکمال قوت بموجب تعالیم بهاءالله عمل نمائید اعتنائی نکنید همین نفوس سبب میشوند که کلمة الله بین خلق منتشر میشود البته نفوسیکه منصف اند فحص می کنند تحقیق و تدقیق می کنند همان فحص و تدقیق سبب هدایت آنها میشود مثل اینست کسی بگوید در فلان اطاق شمعی هست خاموش. البته شخص سامع فحص کند ببیند روشن است می شنود در فلان باغی درختانی زرد برگ و شکسته شاخ تلخ ثمر گلهای بدبو هرگز نزدیک نروید. لابد نفوسیکه منصف اند باین قناعت نمی کنند بلکه میگویند میرویم می بینیم و تحری حقیقت مینمائیم چون فحص و تحقیق

می‌بینند درختهای باغ درنهایت اعتدال است ساقه‌ها درنهایت راستی برگها درنهایت سبزی. شکوفها درنهایت معطری. میوه‌ها درنهایت حلاوت. گلها درنهایت طراوت. پس میگوید الحمدلله آن بدگو سبب شد که من در این باغ راه یافتم سبب هدایت من شد این بدگویان چنین اند سبب میشوند که مردم تفحص می‌کنند در زمان حضرت مسیح کتبیکه در مذمت مسیح تألیف کردند و افتراهائیکه بمسیح زدند و کذبهائیکه درحق حواریین گفتند آیا هیچ اثرے داشت کتبیکه فلاسفهٔ آن زمان ردِ مسیح نوشتند آیا هیچ ضررے رسانید جمیع آن کتب سبب ترویج شد زیرا ذکرِ مسیح را مردم شنیدند تفحص و تجسس آمدند و هدایت یافتند ما نمیخواهیم درحقِ این نفوس حرفی زنیم ما بدنگوئیم همین قدر میگوئیم این مفتریات ابداً اهمیتے ندارد این مفتریات بمنزلهٔ ابراست که حجابِ آفتاب گردد. ابر هر قدر کثیف باشد اشعهٔ آفتاب عاقبت اورا متلاشی نماید و محو می‌کند انوارِ آفتابِ حقیقت را هیچ ابرے حجاب نشود نسیم گلستانِ الٰهی را هیچ سدے مانع نگردد بارانِ آسمانی را هیچ حائلے حاجز نشود ازین کلام مرادم این است که وقتیکه کتابهای منتشر شود و در جرائد مفتریات نوشته گردد شما محزون نشوید بلکه بدانید که این سبب قوتِ امرالله است زیرا درخت بے بار را کسی سنگ نزند چراغِ خاموش را کسی تعرض ننماید انچه واقع شود همان سبب قوتِ امرالله است نظیر آنکه از پیش گذشت در زمانِ موسیٰ نگاه کنید غرور فرعون بنی اسرائیل را مدد و عون بود هر چند آن ظالم اعلان کرد که موسیٰ قاتل است لهٰذا باید قصاص کرد ولے این قول تأثیرے نداشت. فریاد کرد که این موسیٰ و هارون هر دو مفسد اند میخواهند دینِ مبینِ شما را بهم زنند و در مملکت اختلاف و فساد اندازند لهٰذا هلاک و اعدام آنها لازم است ان هٰذان لساحران یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرهما و یذهبا بطریقتکم المثلیٰ ابداً تاثیر نکرد بلکه نورِ موسیٰ و خورشید شریعتش منتشر شد نورانیتِ تجلی سینا احاطه کرد و همچنین فریسیان وقتے فریاد برآوردند که مسیح استغفرالله مسیح است زیرا سبت را شکسته است شریعت الله را منسوخ کرده طلاق را حرام نموده تعددِ آن را منع کرده مقصدش هدم قدس الاقداس است خرابی بیت الله است. واویلا وادینا وامذهبا فریاد برآوردند بدار زنید بدار زنید این اعتراضاتِ آنها هیچ اثرے نداشت صبح مسیح طلوع نمود نفثاتِ روح القدس در جمیع عالم تأثیر کرد همه اقوام مختلفه را متحد نمود مقصد اینست که از مفتریاتِ قوم و کذب و مجادلهٔ آنها هیچ فتورے بامرالله وارد نمیاید بلکه سبب علوِّ امرالله است و دلیل بر آنست که اگر امر عادی بود کسی تعرض براو نمی‌نمود. امر هر قدر عظیم‌تر است دشمنش بیشتر است. لهٰذا ما باید درنهایت ثبوت و رسوخ بموجب تعالیم بهاءالله عمل نمائیم. (مرحبا)

(خطابات مبارکه ص ۱۳۹)

---

**دُرِّ نایاب** — همین است غزلِ حضرت طاهره قرة العین که در نمرهٔ شش بابت ماهِ جون طبع و نشر گردیده است. مذاقِ جانِ قارئینِ نازنین را شیرین فرموده و در مجالسِ زنده دلان و نکته دانان با الحانِ خوش بروزنِ غزلِ حافظ * مطربِ خوش نواگو * تازه بتازه نو بنو * میخوانند و هرجا میسر باشد با سازِ نواز مینوازند و میسرایند. لهٰذا امید است برای تصحیح و تکمیل آن نکاتِ ذیل را منظور دارند. (۱) بجای "تا علی گنی" "حاجی ملا علی کنی" بخوانند (۲) بعد از بیت "کشتهٔ تیغِ ابرویت" و پیش از بیت "گاه بخوان سگ درت" این بیت را بخوانند "وعدهٔ وصل داده‌ئی لیک وفا نمی‌کنی من بجهان ندیده‌ام مرد بکلام خود"

**اصلاح** — درپیامبر ماه جولائی ۱۹۴۲ء راجع بنطق آقای بختیاری در مضمون قسمتِ فارسی صحیح سپتمبر ۱۹۴۰ء است. درست کنید.

# کتبِ بہائی

## در لغاتِ پارسی و عربی که از کتبخانهٔ ملی بہائیانِ ہند و برما بہائی ہال کراچی بفروش میرسد

## قسمتِ اوّل

(۱) مجموعهٔ الواحِ مبارکهٔ حضرت بهاءالله۔ مشتمل بر کلماتِ مکنونه در لغاتِ عربی و پارسی و الواحِ رئیس و سلطان وغیره که از زیارتِ آن منصفین را روح تازه دمد و طالبین را حیاتِ ابدی بخشد۔

قیمت با جلد پارچه ... (با جلدِ ساده) ...

(۲) ششِ الواح۔ اشراقات و تجلیات وغیره۔ از قلمِ حضرت بهاءالله مشتمل بر تعالیم اخلاقی و اجتماعی وغیره۔ قیمت (با جلد ساده) ...

(۳) کتاب ایقان۔ از قلمِ حضرت بهاءالله در تفسیر آیاتِ تورات و انجیل و قرآن و اثباتِ وحدتِ اصولِ ادیان و علتِ نزولِ کتب و ظهورِ پیغمبران که خوانندگان را به بزرگواری و امتیازِ این ظهورِ اعظم آگاه می نماید۔ قیمت (مجلد) ...

(۴) لوحِ ابنِ ذئب۔ از الواحِ بهاءالله در جوابِ یکی از علمای معروفِ ایران که از خواندنش مجالِ ایراد برای طالبینِ حقیقت نمی ماند۔

قیمت (مجلد چاپ مصر) ...

(۵) هفت وادی و چهار وادی و کلماتِ مکنونه و مثنوی حضرت بهاءالله در حلِ مسائلِ روحانی و طیِ مراحلِ عشق و محبت و معرفت که در حینِ تلاوت حالتِ انجذابِ معنوی دست میدهد (قیمت با جلد ساده) ...

(۶) لوحِ مقصود۔ از الواحِ مبارکهٔ حضرت بهاءالله در موضوعِ مقصد از ظهورِ الٰهی و تعالیمِ اخلاقی۔ قیمت ...

## قسمتِ دوم

(۷) کتابِ مفاوضاتِ حضرت عبدالبهاء۔ در جوابِ سوالاتِ یکی از خانمهای عالمهٔ مشهورِ امریکائی (مادم بارنی) این کتاب مبارک پنج قسمت از قرارِ ذیل است۔

قسمتِ اوّل۔ در موضوعِ تأثیرِ انبیاء در ترقی و تربیتِ نوعِ انسانی

قسمتِ دوم۔ بعضی مقالات متعلق بمذهب عیسوی۔

قسمتِ سوم۔ مقالات در علامات و کمالاتِ مظاهرِ الٰهیه۔

قسمتِ چهارم۔ مقالات در مبدأ و معاد و قوی و حالات و کمالاتِ مختلفهٔ انسان۔

قسمتِ پنجم۔ مقالات در مواضعِ مختلفه۔ قیمت (مجلد چاپ مصر) (ساده) ...

(۸) خطاباتِ حضرت عبدالبهاء۔ مجموعهٔ نطقهای مبارک حضرت عبدالبهاء در مجامعِ مهم اروپ و امریکا در حلِ مسائلِ مهمهٔ متعددهٔ عصرِ حاضر

قیمت با جلد ساده ...

(۹) رسالة المدنیه۔ در موضوعِ تمدن و ترقی از قلمِ حضرت عبدالبهاء

(۱۰) الواحِ دکتر فورال (پروفیسر آلمانی) در اثباتِ ذاتِ واجب و اسرارِ پیدایشِ کائنات از قلمِ حضرت عبدالبهاء۔ (قیمت ...)

(۱۱) الواحِ لاهای (از قلمِ حضرت عبدالبهاء۔ خطاب بمجمعِ صلحِ عالم و تشریحِ مواد تعالیمِ اساسی حضرت بهاءالله قیمت ...


نئی دہلی
ایڈیٹر:- محفوظ الحق علمی
ASHRAF

ماہنامہ

# پیامبر دہلی

جلد دوم | دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء | شمارہ دوازدہم ۱۲

## هُوَ النّاصِرُ المُعِین

مددگار و معین وہی ہے

## الہا کریما رحیما

اے خدا! اے کریم! اے رحیم!

بتو توجہ نمودہ ام و بحبلِ عنایت متمسکم و بذیلِ کرمت متشبث۔ توئی آن کریمی کہ یک قطرہ از دریای غفرانت عصیانِ عالمیان را محو نماید

میں تیری طرف متوجہ ہوں اور تیری عنایت کی رسی پکڑے ہوئے تیرا دامنِ کرم تھامے ہوئے ہوں۔ تو وہ کریم ہے کہ تیری دریائے بخشائش کا ایک قطرہ تمام جہان کے گناہوں کو مٹا سکتا ہے

و یک کلمہ از فمِ عنایت آبِ حیوان بر اہلِ امکان مبذول دارد۔ ای بخشندۂ یکتا عبدت را محروم منما و از بحرِ رحمت قسمتی عطا نما و از

تیری عنایت کے منہ سے نکلا ہوا ایک کلمہ تمام عالمِ ممکنات کو آبِ حیات عطا فرماتا ہے۔ اے بخشنے والے یکتا! اپنے بندے کو محروم نہ کر اور دریائے رحمت سے بہرہ ور فرما۔ اور اپنی

دریای جودت نصیبی مقدر فرما۔ السنِ عالم قابلِ ذکرت نہ و افئدۂ امم لائقِ ادراکِ ہستیت نہ۔ ہستیِ تو ورای ادراکِ عقول فوقِ

بخشش کے سمندر سے حصہ عطا فرما۔ تمام جہان کی زبانیں تیرا ذکر کرنے کے قابل نہیں اور تمام قوموں کے دل تیری ہستی کو سمجھنے کے لائق نہیں ہیں۔ تیری ہستی عقلوں کی پہنچ سے پرے

عرفانِ نفوس بودہ و ہست۔ بکمالِ عجز و ابتہال بخششِ قدیمت را می طلبم و فضلِ عمیمت را می جویم۔ تو دانا و آگاہی بذکرت زندہ ام و بامید

اور لوگوں کی سمجھ سے بالاتر رہی ہے۔ میں نہایت عاجزی اور زاری کے ساتھ تیری قدیم بخشش چاہتا ہوں اور تیرا ہمہ گیر فضل مانگتا ہوں۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں تیری یاد میں زندہ ہوں

لقایت موجود و پایندہ آن کن کہ سزاوارِ بخششِ توست نہ لایقِ ذکر و ثنای من۔ لا الہ الا انت الغفور الکریم الحمد لک انت مقصود القاصدین

اور تیری ملاقات کی امید میں موجود اور قائم ہوں۔ وہ معاملہ کر جو تیری بخشش کی شان کے مناسب ہو نہ میرے ذکر و ثنا کے لائق۔ تجھ غفور و کریم کے سوا کوئی خدا نہیں۔ تیری حمد کہ تو ہی تمام قاصدوں کا مقصود ہے

# پادشاہانِ زمین

حضرت ولیِ امراللہ شوقی ربّانی کی ایک توقیع مُبارک جس کا عنوان ہے "یومِ موعود آگیا" انگریزی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات ستمبر کے پیامبر میں درج ہوئے تھے۔ ذیل میں چند دیگر اقتباسات مطالعہ فرمائیے۔ (مدیر)

حضرتِ بہاء اللہ کا امرِ مُبارک جن مصائب سے دوچار ہوا ہے اُن کی ایک بہت بڑی خوفناک اور ناگزیر ذمہ واری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں مُلکی انتظام کی باگ ڈور اور جن کے ذمّے دینی انتظام کی جوابدہی دی گئی تھی۔ پادشاہانِ زمین اور دُنیا کے دینی پیشواؤں دونوں کو اصل میں اس خوفناک ذمہ واری کی جوابدہی کا زور برداشت کرنا پڑے گا۔ حضرت بہاء اللہ خود شہادت دیتے ہیں کہ "سب لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام بادشاہوں نے امراللہ کی طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور دنیا کے جملہ ادیان اس کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے ہیں۔"

یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے کہ دنیا کے تمام انسانوں میں سے زمین کے پادشاہ اور دینی پیشوا ہی خاص وہ لوگ تھے جن کو حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کا امرِ مبارک براہِ راست پہنچایا گیا۔ بے شمار تاریخی الواح میں یہی لوگ کُھلّم کُھلا مخاطب کئے گئے ہیں۔ ندائے الٰہی کو لبیک کہنے کی انھیں دعوت دی گئی اور انھیں واضح اور زور دار بیان میں اس کے مظلوم مظاہر کی اپیلیں، نصیحتیں اور تنبیہیں بھیجی گئیں۔ اس وقت جب امراللہ پیدا ہوا، اور پھر جب اس کا اعلان کیا گیا، یہی لوگ تھے جو اپنی رعایا اور اپنے پیرؤوں پر پورا پورا انتظامی اور دینی اختیار رکھتے تھے۔ یہی لوگ تھے جو پادشاہت کی شان و شوکت میں جس پر ابھی تک جمہوریت کی پابندیاں عائد نہ ہوئی تھیں مست تھے یا جو بظاہر لازوال دینی اختیار کے قلعوں میں محفوظ تھے انھیں پر ان مظالم کی ذمہ واری عائد ہوتی ہے جو ان لوگوں نے کئے جن کی قسمت کی باگ ڈور ان بادشاہوں اور علماء کے ہاتھ میں تھی۔ یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ یورپ اور ایشیا کے بہت سے مُلکوں میں پادشاہوں کی خودمختاری ایک طرف اور دینی پیشواؤں کی زبردستی کے آگے غلامانہ اطاعت دوسری طرف عوام کی دینی اور سیاسی زندگی میں بڑی خصوصیت تھی۔ یہ بیچارے غُلامی کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے اس ضروری آزادی سے محروم تھے جس کے ذریعہ وہ اُس پیغام کے دعاوی اور خوبیوں کو جانچ سکتے یا اس کی حقیت کو بلا چون و چرا تسلیم کرتے۔

لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ امرِ بہائی کے بانی نے نہایت زور شور سے اور آپ کے مبشر نے ذرا کم زور کے ساتھ اپنے پیغام کو دُنیا کے بڑے بڑے حاکموں اور دینی پیشواؤں کے پاس بھیجا اور اُن کے لئے نہایت شاندار الواح نازل فرمائیں اور نہایت صریح اور پُر زور زبان میں دعوت دی کہ وہ اُن کی آواز پر کان دھریں۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انھوں نے اپنے اپنے امر کی حقیقتوں کو اُن کے سامنے

کھول کر رکھ دینے کے لئے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اپنی اپنی مصیبتوں اور بلاؤں کا بیان کیا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انھوں نے ان مواقع کی بیش قدری پر زور دیا جن سے فائدہ اُٹھانا ان بادشاہوں اور پیشواؤں کے اختیار میں تھا۔ اور انھیں بارعب لہجہ میں اُن سخت ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جو خدا کے حکم کا انکار کرنے سے اُن پر عائد ہوتی۔ اور جب انکار کیا گیا اور ان کی تکذیب کی گئی تو اس خوفناک نتیجے کی انھیں خبر دی جس کا ایسے انکار اور تکذیب سے پیدا ہونا لازمی تھا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس نے جو پادشاہوں کا پادشاہ اور خود خدا کا قائم مقام تھا، لوگوں کی بے اعتنائی، ظلم وستم اور عناد سے متاثر ہو کر یہ لطیف اور اہم پیشگوئی فرمائی :-

"انسانوں میں سے دو صاحب مناصب یعنی بادشاہوں اور علمائے دین سے اختیار چھین لیا گیا ہے۔"

فرانس کا شہنشاہ نپولین سوم جو اپنے زمانہ میں بر اعظم یورپ کا سب سے زبردست پادشاہ تھا۔ پوپ پائس نہم جو عیسائی دنیا میں کلیسائی اعلیٰ کا سب سے بڑا سردار تھا۔ اور جس کے ہاتھ میں دینی اور دنیوی دونوں اختیارات کا عصائے حکومت تھا۔ الگزنڈر دوم جو وسیع روسی سلطنت کا زار خود مختار تھا۔ مشہور ملکہ وکٹوریا جس کی سلطنت ایک عظیم الشان قطعۂ عالم پر پھیلی ہوئی تھی جو دنیا نے کبھی پہلے نہ دیکھی تھی۔ ولیم اول فاتح نپولین سوم ہنگری کا خود مختار شہنشاہ اور مشہور ومعروف مقدس سلطنت روما کا وارث تھا۔ ظالم عبد العزیز جو سلطنت وخلافت کی مجموعی طاقت کا مجسمہ تھا۔ رسوائے عالم ناصر الدین شاہ جو ایران کا خود مختار پادشاہ اور شیعۂ اسلام کا زبردست حاکم تھا۔

الغرض حضرت بہاء اللہ کے زمانہ میں سلطنت وقوت کے بڑے بڑے مجسمے یکے بعد دیگرے آپ کی خاص توجہ کے مورد ہوئے اور سب کو مختلف درجات میں اس قوت کا بوجھ اُٹھانا پڑا جو آپ کی اُن

اور خطرات کی خبروں کے ذریعے اُن تک پہنچائی گئی۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت بہاء اللہ نے اپنا پیغام فقط چند ایک پادشاہوں تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ اُن سب کو یہ پیغام پہنچایا جو زبردست قوت کے مالک اور وسیع سلطنت پر حکومت کرتے تھے۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کو بھی آپ کے قلم نے خطاب فرمایا۔ انھیں ایسے وقت میں دعوت دی۔ اور آنے والے خطرات سے آگاہی بخشی جب آپ کے ظہور کا نیر اعظم نصف النہار کی طرف بڑھ رہا تھا اور آپ اپنے بادشاہ دشمن کے ہاتھوں میں اُس کے دربار کے نزدیک ہی اسیر تھے۔ ایک قابل یاد اور مشہور لوح میں جس کا نام سورۃ الملوک ہے آپ نے سلطان (ترکی) اور اس کے وزیروں کو۔ عیسائی دنیا کے بادشاہوں کو اور باب عالی میں فرانسیسی اور ایرانی سفیروں کو قسطنطنیہ کے مسلم علمائے دین کو۔ وہاں کے بزرگوں اور اس کے باشندوں کو۔ ایران کے لوگوں کو اور دنیا بھر کے فلاسفروں کو آپ نے اس لوح میں خاص طور پر خطاب فرمایا ہے اور متنبہ کیا ہے مشرق اور مغرب کے بادشاہوں کی ساری جماعت کو آپ یوں خطاب فرماتے ہیں :-

"اے سلاطین زمین - خدا کی ندا سنو جو تمھیں اس بلند اور پھیلے درخت سے بلا رہی ہے جو مقدس میدان میں سرخ پہاڑی پر پھیلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں جو عزت والا طاقتور اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ........ اے جماعت بادشاہان خدا سے ڈرو اور اپنے آپ کو خدا کے اس بڑے فضل سے محروم نہ کرو پس اُن چیزوں کو دور پھینک دو جو تم رکھتے ہو اور خدائے علی عظیم کے دامن کو تھامو۔ اپنے دلوں کو خدا کے چہرے کی طرف متوجہ کرو۔ اور اُن سب چیزوں کو چھوڑ دو جن کے لئے تمھاری خواہشیں تمھیں ابھارتی ہیں اور اُن میں سے نہ ہو جو زیاں کار ہیں۔ اے عبد تو انھیں

علی (حضرت باب) کی نبأ (خبر) سُنا جب وہ حق کے ساتھ اُن کے پاس آیا۔ وہ اپنے ساتھ خدا کی شاندار اور حکمت سے بھری ہوئی کتاب لایا۔ اس کے ہاتھ میں خُدا کی طرف سے حجت اور دلیل اور مقدس و مبارک برہان تھی۔ مگر اے پادشاہو تم اس کے ایام میں خدا کے ذکر کی جانب متوجہ ہونے سے قاصر رہے۔ اور تم نے اُن انوارِ ھدایت کو لینے سے انکار کر دیا جو نورانی آسمان کے اُفق سے روشن ہوئے۔ تم نے اس کے امر پر غور نہ کیا۔ حالانکہ ایسا کرنا تمہارے لئے اُن سب چیزوں سے بہتر تھا جن پر سورج چمکتا ہے کاش تم جاننے والوں میں سے ہوتے۔ تم نے غفلت سے کام لیا۔ حتیٰ کہ ایران کے عالموں اور ستمگاروں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا اور ظلم کے ساتھ اُسے قتل کیا۔ اس کی روح خدا کی طرف صعود کر گئی اور اہل فردوس اور مقرب فرشتوں کی آنکھوں نے اس ظلم پر آنسو بہائے۔ خبردار! اب تم ایسی غفلت نہ کرنا جیسی تم نے پہلے کی تھی۔ پس اپنے اس خداوند خدا کی طرف رجوع کرو جو تمہارا پیدا کرنے والا ہے اور غافلوں میں سے نہ ہو۔۔۔۔۔۔

میرا چہرۂ جمال پردوں سے باہر نکل آیا ہے اور اس کے نور سے زمین اور آسمان کی سب چیزوں کو روشن کر دیا ہے پر تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی حالانکہ تم اے پادشاہوں کی عبادت اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہو تو اب اسی بات پر چلو جو میں تم سے کہتا ہوں اور اپنے دل کے کانوں سے سنو اور اُن میں سے مت ہو جو روگرداں ہیں۔ کیونکہ تمہارا افتخار تمہاری سلطنت سے نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف تمہاری نزدیکی سے ہے اور اس امر کی اطاعت کرنے سے ہے جو اس کی پاک اور محفوظ الواح میں نازل ہوا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی تمام روئے زمین کا اور جو کچھ اس میں ہے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے سب کا مالک بن جائے۔ اس کے سمندروں۔ اس کے ملکوں اس کے پہاڑوں اور اس کے میدانوں کا حاکم ہو جائے اور خدا کی طرف سے اس کا ذکر نہ ہو تو ان چیزوں میں سے کوئی چیز اسے فائدہ نہ دیگی۔ کاش تم اسے سمجھتے۔ ! ..........

استقامت کے قدموں سے اٹھو اور اُن باتوں کا تدارک کرو جن کو تم کھو بیٹھے ہو۔ پھر اس کے بحرِ اعظم کے ساحل پر اس کی ساحتِ اقدس کی طرف متوجہ ہو جاؤ تاکہ علم و حکمت کے وہ موتی جو اس نے اپنے صدرِ منیر میں جمع کر رکھے ہیں تم پر ظاہر کرے ......

خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی نسیم کو اپنے قلوب پر چلنے سے روکو یہ وہ نسیم ہے جس سے اُن کے دل جنھوں نے اپنا چہرہ اس کی طرف کیا ہے" زندہ ہوتے ہیں .........“

اسی لوح میں آپ دوسری جگہ نازل فرماتے ہیں :۔

"اے سلاطینِ ارض! خدا سے ڈرو اور اُن حدود سے تجاوز نہ کرو جو خدا نے مقرر کی ہیں۔ پھر تم اُن احکام کی متابعت کرو جو خدا نے اس کتاب میں تم پر فرض قرار دیئے ہیں اور خوب ہوشیار رہو کہ تم ان میں سے نہ ہو جاؤ جو تجاوز کرتے ہیں۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ تم کسی پر ظلم کرو خواہ رائی کے برابر ہی ہو۔ عدل کے راستے پر چلو۔ کیونکہ حقیقت میں یہی سیدھا راستہ ہے۔ اپنے اختلافات کی اصلاح کرو اور اپنے لشکروں اور اسلحۂ جنگ کی تخفیف میں لگ جاؤ تاکہ تمہارے اخراجات کا بوجھ ہلکا ہو اور تمہارے دماغ اور دل آرام پائیں۔ اُن اختلافات کو اُٹھا دو جو تمھیں ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ پھر تمھیں زیادہ لشکروں اور ہتھیاروں کی ضرورت نہ ہوگی۔ سوائے اتنے سپاہیوں اور ہتھیاروں کے جن سے تم اپنے شہروں اور اپنے علاقوں کی حفاظت کر سکو۔ خدا سے ڈرو اور خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اعتدال کی حدود سے تجاوز کرو اور مسرفین میں گنے جاؤ۔ ہم نے سنا ہے کہ تم ہر سال اپنے اخراجات کو بڑھاتے جاتے ہو اور اُن کا بوجھ اپنی رعایا پر ڈال رہے ہو۔ خوب سمجھ

کہ یہ بوجہ اُن کی حد برداشت سے زیادہ ہے اور یہ سخت ظلم ہے۔ لوگوں کے درمیان عدل کرو اور تم دنیا میں عدل و انصاف کے ظاہر کرنیوالے بنو۔ یہ ہے وہ بات جو تمھارے لائق اور تمھاری شان کے شایاں ہے اگر تم اُن میں سے ہو جو انصاف کرتے ہیں۔ .....

"خبردار! ان لوگوں سے بے انصافی نہ کرنا جو تم سے فریاد کرتے ہیں اور تمھارے سایہ تلے آجاتے ہیں۔ خدا سے ڈرو اور اُن میں سے بنو جو پرہیزگار ہیں۔ اپنی قوت اپنی فوجوں اور اپنی دولت کے بھروسہ پرست رہو۔ اپنے خداوند پروردگار پر پورا بھروسہ اور توکل رکھو۔ اسی نے تمھیں پیدا کیا ہے پس تم اپنے تمام معاملات میں اُس کی مدد کے خواستگار بنو۔ نصرت اور مدد اسی کی طرف سے آتی ہے اور جسے وہ چاہتا ہے اپنے آسمانوں اور زمینی لشکروں سے مدد دیتا ہے۔

خوب سمجھ لو کہ فقرا تمھارے درمیان خدا کی امانت ہیں خبردار تم اُس کی امانت میں خیانت نہ کرنا اور اُن کے ساتھ بے انصافی سے پیش نہ آنا اور اُن کی راہ میں نہ چلنا جو فریب و خیانت کرنے والے ہیں۔ تم کو یقیناً اُس کی امانت کے متعلق اُس دن جواب دینا ہوگا جب میزانِ عدل قائم ہوگی۔ جس دن ہر ایک کو اُس کا حق دیا جائے گا۔ جس دن ہر شخص کے اعمال خواہ وہ غنی ہو یا فقیر تولے جائیں گے ......"

حضرت بہاء اللہ عیسائی بادشاہوں کو خاص طور پر تنبیہ و ملامت کرتے ہوئے صاف و صریح زبان میں اپنے ظہور کی خصوصیت ظاہر فرماتے ہیں:-

"اے مسیحی سلاطین! کیا تم نے عیسٰی روح اللہ کا یہ کلام نہیں سنا کہ "میں جاتا ہوں اور پھر آؤنگا"؟ پھر تم نے کیوں اُسے نہ پہچانا جب وہ آسمان کے بادلوں میں تمھارے پاس پھر آیا۔ تاکہ تمھیں اس کے نزدیک لے جائے اور تم اس کے چہرے کو دیکھ سکو اور اُن میں سے ہو جاؤ جو اُس کے دیدار سے فائز ہیں! ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں "جب روح الحق آئیگا تو وہ تمھیں کُل حق کی طرف رہنمائی کریگا" تو بھی دیکھو کہ جب وہ حق لے کر آیا تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور اپنے فضول خیالات اور لہو و لعب میں مشغول رہے۔ نہ تم نے اس کا استقبال کیا اور نہ اس کے دیدار کی خواہش کی تاکہ تم خود اس کے منہ سے خدا کی آیات سنتے اور خدائے مقتدر و قدیر و عزیز و حکیم کی حکمت و دانائی سے مطلع ہوتے۔ اپنے اس قصور کے ذریعے تم نے نسائم الٰہی کو اپنے قلوب پر چلنے سے روکا اور اس کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے نفوس کو محروم کر لیا۔ اور تم اپنی شہوات بد بُری خواہشوں کی وادی میں سرگردان رہے۔ تم اور جو کچھ تمھارے قبضہ میں ہے فنا ہو جائے گا اور تمھیں یقیناً اپنے خدا کی طرف لوٹنا ہوگا اور تمھیں اپنے ان اعمال کا جواب دینا ہوگا جو تم نے اس کے سامنے کئے جو کل خلقت کو ایک جگہ جمع کرتا ہے ........"

حضرت باب نے بھی قیوم الاسماء میں جو سورۂ یوسف کی مشہور و معروف تفسیر ہے اور جو آپ نے اپنی ماموریت کے شروع میں نازل فرمائی اور جس کو حضرت بہاء اللہ نے حضرت باب کے ظہور کی "تمام کتابوں میں سب سے پہلی، سب سے بڑی اور سب سے زبردست کتاب" کا خطاب دیا ہے زمین کے حاکموں اور بادشاہوں کو یہ پُرجوش دعوت دی ہے:-

"اے جماعتِ بادشاہان و پسرانِ بادشاہان! اپنی سلطنت کو ترک کرو۔ کیونکہ حکومت درحقیقت خدا کی ہے ...... تمھاری سلطنت درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ خدا نے دُنیوی مال و دولت اُن لوگوں کے لئے رکھا ہے جو اس کا انکار کرتے ہیں ...... اے بادشاہوں کی جماعت وہ آیات جو ہم نے ہندوستان اور ترکی اور اُن سے آگے اور ملکوں کے لئے طاقت اور صداقت کے ساتھ مشرق اور مغرب کے لوگوں کے لئے نازل فرمائی ہیں ٹھیک طور پر جلد سب کو پہنچاؤ۔ ...... خدا کی قسم اگر تم نے اچھا کیا تو تم نے اپنے لئے اچھا کیا۔

اور اگر تم نے خدا اور اُس کی نشانیوں کا انکار کیا تو ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہم تمام مخلوقات اور تمام دنیوی لشکروں کے بغیر اپنا ارادہ پورا کر سکتے ہیں۔"

پھر فرمایا ہے:۔

"اے بادشاہوں کی جماعت! خدا سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے دور رہو جو تمہارے درمیان خدا کی نشانی (حضرت باب) ہے اس کے بعد کہ حق تمہارے پاس ایک کتاب اور خدا کی آیات کے ساتھ آیا جو اُس کی عجیب زبان سے تم تک پہنچائی گئیں جو تمہارے درمیان اس کا ذکر ہے۔ خدا سے فضل مانگو۔ کیونکہ خدا نے تمہارے لئے اگر تم اس پر ایمان لائے ایک ایسا باغ مقدر کیا ہے جس کی وسعت کُل فردوس کی وسعت کے برابر ہے۔"

یہ ہیں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی تاریخی تنبیہات اور نصائح جو آپ نے عام بادشاہانِ زمین کو اور خاص بادشاہانِ مسیحیت کو فرمائیں۔

میں اپنے مضمون کے ساتھ ظلم کروں گا اگر میں اُن دلیرانہ اعلانات اور عظمت سے بھری ہوئی پیشگوئیوں کو دکھوں یا اختصار کے ساتھ لکھ کر چھوڑ دوں جو فرداً فرداً بادشاہوں کو بھیجی گئیں۔ جنہوں نے خواہ وہ بادشاہ تھے یا شہنشاہ یا پوپ بے پروائی برتی یا ہمارے دین کے دو بانیوں کی تنبیہات اور خطرات سے آگاہی کو نفرت کے ساتھ رد کر دیا۔ یہاں دو ہزار یا زیادہ آیات میں سے جو حضرت بہاء اللہ کے قلم سے اور اس سے کچھ کم حضرت باب کے قلم سے یورپ اور ایشیاء کے بادشاہوں کے نام فرداً فرداً نازل ہوئیں نہ میں پوری پوری طرح لکھ سکتا ہوں جیسا کہ چاہئے اور نہ ہی میرا یہ ارادہ ہے کہ میں اُن حالات کا جو اِن حیرت انگیز بیانات کا سبب تھے یا اُن نتائج کا جو اِن بیانات سے پیدا ہوئے بیان کروں۔ آنے والے مورخین جو حضرت بہاء اللہ کے امر کے اور تشکیلی زمانوں کے اہم واقعات کو وسیع اور مکمل نظر سے دیکھ سکینگے بلاشک و شبہ ان کا صحیح اندازہ لگا سکینگے اور مفصل طریقہ پر ان الٰہی پیغاموں کے اسباب و قرائن اور نتائج بیان کر سکینگے جو بلاشک اپنی وسعت و تاثیر میں نوعِ انسان کی دینی تاریخ میں ثانی یا نظیر نہیں رکھتے۔ (باقی)

——— (ترجمہ از انگریزی) ورلڈ آرڈر امریکا | اگست سنہ ۱۹۴۱ء (مترجم عباس علی بٹ۔ بی۔ اے) ———

## نظم — دِل

(۱)
رہتا ہے اب تو شام و سحر بس یہی خیال
کس طرح سے مٹے گا مرا اضطرابِ دل

(۲)
پیتا ہوں جامِ چشم میں بھر کر شرابِ اشک
کھاتا ہوں طشتِ سینہ میں دھر کر کبابِ دل

(۳)
دشتِ بلا میں آج اکیلا میں رہ گیا
گھبرا کے ساتھ چھوڑ گئے ہیں جنابِ دل

(۴)
یوں تو بہت سے ظاہر و باطن کے ہیں عذاب
بڑھ کر ہر اک عذاب سے ہے یہ عذابِ دل

(۵)
ہوتی ہے پُرضیا مری ہستی کی کائنات
ہوتا ہے جب طلوع مرا آفتابِ دل

(۶)
مشکل نہیں جہان میں صورت کا انتخاب
دشوار ہو رہا ہے مگر انتخابِ دل

(۷)
ہم جنتِ وصال میں جائیں گے شاد شاد - کھل جائیگا کلیدِ محبت سے بابِ دل

# جلوۂ طور و ندائے ظہور

حضرت بہاء اللہ کی الواحِ مقدّسہ میں سے ایک "لوحِ عندلیب" مجموعۂ اقدس و الواح میں مطبوعہ موجود ہے تحقیق و عرفان کے شائقین کے لئے ذیل میں "لوحِ عندلیب" سے چند آیات اقتباس کر کے درج کی گئی ہیں۔ اُردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ یقین ہے کہ قلوب و ارواح کو کیفِ روحانی حاصل ہوگا۔ (مُدیر)

---

هٰذا یومٌ فیه تشرّف کلّ شئ بانوار الظّهور و لکنّ القوم اکثرهم من الغافلین ٥ انّ الطّور ینادی امام الظّهور و یدع الکلّ الی مطاف المرسلین ٥ فانظر فی النّاس و مقاماتهم انهم کانوا ان ینتظروا فی اللّیالی و الایّام من وُعِدوا به من قبل فی کتاب الله فلمّا اتی الوقت و ظهرت رایة الظّهور اعرضوا عن الله العزیز الحمید ٥

یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہر چیز ظہور کے انوار سے مشرّف ہوئی ہے۔ مگر اکثر آدمی غافل ہیں۔ ظہور کے آگے آگے طور ندا بلند کر رہا ہے اور سب کو اُس مقام کی طرف بُلا رہا ہے جہاں خدا کے فرستادہ طواف کر رہے ہیں۔

لوگوں کو دیکھو اور ان کے درجاتِ عرفان پر نظر کرو۔ وہ رات دن اپنے اُس موعودِ برحق کا انتظار کرتے تھے جس کا پہلے سے انھیں کتابِ الٰہی میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جب وقت آپہنچا اور ظہور کا جھنڈا بلند ہو گیا تو ان لوگوں نے خدائے عزیز و حمید سے مُنہ پھیر لیا۔

فاخرجوا من بیوت الظّنون و الاوهام لعمری قد اتت الایّام الّتی تزیّنت بذکرها الزّبر و الالواح ٥

اے لوگو! اب تم شبہات و اوہام کے گھروں سے باہر نکل آؤ۔ خدا کی قسم وہ دن آگئے جن کے ذکر سے کتابیں اور الواح مزیّن ہیں۔

قُل هٰذا یومٌ بشّر به محمّد رسول الله من قبل و من قبله الانجیل و الزّبور ٥ اتّقوا الله یا قوم و لا تنکروا هٰذا الفضل الّذی احاط الغیب و الشّهود ٥ دعوا ما عندکم و خذوا ما عند الله کذالک یأمرکم مطلع الوحی فی هٰذا اللّوح المسطور ٥

یہ وہی زمانہ ہے جس کی محمد رسول اللہ نے اور اُن سے پیشتر انجیل و زبور نے بشارت دی تھی۔ لوگو! خدائے شدید القوی کے فضل کا انکار نہ کرو جو تمام غیب و شہود پر محیط ہوگیا ہے۔ اپنے پاس کی چیزوں کو چھوڑ دو اور خدا کے پاس کی چیزیں لے لو۔ اس لوح مسطور میں ملیک و حی تمہیں اسی طرح حکم دے رہا ہے۔

من الناس من اراد ان یطفی نور اللہ قل تبّاً لك یا ایها الغافل البعید ۝ انه وضع امره علی اساس ثابت راسخ متین ۝ لا تزعزعه ارياح العالم ولا اشارات الامم كذالك قضی الامر فی لوح حفیظ ۝

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ خدائی روشنی کو بجھا دیں۔ کہدو کہ اے حق سے غافل اور دور! تیرے لئے تباہی ہے۔ خدا نے اپنے امر کو پائیدار، پختہ، مضبوط بنیاد پر قائم کیا ہے جسے تمام جہان کی تیز ہوائیں اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتیں اور تمام قوموں کے اشارات اُسے جنبش نہیں دے سکتے۔ محفوظ لوح میں اسی طرح حکم قطعی دیا جا چکا ہے

قل قد ظهر ما لا ظهر فی العالم اسمعوا یا قوم نداء من ینطق بین الامم ایاکم ان تحجبکم شئونات الخلق عن الحق دعوهم بانفسهم واقبلوا الی العزیز الحمید ۝

کہدو کہ اب وہ کچھ ظاہر ہوا ہے جو عالم میں پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔ اے لوگو! اُس منادی کی ندا سنو جو تمام اقوام عالم کے درمیان ہو کر بول رہا ہے۔ خبردار تمہیں خلق کی حالتیں حق سے محجوب نہ کر دیں۔ اُن لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تم خدائے عزیز و حمید کی جانب متوجہ ہو جاؤ۔

یا اهل الارض لا تجعلوا دین اللہ سبباً لاختلافکم انه نزّل بالحق لاتحاد من فی العالم اتقوا اللہ ولا تکونوا من الجاهلین ۝ طوبیٰ لمن یحب العالم خالصاً لوجه ربه الکریم ۝

اے تمام روئے زمین کے باشندو! خدا کے دین کو اپنے اختلاف کا ذریعہ نہ بناؤ۔ وہ تو واقعی تمام جہان والوں میں اتحاد کرانے کے لئے نازل ہوا ہے۔ خدا سے ڈرو اور جاہل لوگوں میں سے نہ ہو۔ مبارک ہے وہ جو محض اپنے پروردگار بزرگ کی رضا کے لئے تمام عالم سے محبت رکھتا ہے۔

قد جئنا لاتحاد من علی الارض واتفاقهم یشهد بذالك ما ظهر من بحر بیانی بین عبادی ولکن القوم اکثرهم فی بُعدٍ مبین ۝

ہم تمام اہل جہان میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے آئے ہیں۔ بندوں کے درمیان جو کچھ ہمارے دریائے بیان سے ظاہر ہوا وہ اس بات کا گواہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ حق سے نہایت ہی دور ہیں۔

قد مُنعتم عن النزاع والجدال فی کتاب اللہ رب العرش العظیم ۝ تمسکوا بما تنتفع به انفسکم واهل العالم کذالك یأمرکم مالك القدم الظاهر بالاسم الاعظم

انّهٗ لهو الآمر الحکیم ٥

خداوند عرش عظیم کی کتاب میں تمھیں لڑائی جھگڑے سے منع کیا گیا ہے۔ اُن کاموں کو مضبوط تھامو جن سے تمھیں اور تمام اہلِ جہان کو فائدہ ہو۔ وہ مالکِ قِدم تمھیں اسی طرح حکم دیتا ہے جو اسمِ اعظم کے ذریعے ظہور فرما ہے۔ یقیناً وہ آمرو حکیم ہے۔

قل یا ملأ الارض اتقوا الله ولا تتبعوا اهوائکم اسرعوا الی البحر الاعظم الذی ماج بین العالم بسلطان غلب العالمین ٥

کہدے اے زمین والو! خدا سے ڈرو اور اپنی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اُس بحرِ اعظم کی جانب تیزی سے قدم بڑھاؤ جو عالم میں ایسی قوت سے موجزن ہے جس کا غلبہ تمام کائنات پر ہے۔

قُل یا ملأ الارض تالله قد جرت سفینة الله علی بحر البیان وانها تمرّ علی البرّ والبحر لو انتم من العارفین ٥ تمسکوا بها باسم الله ربکم انّهٗ ینجیکم فضلاً من عنده انّهٗ لهو الغفور الکریم ٥

کہدے اے روئے زمین کے لوگو! خدا کی قسم کشتیِ الٰہی دریائے بیان پر رواں ہے اور وہ بر و بحر میں سب جگہ ہو کر گذر رہی ہے۔ کاش تم پہچاننے والوں میں سے ہوتے۔ اپنے پروردگار خدا کا نام لے کر اس کو خوب مضبوط تھام لو۔ وہ اپنا فضل کر کے تمھیں نجات بخشے گا۔ یقیناً وہ غفور و کریم ہے۔

یا قلم الاعلیٰ قل بندائی الاحلیٰ انجذبت الاشیاء وباسمی الابهیٰ ماج بحر الاسماء وهاج عرف الله المهیمن القیوم ٥ قل هذا الظهور رجع حدیث الطور ونفخ فی الصور وقام العباد لله العزیز الودود ٥

اے قلم اعلیٰ کہدے کہ میری میٹھی آواز سے تمام چیزیں میری طرف کھچ آئی ہیں اور میرے الابہیٰ نام سے تمام ناموں کا سمندر موجزن ہوا ہے اور خدائے مہیمن و قیّوم کی خوشبو چاروں طرف پھیل گئی ہے۔ کہدے کہ اس ظہور سے طور کا واقعہ دوبارہ ظاہر ہو گیا۔ اور صور پھونک دیا گیا اور بندے اپنے پیارے محبت کرنے والے خدا کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ضع سوائی وخذ کتابی کذلک یأمرک لسان عظمتی من هذا المقرّ الذی لا یری فیه الّا الله مالک الوجود ٥

میرے ماسوا کو الگ رکھ دو اور میری کتاب کو تھام لو۔ میری زبانِ عظمت یہی حکم دے رہی ہے اس جلوہ گاہ سے جس میں مالکِ ہستی خدا کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

یہ وہی زمانہ ہے جس کی محمد رسول اللہ نے اور اُن سے پیشتر انجیل و زبور نے بشارت دی تھی۔ لوگو! خدا سے ڈرو اور اس فضل کا انکار نہ کرو جو تمام غیب و شہود پر محیط ہوگیا ہے۔ اپنے پاس کی چیزوں کو چھوڑ دو اور خدا کے پاس کی چیزیں لے لو۔ اس لوح مسطور میں مطلع وحی تمہیں اسی طرح حکم دے رہا ہے۔

من الناس من اراد ان یطفی نور اللہ قل تباً لک یا ایھا الغافل البعید ۰ انہ وضع امرہ علی اساس ثابت راسخ متین ۰ لاتزعزعہ ارياح العالم ولا اشارات الامم کذالک قضی الامر فی لوح حفیظ ۰

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ خدائی روشنی کو بجھا دیں۔ کہدو کہ اے حق سے غافل اور دور! تیرے لئے تباہی ہے۔ خدا نے اپنے امر کو پائیدار۔ پختہ۔ مضبوط بنیاد پر قائم کیا ہے جسے تمام جہان کی تیز ہوائیں اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتیں اور تمام قوموں کے اشارات اسے جنبش نہیں دے سکتے۔ محفوظ لوح میں اسی طرح حکم قطعی دیا جا چکا ہے

قل قد ظہر ما لا ظہر فی العالم اسمعوا یا قوم نداء من ینطق بین الامم ایاکم ان تحجبکم شئونات الخلق عن الحق دعوھم بانفسھم واقبلوا الی العزیز الحمید ۰

کہدو کہ اب وہ کچھ ظاہر ہوا ہے جو عالم میں پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔ اے لوگو! اُس منادی کی ندا سنو جو تمام اقوام عالم کے درمیان ہو کر بول رہا ہے۔ خبردار تمہیں خلق کی حالتیں حق سے محجوب نہ کر دیں۔ اُن لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تم خدائے عزیز و حمید کی جانب متوجہ ہو جاؤ۔

یا اھل الارض لا تجعلوا دین اللہ سبباً لاختلافکم انہ نزل بالحق لاتحاد من فی العالم اتقوا اللہ و لا تکونوا من الجاھلین ۰ طوبیٰ لمن یحب العالم خالصاً لوجہ ربہ الکریم ۰

اے تمام روئے زمین کے باشندو! خدا کے دین کو اپنے اختلاف کا ذریعہ نہ بناؤ۔ وہ تو واقعی تمام جہان والوں میں اتحاد کرانے کے لئے نازل ہوا ہے۔ خدا سے ڈرو اور جاہل لوگوں میں سے نہ ہو۔ مبارک ہے وہ جو محض اپنے پروردگار بزرگ کی رضا کے لئے تمام عالم سے محبت رکھتا ہے۔

قد جئنا لاتحاد من علی الارض واتفاقھم یشھد بذالک ما ظھر من بحر بیانی بین عبادی ولکن القوم اکثرھم فی بعد مبین ۰

ہم تمام اہل جہان میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے آئے ہیں۔ بندوں کے درمیان جو کچھ ہمارے دریائے بیان سے ظاہر ہوا وہ اس بات کا گواہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ حق سے نہایت ہی دور ہیں۔

قد منعتم عن النزاع والجدال فی کتاب اللہ رب العرش العظیم ۰ تمسکوا بما تنتفع بہ انفسکم و اھل العالم کذالک یأمرکم مالک القدم الظاھر بالاسم الاعظم

انّهٗ لهو الآمر الحکیم ٥

خداوند عرشِ عظیم کی کتاب میں تمھیں لڑائی جھگڑے سے منع کیا گیا ہے۔ اُن کاموں کو مضبوط تھامو جن سے تمھیں اور تمام اہلِ جہان کو فائدہ ہو۔ وہ مالکِ قدم تمھیں اسی طرح حکم دیتا ہے جو اسمِ اعظم کے ذریعے ظہور فرما ہے۔ یقیناً وہ آمر و حکیم ہے۔

قل یا ملأ الارض اتّقوا الله ولا تتّبعوا اهوائکم اسرعوا الی البحر الاعظم الذی ماج بین العالم بسلطانٍ غلب العٰلمین ٥

کہدے اے زمین والو! خدا سے ڈرو اور اپنی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اُس بحرِ اعظم کی جانب تیزی سے قدم بڑھاؤ جو عالم میں ایسی قوت سے موجزن ہے جس کا غلبہ تمام کائنات پر ہے۔

قل یا ملأ الارض تالله قد سرت سفینة الله علی بحر البیان وانّها تمرّ علی البرّ والبحر لو انتم من العارفین ٥ تمسّکوا بها باسم الله ربّکم انّهٗ ینجیکم فضلاً من عنده انّهٗ لهو الغفور الکریم ٥

کہدے اے روئے زمین کے لوگو! خدا کی قسم کشتیِ الٰہی دریائے بیان پر رواں ہے اور وہ بر و بحر میں سب جگہ ہو کر گذر رہی ہے۔ کاش تم پہچاننے والوں میں سے ہوتے۔ اپنے پروردگار خدا کا نام لے کر اس کو خوب مضبوط تھام لو۔ وہ اپنا فضل کر کے تمھیں نجات بخشے گا۔ یقیناً وہ غفور و کریم ہے۔

یا قلم الاعلیٰ قل بندائی الاحلیٰ انجذبت الاشیاء وباسمی الابهیٰ ماج بحر الاسماء وهاج عرف الله المهیمن القیّوم ٥ قل بهٰذا الظهور رجع حدیث الطور ونفخ فی الصور وقام العباد لله العزیز الودود ٥

اے قلم اعلیٰ کہدے کہ میری میٹھی آواز سے تمام چیزیں میری طرف کھچ آئی ہیں اور میرے الابھیٰ نام سے تمام ناموں کا سمندر موجزن ہوا ہے اور خدائے مہیمن و قیوم کی خوشبو چاروں طرف پھیل گئی ہے۔ کہدے کہ اس ظہور سے طور کا واقعہ دوبارہ ظاہر ہو گیا۔ اور صور پھونک دیا گیا اور بندے اپنے پیارے محبت کرنے والے خدا کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ضع سوائی وخذ کتابی کذٰلک یأمرک لسان عظمتی من هٰذا المقرّ الذی لا یری فیه الّا الله مالک الوجود ٥

میرے ماسوا کو الگ رکھ دو اور میری کتاب کو تھام لو۔ میری زبانِ عظمت یہی حکم دے رہی ہے اس جلوہ گاہ سے جس میں مالکِ ہستی خدا کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

قُل انّہٗ اتیٰ بحجۃ اللہ وبرھانہ وینطق فی کلّ الاحیان الملک للہ العلیم الخبیر ٥

کہدے۔ یہ ظہور خدائی حجت۔ برہان لے کر آیا ہے اور ہردم یہی کہتا ہے کہ تمام ملک خدائے علیم وخبیر کا ہی ہے۔

انّہٗ یدعو الکل الی البحر الاعظم ولکنّ الامم اکثرھم من المعرضین ٥

یہ ظہور سب کو بحرِ اعظم کی طرف بلا رہا ہے لیکن اکثر قومیں روگرداں ہیں۔

قُل یا ملأ الفرقان قد اتی الرحمٰن بسلطانٍ مشہود ٥

کہدے اے قرآن والو! رحمٰن ایک صاف نظر آتی ہوئی قوت وقدرت کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے۔

قل یا ملأ الانجیل قد فتح باب السمآء واتیٰ من صعد الیھا وانّہٗ ینادی فی البر والبحر ویبشر الکل بھٰذا الظھور الذی بہ نطق لسان العظمۃ قد اتی الوعد و ھٰذا ھو الموعود ٥

کہدے اے انجیل والو! آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور جو آسمان پہ چلا گیا تھا وہ پھر آگیا۔ اور وہ بر وبحر میں ندا بلند کر رہا ہے اور سب کو اس ظہور کی بشارت دے رہا ہے جس کی نسبت زبانِ عظمت بول اٹھی کہ وعدہ پورا ہوگیا اور آنے والا موعود یہی ہے۔

قل لا تفسدوا فی الارض ولا تتبعوا اھوآءکم اتبعوا مآ اُمرتم بہ من لدن عالم خبیر

کہدے زمین پر فساد نہ کرو اور اپنی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو۔ تم اسی حکم کی اطاعت کرو جو تمھیں علیم و خبیر خدا کی طرف سے ملا ہے۔

قُل ھٰذا یوم فیہ ظھر کلّ امرٍ حکیم ٥ ھٰذا یومٌ قد ربح فیہ المقرّبون والمشرکون فی خسران مبین ٥ ھٰذا یوم ینادی اللہ بلسان العظمۃ ویدعو الکل الیٰ صراطہ المستقیم ٥

کہدے یہ وہ وقت ہے جسمیں ہر ایک پُرحکمت امر ظاہر وآشکار ہوا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جسمیں مقرب لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور مشرک صریح نقصان میں ہیں، یہ وہ دن ہے جسمیں خدا زبانِ عظمت سے ندا فرمارہا ہے اور سب کو اپنی صراطِ مستقیم کی طرف بلا رہا ہے۔

قل تاللہ قد ظھر ما ھو المسطور فی کتب اللہ رب العٰلمین ٥ انّہٗ ھو الذی سُمّی فی التوراۃ بیھوہ وفی الانجیل بروح الحق وفی الفرقان بالنّبأ العظیم ٥ تمسکوا یا قوم بما وعدتم بہ من قبل بلسان النبیّین والمرسلین ٥

کہدے خدا کی قسم۔ اللہ رب العٰلمین کی کتابوں میں جو لکھا ہوا تھا وہ ظاہر ہوگیا ہے۔ یہی ہے جس کا نام تورات میں یہوہ اور انجیل میں روح الحق اور قرآن میں نبأ عظیم ہے۔ لوگو! انبیاء و مرسلین کی زبانی جن کا تمھیں

پہلے سے وعدہ دیا گیا تھا اُسے مضبوطی سے تھام لو۔

ایاکم ان تمنعکم الواح النّار عن المختار وکتاب السجّین عن الحق المبین ۵

خبردار۔ الواحِ نار تمھیں خداوند مختار کی جانب متوجہ ہونے سے نہ روک دیں اور کتاب سجین تمھیں صریح حق سے محروم نہ کردے (الواحِ نار اور کتاب سجین سے مراد امراللہ کے مکذبین و معاندین کی کتابیں ہیں جو انھوں نے امرِ حق کے خلاف لکھی ہیں یا آئندہ لکھیںگے)

لعمری ھٰذا یوم التربح ولکن القوم لا یشعرون ۵ وھٰذا یوم القیام ولکن الناس ھم لا یفقھون ۵ نعیما لمن اشتعل الیوم بنار محبّۃ اللہ وویلٌ لکلّ غافل محروم ۵

اپنی زندگانی کی قسم! یہ دن فائدہ اٹھانے کا ہے مگر قوم بے خبر ہے۔ یہ اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت ہے لیکن لوگ سمجھتے ہی نہیں۔ کیا ہی خوش حال ہے وہ انسان جو آج محبتِ الٰہی کی آگ سے بھڑک اٹھا اور ہر ایک غافل محروم پر افسوس

قد ارتفعت الصیحۃ بالحق وسجد البرھان لوجہ الرحمن وطافت الحجّۃ حول عرشی العظیم ۵

آوازۂ حق بلند ہوگیا اور دلیل و بُرہان جلوۂ رحمٰن کے روبرو سر بسجود ہے اور حجت میرے عرشِ عظیم کا طواف کر رہی ہے۔

ایاک ان یمنعک ذکر عن الذکر الاعظم او یحجبک شیءٌ عن مشرق الاٰیات ۵

خبردار۔ کوئی بھی ذکر تمھیں اس ذکرِ اعظم سے نہ روکے اور کوئی بھی چیز تمھارے اور اس مشرقِ آیات کے درمیان حجاب حائل نہ ہونے پائے

قل ھٰذا یوم الفرح الاعظم وانتم لا تشعرون ۵ قد ماج بحر العلم امام عیونکم وانتم لا تبصرون ۵ قل قد فتح باب فردوسی الاعلیٰ ولکنّ الناس عنہ معرضون ۵

کہدے یہ بڑی فرحت و مسرت کا دور ہے اور تم بے خبر ہو۔ علم کا سمندر تمھاری آنکھوں کے سامنے موجزن ہے اور تم نہیں دیکھتے۔ کہدے میری فردوسِ اعلیٰ کا دروازہ کھُل گیا ہے مگر لوگ اس سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

قل یا قوم انہٗ لا یشار باشاراتکم ولا یمشی فی طرقکم قد ظھر بالحق واظھر صراطہ المستقیم وانّہٗ لھو المذکور فی صحف القبل والموعود فی کتب اللہ ربّ العٰلمین ۵

کہدے کہ اے قوم! وہ تمھارے اشارات و خیالات سے بالاتر ہے اور وہ تمھاری راہوں پر نہیں چلتا۔ وہ حق و حقیقت کے ساتھ نمودار ہوا ہے اور اس نے اپنا سیدھا راستہ ظاہر و آشکار کر دیا ہے۔ یقیناً یہی ہے جو پہلے صحیفوں میں مذکور اور خدائے ربّ العٰلمین کی کتابوں میں موعود تھا۔

قل انا وضعنا العلم لیھدی الناس الی صراط اللہ العلیّ العظیم۔ طوبیٰ لعالم بہٖ وجد عرف المعلوم واقبل الی الافق الاعلیٰ بیقین مبین ۵

کہدے بلاشک ہم نے علم کو اسی لئے مقرر کیا ہے کہ لوگوں کو خدائے برتر و بزرگ کی راہ دکھائے۔ اس عالِم کو مبارک باد جس نے

علم کے ذریعے حقِ معلوم کی خوشبو پائی اور نمایاں یقین کے ساتھ افقِ اعلیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

قل یا قوم قد اتی یوم القیام قوموا عن مقاعدکم و سبحوا بحمد ربکم العلیم الحکیم ٥

کہدے اے قوم! قیام کا زمانہ آگیا۔ اپنی نشستگاہوں سے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے پروردگار علیم و حکیم کی حمد و ثنا میں تسبیح و تقدیس کرو۔

قد ارتفعت الصیحۃ واتت الساعۃ وظہرت القارعۃ ولکن القوم فی حجاب مبین ٥

ندائے حق بلند ہو گئی۔ مقررہ ساعت آگئی۔ دل ہلا دینے والی حالت ظاہر ہو گئی۔ لیکن قوم ابھی تک ایک نمایاں پردۂ غفلت میں پڑی ہوئی ہے۔

قل یا قوم لا تفسدوا فی الارض ولا تسفکوا الدماء ولا تأکلوا اموال الناس بالباطل ولا تتبعوا کل ناعق رجیم ٥

کہدے اے قوم! ملک میں فساد نہ کرو اور خونریزی نہ کرو۔ اور ناجائز طریق پر لوگوں کے مال نہ کھاؤ اور کسی چیخنے والے راندۂ درگاہ کی پیروی نہ کرو۔

قوموا علی خدمۃ الامر و ذکروا الناس بیوم اللّٰہ وظہورہ بالحکمۃ التی انزلناھا فی کتاب مبین ٥

امر اللہ کی خدمت پر کمربستہ ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو یوم اللہ اور اس کے ظہور کی خبر و نہالیش کرو اس حکمت و دانائی کے ساتھ جو ہم نے کتاب مبین میں نازل کی ہے۔

قل ایاکم ان تمنعکم الشئونات الفانیہ عن مالک البریہ دعوا ما عندکم وخذوا ما امرتم بہ بقوۃ من لدی اللّٰہ المقتدر القدیر ٥

کہدو خبردار۔ فانی حالات تمھیں مالکِ جہان کے قرب سے نہ روکیں۔ اپنی باتیں چھوڑ دو اور خدائے مقتدر و قدیر کی جانب سے جن باتوں کا تمھیں حکم دیا گیا ہے وہ اختیار کر لو۔

البہاء علیکم وعلی امائی اللائی اقبلن وسمعن واجبن مالک یوم الدین

الحمد للّٰہ رب العلمین

تم پر اور میری اُن کنیزوں پر جنھوں نے متوجہ ہو کر مالکِ یومُ الدّین کا حکم سُنا اور قبول کیا چمکتی ہوئی روشنی اور عنایت۔

تمام حمد و ثنا خدائے رب العٰلمین
کے لئے مخصوص ہے

# ڈان بریکرز یا مطالعُ الانوار

## دیباچہ

امرِ بہائی نے دنیا میں اچھی شہرت حاصل کر لی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ نبیل کا یہ بے نظیر مقالہ جو آپ نے تاریک ایران میں اس امر کے آغاز کے بارے میں لکھا ہے بہت سے ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ تاریخی واقعات جو آپ نے نہایت تندہی اور دیانت داری سے لکھے ہیں غیر معمولی حیثیت رکھتے ہیں مقالہ کی دل ہلا دینے والی عبارات اور اس کے اصل مضمون کی شوکت نہ صرف تاریخی لحاظ سے ہی بے نظیر ہیں بلکہ ان کی اخلاقی قوت بھی بہت بلند و اعلیٰ ہے۔ اس کی علمی حیثیت بہت بلند ہے اور جوں جوں ہم اسے پڑھتے جاتے ہیں اس کی روشنی تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عین آدھی رات میں سورج کی روشنی پھوٹ پڑی ہے۔ ساری کی ساری کتاب جدّ و جہد اور شہادت کے واقعات سے مملو ہے۔ اس کے دل ہلا دینے والے منظر اور اس کے خون آلود واقعات صفحہ صفحہ پر موجود ہیں۔ بدکاری۔ مذہبی دیوانگی اور جور، صلح و اصلاح کے امر کو برباد کرنے کے لئے مل کر کمربستہ ہوتے ہیں۔ اور کتاب کی موجودہ جلد کا خاتمہ اس مقام پر ہوتا ہے جہاں نفرت کا طغیان اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا معلوم ہوتا ہے یعنی ایران کا ہر مرد۔ عورت اور بچّہ جو حضرت باب کی تعلیمات کی طرف ذرا بھی جھکا ہوا ہلا دہ یا تو جلاوطن کر دیا جاتا ہے یا موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے۔

نبیل نے جس نے کہ بہت سے وہ واقعات جنھیں وہ بیان کرتا ہے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے ان مردوں اور عورتوں کے بارے میں جن پر یہ ظلم ڈھائے گئے تھے اور اس امر کے بارے میں جس کا اس پرجوشی سے تعاقب کیا گیا تن تنہا بیچے اور صحیح واقعات لکھنے کے لئے اپنی قلم اٹھائی۔

آپ کا طرزِ تحریر عموماً سادہ ہے مگر جہاں کہیں آپ کے جذبات میں ہیجان پیدا ہوا ہے وہاں آپ کا بیان زوردار اور جوشیلا ہو گیا ہے آپ حضرت بہاء اللہ اور اُن کے پیشرو کے دعاوی کو کسی خاص قاعدے سے بیان نہیں کرتے۔ آپ کا مقصد صرف امرِ بہائی کے آغاز کے واقعات کو نہایت سادگی سے پیش کرنا اور اس کے اوّلین علمبرداروں کے کارناموں کو محفوظ کرنا ہے۔ آپ واقعات کا ایک سلسلہ بیان کرتے ہیں اور ہر واقعہ کی تائید میں نہایت کوشش کے ساتھ اسناد پیش کرتے ہیں اس لئے آپ کی کتاب اگرچہ علمی اور ادبی نقطۂ نظر سے کم درجہ کی ہو مگر اس کا درجہ اس بات میں بالکل لاثانی ہے کہ یہ امرِ بہائی کی تاریخ کے اوّلین واقعات کو لفظ بلفظ جیسا کہ آپ نے خود انھیں دیکھا تھا یا دیگر معتبر ذرائع سے سنا تھا پیش کرتی ہے۔

آپ کی تاریخ کے خاص خاص عنوان (حضرت باب کی شجیع و مقدس شخصیت جو اگرچہ حلیم و متین تھے مگر جوش سے پُر۔ اولو العزم اور دلیر تھے۔ آپ کے پیرؤں کی فدا کارانہ عقیدت جنھوں نے ظلم و ستم کو نہ صرف بے نظیر حلم و ہمت سے برداشت کیا بلکہ اکثر اوقات نہایت خوشی اور شوق سے اسے سہا۔ ایک حاسد طبقۂ علماء کا غضب و غصّہ جنھوں نے اپنے مطلب کے لئے خون کے پیاسے عوام کو بھڑکایا) یہ سب ایسی سادہ

زبانِ حال سے گویا ہیں کہ انھیں سب سمجھ سکتے ہیں۔ مگر اس تاریخ کو کما حقہٗ سمجھنا یا اُس کام کی اہمیت کا جو حضرت بہآء اللہ اور آپ کے پیشرو نے کیا صحیح صحیح اندازہ لگانا اُس وقت تک محال ہے جب تک ہم ایران کی حکومت اور ملت۔ اس کے لوگوں کی رسومات اور وہاں کے حکام اور رعیت کی اخلاقی حالت کو نہ سمجھ جائیں۔ نبیل نے اپنی تاریخ کو یہ سمجھکر لکھا ہے کہ اس کے ناظرین اِن حالات سے واقف ہیں۔ اُس نے شاہِ ایران اور سلطانِ ترکی کی بادشاہتوں کے باہر کہیں سفر نہ کیا تھا۔ اس لئے اسے یہ خیال بھی نہ آیا کہ اپنے اور غیر ممالک کے تمدن کا مقابلہ کرے اس کا مطمحِ نظر مغرب کے لوگ نہ تھے۔ اگرچہ وہ یہ جانتا تھا کہ جو مواد اس نے جمع کیا ہے وہ قومی یا اسلامی اہمیت سے کہیں بڑھ کر ہے اور جلد ہی یہ مشرق اور مغرب میں پھیل جائے گا، اور ساری دُنیا کو گھیر لیگا۔ مگر پھر بھی وہ مشرقی تھا اور مشرقی زبان میں اُن لوگوں کے لئے لکھ رہا تھا جن کی وہ مادری زبان تھی۔ یہ بے نظیر کام جو اُس نے ایسی وفاداری سے کیا خود ایک بہت اہم اور بہت محنت طلب کام تھا۔

خوش قسمتی سے زبانِ انگریزی میں اُنیسویں صدی کے ایران کے بارے میں بہت سی کتابیں موجود ہیں جو مغربی ناظرین کو اس مضمون پر کافی اطلاع بہم پہنچاتی ہیں۔ فارسی کتابوں سے جن کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ لارڈ کرزن۔ سر جے میلکم اور بہت سے دوسرے یورپین سیاحوں کی کتابیں اُن حالات کی بھیانک مگر ہو بہو اور صاف تصویر ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں جن سے حضرت باب کو جب انھوں نے اُنیسویں صدی کے وسط میں امر کا اعلان فرمایا دو چار ہونا پڑا۔

تمام کے تمام عینی شاہد متفقاً بیان کرتے ہیں کہ ایرانی لوگ کمزور اور پسماندہ قوم تھے جو فاسد کاموں اور زبردست تعصبات کے سبب خود اپنے آپ میں بٹے ہوئے تھے۔ نااہلیت اور عُسرت جو اخلاقی پستی کا نتیجہ ہیں ملک میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک کوئی بھی ایسا نہ تھا جسمیں اصلاحات کے طریقوں کو جاری کرنے کی قابلیت ہو یا جو ملک کے حالات کو بہتر بنانے کی کچھ نمود دار خواہش بھی رکھتا ہو۔ قومی تکبر انھیں شیخی آمیز خود ستائی کا سبق دیتا تھا۔ ایک مُردہ سکون سب چیزوں پر چھایا ہوا تھا۔ اور ایک عام دماغی سکتہ کی حالت نے ترقی کو ناممکن بنایا ہوا تھا۔

تاریخ کے پڑھنے والے کے لئے اس قوم کا انحطاط جو کسی وقت طاقتور اور ارجمند تھی نہایت ہی تاسف انگیز تھا۔ حضرت عبدالبہاء جو باوجود اُن سب مظالم کے جو اس قوم نے حضرت بہآء اللہ۔ حضرت باب اور خود آپ پر کئے اپنے ملک سے محبت رکھتے تھے۔ ان کی اس تذلیل کو "تجزیۂ قوم" کہا کرتے تھے۔ اور اپنی کتاب "مدنیہ" میں جسمیں آپ نے اپنے اہلِ وطن کے قلوب کو کامل و اساسی اصلاحات کے جاری کرنے کی ترغیب دی ہے اس قوم کی موجودہ حالت پر پُر جوش اور عقدت آمیز نوحہ کیا ہے جس کی فتوحات ایک زمانہ میں مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی تھیں اور جو نوعِ انسان کے تمدن کی بنیاد ڈالنے میں سب سے اول صف میں گنی جاتی تھی آپ لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ پہلے زمانہ میں ایران قلبِ عالم تھا اور یہ قوم دوسری قوموں کے درمیان ایک روشن شمع کی طرح تھی۔ نوعِ انسان کے اُفق سے اس کا نور و اقبال صبحِ صادق کی طرح چمکتا تھا جو علم کی روشنی کو پھیلاتا اور مشرق و مغرب کی قوموں کو روشن کرتا تھا۔ اس کے سلاطینِ فاتح کی شہرت کا آوازہ دنیا کے اس سرے سے اُس سرے کے رہنے والوں تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے شہنشاہوں کے جلال نے یونان اور روما کے حکمرانوں کو نیچا دکھایا۔ اُس کی سیاسی حکمتِ عملی دانایانِ جہان کو مرعوب کرتی اور دنیا کے حکمران اس کی سیاسی تدبیر کے مطابق قوانین مرتب کرتے۔ ساری دنیا کی قوموں میں ایرانی "فاتحین کے فاتح" مشہور تھے اور اپنے علم و تمدن کے لئے بجا طور پر سراہے جاتے تھے۔ اُن کا ملک تمام علوم و معارف کا مشہور مرکز

تمدن کی کان اور نیکیوں کا سرچشمہ تھا ........ اب کیا ہوا کہ اس اعلیٰ ترین ملک نے کاہلی سستی اور لاپرواہی کے سبب علم وتنظیم کے فقدان سے اس کے لوگوں میں جوش وخروش کے نہ ہونے سے اپنے اقبال کے نورکو مدھم اور بجھنے کے قریب قریب کردیا ہے۔

دوسرے مصنفین نے اُن رنجیدہ حالات کا جن کی طرف حضرت عبدالبہا اشارہ کرتے ہیں پورا پورا حال لکھا ہے۔

حضرت باب کے اعلان کے وقت بقول لارڈ کرزن ایرانی حکومت علماء وقت کے ہاتھ میں تھی۔ رسماً تو یہ مذہبی حکومت تھی مگر حقیقت میں یہ بے نام و ننگ قوم۔ بیرحم اور فاسدالاخلاق تھی۔ اس کی بُنیاد مسلمانی کٹرپن پر تھی۔ جو حکومت اور لوگوں کی معاشرتی زندگی میں رچا ہوا تھا۔ کوئی قانون و آئین نہ تھا۔ نہ کوئی ایسی شخصیت ہی تھی جو رفاہِ عام کے کاموں کی سربراہ ہوتی۔ اسمیں نہ تو کوئی ایوانِ امراء ہی نہ تھا نہ کوئی پریوی کونسل تھی۔ نہ کوئی مجلسِ علماء تھی اور نہ کوئی پارلیمنٹ تھی۔ شاہ خود مختار تھا اور اُس کی بے آئین حکومت کا اثر تمام افسرانِ حکومت یعنی وزرار اور گورنروں سے لے کر ایک معمولی کلرک حتیٰ کہ ایک گاؤں کے چودھری سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ کوئی دیوانی عدالت قائم نہ تھی جو بادشاہ کی طاقت کو روکتی یا اس پر کوئی ترمیمی اثر ڈالتی۔ نہ ان اختیارات کی اصلاح کرنے کے لئے جو وہ اپنے ماتحت افسروں کو دینا چاہے کوئی تنظیم تھی۔ اگر کوئی قانون تھا تو یہ بادشاہ کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات تھی۔ بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا کرسکتا تھا۔ جسے چاہتا وہ وزیر۔ حاکم اور افسر ومنصف مقرر کرتا۔ اور جسے چاہتا اُسے برخاست کر دیتا تھا۔ زندگی اور موت کا اختیار اس کے ہاتھ میں تھا۔ اپنے گھرانے اور اپنے دربار کے فوجی یا غیر نظامی جس فرد کو چاہتا مروا دیتا اور اس کے حکم کے خلاف کوئی اپیل نہ تھی۔ کسی کی جان لے لینے کا حق اُسے حاصل تھا۔ اور اسی طرح حکومت کے سب شعبے مثلاً قانون سازی۔ قوۂ اجرائیہ اور قوۂ قضائی سب کے سب صرف اُس کے ہاتھ میں تھے۔ اُس کے شاہانہ امتیازی حق کے لئے کوئی تحدیدی قید یا حد مقرر نہ تھی۔

شہزادے سارے ملک بھر میں سب سے اچھے اور سب سے زیادہ پُرمنفعت عہدوں پر زبردستی لگا دیئے جاتے تھے اور جوں جوں نسل بڑھتی گئی انھوں نے بے شمار چھوٹے چھوٹے عہدوں پر بھی قبضہ جمالیا۔ حتیٰ کہ مُلک اِن شاہی نکھٹوؤں کے بوجھ سے دب گیا۔ اِن عیش پرست اور تن پرور شہزادوں کا اِن عہدوں پر سوائے اسکے کہ وہ شاہی خاندان سے تھے اور کوئی حق نہ تھا۔ یہ ملک میں دور و نزدیک ہر جگہ بکثرت پائے جاتے تھے۔ اسی لئے ایران میں یہ مثل مشہور ہوگئی تھی کہ "اونٹ۔ کھٹمل اور شہزادے ہر جگہ موجود ہیں"۔

بادشاہ اگر کبھی کسی مقدمہ کا جو اس کے سامنے لایا جاتا، منصفانہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا تو وہ ایسا نہ کرسکتا تھا۔ کیونکہ وہ ان اطلاعات پر جو اسے بہم پہنچائی جاتی تھیں، بھروسہ نہ کرسکتا تھا۔ یا تو ضروری باتیں اُس تک پہنچتی ہی نہ تھیں یا واقعات کو رشوت خور افسروں اور علاقہ مند گواہوں کے ذریعے توڑ مروڑ کر اُس تک پہنچایا جاتا تھا۔

(باقی آئندہ)

---

# جہانِ حق میں نئی خلق

جب کوئی پیغمبر آتا ہے لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔ وہ تعجب کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہی یہ شخص پیغمبر ہو گیا۔؟ قومی موت کا دماغوں پر کچھ ایسا مایوس کن اثر ہوتا ہے کہ کسی عظیم ہستی کا مبعوث ہو جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قدرت اپنا کام کئے بغیر نہیں رہتی۔ نئی زندگی کا صور پھونکنے والا انسان اپنے وقت پر پیدا ہو کر رہتا ہے۔ مردہ قوم کے قالب میں نئی روح آتی ہے خاکِ مذلت پر سونے والے جاگ اٹھتے ہیں۔ ایک نیا حشر برپا ہوتا ہے۔ ہل چل مچتی ہے۔ انقلاب آتا ہے۔ آسمان زمین بدل جاتے ہیں۔ زندگی کی نئی کتاب کھلتی ہے۔ نیا پروگرام شروع ہوتا ہے۔ جو لوگ نئی تنظیمِ الٰہی کو قبول کرتے ہیں زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ صداقت سے بے رخی کرتے ہیں الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ دورِ جدید میں ہدایت کا آسمانِ وسیع لوگوں کے سروں پر بلند ہو جاتا ہے۔ تازہ اصلاحات کی زمین ان کی نظروں کے سامنے پھیل جاتی ہے۔ صدق و استقامت کے پہاڑ قائم ہو جاتے ہیں۔ مفید تحریکات کی کشت زار لہلہاتی ہے مدہوشوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں عقلیں روشن ہوتی ہیں۔ حقائق کے چمنستان مہکنے لگتے ہیں آسمانی پانی سے مرا ہوا دلیس جی اٹھتا ہے۔ لوگ نئی زندگی پاتے ہیں۔ نئی پود ترقیات کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچے پیغمبر کو جھوٹا کہتے ہیں گذشتہ زمانے میں بھی بہت سی قوموں نے سچے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قومیں تباہ ہو گئیں۔ ان پر خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور جن لوگوں نے پیغمبروں کا کہا مانا وہ عزت اور ترقی پا گئے۔ یہ خدا کا

قانون ہے۔ پیغمبروں کا آنا اور نئی امت کا برپا ہونا ایک قدرتی کام جو اب تک ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ پہلے بھی خدا نے پیغمبر بھیجے اور بہت سی امتیں پیدا فرمائیں تو کیا اب وہ اس کام تھک گیا ہے؟ جو نیا پیغمبر اور نئی امت نہ بنائے؟ توبہ توبہ! ا ذاتِ پاک اپنے کاموں میں تھکنے اور معطل ہو جانے سے مقدس و م ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ جو اس قسم کی نئی پیدائش کے م اب بھی ایسی نئی پیدائش کے زیرِ اثر ہیں۔ عالم میں نئی آفرینش ہوائیں چل رہی ہیں۔ دورِ جدید کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور کسی نہ رنگ میں یہ سب لوگ جدت کی فضا سے متاثر ہو رہے ہیں۔

وہ خدا جس نے انسان کو بنایا ہے انسان کی طبعی و فطری اقتا خوب جانتا ہے اور اس کے جذبات و خیالات سے اچھی طرح باخبر اس کے روحانی ولولے اور نفسانی وسوسے سب خدا کی نظر میں وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔ وہ انسا اور پوشیدہ تمام حرکات و سکنات کا علم رکھتا ہے۔ جو آدمی اچھی ا شوق سے قبول کرتا ہے خدا اُسے بھی جانتا ہے اور جو آدمی علی خ بری بات اختیار کرتا ہے وہ بھی خدا کے سامنے ہے۔ اور جو بولنے بات بولتا ہے خدا سب کچھ سنتا ہے۔ اور پوری نگرانی سے اُ کا انسان کے اندر ہی ذخیرہ کر دیتا ہے بلکہ وہ اثر دوسروں تک ہے۔ اثر لینے اور دینے کا قانون دنیا میں تسلسل قائم ہے۔ اسی رونما ہوتا ہے کہ جب کوئی پیغمبر برحق آتا ہے تو بہت سے لو سمجھتے ہیں صداقت پر فدا ہو جاتے ہیں اور ارادۂ حق سے اپنے

ہوجاتے ہیں کہ اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو حق کی جستجو میں سست بلکہ مردہ ثابت ہوتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا رہ کر ابدی زندگی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اہلِ حجاب راہِ حق میں جانبازی سے گریز کرتے ہیں۔ پر اہلِ ایمان انکارِ حق سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ جب حکمِ الٰہی سے نئی بعثت کا صُور پھونک دیا جاتا ہے تو لبیک کہنے والے رضائے محبوب کی جنتِ فردوس میں داخل ہوتے ہیں اور اعراض و انکار کرنے والے اپنے اعمال کی پاداشں میں موردِ غضب ہوتے ہیں۔ اور دیکھو تمام لوگ عذاب یا ثواب کی طرف چلے آرہے ہیں۔ جو راستباز ہیں وہ گلشنِ کامیابی کی طرف اور جو ناراست ہیں وہ آتشِ ناکامی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور ہر شخص کو اس کا خیال اپنی متعلقہ سمت کی جانب کھینچے لئے جا رہا ہے۔ نیکوں کا خیال نیکی کی طرف اور بدوں کا خیال بدی کی طرف ڈھکیل رہا ہے اور ہر نیک و بد کا اچھا اور بُرا عمل اس کی باطنی کیفیت کا سچا گواہ بنا ہوا ہے۔ اب جو حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُس کی چشمِ بصیرت کھل جاتی ہے اور نظر تیز ہوجاتی ہے۔ اس کے ساتھی نیک دل انسان بھی خوش ہوکر یہی کہنے لگتے ہیں کہ نیکی و چشمِ بصیرت ہی ہمارا فراہم کردہ سرمایۂ حیات ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ نعمت اس نے ہمیں عطا فرمائی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہی دونوں (خیالؐ اور عملؐ) انسان کو نجات دلاتے ہیں اور یہی دونوں جہنم میں پہنچاتے ہیں۔ اعتقادِ بد اور عملِ بد جب مل جاتے ہیں تو انسان کو ناشکرا۔ ہٹ دھرم۔ شریر۔ سرکش۔ وہم پرست۔ مشرک بنا دیتے ہیں اور ابدی ہلاکت و مصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں بُرے آدمی کے ساتھی بھی یہی کہنے لگتے ہیں کہ یہ کمبخت تو آپ ہی ڈوب گیا کوئی ہم نے تھوڑا ہی ڈبویا۔ سو حقیقت میں یہ باتیں بھی تھوتھا جھگڑا ہیں۔ قدرت کا قانونِ عام ہے کہ ہر شخص اپنے کئے کی سزا پاتا ہے گا جیسی کرنی ویسی بھرنی اٹل بات ہے۔ قدرت کا سلوک ہر شخص سے انصاف کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہنم منہ پھاڑے ہوئے چیختی ہے "اور لاؤ اور لاؤ" مگر کسی بے گناہ کو جہنم کے پیٹ میں نہیں ڈالا جاسکتا اور جنت تو نیک آدمیوں کے پاس ہی ہے دور نہیں۔ حق پرست اور ہونے والے، اعمال کی پوری نگرانی کرنے والے یقیناً جنتِ فردوس کے مستحق ہیں جن پر خدائے رحمٰن کی ہیبت چھائی ہوئی ہے اور وہ ایک تندرست دل رکھتے ہیں۔ وہ امن و سلامتی کے ساتھ فردوسِ بریں میں داخل ہوتے ہیں اور حیاتِ جاودانی پاتے ہیں وہاں جو کچھ چاہتے ہیں ملتا ہے بلکہ ان کے خیال سے بھی بڑھ کر بہت کچھ ہے۔ اب جو انکارِ حق پر کمر بستہ ہیں ان سے پہلے ان سے بھی زیادہ زوردار۔ ملکوں میں کارہائے نمایاں کرنے والے لوگ تھے۔ جو انکارِ حق کی وجہ سے تباہ و برباد ہوگئے تو کیا اب یہ لوگ بچ جائیں گے؟

یقیناً مذکورہ بالا بیانات میں اہلِ دل کے لئے اور کان لگا کر سننے والوں کے لئے کافی نصیحت و عبرت ہے۔ خداوندِ عالم نے حضرت آدم سے حضرت خاتم تک دینی کائنات کے آسمان و زمین چھ دن یعنی چھ ہزار سال میں بنائے ہیں۔ ایک دن خدا کی اصطلاح میں ایک ہزار سال کا ہوتا ہے ساتواں ہزار حضرت خاتم کا دَور تھا جو دورِ نبوت کا آخری زمانہ ہوا اور اب اس کے بعد قیامتِ کبریٰ کا یومِ عظیم ہے جو ۱۲۶۰ھ سے شروع ہوچکا ہے جبکہ اسرافیلِ وقت حضرت سید علی محمد باب نے قیامت کا پہلا صُور پھونک دیا تھا۔ اور پھر حضرت بہاء اللہ نے دوسرا صُورِ اعظم پھونکا۔ خداوندِ عالم خلق پر خلق اور اُمت پر اُمت بناتا ہے۔ اس سے کبھی تھکتا نہیں ہے۔ مگر اہلِ حجاب طرح طرح کی مایوسانہ اور معترضانہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ علم و ایمان والوں کو اُن سے پژمردہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ نہایت استقلال سے دعوتِ حق میں مصروف رہنا چاہئے ... وہ علم و اعتقاد پھیلاتے رہنا چاہئے جس سے خداوندِ قدوس کی شانِ عظمت و تقدیس ظاہر ہوتی ہے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قانونِ الٰہی کے مطابق ہر زمین کا آفتاب جیسے

# جہانِ حق میں نئی خلق

جب کوئی پیغمبر آتا ہے لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔ وہ تعجب کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہی یہ شخص پیغمبر ہو گیا۔؟ قومی موت کا دماغوں پر کچھ ایسا مایوس کن اثر ہوتا ہے کہ کسی عظیم ہستی کا مبعوث ہو جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قدرت اپنا کام کئے بغیر نہیں رہتی۔ نئی زندگی کا صور پھونکنے والا انسان اپنے وقت پر پیدا ہو کر رہتا ہے۔ مردہ قوم کے قالب میں نئی روح آتی ہے خاکِ مذلت پر سونے والے جاگ اٹھتے ہیں۔ ایک نیا حشر برپا ہوتا ہے۔ ہل چل مچتی ہے۔ انقلاب آتا ہے۔ آسمان زمین بدل جاتے ہیں۔ زندگی کی نئی کتاب کھلتی ہے۔ نیا پروگرام شروع ہوتا ہے۔ جو لوگ نئی تنظیم الٰہی کو قبول کرتے ہیں زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ صداقت سے بے رخی کرتے ہیں الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ دورِ جدید میں ہدایت کا آسمانِ وسیع لوگوں کے سروں پر بلند ہو جاتا ہے۔ تازہ اصلاحات کی زمین اُن کی نظروں کے سامنے پھیل جاتی ہے۔ صدق و استقامت کے پہاڑ قائم ہو جاتے ہیں۔ مفید تحریکات کی کشت زار لہلہاتی ہے مدہوشوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں عقلیں روشن ہوتی ہیں۔ حقائق کے چمنستان مہکنے لگتے ہیں آسمانی پانی سے مرا ہوا دیس جی اٹھتا ہے۔ لوگ نئی زندگی پاتے ہیں۔ نئی پود ترقیات کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچے پیغمبر کو جھوٹا کہتے ہیں گذشتہ زمانے میں بھی بہت سی قوموں نے سچے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قومیں تباہ ہو گئیں۔ ان پر خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور جن لوگوں نے پیغمبروں کا کہا مانا وہ عزت اور ترقی پا گئے۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ پیغمبروں کا آنا اور نئی اُمت کا برپا ہونا ایک قدرتی کام ہے جو اب تک ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ پہلے بھی خدا نے بہت پیغمبر بھیجے اور بہت سی اُمتیں پیدا فرمائیں تو کیا اب وہ اس کام سے تھک گیا ہے؟ جو نیا پیغمبر اور نئی اُمت نہ بنا سکے؟ توبہ توبہ! وہ ذاتِ پاک اپنے کاموں میں تھکنے اور معطل ہو جانے سے مقدس و منزہ ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ جو اس قسم کی نئی پیدائش کے منکر ہیں اب بھی ایسی نئی پیدائش کے زیر اثر ہیں۔ عالم میں نئی آفرینش کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ دورِ جدید کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں یہ سب لوگ جدت کی فضا سے متأثر ہو رہے ہیں۔

وہ خدا جس نے انسان کو بنایا ہے انسان کی طبعی و فطری اقتضاء کو خوب جانتا ہے اور اس کے جذبات و خیالات سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس کے روحانی ولولے اور نفسانی وسوسے سب خدا کی نظر میں ہیں۔ وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔ وہ انسان کی [illegible] اور پوشیدہ تمام حرکات و سکنات کا علم رکھتا ہے۔ جو آدمی اچھی بات [illegible] شوق سے قبول کرتا ہے خدا اُسے بھی جانتا ہے اور جو آدمی دلی خواہش [illegible] بُری بات اختیار کرتا ہے وہ بھی خدا کے سامنے ہے۔ اور جو بولنے والا کو[illegible] بات بولتا ہے خدا سب کچھ سُنتا ہے۔ اور پوری نگرانی سے اُس کے [illegible] کا انسان کے اندر ہی ذخیرہ کر دیتا ہے بلکہ وہ اثر دوسروں تک بھی [illegible] ہے۔ اثر لینے اور دینے کا قانون دنیا میں تسلسل قائم ہے۔ اسی سے [illegible] رونما ہوتا ہے کہ جب کوئی پیغمبرِ برحق آتا ہے تو بہت سے لوگ [illegible] سچے ہیں صداقت پر فدا ہو جاتے ہیں اور پائندہ ہوتے ہیں۔ ایسے [illegible]

ہو جاتے ہیں کہ اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو حق کی جستجو میں سست بلکہ مردہ ثابت ہوتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا رہ کر ابدی زندگی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اہلِ حجاب راہِ حق میں جانبازی سے گریز کرتے ہیں۔ یہ اہل ایمان انکارِ حق سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ جب حکم الٰہی سے نئی بعثت کا صُور پھونک دیا جاتا ہے تو لبیک کہنے والے رضائے محبوب کی جنتِ فردوس میں داخل ہوتے ہیں اور اعتراض و انکار کرنے والے اپنے اعمال کی پاداش میں موردِ غضب ہوتے ہیں۔ اور دیکھو تمام لوگ عذاب یا ثواب کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ جو راستباز ہیں وہ گلشنِ کامیابی کی طرف اور جو ناراست ہیں وہ آتشِ ناکامی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور ہر شخص کو اس کا خیال اپنی متعلقہ سمت کی جانب کھینچے لئے جا رہا ہے۔ نیکوں کا خیال نیکی کی طرف اور بدوں کا خیال بدی کی طرف دھکیل رہا ہے اور ہر نیک و بد کا اچھا اور بُرا عمل اس کی باطنی کیفیت کا سچا گواہ بنا ہوا ہے۔ اب جو حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُسکی چشمِ بصیرت کھل جاتی ہے اور نظر تیز ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھی نیک دل انسان بھی خوش ہو کر یہی کہنے لگتے ہیں کہ نیکی و چشمِ بصیرت ہی ہمارا فراہم کردہ سرمایۂ حیات ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ نعمت اس نے ہمیں عطا فرمائی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہی دونوں (خیالؔ اور عملؔ) انسان کو نجات دلاتے ہیں اور یہی دونوں جہنم میں پہنچاتے ہیں۔ اعتقادِ بد اور عملِ بد جب مل جاتے ہیں تو انسان کو ناشکرا۔ ہٹ دھرم۔ شریر۔ سرکش۔ وہم پرست۔ مشرک بنا دیتے ہیں اور ابدی ہلاکت و مصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں بُرے آدمی کے ساتھی بھی یہی کہنے لگتے ہیں کہ یہ کمبخت تو آپ ہی ڈوب گیا کوئی ہم نے تھوڑا ہی ڈبویا۔ سو حقیقت میں یہ باتیں بھی تھوتھا جھگڑا ہیں۔ قدرت کا قانونِ عام ہے کہ ہر شخص اپنے کئے کی سزا پائے گا جیسی کرنی ویسی بھرنی اٹل بات ہے۔ قدرت کا سلوک ہر شخص سے انصاف کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہنم منہ پھاڑے ہوئے چیختی ہے "اور لاؤ اور لاؤ" مگر کسی بے گناہ کو جہنم کے پیٹ میں نہیں ڈالا جا سکتا اور جنت تو نیک آدمیوں کے پاس ہی ہے دور نہیں۔ حق پرست اچھے اعمال والے، اعمال کی پوری نگرانی کرنے والے یقیناً جنتِ فردوس کے مستحق ہیں جن پر خدائے رحمٰن کی ہیبت چھائی ہوئی ہے اور وہ ایک تندرست دل رکھتے ہیں۔ وہ امن و سلامتی کے ساتھ فردوسِ بریں میں داخل ہوتے ہیں اور حیاتِ جاودانی پاتے ہیں وہاں جو کچھ چاہتے ہیں ملتا ہے بلکہ ان کے خیال سے بھی بڑھ کر بہت کچھ ہے۔ اب جو انکارِ حق پر کمربستہ ہیں ان سے پہلے ان سے بھی زیادہ زوردار۔ ملکوں میں کارہائے نمایاں کرنے والے لوگ تھے۔ جو انکارِ حق کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے تو کیا اب یہ لوگ بچ جائیں گے؟

یقیناً مذکورہ بالا بیانات میں اہلِ دل کے لئے اور کان لگا کر سننے والوں کے لئے کافی نصیحت و عبرت ہے۔ خداوندِ عالم نے حضرت آدم سے حضرت خاتم تک دینی کائنات کے آسمان و زمین چھ دن یعنی چھ ہزار سال میں بنائے ہیں۔ ایک دن خدا کی اصطلاح میں ایک ہزار سال کا ہوتا ہے ساتواں ہزار حضرت خاتم کا دَور تھا جو دورِ نبوت کا آخری زمانہ ہوا اور اب اس کے بعد قیامتِ کبریٰ کا یومِ عظیم ہے جو سنہ ۱۲۶۱ھ سے شروع ہو چکا ہے جبکہ اسرافیلِ وقت حضرت سید علی محمد باب نے قیامت کا پہلا صُور پھونک دیا تھا۔ اور پھر حضرت بہاء اللہ نے دوسرا صُورِ اعظم پھونکا۔ خداوندِ عالم خلق پر خلق اور اُمت پر اُمت بناتا ہے۔ اس سے کبھی تھکتا نہیں ہے۔ مگر اہلِ حجاب طرح طرح کی مایوسانہ اور معترضانہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ علم و ایمان والوں کو اُن سے پژمردہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ نہایت استقلال سے دعوتِ حق میں مصروف رہنا چاہئے۔ وہ علم و اعتقاد پھیلاتے رہنا چاہئے جس سے خداوندِ قدوس کی شانِ عظمت و تقدیس ظاہر ہوتی ہے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قانونِ الٰہی کے مطابق ہر زمانہ کا آفتاب جیسا

# جہانِ حق میں نئی خلق

جب کوئی پیغمبر آتا ہے لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔ وہ تعجب کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہی یہ شخص پیغمبر ہو گیا۔؟ قومی موت کا دماغوں پر کچھ ایسا مایوس کن اثر ہوتا ہے کہ کسی عظیم ہستی کا مبعوث ہو جانا محال معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قدرت اپنا کام کئے بغیر نہیں رہتی۔ نئی زندگی کا صور پھونکنے والا انسان اپنے وقت پر پیدا ہو کر رہتا ہے۔ مُردہ قوم کے قالب میں نئی رُوح آتی ہے خاکِ مذلت پر سونے والے جاگ اُٹھتے ہیں۔ ایک نیا حشر برپا ہوتا ہے۔ ہل چل مچتی ہے۔ انقلاب آتا ہے۔ آسمان زمین بدل جاتے ہیں۔ زندگی کی نئی کتاب کھُلتی ہے۔ نیا پروگرام شروع ہوتا ہے۔ جو لوگ نئی تنظیم الٰہی کو قبول کرتے ہیں زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ صداقت سے بے رُخی کرتے ہیں اُلجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ دورِ جدید میں ہدایت کا آسمانِ وسیع لوگوں کے سروں پر بلند ہو جاتا ہے۔ تازہ اصلاحات کی زمین اُن کی نظروں کے سامنے پھیل جاتی ہے۔ صدق و استقامت کے پہاڑ قائم ہو جاتے ہیں۔ مفید تحریکات کی کشت زار لہلہاتی ہے مدہوشوں کی آنکھیں کھُل جاتی ہیں عقلیں روشن ہوتی ہیں۔ حقائق کے چمنستان مہکنے لگتے ہیں آسمانی پانی سے مرا ہوا دیس جی اُٹھتا ہے۔ لوگ نئی زندگی پاتے ہیں۔ نئی پود ترقیات کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچے پیغمبر کو جھوٹا کہتے ہیں گذشتہ زمانے میں بھی بہت سی قوموں نے سچے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قومیں تباہ ہو گئیں۔ اُن پر خدا کا قہر نازل ہوا۔ اور جن لوگوں نے پیغمبروں کا کہا مانا وہ عزت اور ترقی پا گئے۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ پیغمبروں کا آنا اور نئی اُمت کا برپا ہونا ایک قدرتی کام ہے جو اب تک ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ پہلے بھی خدا نے بہت سے پیغمبر بھیجے اور بہت سی اُمتیں پیدا فرمائیں تو کیا اب وہ اس کام سے تھک گیا ہے؟ جو نیا پیغمبر اور نئی اُمت نہ بنا سکے؟ توبہ توبہ! وہ ذاتِ پاک اپنے کاموں میں تھکنے اور معطل ہو جانے سے مقدس و منزہ ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہی لوگ جو اس قسم کی نئی پیدائش کے منکر ہیں اب بھی ایسی نئی پیدائش کے زیر اثر ہیں۔ عالم میں نئی آفرینش کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ دورِ جدید کی لہریں اُٹھ رہی ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں یہ سب لوگ جدت کی فضا سے متاثر ہو رہے ہیں۔

وہ خدا جس نے انسان کو بنایا ہے انسان کی طبعی و فطری اقتضاء کو خوب جانتا ہے اور اُس کے جذبات و خیالات سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس کے روحانی ولولے اور نفسانی وسوسے سب خدا کی نظر میں ہیں۔ وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک تر ہے۔ وہ انسان کی ظاہر اور پوشیدہ تمام حرکات و سکنات کا علم رکھتا ہے۔ جو آدمی اچھی بات کو شوق سے قبول کرتا ہے خدا اُسے بھی جانتا ہے اور جو آدمی دلی خواہش سے بُری بات اختیار کرتا ہے وہ بھی خدا کے سامنے ہے۔ اور جو بولنے والا کوئی بات بولتا ہے خدا سب کچھ سُنتا ہے۔ اور پوری نگرانی سے اُس کے اثر کا انسان کے اندر ہی ذخیرہ کر دیتا ہے بلکہ وہ اثر دوسروں تک بھی پہنچتا ہے۔ اثر لینے اور دینے کا قانون دنیا میں تسلسل قائم ہے۔ اسی سے یہ کام رونما ہوتا ہے کہ جب کوئی پیغمبرِ برحق آتا ہے تو بہت سے لوگ جو اُسے سمجھتے ہیں صداقت پر فدا ہو جاتے ہیں اور ارادۂ حق سے اپنے سر

ہو جاتے ہیں کہ اپنی جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو حق کی جستجو میں سست بلکہ مردہ ثابت ہوتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا رہ کر ابدی زندگی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اہلِ حجاب راہِ حق میں جانبازی سے گریز کرتے ہیں۔ یہ اہلِ ایمان انکارِ حق سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ جب حکمِ الٰہی سے نئی بعثت کا صور پھونک دیا جاتا ہے تو لبیک کہنے والے رضائے محبوب کی جنتِ فردوس میں داخل ہوتے ہیں اور اعراض و انکار کرنے والے اپنے اعمال کی پاداش میں موردِ غضب ہوتے ہیں۔ اور دیکھو تمام لوگ عذاب یا ثواب کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ جو راستباز ہیں وہ گلشنِ کامیابی کی طرف اور جو ناراست ہیں وہ آتشِ ناکامی کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور ہر شخص کو اس کا خیال اپنی متعلقہ سمت کی جانب کھینچے لئے جا رہا ہے۔ نیکوں کا خیال نیکی کی طرف اور بدوں کا خیال بدی کی طرف ڈھکیل رہا ہے اور ہر نیک و بد کا اچھا اور برا عمل اس کی باطنی کیفیت کا سچا گواہ بنا ہوا ہے۔ اب جو حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کی چشمِ بصیرت کھل جاتی ہے اور نظر تیز ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھی نیک دل انسان بھی خوش ہو کر یہی کہنے لگتے ہیں کہ نیکی و چشمِ بصیرت ہی ہمارا فراہم کردہ سرمایۂ حیات ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ یہ نعمت اس نے ہمیں عطا فرمائی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہی دونوں (خیالِ اور عملِ) انسان کو نجات دلاتے ہیں اور یہی دونوں جہنم میں پہنچاتے ہیں۔ اعتقادِ بد اور عملِ بد جب مل جاتے ہیں تو انسان کو ناشکرا۔ ہٹ دھرم۔ شریر۔ سرکش۔ وہم پرست۔ مشرک بنا دیتے ہیں اور ابدی ہلاکت و مصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں برے آدمی کے ساتھی بھی یہی کہنے لگتے ہیں کہ یہ کمبخت تو آپ ہی ڈوب گیا کوئی ہم نے تھوڑا ہی ڈبویا۔ سو حقیقت میں یہ باتیں بھی تھوتھا جھگڑا ہیں۔ قدرت کا قانونِ عام ہے کہ ہر شخص اپنے کئے کی سزا پائے گا جیسی کرنی ویسی بھرنی اٹل بات ہے۔ قدرت کا سلوک ہر شخص سے انصاف کے ساتھ ہوتا ہے۔ جہنم منہ پھاڑے ہوئے چیختی ہے "اور لاؤ اور لاؤ" مگر کسی بے گناہ کو جہنم کے پیٹ میں نہیں ڈالا جا سکتا اور جنت تو نیک آدمیوں کے پاس ہی ہے دور نہیں۔ حق پرست ہونے والے، اعمال کی پوری نگرانی کرنے والے یقیناً جنتِ فردوس کے مستحق ہیں جن پر خدائے رحمٰن کی ہیبت چھائی ہوئی ہے اور وہ ایک تندرست دل رکھتے ہیں۔ وہ امن و سلامتی کے ساتھ فردوسِ بریں میں داخل ہوتے ہیں اور حیاتِ جاودانی پاتے ہیں وہاں جو کچھ چاہتے ہیں ملتا ہے بلکہ ان کے خیال سے بھی بڑھ کر بہت کچھ ہے۔ اب جو انکارِ حق پر کمربستہ ہیں ان سے پہلے ان سے بھی زیادہ زوردار۔ ملکوں میں کارہائے نمایاں کرنے والے لوگ تھے۔ جو انکارِ حق کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے تو کیا اب یہ لوگ بچ جائیں گے؟

یقیناً مذکورہ بالا بیانات میں اہلِ دل کے لئے اور کان لگا کر سننے والوں کے لئے کافی نصیحت و عبرت ہے۔ خداوندِ عالم نے حضرت آدم سے حضرت خاتم تک دینی کائنات کے آسمان و زمین چھ دن یعنی چھ ہزار سال میں بنائے ہیں۔ ایک دن خدا کی اصطلاح میں ایک ہزار سال کا ہوتا ہے ساتواں ہزار حضرت خاتم کا دورہ تھا جو دورِ نبوت کا آخری زمانہ ہوا اور اب اس کے بعد قیامتِ کبریٰ کا یومِ عظیم ہے جو ۱۲۶۰ھ سے شروع ہو چکا ہے جبکہ اسرافیلِ وقت حضرت سید علی محمد باب نے قیامت کا پہلا صور پھونک دیا تھا۔ اور پھر حضرت بہاء اللہ نے دوسرا صورِ اعظم پھونکا۔ خداوندِ عالم خلق پر خلق اور امت پر امت بناتا ہے۔ اس سے کبھی تھکتا نہیں ہے۔ مگر اہلِ حجاب طرح طرح کی مایوسانہ اور معترضانہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ علم و ایمان والوں کو ان سے پژمردہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ نہایت استقلال سے دعوتِ حق میں مصروف رہنا چاہئے۔۔۔ وہ علم و اعتقاد پھیلاتے رہنا چاہئے جس سے خداوندِ قدوس کی شانِ عظمت و تقدیس ظاہر ہوتی ہے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قانونِ الٰہی کے مطابق ہر دین کا آفتاب ایک دن

طلوع ہوتا اور اپنے مقرّرہ وقت تک روشنی پھیلا کر غروب ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح دُنیا کا ایک روحانی دن تمام ہو کر پھر نئے طور پہ آفتابِ حق مشرقِ حقیقت سے نمودار ہوتا ہے اور نیا روحانی دِن نکل آتا ہے۔ اس وقت بھی حضرت بہآءاللہ کے ظہور سے ایک نئے دَور کا آغاز ہوا ہے۔ یہی وہ موعود ظہورِ حق ہے جس کا ذکر خداوندِ عالَم نے قرآنِ مجید میں یوں کیا تھا کہ "خوب غور سے کان لگا کر سُننا جس دن منادیِ الٰہی عرب کے قریبی مُلک سے ندا بلند کرے گا۔ اُس دن لوگ آوازِ حق سُنیں گے اور یہی وقت نئی زندگی میں نکل کھڑے ہونے کا ہوگا"۔ (ق)

چنانچہ حضرت بہآءاللہ نے عراقِ عرب سے ندائے حق بلند فرمائی۔ اور ارضِ مقدس فلسطین سے آخر دن تک ندائے الٰہی دُنیا کو سُناتے رہے۔ عراقِ عرب ایک طرف عرب کے ساتھ مُلحق ہو کر "مکانِ قریب" ہے اور فلسطین دوسری جانب سے عرب سے متصل اور قریب ہے۔ خداوندِ عالَم نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کر دیا۔ اَب بندوں کا فرض ہے کہ وہ پوری توجہ سے ندائے حق سُنیں اور نئی زندگی میں اُٹھ کھڑے ہوں۔ وعدۂ الٰہی کے مطابق قوموں کی موت و حیات کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اب حیاتِ نو کا دَور شروع ہو چکا ہے اور قابلیت کی زمین سے نئی پود نمودار ہو چکی ہے۔ نئی اجتماعیت کی بنیاد رکھدی گئی ہے۔ اقوامِ عالَم میں محشرِ انقلاب برپا ہے جو بالکل ایک قدرتی کارروائی ہے۔ اس کے موافق اور خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے وہ بھی وہی ہے جو ہمیشہ ظہورِ حق کے موافق اور خلاف دنیا میں کہا جاتا رہا ہے۔ جاننے والے سب جانتے ہیں۔ یہ دعوتِ حق جبریہ نہیں منوائی جاتی۔ انشراحِ صدر اور علم و عقل سے اس کا تعلق ہے۔ اب جنہیں قانونِ قدرت اور خدائی وعدہ و وعید کا دھیان ہے اور وہ قہرِ الٰہی سے خائف ہیں انھیں کلام ... کے ذریعے فہمائش کی جاتی ہے تو وہ سمجھتے اور فائدہ اُٹھاتے رہیں۔

# مُحبّانہ تنبیہ و تاکید

فرق است میانِ آنکہ یارش در بر
با آنکہ دو چشمِ انتظارش بر در

وہ جو سب کا محبوبِ حقیقی ہے نہایت محبت کرتا ہے۔ اُس نے اپنی عنایت کے دروازے تمام جہان کے لئے کھول دئے۔ وہ چاہتا ہے کہ بندے اُس کے خیمۂ فضل میں داخل ہو کر اطمینان حاصل کریں۔ نفس و ہویٰ کی قید سے آزاد ہو کر پاکباز فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ جائیں۔ جس فردوس میں رحمت کے پھول کھل رہے ہیں۔ رحمانیت کی نسیمِ جانفزا چل رہی ہے۔ جہاں ڈالی ڈالی وحدت کے گیت گا رہی ہے۔ پتّہ پتّہ روحانی خوشی میں تال بجا رہا ہے۔

اس گلشنِ حقیقت میں ہر دم جشنِ مسرت برپا ہے۔ محبوب تاجِ ظہور سر پر رکھے ہوئے تختِ نور پہ جلوہ فرما ہے۔ غیب و شہود کے لشکر حاضر ہیں۔ روح الامین اس کے حضور میں ادب سے کھڑا ہے اور نہایت دلکش آواز سے یہ اعلان کر رہا ہے۔ مبارک ہو ملکوتِ الٰہی کا ظہور ہو گیا اور محبوب العالمین اپنے عرش پر جلوہ گر ہے۔ مبارک ملاقات اور دیدار کا وقت آ پہنچا۔ عرفان کے راستے کھول دیئے گئے۔ سب عاشقوں اور عارفوں کے لئے صلائے عام ہے۔ مظہرِ مقدس کے ذریعے نورِ ظہور آشکار ہے۔ اہلِ نظر آئینۂ جمالِ حقیقی کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

حجاب اُٹھا دیا گیا۔ جلوۂ محبوب بے نقاب ہے۔ برقِ تجلّی سے کمزور آنکھیں چکاچوندھ ہو رہی ہیں۔ پردۂ اوہام میں رہنے والے گھبرا رہے ہیں۔ افقِ الہام سے یقین کا آفتاب نکل آیا۔ مگر شبہات کی تاریکیوں میں رہنے والے ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ مظہرِ ظہور اللہ کا نمایندہ ہے اور سلطنت و عزّتِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرانے والا ہے۔ پھر بھی اہلِ حجاب مُنہ بگاڑ رہے ہیں اور اس پر طرح طرح کے بہتان لگا رہے ہیں جو صرف اُن کے نفسانی پھندے ہیں جن میں وہ خود مکڑی کی طرح پھنس کر ہلاک ہو رہے ہیں اور افسوس کہ انھیں اپنی حالت کی خبر نہیں۔

---

سماعت و بصارت رکھنے والو! کیوں نہیں سُنتے اور کیوں نہیں دیکھتے: کیا تمھاری قوّتِ سامعہ مفقود اور قوّتِ باصرہ نابود ہو چکی ہے؟ کیا ہوا کہ تمھیں ہوش نہیں آتا اور تم اپنے محبوب کی جانب تیزی سے قدم نہیں بڑھاتے؟ تمام پیغمبروں نے بشارتیں دی تھیں۔ تمام کتابوں نے خوش خبریاں سُنائی تھیں۔ تم سب بڑے شوق سے اپنے پیارے موعود کے منتظر تھے۔ اب جبکہ وہ ظاہر ہو گیا تم سب کچھ بھول گئے۔ کیا بات ہوئی کہ اب تم میں وہ شوقِ انتظار دکھائی نہیں دیتا۔ کیا تمھیں الہامی وعدوں میں شک ہو گیا؟ یا تمھاری روحیں مایوسی کی غنودگی میں مبتلا ہو گئیں؟ کیا تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور تمھارا محبوب نہ آیا۔ کیا اب تم اس سے ناامید ہو گئے ہو۔ سنبھل جاؤ۔ اُٹھو۔ آنکھیں کھولو۔ دیکھو وہ محبوب سامنے موجود ہے۔ اگر تم نے یہ ندا نہ سُنی تو تم پر افسوس۔ اگر تم نے یہ جلوہ نہ دیکھا تو تم پر افسوس۔ اگر تم اپنے محبوب کی لقاء سے محروم رہے تو تم پر افسوس۔ اگر تم پیغمبروں کے وعدوں میں شک کرتے ہو تو تم پر افسوس۔ اگر تم روحانی دُنیا سے خارج کر دیئے گئے ہو تو تم پر افسوس۔ اگر تم صرف مادّی چیزوں کو مطلوب و معبود سمجھ بیٹھے ہو تو تم پر افسوس۔ اگر تم اعلانِ ظہور سُن کر بھی متوجہ نہ ہوئے تو تم پر افسوس۔ اگر تم نے ان باتوں کو بناوٹی سمجھا تو تم پر افسوس۔ خدائے ربّ العزّت کی قسم یہ باتیں سچ ہیں۔ اور زیادہ وقت نہیں گذریگا کہ تم ان کی سچائی سمجھ جاؤ گے۔ ہر پیغمبر کی باتوں کو لوگ فضول اور بے بنیاد ہی سمجھتے رہے لیکن وقت نے بتا دیا کہ لوگ غلطی پر تھے اور پیغمبر جو کچھ کہتے تھے سچ کہتے تھے۔

محبت و صداقت کی قسم؛ تمھارا محبوب موعود تشریف لے آیا ہے۔ شک و اضطراب کی بھنور میں نہ پڑو۔ عین الیقین سے دیکھو تو بجز اقرار و اعتراف کے اور کوئی راہ نہیں اور اگر اس ظہورِ حق کو قبول نہ کروگے تو تمام پیغمبروں کی طرف سے تمھارے دلوں میں بے اعتمادی پیدا ہو جائے گی۔

دلیل و حجت کی قسم؛ اگر حضرت بہاء اللہ کا ظہور حق نہیں ہے تو پھر عالم میں کوئی ظہورِ حق نہیں ہے۔ جو کوئی اس ظہور کی صداقت کو نہ مانے گا وہ دنیائے ہستی میں کسی ظہور کی صداقت ثابت نہیں کر سکیگا۔

---

اے صاحبانِ ایقان؛ اگر دنیا بھر میں ایک بھی پرستارِ حق نہ ہو تو بھی ذاتِ حق کو نقصان نہیں۔ آفتابِ حقیقت اپنی ذاتی نورانیت میں کامل و مکمّل ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں سب اُسی کے محتاج ہیں۔ دنیا والے اگر اس طرف متوجہ نہ ہونگے تو اپنا ہی نقصان کرینگے۔ وما علینا الّا البلاغ المبین

# شہودِ یومِ موعود

## انوارِ قیامت

نہایت خوشی کی بات ہے کہ فاضل مدیر اہلحدیث نے مسئلہ قیامت کے متعلق بحث کو اصولی طور پر اٹھایا ہے. چنانچہ اہل حدیث ۱۷ راکتوبر ۱۹۴۱ء میں اس بحث کو منقح اور محقق کر دینے کے لئے موضوعِ بحث نئے سرے سے پیش فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

ہمارا عقیدہ از روئے قرآن مجید یہ ہے جسے ہم پہلے کئی دفعہ شائع کر چکے ہیں کہ روزِ قیامت ایک خاص زمانے کا نام ہے جس کے دو حصے ہیں۔ اوّل حصے میں سب اشیاء اپنی موجودہ ہیئات اور اشکال میں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصے میں لوگ قبروں سے نکل کر اپنے نیک و بد اعمال کی جزا پائیں گے۔"

اہلِ بہاء کا اعتقاد ہے کہ روزِ قیامت "سب اشیاء کی موجودہ ہیئات و اشکال کا فنا ہو جانا اور پھر لوگوں کا زمین کی قبروں سے نکلنا" کلامِ الٰہی سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔ قیامت فنائے عالم کا نام نہیں ہے۔ اس کی تفصیل کوکبِ ہند۔ بہائی میگزین اور پیامبر میں بار بار ہو چکی ہے۔ اصل بحث یہی ہے کہ کیا قیامت کو فنائے عالم سے کچھ تعلق ہے اور کیا واقعی روزِ قیامت تمام اشیاء فنا ہو جائیں گی۔ فاضل مدیر اہلحدیث فرماتے ہیں کہ "زمانۂ قیامت کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں فنا ہے دوسرے میں حشر نشر"۔ (اہلحدیث ۱۷ راکتوبر ۱۹۴۱ء) ہمیں اس سے قطعی اختلاف ہے۔ ہماری تحقیق میں قیامت اسی دنیا میں پیغمبر برحق کی بعثت سے برپا ہوتی ہے۔ قیامت میں دنیا کا فنا ہو جانا بالکل غلط ہے اور کلامِ الٰہی سے ثابت نہیں ہے۔ بس اصلی بحث یہی ہے کہ کیا قیامت میں دنیا فنا ہو جائے گی؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دنیا فنا ہو جائے گی تو قیامت کا وہی مفہوم درست ہوگا جو عام مسلمان اور مدیر اہلحدیث مانتے ہیں اور اگر قیامت کے دن دنیا کا فنا ہو جانا ثابت نہ ہو تو پھر عام مسلمانوں اور مدیر اہلحدیث کا اعتقاد قطعاً غلط ہوگا۔ اس لئے ہم اسی نقطۂ بحث کی تنقیح کرتے ہیں۔

فاضل مدیر اہلحدیث قیامت کے دو حصے کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"پہلے حصہ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ دوسرے حصے میں انسانی اجساد کا حشر نشر ہوگا۔ قرآن مجید میں پہلے حصہ کو نفخۂ اولیٰ اور دوسرے کو نفخۂ ثانیہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔"

(اہلحدیث ۳۰ راگست ۱۹۴۱ء)

دو نفخوں کا ذکر سورۂ زمر میں ہے۔ نفخۂ اولیٰ کے بارے میں فرمایا ہے ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ۔ صور پھونکا جائے گا تو بلندیوں اور پستی کے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ ہاں جسے خدا چاہے وہ بیہوش بھی نہ ہوگا۔ ہم

اس آیت پر تفصیل سے پہلے مضامین میں روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب پھر خلاصہ عرض کرتے ہیں کہ اس آیت میں چند صریح الفاظ ایسے ہیں جو قیامت میں فنائے عالم کے بالکل خلاف، اشیاءِ عالم کی موجودگی کا اعلان کر رہے ہیں (۱) صَعِق جس کے معنی بے ہوش ہونا ہیں۔ فنا اور معدوم ہونا یا ذرات میں تبدیل ہو جانا نہیں ہیں۔ بیہوشی کا لفظ کھلا ثبوت ہے کہ لوگ موجود رہیں گے۔ فنا نہ ہونگے۔ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں تجلی طور کے ذکر میں فرمایا ہے وخرّ موسیٰ صَعِقا کہ حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے تو کیا بیہوش ہونے سے یہ مراد ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا وجود فنا ہو کر ذرات میں تبدیل ہو گیا اور وہ معدوم ہو گئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ حضرت موسیٰ ویسے ہی موجود تھے جیسے پہلے تھے۔ پس لفظ صَعِق عقیدہ فنا کے خلاف چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ قیامت کے نفخۂ اولیٰ میں فنا ہرگز ہرگز نہیں ہوگی۔ (۲) اس آیت مبارکہ میں دوسرا منصوص اور صریح لفظ مَنْ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ صعقۂ قیامت کا تعلق صرف ذوی العقول سے ہے کیونکہ لفظ مَنْ لسانِ عرب میں ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ تو یہ مَن بھی کا تیر ہے جو نفخۂ اولیٰ میں اشیاءِ عالم کی فنا کے خیالی سوراخ کو بند کر رہا ہے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہاں اشیائے عالم کی فنا کا ذکر تک نہیں۔

(۳) اس آیت مبارکہ میں لفظ اِلّا استثنائیہ تیغ برہنہ کی طرح فنائے عالم کے عقیدۂ موہومہ کا سر کاٹ رہا ہے اور باآواز بلند کہہ رہا ہے کہ نفخۂ اولیٰ میں اشیائے عالم تو درکنار سب انسانوں کے بیہوش ہونے کا خیال بھی سراسر غلط ہے بلکہ بہت لوگ ہونگے جو مشیتِ الٰہی کے ماتحت باہوش و مطمئن ہونگے۔ چنانچہ اس امر کی تنصیص و تصریح قرآن مجید نے یوں فرمائی ہے،

| | |
|---|---|
| ویوم ینفخ فی الصّور ففزع من فی السّمٰوٰت ومن فی الارض الّا من شاء اللّٰہ (سورۂ نمل ع ۱۴) | اور جس دن صور پھونکا جائیگا تو بلندیوں اور پستی والے گھبرا جائینگے اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو خدا کی مشیت کے ماتحت گھبرائیں گے بھی نہیں۔ |

اس آیت مبارکہ میں صَعِق کی تفسیر فزع فرما دی یعنی گھبراہٹ ہوگی۔ گھبراہٹ تو تبھی ہو سکتی ہے جب لوگ زندہ موجود ہوں۔ بلکہ گھبراہٹ سے محفوظ رہنے والوں کی نسبت اسی آیت کے آگے فرماتا ہے وھم من فزعٍ یومئذٍ اٰمنون ہ کہ وہ اس وقت گھبراہٹ سے مامون و مصئون ہونگے (اور ظاہر ہے کہ جب پرانے دین کے زمین آسمان ٹوٹتے ہیں اور نئی شریعت کا نظام جدید برپا ہوتا ہے تو تمام چھوٹے بڑے گھبرا اٹھتے ہیں) اس وقت مُدعا یہ ہے کہ صعق کی تفسیر فزع خود خداوند عالم نے فرما دی ہے۔ اب نتیجہ خوب یاد رکھئے کہ وہ آیت مبارکہ جس میں دو نفخوں کا ذکر ہے نفخۂ اولیٰ کے متعلق یہ تصریحات کرتی ہے

(۱) اشیائے عالم کی فنا کا ذکر کچھ نہیں صرف ذوی العقول کا ذکر ہے۔

(۲) ذوی العقول کی فنا کا ذکر نہیں صرف بیہوشی یا گھبراہٹ کا ذکر ہے۔

(۳) سب لوگوں کی گھبراہٹ کا ذکر بھی نہیں بلکہ بعض لوگوں کی گھبراہٹ کا ذکر ہے۔ مختصر لفظوں میں یوں ہوا کہ نفخۂ اولیٰ میں کچھ لوگ گھبرا جائینگے اور کچھ لوگ اطمینان سے رہیں گے۔ اس سے فنائے عالم یا اشیاءِ موجودہ کی اشکال و ہیئات کا فنا ہو جانا کہاں؟ اور کیسے ثابت ہوا۔ لا واللہ۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جب اس آیت مبارکہ میں جس میں نفخۂ اولیٰ و نفخۂ ثانیہ کا ذکر ہے ایسے صریح الفاظ موجود ہیں جو نفخۂ اولیٰ میں فنا کے خلاف اور لوگوں کے موجود اور مطمئن رہنے کا اعلان ہیں تو ایسی نصِ قطعی کے مقابلے میں یہ کہنا کہ نفخۂ اولیٰ میں دنیا کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی نہایت بے بنیاد اور سراسر غلط ہے۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ نفخۂ اولیٰ میں بھی لوگ زندہ۔ موجود و مطمئن رہینگے تو یہ تفریق ہرگز تسلیم کے قابل نہیں کہ نفخۂ اولیٰ میں فنا ہوگی اور نفخۂ ثانیہ میں حشر نشر۔ چونکہ یہ بنیاد ہی منہدم ہو گئی اس لئے قرآن مجید میں جس قدر آیات نفخ صور کے متعلق ہیں ان میں دو حصے کرنا کہ بعض تو فنا کا بیان کرتی ہیں اور بعض حشر نشر کا۔ یہ خیال کسی طرح درست نہیں۔ فنا کا کہیں

ذکر ہی نہیں۔ یلند قرآن مجید پر آزادغور کیجیے۔ کلام الٰہی کے صریح الفاظ ہوتے ہوئے ایسی غلط فہمیاں واللہ قیامت کی بے ہوشی ہے۔ پھر ہم نفخِ صور کی دیگر آیاتِ قرآنیہ کو مدنظر رکھ کر دیکھتے ہیں تو صاف واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ نفخِ صور اس دُنیا کے موجود ہوتے ہوئے واقع ہوگا۔ اور اس کا فنا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً سورۂ کہف میں فرمایا کہ یاجوج ماجوج ذوالقرنین کی لگائی ہوئی روک میں قیامت تک رہینگے۔ اور یومِ موعود میں وہ ایک دوسرے پر ریل پیل کریں گے۔ اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو اکٹھا کر دینگے۔" اِس آیت میں صاف ہے کہ اِن قوموں کے دنیا میں رہتے ہوئے یہ نفخ منصور ہوگا جو مستمرہ طور پر نفخۂ اولیٰ ہے۔ مگر اِس نفخۂ اولیٰ میں فنا کا ذکر مطلق نہیں۔ سب کو جمع کرنے کا ذکر ہے۔

نیز سورۂ یٰسین ع۴ میں فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایک آواز کا انتظار کر رہے ہیں جو انھیں ایسی حالت میں آلیگی جب آپس میں جھگڑتے ہونگے تو نہ کچھ وصیت کر سکیں گے نہ گھر لوٹ سکیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا سو یہ لوگ گردھوں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چلیں گے۔ یہاں بھی دنیا کی زندگی میں رہتے ہوئے جو آوازِ صیحہ سنیں گے اس کا ذکر ہے جو نفخۂ اولیٰ ہے نہ کہ نفخۂ ثانیہ۔ مگر اس نفخۂ اولیٰ کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گردھوں سے نکلنے کا ذکر ہے فنا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

## اِلصعاق کی حقیقت

صور پھکنے سے ندائے الٰہی کا بلند ہونا مُراد ہے جو منادیِ حق یعنی پیغمبرِ وقت کے ذریعے ہوتا ہے چنانچہ سورۂ ق میں صُور کی جگہ ندائے منادی اور آوازِ حق کہکر صور کی تفسیر فرما دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

| | |
|---|---|
| واستمع یوم ینادِ المناد من مکانٍ قریبٍ یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذٰلک یوم الخروج | خوب توجہ سے سُننا جس دن منادیِ الٰہی ندا بلند کرے گا۔ قریب جگہ سے جس دن لوگ آوازِ حق سُنینگے یہی ظہور کا دن ہے۔ |

اِسی حقیقت کو دعوتِ داعی کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۂ قمر میں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| یوم یدعُ الداعِ الیٰ شیءٍ نُکُر | جس دن داعی ایک نئی الٰہی چیز کی طرف دعوت دیگا۔ |

منادی سے مُراد پیغمبرِ وقت ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مومنوں کی زبانی کہا گیا ہے" رَبنا اننا سمعنا منادیًا یُنادی للایمان" اے ہمارے مولیٰ! ہم نے اُس منادی کی آواز کو سن لیا جو ایمان کیلئے پکار رہا ہے۔ یہی ندائے الٰہی کو سُن کر قبول کرنے والے مومن فزعِ اکبر سے مستثنیٰ اور بیہوشی و بے خبری سے محفوظ ہیں۔ اور باقی لوگ بڑی گھبراہٹ میں گرفتار اور بے خبری و بے حسی کا شکار رہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے ذرھم فی سکرتھم یعمھون۔ اے رسول! انھیں ان کی بیہوشی میں چکراتا ہوا چھوڑ دے۔ اسی بات کو قیامتِ کبریٰ کی نسبت سورۂ حج میں یوں ذکر فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| وتری الناس سُکارٰے وما ھم بسکارٰی ولٰکن عذاب اللہ شدید | اور تو لوگوں کو بے ہوش دیکھیگا اور وہ بے ہوش نہ ہونگے۔ مگر خدا کا عذاب نہایت سخت ہوگا۔ |

یعنی خدا سے دوری و مہجوری اور غفلت ایک عالمگیر عذاب کی صورت میں نمایاں ہوگی۔

| | |
|---|---|
| کلّآ انھم عن ربھم یومئذٍ لمحجوبون ○ | ہرگز نہیں۔ وہ لوگ اپنے پروردگار سے محجوب و محروم ہونگے۔ |

خداوندِ عالم سے بُعد اور محرومی سے بڑھکر کوئی عذاب نہیں۔ سب عذابوں کا اصل عذاب یہی ہے۔ لیکن منصعق اور سکارٰی جو غفلت کے نشے میں چور رہیں حیرت کے چکر میں پڑے ہوئے اِس حقیقت کا احساس نہیں کر سکتے۔ یہی الصعاق کی حقیقت ہے۔ عجیب بات ہے کہ اس حقیقت کو ہر بعد والی اُمّت اپنے سے قبل کی امت کے متعلق خوب سمجھتی اور اعلان کرتی ہے مگر اپنے حق میں اس احساس سے محروم ہے۔ مسیحی یہودیوں کو، مسلمان مسیحیوں کو بے ہوش دیکھ اور مان رہے ہیں کہ انھوں نے حضرت مسیح اور حضرت رسول کے

ظہور پر حق کو نہ پہچانا ۔ اسی لئے انھیں قرآن مجید میں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ اور بے ہوش کہا گیا ہے

## نفخۂ اولیٰ پر ایک اور نظر

فاضل مدیر اہلحدیث نے آیت مبارکہ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً کو زمین کے فنا ہونے اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہوجانے پر مفترح بلکہ اصرح بتایا ہے ۔ اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ "قیامت کے پہلے حصے کا ذکر اصرح طور پر مندرجہ ذیل آیات میں ملتا ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (پ ۲۹ ع ۵) اس بیان سے اصرح طور پر معلوم ہوا کہ دُکَّتِ الْاَرْضُ کا واقعہ نفخۂ اولیٰ میں ہوگا۔

اب ذرا یہ آیت مبارکہ بھی ملاحظہ فرمایئے كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِایْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ (سورۂ فجر) خبردار جب زمین ریزہ ریزہ کر دی جائیگی اور تیرا رب اور فرشتے صف بصف آئیں گے اور اس دن جہنم لائی جائے گی۔ اس آیت میں دُکَّتِ الْاَرْضُ کے ساتھ ہی رب اور فرشتوں کا آنا اور جہنم کا لایا جانا مذکور ہے جو فاضل مدیر اہلحدیث کے نزدیک نفخۂ ثانیہ میں ہوگا ۔ مگر نفخۂ اولیٰ میں جو چیز اصرح ہے یعنی دُکَّتِ الْاَرْضُ وہ یہاں نفخۂ ثانیہ کے حالات میں ذکر ہو رہی ہے ۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ میں یہ تفریق کہ نفخۂ اولیٰ فنا کا نفخہ ہے اور نفخۂ ثانیہ میں جنت و جہنم ہوگا درست نہیں ہے اور جب فنائے عالم قطعاً ثابت نہیں تو دُکَّتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ سے فنا ہرگز مراد نہیں ہوسکتی

## اب لغتِ عرب کی میزان لیجئے

فاضل مدیر اہلحدیث فرماتے ہیں "ہم چاہتے ہیں کہ جس بات کا بہائی لوگ ہم سے تقاضا کرتے ہیں ہم بھی ان سے اسی کا تقاضا کریں" "وہ یہ کہ قرآن کی تفسیر و تعیینِ مُدّعا کرنے میں لغتِ عرب کی پابندی کی جائے" "صابری صاحب نے صاف لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ فرقۂ بہائی لغتِ عرب کا پابند ہے" (اہلحدیث ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

اب ہم قرآن مجید کے لفظ دُکَّتْ پر لغتِ عرب سے روشنی ڈالتے ہیں اور اس کی حقیقت بتاتے ہیں ۔ عربی کی مشہور اور زبردست کتاب لغت "لسان العرب" کے حوالے ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

"واصل الدك الكسر" دک اصل میں توڑنے کو کہتے ہیں ۔ "الدكة والدكان الذي يقعد عليه" دکہ اور دکان چبوترے کو کہتے ہیں ۔ "ارض مدكوكة اذا كثر بها الناس" اس زمین کو مدکوکہ کہتے ہیں جس پر آدمی بہت ہوں "تداك عليه القوم اذا ازدحموا" تداک جو دک سے ہی بنا ہے اس کے معنیٰ ہیں کہ لوگوں کا اژدحام ہوگیا ۔

عربی لغت کی معروف کتاب قاموس المحیط کے حوالے ملاحظہ فرمایئے :-

"الدك الدق والهدم" دک یعنی کوٹنا اور گرانا "والمستوى من المكان" ہموار جگہ ۔ "وتسوية صعود الارض وهبوطها" زمین کی اونچی نیچی جگہ کو برابر اور ہموار کر دینا ۔ "والدكة والدكان بناء يسطح اعلاه للمقعد" دکہ اور دکان وہ جگہ جس کا اونچا حصہ بیٹھنے کے لئے سطح مستوی یعنی ہموار بنا لیا جاتا ہے ۔

نیز ملاحظہ ہو کتاب مختار الصحاح :-

"الدك الدق وقد دكه ضربه وكسره حتى سواه بالارض" دک یعنی کوٹنا ۔ دکّہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس پر چوٹ لگائی اور اسے توڑا یہاں تک کہ اسے زمین سے ملا دیا ۔

قرآن مجید کی لغات پر امام راغب کی خاص کتاب "المفردات فی غریب القرآن" میں لفظ دک کے معنیٰ ملاحظہ فرمایئے ۔

الدك الارض اللينة السهلة ۔ دک نرم و خوش آیند زمین

وقد دکّہ دکًّا۔ قال تعالیٰ وحملت الارض والجبال فدکّتا دکّۃً واحدۃً وقال ودکّۃ الجبال دکًّا؟ ای بمنزلۃ الارض اللینۃ وقال اللہ تعالیٰ فلمّا تجلّی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا۔ ومنہ الدکّان والدّکداک رمل لیّنۃ وارض دکّاء مستویۃ وللجمع الدّکّ ودکّاوات ودکّاء الاسنام لھا تشبیھا بالارض الدّکّاء"

"دکّہ دکًّا" یعنی اسے نرم کردیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور ارض وجبال اٹھائے جائینگے تو وہ یکساں نرم کردیئے جائینگے۔ اور فرمایا ہے دکّت الجبال دکًّا یعنی پہاڑ نرم زمین جیسے کردیئے جائینگے۔ اور فرمایا ہے جب خدا نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی اسے نرم کردیا۔ اور اسی لفظ دکّ کی دکّان ہے اور "دکداک" نرم ریت کو کہتے ہیں اور "ارض دکّا" یعنی ہموار زمین اس کی جمع "دکّ" ہے اور اس اونٹنی کو بھی دکّاء کہتے ہیں جس کے کوہان نہ ہو "ارض دکّاء" ہموار زمین سے تشبیہ کی بنا پر ایسی اونٹنی کو دکّاء کہا جاتا ہے۔

## خُلاصہ لُغات

"دکّ" کے معنی توڑنا۔ کوٹنا۔ گرانا۔ ہموار کرنا۔ نرم وخوش آیند۔ ارض مدکوکہ" ہموار زمین اور وہ زمین جس پر بہت آدمی جمع ہوجائیں۔

اب اس بناء پر قرآن مجید میں جہاں جہاں ارض وجبال کے متعلق دکّ آیا ہے وہاں لغوی ظاہری مادّی معنٰی یہ ہوئے کہ زمانۂ موعود میں زمین کی اونچائی نچائی توڑکر ہموار کردی جائے گی۔ زمین ہموار ہو جائے گی اور اس پر آدمیوں کی کثرت ہوجائے گی۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جو لغت عرب میں صاف وصریح ہیں۔ تمدّن کے پھیلنے اور زمین اور پہاڑوں کے صاف وہموار اور آباد ہونے کی خبر ہے جو اس زمانۂ موعود میں تمام دنیا کی آنکھوں کے سامنے واقعہ بن کر مدنظر ہے۔ مترجمین قرآن نے لفظ دکّ پر گہری نظر نہیں رکھی۔ دکّ میں توڑنے اور کوٹنے کے ساتھ یہ مفہوم بھی ہے کہ ہموار بنا دیا جائے۔ نرم وخوش آیند کردیا جائے۔ اس پر آدمی زیادہ ہوجائیں

لیکن عام غلط عقیدے کی بناء پر نہ صرف آیات قرآن کے مفہوم پر حجاب ڈال دیا گیا بلکہ حقیقتِ لغت کو بھی مدنظر نہ رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قیامت کا مسئلہ ایک گورکھ دھندہ بنا دیا گیا۔ جسے قرآن سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جو لغتِ عرب کی میزان پر بالکل وزن سے خارج ہے۔ پھر

## لغتِ عرب کا ایک اور پہلو۔

ملاحظہ فرمائیے کتاب "اقرب الموارد":۔

ارض۔ کل ما سفل فھو ارض۔ ہر نیچی چیز کو "ارض" کہتے ہیں محاورہ عرب ہے۔ یقال من اطاعنی کنت لہ ارضًا۔ جو میری اطاعت کریگا میں اس کے لئے "زمین" ہو جاؤں گا۔ اردو فارسی میں ایسے موقع کے لئے کہا جاتا ہے۔ "دیدہ ودل فرشِ راہ" کل ما سفل کا ایک مفہوم "تحت" بھی ہے۔ ارض ہر نچلی چیز کو کہتے ہیں۔ تو یہ لفظ روحانی ودینی پستی پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنّہ اخلد الی الارض واتّبع ھواہ ( ) ہماری مشیت کے مطابق ہوتا تو ہم اُسے آیات کے ذریعے بلند مقام دیتے۔ لیکن وہ شخص خود ہی پستی کی طرف جھک گیا۔ یعنی نفسانی خواہشوں کا تابع ہوگیا۔

جبال۔ جس طرح زمین کو "ارض" اس لئے کہتے ہیں کہ وہ قدموں کے نیچے رہتی ہے کیونکہ ارض کے اصل معنی کل ما سفل یعنی ہر نیچی چیز ہیں زمین بھی اس کا ایک مورد ومصداق ہے۔ اسی طرح لفظ جبل پر غور فرمائیے جبل کے اصل معنی میں مضبوط۔ اور بڑے ہونے کا مفہوم ہے۔ اسی مفہوم ومحقیقت کے لحاظ سے پہاڑ کو بھی جبل کہا جاتا ہے۔ یقال للرجل اذا کان غلیظا انہ لذو جبلۃ (لسان العرب) "ذو جبلۃ" اس شخص کو کہتے ہیں جو موٹا ہو۔ "الجبل کل وتد عظم وطال" وسید القوم وعالمھم (قاموس المحیط) "جبل" زمین کے ہر ایک اُس حصّے کو کہتے ہیں جو بڑا اور اونچا ہو اور قومی سردار اور عالم کو بھی کہتے ہیں۔ سید القوم وعالمھم یقال فلان جبل قومہ" (محیط المحیط) سردار قوم اور عالم قوم کو جبل کہتے ہیں۔ محاورہ ہے

کہ فلاں آدمی اپنی قوم کا جبل ہے"۔ یقالُ فلانٌ جبلٌ من الجبال اذا کان عزیزاً" (لسان العرب) عرب میں محاورہ ہے کہ معزز انسان کے متعلق کہتے ہیں کہ فلاں آدمی پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے۔ کیونکہ لفظِ جبل کی حقیقت بڑائی اور مضبوطی ہے جو مادی طور پر پہاڑوں میں پائی جاتی ہے اسی لئے پہاڑوں کو جبال کہتے ہیں اور معنوی طور پر سردارانِ قوم میں پائی جاتی ہے انھیں زبانِ عرب میں جبال کہتے ہیں۔ چنانچہ معنوی مضبوطی اور اخلاقی بلندی کی بنا پر مومنوں کو خداوند عالم نے جبال کہا ہے۔ سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے :۔

وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال۔ } مخالفینِ دین کی ساری مکر و تدبیر اسی لئے ہے کہ اس کے ذریعے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں

یہاں مسلمہ طور پر جبال سے مراد مومنین ہیں۔ کیونکہ زمینی پہاڑوں کو گرانے کیلئے کافروں نے کوئی مکر و فریب کبھی نہیں کیا تھا۔ اس آیت میں جبال سے احکامِ شریعتِ اسلام بھی مراد لئے گئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں لکھا ہے :۔

وقیل شرائع الاسلام المشبھۃ بھا فی القرار والثبات (سورۃ ابراہیم) } اس آیت میں جبال یعنی پہاڑوں سے مراد احکامِ شریعتِ اسلام بھی لئے گئے ہیں جو قرار و ثبات میں پہاڑوں کی مانند ہیں۔

## خلاصۂ لغات

ارض کے معنی "پستی"۔ نچلی چیز۔ ماتحت۔ جبال سے مراد سردارانِ قوم، علماء، مومن، احکامِ شریعت،

## لغاتِ ذیل بھی یاد رکھیے :۔

رج۔ التحریک والتحرک والاھتزاز والحبس وبناء الباب (قاموس) رج کے معنی ہیں ہلانا۔ ہلنا۔ جھومنا۔ بند کرنا۔ دروازہ بنانا۔

تحریک الشئ وازعاجہ ورجرجۃ الاضطراب (مفردات راغب) کسی چیز کو ہلا کر اکھیڑنا۔ رجرجہ اضطراب کو کہتے ہیں۔

بس۔ السوق اللین۔ اتخاذ البسیسہ۔ وارسال المال فی البلاد وتفریقھا (قاموس) بس کے معنی ہیں آہستہ ہانکنا۔ جیسے پانی میں ستو ملاتے ہیں۔ کسی چیز کی سانی بنانا۔ شہروں میں مال بھیجنا اور جگہ جگہ کرنا۔

وفی الحدیث جاء اھل الیمن یبسون عیالھم ای کانوا یسوقونھم (مفردات راغب)

حدیث میں ہے اہل یمن اپنے اہل و عیال کو ہانکتے ہوئے لائے۔ جس کے لئے یہاں لفظ "یبسون" استعمال ہوا ہے۔

بست الجبال بسا ای فتتت او سیرت وسیقت کما تساق الابل (کنز العلوم واللغۃ) پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے یا چلائے جائیں جیسے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

نسف۔ نسفت الریح اقتلعتہ وازالتہ (مفرداتِ راغب) نسف کے معنی اکھیڑنا اور جگہ سے ہٹانا ہیں۔

قاع۔ المستوی من الارض (مختار الصحاح)

صفصف۔ المستوی من الارض کانہ علی صف واحد (مفرداتِ راغب)

قاع اور صفصف کے معنی ہیں سیدھی زمین اور ہموار جگہ۔

## لغتِ عرب کے مطابق آیات کے معانی

اب ہم اُن آیات کو لے کر جنھیں فاضل مدیر اہلحدیث نے فنائے عالم کے ثبوت میں پیش کیا ہے لغتِ عرب کے مطابق ان کے معانی لکھتے ہیں۔ وہ آیات یہ ہیں :۔

(۱) فاذا نفخ فی الصور نفخۃٌ واحدۃٌ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃً واحدۃً (حاقہ) (اہلحدیث ۲۰ جون ۱۹۴۱ء)

(۲) اذا رجت الارض رجًا وبست الجبال بسًا فکانت ھبآءً منبثًا (واقعہ) (اہلحدیث ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

(۳) ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا فیذرھا قاعًا صفصفا لا تریٰ فیھا عوجًا ولآ امتا (ﷻ) (اہلحدیث ۲۶ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۴) انا لجاعلون ما علیہا صعیدا جرزا (پ ۱۵ ع ۱) (الہدیٰ یکم نومبر ۱۹۴۱ء)

اب ہم ان آیاتِ مُبارکہ کے معانی و مطالب لغتِ عرب کے ماتحت لکھتے ہیں لُغات جو ہم سطورِ گذشتہ میں لکھ چکے ہیں اُنھیں خوب توجّہ سے سامنے رکھئے اور کلامِ حق کو سمجھئے۔

(پہلی آیت کے معنی) جب ایک بار صُور پھونکا جائے گا اور زمین اور پہاڑ اُٹھائے جائیں گے۔ لادے جائیں گے تو دونوں کوٹ کر یکساں ہموار کر دیئے جائینگے۔ نرم و خوش آیند بنا دیئے جائینگے اور اُن پر آدمیوں کی آبادی زیادہ ہو جائے گی۔

دوسرے پہلو سے یہ معنیٰ ہوئے۔ جب ماتحت لوگ اور سردارانِ قوم اپنی اپنی جگہ سے اٹھائے جائینگے۔ ان کی قوت توڑ دی جائے گی۔ سلاطین اور علماء اپنی جگہ سے گرا دیئے جائیں گے۔ احکامِ شریعتِ سابقہ زائل ہو جائینگے۔ چنانچہ یہ واقعات آجکل دنیا کی نظر کے سامنے ہیں۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے کتنے بادشاہ گر گئے شریعتِ اسلام کے احکام زائل اور ساقط العمل ہو گئے۔ روز بروز یہ واقعات شدّت حاصل کرتے جا رہے ہیں۔

(دوسری آیت کے معنی) جب زمین کو ہلا کر اکھیڑا جائے گا۔ اس کے دروازے بنائے جائینگے۔ اور پہاڑوں کو پھوڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے اور باریک ذرّے کر دیئے جائینگے کسی چیز میں لتھیڑ کر زمین سے ہموار کر دیئے جائینگے۔ جیسے پہاڑ سے پھوڑے ہوئے پتھروں کو ڈامر یا سیمنٹ میں لتھیڑ کر سڑکوں اور تعمیرات میں لگا رہے ہیں سیمنٹ خود پہاڑ کے پتھروں سے بنتی ہے۔ ان پہاڑوں کے ٹکڑے مال کی طرح مختلف شہروں میں بھیجے جائینگے۔ اور جگہ جگہ کر دیئے جائینگے۔ جیسا کہ آجکل بڑے زور سے یہ کام ہو رہا ہے ایسا کہ دنیا کی آنکھ نے آجتک اس شان سے یہ کام کبھی ہوتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ دوسرے پہلو سے یہ معنیٰ ہوئے کہ ماتحت اور پست لوگ عوام مضطرب ہونگے اور بڑے بڑے لوگ ہانکے جائینگے۔ چنانچہ اس زمانہ میں کتنے بادشاہ ہانک دیئے گئے اور آئندہ بھی ہانکے جائینگے ابھی تو ابتدائے قیامت ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

(تیسری آیت کے معنی) تجھ سے پہاڑوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ ان سے کہدو کہ میرا رب پہاڑوں کو اُکھیڑ دیگا۔ اور ان کی جگہ سے ہٹا دے گا۔ سو ان اُکھیڑے ہوئے اور اٹھائے ہوئے پہاڑوں کو ایسی ہموار جگہ بنا دے گا۔ جسمیں اونچ نیچ گڑھے اور بَل پڑے ہوئے دکھائی نہ دینگے۔ چنانچہ موجودہ تمدّن و تعمیرات میں ان باتوں کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

دوسرے پہلو سے یہ معنیٰ ہوئے کہ یہ بڑے بڑے لوگ جو دعوتِ حق کی راہ میں حائل ہیں یہ کیسے ہٹیں گے۔ جواب میں فرمایا میرا رب انھیں جڑ سے اُکھیڑ دیگا اور زائل کر دیگا۔ پھر انھیں کو ہموار بنائے گا۔ ان کے سب بَل نکال کر سیدھا کر دیگا۔ ان میں ٹیڑھا پن نہ رہے گا۔ وہ نہ ذلّت سے کسی کے سامنے سر جھکائینگے نہ تکبر سے سر اٹھائینگے تمام اعمال میں طریقِ مستوی پر ہونگے۔ چنانچہ ان الفاظ کے ساتھ آیت میں فرماتا ہے۔

یومئذٍ یتبعون الداعی لاعوج لہ۔ اُس دن وہ راست کار داعی کی پیروی کرینگے۔

## چند اور آیات

اس سلسلہ میں اب ہم چند اور آیات کے حقائق پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ سورۃ قارعہ میں فرمایا کہ قارعہ یعنی دنیا کی بڑی مصیبت جب آئے گی (جو اب عالمگیر جنگ کی صورت میں آئی ہوئی ہے) تو لوگ پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح ہونگے جو اکٹھے ہو ہو کر آگ میں جا پڑتے ہیں۔ آجکل یہی حال جنگ میں آنکھوں سے دکھائی دے رہا ہے۔

"قارعہ" کے معنی ہیں "الشدیدۃ من شدائد الدھر" (مفرداتِ راغب) عالم کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت۔ (تصیبھم بما صنعوا قارعۃ) (رعد) ان کی دستکاریوں اور کرتوتوں کی وجہ سے انھیں مصیبت آئیگی۔ سورۃ قارعہ کی آیت میں یہ فرمانے کے ساتھ کہ لوگ پتنگوں کی طرح پھیلے ہونگے فرماتا ہے اور جبال یعنی بڑے بڑے لوگ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہو جائینگے۔

| | |
|---|---|
| کالصوف المندوب فی خفۃ سیرھا } | جو اپنی حرکت میں ہلکی ہو کر زمین سے لگ جاتی ہے |
| حتّٰی تستوی مع الارض | اسی طرح بڑے بڑے لوگ عوام اور پست لوگوں کے برابر ہو جائیں گے |
| (تفسیر جلالین) | |

اس کے بعد فرماتا ہے جس کی میزانیں بھاری ہونگی وہ خوش زندگی میں رہیگا۔ اور جس کی میزانیں ہلکی ہونگی تو اس کی ماں ہاویہ ہوگی۔ اور جانتے ہو ہاویہ کیا ہے؟ سخت

بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ "میزان" کے معنی ہیں جس سے چیزوں کی مقدار معلوم کی جاتے ہر شخص کی میزان میں اس کی ادراکی قوتیں ہیں جن سے وہ سب چیزوں کی مقدار معلوم کرتا ہے اس مصیبت کے زمانے میں جس شخص کی ادراکی قوتیں وزن دار ہونگی وہ معاملات میں کامیاب ہوگا اور جس کی ادراکی قوتیں بے وزن ہونگی وہ مصیبت کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑیگا اور وہ آگ اسکی ماں ہوگی یعنی اس کی گود میں پل کر اُسے ہوش آئیگا یا مر جائیگا۔

پ سورۂ نبأ میں خداوند عالم فرماتا ہے کہ فیصلہ کا دن ایک مقرر وقت ہے جس دن صُور پھونکا جائیگا۔ سو تم لوگ فوجیں بن کر آؤ گے اور فضائے بلند کی بندش اور مشکل دور کر دی جائے گی۔ تب بلندی میں دروازے ہو جائینگے یعنی مختلف مقامات پر پہنچنے اور جانے کے فضائی راستے بن جائینگے اور پہاڑ اپنی جگہ سے چلا دیئے جائینگے تو وہ سراب ہو جائینگے۔"

تمدنی حالات کے لحاظ سے لغوی اور ظاہری معنی میں سماء کے کھلنے کا نظارہ بلندی پر ہوائی جہازوں کے پرواز کی صورت میں نمودار ہے۔ سماء کے لغوی معنی بلندی قرآن مجید میں بھی ہیں "کانّما یصعد فی السّمآء" گویا وہ شخص بڑی محنت سے بلندی میں اونچا چڑھ رہا ہے۔ — ابواب کے معنی کسی جگہ جانے کا راستہ و ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید میں ہے "فتحنا علیھم ابواب کلّ شئ" ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یعنی راستے اور ذریعے جن سے چیز حاصل ہو۔ روحانی پہلو سے یہ معنی ہوئے کہ آسمانِ فیضِ الٰہی کے دروازے کھول دیئے جائینگے اور جبال پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائینگے تو وہ سراب ہو جائینگے۔ جبال بڑے بڑے لوگ جن میں علمائے امت مرحومہ بھی داخل ہیں جن کی ہستیاں سراب کی مانند رہ گئی ہیں۔ سراب اُس ریگزار کو کہتے ہیں جسے پیاسا دور سے دیکھکر پانی سمجھتا ہے مگر پاس جا کر دیکھتا ہے تو نرا ریت ہی ریت ہے۔ یہی کیفیت آج علمائے زمانہ کی ہے کہ تحقیق اور علمِ حق کے پیاسے دور سے اُن میں علم و عرفان کا پانی دیکھتا ہوا خیال کرتے ہیں مگر جب ان کے پاس جاتے ہیں تو ریگزارِ اوہام کے سوا کچھ نہیں پاتے پیاسے محروم و مایوس اور تشنہ ہی رہ جاتے ہیں۔ آج تمام اقوام کے لیڈروں کا بھی حال ہے کہ نہایت چمکتا ہوا قومی پیاس کو بجھانے والا پانی لوگوں کو دور سے ان کے پاس دکھائی دیتا ہے مگر تجربہ اور مشاہدہ کی ثابت ہوتا ہے کہ ریت کو پانی سمجھ رہے تھے۔ مختلف اقوام کی تحریکات اور ملت کے علماء اور لیڈروں کی تدابیر و تجاویز و عملیات بھی مایوس کن سرابی خاکے ہیں۔ جو دھوکہ دے دے کر جلد معدوم ہو جاتے ہیں اور قومیں ان ہیولائی دبے حقیقت تحریکات کے ریگستان میں سرگرداں رہ جاتی ہیں۔

اسی حقیقت کو برنگِ دیگر خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں یوں ذکر فرمایا ہے (ملاحظہ ہو پ سورۂ نمل ع) کہ جس دن صور پھونکا جائیگا تو بلندیوں اور پستی کے لوگ گھبرا جائینگے بجز ان کے جنھیں خدا کی مشیت گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گی اور سب کے سب خدا کے سامنے درماندہ ہونگے اور تم بڑے بڑے لوگوں کو دیکھکر انھیں اپنی جگہ سے اٹل خیال کروگے۔ حالانکہ وہ بدلیوں کی مانند حرکت میں ہونگے۔ یہ خدا کی قدرت کا کام ہوگا۔ بے شک وہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔ جو شخص بھلائی اختیار کرے گا اسے اُس بھلائی سے خیر و خوبی ملیگی اور یہ لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہینگے۔ اور بُرائی اختیار کرنے والے اوندھے مُنہ آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔"

سورۂ نبأ میں اقوام کے لیڈروں کی سرابی کیفیت کو بیان فرمایا تھا سورۂ نمل کی اس آیۂ مبارکہ میں بھی ان کے متعلق یہی فرمایا ہے وہ دیکھنے میں تو جمے ہوئے دکھائی دینگے لیکن درحقیقت وہ ہلکے بادل کی طرح ہوا میں اُڑتے ہونگے۔ فی الحقیقت آج علمائے زمانہ کی یہی حالت ہے۔ نیز جبال سے مراد احکامِ شرایعِ سابقہ بھی ہیں۔ ان کی بھی یہی کیفیت ہے کہ دیکھنے میں تو بڑے مضبوط اور قائم۔ کتابوں اور لوگوں کی زبان پر جمے ہوئے ہیں مگر حقیقت میں وہ ابر کے ٹکڑوں کی طرح پراگندہ ہوکر موجودہ زمانہ کی فضا سے اڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی سورۂ نمل کو خداوند عالم نے ان الفاظ پر ختم کیا ہے "سیریکم اٰیاتہٖ فتعرفونھا" فرماتا ہے "خدا اپنے نشانات تمھیں مستقبل قریب میں دکھائے گا تب تم انھیں پہچان لوگے"۔ الحمد للہ کہ ہم نے ان نشانات کو پہچان لیا۔ اور جن لوگوں کی چشمِ بصیرت کھل جائے گی وہ بھی عنقریب پہچان جائینگے۔ والسلام

آسمان کی حقیقت اور قیامت میں آسمان کے پھٹ جانے کے معنی پر انشاء اللہ آئندہ مفصل مضمون ہوگا۔

قسمت فارسی

# انچه از پیش گفته شد در این روزگار پدیدار

حضرت بهاء الله می فرماید :-

" امروز آفتاب بینائی از آسمان دانائی هویدا نیکوست کسیکه دید و شناخت. انچه از پیش گفته شد در این روزگار پدیدار -"

" آواز بی نیاز بگوش جان بشنوید و بانچه سزاوار روز خداوند است رفتار نمائید "

" خورشید بزرگی پرتو افگنده و ابر بخشش سایه گسترده بابهره کسی که خود را بی بهره نساخت و دوست را در این جامه بشناخت "

" پیک راست گو مژده داد که دوست می آید اکنون آمد چرا افسرده اید آن پاک پوشیده بی پرده آمد چرا پژمرده اید "

" اسم بزرگ خداوند که ببزرگی آمده بشناسید "

" روز دیدار امروز است چه که محبوب پدیدار گشته بپرهای محبت رحمن پرواز نمائید که شاید بقرب معنوی فائز گردید "

" طوبی للسامعین "

# موعود موجود

(از قلم مدیر)

ما اهل بهآء امروز پسر انسان را می بینیم که بر دست راست قوت نشسته بر ابرهای آسمان (قدرت) در عالم ظهور آمده است - (متی ۲۶/۶۴)

می بینیم که بر ابرهای آسمان با قوت و جلال عظیم آمده (متی ۲۴/۳۰)

خود خداوند با صدا و با آواز رئیس فرشتگان و با صور خدا از آسمان نازل شده - (رساله اول پولس رسول تسالونیکیان ۴ آیت ۱۶)

وچنانکه در ظهور اول فرموده بوده در این ظهور هم می فرماید که من از آسمان نزول کرده ام (یوحنا آیت ۶/۳۸)

البته او از آسمان پائین آمده ووقتیکه بر روی زمین می خرامید همان ساعت نیز در آسمان بوده (انجیل یوحنا ۳/۱۳)

لاریب پسر انسان در جلال خود با جمیع ملائکه مقدس خویش

آمده و بر کرسیِ جلالِ خود نشست۔ (متی ۲۵/۳۱)

و فرشتگانِ خود را با صورِ بلند آواز فرستاده برگزیدگان او را از بادهای اربعه از کران تا بکرانِ فلک فراهم آورده و می آورد۔ (انجیل متی ۲۴/۳۱)

در این زمان (موعودِ موجود) چنان مصیبتِ عظیمی ظاهر شده که از ابتدائے عالم تا کنون نشده بود و نخواهد شد۔
(انجیل متی ۲۴/۲۲-۲۳)

و در این روز جمیع طوائفِ زمین سینه زنی می کنند (متی ۲۴/۳۱)

و چون برق که از یک جانب زیر آسمان لامع شده تا جانبِ دیگر زیر آسمان درخشان می شود پسرِ انسان در یومِ خود، همچنین آمده است لیکن اول چنانکه لازم بود او زحماتِ بسیار دید۔ (لوقا ۱۷/۲۴-۲۵)

چون او یعنی روحِ راستی آمد مارا بجمیع راستی هدایت کرد زیرا که از خود تکلم نفرمود بلکه بانچه شنیده سخن گفت۔ (انجیل یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳-۱۴)

و از مشرق و مغرب و شمال و جنوب آمده در ملکوتِ خدا نشستند و اینک آخرین هستند که اولین شدند و اولین که آخرین شدند۔ (لوقا ۱۳/۳۰-۳۱)

برائے ما ولدے زائیده و پسرے بما بخشیده شد و سلطنت بر دوشِ اوست و اسمِ او عجیب و مشیر و خدائی قدیر و پدرِ سرمدی و سرورِ سلامتی خوانده شده (اشعیاه ۹/۶)

تسلی دهنده یعنی روح القدس که پدر (خدا) او را باسمِ روح الله فرستاده است او همه چیز را بما تعلیم می دهد۔ و انچه مسیح بما گفته بود بیادِ ما می آرد (یوحنا ۱۴/۲۶)

و در (این) روزِ خداوند در روح شدیم و از او

بروئے خود آوازے بلند چون صدائے صور شنیدیم که میگوید من الف و یا و اول و آخر هستم (مکاشفه یوحنای رسول ۱/۱۱)

پس در این ایامِ مبارکهٔ ظهورِ موعود

" اگر چشمت ترا لغزش دهد آنرا قلع کرده از خود دور انداز زیرا ترا بهتر است که لنگ یا شل داخلِ حیات شوی از انکه با دو چشم در آتشِ جهنم افگنده شوی۔ (متی ۱۸/۹)

ملکوتِ خدا مانندِ کسی است که تخم بر زمین بفشاند و شب و روز بخوابد و برخیزد و تخم بروید و نمو کند چگونه او نداند زیرا که زمین بذاتِ خود ثمر می آرد و اول علف بعد خوشه پس از ان دانهٔ کامل در خوشه و چون ثمر رسید فوراً داس را بکار می برد زیرا که وقتِ حصاد رسیده است (مرقس ۴/۲۶-۲۹)

آنکه بذرِ نیکو می کارد پسرِ انسان است و مزرعه این جهان است و تخمِ نیکو ابنائے ملکوت و کرکاسها پسرانِ شریر اند و دشمنے که آنها را کاشت ابلیس است و موسمِ حصاد عاقبتِ این عالم (که عصرِ حاضر است) و دروندگان فرشتگانند۔ پس همچنان که کرکاسها را جمع کرده در آتش می سوزانند همان طور در عاقبتِ این عالم ظاهر شده که پسرِ انسان ملائکه خود را فرستاده همه لغزش دهندگان و بدکاران را جمع کرده و ایشان را به تنورِ آتش انداختند (متی ۱۳/۳۸-۴۱)

بشما میگویم بسیاری طلبِ دخول خواهند کرد و نخواهند توانست بعد از انکه صاحبِ خانه برخیزد و در را ببندد و شما بیرون ایستاده در را کوبیدن آغاز کنید و گوئید خداوندا خداوندا برائے ما باز کن وے در جواب خواهد گفت شما را نمی شناسم که از کجا هستید (لوقا ۱۳/۲۴-۲۵)

# اشتباہِ بزرگ اہلِ سائینس و فلاسفہ

اہل سائینس و فلاسفہ و متمدّنینِ دورِ حاضرہ کہ مرکزش اروپا و امریکا است چون متقاعد بمادّہ و قوّۂ مادّیہ ہستند و اکثر از معارجِ بلند روحانیت کہ عبارت از روح و عالمِ ملکوت و مقامِ غیب لایدرک و مظاہر مقدسہ الٰہیہ و پیغمبرانِ کرام باشد منکر و بے خبر اند لہٰذا در قسمتِ اعظم روحانیت و غیب ہویّت صرفِ نظر نمودہ غرق در عالمِ مادّیہ گشتہ و از تحقیقاتِ لازمہ درایں قسمتِ بزرگ چنانچہ باید و شاید کنج کاوی ننمودہ و پندار خود را کہ عبارت از قوّۂ حسّاسہ است میزانِ صحیح تصوّر نمودہ دیانت و مذاہب و عالمِ ملکوت و جبروت و لاہوت و روح و غیب منیع را منبعث از تولید افکار ناقصۂ بشر شمردہ از ان احتراز کردند۔ چنانچہ مدلّل مینمایند ہیئتِ بشریہ برحسب تاریخ در قدیم از نارسائی و نقص عقل و علم گرفتارِ موہوماتے بودند کہ نظیر و تمثیل آن فعلاً در مملکتِ افریکا و بعضے از مملکتِ آسیا از قبیلِ چین و تبت و بعضے نقاط امریکا و روسیا و ہندوستان وجود دارد و گویند از اوّل ابداع نوعِ بشر متقاعد با لہۂ کثیرہ و ربّ النّوع متعددہ بودند و جمادات و نباتات و حیوانات و کرواتِ جسمیہ از قبیل خورشید و ماہ و ستارگان را می پرستیدند و بتدریج ترقی نمودہ چون عقول و ادراکشان درجۂ تکامل طی مینمود عقائدِ آنان نیز اصلاح میشد تا آنکہ پرستشِ کل شیٔ را مخصوص بشئ محدودہ نمودہ و خدایانِ متعددہ را بخدای واحد تبدیل نمودہ اند و فعلاً کہ عقول و ادراک در نہایت درجۂ کمال است دانشمندانِ عالم و اہلِ سائینس و فلسفہ پے بردند کہ این عوالمِ موہوم کلّ معدوم صرف و آنچہ را تا حال بشر تصوّر نمودہ و معتقد شدہ است صرف تصوّرِ باطلہ موہوم زائد بودہ و مبدأ و حقیقتی نداشتہ است و نخواہد داشت و کسانیکہ این عقائد را در مابینِ بشر انتشار دادہ اند بعضے خیرخواہ عالمِ بشر بودہ اند و خواستہ اند کہ عالمِ انسانی را در یک مرکز جمع کنند و متحد و متفق نمایند و ترقی کنند لہذا باسمِ وحی و الہام و دین و مذہب عقائدے را ترویج نمودند و جمعے برحسبِ خواہشِ خود و اغراضِ شخصی و انتفاع ذاتی در آن عقائدِ دینیہ تصرّفاتے نمودہ بجای آنکہ مردم را متمدّن نمایند و ترقی دہند آنہا را متفرق نمودہ و تدنّی دادہ بمرتبۂ پست ہمجی سوق دادہ اند اینست کہ تاریخِ عالم گواہ است کہ کرۂ زمین ہمیشہ باسمِ دین و مذہب بخونِ بشر رنگین و سیراب شدہ است کہ مبدأ جمیع آن جنگ و جدال جہالت و نادانی و تعصّب است و بس۔

این عبد اوّلاً عرض مینمایم کہ این متمدّنینِ محترم اصلاً اساس و بنیادِ تحقیقاتشان بر پایۂ اکتشافی نہادہ شد کہ ہمہ مأخوذ از تصوّرات و تجرباتِ عالمِ بشریہ است و یقین را در آن مقام راہی نیست و وجودے ثابت نہ۔ جمیع دلائل و براہینشان قیاسی است و چون عقول و ادراکِ بشریہ معدنِ نقص است لہذا معذور اند و ما ہم این تصوّرات آنان را از روی

دلائلِ ثابت یقینیه واضحاً رد می نمائیم. اولاً این مطلب واضح است که تاریخ هر ملتی از ملل عالم ابتدا میشود بوجودِ یکی از پیغمبران که خود را برگزیده از جانب خدا معرفی نموده و کلام خود را کلامِ خدا بیان کرده و خدا را خالق جمیع عوالم کونیه از آسمان و زمین و سیاره کرواتِ جسیمه و صغیره و عناصر اربعه و مخلوقاتِ مختلفه و اشیائے متنوعه را خلقِ خدای یکتا دانسته اند و شکی نیست که کل خدا را واحد و فرد و تنها و بے مثل معرفی نموده اند کل او را ذاتِ غیبِ منیع لایدرک فرموده جمیعاً عرفان و شناسائی او را محال دانسته از دائرهٔ ادراکِ بشریه متعالی و مقدس شمرده اند و عقول و افکار بشر و جمیع علماء و فضلاء و فصحاء و فلاسفه و دانشمندان را عاجز و قاصر ذکر کرده اند و هکذا کل خدای یکتا لایق پرستش و ستائش معرفی نموده دون او را ناقص شمرده اند و لایق ستائش نشمرده الا باندازهٔ که آن وصف و ستائش در حقیقت راجع شود بوصف و ستائش آن مبدأ کمال و فیض فیاض و نور انوار. و این مطلب در کتاب آسمانی هر پیغمبرے موجود است لازم بدلیل و برهان اثبات آن نیست. مثلاً قدیم ترین ملتِ دنیا ملتِ هنود می باشند که مبدأ تاریخ آنان تقریباً در ده هزار سال قبل مفتوح میشود بوجودِ سری رام که پیغمبر بزرگ است و این وجود مبارک در همه قسمت تعالیم خود مردم را به پرستش خدای یکتا و یکتائی و تنهائی او هدایت مینماید و باطاعت و بندگی یگانه خالق کون و مکان دلالت میفرماید و پس از آن سری کرشنا و بودا و برهما و کنفیوشوس و زردشت و شت مهاباد و حضرت موسی و حضرت عیسی و حضرت محمد طراً خود را برگزیده از جانب خدا و رهنمای خلق او معرفی نموده اند و یکتائی او قائل و نوع بشر را بتوحید باریتعالی و خالقیت او مذعن و معترف نمودند طراً بشر را منع از رسومات موهومه و تقالید مجعوله و تعصبات بیهوده و مزخرفاتِ مردوده و جنگ و جدال و حرب و قتال و کینه و کدورت و بغضا و عداوت و نزاع و نفاق و دوئیت و فسق و فجور و متابعتِ نفسِ اماره و شهواتِ نفسانیه و طمع و حرص و آز و ظلم و ستم و جور و جفا و طعن و لعن و گفتارِ نالائقه و تهمت و افتراء و غیبت و زنا و عیب جوئی و مکر و ریا و خیانت و دغا و بغی و طغیان و گناه و نسیان و جهالت و بطالت و کسالت و غفلت و تکفیر و تذلیل و تحقیر همدیگر و امثالها نمودند و جمیعاً نوعِ انسان را دلالت نمودند بتعلیمِ علومِ نافعه و تحصیل اخلاقِ حسنه و روش و کردارِ پاک و پاکیزه از قبیل دوستی و راستی و محبت و مودت و الفت و مهربانی و امانت و دیانت و صبر و بردباری و فروتنی و صلح و صفا و استقامت و وفا و تعریف و ستائش و ثنا و خیرخواهی و دستگیری و نوع پروری و کار و کسبِ نافع و اتحاد و اتفاق و تعاون و تعاضد و حکمت و دانائی و عدل و انصاف و شجاعت و سخاوت و غیرت و فرزانگی و مروت و مردانگی و جان فشانی و فداکاری با ابنای خویش و حفاظت و صیانتِ بیچارگان و ملجأ و پناهِ بے سروسامان و غمخواری و فریادرسی مظلومان و امثالها حتی هیچکدام باذیت و آزارِ حیوانات نیز راضی نبودند تا چه رسد بنوعِ انسان کل فرمودند خدا خالقِ کل و رازق و مهربان بر کل است پس انسان نیز باید باهمدیگر مهربان باشند حتی فرمودند شما باید متابعتِ سیاستِ الهیه کنید مثلیکه او آفتابِ عنایتش بر کل میتابد ابرِ بخشش بر کل میبارد و بارانِ رحمتش کل را مستفیض مینماید نسیم عنایتش بر کل میوزد بابِ فضل و هدایتش بر روی کل مفتوح است خوانِ نعمتِ حیات بخشش برای جمیع گسترده است و جمیع را از فیوضاتِ لایتناهی بهره و نصیب داده است ما بندگان نیز باید با کل مهربان باشیم بجمیع فیض و نفع بخشیم با همه محبت نمائیم و همه را دوست داریم و غمخوار کل باشیم و این مطلب

نیز برحسب تاریخ واضح است که این پیغمبرانِ کرام در هیچ مدرسه تحصیلِ علوم و فنون ننموده و تعلیمات از کسی تحصیل ننموده است بلکه تعالیم آنان فطری و ذاتی بوده است و همچنین این مطلب نیز واضح است که شریعت و تعالیم و قوانینِ متین در عصرے تشریح و ترویج نموده که بالغ و کامل و هزاران سال در هر عهد و زمانے سببِ ترقیِ عالمِ انسانی و موجبِ اتحاد و یگانگیِ بشر و کافلِ حقوقِ امم و سببِ خوش بختی و سعادت و رستگاری بنی آدم بوده است چنانچه هر یک از مللِ موجوده در تاریخ نشان میدهد که تا مادامیکه ازان دستور العمل حیات و تعالیم نجات بخش انبیاء منحرف نشده بودند روز بروز در جمیع قوی و مراتب جسمانیه و معنویه چه جسمانی و بدنی چه روحانی و وجدانی ترقیِ محیر العقول نموده که انسان را متحیر می سازد چنانچه شاهد این مقال در اوان ظهور هر یک از انبیاء است که چه اندازه انسان ذلیل و پست بودند و باهمدیگر بنزاع و نفاق و جنگ و پرخاش مشغول بودند و زندگانی وحشیانه و بهیمانه مینمودند و لیکن بعد از ظهور هر یک ازان بزرگواران که چقدر مردم را ترقی دادند لابد باختصار عرض میکنم اولاً این ملتِ هنود اگرچه این عبد کاملاً از تاریخ آنان اطلاع ندارم و تا اندازه که تاریخِ هند مطالعه نموده ام واضح میشود که پیشتر از ظهور شری رام مردمِ هند باهمدیگر مثلِ حیواناتِ درنده بودند و مقاتله دائمی داشتند و از علم و تمدن و انسانیت بهره نداشتند و چه مقدار ظلم و ستم که برآن وجودِ مبارک وارد آوردند تا آنکه او را مجبور بر هجرت نمودند و مدتِ چهارده سال تقریباً در بیابان بسر می برد و بعسرت زندگانی می نمود و لے از قدرتِ الٰهی و اثرِ تعالیمِ الٰهیه موفق گردید که این نفوسِ وحشی را در اندک زمانے از عالمِ پستِ بربریت و حیوانیت نجات داده برتبهٔ بلندِ تمدن و انسانیت و روحانیت وارد نماید و بنیادِ زندگانیِ آبرومندانهٔ اجتماعی استوار کند و در مابینِ نوع اساسِ اتحاد و اتفاق و علم و فن محکم نماید و جنسِ بشر را از حیوان ممتاز نماید و برتری دهد و برحسب تاریخ واضح است که از اثرِ تعالیم آن ذاتِ مقدس اهالیِ هند ترقی فوق العاده نمودند و در هر شعبه امورات دنیویه و روحانیه ترقی نمودند و باز چون ازان سرچشمهٔ زندگانی و تعالیمِ ربانی غفلت نمودند و مطیعِ نفسِ اماره شدند باز مانند هیچ مطلع گرفتارِ موهومات و مزخرفات گشته رسوم و عقاید مشرکانه را در میانِ خود ترویج نموده و بتِ موهوم را پرستش نموده از حضرتِ معلوم گذشتند و خوار و ذلیل گشتند۔ باز یزدانِ پاک رهبرے فرستاد و آنرا هدایت نمود تا نوبت بسری کرشنا رسید و این وجودِ مقدس چقدر اذیت و جفا دید میرسید۔ حتی خویشان و پدر و مادر معاندِ او شدند و در کشتنِ او هم همداستان شدند زیرا کل تابعِ موهومات بودند و اسیرِ نفس و هوی۔ و از علم و عمل و مقاماتِ روحانیه و رتبهٔ انسانیه بهره نداشتند هرگونه اذیت و جفائے براو وارد آوردند و مانع از نشرِ تعالیمِ او شدند و لے عاقبت تائیدِ الٰهی شامل شد و امرِ الٰهی غالب گشت و کل را احاطه نمود و جمیع تابعِ فرمان گشتند در اینوقت تاریخ نشان میدهد که از اثرِ تعالیمِ آن معدنِ علم و حکمتِ الٰهی اهلِ هند ترقی کردند که بوصف در نیاید در علم و حکمت و صنعت و تجارت و زراعت و سلطنت مشهورِ آفاق اشیائے صنعتیِ هند از قبیلِ پارچه جات و آلاتِ آهنی و فولاد و ظروفات و اجناس بر همهٔ عالم تفوق داشت و همهٔ روی کره تا آن جائیکه درآن زمان ممکن بود مال و متاعِ هند رواج داشت و ممتاز و مشهور بود و خطهٔ هند غبطهٔ جهانیان گردید و لے باز ازان تعالیمِ حقیقی غفلت ورزیدند و اندک اندک درآن ضلالت و تصرف۔ بجای توحید پرستی شرک پرستی نمودند و در مقامِ اتحاد و اتفاق منحرف شده متفرق و مختلف گشتند و اسیر موهومات لاتحصی شد۔

(حداداد رشید ملیانی بمبئی)

سید محفوظ الحق علمیؔ نے جید برقی پریس بلیماران میں دہلی میں چھپوا کر دفتر پیامبر نیں روڈ قرول باغ دہلی سے شائع کیا



ماہوار میگزین
پیمبر
نئی دہلی
ایڈیٹر:۔ محفوظ الحق علمی

آغاز جلد سوم

# ماہنامہ پیام دہلی




جلد سوم | جنوری سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر اول

## الٰہا! معبودا! مسجودا!

اے خدا! اے معبود! اے مسجود!

بیک کلمہ از کلماتِ عُلیا ارض و سما را خلق فرمودی و بیک قطرہ از دریای جودت وجود را موجود

تو نے اپنے بلند کلمات میں سے ایک ہی کلمہ کے ذریعے تمام زیر و بالا کو پیدا فرمایا ہے اور اپنے دریائے بخشش کے ایک ہی قطرے سے

نمودی توئی مقتدری کہ قوت و قدرتِ جبابرۂ ارض و فراعنۂ بلاد ترا از ارادہ منع نمود. ای کریم

عالم ہستی کو وجود بخشا ہے۔ تو ہی وہ مالک اقتدار ہے کہ روئے زمین کے تمام جبیرہ دست اور فرعونوں کی قوت و قدرت تجھے اپنے ارادے سے باز نہ رکھ سکی۔ اے

فقیری بابت توجہ نمودہ و ضعیفی بحبلِ اقتدارت تمسک جستہ۔ از تو کرم قدمیت را می طلبد و عفو جدیدت را

کرم فرمانے والے! ایک فقیر تیرے دروازے پر ٹکٹکی لگائے کھڑا ہے اور ایک ناتوان تیرے اقتدار کی رسی کو تھامے ہوئے تجھ سے تیرے کرم قدیم کا طلبگار اور

سائل و آمل۔ اورا از دریای فضلت محروم منما و از کوثرِ زندگانی ابدی ممنوع مساز توئی قادر و توانا

تیرے عفوِ جدید کا خواستگار و اُمیدوار ہے۔ اسے اپنے دریائے فضل سے محروم نہ کر۔ اور ابدی زندگانی کے کوثر سے دور نہ رکھ۔ تو ہی ہے قادر و توانا۔

ای پروردگار ذراتِ عالم بر غنایت گواہند و بر فضلت مقر و معترف ایا مثل تو غنی مثل منی فقیر را

اے پالنے والے! جہان کے ذرات تیری بے نیازی کے گواہ ہیں۔ اور تیرے فضل کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ کیا تجھ سا غنی مجھ جیسے فقیر کو محروم

محروم میںماید حاشا و کلا اشہد و یشہد کل الاشیاء بانک

رکھے گا۔؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں اور ساری چیزیں بھی گواہی دے رہی ہیں کہ تمام کرم کرنیوالوں

انت اکرم الاکرمین و ارحم الراحمین۔

سے بڑھکر کرم فرمانے والا۔ اور تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا تو ہی ہے

# صداقت کے بنیادی اصول

(حضرت شوقی آفندی ربانی)

وہ امرِ مبارک جس کے بانی حضرت بہاء اللہ ہیں، اپنے سے پہلے انبیائے کرام میں سے کسی کو چھوٹا بنانے، ان کی تعلیمات میں سے کسی تعلیم کو تراشنے یا تاویل کرنے، اُن کی کُتب مقدسہ کے انوار کو دھندلا کرنے، ان کے پیرووں کے دلوں سے ان کو نکالنے۔ ان کے بنیادی اصولوں کو منسوخ کرنے۔ ان کی کُتب آسمانی میں سے کسی کو ترک کرنے یا ان کے پیرووں کی جائز تمناؤں کو دبانے سے صاف وصریح الفاظ میں انکار کرتا ہے۔ ہر دین کے وحیِ آخری ہونے کے دعویٰ کو رد کرتے ہوئے حضرت بہاء اللہ اس وحیِ الٰہی کو بھی جو آپ پر نازل ہوئی آخری نہیں فرماتے۔ آپ حقیقتِ دین کے اضافی ہونے۔ وحیِ الٰہی کے تسلسل اور خیالات وتجرباتِ دینی کے ارتقاء کے بنیادی اصول کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کا مقصد تمام ادیان کے اصولوں کو وسیع کرنا اور ان ادیان کی مقدس کتابوں کے اسرار کو منکشف کرنا ہے۔ آپ اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ سب ادیان کا مقصد ومنشاء ایک ہی ہے۔ آپ اُن حقائق کو جو اِن ادیان میں پوشیدہ تھے پھر ایک دفعہ بیان فرماتے ہیں۔ ان کے فرائض واعمال کو مطابق بناتے ہیں۔ ان ادیان کی حقیقی اور مستند تعلیمات کو غیر حقیقی اور مقلدانہ تعلیمات سے علیحدہ کرتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی صداقتوں کو علماء کے تاویلی توہمات سے الگ کرتے ہیں۔ ان اصول پر آپ جملہ ادیان کے ایک ہو جانے کے نہ صرف امکان کا ہی اعلان فرماتے ہیں بلکہ اس کے قطعی طور پر وجود میں آنے اور اُن کی اعلیٰ ترین امیدوں کے تکمیل پانے کی پیشینگوئی فرماتے ہیں۔

**حضرت محمد رسول اللہ** آپ کے ماننے والوں میں سے جو کوئی بھی ان صفحات کو پڑھے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ کرے کہ اسلام یا رسول اللہ یا کتاب اللہ یا آپ کے مقررہ جانشینوں کو یا آپ کی مستند تعلیمات میں سے کسی تعلیم کو کسی وقت کسی طرح یا کسی حالت میں گھٹایا گیا یا چھوٹا بنایا گیا ہے۔ حضرت باب کا شجرہ نسب جو حضرت امام حسین کی اولاد سے تھے جناب نبیل کی کتاب "مطالع الانوار" میں بانیِ اسلام۔ ائمہ اسلام اور قرآن کے متعلق مبشر امر بہائی کے خیالات کی بے شمار اور عجیب شہادتیں۔ کتاب ایقان میں حضرت بہاء اللہ کی طرف سے حضرت محمد اور آپ کے جائز جانشینوں کی خاصکر "بے بدل و بے نظیر" امام حسین کی تعریف عیسائیوں کے گرجوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں میں حضرت عبد البہاء کا رسول عربی کے پیغام کی سچائی کے ثبوت میں عام طور پر بلاخوفِ تردید پُرزور الفاظ میں دلائل وبراہین پیش کرنا۔ آخر میں ملکہ رومانیہ کی تحریری شہادت جو انگلیکن فرقہ عیسائیت میں پیدا ہوئی تھیں اور جس سلطنت کی آپ ملکہ تھیں اس کا مذہب گریک آرتھوڈکس چرچ تھا۔ آپ نے حضرت عبد البہاء کے پبلک خطابات پڑھکر حضرت محمد کی نبوت پر ایمان لانے کا اعلان فرمایا۔ یہ سب صاف وصریح لفظوں میں دینِ بہائی کے اپنے مورث دین کے متعلق اندازِ خیال کا اظہار کرتے ہیں۔

ملکہ معظمہ رومانیہ اپنی اس شہادت میں فرماتی ہیں " خدا ہی سب کچھ ہے۔ ہر آغاز کا سہارا وہی ہے ....... اُسی کی آواز ہمارے اندر بولتی ہے جو ہمیں نیکی اور بدی سے آگاہ کرتی ہے۔ مگر ہم عموماً اس کی آواز سے غافل رہتے ہیں۔ یا اُسے غلط سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ اپنا برگزیدہ اس کرۂ ارض پر ہمارے درمیان بھیجتا ہے تاکہ اپنی مرضی کو ہم پر ظاہر کرے اور اپنی منشاء سے ہمیں آگاہ کرے۔ اسی لئے انبیاء آئے۔ اسی لئے مسیح۔ محمد۔ بہاء اللہ ظاہر ہوئے۔ کیونکہ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وقتاً فوقتاً ایک آواز۔ ایک ندا اس زمین پر اس کے لئے آئے جو اُسے خدا کے نزدیک لے جائے۔ اور سچے خدا کی ہستی کے احساس کو اس میں جگائے۔ جو آوازیں ہمیں بھیجی جاتی ہیں وہ مجسم ہو کر ظاہر ہوتی ہیں تاکہ اپنے مادی کانوں سے ہم سن سکیں۔ اور سمجھ سکیں "

یہاں یہ بجا طور پر پوچھا جا سکتا ہے کہ ایران اور ترکی کے علماء اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت چاہتے ہیں جس سے انبیاء الٰہی کی کل جماعت کے درمیان حضرت محمد کے اعلیٰ رتبہ کی اہل بہاء کی طرف سے قدرشناسی اور معرفت کا اظہار ہوتا ہو؟ اس سے بڑھ کر اسلام کے لئے اور کون سی خدمت کی یہ علماء ہم سے توقع رکھتے ہیں؟ ہماری صلاحیت کی اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت یہ علماء چاہتے ہیں کہ ہم نے ان لوگوں میں جہاں علماء کی پہنچ محال ہے خدا کے رسول کے پیغام کی سچائی کی طرف پُرجوش اور مخلصانہ رجوع کا شعلہ بھڑکا دیا ہے۔ اور ایک ملکہ کے قلم سے حضرت محمد کی سچائی کا یہ عام اور تاریخی اقرار حاصل کیا ہے۔

## مسیحیت کی حالت

مسیحیت کی حالت کے متعلق ہم بلاتامل اور بغیر لفظی ہیر پھیر کے یہ کہہ سکتے کہ اس کا خدا کی طرف سے ہونا قطعی طور پر مانا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ مسیح کی ابنیت اور الٰہیت کو بے دھڑک قبول کیا گیا ہے۔ انجیل کا کلامِ وحی ہونا مانا گیا ہے۔ کنواری مریم کے معصومیت کے راز کی حقیقت کا اقرار کیا گیا ہے۔ رسولوں کے سردار پطرس کی افضیت کی حمایت کی گئی ہے۔ حضرت بہاء اللہ نے مسیحیت کے بانی کو "روح اللہ" کا نام دیا ہے اور کہا کہ آپ نفحاتِ روح القدس سے ظاہر ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے حضرت مسیح کو "جوہرِ روح" فرمایا ہے۔ آپ کی ماں کی تعریف میں آپ فرماتے ہیں:- "وہ معصوم۔ غیر فانی۔ پرجمال چہرہ" اور حضرت مسیح کی ابنیت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "یہ وہ رتبہ ہے جو اہل زمین کی فہم و ادراک سے بالاتر ہے"۔ حضرت پطرس کے متعلق فرمایا ہے کہ "خدا نے حکمت و بیان کے اسرار اس کے منہ سے کہلوائے۔ علاوہ ازیں حضرت بہاء اللہ نے شہادت دی ہے کہ "آپ کو معلوم ہو کہ جب ابنِ انسان نے اپنی جان' جان آفرین کے حوالے کی تو کل کائنات نہایت آہ و زاری سے نوحہ کرنے لگی۔ مگر آپ نے اپنے آپکو قربان کر کے کل مخلوقات میں ایک نئی استعداد پیدا کر دی۔ اس کے نشان جیسا کہ جملہ اقوام زمین میں دیکھے گئے اب آپ کے سامنے موجود ہیں۔
عمیق سے عمیق دانائی کی باتیں جو داناؤں کی زبان سے نکلیں۔ گہرا سے گہرا علم جو اب تک کسی قلب سے ظاہر ہوا۔ ہنر جو قابل ترین ہاتھوں نے پیدا کئے۔ طاقتور سے طاقتور حاکموں کا اقتدار سب اس زندگی بخش قوت کے ظہورات ہیں جو اس کی اعلیٰ۔ سب پر غالب اور روشن روح نے اس دنیا میں پیدا کی تھی۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ جب آپ دنیا میں ظاہر ہوئے تو آپ نے اپنے جلال کا پرتو سب مخلوقات پر ڈالا۔
پہلے تمرد اور جہالت کے کوڑھیوں کو اچھا کیا۔ آپ نے ناپاک اور گمراہوں کو شفا بخشی۔ آپ نے اس قوت سے جو خدا نے آپ کو عطا
تھی اندھوں کی آنکھیں کھول دیں اور گنہگاروں کے نفوس کو پاک کیا۔ آپ ہی نے دنیا کو پاک کیا۔ مبارک ہے وہ شخص جو روشن

چہرے کے ساتھ اس کی طرف رجوع ہوا۔"

یہودیوں، زرتشتیوں، ہندوؤں، بدھوں اور دیگر پرانے ادیان کے ماننے والوں حتیٰ لا ادریوں اور دہریوں کے لئے بہائی دین میں داخل ہونے کے لئے سب سے لازمی اور سب سے اول شرط اسلام اور مسیحیت کے خدا کی طرف سے ہونے کو حضرت محمد اور عیسیٰ کی نبوت۔ امامت کے جواز اور رسولوں کے سردار پطرس کی افضلیت کو پورے دل سے اور بلا شرط قبول کرنا ہے۔ یہ ہیں وہ مرکزی۔ ٹھوس۔ غیر متنازع فیہ اصول جو بہائی اعتقاد کی بنیاد ہیں۔ اور جن کو دین بہائی بڑے فخر کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ جنہیں اس کے مبلغ ہر جگہ پھیلاتے ہیں اور جن کی اس کے مؤید حمایت کرتے ہیں۔ بہائی کتابیں جن کی اشاعت کرتی ہیں۔ جو اس کے مدارس تابستانی میں بیان کئے جاتے ہیں اور جنہیں اس کے ماننے والے اپنے قول و فعل سے تصدیق کرتے ہیں۔

ایک لمحہ کے لئے بھی نہ یقین کیا جائے کہ حضرت بہاء اللہ کے ماننے والے دنیا کے دینی رہنماؤں کے درجہ کو گھٹانا یا کم کرنا چاہتے ہیں عام اس سے کہ یہ رہنما مسیحی ہوں یا مسلمان یا کسی دوسرے مذہب کے ہوں۔ بشرطیکہ ان کے افعال ان کے اقوال کے مطابق ہوں۔ اور اُس درجہ کی شان کے شایاں ہوں جو وہ رکھتے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ بتاکید فرماتے ہیں "وہ علماء جو صحیح طور پر زیور علم سے آراستہ ہیں اور جن کا چال چلن نیک ہے وہ حقیقت میں جسم عالم کا سر ہیں اور اقوام کی آنکھیں ہیں۔ لوگوں کی ہدایت ہمیشہ ان پاک نفوس پر منحصر رہی ہے اور رہے گی۔" پھر آپ فرماتے ہیں "وہ عالم جس کا چال چلن نیک اور وہ فاضل جو عادل ہے جسدِ عالم کی جان ہیں۔ مبارک ہے وہ عالم جس کا سر عدل کے تاج سے مزین اور جس کا جسد انصاف کے زیور سے آراستہ ہے۔" پھر فرماتے ہیں "وہ عالم جس نے شرابِ طہور کو خدائے قادرِ مطلق کے نام سے لیا اور پیا ہے دنیا کے لئے ایسا ہے جیسے جسم کے لئے آنکھ۔ مبارک ہیں وہ جو اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اس کو یاد کرتے ہیں۔" ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں "وہ عالِم بہت ہی مبارک ہے جس نے علم کو اپنے اور اُس کے درمیان جو علم کا سرچشمہ ہے پردہ بننے نہیں دیا۔ اور جب وہ قیوم ظاہر ہوا چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ اُسے لبیک کہا۔ الحق۔ وہ علماء میں سے گنا گیا ہے۔ فردوس کے رہنے والے اس کے دم کی برکت پانے کے متمنی ہیں۔ اور اس کا چراغ اپنا نور آسمان اور زمین کے جملہ باشندوں پر چمکاتا ہے۔ بیشک نہیں کہ وہ انبیاء کا وارث شمار کیا جاتا ہے۔ جو اس کو دیکھتا ہے وہ درحقیقت حق کو دیکھتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ حقیقت میں خدائے مقتدر و حکیم کی طرف رجوع کرتا ہے۔" آپ اپنے ماننے والوں کو نصیحت کرتے ہیں "اے اہل بہاء تم اُن کی عزت کرو جو تمہارے درمیان عالِم ہیں۔ جن کے افعال اُن کے علم کے موافق ہیں جو خدا کے احکام پر چلتے ہیں اور وہی فیصلہ کرتے ہیں جیسا خدا نے کتاب میں فیصلہ کیا ہے۔ یاد رکھو کہ یہ لوگ آسمان و زمین میں ہدایت کے چراغ ہیں۔ جو لوگ اپنے علماء کے درجہ و قدر کا خیال نہیں کرتے وہ درحقیقت خدا کے اُس فضل کو بدلتے ہیں جو اُن پر کیا گیا ہے۔"

## یہ انتقامی بلا

یہ انتقامی بلا جس کے لئے حضرت بہاء اللہ کی شہادت کے مطابق دنیا کے غیر دینی اور دینی دونوں رہنما اصل میں ذمہ وار ہیں اگر صحیح طور پر دیکھا جائے تو اسے صرف وہ سزا ہی نہ سمجھنا چاہئے جو خدا نے اس دنیا کو دی ہے جس نے قریباً ایکسو[1] سال سے اس نجات بخش پیغام کی سچائی کو ماننے سے سختی سے انکار کیا ہے جو خدا نے اس زمانہ میں اپنے

اعلیٰ ترین پیغامبر کے ذریعے بھیجا ہے۔ اس کو اگرچہ کچھ کم درجہ تک یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ عام طور پر نسلِ انسانی کی سرکشی کے لئے انتقامِ الٰہی ہے۔ انسان نے یہ سرکشی اُن اساسی اصولوں کو چھوڑ دینے سے کی ہے جو ہمیشہ انسان کی زندگی اور ترقی پر حاوی اور ان کے تنہا محافظ ہیں۔ حیف ہے کہ نوعِ انسان نے بڑھتی ہوئی ضد کے ساتھ روح اللہ کا جو اُس کے دین میں مجسم کی گئی ہے ماننے اور احترام کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور اُن جھوٹے بُتوں۔ نیم صداقتوں اور غلط حقائق کی پوجا میں لگی ہوئی ہے جو اس کے دین کو تاریک کر رہے ہیں۔ اُس کی روحانی زندگی کو بگاڑ رہے ہیں۔ اس کے سیاسی اداروں کو تہ و بالا کر رہے ہیں۔ اس کے تمدن کی جڑ بنیاد کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور اس کی اقتصادی عمارت کو ڈھا رہے ہیں۔

اہل دنیا نے ایک ایسے دین کے ساتھ جو تمام دینوں کا جوہر و خلاصہ۔ اُن میں صلح کرا دینے اور انھیں متحد کر دینے والا ہے نہ صرف غفلت ہی برتی ہے اور بعض نے اس پر حملے ہی کئے ہیں بلکہ وہ اپنے ادیان سے بھی دور ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنے برباد کردہ مذبحوں پر غیر خداؤں کو لا بٹھایا ہے جو اُن کے قدیم ادیان کی روح کے ہی مخالف نہیں ہیں بلکہ ان کے روایتی ڈھانچے کو بھی بگاڑنے کے درپے ہیں۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں "دنیا کا چہرہ بدل گیا ہے۔ انسانوں کی آنکھوں میں خدا کی راہ اور خدا کے دین کی کوئی قدر نہیں رہی"۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "انسانوں کا خدا پر اعتقاد کمزور ہوتا جا رہا ہے ....... بدی گھن کی طرح نوعِ انسان کی قوت کو کھاتی جا رہی ہے" آپ فرماتے ہیں "دنیا میں انتظام کے قیام کے لئے اور لوگوں کے درمیان امن و امان کے لئے دین سب سے بڑا ذریعہ ہے ........ جتنا دین کمزور ہوتا جائیگا اُتنا ہی بدوں کی گمراہی زیادہ تکلیف دہ ہوتی جائے گی۔ اس کا نتیجہ سوائے ابتری اور افراتفری کے اور کچھ نہ ہوگا"۔ پھر فرمایا ہے "دین دنیا کے لوگوں کی بہتری اور حفاظت کے لئے نورِ مبین اور حصنِ متین ہے"۔ ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا ہے:۔ "جس طرح انسان کے جسم کے لئے لباس کی ضرورت ہے اسی طرح جسدِ نوعِ انسان کے لئے بھی حکمت و عدل کی چادر سے مزین ہونا ضروری ہے اس کا لباس وحیِ الٰہی ہے جو خدا کی طرف سے اس کو دی جائے"۔

## تین جھوٹے خدا

دین کی یہ حیات انگیز قوت مرتی جا رہی ہے۔ اس زبردست وسیلہ کو حقارت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ یہ ناقابلِ تسخیر قلعہ متروک ہوتا جا رہا ہے۔ یہ خوبصورت لباس اُتار کر پھینکا جا رہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ لوگوں نے خدا کو دل سے نکال دیا ہے اور یہ بُت پرست قوم نہایت جوش و خروش سے ایسے جھوٹے خداؤں کی پرستش کر رہی ہے جو خود اس کے وہم نے حماقت سے پیدا کر لئے ہیں اور جنھیں اُس کے بے دین ہاتھوں نے اس قدر کفر انگیزی کے ساتھ بلند کر دیا ہے۔

بنی نوع کی ناپاک کردہ عبادت گاہ میں تین بڑے بُت ہیں۔ اُن کے نام ملت پروری (نیشنلزم) نسل پروری (ریسیلیزم) اور اشتمالیت (کمیونزم) ہیں۔ ان کے مذبحوں پر تمام حکومتیں اور قومیں عام اس سے کہ وہ جمہوریت پسند ہوں یا آمریت پسند۔ امن سے ہوں یا جنگ میں۔ مشرق کی ہوں یا مغرب کی۔ مسیحی ہوں یا اسلامی۔ مختلف شکلوں میں باختلافِ درجات اس وقت پرستش کر رہی ہیں۔ ان کے سردار کاہن' سیاست داں اور دنیا دار عقلمند ہیں۔ یعنی زمانے کے نام نہاد دانا۔ اُن کی قربانی کروڑوں انسانوں کا گوشت و خون۔ ان کے منتر دقیانوسی مقولے اور دھوکا دینے والے بے ادبانہ کلمات ہیں۔ اُن کا بخور آہوں کا وہ دھواں ہے جو غمزدوں۔ لولوں لنگڑوں اور

بے خانماں لوگوں کے زخمی دلوں سے نکلتی ہیں۔

ناقص و خطرناک خیالات و حکمت عملیاں جو سلطنت کو خدا کے درجے تک پہنچاتی ہیں اور قوم کو نوع انسان کے مقابلے میں سرفراز کرتی ہیں جو دیگر انسانی نسلوں کو ایک نسل کے ماتحت کرنا چاہتی ہیں۔ جو سیاہ و سفید کے درمیان فرق کرتی ہیں اور جو ایک قوم کا تمام دوسری قوموں پر تفوق کا اصول پھیلاتی ہیں۔ یہ وہ تاریک، جھوٹے اور ٹیڑھے عقائد ہیں جن پر یقین کرنے یا عمل کرنے والے شخص یا قوم پر کبھی نہ کبھی خدا کا غضب و قہر نازل ہوگا۔ حضرت عبدالبہاء تنبیہ فرماتے ہیں :۔ "نئی پیدا شدہ اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی تحریکات اپنے ارادوں کو ترقی دینے کے لئے حد درجہ کا زور لگائیں گی۔ حرکت شمالی بہت بڑی اہمیت پیدا کرے گی۔ اس کا اثر بہت پھیل جائیگا۔

ان جنگ پیدا کرنے والے اور دنیا میں غدر پھیلانے والے عقائد کے بالکل برعکس اور سخت مخالف کل نسل انسان کے منجی اور منظم حقیقی حضرت بہاء اللہ کے صحت بخش۔ بچانے والے اور نتیجہ خیز حقائق ہیں ـــ ایسے حقائق جو دنیا میں نئی زندگی پیدا کرنے والے اور جو آپ کے ظہور کا نشان ہیں :۔ "دنیا فقط ایک وطن ہے اور نوع انسان اس کے باشندے ہیں"۔ کوئی شخص یہ فخر نہ کرے کہ وہ اپنے ملک کو پیار کرتا ہے بلکہ اس کو تو اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ وہ اپنی جنس کو پیار کرتا ہے"۔ پھر فرمایا ہے "تم ایک درخت کے پھل اور ایک ہی شاخ کے پتے ہو"۔ دنیا کے لوگوں اور قوموں کی تربیت کے لئے دل و جان سے کوشش کرو۔ تاکہ شاید ...... تمام نوع انسان ایک دین کی حامی بن جائے اور ایک شہر کے باشندے ہو جائے ...... تم ایک دنیا میں رہتے ہو اور ایک ہی مشیت کے عمل سے پیدا کئے گئے ہو۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ جسم کی خواہشات اور گندے میلان ...... تمہارے درمیان نفاق پیدا نہ کر دیں"۔ (ترجمہ از ورلڈ آرڈر امریکا - اکتوبر ۱۹۴۱ء)

(ترجمۂ عباس علی بٹ - بی - اے)

# پیامبر کا نیا سال

آج خدا کے فضل سے پیامبر کی تیسری جلد شروع ہو رہی ہے۔ ہم نے اعلان کیا تھا کہ کوکب ہند اور بہائی میگزین کے مختلف پرچے جن صاحبان کے پاس کم ہوں وہ بھی ہمیں اطلاع دیں اور جو احباب مختلف پرچے دینا چاہیں وہ بھی مطلع فرمائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض احباب نے مفت پرچے بھیج دیئے۔ اور ہم نے بھی خواہشمندوں کو یہ پرچے مفت دیدیئے۔ لیکن زیادہ درخواستیں پوری نہ ہو سکیں۔ پرچوں کے طلبگار بہت سے احباب تھے۔ اپنے پاس ہی پرچے علیحدہ کر کے ہوا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ یہ بات ان پرچوں سے دوستوں کی دلی محبت کا ثبوت ہے۔ ہاں پیامبر کے مختلف پرچے جن لوگوں نے منگائے ان سب کی درخواستیں پوری کی گئیں کیونکہ پرچے دفتر میں ہی موجود تھے۔ اب اس پرچہ سے پیامبر کا نیا سال شروع ہوا ہے۔ دوستوں سے درخواست ہے کہ ہر پرچہ نہایت احتیاط سے رکھیں۔ گذشتہ سال کے پرچوں کی جلد بند ہوا ہیں۔ آئندہ ایک ایک پرچہ کسی قیمت پر بھی ملنا دشوار ہو جائے گا۔

پیامبر اپنے دائرۂ عمل میں اہل ملک کے لئے ایک نیا لٹریچر پیدا کر رہا ہے جس کی قدر علم و روشنی کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جائے گی۔ ایک وقت آئیگا جبکہ دنیا میں یہی بہائی لٹریچر تمام ارواح و عقول کا مرکز توجہ ہوگا۔ خداوند عالم کے امر قطعی سے یہ مقدر ہو چکا ہے۔ اہل بہاء لذت یقین سے سرشار ہو کر خدمت میں مصروف ہیں اور فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(مدیر)

# مطالع الانوار یا ڈان بریکرز

(گذشتہ سے پیوستہ)

رشوت خوری کی رسم ایران میں اس قدر بڑھ گئی تھی کہ یہ ایک لوازمہ کی مسلمہ رسم بن گئی تھی۔ لارڈ کرزن اس کا اس طرح بیان لکھتے ہیں :۔

"اب میں اُس بات کا ذکر کرتا ہوں جو ایرانی حکومت کا امتیازی اور نمایاں خاصہ ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت ہی نہیں بلکہ زندگی بھی اِس مُلک میں تحائف اور رشوت کے باہمی لین دین پر منحصر ہے۔ یہ رسم معاشرتی نقطۂ خیال سے ایک بامحبت قوم کے احساساتِ فیاضی و سخاوت کا اظہار سمجھی جا سکتی ہے۔ اگرچہ اس حالت میں بھی اس کا ایک نہایت ہی ناخوشگوار و تشویشناک رُخ ہے۔ مثلاً تم ایک تحفہ کو پاکر خوش ہوتے ہو مگر اس خوشی کی تہ میں یہ خوف لگا ہوتا ہے کہ تمھیں تحفہ کے دینے والے کو اسی قیمت کا صرف تحفہ ہی دینا نہ ہوگا بلکہ تحفہ کے لانے والے کو بھی تمھیں نہایت فراخدلی سے انعام و اکرام دینا پڑے گا۔ (کیونکہ بہت ممکن ہے کہ تمھاری بخشش ہی اس کی زندگی کا تنہا سہارا ہو) یہ بخشش تحفہ کی قیمت کی مناسبت کے مطابق دینی ہوتی ہے۔ سیاسی نقطۂ نظر سے تحائف دینے کی رسم اگرچہ مشرق میں حضرت آدم سے چلی آتی ہے۔ مگر یہ اس رواج کے مترادف ہے جو اور جگہوں میں ناپسندیدہ ناموں سے بیان کیا جاتا ہے اسی رواج پر حکومتِ ایران صدیوں سے کاربند ہے اور اس کا جاری رہنا ہی صحیح اصلاح کے راستے میں ایک سدِ سکندری ہے۔ شاہ سے لے کر چھوٹے چھوٹے افسروں تک مشکل سے کوئی ایسا کارکن ہوگا جو تحائف نہ لیتا ہو۔ کوئی عہدہ ایسا نہیں جو تحائف کے بدلے میں حاصل نہ کیا گیا ہو اور کوئی ثروت ایسی نہیں جو تحائف کی جمع آوری سے اکٹھی نہ کی گئی ہو بلا استثنا ہر کارکن نے اپنے عہدہ کو روپیہ چڑھا کر لیا ہے۔ یہ روپیہ یا تو اُس نے شاہ کو یا کسی وزیر کو یا کسی حاکم کو دیا ہے۔ جس نے اُسے یہ عہدہ بخشا ہے۔ اگر عہدہ کے لئے کئی ایک امیدوار ہیں تو غالباً وہی شخص کامیاب ہوتا ہے جو زیادہ روپیہ چڑھاتا ہے .......... مداخل جو ایران میں ایک گرانقدر رقم مانی جاتی ہے اور جس کا اجرا بے شمار مختلف طریقوں سے جن کی جدت صرف ان کی کثرت کے ہی برابر ہے ایک ایرانی کی زندگی کا ایک اعلیٰ ترین شوق و خوشی ہے۔ اس عجیب و غریب لفظ (مداخل) (جس کے لئے مسٹر واٹسن کہتا ہے کہ انگریزی میں کوئی صحیح مترادف لفظ نہیں) نفسِ عبارت کے مطابق مختلف معنی دیتا ہے۔ مثلاً "حق السعی" "مواہب"۔ دلالی، اُجرت، سرقہ، چوری اور منافع۔۔ سوتے لفظوں میں اس کے معنے وہ شخصی مفاد ہیں جو ہمیشہ روپے کی صورت میں ہوتا ہے اور جو خواہ کسی قسم کا بھی معاملہ ہو اسمیں سے داب بھینچ کر نکال لیا جائے۔ ایران میں کوئی معاملہ جسمیں ایک بخشندہ اور بخشش لینے والا ہو۔ خواہ وہ دونوں افسر و ماتحت ہوں یا ایک ہی درجہ کے ہوں طے نہیں پاتا جب تک بخشندہ اپنی بخشش کے لئے کچھ نقدی وصول نہ کر لے۔ یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی فطرت تمام دنیا میں ایک سی ہے اور ہمارے اپنے مُلک اور دوسرے ممالک میں بھی یہی رسم کسی اور نام سے رائج ہے اس لئے ایرانی بھی انسان ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ یہ بات ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر دُنیا کا کوئی ملک جو میں نے دیکھا ہے ایسا نہیں جہاں یہ رواج اس قدر عام۔ ایسا کھلم کھلا اور شرمناک ہو۔ جیسا کہ ایران میں ہے۔ یہاں یہ صرف خانگی اقتصاد اور تجارتی معاملات تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ زندگی کے ہر شعبے میں جاری اور اس کے ہر فعل پر حاوی ہے۔ اس کے رواج سے فیاضی اور احسان" اس

...لک میں معاشرتی نیکیوں کی فہرست سے گویا کاٹ دیئے گئے ہیں۔ اور آز و حرص کو بڑھا کر انسانی چال چلن کا عادی بنا لیا ہے ........ اس طرح بادشاہ سے لے کر رعایا تک لوٹ کا ایک باقاعدہ حسابی سلسلہ قائم ہے ہر ایک اوپر کے درجہ والا اپنے سے نیچے کے درجے والے کے مال سے پیٹ بھرتا ہے اور بیچارہ کسان ہی اس لوٹ کے سلسلہ میں آخری شکار ہے جو کسی سے کچھ نہیں لے سکتا۔ ان حالات کے ماتحت یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ عہدہ ہی دولتمندی کا عام ذریعہ ہے اور اس کی مثالیں موجود ہیں کہ وہ لوگ جو ایک کوڑی کے مالک نہ تھے آج عالیشان محلات میں رہتے ہیں ان کے گرد و پیش بے شمار غلام و خدام حاضر ہیں۔ اور وہ شاہانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایران کے اکثر لوگوں کا خدمتِ عمومی میں آکر یہ رویہ ہو جاتا ہے: "جب تک کچھ بن سکتا ہے خوب سمیٹو" عوام بھی اسے بُرا نہیں مانتے۔ وہ شخص جس نے موقع سے فائدہ نہیں اُٹھایا اور اپنی جیبوں کو پُر نہیں کیا ان کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے۔ اس بیچارے مصیبت زدہ کا کوئی خیال تک نہیں کرتا جس سے مداخل کے اس سلسلہ کی ہر ایک کڑی نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور جو کسی سے فائدہ نہیں اُٹھاتا وہ ہے جس کے پسینے کی گاڑھی کمائی سے وہ سب دولت بٹوری جاتی ہے جو باغات و محلات میں عیش و عشرت پر یورپ کی گرانبہا چیزیں خریدنے پر اور بے شمار غلام و خدام رکھنے پر صَرف کی جاتی ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت کو پڑھ کر حضرت باب کی مشکلات کا کچھ اندازہ لگ سکتا ہے اور مفصلۂ ذیل کو پڑھ کر ان خطرات کا پتہ لگ سکتا ہے جن کا آپ نے مقابلہ کیا اور اس طرح اس ظلم و ستم کی داستان کے پڑھنے کے لئے کچھ تیاری ہو سکتی ہے۔

"پیشتر ازیں کہ میں ایرانی قانون اور اس کے عملدرآمد کے مضمون کو چھیڑوں میں اس کی سزاؤں اور یہاں کے جیل خانوں کے بارے میں مختصر سا لکھتا ہوں۔ پچھلی صدی اور اس صدی کی تاریخ ایران کے جرم کے داغدار اور خونیں صفحات کو پڑھتے ہوئے ایک یورپین کو اور کوئی چیز اُن وحشیانہ سزاؤں اور نفرت انگیز ظلم و اذیت سے بڑھ کر ہولناک دکھائی نہیں دیتی جن سے اس کے صفحے کے صفحے بھرے پڑے ہیں۔ اور جو حیوان صفت ظالموں کی سفاکی اور شیطان صفت انسانوں کی ستم آفرین کیاست کی پے در پے اور بولتی ہوئی گواہ ہیں۔ ایرانیوں کا دماغ ظلم کرنے کی نئی نئی تدابیر کے سوچنے اور اذیت سے بے حسی ظاہر کرنے میں بہت چلتا ہوا رہا ہے اور حکومت سے موت کے سزا یافتہ لوگوں کا کام تمام کرنے میں اس نے ان دونوں مذموم صفات کے استعمال میں اپنی شقاوت و بے حسی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ ابھی بہت مدت نہیں گذری بلکہ موجودہ حکومت کے شروع زمانہ میں مجرموں کو دار پر کھینچنا۔ توپوں سے اُڑوانا۔ زندہ دبا دینا۔ میخوں سے دیوار یا درخت میں زندہ ہی جڑ دینا۔ گھوڑوں کی طرح ان کے پاؤں میں نعل لگانا۔ دو درختوں کے سروں کو جوڑ کر ان میں ایک ایک ٹانگ باندھ کر ان کے سروں کو چھوڑ کر ان کے دو ٹکڑے کرنا۔ جسم میں سوراخ بنا کر ان میں موم بتیاں گاڑ کر اور انھیں جلا کر تشہیر کرنا۔ زندہ انسانوں کی کھال کھنچوانا۔ چرخ پر چڑھانا عام سزائیں تھیں جو ایران میں دی جاتی تھیں:

"........ اس قسم کی دو عملی جس کا بیان میں نے ابھی ختم کیا ہے یعنی ایک ایسی حکومت جس کا ہر ایک کارندہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں ہو اور جس کے قانون کا عملدرآمد کرنے کے لئے نہ تو کوئی بندھا ہوا آئین ہو اور نہ کوئی عدالت۔ یہ آسانی سے سمجھ میں آ جائیگا کہ اس قسم کی حکومت عوام کا اعتماد غالباً دیر تک نہیں رکھ سکتی۔ اس قسم کی حکومت میں اس کے کارندوں کو نہ تو فرض کا شخصی احساس ہی ہے نہ عزت کا پاس ہے نہ آپس کا اعتماد۔ (بجز بُرے کاموں کے کرنے میں) نہ ذلت کا ڈر۔ نہ نیکی کا لحاظ۔ اور ان سب سے بڑھ کر نہ اُن میں کوئی قومی جوش یا حب الوطنی ہوتی ہے"

(مترجمہ جناب عباس علی بٹ بی۔ اے) (باقی آئندہ)

# عِلم السّمٰوات و الارض

یہ مضمون اپنے موضوع پر نہایت قابل توجہ ہے۔ محققین خوب غور سے پڑھیں۔ اور بڑی خوشی سے ہمارے ساتھ مذاکرہ فرمائیں۔ جو سوال پیدا ہو وہ لکھکر بھیجیں اور ان باتوں کی تائید میں انھیں کوئی نئی بات معلوم ہو تو مطلع فرماکر ممنون فرمائیں۔ آیاتِ الٰہی پر تدبّر و تفکّر بہت بڑی عبادت ہے۔ آزاد وجدان کے ساتھ مضمون پڑھئے۔ موجودہ زمانہ میں قیامت و حشر کے حقائق پر بصیرت کی نظر ڈالنا نئی زندگی میں داخل ہونا اور اسرارِ الٰہی کا مکاشفہ و شہود حاصل کرنا ہے (مدیر)

جب کسی لفظ کی حقیقت پر بحث مطلوب ہو تو اس کی لغوی تحقیق کرنی چاہئے تاکہ لفظ کی وضعِ اصلی معلوم ہو جائے۔ اور پھر اس کے اطلاقات کی صحت کا صحیح علم حاصل ہو۔ "ارض" و "سماء" قرآن مجید میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ "سماء" کے متعلق جو خیالات ہیں ہم ان پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں اور یہ حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کلامِ الٰہی میں ارض و سما کا اطلاق کن کن چیزوں پر ہوا ہے اور سماء یا آسمان دراصل کیا چیز ہے۔

اس بحث کا تعلق مسئلہ قیامت سے بہت گہرا ہے۔ جہاں "انشقاقِ سما" "انفطارِ سماء" "طیِ سماء" وغیرہ امور کے حقائق کا انکشاف ضروری ہے اور اس بارے میں جو جو غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں انھیں دور کرنا لازم و واجب ہے۔

## لُغت میں لفظِ ارض و سما کی حقیقت

ہم لغت کی کتابوں سے اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں کہ "ارض و سماءُ" زبانِ عرب میں کس حقیقت کے لئے مستعمل ہیں۔

سما الشیٔ یسمو سموّاً علا وارتفع (کنز العلوم واللغۃ)

"سما الشیٔ" کے معنی ہیں وہ چیز اونچی اور بلند ہوگئی۔

السّمو الارتفاع والعلوّ (مختار الصحاح) سُمو یعنی اونچائی اور بلندی

السّماءُ کلّ ما علاك واظلّك (کلیات ابی البقاء) سماء ہر وہ چیز جو بلند اور چھائی ہوئی ہو۔ خلاصہ یہ کہ بلندی یا بلند چیز کو سماء کہتے ہیں۔ اب لیجئے ارض۔ کلّ ما سفل فھو ارض (اقرب الموارد۔ کلیات ابی البقاء) ہر نیچی چیز کو ارض کہتے ہیں۔ اسی لئے ہر مافوق سماء اور ہر ماتحت ارض ہے۔

کلّ سماءٍ بالاضافۃ الٰی مادونھا فسماءٌ وبالاضافۃ الٰی مافوقھا فارض (مفردات راغب) } ہر سماء اپنے ماتحت کی نسبت سے سماء یعنی بلند ہے اور اپنے مافوق کی نسبت سے ارض یعنی نچلی چیز ہے۔

کیونکہ سماء کے اصل معنی بلندی اور بلند چیز ہیں اور ارض کے معنی پستی اور پست چیز ہیں۔ یہ بنیادی حقیقت ہے۔ اسی لئے

ویعبّر بھا عن اسفل الشیٔ کما یعبّر بالسّماء عن اعلاہ (مفردات راغب) } ہر چیز کے نچلے حصّے کو ارض کہتے ہیں جیسا کہ اونچے حصّے کو سماء کہتے ہیں۔

چنانچہ جوتی کے اوپر والے حصّے کو "سماء النعل" اور تلے کو "ارض النعل" کہا جاتا ہے۔ اردو میں "سماء" اور "ارض" کے لئے سادہ لفظ ہیں "اوپر تلے"

قرآن مجید میں بھی سماء کے لغوی معنیٰ بلندی آئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کانما یصعد فی السماء۔ گویا وہ شخص بڑی دقت سے اونچائی پر چڑھ رہا ہے (پ۸ انعام ع۱۵) اسی طرح فلیمدد بسبب الی السماء اسے اوپر کی طرف ایک رسی باندھنی چاہیئے (پ۱۷ حج ع۲)

ان دونوں آیات میں سماء سے مُراد اونچائی یا اونچی جگہ ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابت وفرعھا فی السمآء (پ۱۳ ابراہیم ع۴) "خدا نے پاکیزہ کلام کو پاکیزہ درخت قرار دیا ہے۔ جس کی جڑ اپنی جگہ خوب جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں بلندی میں پھیلی ہوئی ہیں"۔ یہاں بھی لفظ سماء سے اونچائی مُراد ہے۔ چونکہ لفظ ارض و سماء کے لغوی معنیٰ بلندی و پستی یا بلند و پست چیز ہیں اس لئے جہاں جہاں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہاں بلندی و پستی کا مفہوم موجود ہوتا ہے اور اسی حقیقت کی بناء پر زمین کو ارض کہتے ہیں۔ کیونکہ زمین ہمارے پاؤں تلے رہتی ہے۔ نیز فضائے بلند کے مقابلہ میں نیچی ہے۔ اسی حقیقت کے لحاظ سے کسی کے سامنے جھک جانے والا اپنے آپ کو ارض کہتا ہے۔ چنانچہ عربی میں محاورہ ہے:۔

| | |
|---|---|
| یقال من اطاعنی فکنت لهٗ ارضًا (محیط المحیط) | جو میری بات ان لے گا میں اس کے لئے ارض ہو جاؤں گا۔ یعنی اس کے سامنے جھک جاؤں گا۔ |

ارض کے اصل معنیٰ پستی ہیں جو مادی چیزوں میں بھی ظاہر ہیں اور معنوی پہلو سے جو پستی ہے وہ بھی "ارض" ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں خداوند عالم تعلیماتِ حق سے روگردانی کرنے والے انسان کی نسبت ارشاد فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہٗ اخلد الی الارض واتبع ھواہ۔ (پ۹ اعراف ع۲۲) | ہماری مشیت کے مطابق ہوتا تو ہم اپنی آیات و تعلیمات کے ذریعے اُسے اونچا کر دیتے لیکن وہ خود ہی پستی کی طرف جھک گیا اور گرانے والی خواہش کے پیچھے ہو لیا۔ |

یہاں ستہ طور پر ارض سے مُراد روحانی پستی ہے جو حکمِ حق بدعمل انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی پستی کو "اسفل سافلین" سے تعبیر کیا ہے۔ بدکردار آدمی کے عمل کا نتیجہ انتہائی پستی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل نیک کردار انسان کو بلندی ملتی ہے۔

| | |
|---|---|
| یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (پ۲۸ مجادلہ ع۲) | تم لوگوں میں سے ایمان والوں کو خدا رفعت دیتا ہے اور اہلِ علم کے درجات بلند کرتا ہے۔ |

## لفظِ سماء کے چند اطلاقات

یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ سماء کے معنیٰ بلندی اور بلند چیز ہیں۔ اسی حقیقت کے لحاظ سے لفظ سماء بہت سی ایسی چیزوں کو کہا جاتا ہے جن میں بلندی پائی جاتی ہے۔ از انجملہ چند چیزوں کا یہاں حوالہ دیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وسمّی المطر سماء لخروجہ منھا قال بعضھم انما سمّی سماء مالم یقع علی الارض اعتبارًا بما تقدم وسمّی النبات سماءً اما لکونہ من المطر الذی ھو سماء واما لارتفاعہ عن الارض | بارش کو بھی سماء کہتے ہیں کیونکہ وہ سماء یعنی بادل سے آتی ہے۔ بعض اہلِ لغت کہتے ہیں کہ بارش جبتک زمین پر نہ پہنچے سماء کہلاتی ہے کیونکہ وہ اوپر ہوتی ہے اور سبزہ بھی سماء کہلاتا ہے اس لئے کہ وہ سماء یعنی بارش کے ذریعے اُگتا ہے یا اس لئے سماء کہلاتا ہے کہ زمین سے نکل کر اوپر کو اٹھتا ہے۔ (مفردات راغب) |

قرآن مجید میں بھی بادل کو سماء فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| انزل من السماء ماءً | خدا نے بادل سے پانی برسایا |

فسالت اودیة بقدرھا } تو اپنی اپنی مقدار پر نالے بہنے لگے۔

(پ ۱۳ رعد ع ۱)

انزل من السمآء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض } بادل سے پانی برسایا۔ جس سے زمین میں چشمے بہا دیئے (پ ۲۳ زمر ع ۲)

سماء کے معنی بارش بھی قرآن مجید میں آئے ہیں۔

یرسل السماء علیکم مدرارا۔ (پ ۲۹ نوح ع ۱) } خدا تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا۔

وارسلنا السماء علیھم مدرارا۔ (پ انعام ع) } ہم نے ان پر موسلا دھار مینہ برسایا۔

شاعر کہتا ہے "اذا نزل السماء بارض قوم" جب قوم کی زمین پر سماء یعنی مینہ برستا ہے۔ سبزہ زار کو بھی سماء کہتے ہیں۔ عربی میں محاورہ ہے "ما زلنا نطی السماء حتی اتیناکم" ہم سبزہ زار کو روندتے ہوئے آپ کے پاس آپہنچے۔

اونچا یا اونچے اٹھنے کے مفہوم کی بناء پر عربی میں کہا جاتا ہے "سما الیہ بصری" میری نظر اس کی طرف اٹھی۔ جریر شاعر کہتا ہے "سمت لی نظرة فرأیت برقاً" یعنی ؎

اٹھی جو نظر میری بجلی سی نظر آئی

نیز محاورہ ہے "ھمتہ تسمو" اس کی ہمت بلند ہے۔

## حقیقتِ لفظ کے لحاظ سے مواردِ استعمال

لغت سے ثابت ہو چکا کہ سماء کے معنی بلندی یا بلند چیز کے ہیں۔ اور اس حقیقت یعنی بلندی کے لحاظ سے لفظِ سماء کے بہت سے مواردِ استعمال ہیں جن میں سے بعض کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں۔ حقیقتِ لغت اور مواردِ استعمال کی دو مثالیں ہم اور بھی عرض کرتے ہیں۔ لفظ نور کو لیجیے جس کے لغوی معنی ہیں وہ روشنی جو دیکھنے میں مددگار ہو۔ بصیرتِ باطنی سے نظر آنیوالی روشنیاں بھی نور کا مصداق ہیں۔ جیسے نورِ عقل۔ نورِ قرآن۔ اور بصرِ ظاہری سے نظر آنے والی روشنیاں بھی نور کا مصداق ہیں۔ جیسے نورِ شمس و نورِ قمر۔

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔ } خدا کی طرف سے تمہارے پاس روشنی اور روشن کتاب آئی ہے۔

جعل الشمس ضیاء والقمر نورا } خدا نے آفتاب کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا ہے

پس نور کا اطلاق ظاہری نور اور باطنی نور دونوں پر ہوا ہے۔

(خلاصہ از مفرداتِ راغب لفظِ نور)

اسی طرح لفظِ سبیل کو لیجیے۔ جس کے معنی راستہ ہیں۔ ظاہری زمین کے راستے یعنی سڑک کو بھی سبیل کہتے ہیں

وجعل لکم فیھا سبلا } خدا نے زمین میں تمہارے لئے راستے بنائے ہیں۔

روحانی پہلو سے دینِ حق کو سبیل کہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے۔

انا ھدینٰہ السبیل } ہم نے انسان کو راستہ دکھایا (یعنی دینِ حق)

سبیل کے معنی راستہ ہیں۔ راستہ ظاہری بھی ہوتا ہے اور روحانی بھی ہوتا ہے۔ ایک حقیقت کے دو مواردِ استعمال ہیں۔ (خلاصہ از مفرداتِ راغب)

خداوند عالم نے انسان کو دونوں قسم کی یعنی

اسبغ علیکم نعمہ ظاھرة و باطنة } ظاہری و باطنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں

(پ لقمان۔ ع)

**جامعیتِ لفظ پر نظر** اس لئے الفاظ جو کتاب اللہ میں وارد ہوئے ہیں ان کی لغوی حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے ظاہری اور باطنی یا مادی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے جامع معنی مراد ہوتے ہیں۔ جب تک کوئی زبردست وجہ ایک ہی پہلو کو مخصوص کرنے کی نہ ہو تب تک جامعیت کو مدنظر رکھنا کلام کے لفظ اور معنی کے جمال و کمال کا ضروری و لازمی تقاضا ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر اس آیہ مبارکہ پر تدبر فرمائیے ؎

وفی السماء رزقکم وما توعدون (پ ذاریات ع) } تمہارا رزق اور جو تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے سماء میں ہے۔

یہاں لفظِ سماء سے بارش مراد لی جائے تو ظاہری پہلو سے یہ مفہوم ہوا کہ بارش میں تمہاری زندگی وخوراک اور جن چیزوں کا وعدہ ہے یعنی سامانِ معیشت وہ بارش سے ہی وابستہ ہیں۔ تمام خوراک و لباس و تعمیرات وغیرہ کے سامان بارش کے ذریعے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اور سماء کے معنی بلندی کے لحاظ سے روحانی رفعت مراد لی جائے تو مفہوم یہ ہوا کہ انسانی زندگی کا سرمایۂ حیاتِ حقیقی، رفعتِ روحانی میں ہی مضمر ہے۔ اور آئندہ ترقیات کے جو وعدے دیئے جارہے ہیں وہ بھی سب انسان کی روحانی رفعت سے ہی وابستہ ہیں۔ یہاں مادی اور معنوی دونوں پہلو جمع ہیں۔ اور یہ کلام کی خوبی اور جامعیت ہے۔ ایک ہی آئینے میں اسبابِ حیات کی تصویر کے دونوں رخ صاف صاف دکھا دیئے گئے ہیں

| | |
|---|---|
| الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت | خدا کی تعریف جس نے تمام بلندیاں |
| والارض وجعل الظلمٰت و | اور پستی پیدا کی ہیں۔ اور اندھیرے |
| النور (پ انعام ع) | اور روشنی کو بنایا ہے |

اس آیتِ مبارکہ میں لفظِ سمٰوات و ارض ہر بلندی و پستی پر حاوی ہے خواہ جسمانی بلندی و پستی ہو یا روحانی بلندی و پستی ہو۔ کیونکہ دونوں کو خدا نے ہی بنایا ہے۔ بلا وجہ کلمات کی جامعیت کو بھول کر صرف ایک ہی قسم کی بلندی و پستی مراد لینا غلطی ہے۔ جب لفظ جامع ہے تو سب بلندیاں اور ہر پستی مراد ہے۔ اسی طرح اس آیت میں ظلمت و نور بھی جامع الفاظ ہیں۔ ظاہری اندھیرے اور اُجالے اور باطنی تاریکی اور روشنی دونوں پر حاوی ہیں۔ اس لیے یہاں دونوں مراد ہیں۔

## موضوعِ قرآن۔ روحانی بلندی و پستی کا بیان

یاد رکھنا چاہیے کہ ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے۔ جس علم کی کتاب ہوتی ہے اسی علم کے متعلق بحث کرتی ہے۔ قرآن مجید عقائد و اعمالِ حق کی تعلیم اور اصلاحِ نفس کی تلقین کے لئے آیا ہے۔ قرآن مجید اور ہر دینی الہامی کتاب کا مقصد روحانی ترقیات کی رہنمائی ہے۔ وہ "شفاءٌ لما فی الصدور" یعنی امراضِ روحانی کے لئے نسخۂ شفاء ہے۔ امراضِ ظاہری۔ بخار، جاڑے، دردِ سر، دردِ شکم کا علاج یا زخموں کی مرہم پٹی سکھانے نہیں آیا۔

اسی طرح قرآن مجید منطق و فلسفہ کی کتاب نہیں ہے۔ علم ہیئت و فلکیات اس کا موضوع نہیں ہے جو اس میں اجرامِ سماوی کے متعلق تفصیلات مذکور ہوں۔ وہ تو روحانی رفعت پیدا کرنے اور پستی سے بچانے کے لیے صحیح علم و عمل کی روشنی دیتا ہے۔ یہی اس کا موضوع ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کے موضوع سے باہر کی چیزیں اس میں تلاش نہ کریں۔ بلکہ اس کے موضوع کے متعلق تمام کلی و جزی امور اس میں ڈھونڈیں۔

اگر ظاہری کرّاتِ سماوی کا وہ ذکر بھی کرتا ہے تو نہایت مجمل اور وہ بھی اس غرض سے کہ انسان ان قدرتی مظاہر کو دیکھ کر قادرِ مطلق سے تعلق پیدا کرکے رفعتِ حقیقی روحانی حاصل کرے۔

پس موضوعِ کتاب کے مطابق اصولی طور پر یہ تسلیم کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید میں روحانی رفعت و پستی کی حقیقت تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے نزول کی غرض و غایت یہی ہے۔ اس بنا پر روحانی بلندی و پستی کے حقائق کا بیان قرآن مجید کا دائرۂ موضوع ہے۔ ہمیں بھی اس کے بیانات کو اس کے دائرۂ موضوع میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جہاں جہاں سماء۔ سموات یا ارض کا ذکر ہو وہاں لازمی طور پر وہی مفہوم لینا چاہیے جو قرآن کے مقصد و موضوع کا مرکز ہے۔ جہاں مادی ارض و سماء مراد لینے کا قرینہ ہو وہاں مادی ارض و سما مراد ہونگے۔ لیکن خیال رکھنا چاہیے کہ ان کے ذکر کی غرض بھی انسان کو حقیقی رفعت کی جانب متوجہ کرنا ہے جو حق پرستی و دینداری سے پیدا ہوتی ہے۔

اصل موضوعِ قرآن کی وجہ سے روحانی معانی مقدم ہونگے۔ خصوصاً جب آیت میں کوئی لفظ ایسا ہو جو روحانی پہلو کو واضح اور معین کرتا ہو تو یقیناً وہاں روحانی معانی مراد ہوں گے۔

## سمٰوات دین

آیت مبارکہ ذیل پر غور فرمایئے۔

ام یقولون بہ جنّۃ ۔ بل جاء ھم بالحق و اکثرھم للحق کارھون ۔ ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السمٰوٰت والارض ومن فیھن (پ۱۸ مومنون ع۴)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنون ہے ؟ نہیں۔ ایسا نہیں۔ بلکہ آنحضرت تو ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور ان لوگوں کی اکثریت کو حق ناگوار ہے۔ اور اگر یہ حق ان لوگوں کی گری ہوئی خواہشوں کا تابع ہو جاتے تو یقیناً "سمٰوات و ارض" اور وہ جو ان میں ہیں سب خراب ہو جاتیں۔

اس آیت مبارک میں سمٰوات سے مراد اجرام سماوی ہرگز نہیں ہیں کیونکہ اگر حق یعنی دینِ اسلام کافروں کی خواہشوں کی متابعت کرے تو ظاہر ہے کہ اجرامِ سماوی کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ جیساکہ خود کافروں کی اکثریت کے باوجود اجرامِ سماوی اور کراتِ فضائی کو کچھ نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اگر حق یعنی دین اسلام جو اصلاح و تربیت کا نظام ہے کافروں کی پیروی کرلے تو روحانی بلندیاں تمام برباد ہو جائیں گی بلکہ بلندی و پستی کا سارا نظامِ روحانی بگڑ جائے گا۔ اور اس نظامِ روحانی میں رہنے والے بھی فاسد و خراب ہو جائیں گے۔ اب واضح و آشکار رہے کہ آیتِ مبارکہ میں "سمٰوات" سے مراد روحانی رفعتیں اور دینِ حق کی بلند تعلیمات ہیں جن کا قائم کرنا کتابِ الٰہی کا مقصد اصلی ہے

## حق و صداقت کے سمٰوات و ارض

حق و صداقت کے سمٰوات و ارض یعنی روحانی نظام اصلاح سب سے بڑی چیز ہے۔ انسان کے لئے یہی سب سے عظیم ترین نعمت ہے۔ اگر انسان نعمتِ اصلاح و روحانیت سے بے بہرہ ہو تو سب کچھ اس کے لئے بیکار ہے بلکہ یہ عالم حقیقت میں اس کے لئے ہلاکت خانہ ہے۔

قرآن مجید حق و صداقت کے سمٰوات و ارض یعنی نظام روحانی کا بیان ان الفاظ میں بھی کرتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| خلق اللہ السمٰوات والارض بالحق ان فی ذٰلک لاٰیۃ للمؤمنین ۔ (پ۲۱ عنکبوت ع۵) | خدا نے حق و صداقت کے ذریعے بلندیاں اور پستی بنائی ہیں۔ اس امر میں ایمان لانے والوں کیلئے ایک نشان ہے |

جیسے فرماتا ہے کہ یحق اللہ الحق بکلماتہ "خدا اپنے کلمات کے ذریعے حق کو حق ثابت کر رہا ہے۔ اسی طرح "خلق السمٰوات والارض بالحق" کے معنٰی یہ ہیں کہ حق کے ذریعے بلندیاں اور پستی ۔ علو و دنو پیدا فرمایا ہے۔ احکام حق بلند ہیں اور اس کے مقابل منکروں کی باتیں سراسر پست ہیں

| | |
|---|---|
| جعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا (پ۱۰ توبہ ع۶) | خدا نے منکرینِ حق کی بات کو نیچا کر دیا اور خدا کی بات جو ہے وہی بلند ہے۔ |

پس حق کے ذریعے بلندیاں اور پستی جو بنائی ہیں وہ نظامِ دینی کا ظہور ہے۔ جو دین کے نظام کو قبول کرتا ہے بلند ہو جاتا ہے ۔ یہ سب کچھ حق کی وجہ سے اور حق کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے ۔ دینِ حق نے کتنی قوموں کو ترقیات کی بلند چوٹیوں پر پہنچا دیا۔ اور کتنی قوموں کو انکارِ حق کی سزا میں پست کر دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| الم تروا انّ اللہ خلق السمٰوات والارض بالحق (پ۱۳ ابراہیم ع۳) | کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے حق و صداقت کے ذریعے بلندیاں اور پستی بنادی ہیں۔ |

خلاصہ یہ کہ نظام روحانی جسے دین کہتے ہیں اسی کو حق و صداقت کے آسمان و زمین کہا ہے۔ اسی نظام دینی کے لئے قرآن مجید نازل ہوا اور اس نے اپنے مقررہ دور کے لئے پروگرام مرتب کرکے جاری کیا۔ جس نے اب اپنا کام پورا کر لیا ہے انھیں حق و صداقت کے سمٰوات و ارض کا بیان بار بار کئی طرح تفصیل سے قرآن مجید میں آتا ہے۔

## سبع سمٰوات

اب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں "سبع سمٰوات" سات بلندیاں یا سات آسمان کا جو ذکر آتا ہے اس سے کیا مراد ہے ؟

پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ دنیا میں مذہبی قوموں کی تقسیم تاریخ نے دو قسموں پر کی ہے (۱) اُمم وثنیہ (۲) امم غیر وثنیہ — امم وثنیہ یعنی مذہبی طور پر بت پرست قومیں وہ دو قومیں ہیں ہندو اور بودھ۔
امم غیر وثنیہ وہ قومیں جو مذہبی طور پر بت پرست نہیں ہیں۔ وہ پانچ قومیں ہیں (۱) مسلمان (۲) عیسائی (۳) یہودی (۴) زرتشتی (۵) صابی۔

یہ سب سات اُمتیں ہیں۔ جو اپنا اپنا مستقل دین رکھتی ہیں۔ ان کا بیان قرآن مجید میں یکجائی طور پر یوں ہے :۔

ان الذین اٰمنوا — یعنی مسلمان
والذین ھادوا — یہودی
والصابئین — صابی
والنصاریٰ — عیسائی
والمجوس — زرتشتی
والذین اشرکوا — بت پرست ہندو اور بودھ

(پ ۱۷ ع ۔ رکوع ۲)

جن لوگوں نے جو جو خرابیاں اپنے مذاہب میں پیدا کر لی ہیں ان سے قطع نظر کر کے یہ واقعہ ہے کہ یہ سات اُمتیں اپنے سات مستقل دین رکھتی ہیں جن سے انھیں اپنے اپنے وقت پر رفعت و بلندی حاصل ہوئی تھی۔ یہ سات دین سات بلندیاں ہیں جن پر پہنچکر ساتوں اقوام نے عروج حاصل کیا تھا۔ نظام روحانی کے یہ سات آسمان ہی سبع سمٰوات ہیں جن کا ذکر بار بار قرآن مجید میں آتا ہے۔ اور نص صریح میں خداوند عالم نے یہ بات بیان فرمادی ہے کہ سبع سمٰوات سے مراد سات شریعتیں ہیں۔ چنانچہ صاف صاف فرماتا ہے :۔

ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق } واقعہ یہ ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر
وما کنا عن الخلق غافلین } سات طریقے بنا دیئے ہیں اور ہم
(پ ۱۸ مومنون ع ۱) } اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوتے

اس آیت میں لفظ سبع طرائق سبع سمٰوات کی جگہ لایا گیا ہے۔ طرائق جمع ہے طریقہ کی۔ طریقہ اور شریعہ بالکل مترادف لفظ ہیں۔ سورۂ جن میں آتا ہے "وان لو استقاموا علی الطریقۃ" اگر وہ شریعت پر قائم رہتے۔ ایک جگہ قولِ فرعون نقل فرمایا ہے "انی اخاف ان یبدل دینکم" میں ڈرتا ہوں کہ موسیٰ تمہارے دین کو نہ بدل ڈالے۔ دوسری جگہ اسی قول کو دین کی جگہ لفظ طریقہ رکھکر نقل کیا ہے "ویذھبا بطریقتکم المثلیٰ" کہ موسیٰ و ہارون تمہارے بہترین طریقہ کو مٹا نہ دیں۔ لغت کی کتاب کنز العلوم واللغۃ میں لکھا ہے "والشریعۃ ما شرعہ لعبادہ ومعناہ الطریقۃ" شریعت وہ ہے جو خدا اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے اور لفظ شریعت کے معنی طریقہ ہیں۔

پس سبع طرائق کے لغوی ظاہری معنی سات شریعتیں ہوئے۔ جن کے زیر اثر سات قومیں برپا ہوئیں۔ اور وہ شریعتیں قوموں کے لئے آسمان رفعت ثابت ہوئیں۔ سبع سمٰوات کی تشریح میں اس لفظ سبع طرائق سے بہتر اور کوئی لفظ نہیں ہو سکتا۔ یہ قرآن کے ذریعے قرآن کی تفسیر ہے۔ جس میں تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔ سبع سمٰوات سات بلندیاں یا سات آسمان۔ سبع طرائق سات شریعتیں ہیں۔

اور ملاحظہ فرمایئے۔ ان سات شریعتوں کے زیر سایہ جو سات بڑی بڑی قومیں تربیت دنشو ونما پاتی رہیں ان کا بھی ذکر فرماتا ہے۔

اللہ الذی خلق سبع سمٰوات } خدا وہ ہے جس نے سات بلندیاں سات
ومن الارض مثلھن یتنزل } شریعتیں بنائیں اور انھیں کے مطابق سات
الامر بینھن لتعلموا ان اللہ } ماتحت رہنے والی (امتیں) جن کے درمیان
علیٰ کل شیٔ قدیر ہ } امر (دین) نازل ہوتا رہا ہے تاکہ تمھیں معلوم ہو
} کہ سب کچھ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اسی نے
(پ ۲۸ طلاق ع ۲) } ہر چیز کا ٹھیک اندازہ مقرر کر دیا ہے

اور فرماتا ہے :۔

تسبح لہ السمٰوات السبع } ساتوں بلندیاں خدا کی پاک صفات کا بیان کرتی ہیں

| | |
|---|---|
| ومن فیھن وان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ (پ۱۵ بنی اسرائیل ع۵) | اور جو لوگ ان بلندیوں میں ہیں ان شریعتوں کے حلقۂ اثر میں ہیں وہ بھی، اور ہر ایک چیز بھی خدا کی پاک صفات کا اظہار کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ |

انہیں سات ادیان کے متعلق فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| وبنینا فوقکم سبعًا شدادًا وجعلنا سراجًا وھاجًا۔ (پ۳۰ نبأ ع۱) | اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان دین قائم کئے ہیں اور ان میں چمکتا ہوا چراغ بنایا ہے۔ |

سبع طرائق کی تنصیص و تصریح سے یہ سات مضبوط آسمانِ دین ثابت ہوئے۔ "سراج وھاج" دین کا پیغمبر ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے کہ "اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، مُبشر، خدا کی طرف بلانے والا اور سراجِ منیر یعنی آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔ پس ہر آسمانِ دین کا آفتاب اُس کا پیغمبر ہے۔

## "سِتّۃ ایّام" یا چھ ہزار سال

سبع سموات یا سبع طرائق یعنی سات ادیانِ عالم کے متعلق جو آیات ہم نے لکھی ہیں ان پر نظر رکھتے ہوئے اس ضروری بات پر بھی نظر ڈالنی لازم ہے کہ ان سبع سموات کے بنانے کا زمانہ جو قرآن مجید میں ذکر فرمایا وہ ستۃ ایام ہیں۔ جس کے معنی ہیں چھ دن۔ سوچنے والے آج تک حیران ہیں کہ یہ چھ دن کیا چیز ہیں۔ چونکہ اصطلاحاتِ قرآن سے قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس لئے حیرانی رہی۔

کلام کا مطلب خود متکلم سے معلوم کرنا ہی سب سے بہتر طریق فہم ہے۔ اس اصل اصول پر قائم رہ کر ہم دیکھتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا نے قرآن مجید میں "یوم" ایک ہزار سال کو مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ حج میں ارشاد ہے ان یومًا عند ربک کالف سنۃ مما تعدون

"ایک یوم تیرے رب کی اصطلاح میں انسانی حساب کے ایک ہزار سال کا نام ہے۔"

پس ستۃ ایام کے معنی چھ ہزار سال ہوئے۔ یہ سبع سموات (سات شریعتیں) جن کا ذکر پہلے ہوا حضرت رسول اکرم کے وقت تک چھ ہزار سال میں نازل و جاری ہوئی ہیں۔ اس دور کے بابا آدم کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار کے اواخر میں مبعوث ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ساتویں شریعت تھی۔

## سبع طرائق اور سبع مثانی

لفظ سبع طرائق یعنی سات شریعتیں ایک منصوص لفظ ہے جس نے سبع سمٰوات کے معنی روشن کر دیئے ہیں۔ اسی سلسلے میں لفظ "مثانی" بھی قابلِ غور ہے۔ قرآن مجید میں خداوند عالم فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| قل ما کنت بدعًا من الرسل۔ | اے رسول! کہہ دیجئے کہ میں کوئی نرالا رسول نہیں ہوں اور نئی نرالی بات نہیں لایا ہوں |

اور فرمایا

| | |
|---|---|
| ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک | اے رسول! تجھے بھی وہی تعلیم دی جا رہی ہے جو پہلے پیغمبروں کو دی گئی تھی۔ |

مومنوں کے متعلق فرماتا ہے

| | |
|---|---|
| یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک | مومن اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو کچھ آپ سے پہلے نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ |

قرآن مجید کے بارے میں فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ | یہی قرآن پہلی کتابوں میں ہے۔ |

اور

| | |
|---|---|
| فیھا کتب قیمۃ | آیاتِ قرآنی میں سب محکم کتابیں موجود ہیں |

اِن تمام آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ دینِ خداوندی ایک مسلسل ومنظّم امر ہے جو اِس چھ ہزار سالہ دورِ تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے اور آنحضرت کی شریعت سلسلۂ شرائع میں ساتویں شریعت ہے۔ اور حقیقت کے لحاظ سے سب شرائع ایک ہی دین ہیں اور خدا کی سب کتابیں اپنی روح کے اعتبار سے ایک ہی کتاب ہیں۔ اسی لئے حکم ہے کہ

وقل اٰمنت بما انزل الله من کتاب — کہدیجئے خدا نے جو کوئی کتاب نازل کی ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔

اور فرمایا

الله نزّل احسن الحدیث کتابا متشابھاً مثانی (پ ۲۳ زمر ع ۳) — اللہ نے بہترین کلام اتارا ہے ایک جیسی کتاب کی شکل میں۔ بار بار لایا گیا ہے۔

اِن آیاتِ مبارکہ سے روشن ہوگیا کہ خدا کا کلام مسلسل ومنظّم ہے جو دنیا کو بار بار ملا ہے۔ آیت سبع طرائق نے بتا دیا کہ سات شریعتوں کی شکل میں وہی ایک کلامِ حق دنیا میں نمودار رہا ہے۔ اِسی بات کو یوں فرمایا خلق سبع سمواتٍ طباقا۔ ساتوں آسمانوں شریعتوں کو ایک دوسرے سے مطابق ایک جیسا بنایا ہے۔

اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے :۔

ولقد اٰتینٰک سبعاً من المثانی والقراٰن العظیم (پ ۱۴ حجر ع ۶) — اے رسول! ہم نے تمہیں بار بار دُہرائی جانے والی سات کتابیں دی ہیں اور یہ عظیم الشان طریق پر پڑھا جانے والا قرآن بھی

لفظ مثانی کے معنی بار بار دہرائی جانے والی ہیں۔ مفرداتِ راغب میں ہے "لانھا تثنٰی علی مرور الاوقات وتکرر" کہ وہ بار بار مرورِ اوقات پر دہرائی جاتی ہیں۔

خدا نے بار بار فرمایا ہے کہ قرآن میں سب پہلی کتابیں موجود ہیں۔ مقصد واضح ہے کہ خدا نے آنحضور کو سات کتابیں دی ہیں جو بار بار دُہرائی گئی ہیں۔ جن سب کا مجموعہ قرآن عظیم ہے۔

انھیں سمٰوات وارضِ حق یعنی نظامِ دینی کے متعلق سورۂ رحمٰن میں فرماتا ہے کہ جب تک خود خدا نظام کو نہ بدل دے کوئی نہیں بدل سکتا۔

یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ۝ — اے گروہ جن وانس! اگر تم ان سمٰوات وارض سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔ تم نہیں نکل سکتے۔ مگر ہاں سند وقوت کے ساتھ نکل سکتے ہو۔

اس جگہ سمٰوات وارض سے اگر فضائے لامتناہی کے کُراتِ علویہ وسفلیہ مراد لئے جائیں تو ظاہر ہے کہ انسان ان میں سے کسی طرح بھی نکل کر باہر نہیں جاسکتا۔ کائنات کے دائرے سے نکلنا محال ہے۔ مگر خدا فرماتا ہے کہ تم سند وقوت حاصل کرکے نکل سکتے ہو۔ اسی لفظ سے ثابت ہوا کہ یہاں سمٰوات وارض سے مراد نظامِ دینی ہے جس میں سے انسان جبکہ خدا اُسے سند اور قوت عطا فرمائے نکل سکتا ہے۔ یعنی جب پہلی شریعت کو خدا منسوخ کردے تو اس کے دائرہ سے انسان خدائی سند وقوت پاکر باہر نکل آتا ہے۔

# دَورِ اسلام کا آغاز وانجام

قرآن مجید میں خداوند عالم نے محکم قانون بیان فرمایا ہے کہ "لکلّ اُمّةٍ اجل" ہر اُمت کا دَور معیّن ہوتا ہے اور ہر دَور کے لئے ایک کتابِ شریعت ہوتی ہے۔ "لکلّ اجلٍ کتاب" ہر دورِ معیّن کے لئے ایک کتاب ہوتی ہے۔ یا یوں کہئے کہ ہر کتاب کے لئے بھی ایک معیّن دور ہوتا ہے۔ لغت کی کتاب کلیاتِ ابی البقاء میں لکھا ہے "قلب اسناد نحو لکلّ اجل کتاب ای لکل کتاب اجل" اس آیت میں

قلب اسناد ہے۔ یعنی لکلِّ اجلٍ کتاب کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتاب کے لئے ایک اجل یعنی مدّت مقرر ہے۔ چنانچہ یہی قانون تھا جس کے باعث کتاب کے بعد کتاب اور امّت کے بعد امّت خدا نے نازل و برپا فرمائی قرآن جو اس قانون کو بیان کرتا ہے خود اس قانون کو اپنے وجود ہی سے کیونکر توڑ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بلا استثناء وہ بھی اسی قانون کے اثر میں ہے۔ چنانچہ دورِ اسلام کا آغاز و انجام آیاتِ ذیل میں بیان فرمایا ہے:۔

اللہ الّذی خلق السّمٰوات والارض وما بینھما فی ستّة ایام۔ اللہ وہ ہے جس نے یہ سمٰواتِ شرائع اور بساطِ امم اور اُن کی ہر چیز چھ ہزار سال میں بنائی ہے۔ ثمّ استویٰ علی العرش۔ اور وہ عرش اقتدار پر قائم ہے۔ ما لکم من دونہ من ولیٍّ ولا شفیع اس کے سوا تمھارا کوئی مالک۔ دوست اور حمایتی نہیں۔ افلا تتذکرون۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔ یدبّر الامر من السّماء الی الارض۔ وہ آسمانِ شریعت سے لے کر بساطِ امت تک سارے کام کی تدبیر و تنظیم کر رہا ہے یعنی احکام نازل فرما کر اُن کی تدوین و ترتیب کر رہا ہے اور امت کے قلوب میں انھیں قائم کر رہا ہے ثمّ یعرج الیہ فی یومٍ کان مقدارہ الف سنة ممّا تعدّون۔ اس تدوین و تنظیم کے بعد یہ امرِ نظامِ اسلام خدا کی طرف ایک دن میں اٹھ جائے گا جس کی مقدار ایکہزار برس تمھارے حساب سے ہوگی۔ یعنی تدبیر و تنظیم کے قرونِ اولیٰ گذر جانے پر نظامِ اسلام میں تدریجی خلل واقع ہوگا۔ یہانتک کہ ایک ہزار سال پورے ہونے پر دورِ اسلام ختم ہو جائے گا۔ قرونِ اولیٰ کے دو سو ساٹھ سال ہیں۔ ان میں ہزار سال ملاکر ۱۲۶۰ سال ہوئے جبکہ قیامت کا صور پھونک دیا گیا۔ اور ملّتِ اسلام کے مہدیٔ موعود حضرت سید علی محمد باب نے حکمِ خداوندی سے نئے دور کے آغاز کا مژدہ سنایا۔ چونکہ ان باتوں کی تفصیل بہائی لٹریچر میں کافی موجود ہے یہاں تمام دلائل لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ یہ مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ طالبانِ حقیقت بہائی لٹریچر پڑھکر مفصل علم حاصل کر سکتے ہیں۔

---

# نظامِ قدیم کے بعد نظامِ جدید

سورۂ انبیاء میں خداوند عالم نے یہ عظیم الشان خبر دی ہے کہ جو قومیں دینی زندگی کے اعتبار سے مرچکی ہیں وہ اُس زمانے تک دینِ حق کی طرف رجوع نہ کریں گی جس زمانے میں فسادی یاجوج ماجوج اقوام کھل جائیں گی اور دنیا میں بڑا غلبہ حاصل کریں گی اور وعدۂ حق کے ظہور کا زمانہ آ لگے گا۔ اور اہلِ غفلت قہرِ الٰہی کی جہنّم میں جلبلائیں گے اور آہیں بھریں گے اور اس حالت میں رہتے ہوئے تبلیغ حق کی آواز نہ سنیں گے ہاں مومن اس بڑی گھبراہٹ سے محزون نہ ہونگے۔ انھیں بشارت دی جائے گی کہ یہی تو وہ زمانہ ہے جس کا تمھیں وعدہ دیا گیا تھا۔ یہ اس زمانے میں ہوگا۔ "یوم نطوی السّماء کطیّ السّجلّ للکتب" "جس دن ہم آسمانِ شریعتِ اسلام کو ایسے لپیٹ دیں گے جیسے دستاویزوں کا فائل لپیٹ دیا جاتا ہے۔"

"السّجلّ" الدفتر الّذی تکتب فیہ صور الدّعاوی۔

(کنز العلوم واللغة)

سجل اُس فائل کو کہتے ہیں جس میں مقدمات کی مسلیں لکھی جاتی ہیں۔

سجل الحاکم۔ کتب السّجلّ ومنہ تسجیل الاوراق وھو تقییدھا بدفاتر الحاکم۔ (کنز العلوم واللغة)

سجّل الحاکم کے معنی یہ ہیں کہ حاکم نے فائل لکھا اور اسی لفظ سے "تسجیل اوراق" ہے۔ یعنی محکموں کے فائلوں میں کاغذات کا نتھی کر کے رکھنا۔

---

ع کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون (علامہ اقبال)

لفظ طیّ جو مصدر ہے اگر مصدر مجہول لیا جائے تو آیت مبارکہ کے معنی یوں ہوئے کہ

"ہم آسمانِ شریعتِ اسلام کو ایسے لپیٹ دینگے جیسے لکھے ہوئے کاغذات کا فائل لپیٹ دیا جاتا ہے۔"

"طیّ" مصدرِ معلوم لیا جائے تو معنی یوں ہونگے :۔

"ہم آسمانِ شریعتِ اسلام کو ایسے لپیٹ لیں گے جیسے کاتب لکھے ہوئے کاغذات کو لپیٹ دیتا ہے۔"

کیونکہ "سجل" کے معنی فائل بھی ہیں اور "سجل" کے معنی کاتب بھی ہیں۔ لغت میں لکھا ہے وھو ایضاً الکاتب (قاموس المحیط) یعنی سجل لکھنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مقصد ایک ہی ہے کہ آسمانِ شریعتِ اسلام اس طرح لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا جیسے پرانی مسلیں اکٹھی کر کے داخل دفتر کر دی جاتی ہیں۔ اتنا فرمانے کے بعد پھر خداوند عالم ساتھ فرماتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| کما بدأنا اوّل خلق | جیسے ہم نے آغاز کیا تھا۔ پھر سے |
| نعیدہٗ وعداً علینا | نیا آغاز کریں گے۔ یہ ہمارا لازمی |
| انا کنا فاعلین | وعدہ ہے یقیناً ہم یہ کام کر کے رہینگے |

یہ خداوندِ بے نیاز کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ قوموں کی تاریخ میں بار بار ایسا ہو چکا ہے۔ خداوندِ بے نیاز کس صفائی سے خبر دیتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وربّک الغنی ذوالرحمہ | اور اے رسولؐ! تیرا رب بے نیاز |
| ان یشأ یذھبکم ویستخلف | صاحبِ رحمت ہے۔ جب چاہیگا تمھیں |
| من بعدکم ما یشآء | ہٹا دیگا اور تمھاری جگہ جنھیں چاہتا ہے |
| کمآ انشأکم من ذریّة | لے آئیگا جس طرح تمھیں بھی ایک اور قوم |
| قوم آخرین۔ انّما توعدون | کی نسل سے برپا کیا ہے۔ بات تو یہی ہے |
| لاٰتٍ ومآ انتم بمعجزین۔ | کہ تمھیں جس امر کا وعدہ دیا جا رہا ہے وہ |
| (پ ع) | یقیناً آکر رہیگا اور تم روک نہیں سکتے۔ |

اب ہم اپنے پیارے مسلمان عزیزوں سے کیا عرض کریں۔ دل میں جذباتِ محبت کے سمندر موجزن ہیں۔ جن کا اظہار الفاظ میں ناممکن ہے مختصراً ایک نعرۂ حق سُنائے دیتے ہیں ؎

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دَوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

# سمٰوات اور قیامت

جس یومِ قیامت یعنی نئے نظامِ روحانی کا وعدہ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے اس یومِ موعود میں سمٰوات کی مختلف کیفیتیں ہونگی۔ از انجملہ ارشاد ہے کہ

| | |
|---|---|
| والارض جمیعًا قبضتہٗ | اور ارض یعنی بساطِ اُمت سب کی سب |
| یوم القیٰمة والسمٰوات | خدا کے قبضۂ اقتدار میں اور سمٰوات یعنی تمام |
| مطویّاتٌ بیمینہٖ | شرائع اور رفعتیں تہ ہو کر خدا کے دستِ قدرت |
| سبحٰنہٗ وتعالیٰ عمّا | میں ہونگی۔ خدا کے ساتھ لوگ جو دوسروں کو |
| یشرکون۔ ونفخ فی الصّور | ملا رہے ہیں اس سے وہ پاک برتر ہے۔ اور |
| فصعق من فی السمٰوات | ندائے حق بلند ہوگی تب بلندیوں اور پستیوں والے |
| ومن فی الارض الّا من | گھبرا جائینگے بجز ان کے جنھیں خدا چاہے اور |
| شاء اللّٰہ ثمّ نفخ فیہ | دوسری بار ندائے الٰہی بلند ہوگی تو لوگ |
| اُخریٰ فاذا ھم قیامٌ | نئی قوت سے کھڑے ہو کر غور و فکر کریں گے |
| ینظرون واشرقت الارض | اور جلوۂ حق دیکھینگے اور زمین یعنی قلوبِ انسانی |
| بنور ربّھا ووضع الکتاب | اپنے تربیت دینے والے کی روشنی سے منوّر |
| وجایٓء بالنّبیّین والشّھدآء | ہو جائینگے اور نئی کتابِ الٰہی لا کر رکھ دی جائیگی |
| وقضی بینھم بالحق وھم | اور خدا کی خبریں دینے والے مبلغ اور حق کی |
| لا یُظلمون (پ۲۴ زمر ع) | شہادت دینے والے لوگ وجود میں لائے |
| | جائینگے اور ان کے درمیان حق کے ذریعے |

معاملات چکا دیے جائینگے اور کوئی کمی بیشی نہ کی جائیگی ۔

ہماری تحقیق میں یوم قیامت ظاہر ہو گیا۔ پہلی بار حضرت باب نے اس قدر میں ندائے الٰہی بلند فرمائی۔ دوسری بار حضرت بہاء اللہ نے اور اب ہم ایک نئے دور میں ہیں۔ خداوند عالم نے اپنی حکمت بالغہ سے جیسے شرائع سابقہ کے نظام کو شق کر کے شریعت اسلام کا ظہار فرمایا تھا اور اسی میں سب حقائق قدیمہ کو محقق و موجود کر دیا تھا بالکل اسی طرح اب اسلام کے آسمان رفعت کو پھاڑ کر اسیں سے نظام جدید جلوۂ ارتقار کے ساتھ نمودار فرمایا ہے۔ جس کا وعدہ یوں بھی کیا تھا کہ اذا السماء انشقت واذنت لربہا وحقت۔ جب آسمان رفعت اسلام شق ہو جائیگا اور اپنے ترقی دینے والے کا حکم سُنے گا۔ اور دوبارہ نئے وجود میں موجود کر دیا جائے گا۔ چنانچہ نئی شریعت کی شکل میں وہ دین قویم و قدیم جلوہ گر ہو گیا ہے واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت واذنت لربہا وحقت" اور جب دلوں کی زمین وسیع کر دی جائے گی اور اور اپنے جواہر و خزائن اور حقائق و اسرار کو جو اس کے اندر مضمر میں برملا کر کے سبکدوش اور اپنے ترقی دینے والے کے حکم پر ہمہ تن گوش ہو جائیگی اور وہ وجود حقیقی پائے گی۔"

لفظ حقت جو سماء و ارض کے ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے وہ قیامت کے اس خیال موہوم کو جو فنائے عالم کے رنگ میں سمجھا گیا ہے صاف صاف رد کرتا ہے حق یحق کے معنی ہیں ثبت یثبت۔ پس حقت کے معنی ہوئے "وہ ثابت و محقق کی جائے گی۔ کہاں فنا اور کہاں ثابت و محقق کیا جانا۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا مفہوم قیام و بقا ہے۔ نہ کہ عدم و فنا۔ ہر اُمت جو بعد میں پیدا ہوتی ہے وہ پہلی اُمت کا جوہر وجود ہوتی ہے۔ جیسے بعد کا پھل پہلے پھل کا جوہر وجود ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر دین پہلے دین کی حقیقت کا مظہر ارتقائی ہوتا ہے۔ اس آیت میں آسمان اسلام و سرزمین ملت کا بدل کر نیا وجود اختیار کرنا نمایاں ہے۔ اسی سورت انشقاق میں خداوند تعالیٰ شفق شام۔ تاریکی شب اور روشنی مہتاب کے نشان قدرت سے ملت کی شام۔ رات اور پھر چاندنی یعنی عروج و نزول اور پھر ارتقاء کے پہلو کو پیش فرماتا ہوا ارشاد فرماتا ہے لترکبن طبقا عن طبق۔ تم ایک درجے سے ضرور دوسرے بلند درجے پر ارتقار کرو گے۔

# اِذَا السَّمَاءُ کُشِطَت

موعودہ زمانے کے واقعات کے سلسلے میں خداوند عالم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ "اذا السماء کشطت" جب آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی۔

ظاہر ہے کہ نہ آسمان کوئی ٹھوس چیز ہے اور نہ اُس پر کوئی کھال چڑھی ہوئی ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم اصطلاح قرآن سے ثابت کر چکے ہیں کہ سماء سے مراد دین حق ہے اور یہ کہ قدیم آسمان دین شق ہو کر جدید آسمان حق نمودار ہوگا۔ یہی بات آیت اذا السماء کشطت میں بیان فرمائی ہے کہ دین حق اپنا جامہ بدل دیگا۔ اور اپنی پوشیدہ صورت نئی تجلی کے ساتھ دکھائے گا۔ چنانچہ وہ پوری آیات مع ترجمہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

"اذا الشمس کورت۔ واذا النجوم انکدرت۔ واذا الجبال سیرت۔ واذا العشار عطلت۔ واذا الوحوش حشرت واذا البحار سجرت۔ واذا النفوس زوجت۔ واذا الموءدة سئلت بای ذنب قتلت۔ واذا الصحف نشرت۔ واذا السماء کشطت۔ واذا الجحیم سعرت۔ واذا الجنة ازلفت علمت نفس ما احضرت ٥" (پ۳۰ تکویر ع۱)

"جب آفتاب رسالت لپیٹ لیا جائے گا اور ستارے یعنی علماء ماند پڑ جائینگے۔ اور جب پہاڑ (سرداران اقوام) اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جائینگے۔ اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی۔ وحشیوں کو جمع کیا جائے گا۔ سمندروں میں آگ بھڑکائی جائے گی۔ لوگ آپس میں ملا دیئے جائینگے۔ زندہ درگور (پردہ اور غلامی کی قید میں پڑی ہوئی) صنف نازک کے متعلق مطالبہ کیا جائے گا کہ بتاؤ یہ کس گناہ میں ہلاک کر دی گئی۔ اور جب صحف الٰہیہ دعام کئے جائیں

اخبارات شائع کئے جائینگے ۔ اور جب دین کے حقائق ظاہر کئے جائیں گے اور جب آگ بھڑکائی جائے گی (موجودہ جنگ کی آتشباری دیکھیے) اور اور جب جنتِ حقیقت بھی بہت قریب لائی جائے گی ۔ اس وقت آدمی اپنے فراہم کردہ سرمایہ کو بھی جان لے گا۔"

اب یہ واقعاتِ عالم آشکار ہیں اور روز بروز زیادہ منکشف ہوتے جاتے ہیں ۔ وقت آرہا ہے جب ایک نفس بھی ان سے بے خبر اور منکر نہ رہیگا ۔

**شق و انشقاق** کے لغوی معنی خوب سمجھ لیجئے ۔ لغت کہتی ہے :-

الشق ۔ الخرام الواقع فی الشیٔ (مفرداتِ راغب) شق کسی چیز میں سوراخ یا پھٹن کو کہتے ہیں ۔ الشق واحد الشقوق وھو فی الاصل مصدرٌ وتقول بید فلان وبرجلہ شقوق ۔ (مختار الصحاح) شق ۔ جس کی جمع شقوق ہے وہ اصل میں مصدر ہے ۔ تم کہتے ہو کہ فلاں شخص کے ہاتھ یا پاؤں میں شقوق یعنی پھٹن ہیں ۔

سورۂ عبس میں آتا ہے انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا بہ حبا وعنبا وقضبا ۔ ہم نے اوپر سے اچھی طرح پانی ڈالا ۔ پھر ہم نے زمین کو پھاڑ دیا ۔ سو اناج اور انگور اور سبزہ اگایا ۔ یہاں لفظ شققنا الارض شقا کے معنی یہی ہیں کہ زمین کے مسام کھول دیئے اور اسمیں سے طرح طرح کی نبات پیدا کی ۔ سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے وان من الحجارۃ لما یشقق فیخرج منہ الماء بعض پتھروں میں سے ایسے ہیں جو شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکل آتا ہے ۔ چنانچہ پہاڑوں میں چشمے ابلتے سب نے دیکھے ہیں ۔ قانونِ قدرت میں جیسے پتھروں سے پانی نکلنا ایک حقیقت واقعہ ہے اسی کا دوسرا پہلو قلوبِ انسانی سے علوم و حکمت کے چشموں کا ابلنا ہے ۔ اسی طرح قانونِ فطرت میں زمین پر بارش سے زمین کے مسام کا کھل جانا اور پانی پی کر رنگا رنگ کی نباتات اگانا عالمِ وجود کی ایک حقیقتِ ظاہرہ ہے ۔ اسی طرح فطرت کا دوسرا عظیم الشان رخ یہ ہے کہ آسمانِ امر اللہ سے احکام و فیوضِ معانی نازل ہوتے ہیں ۔ اور سارضِ قابلیت یعنی قلوبِ انسانی میں پہنچکر طرح طرح کے روحانی اخلاقی و علمی سبزہ زار و گلشن و گلزار نمودار ہوتے ہیں اور فطرتِ انسانی کی روحانی خوراک کے سامان مہیا ہوتے ہیں یہ دونو ظاہری اور روحانی پہلو ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں ۔ ایک ہی فطرت کے تقاضے اور ظہور ہیں ۔ خداوند عالم جسمانی و روحانی دونوں قسم کی ربوبیت کرتا ہے اور دونو حقیقتِ واقعی ہیں جو ایک ہی سرچشمے سے سیراب ہوتی ہیں ۔ اسی حقیقت کو خداوندِ عالم ان کلمات میں بیان فرماتا ہے ۔

ونزلنا من السماء ماءً مباركًا فانبتنا به
جنت وحب الحصيد والنخل باسقت لها طلع
نضيد رزقًا للعباد واحيينا به بلدة ميتا
كذلك الخروج ۝ (سورۂ ق)

"اور ہم نے اوپر سے برکت والا پانی اتارا تو اس کے ذریعے باغ اگائے اور اناج جو کاٹا جاتا ہے اور لمبے لمبے کھجور جن کے گابھے گچھے اور تہ بتہ ہوتے ہیں بندوں کی روزی کے لئے ۔ اور اس بارش سے ہم نے مردہ شہر کو زندہ کر دیا ۔ اسی قانون کے مطابق تمہارا روحانی خروج و ظہور ہے ۔"

چنانچہ امتِ محمدیہ کو خطاب کر کے فرماتا ہے "کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس" تم وہ بہترین قوم ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے ظاہر ہے کہ امتِ محمدیہ کا خروج زمین کی قبروں سے نہیں ہوا ۔ البتہ ضلالت و پستی کی قبروں سے نکلنا ظاہر و مسلم ہے ۔

پھر اسی سورۂ ق میں آنے والے منادیِ الٰہی کے ظہور کی بشارت دے کر تاکیداً فرماتا ہے :-

واستمع یوم ینادِ المناد من مکان قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ۔ ذٰلک یوم الخروج ۝"

"خوب متوجہ ہو کر سننا ۔ جب منادیِ الٰہی قریب مقام (ایران و عراق عرب و شام) سے ندائے حق بلند کریگا ۔ جب لوگ آوازِ حق سنیں گے

وہی دن خروج وظہور کا ہوگا۔

انا نحن نحیی ونمیت والینا المصیر۔ یقیناً ہم اب دورِ اسلام میں حیات دے رہے ہیں اور پھر موت دینگے اور پھر ہماری جانب بارِ دگر رجوع و توجہ کرنا ہوگا۔

یوم تشقق الارض عنھم سراعاً۔ جس دن کہ تیزی کے ساتھ دنیا کی زمین پھٹ کر لوگ باہر نکل آئیں گے ذٰلک حشرٌ علینا یسیر۔ امت کو پہلے مقام سے نکال کر نیا اجتماع فراہم کرنا ہمارا معمولی کام ہے۔

اس حقیقت کو سورۃ الفجر میں بیان فرمایا ہے کہ تم لوگ یتیموں مسکینوں کی پرواہ نہ کروگے۔ اپنے بزرگوں کی دولت و میراث کو ہپ ہپ کھا جاؤ گے اور مال سے نہایت گہری محبت کروگے۔ اس پر فرماتا ہے:۔

کلا اذا دکت الارض دکاً دکاً وجاء ربک والملک صفاً صفاً ۰

خبردار ہوشیار۔ وہ وقت آئے گا جب زمینِ قلوب نرم اور ہموار کردی جائے گی اور تیرا رب (تربیت کنندہ) آئے گا فرشتے اور پاکباز انسان قطار قطار آئیں گے۔

اسی بات کو سورۂ قمر میں یوں فرمایا ہے۔

یوم یدع الداع الیٰ شیءٍ نکرٍ خشعاً ابصارھم یخرجون من الاجداث کانھم جراد منتشر مھطعین الی الداع یقول الکٰفرون ھٰذا یوم عسر ۰

جس دن داعیِ الٰہی ایک نہ پہچانی ہوئی چیز کی طرف بلائیگا۔ لوگوں کی نظریں جھکی ہوئی ہونگی۔ وہ اپنی بستی کے گڑھوں سے ٹڈیوں کی مانند نکلیں گے داعیِ الٰہی کی طرف لپکتے ہوئے۔ منکر کہیں گے یہ سخت بُرا زمانہ ہے۔

انہی حقائق کو سورۃ الحاقہ میں بیان فرماتا ہے۔

انا لما طغی المآء حملنٰکم فی الجاریۃ۔ لنجعلھا لکم تذکرۃً وتعیھا اذنٌ واعیۃ۔

ہم وہ ہیں کہ جب زندگی کے پانی میں طغیانی آتی ہے تو ہم تمہیں اٹھا کر چلتی ہوئی کشتی میں لے لیتے ہیں تاکہ تمہارے اور ہر گوشِ شنوا کے لئے تذکرۂ عبرت بنائیں

جیسا کہ عرب میں ضلالت کی طغیانی کے وقت تمہیں کشتیِ اسلام میں بٹھایا

وآیۃ لھم انا حملنا ذریتھم فی الفلک المشحون (سورۂ یٰسین)

اہلِ عرب کے لئے یہ ایک نشان ہے کہ ہم نے اُن کی اولاد کو بھری کشتی میں سوار کیا جس سے مراد یقینی طور پر کشتیِ اسلام ہے۔

یہ قانونِ الٰہی ہے کہ ہر طغیانیِ ضلالت کے وقت وہ کشتیِ نجات بھیجتا ہے اسی قانون کے مطابق موعودِ اسلام کا ظہور مقدر تھا۔ چنانچہ ظہورِ موعود کے بارے میں اسی آیت کے ساتھ ہی ارشاد فرماتا ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا اور چھوٹے بڑے سب ہموار کردیئے جائینگے تب آسمانِ شریعتِ اسلام شق ہوکر کمزور ہو جائیگا۔ اور فرشتے اس کے درمیان سے ہٹ کر کناروں پر آجائیں گے اور اس دن اقتدارِ الٰہی کے عرش کو اٹھانے والے آٹھ ہونگے۔ پہلے سات شریعتوں کے حامل اقتدارِ الٰہی کے عرش کو اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے تھے ظہورِ موعود کے دن آٹھواں حاملِ عرش ظاہر ہوگا۔ تب ان کی تعداد آٹھ ہو جائیگی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک سات حاملینِ عرش یعنی سات شرائعِ الٰہیہ کے اٹھانے والے پیغمبر تھے۔ حضرت سید علی محمد باب آٹھویں ہوئے۔ پہلے سبع سمٰوات سبع طرائق یعنی سات شریعتیں تھیں۔ حضرت باب کے ظہور سے آٹھ ہوگئیں یہی قیامت کا دن تھا۔ جبکہ لوگ صورِ خداوندی میں بلائے گئے۔

آیتِ مبارکہ فاذا نفخ فی الصور نفخۃٌ واحدۃٌ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃً واحدۃً کے معنی لغتِ عرب کے ماتحت ہم دسمبر ۱۹۴۲ء کے پیامبر میں لکھ چکے ہیں جو یہ ہیں:۔

"جب ایک بار صور پھونکا جائے گا اور مٹی اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے لادے جائیں گے تو دونوں کوٹ کوٹ کر یکساں ہموار کردیئے جائینگے زم و خوش آیند بنا دیئے جائینگے اور ان پر آدمیوں کی آبادی زیادہ

ہوجائے گی۔ دوسرے پہلو سے یہ معنٰی ہوئے کہ جب ماتحت لوگ اور سرداران قوم اپنی اپنی جگہ سے اٹھائے جائیں گے۔ احکام شریعت سابقہ زائل ہوجائیں گے (چنانچہ یہ واقعات آجکل دنیا کی نظر کے سامنے ہیں)"

اب ہم اس سے آگے کی آیات کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| فیومئذٍ وقعت الواقعۃ و | سو اس دن موعود واقعہ ظاہر ہوگا |
| انشقت السماء فھی یومئذ | اور آسمانِ شریعتِ اسلام شق ہوجائیگا |
| واھیۃ والملک علیٰ ارجائھا | تو اس دن اس کی بندش ڈھیلی ہوجائیگی |
| ویحمل عرش ربک فوقھم | اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوجائینگے |
| یومئذٍ ثمانیۃ یومئذٍ | اور چھوڑ کر الگ ہوجائینگے۔ اور اس دن |
| تعرضون لا تخفیٰ منکم | تیرے رب کے عرشِ اقتدار کو اٹھانے والے |
| خافیۃ (پ ۲۹ الحاقۃ ع ۱) | آٹھ ہونگے۔ اسی دن تم پیش کئے جاؤگے تمھاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہیگی۔ |

"وھی" کے معنٰی جس سے لفظ واھیہ نکلا ہے لغت میں یہ ہیں کل شیٔ استرخیٰ رباطہٗ (مفردات راغب) کسی چیز کی بندش کا ڈھیلا ہوجانا۔

"عرض" جس سے "تعرضون" صیغۂ مجہول ہے۔ اس کے متعلق لغت میں لکھا ہے "عرض الرجل بصیغۃ المجھول جنّ" (محیط المحیط) عُرِضَ صیغۂ مجہول سے جب ہوتا ہے تو اس کے معنٰی ہوتے ہیں آدمی دیوانہ ہوگیا۔ اردو میں بھی عارضہ اور عوارض جسمانی بیماری اور دل و دماغ کی بیماریوں کو بھی کہتے ہیں۔ تعرضون صیغۂ مجہول ہے۔ لغت و محاورۂ عرب کے مطابق اس کے یہ معنٰی بھی ہوئے کہ اس دن تم دیوانے ہوجاؤگے۔ فہم حقیقت سے بے بہرہ ہوجانا ہی دیوانگی ہے۔ بالفاظ دیگر حقائق و اعمال سے خالی ہوکر دین کے نام سے تعصب اور لڑائی جھگڑے میں جوش و خروش دکھانا یقیناً مذہبی دیوانگی ہے۔ سورۂ قمر میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ ان المجرمین فی ضلالٍ وسُعُرٍ بے شک مجرم گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔

حضورِ خداوندی میں پیش ہونا بھی عرض کے معنٰی ہیں جو مظہر الٰہی یعنی پیغمبر کے اور خدا کے امر کے سامنے پیش ہونے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جہانتک کلمہ کی جامعیت ہے دونوں باتیں مراد ہیں۔

سورۂ رحمٰن میں خداوند عالم فرماتا ہے فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدھان۔

وردۃ کے معنٰی ہیں ہلاکت۔ وردۃ بالفتح ھلاکی یقال وقع فی وردۃ ای ھلکۃٍ (منتہی الارب)

وقع فی وردۃ کے معنٰی ہیں کہ وہ ہلاکت میں پڑگیا۔

"دھان"۔ الطریق الاملس (لسان العرب) دھان کے معنٰی ہیں چکنا راستہ جس پر چلنے والے کے پاؤں پھسل جاتے ہیں۔

آیت مبارکہ کے معنٰی یہ ہوئے کہ جب آسمانِ شریعتِ اسلام شق ہوجائیگا تو وہ اس وقت زندگی کا باعث نہ رہے گا بلکہ ایسا راستہ ہوکر رہ جائے گا جس پر چلنے والے پھسل پھسل کر گرتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔

نگاہ بصیرت کے سامنے تمام دنیائے اسلام کے مسلمانوں کا پھسل پھسل کر گرنا ایک واقعہ ہے شب و روز جس کا ماتم کیا جارہا ہے۔

## "اذا السماء فرجت"

فاذا النجوم طمست واذا السماء فرجت واذا الجبال نسفت واذا الرسل اُقتت۔ لای یومٍ اُجلت۔ لیوم الفصل وما ادرٰک مایوم الفصل ویلٌ یومئذٍ للمکذبین الم نھلک الاولین ثم نتبعھم الاٰخرین کذٰلک نفعل بالمجرمین ویلٌ یومئذ للمکذبین (پ ۲۹ مرسلات ع ۱)

جب ستارے علمائے امت بے نور و بے اثر ہوجائیں گے اور

جب آسمانِ شریعتِ اسلام پھٹ جائے گا۔ جب بڑے بڑے لوگ اپنی جگہ سے گرادیئے جائیں اور جب پیغامبر اپنے مقررہ وقت پر لائے جائیں گے۔ یہ واقعات کس دن کے لئے مقرر کئے گئے ہیں یوم الفصل کے لئے۔ اور تم کیا سمجھے یوم الفصل کیا ہے؟ وہ دن ہے جس دن حق وصداقت کے جھٹلانے والوں کو ہلاکت و بربادی پیش آتی ہے۔ کیا ہم نے پہلے مکذبین کو ہلاک نہیں کیا؟ یقیناً ہلاک کیا ہے۔ پھر ہم انھیں پہلوں کے پیچھے آخری زمانہ کے مکذبوں کو بھی لگا دینگے۔ اس وقت حق وصداقت کے جھٹلانیوالوں کو ہلاکت و بربادی پیش آئے گی۔"

اس آیت مبارکہ میں کتنی تصریح ہے کہ یوم الفصل میں آخری زمانہ کے مکذبین کو ہلاکت ہوگی۔ جیسے پہلے مکذبین کو پہلے زمانوں میں ہلاکت پیش آچکی ہے۔ یہ دنیا میں ہی قومی ہلاکت نہیں تو کیا ہے؟

## إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

اذا السمآء انفطرت واذا الکواکب انتثرت واذا البحار فجرت واذا القبور بعثرت علمت نفسٌ ماقدمت واخرت۔ (پ۳۰ انفطار)

جب آسمانِ شریعتِ اسلام پھٹ جائے گا اور ستارے علماء بکھر جائیں گے۔ جب سمندروں میں راستے ہوجائیں گے۔ جب مرے ہوئے دلوں کی قبریں کھولی جائیں گی۔ تب آدمی جان لیگا کہ اس نے کیا آگے کے لئے تیار کیا ہے اور کیا پیچھے ڈال دیا ہے؟

مادی پہلو سے بھی ان الفاظ کے معنی درست ہیں جو ہم کسی گذشتہ پیامبر میں لکھ چکے ہیں ۔۔ لفظِ انفطار کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ فطر سے ہے۔ جس کے معنی بنانے کے ہیں۔ "فطر السموات والارض" بلندیوں اور پستی کو بنایا۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ خدا کی ایجاد خلق جس پر لوگوں کو بنایا ہے۔' مفردات راغب میں لکھتے ہیں۔" ویصح ان یکون الانفطار فی قولہ السمآء منفطر بہ اشارۃ الیٰ قبول ما ابدعہا وافاضہ علینا منہ ۔۔ آیت السمآء منفطر بہ میں یہ معنی بھی درست ہیں کہ خدا نے سماء کو بنایا اور اس کے ذریعے ہمیں فیض پہنچایا۔ اس بنا پر اذا السماء انفطرت کے معنی یہ بھی صحیح ہیں کہ جب آسمان بن جائیگا! یہ شریعت جدیدہ کے آسمان بنانے کی خوش خبری ہوئی۔ نثر کے معنی نشر بھی ہیں۔ تو اذا الکواکب انتثرت کے معنی ہوئے جب ستارے یعنی علمائے حق دنیا میں پھیل جائیں گے۔ چنانچہ آج دورِ بہائی میں یہ وعدہ جلوہ گر ہو رہا ہے۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہٗ۔

## آسمان و زمین کے متعلق قدیم و جدید خیالات

آسمان کیا چیز ہے؟ اس کے متعلق قدیم وجدید خیالات بہت مختلف ہیں ہم اوّلاً قدیم خیالات کی ایک جھلک دکھاتے ہیں۔ پھر جدید خیالات کا بھی ذکر کریں گے۔

سب سے اوّل لفظ "آسمان" ہی کو لیجئے جو خود پرانے خیالات کا نشان اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ فارسی ترکیب میں "آسمان" مرکب ہے "آس" اور "مان" سے۔ "آس" یعنی چکی۔ "مان" یعنی مانند۔ آسمان یعنی چکی کی مانند چونکہ پرانے زمانے میں خیال تھا کہ آسمان ہمارے سروں پر ایک گول چکی کے پاٹ کی طرح سے ہے اور جیسے چکی گھومتی ہے اسی طرح یہ چکر کھاتا رہتا ہے۔ اس خیال سے لفظ آسمان مشہور ہوا۔ چکر کھانے کی خیالی وجہ سے آسمان کو چرخ اور گردوں بھی کہتے ہیں۔ اسی تشبیہی خیال کو کبیر بھگت نے آسمان کے ساتھ زمین کو چکی کا دوسرا پاٹ کہکر اچھی بات کہی ہے

چلتی چکی دیکھکر دیا کبیرا روے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت بچا نہ کوے

علم ہیئت کے انکشافات نے ثابت کردیا ہے کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز

نہیں ہے۔ کتاب کنز العلوم واللغۃ میں ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| انّ السماء ھی الفضاء الّذی فوقنا مما لایحدّہ التصور | } | "آسمان" نامحدود فضائے بلند ہے |

المنجد میں ہے:۔

| | | |
|---|---|---|
| السماء ما فوقنا ھی کقبۃ زرقاء محیط بالارض۔ ما یحیط بالارض من الفضاء الواسع | } | آسمان وہ چیز ہے جسے ہم اپنے اوپر نیلے گنبد کی مانند زمین کو گھیرے ہوئے دیکھتے ہیں اور جو فضائے وسیع زمین کے ہر طرف پھیلی ہوئی ہے |

پس آسمان صرف فضائے وسیع کا نام ہے۔ کسی ٹھوس دلدار چیز کا نام نہیں ہے۔ بے شمار دُنیائیں اس فضائے لامتناہی میں اس طرح گشت لگا رہی ہیں جیسے پرندے فضائے بلند میں گھومتے رہتے ہیں۔ یا جیسے ابر کے ٹکڑے تیزی سے حرکت کرتے ہیں۔ پُرانے زمانے میں خیال کیا جاتا تھا کہ ایک یہ زمین اور ایک آسمان ہی خدا کی کُل کائنات ہے۔ بعض کا خیال تھا یہ زمین گائے کے سینگوں پر رکھی ہوئی ہے۔ گائے ایک مچھلی کی پیٹھ پر کھڑی ہے مچھلی پانی میں ہے۔ پانی ہوا پر ہے۔ اسی بات پر ایک لطیفہ سنج بزرگ نے فرمایا کہ "دنیا بر باد است" (باد۔ ہوا۔)

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ زمین سات ہیں جو تلے اوپر ہیں۔ بعض کا خیال تھا کہ ساتوں زمینیں ایک دوسرے پر رکھی ہوئی ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| قال الداؤدی انّ الارض سبع ولم یفتق بعضھن عن بعض (تفسیر فتح القدیر امام شوکانی جلد اول ص۳۴) | } | داؤدی کا خیال ہے کہ زمینیں سات ہیں اور تلے اوپر ملی ہوئی ہیں۔ جدا جدا نہیں کی گئی ہیں۔ |

اور بعض کا اعتقاد ہے کہ

| | | |
|---|---|---|
| فجعلہ ارضًا واحدۃ ثمّ فتقھا فجعلھا سبع ارضین فی یومین الاحد والاثنین | } | خدا نے ایک زمین بنائی۔ پھر اسے چیر کر سات زمینیں کر دیں سنیچر اور اتوار دو دن میں۔ |

| | | |
|---|---|---|
| فجعل الارض علی حوت ...... والحوت فی الماء علی صفاۃ والصفاۃ علی ظھر الملک والملک علی الصخرۃ والصخرۃ علی الریح۔ (جمل حاشیہ جلالین جلد اوّل ص۳۳) | } | پھر خدا نے زمین کو مچھلی پر رکھا ہے ...... مچھلی پانی میں ایک سپاٹ جگہ پر ہے اور وہ سپاٹ جگہ فرشتے کی پیٹھ پر ہے اور فرشتہ چٹان پر ہے۔ اور چٹان ہوا پر ہے۔ |

بعض ہندوؤں کا خیال ہے کہ زمین کو چار ہاتھی اپنے سروں پر لئے کھڑے ہیں۔ کتاب ہیئت جدیدہ میں یہ قول لکھا ہے۔

یہ تو ہوئے زمین کے متعلق پرانے خیالات۔ اب آسمان کے متعلق سُنئے۔ کہتے ہیں کہ خدا کا عرش پانی پر رہتا تھا۔ خدا نے پانی سے ایک دُھواں نکالا۔ وہ دُھواں اوپر کو چڑھا۔ اور پانی سے اونچا ہو گیا۔ اسی لئے اس کا نام سماء رکھا (جمل حاشیہ جلالین جلد اول ص۳۳)

اب آسمان کا فاصلہ اور ان کے نام اور کیفیت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

تفسیر روح البیان جلد اوّل ص۹۱ پر لکھا ہے کہ سات آسمان ہیں

پہلا آسمان۔ زمرد کا بنا ہوا ہے۔ اس کا نام رقیع ہے

دوسرا آسمان۔ سفید چاندی کا ہے۔ اس کا نام ارفلون ہے۔

تیسرا آسمان۔ سُرخ یاقوت کا ہے۔ اس کا نام قیدوم ہے۔

چوتھا آسمان۔ سفید موتی کا ہے۔ اس کا نام ماعون ہے۔

پانچواں آسمان۔ سُرخ سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس کا نام دبقا ہے۔

چھٹا آسمان۔ زرد یاقوت کا بنا ہوا ہے۔ اس کا نام وفنا ہے۔

ساتواں آسمان سراسر نور کا بنا ہوا ہے۔ اس کا نام عروبا ہے۔

اسی قسم کے عجیب غریب خیالات بہت کچھ ہیں۔ ایک بیان اور سن لیجئے:۔

| | | |
|---|---|---|
| وبین کل سماء مسیرۃ خمس مائۃ عام | } | ہر ایک آسمان دوسرے آسمان سے اس قدر دور ہے کہ پانچسو برس میں |

| | |
|---|---|
| وسمکھا کذالک | یہ فاصلہ طے کیا جاسکتا ہے۔ اور |
| (تفسیر صاوی حاشیہ جلالین ص۱۹۱) | ان کا دل بھی اتنا ہی موٹا ہے۔ |
| غلظۃ کل سمائی مسیرۃ | ہر آسمان کی موٹائی اتنی ہے کہ |
| خمسۃ مائۃ سنۃ | پانچسو برس میں یہ موٹائی طے |
| (فتح القدیر امام شوکانی) | کی جاسکتی ہے۔ |

اور سنیئے

| | |
|---|---|
| والاولیٰ من موج مکفوف | پہلا آسمان بندھی ہوئی موج کا ہے |
| والثانیۃ من مرمرۃ بیضاء | دوسرا آسمان سنگِ مرمر کا ہے تیسرا |
| والثالثۃ من حدید۔ و | آسمان لوہے کا ہے۔ چوتھا آسمان |
| الرابعۃ من نحاس والخامسۃ | تانبے کا ہے۔ پانچواں آسمان |
| من فضۃ والسادسۃ من | چاندی کا ہے۔ چھٹا آسمان سونے |
| ذھب والسابعۃ من زمرد | کا ہے۔ ساتواں آسمان |
| خضراء (صاوی حاشیہ جلالین جلد اول ص۱۶) | سبز زمرد کا ہے۔ |

کہا جاتا ہے کہ آسمانوں میں باقاعدہ پھاٹک ہیں جن پر ہر دم پہرا لگا رہتا ہے۔ بہت سے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان کے اوپر عرش ہے۔ عرش پر کرسی ہے۔ کرسی پر خدا بیٹھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں کرسی چھوٹی ہے۔ عرش اس سے اوپر اور بڑا ہے۔ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہی عرش قیامت کے دن میدانِ محشر میں لاکر بچھایا جائے گا۔ میدانِ محشر فلسطین و شام کی سرزمین پر ہوگا۔ عرش پر خدا جلوہ افروز ہو کر عدالت کریگا۔

یہ چند خیالات وہ ہیں جو مذہبی عقائد کے رنگ میں لوگوں کے دماغوں اور دلوں میں جاگزیں ہیں۔ لیکن جہاں تک علم و دین کا تعلق ہے ان خیالات کا کسی دینِ حق میں کوئی مقام نہیں ہے۔ البتہ فلسطین ارضِ محشر ضرور ہے۔

# فلکیاتِ قدیم

قدیم علمِ ہیئت جو حکمائے یونان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے اس میں نظامِ عالم کے متعلق دو مختلف خیال ظاہر کئے گئے تھے۔ قیاس بطلیموسی کرۂ زمین کو عالم کا مرکز بتاتا ہے۔ فیثاغورس کا خیال تھا کہ آفتاب عالم کا مرکز ہے۔ بطلیموس کے نزدیک زمین کے گرد آسمان۔ ستارے اور سیارے گردش کرتے ہیں۔ فیثاغورس کے نزدیک آفتاب کے گرد سیارے۔ زمین و عطارد وغیرہ گردش کرتے ہیں۔ یہ سیارے کسی چیز میں جڑے ہوئے نہیں بلکہ فضائے بسیط میں آفتاب کی کشش سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بطلیموس کہتا تھا کہ سیارے خود گردش نہیں کرتے بلکہ افلاک میں جڑے ہوئے ہیں۔ فیثاغورس کہتا ہے بڑے سیاروں کے علاوہ یک ہزار چھوٹے سیارے ہیں اور دُمدار تارے بھی سیارے ہیں۔ آفتاب کے سیاروں کے گرد بھی اجرام گردش کرتے ہیں جنھیں قمر کہتے ہیں۔ زمین کے گرد ایک قمر گردش کرتا ہے۔ مریخ کے گرد دو قمر ہیں۔ مشتری کے ۸ قمر ہیں۔ اور زحل کے دس اقمار ہیں۔ یہ ہے فیثاغورس کا نظامِ شمسی۔ اب بطلیموس کا نظامِ شمسی ملاحظہ فرمایئے عالم تیرہ کرّوں سے بنا ہوا ہے۔ چار کرّاتِ عناصر ہیں پہلا کرۂ ارض اس کے اوپر کرۂ آب۔ اس کے اوپر کرۂ ہوا۔ اس کے اوپر کرۂ نار۔ کرۂ نار کے بعد سات افلاک ہیں۔ پہلا فلک قمر۔ دوسرا فلک عطارد۔ تیسرا فلک زہرہ۔ چوتھا فلک شمس۔ پانچواں فلک مریخ۔ اس کے اوپر چھٹا فلک مشتری۔ ساتواں فلک زحل۔ ان کے اوپر آٹھواں فلک البروج ہے اور ان سب کے اوپر نواں فلک الافلاک ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب ہیئتِ جدیدہ مصنفہ جناب پروفیسر منہاج الدین)

یہ خیالات اب بہت حد تک بدل چکے ہیں۔ جدید علم ہیئت ان سے بہت آگے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن جہانتک دین اور قرآن کا تعلق ہے نہایت یقین کے ساتھ کہنا چاہیئے کہ یہ باتیں انسانی خیالات ہیں اور قرآن مجید کو کھینچ تان کر ان خیالات پر چسپاں کرنا بڑی غلطی ہے۔ چنانچہ غور و فکر کرنے والے علماء اس غلط روش کے خلاف آواز اٹھا چکے ہیں۔

عصر حاضر کے محقق عالم اسلام علّامہ فرید وجدی کنز العلوم واللغۃ" میں فرماتے ہیں

| | |
|---|---|
| ذھب الفلکیون الاقدمون ان السمآء جرم محسوس وان الکواکب مثبتۃ فیہ۔ | قدیم ہیئت داں خیال کرتے تھے کہ آسمان ایک محسوس، ٹھوس چیز ہے اور ستارے اس میں گڑے ہوئے ہیں۔ |

پھر فرماتے ہیں

| | |
|---|---|
| وذھب الفلکیون المحدثون ان السمآء ھی الفضاء الّذی فوقنا ممّا لا یحدّہ التصوّر وتسبح الکواکب فیھا سبحًا بلا ماسک لھا الّا قدرۃ اللّٰہ تعالیٰ۔ | اور نئے علم ہیئت والوں کا خیال ہے کہ آسمان ہمارے اوپر کی فضا کا نام ہے جس کی کوئی حد و انتہا تصور میں نہیں آسکتی۔ اور اسی میں ستارے تیر رہے ہیں قدرتِ الٰہی کے سوا انھیں کوئی تھامنے والا نہیں ہے۔ |

اس کے بعد علامہ موصوف اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| والحق ماذھب الیہ المعاصرون ولیس فی کتاب اللّٰہ مایرجح مذھب الاوّلین۔ | درست وہی ہے جو موجودہ ہیئت داں کہتے ہیں اور کتاب اللہ قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو گذشتہ ہیئت دانوں کے خیال کو قابلِ ترجیح ٹھہرائے۔ |

مولانا ابو الکلام آزاد ترجمان القرآن جلد اوّل صفحہ ۷۹ پر تحریر فرماتے ہیں

"یہ ظاہر ہے کہ قرآن کا موضوع فلسفہ یونانی نہیں ہے اور نہ نزول قرآن کے وقت عربی زبان ان مصطلحات سے آشنا ہوئی تھی۔ پس جہاں کہیں قرآن میں وہ الفاظ آئے ہیں ان کے معانی وہ نہیں ہو سکتے جو وضع مصطلحات کے بعد قرار پا گئے ہیں۔ لیکن اب ان کے وہی مفہوم لئے جانے لگے۔ اور اس کی بنا پر طرح طرح کی دور از کار بحثیں پیدا کر دی گئیں۔

اسی تخم کے یہ بھی برگ و بار ہیں کہ سمجھا گیا قرآن کو وقت کی تحقیقاتِ علمیہ کا ساتھ دینا چاہیے۔ چنانچہ کوشش کی گئی کہ نظامِ بطلیموسی اس پر چسپاں کیا جائے ٹھیک اسی طرح جس طرح آجکل کے دانش فروشوں کا طریقِ تفسیر یہ ہے کہ موجودہ علمِ ہیئت کے مسائل قرآن پر چسپاں کئے جائیں۔"

# فلکیاتِ جدید

ہمارا نصب العین وہی حقائق ہیں جو کتاب اللہ سے ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ سمٰوات و ارض کے وہ مفاہیم جو کتاب اللہ میں مراد ہیں ہم اسی مقالے میں لکھ چکے ہیں۔ یونانی علمِ ہیئت اور جدید علمِ ہیئت میں بھی قابلِ قدر سچائیاں پائی جاتی ہیں۔ مگر پھر بھی وہ کلامِ الٰہی کی طرح معصوم عن الخطا نہیں اور نہ دینِ خداوندی میں انھیں کوئی معتقدات کا مقام حاصل ہے۔

ذیل میں ہم ہیئتِ جدید کے بھی چند خیالات کا ذکر کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کائناتِ الٰہی اس قدر عظیم و لا متناہی ہے کہ انسان کا علم اس کا اندازہ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا۔

| | |
|---|---|
| وما یعلم جنود ربّک الّا ھو | خدا کے پیدا کئے ہوئے لشکروں کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ |

انسان نے جو کچھ اپنی تمام جدّ و جہد اور علم و ادراک کی پوری قوت سے سمجھا ہے کائناتِ الٰہی کے بے پایاں سمندر میں سے ایک قطرہ بھی نہیں۔ اور جو کچھ سمجھا ہے اسمیں بھی پورا علم۔ صحیح اور یقینی نہیں ہے۔

جدید علمائے فلکیات کہتے ہیں کہ ہمارا آفتاب ایک اور آفتاب کے گرد چکر لگا رہا ہے اور معلوم نہیں کہ کس قدر مدت میں ایک دور پورا کرتا ہے زمین آفتاب کے گرد ایک سال میں پورا چکر لگاتی ہے اور اپنے محور پر چکی کی مانند ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے روزانہ دن رات میں ایک مرتبہ گھوم جاتی ہے۔ اور یہ ہمارا نظامِ شمسی بھی مجموعی طور پر متحرک ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جب رات میں فضا گرد و غبار سے صاف ہو اور ہم آسمان پر نظر کریں تو کثیر التعداد ستارے ہمیں نظر آئیں گے۔ ہمارا آفتاب بھی انھیں میں سے ایک ستارہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک آفتاب ہے جس کی روشنی بھی ذاتی ہے۔ غالباً ہمارا آفتاب ان آفتابوں میں سب سے چھوٹا ہے۔ ہر آفتاب کا نظام بھی ہمارے نظامِ شمسی کی مانند مستقل نظام ہے۔

(ملاحظہ ہو بسائط علم الفلک عربی صفحہ ۲۳)

سیاروں کا بُعد آفتاب سے اور اُن کی رفتار کا اندازہ ملاحظہ ہو :-

| ستارہ | آفتاب سے بُعد | رفتار فی گھنٹہ |
|---|---|---|
| عطارد | ۳ کروڑ ساٹھ لاکھ میل | ایک لاکھ پانچ ہزار میل |
| زہرہ | چھ کروڑ دس لاکھ میل | چھہتّر ہزار میل |
| ارض | ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل | ۵۸ ہزار میل |
| مشتری | ۴۸ کروڑ ۳۰ لاکھ میل | ۲۹ ہزار میل |
| زحل | ۸۸ کروڑ ۷۰ لاکھ میل | تیس سال میں آفتاب کے گرد دورہ پورا کرتا ہے |
| یورنیس | ایک ارب ۷۸ کروڑ میل | سات ہزار میل |
| نیپچون | دو ارب ۷۹ کروڑ میل | ۱۶۷ سال میں آفتاب کے گرد دورہ پورا کرتا ہے |

نئے زمانے کے ہیئت دانوں نے چند نئے سیارے بھی دریافت کئے ہیں۔ ۱۷۸۱ء میں ایک سیارہ دریافت ہوا جس کا نام اس کے مکتشف کے نام پر ہرشل ہے۔ یورنیس بھی اسی کو کہتے ہیں۔ ۱۸۴۶ء میں نیپچون دریافت ہوا۔ ۱۹۳۰ء میں اروس سیارے کا علم ہوا۔

معلومہ کائنات کا مرکز ہماری زمین سے اس قدر دور ہے کہ پچاس ہزار سال نوری میں مسافت طے ہو سکتی ہے۔ سال نوری کا حساب یہ ہے کہ آفتاب کا نور ایک سکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل چلتا ہے اور ہم تک آفتاب کی روشنی ۸ منٹ میں پہنچتی ہے۔ اٹھاون کھرب ۶۵ ارب ۴۹ کروڑ ۶۰ لاکھ میل رفتارِ نور کا عرصہ ایک نوری سال ہوتا ہے

(بسائط علم الفلک صفحہ ۲۳)

مسٹر ہرشل نے دوربین کے ذریعے ایک مرتبہ مشاہدہ کیا تو پاؤ گھنٹے میں ایک لاکھ سولہ ہزار ستارے اس کی نظر کے سامنے سے گذر گئے۔ جو ہر ایک اپنی اپنی جگہ ایک ایک عالم ہے۔

جدید علمائے فلکیات یہ بھی کہتے ہیں کہ دو ہزار ملین آفتاب مشاہدے میں آ چکے ہیں اور ۶۰ ہزار عالم اس وقت زیرِ مشاہدہ ہیں جو بن رہے ہیں یا ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہ جس قدر کائنات معلوم ہو چکی ہے نامعلوم کائنات کے مقابلے میں ایک ذرّے کی مانند ہے۔

حق تو یہی ہے کہ

وعندہٗ مفاتیح الغیب } نامعلوم حقائق و کائنات کے علم کی کنجیاں
لا یعلمہا الا ھو } خدا ہی کے پاس ہیں انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا

# مظاہرِ قدرت

دینی کتاب کا مقصدِ اعظم اصلاح عالم انسانی ہوتا ہے۔ قرآن مجید کا مقصدِ اصلی بھی یہی ہے کہ نوعِ انسانی حق پرستی اور ارتقائے حقیقی کے مقام پر پہنچے۔ اس لئے قرآن مجید کے تمام بیانات اسی مرکز روحانی کے گرد گھومتے ہیں۔ ذرّے سے لے کر آفتاب تک بے شک مظاہرِ قدرت ہیں لیکن پیغمبر اور کتاب الٰہی انسان کے لئے آسمان و زمین سے بڑھ کر مظاہر قدرت ہیں۔ کیونکہ یہی انسان کی بصیرت و حیات کا سرچشمہ اصلی ہیں

آسمان زمین کے اسرار جانتے ہوئے اور مادّی آسمان زمین میں رہتے ہوئے اگر روحانی آسمان زمین میں انسان داخل نہ ہو سکا تو اس کی ساری زندگی بے حقیقت اور سراسر فنا ہے۔ اس لئے دین نظامِ روحانی کا نام ہے اور اس نظامِ روحانی میں روحانی ہستیاں، انبیاء، اولیاء، کلامِ الٰہی اور حقائقِ روحی۔ جذبات و کمالاتِ عرفانی و عملی انسان کیلئے نہایت قابلِ توجہ مظاہرِ قدرتِ الٰہی ہیں۔ یہ مقدم و معظم ہیں۔ انہی سے انسان کی ہستی و کامیابی وابستہ ہے۔

کوئی عظیم کرّہ بھی اپنی پوری آبادی میں اگر روحِ محبت اور نظامِ محبت سے خالی ہو تو یقیناً وہ فساد کا مرکز بن کر ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ اس لئے دینی نظام، ہر نظام کی روحِ حقیقت، ہر رفعت کی رفعت اور ہر آسمان کا آسمان ہے۔ دینی کتاب کے تمام بیانات اسی محور پر گردش کرتے ہیں اور دینی کتابوں میں جو کچھ ظاہری مظاہرِ قدرت کا بیان کیا جاتا ہے وہ بھی محض اسی لئے ہوتا ہے کہ انسان نظامِ روحانی میں دلچسپی لینے کی طرف متوجہ ہو۔ ان مظاہرِ قدرت پر غور و فکر کی نظر ڈال کر قادرِ مطلق کی محبت دل میں پیدا کرے جو سرچشمۂ حیاتِ حقیقی ہے۔

اس لئے سمٰوات و ارض کا ذکر جن آیاتِ مبارکہ میں آتا ہے ان میں حقیقی معانی مراد ہیں جو عالَمِ حقیقت و روح سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ عالَمِ مجاز و مادّہ سے۔ ہاں جہاں جہاں دونوں پہلو بہم ہوتے ہیں وہاں جامعیت جلوہ گر ہے۔ جہاں صرف حقیقی و روحانی پہلو مراد ہے وہاں وہی مراد لینی چاہیے جو اصطلاح اور موضوعِ قرآن کا مقصد ہے۔ جیسا کہ ہم اسی مضمون میں کسی قدر تفصیل سے عرض کر چکے ہیں۔

ہاں خداوندِ عالَم نے انسان کو مادّی مظاہرِ قدرت کی جانب بھی بار بار توجہ دلائی ہے تاکہ وہ ان آئینوں میں جلوۂ قدرت دیکھکر اپنے محبوبِ حقیقی قادرِ مطلق کی محبت کے مرکز پر پہنچکر حیاتِ حقیقی سے فائز ہو۔ ارشاد فرماتا ہے:-

اَللّٰہُ الَّذِی رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

(پ ۱۳ رعد ع ۱)

"خدا وہ ہے جس نے فضا کے بلند کرّوں کو جنھیں تم بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو بلند کر رکھا ہے اور پھر وہ اپنے عرشِ قدرت پر جلوہ گر ہے۔ اس نے آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا رکھا ہے۔ سب کے سب ایک معیّنہ مدّت تک چلتے رہتے ہیں۔ خدا اپنے امر کی تدبیر کرتا ہے اور آیتوں کو مفصّل بیان فرماتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنے نشو و نما اور ترقی دینے والے خدا کی ملاقات کا یقین حاصل کرو۔"

یہ کرّات بلند فضائے غیر محدود میں قدرتِ الٰہی کی مقرر کی ہوئی قوّتِ کشش سے تھمے ہوئے ہیں۔ کسی اینٹ پتھر کے تھم پر نہیں رکھے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا | تمام بلند کرّات اور کرۂ زمین کو فضا میں خدا ہی روکے ہوئے ہے کہ وہ گرنے نہیں پاتے۔ |

بلکہ نہایت خوش اسلوبی سے یوں گردش کرتے رہتے ہیں جیسے مچھلیاں سمندر میں آرام سے تیرتی رہتی ہیں۔

| | |
|---|---|
| وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ (پ ۱۷ انبیاء ع ۳) | وہ خدا ہی ہے جس نے رات دن اور آفتاب و ماہتاب بنائے۔ سب کے سب اپنے گھیرے میں تیر رہے ہیں۔ |

"یسبحون" کے لفظی معنی ہیں "تیر رہے ہیں" اس سے صاف معلوم ہوا کہ اجرامِ سماوی کسی ٹھوس چیز میں گڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ کھلی فضا میں تیر رہے ہیں۔ اِن مظاہرِ قدرت پر غور و تدبّر کرنا اور قدرتِ الٰہی کا مشاہدہ کر کے قادرِ مطلق کی محبت دل میں پیدا کرنا عقل و شعورِ انسانی کا اوّلین و بہترین فرض ہے۔

وللّٰہ ملک السمٰوات والارض واللّٰہ علیٰ کل شیٍٔ قدیر
ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار
لاٰیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً و
قعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوات
والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ سبحانک
فقنا عذاب النار ۔ (پ ۴ آل عمران۔ ع ۲۰)

بلند کرّات اور کرۂ زمین کی حکومتِ حقیقی خدا کیلئے مخصوص ہے اور سب چیزیں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ یقیناً بلند کرّات اور کرۂ زمین کی ہستی ونمود میں اور رات اور دن کے پے درپے آتے رہنے میں اُن عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے خالقِ کائنات کی طرف دھیان لگائے رکھتے ہیں اور تمام بلند وپست کرّات اور اشیاء کی پیدائش وموجودات پر غور وفکر کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے بنانے اور ترقی دینے والے خدا! تو نے یہ عالَمِ وجود بے حقیقت وبے مقصد نہیں بنایا۔ توبہ توبہ ہم ایسی لغو وعبث حرکت تیری طرف منسوب نہیں کرسکتے۔ تو ہمیں محرومیت کے عذابِ آتشیں سے محفوظ رکھ۔

اب ہم حمد الٰہی پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں:۔

تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا
سراجا وقمراً منیرا۔ وھو الذی خلق اللیل
والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او
اراد شکوراً۔ (پ ۱۹ فرقان ع ۶)

بڑی برکت والاہے وہ خدا جس نے فضائے وسیع میں بہت سی برج یعنی کرّات بنائے اور اسی فضا میں چراغ آفتاب اور روشن ماہتاب بنائے اور وہی ہے جس نے رات دن پے درپے آنیوالے مقرر کئے کہ آثارِ قدرت پہ غور وفکر کرنیوالے اور شکر گذار بندے نصیحت وعبرت حاصل کریں ؛

# فاضل مدیر اہلحدیث اور علماء کرام کی خدمت میں گذارش

مسئلہ قیامت' دین کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ کوکب ہند۔ بہائی میگزین اور پیامبر میں جو تحقیقات پیش کی گئی ہے وہ سب علماءِ کرام کے لئے نہایت قابلِ توجہ ہے۔ ہم ان حقائق پر بہت سی علماء سے مذاکرات کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں اور پوری توجہ کر ان کے بیانات سنتے اور غور کرتے ہیں۔ آزادیٔ وجدان سے ہم جس قدر کلامِ الٰہی پر تدبر کرتے ہیں "قیامت" کا "فنا ئے عالم" سے کوئی تعلق نہیں پاتے۔ صرف یہ کہنا کہ چونکہ تمام مسلمان قیامت کو فنائے عالم سمجھتے ہیں اس لئے مان لینا چاہیے علم وحق پرستی کی میزان میں کوئی وزن نہیں رکھتا۔

لغتِ عرب اور آیاتِ قرآن کی روشنی میں زبردست دلائل سے ہم نے قیامت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس پر جتنا غور کیا جائیگا حقیقت روشن سے روشن ہوتی جائے گی۔

تمام علمائے کرام کی خدمت میں باادب گذارش ہے کہ وہ ان حقائق پر غور فرمائیں اور پھر اپنے علمی دلائل سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ عالمانہ طرزِ کلام اور خالص علمی براہین کی ضرورت ہے۔ ہم پیامبر کے پرچے متعدد علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا تے رہتے ہیں۔ فاضل مدیر اہلحدیث عرصہ سے قیامت کے متعلق مقالاتِ پیامبر کا جواب دے رہے ہیں۔ لیکن طرفین کے مقالات پڑھنے والے محققین میں سے بعض یہ رائے ظاہر کر چکے ہیں کہ اہلحدیث پیامبر کے جوابات میں عہدہ برآ نہیں ہوسکا۔ خود اہلحدیث میں فاضل مدیر اس مفہوم کے خط شائع فرما چکے ہیں بلکہ اپنی قلم سے یہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ قیامت میں آسمان زمین کا فنا ہوجانا قرآن مجید سے ثابت نہیں۔ چونکہ جنابِ موصوف نے تقاضا فرمایا تھا کہ لغتِ عرب کی بنا پر آیاتِ قرآن کے معنی کئے جائیں ہم نے پیامبر کی گذشتہ اور موجودہ اشاعت میں کسی قدر مفصل آیاتِ قیامت پر اظہار خیال کیا ہے۔ اور لغتِ عرب کے بھی مکمل حوالے دیئے ہیں۔ اب ہم منتظر ہیں کہ فاضل مدیر اہلحدیث کیا فرماتے ہیں۔ یہ مذاکرہ نہایت مخلصانہ علمی تحقیق ہے۔ جس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا جدال ونزاع ہم بالکل پسند نہیں کرتے۔ دین اور زندگی کی روحِ حقیقی وحدت ومحبت میں مضمر ہے۔ اید کم اللّٰہ تعالیٰ وایانا۔ (خادم شمس مدیر پیامبر)

# بشارات امریه

(از اخبار امری حیفا - شهر النور و الرحمة و الکلمات و الکمال و الاسماء سنه ۹۸ موافق ماه می - جون - جولائی و اگست ۱۹۴۱ عدد ۱۸۱)

بشارتِ عظمیٰ و مژدهٔ کبریٰ همانا صحت و عافیت وجودِ اقدسِ مبارک حضرت ولیّ امر الله ارواحنا لالطافه الفداست از فضلِ الهی و رحمتِ سبحانی این عطیهٔ ملکوتی و موهبتِ رحمانی موجود و برقرار فلله الحمد والمنة علیٰ هٰذا الفضل العظیم و الفیض المبین -

با وجود انقلابات جهان و تزعزعِ بنیانِ امن و امان، رایاتِ کثیره از هر نقطه و مکان که ممکن جمع از محافلِ روحانی ملی و محلی و چه از افراد بهائیان و مؤمنین و مبلغین جدید بساحتِ انور واصل و در تمشیتِ مهامِ امورِ امریه وجودِ مبارک لیلاً و نهاراً مشغول. همچنین بشاراتِ امریه واردهٔ بارضِ مقدس از بلادِ قریبه و بعیده الیٰ ابعد حدود کرهٔ زمین کل دلیل بر نشاط و فعالیت و اقداماتِ یاران در نشرِ نفحاتِ رحمن و تبلیغ امرِ ربّ منان است از جمله راپورتِ محفلِ سه ماههٔ محفل روحانی ملی استرالیا و نیوزیلند است که ترجمهٔ مضامین آن در این موقع درج و نشر میگردد. نفسِ صدورِ چنین راپورت متقن متینی که جامعِ حقائقِ معنویه و توضیحِ دقائقِ مبادی و تعالیم الٰهیه است در چنین وقت و زمانی که روابطِ عالمِ انسانی از جزئیاتِ شئون تا کلیاتِ امور بواسطهٔ طغیانِ عواملِ غرور و شرور بکلی منفسخ و منفصل و خلق از ادنیٰ تا اعلیٰ در غمراتِ حیرت و یاس مستغرق دلیل بر تائیداتِ رحمانیه و بیداری و انتباه و آگاهی و اطمینانِ یاران باقتدار و غلبهٔ آئینِ جمالِ رحمن است و بالنتیجه انوارِ تعالیم و احکام و اوامر و نواهی طلعتِ ابهیٰ جهان را فرا گیرد و بنیانِ جهل و نادانی و نزاع و جدال را از بنیاد براندازد. در واقع این راپورت روحِ رفتار و مسلکِ شائسته و مراتبِ اعمال و افعالِ پسندیدهٔ حق است که بهائیان آن اقلیم بدان متمایز و متصف‌اند و سزاوار آنکه سرمشقِ علیا و مثل اعلای بهائیانِ شرق و غرب طرّاً گردد -

## ترجمهٔ مضامین راپورت فوق الذکر جنوری ۱۹۴۱ء

یاران و همکاران عزیز - مسئلهٔ بسیار مهم برای بهائیان در این احیان که جهان منقلب و یوماً فیوماً رو بانهدام و عداوتِ ملیت بشدت در ازدیاد - اینست که با یک فکر روشنی و نظر سیمی در چنین موقفی سلوک نمایند. مدتِ چند سال حضرت ولیّ امر الله بواسطهٔ پیامهای عدیده و نامه‌های مرقومه در تنظیمِ عالم ما را حاضر و مهیای مجابه شدن با اوضاعِ حالیه کرده‌اند [illegible] فرموده‌اند در بیاناتِ واضحه صریحه ما را تربیت و هدایت بر رفتارِ مجرد و آزاد از هرگونه تعصبِ فردی و تعصبِ ملی تقلیدی نموده‌اند این حبِ وطن باید مبدل بحبِ عالم و اخوتِ عمومی شود و هر قسم از محبتهای دیگر باید در ظل و تابعِ این وفا پروری عالی باشد -

در این قسمت از ممالک (استرالیا) خلوص به بریطانیه خیلی شدید حتیٰ شدیدتر از خلوص نفسِ اهالی بریطانیا است. بصیرت و ادراکِ حقیقی روحانی لازم تا ازین وطن پرستیِ محدود موروثیِ تقلیدی و قال و قیل جنگ ترفع حاصل شود و نخبهٔ محتوم مبرمِ صلح و تجدید بنای بشریت را در عقبِ آن مشاهده نمائیم باید در این نزاعِ حالیه انهدامِ افکار و ترتیباتِ قدیمه را که دیگر فائده‌ئی برای نوعِ انسان ندارد مشاهده نمائیم بلکه این نزاع تهدید علتی صیانتِ بشر است. (حدودات عتیقه ایست که مانعِ ترقیِ نوعِ انسان بسوی مقصدیست که برای آن مقدر گشته) خیلی خوبست که

مکرر کتاب "نظم عالم" که از قلم حضرت ولی امرالله صادر تلاوت شود و در ضیاء حوادث موسفانه که در آن افتاده ایم سعی نمائیم تا معرفتی کامل‌تر و بصیرتی عمیق‌تر از سر مکنون که در یوم الله بسرعت تمام ظاهر یابیم. روزیکه تمام ملل و خلائق در محکمهٔ کبرای حق حاضر و تصورات خویش را از عدم قبول صلح جواب دهند."

ما طرفداری و یا ملامت هیچ ملت مخصوصی را نتوانیم نمود علل که موجبات جنگ است بسیار در ریشه محکم نموده ملی که بر ضد ملل دیگر قیام نماید البته عاجلاً او آجلاً سبب جنگ شود هرگز این ترتیبات در فتار اهل احیاء صلح ننماید معنی صلح نزد بهائیان اتحاد در روابط خلق جهان با یکدیگر بواسطهٔ حکومات و بواسطهٔ نظم تربیت و تنظیم اقتصادیات و سائر شئون اجتماعی بشر است. فقط یک نظم عمومی جهان که در تعالیم بهائیت وضع شده کافل صلح و علت استقرار آن در این وقت و زمان است حال فرصت مناسبی برای هر یک از مبلغین بهائیت تا بذل همت در انجام این عمل که یگانه علاج این وضعیت خطرناک است و تمام ملل در این ساعت از تاریخ بشریت گرفتار شده اند بنمایند.

مجدداً انظار را متوجه بدستورات مکررهٔ حضرت ولی امرالله راجع بعدم مداخله در فعالیت سیاسی مینمائیم تعالیم بهائی تاکید بر رفع حدودات از عموم طبقات و ملیت و نژاد مینماید برعکس روش احزاب سیاسی برله منافع قسمتی از هیئت اجتماعیه است. و مقرر ایشان در رتبهٔ اولیه برای پیشرفت و حصول آن مقاصد است بهائیان برحسب منطق و عقل نمی توانند خود را شریک و یا معاضد قانون طبقه ئی از طبقات خلق نمایند و دیگر آنکه سیاست حزبیه در این یوم از جنبهٔ نظر بین المللی حکمی ندارد.

حضرت ولی امرالله در سنه ۱۹۳۲ء در یکی از رسائل میفرمایند

"بهائیان از مشارکت و همراهی در مقاصد سیاسی ملت خودشان نسبت بسیاست حکومات خود و در ترتیبات و نظم احزاب و جمعیات چه قولاً و چه عملاً اجتناب نمایند در چنین منازعات سیاسی نه انتقاد کنند و نه طرفداری نه نقشه ئی طرح کنند و نه مسلکی اتخاذ نمایند که مضر آن مصالح اساسی وحدت عالم انسانی باشد که مراد بهائیان صیانت و انتشار اوست باید بر عزم خلل ناپذیر خود قائم و بر صراط حضرت بهاءالله ثابت و مستقیم مانند از آلودگی و تلون سیاسیون احتراز کنند و مروجین سیاست الهیه که ارادهٔ لن تتغیر و لن تتبدل حق را برای عموم بشر مجسم می نماید شوند دخول در حوزهٔ سیاست حزبیه البته خسارت بمصالح آئین الهی وارد آید و سبب ضرر امر خواهد بود."

در وقت انتخابات مملکتی حینیکه احساسات حزبی اوج یابد لازم چنان که بهائیان خصوصاً کسانیکه در سابق طرفدار حزبی از احزاب بودند خود را جمع نمایند و هیجان عواطف جمهور آنان را داخل در منازعاتی ننماید که علت حقارت امر جهانگیر الهی که منسوب بآن هستند شود.

در ۲۴ سپتمبر ۱۹۳۸ء این پیام تلغرافیاً از حضرت ولی امرالله بافتخار محفل ملی روحانی امریکا و کانادا صادر "خلوص در نظم عالم بهاءالله و صیانت مؤسسات اساسیش هر دو مستلزم معاضدت قطعی مؤمنین است در این ایام که قوای سرکش ظلمانی علت ازدیاد تفرقه و تجزیه ملل و معتقدات و طبقات مردم شده باید علی رغم فشار مسلطه بر افکار جمهور بهائیان فرداً و جمعاً قولاً و فعلاً چه در مذاکرات رسمیه و چه غیر رسمیه و یا خود در مطبوعات از انتقاد و یا طرفداری و لو بخطا غیر مستقیم باشد در این جریانات تقلبات سیاسی که در هیجان است و عاقبت

...م بشر را احاطه نماید اجتناب کنند حذر شدید باید که مبادا ...نار متراکمهٔ اینگونه حوادث بنای امر را متلاشی و امدادات فیض الهی ...ر مافوق ملل و نظام طبیعت است و بزحمت تمام و حدیثاً ...سیس گشته سد نماید.

اخبار اخیرهٔ واصله از حیفا مشعر بر تعطیل اجباری ...فل در اروپا و فلسطین و ایران است موقتاً امور امریه ...انجمنات سکونت حاصل نموده امیدواریم برادران و خواهران ما ...آن دیار در این زمان امتحان و صعوبات مؤید و مستقیم مانند. ...را چنین سزاوار تا همتی عالی در تقویت اساس مؤسسات امریه ...بذل داریم و بنیان آئین الهی را در این دیار بعیده بنیاد نهیم ...یرا هنوز بالنسبه اقدامات مهمهٔ جنگی در اینجا اتخاذ نشده و ...ئین مهیا برای وقتی شویم که احضار برای دفاع از آئین خود و شرکت ...استقرار کامل نظم اداری جمهور ملل عالم گردیم اظهار را امر مضره چه ...نظمهٔ محلی و ملی و یا بین المللی علت تاخیر پیشرفت امرالله است ...بته عدل الهی احاطه خواهد نمود. تکلیف صریح ما عمل در بنای عالم جدید ...ست که صورت خواهد گرفت.

محفل روحانی ملی استرالیا و نیوزیلند در جلسات ماه اگست ...نوامبر ۱۹۴۰ اتخاذ عدهٔ از تصمیمات مهمه نمودند از جمله توزیع کتب ...مریه بین لجنه ها برای انتشار آنها و اختیار دادن باعضای محفل ملی ...د توزیع کتب در هر شهری که میخواهند ارسال تلغرافی بمحفل ملی روحانی ...انستان مشعر بر عواطف قلبیه و ادعیه متواصله در حق آنان.

همچنین بلجنهٔ تبلیغ دستور داده شده تا میس سکیر را ...شویق بر تبلیغ و مخارج سفر ایشان را با طبرات تدارک نمایند تا دستور ...حضرت ولی امرالله برای انتشار و استقرار امر در استرالیا و نیوزیلند ...جرا شده باشد.

لجنهٔ مخصوصی معین شد تا استدعانامهٔ از ...
برای معافیت از مقاتله با تقریری راجع بمسلک بهائیان تقدیم شود. و این استدعانامه با تقریر مذکور بصورت جزوهٔ طبع و بین یاران و طالبین اطلاعات مجاناً توزیع گردد.

برای اطمینان خاطر زمامداران نسبت بآئین بهائی قرار شد یک کتاب عالم بهائی جلد هشتم با جزوهٔ مذکوره جهت رئیس الوزرای پارلمان متحدهٔ استرالیا و بهر یک از رؤسای ایالات ارسال گردد. و خواهش شود بعد از مطالعه آن کتاب را در کتابخانه پارلمان خود محفوظ دارند اجوبهٔ که تاکنون رسیده از رؤسای وزارت کانترا و سیدنی و ملبورن و ادلید و مدیر کتابخانهٔ پارلمان سیدنی میباشد و کل حاکی از وصول آن کتاب نفیس و تشکر و تقدیر از این عطیه است.

ترجمهٔ جواب مستر منزلیس رئیس الوزرای محترم کانبرا در اینموقع درج میشود. میس بردکس عزیز رئیس الوزرا امر فرمودند تا تشکر از وصول نامهٔ شما مورخه ۱۲ نوامبر و جلد هشتم کتاب عالم بهائی نمایم. تقدیر محبت شما را از ارسال این کتاب مینمایند و چنانکه مرقوم داشته بودید در تحت این کتاب در کتابخانهٔ پارلمان قرار خواهند داد. همچنین نامه های تشکر و تقدیر از دارالفنون ادلید و ولینگتون.

و نیوزیلند و ناطق پارلمان ولینگتون از وصول کتب امریه متنوعه رسیده.

هرچند معلوم نیست کنونشن در این سال منعقد شود لهذا انتخابات محفل روحانی ملی بواسطهٔ مراسلات خواهد بود اهمیت انتخابات محفل ملی را نتوان توصیف نمود. در اینموقع تبانیات محفل روحانی ملی و کنار را بنگاریم. اگر چنانچه نظر بصفات عالیهٔ که اعضای محافل بهائی باید بدان متصف باشند نمائیم. چنانچه در الواح مبارکه حضرت عبدالبهاء مرقوم هرآینه عدم لیاقت ضعف خود را ادراک نمائیم و یأس حاصل کنیم. مگر با این فکر تسلی بخش که اگر چنانچه بنحوی که باید و شاید قیام نمائیم قوهٔ محیطهٔ فضل و اقتدار الهی هر نقصی را برطرف و زائل کند لهذا بر اعضای منتخبه کنونشن لازم و واجب که بدون ادنی ذره ای از هوی و عصبیت بدون هیچگونه ملاحظات ظاهره نفوسی را ... صفات لازمه از خلوص حقیقی و جانفشانی و افکار ناضجه و کفایت